سرکاری رپورٹ

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## مباحثات

اتوار، پیر 11، 12۔ فروری 1990ء

(یکم، دو شنبہ 14، 15 رجب 1410ھ)

جلد 9 شمارہ 3، 4

(بشمول شمارہ جات 1 تا 11)

مندرجات

اتوار 11، فروری 1990ء

جلد 9 شمارہ 3


صفحہ

153 ..... تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ

155 ..... نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ جات داخلہ و جیل خانہ جات)

181 ..... نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

204 ..... غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

پوائنٹ آف آرڈر:

208 ..... سپیکر کے طرز عمل پر تبصرہ کرنے سے اجتناب کی ضرورت


پیر 12۔ فروری 1990ء

جلد 9 شمارہ 4


226 ..... تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ

پوائنٹ آف آرڈر:

228 ..... کورم کا سوال

# اجلاس کی طلبی کا فرمان

"In exercise of the powers conferred by Article 54(3) read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, Mian Manzoor Ahmed Wattoo, Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Wednesday, the 7th February, 1990 at 3.00 p.m. in the Assembly Chambers, Lahore.

MIAN MANZOOR AHMED WATTOO
Speaker,
Provincial Assembly of the Punjab"

LAHORE:
The 31st January, 1990.

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## (صوبائی اسمبلی پنجاب کا نواں اجلاس)

بدھ ' 7۔ فروری 1990ء

(چہار شنبہ 10۔ رجب المرجب 1410ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس ' اسمبلی چیمبر ' لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 15 منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور ترجمہ قاری عمور احمد ایوبی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ﴿٧﴾

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا

اَعْمَالَكُمْ ﴿٣٣﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ

مَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ﴿٣٤﴾ فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَى

السَّلْمِ ۚ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۚ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ﴿٣٥﴾

هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ

اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ

وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا

غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ﴿٣٨﴾

سورۃ محمد آیات 7 ' 33تا35 اور 38

اے ایمان والو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد فرمائے گا۔ اور (میدان جہاد میں) تمھیں ثابت قدم رکھے گا۔ (آیت 7) اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور رسول مکرم کی اطاعت کرو اور اپنے عملوں کو ضائع نہ کرو بے شک خود ہی جو لوگ کفر کرتے رہے اور دوسروں کو بھی راہ حق سے روکتے رہے پھر وہ کفر کی حالت میں مر گئے تو انھیں اللہ تعالیٰ ہرگز نہیں بخشے گا (اے فرزندان اسلام) ہمت مت ہارو اور (کفار کو) صلح کی دعوت مت دو تم ہی غالب آؤ گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے اور وہ تمہارے اعمال (اور کوششوں) کو ضائع نہیں ہونے دے گا۔ (آیات 33 تا 35) ہاں تم ہی وہ لوگ ہو جنھیں دعوت دی جاتی ہے کہ (اپنے مال) خرچ کرو اللہ کی راہ میں پس تم میں سے کچھ بخل کرنے لگتے ہیں اور جو شخص بخل کرتا ہے تو وہ اپنی ذات سے بخل کررہا ہے اللہ تعالیٰ تو غنی ہے (کسی کا محتاج نہیں) بلکہ تم (اس کے) محتاج ہو اور اگر تم روگردانی کروگے (تو اس سعادت سے محروم کر دیے جاؤ گے) اور تمہارے عوض وہ دوسری قوم لے آئے گا پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔ (آیت 38)

وما علینا الا البلاغ٥

## چیئرمینوں کا پینل

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر، میاں صاحب! آپ کے پوائنٹ آف آرڈر اٹھانے سے پہلے سیکرٹری اسمبلی پینل آف چیئرمین کا اعلان کر لیں۔

سیکرٹری اسمبلی (چودھری حبیب اللہ)، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ نمبر 14 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اجلاس ہذا کے لیے چار معزز اراکین پر مشتمل حسب ترتیب و تقدیم ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے۔

1۔ سردار عاشق حسین گوپانگ صاحب

2۔ محترمہ فوزیہ حبیب صاحبہ

3۔ ڈاکٹر سید خاور علی شاہ صاحب

4۔ مہر محمد اسلم خان بھروانہ صاحب

## پوائنٹ آف آرڈر

## اراکین کی جانب سے اسمبلی کا اجلاس طلب کرنے کی درخواست دینے کے اختیار کا غلط استعمال

جناب سپیکر، جی میاں صاحب!

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! اس زمرے میں میں یہ عرض کروں گا کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر کے بارے میں ہے۔

**Rule 184**. "A point of order shall relate to the interpretation or enforcement of these rules or such Articles of the Constitution as regulate the business of the Assembly."

آئین کے آرٹیکل 54 کے سب آرٹیکل 3 کے تابع حزب اختلاف کے اراکین نے اجلاس کی ریکوزیشن دی ہے اور اس آرٹیکل میں واضح ہے کہ،

54(3)- "On a requisition signed by not less than one-fourth of the total membership of the National Assembly, the Speaker

shall summon the National Assembly to meet, at such time and place as he thinks fit, within fourteen days of the receipt of the requisition; and when the Speaker has summoned the Assembly only he may prorogue it "

اب میں قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے قاعدہ 56 کا حوالہ دیتا ہوں۔

Rule-56 " The Speaker shall, after the disposal of questions and before the list of business is entered upon, call upon the member who gave notice and there upon the member shall raise the question of privilege and may make a short statement relevant thereto."

اب اسی کے بارے میں قاعدہ 127 کے ساتھ meet کریں وہ صوبائی اسمبلی کے بارے میں ہے۔ جناب والا! اس آرٹیکل میں قطعی تشریح نہیں کہ کب ریکوزیشن دی جائے گی؛ میں ماضی کو سامنے رکھتے ہوئے اپوزیشن کی طرف سے بتانا چاہتا ہوں کہ گزشتہ سال اس اسمبلی کے چھ اجلاس منعقد ہوئے جن میں سے تین ریکوزیشن کے تحت ہوئے ہیں۔ ہمارا پہلا اجلاس تین دن کا تھا جو حلف برداری کی لیے منعقد ہوا۔ دوسرا اجلاس بجٹ کا تھا جس میں ہم نے بجٹ منظور کرنا تھا۔ وہ اجلاس 22 دن کا تھا۔ اس کے بعد آئین میں ایک آرٹیکل یہ بھی ہے کہ 120 دن سے زیادہ وقفہ نہیں ہونا چاہیے اور صوبائی اسمبلی کو 70 دن meet ہونا چاہیے۔ اب یہ انتظار کرنا چاہیے کہ 120 دن ہوئے یا 70 نہیں ہوئے۔ میں ریکوزیشن کے بارے میں بتاتا ہوں کہ اس سے پہلا اجلاس بھی ریکوزیشن پر ہوا اور دوسرا بھی ریکوزیشن پر کیا گیا ہے۔ میری بات یہ ہے کہ یہ ریکوزیشن malafide ہے۔ ulterior motive کے تابع دی گئی ہے اور کوئی مقصد نہیں۔ جناب والا! آج یہ پانچویں ریکوزیشن ہے اور اسمبلی کا آٹھواں اجلاس ہے۔ ایک ہم نے بجٹ اجلاس کیا ہے ایک اجلاس مارچ میں کیا ہے اب اس کے بعد انتظار کرنا چاہیے کہ حکومت کو یہ استحقاق حاصل ہے کہ آیا وہ اجلاس بلاتی ہے یا نہیں؛ اگر وہ اس سے درگزر کر جاتی ہے تو پھر حزب اختلاف کی جانب سے ریکوزیشن کا حق بنتا ہے۔ جناب والا! ان کے پاس 96 ممبران ہیں یہ تو آئے دن ریکوزیشن دے سکتے ہیں۔ میں نے جو رول پڑھا ہے اس کے حساب سے اب جناب والا پر ذمہ داری عائد

ہوتی ہے۔

"A point of order shall relate to the interpretation or enforcement of these rules or such Articles of the Constitution as regulate the business of the Assembly."

یہ رول اسمبلی کے بزنس کو regulate کرتا ہے۔ یہ 54 اور 127 ہے اب جناب والا! آپ نے اس کی interpretation کرنی ہے کہ کیا یہ malafide نہیں ہے؟ کیا یہ ulterior motive کے تابع نہیں دیا گیا؟ جناب والا! ابھی آپ اسے pending بھی رکھ سکتے ہیں لیکن یہ نہ ہو کہ پانچ سات دن بعد پھر ہو جائے۔ آپ اسے prorogue بھی کر سکتے ہیں کیونکہ یہ آپ کا استحقاق ہے۔ اب میں اس بات کو لیتا ہوں کہ اگر یہ ان کا استحقاق ہے تو پھر آپ کا بھی استحقاق ہے کہ آپ اجلاس بلا کر آج ہی prorogue کر سکتے ہیں۔ رول میں اس کی کوئی تشریح نہیں کہ سپیکر نے اجلاس کو کب prorogue کرنا ہے؟ جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر قانون کے تابع ہے اور آپ کو اس پر رولنگ دینی چاہیے کیونکہ ریکوزیشن کی interpretation مبہم ہے اس میں قطعاً کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ جیسے اسمبلی کو dissolve کرنے کے بارے میں ہے جیسے پچھلی اسمبلی dissolve ہو گئی تھی کورٹ میں گئے۔ انھوں نے کہا ہے کہ یہ غیر قانونی ہوئی ہے۔ جناب والا! میرا مقصد یہی ہے کہ اگر اس کو بار بار استعمال کیا گیا تو یہ misuse of powers ہو گی۔

جناب سپیکر، وصی ظفر صاحب! آپ تشریف رکھیے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! انھوں نے [**********]

جناب سپیکر، وصی ظفر صاحب کے یہ الفاظ نامناسب اور غیر پارلیمانی ہیں۔ میں انھیں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ میں انھیں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایسے الفاظ ان کے شایان شان نہیں کہ وہ ایوان کے فلور پر ایسے الفاظ استعمال کریں۔ میاں صاحب! میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر اجلاس کی ریکوزیشن کے بارے میں ہے اور آئین کے خصوصی آرٹیکل کے بارے میں ہے۔ کیا میں اس کی interpretation کروں کہ آیا یہ ریکوزیشن malafide ہے اور کیا آئین کے

*** (بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا۔)

مطابق ان کو یہ استحقاق حاصل ہے کہ یہ ریکوزیشن کر سکیں؟

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! 184 کا سب رول اسے ہے۔

جناب سپیکر، اس میں آپ آئین کی interpretation دریافت کر سکتے ہیں؟

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! آپ نے پوائنٹ آف آرڈر کا فیصلہ بھی دینا ہے۔

جناب سپیکر، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے؟

میاں منظور احمد موہل، میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ریکوزیشن کو آرٹیکل 54 اور رول 127 کے تابع کیا جائے۔ 14 ٹھیک ہے۔ وہ دے سکتے ہیں لیکن اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا اس آرٹیکل کو usefully استعمال کیا جا رہا ہے یا malafide کیا جا رہا ہے۔ ان کے کیا مقاصد ہیں جن کے تحت یہ اجلاس بلایا جا رہا ہے؟ انھوں نے پہلے اجلاس کی ریکوزیشن دی ہے اس کے بعد دوسرے اجلاس کی ریکوزیشن دی گئی۔

جناب سپیکر ، اس بارے میں آپ مجھے بتائیں کہ سپیکر کی یہ discretion ہے کہ اس نے determine کرنا ہے کہ آرٹیکل 54 کے تحت جب نوٹس دیا جائے جب اجلاس ریکوزیشن کیا جائے۔۔۔

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! آرٹیکل 54 اور آگے 127 جو صوبے پر لاگو ہوتا ہے۔

جناب سپیکر، آرٹیکل 54 کے تحت جب نوٹس دیا جائے اجلاس ریکوزیشن کیا جائے تو اس میں سپیکر کی کوئی discretion ہے کہ وہ دیکھے کہ یہ ریکوزیشن نیک نیتی سے دی گئی ہے؟

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! میں یہ نہیں کہتا۔ آپ نے لازماً چودہ دن کے اندر اجلاس بلانا ہے لیکن اس پر یہ بھی آنا چاہیے کہ ریکوزیشن کن حالات میں دی جا سکے گی؟

جناب سپیکر، یہ کہاں ہے؟ یہ رولز میں ہے یا آئین میں ہے؟

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! رولز میں قطعاً نہیں۔ لیکن interpretation کے لیے جناب نے بھی اپنا mind apply کرنا ہے۔ اس طرح سے تو بار بار اجلاس بلایا جاتا ہے۔ فرض کیجیے آج اجلاس بلایا ہے اور پانچ دن کے بعد prorogue ہو جاتا ہے اگلے روز اسی دن پھر ریکوزیشن آ جاتی ہے پھر

آپ اجلاس بلاتے ہیں۔ پھر یہ اسی طرح ہوتا ہے تو آپ نے بھی ایک decision لینا ہے۔ یہ میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر، آرٹیکل 54 کے تحت تو Speaker shall summon the Assembly اس پر کوئی discretion نہیں۔

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! آپ summon کر سکتے ہیں اور اس پر کوئی discretion نہیں لیکن یہاں پر آپ نے اس کا فیصلہ بھی کرنا ہوگا کہ کن حالات میں ریکوزیشن دینی پڑتی ہے۔ آپ اس پر finding دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، میں سمجھتا ہوں کہ اس پر میں فوری طور پر فیصلہ نہیں دیتا لیکن بادی النظر میں میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ اگر سپیکر کی discretion ہو کہ وہ requisitioned session کے بارے میں طے کر سکے کہ آیا یہ مناسب ہے یا غیر مناسب؟ آیا یہ درست طور پر بلایا گیا ہے یا اپنے اختیارات کا misuse کیا گیا ہے؟ اگر یہ اس کی discretion ہے تو پھر وہ اس کی interpretation کر سکتا ہے اور اس کا فیصلہ دے سکتا ہے لیکن اگر discretion نہیں تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ اس کی interpretation میں الجھنے کی ضرورت نہیں۔ جب ریکوزیشن آئے گی تو سپیکر کو چودہ دن کے اندر اجلاس بلانا پڑے گا یہ آئین میں clear ہے۔

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! اس میں ابہام نہیں اور یہ میں بھی تسلیم کرتا ہوں کہ چودہ دن کے اندر آپ نے اجلاس طلب کرنا ہے۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔ یہ لازم ہے۔

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! یہ ایک پریکٹس بن گئی ہے آپ پچھلی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں کہ کبھی اسمبلی میں شاذ و نادر ایسا نہیں ہوا اور میرے خیال میں پانچ سال کی مدت میں کبھی ایک دفعہ بھی ایسا نہیں ہوا۔ لیکن یہ ابھی ایک سال کے اندر چار دفعہ اور اس سال کے آغاز میں ہی دو دفعہ اجلاس طلب کیا گیا ہے یعنی میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ۔۔۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، پہلے ہی پوائنٹ آف آرڈر زیر بحث ہے اور میں نے ان کو اجازت دی ہے کہ وہ بات

کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر، وہ irrelevant بول رہے ہیں۔

جناب سپیکر، مولیٰ صاحب! I am sorry. میں آپ کے اس پوائنٹ آف آرڈر کو entertain نہیں کرتا اس لیے کہ یہ Constitutional Provision ہے اس میں سپیکر کی کوئی discretion نہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! مجھے بھی اس پر بولنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر، اب تو اس پر فیصلہ ہو گیا ہے۔ اب میں آپ سے وقفہ سوالات کی بات کرتا ہوں۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! میں اپنے دو پوائنٹس پر آپ کی رولنگ چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ کا کوئی پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

جناب فضل حسین راہی، جی ہاں۔ پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ ایک تو جناب میری گزارش یہ ہے کہ جب غیر سرکاری کارروائی کا دن ہوتا ہے یعنی منگل کا دن تو کیا اس دن کوئی منسٹر اسمبلی میں کوئی قرارداد پیش کر سکتا ہے؟

جناب سپیکر، آپ اس پر میری finding چاہتے ہیں؟

جناب فضل حسین راہی، جی ہاں۔

جناب سپیکر، تو آپ یہ لکھ کر دے دیں میں اس پر اپنی رولنگ دے دوں گا۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! یہ اتنا مبہم تو نہیں۔ یہ تو بڑی واضح بات ہے۔

جناب سپیکر، میں اس پر اپنا mind apply کر کے رولنگ دوں گا۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! میرا دوسرا پوائنٹ یہ ہے کہ جب اسمبلی میں پوائنٹ آف کورم اٹھایا جاتا ہے تو اس کا کیا طریق کار ہے اس کو کس طرح deal کیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر، وہ تو رولز میں laid down ہے۔

جناب فضل حسین راہی، جناب سپیکر! اگر رولز کے مطابق چیئر سے اسمبلی نہ چل رہی ہو اور کوئی ممبر بار بار یہ توجہ دلائے کہ اسمبلی رولز کے مطابق نہیں چل رہی اور سپیکر یہ کہے کہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ رولز کے مطابق چل رہی ہے یا نہیں چل رہی، تو اس کارروائی کو آپ کیا کہیں گے جو کارروائی ہو

چکی ہے اور غلط ہوئی ہے رولز کے مطابق نہیں۔ رولز کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔ اس کارروائی کا آپ کیا کریں گے؟

جناب سپیکر، آپ مجھے یہ لکھ کر دے دیں میں آپ کو اس پر رولنگ دوں گا۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! میرے یہ سوالات اتنے مشکل تو نہیں ہیں۔ صرف تین باتیں ہیں۔

جناب سپیکر، اس بارے میں میں نے آپ سے عرض کی ہے کہ آپ لکھ کر مجھے دے دیں میں یہیں ہاؤس میں رولنگ دوں گا۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! میں عرض کر چکا ہوں اور یہ ریکارڈ پر آ چکا ہے۔ اب آپ نے رولنگ دینی ہے۔

جناب سپیکر، آپ کو یہ لکھ کر دینے میں کوئی اعتراض ہے؟

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! میں یہ سمجھتا تھا کہ شاید آپ رولز کے سلسلے میں اتنے ازبر ہیں اور آپ زبانی سمجھتے ہیں۔ آپ میں یہ صلاحیت ہے کہ ابھی آپ رولز کا حوالہ دے سکتے ہیں کہ یہ رول ہے اور اس کے تحت یہ بات ایسے ہے۔ آپ رولنگ دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

جناب فضل حسین راہی، جناب سپیکر! میں نے اس میں آپ کو کسی الجھن میں ڈالنے کی کوشش تو نہیں کی۔ بڑے سادہ سوالات ہیں کہ غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کے دن منسٹر قرارداد پیش کر سکتا ہے؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! جب اسمبلی کے سامنے کوئی مسئلہ ہو تو اس پر پوائنٹ آف آرڈر ہو سکتا ہے۔ آج یہ اسمبلی کے سامنے نہیں۔ اس سلسلے میں رول (2) 184 واضح ہے،

A point of order shall relate to the business or a matter before the Assembly at moment.

جو بات اس moment اسمبلی کے سامنے ہو اس پر پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا جا سکتا ہے۔ میں نے اس لیے اس پر first opportunity avail کی تھی کہ یہ اجلاس اس کے تابع ہوا ہے لہذا میں نے

پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا۔ at the moment کوئی بات نہیں کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھائیں۔

جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر کے بارے میں میاں منظور احمد موہل صاحب کی بات درست ہے۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! ہو سکتا ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر کے بارے میں ان کی کوئی بات کبھی درست ہو لیکن میرا سوال اپنی جگہ stand کرتا ہے۔

جناب سپیکر، راہی صاحب! میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں۔ آپ میری بات سمجھنے کی کوشش کیجیے۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! آپ سمجھ گئے ہیں اس لیے آپ جواب نہیں دینا چاہتے۔

جناب سپیکر، آپ میری بات سمجھنے کی کوشش کیجیے۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! میری خواہش ہے کہ جو بات بھی ہو آپ غیر جانبدار ہو کر اس کا اظہار کر دیا کریں اور میں آپ سے توقع کرتا ہوں کہ آپ ان شاء اللہ ایسا کریں گے اور آپ کرتے بھی رہے ہیں اور آئندہ بھی کریں گے۔

جناب سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا لیکن آپ یہ دونوں سوالات لکھ کر مجھے دے دیں۔ چونکہ آپ چیئر کی رولنگ چاہتے ہیں تو میں ایک دو دن کے اندر آپ کو اس پر رولنگ دے دوں گا۔

سید ذاکر حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! فاضل رکن جناب میاں منظور احمد موہل صاحب نے رول کا حوالہ دیا ہے۔ میں ان کے اس رول کو درست تسلیم کرتا ہوں لیکن وہ یہ بات پیش نظر رکھیں کہ آج غیر سرکاری کارروائی کا دن ہے؛ نہیں ہے۔ تو کیا ہم غیر سرکاری کارروائی والے دن یہ پوائنٹ آف آرڈر پیش کر سکتے ہیں جو جناب فضل حسین راہی صاحب نے پیش کیا ہے؟

میاں منظور احمد موہل، کر تو اب بھی سکتے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! اس دن تو relevant ہو گا کہ اس دن کوئی وزیر قرارداد پڑھ سکتا ہے یا نہیں پڑھ سکتا۔ کیا آپ اتفاق کرتے ہیں کہ ہم اسی پوائنٹ آف آرڈر کو غیر سرکاری کارروائی والے دن اٹھائیں؟

جناب سپیکر، میاں منظور احمد موہل صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر کی بات کی ہے اور اس کے لیے انھوں نے رولز کا حوالہ دیا ہے کہ جو مسئلہ اسمبلی کے سامنے پیش ہو اسمبلی کے سامنے زیر بحث ہو اور جس انداز میں کارروائی چلائی جا رہی ہے اس بارے میں آپ پوائنٹ آف آرڈر اٹھا سکتے ہیں۔ اس پر انھوں نے رولز کا حوالہ دیا ہے۔ آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے کہ جو راہی صاحب کا سوال ہے کہ جس روز پرائیویٹ ممبرز ڈے ہو اس روز کوئی وزیر قرارداد پیش کرنا چاہے تو وہ کر سکتا ہے؟ اس روز آپ پوائنٹ آف آرڈر اٹھانا چاہتے ہیں؟

سید ذاکر حسین شاہ، جی۔ اس دن یہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھانا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر، مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ رولز کے مطابق آپ پوائنٹ آف آرڈر اٹھائیے گا میں اس پر آپ کو جواب دوں گا۔

سید ذاکر حسین شاہ، ٹھیک ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی نوابزادہ صاحب!

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! گزشتہ اجلاس میں میں نے آپ سے رولنگ مانگی تھی کہ حکومت پنجاب کے ایڈوائزرز according to the flage rules اپنے مکانات پر اور اپنی گاڑیوں پر ہلالی پرچم لگا سکتے ہیں؟ تو جناب نے فرمایا تھا کہ اسی اجلاس میں رولنگ دوں گا اجلاس گزر گیا۔ خوشی ہوئی ہے کہ اس رولنگ کے pending ہونے سے کم از کم تین ایڈوائزروں کو وزیر بنا دیا گیا ہے۔ اگر آپ یہ رولنگ دے دیں تو اس میں میرا بھی بھلا نہیں ہوگا بلکہ بہتوں کا بھلا ہونے کی امید ہے۔ تو آج میں اس پر آپ سے رولنگ مانگتا ہوں کیونکہ آپ نے اس پر کافی mind apply کر لیا ہوگا۔

جناب سپیکر، نوابزادہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ آپ کا کیا حرج ہے کہ میری رولنگ pending ہونے سے شاید کوئی اور ایڈوائزر وزیر بن جائے گا؟

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! اگر آپ آج رولنگ فرما دیں کہ The Advisors cannot fly flags on their houses or on their cars or vehicles. تو ایڈوائزر صاحبان کو پھر یہ امید بڑھ جائے گی کہ چونکہ "پہلے کھلونا دے کر بہلایا گیا ہوں" وہ پہلے جھنڈے سے کھیل رہے تھے تو پھر

شاید ان پر دباؤ بڑھے گا کہ ہمیں بھی حقیقی جھنڈا دیا جائے۔ تو ممکن ہے جن تین حضرات کے ساتھ امتیازی سلوک ہوا ہے ان کے ساتھ بھی ایسا سلوک ہو جائے۔ اس کا تو مجھے پتا نہیں میں تو اس وقت آپ کی رولنگ مانگ رہا ہوں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے نوابزادہ صاحب!

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! گزشتہ اجلاس کے اختتام پر آپ نے ایک وعدہ کیا تھا۔ اس وقت میں نے لکھ کر یہ عرض کیا تھا کہ میں تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں کہ یہاں ایوان کی 12 دسمبر کی کارروائی تبدیل ہوئی ہے۔ میں نے عرض کیا تھا کہ ایوان میں جو کارروائی ہوئی ہے یہ تبدیل ہوئی ہے۔ اس وقت آپ نے فرمایا تھا کہ آپ اس کی کیسٹ سن لیں اور اگر کیسٹ اور اس کارروائی میں کچھ تضاد محسوس کریں تو پھر اس مسئلے کو یہاں اٹھائیں اور آئندہ اجلاس میں اسے take up کریں گے۔ جناب والا! میں نے کیسٹ سن لی ہے اور میں committed ہوں اور مجھے افسوس ہے کہ یہ کارروائی بالکل غلط ہے۔ کیسٹ پر کچھ اور کارروائی ہے لیکن آپ کے عملے نے جو کارروائی مجھے مہیا کی ہے وہ کچھ اور ہے۔ اس لیے میں آپ سے التماس کرتا ہوں کہ یہ انتہائی سنجیدہ مسئلہ ہے اور دنیا کی پارلیمانی تاریخ میں ایسے کبھی بھی نہیں ہوا کہ اجلاس کی کارروائی کو من و عن تبدیل کر دیا جائے۔ ایسے واقعات کو اس طرح سے پیش کیا جائے کہ ان کا اس کارروائی سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔ جناب والا! آپ اس بارے میں ارشاد فرمائیے اور میں آپ کے حکم کے مطابق چلوں گا۔

جناب سپیکر، راہی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں اس بارے میں یہ عرض کروں گا کہ میں خود ذاتی طور پر اس وقت ایوان میں موجود نہیں تھا جس وقت کا آپ حوالہ دے رہے ہیں لیکن میں اسمبلی کی حدود میں موجود تھا۔ فوراً میں نے سیکرٹری اسمبلی کے کمرے میں بیٹھ کر وہ ٹیپ اپنے پاس منگوائی اور میں نے ذاتی طور پر اس کارروائی کے ایک ایک لفظ کو سنا اور اس کو سمجھنے کی کوشش کی۔ پھر اس کے بعد میں نے اسے دوبارہ چلوا کر سنا اور اس کو پھر سمجھنے کی کوشش کی۔ لہٰذا اس ٹیپ میں جو یہاں ریکارڈ ہوئی اس میں کسی تبدیلی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اگر اس ٹیپ میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی ہو یا اس میں کسی قسم کی تبدیلی کے امکانات ہوں اس کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! میں ابھی استغیٰث دے دوں گا اگر آپ کی بات درست ہے۔

اس میں تبدیلی نہیں ہوئی تو پھر میری طرف سے یہ اسمبلی کے تقدس پر انتہائی غلط الزام ہے اور اسمبلی کا تقدس اس چیز کا اہل ہے کہ اگر میں اسمبلی پر غلط الزام لگاتا ہوں تو میں اسمبلی چھوڑ دوں۔ اگر میں اس اسمبلی پر کوئی غلط الزام عائد کر رہا ہوں تو آپ کا یہ حق بنتا ہے کہ آپ مجھ سے یہ اسمبلی چھڑوا لیں۔ جناب والا! یہ اعلیٰ ترین ایوان ہے۔ یہ پنجاب کا مقدس ترین ایوان ہے اور اگر میں جان بوجھ کر اس پر کوئی غلط الزام عائد کرتا ہوں تو پھر آپ کا یہ حق بنتا ہے کہ آپ مجھ سے یہ اسمبلی چھڑوائیں۔ اور میرا یہ حق بنتا ہے کہ میں از خود استعفیٰ دے دوں اور مجھے شرم آنی چاہیے کہ میں غلط کہہ رہا ہوں۔ جناب والا! میں آپ کی بات کو own کرتا ہوں۔ آپ جو فرما رہے ہیں اگر یہ درست ہے تو میں ابھی دستخط کر کے کاغذ آپ کے حوالے کرتا ہوں اور میں ابھی باہر چلا جاؤں گا۔ کیا آپ نے یہ سنا ہے کہ بشریٰ رحمٰن آپ کے وزیر سے یہ پوچھ رہی ہیں کہ "میں انھاں نوں ایوان دے وچوں باہر نہ کڈھ دیواں تو او کہندا اے کہ کڈھ دیو۔ پھر اوہ کہندی اے کہ اپنے بندیاں نوں تے چپ کرواؤ ورنہ میں انھاں نوں کیداں باہر کڈھاں" کیا آپ نے یہ الفاظ سنے ہیں؟ کیا آپ نے پھر یہ سنا ہے کہ انھوں نے پھر دوبارہ بلا کر یہ کہا ہے کہ " آپ اپنے آدمیوں کو چپ کرواؤ پھر میں انھیں باہر نکالوں۔ کیا آپ نے اس ٹیپ میں یہ سنا ہے؟ اگر یہ نہیں سنا تو پھر تو یہ بات ہے کہ ٹیپ چلا اور کارروائی ہوئی اس کارروائی کے نتیجے میں بیگم بشریٰ رحمٰن صاحبہ نے ایک فیصلہ دے دیا یہ تو ٹھیک ہے۔ جناب والا! میں نے باہر کے صحافیوں کو یہاں بلا کر وہ کیسٹ سنائی ہے اور انھوں نے بھی یہ کہا ہے کہ یار' اگر اسمبلی اس طرح کرے تو یہ بڑی shameful ہے۔

جناب سپیکر، راہی صاحب! میں آپ کی بات سے اتفاق نہیں کرتا۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! پھر کیا کیا جائے؟ کیا آپ وہ کیسٹ چلا سکتے ہیں؟ جناب والا! آپ وہ کیسٹ ابھی چلوا دیں۔ اگر آپ کی بات کیسٹ سے درست نکلتی ہے تو میں ابھی باہر چلا جاؤں گا۔

جناب سپیکر، نہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جو یہاں کارروائی ہوئی میں نے فوراً بعد اس کارروائی کو سنا ہے اور اس میں تو کہیں بھی تبدیلی کا سوال ہی نہیں۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! میں بھی تو یہی عرض کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ اور یہاں میرے سٹاف کا کوئی آدمی اس میں تبدیلی کرے اس کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ ہو سکتا ہے کہ آپ کو کسی نے whisper کیا ہو یا آپ ڈار صاحب کے کان میں کوئی whisper کریں تو یہ ضروری نہیں کہ ٹیپ اس کو catch کرے۔ نوابزادہ صاحب آپ سے علیحدگی میں کوئی سرگوشی کریں تو یہ ضروری نہیں کہ ٹیپ اسے catch کرے۔ وزیر قانون کسی معزز رکن کے ساتھی سرگوشی میں کوئی بات کریں تو ضروری نہیں ٹیپ اسے catch کرے۔ آپ یہاں Chair کے سامنے میرے کان میں سرگوشی کریں تو ضروری نہیں کہ وہ ٹیپ میں آ جائے۔ تو یہ چیزیں ہو سکتی ہیں کہ کوئی بات انفرادی طور پر کسی معزز رکن نے Chair سے کی ہو یا Chair نے کسی معزز رکن سے کی ہو تو میں ایسی باتوں کو rule out نہیں کرتا۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی ایسی بات ہوئی ہو لیکن اگر ٹیپ میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی کی گئی ہو اور آپ کہتے ہیں کہ آپ استعفیٰ دیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر ٹیپ میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی کی گئی ہو تو میں استعفیٰ دے دوں گا۔ اس میں حزب اختلاف کے رکن کے بارے میں کوئی تبدیلی ہو تو میں بطور سپیکر استعفیٰ دے دوں گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! اب آپ دیکھیے کہ یہ کوئی مذاق تو ہے نہیں بلکہ یہ بڑا سنجیدہ معاملہ ہے۔ پنجاب کے عوام آپ کی طرف بھی دیکھیں گے اور آپ نے جو آواز دی ہے جو ارشاد فرمایا ہے وہ بھی نوٹ ہو گیا ہے اور جو میں عرض کر رہا ہوں وہ بھی نوٹ ہو گیا ہے۔ پنجاب کے عوام کل اخباروں میں یہ ضرور دیکھیں گے کہ سپیکر صاحب نے بھی کہا ہے کہ میں استعفیٰ دے دوں گا اور میں بھی کہہ رہا ہوں کہ میں استعفیٰ دے دوں گا تو وہ استعفیٰ کا مقابلہ ضرور دیکھیں گے تو آپ ٹیپ چلوا دیں۔ ابھی ٹیپ چلوا دیں' کیسٹ چلوا دیں اس کا ابھی فیصلہ ہو جاتا ہے اس میں کوئی لمبا مسئلہ نہیں ہے کہ آپ ان کو بلائیں۔

جناب سپیکر، آپ اس میں کیا چیز دیکھنا چاہتے ہیں؟ کیا آپ یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ کیا ٹیپ میں تبدیلی ہوئی ہے یا نہیں ہوئی؟ کیا اس بات کا یہی معیار ہے؟

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ وہ جملے کتنی مرتبہ ٹیپ میں موجود ہیں۔ وہ کتنی مرتبہ کیسٹ میں موجود ہیں لیکن وہ اسمبلی کے ریکارڈ میں نہیں ہیں۔ جناب والا! یہ ٹھیک

ہے کہ ٹیپ لڑائی کو تو catch نہیں کرے گی۔ وہ movements کو catch نہیں کرے گی کہ کون نصراللہ دریشک صاحب کی طرف جا رہا ہے اور کون وہاں سے نکل رہا ہے۔ لیکن ایک بات کا سارا ایوان گواہ ہے کہ ہم گتھم گتھا نہیں ہوئے۔ میں اعجاز شیخ کے ساتھ گتھم گتھا نہیں ہوا ۔ مجھے باقاعدہ مارا گیا تھا اور آپ لکھ رہے ہیں کہ جی وہ گتھم گتھا ہو گئے۔ جیداں اسیں اخروٹ کھیلدیاں لڑ پے سی۔ ایہو جی کوئی گل تے وچ نہیں سی۔ انہاں نے مینوں باقاعدہ ماریا۔ لہٰذا تہانوں اوتھے باقاعدہ ایہہ لکھنا چاہیدا سی کہ فضل حسین راہی کو انھوں نے باقاعدہ مارا۔ آپ کہتے ہیں کہ فضل حسین راہی اور شیخ اعجاز حسین آپس میں گتھم گتھا ہو گئے۔

جناب سپیکر، راہی صاحب! آپ کی بات بڑی عجیب ہے میں آپ کو یہ بات کہہ چکا ہوں کہ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اگر آپ کسی سے گتھم گتھا ہو جائیں تو ٹیپ اسے catch نہیں کرتی۔ تو یہ باتیں ایسی ہو سکتی ہیں کہ ٹیپ نے انھیں catch نہ کیا ہو۔ اگر آپ کے ساتھ کوئی گتھم گتھا ہوا ہے یا آپ کسی کے ساتھ ہوئے ہیں یا آپ نے کسی کے ساتھ whispering کی ہے یا کسی نے آپ کے ساتھ کانا پھوسی کی ہے یہ باتیں تو ٹیپ میں نہیں آتیں۔ لیکن یہ بات کہ ٹیپ میں کوئی تبدیلی کی گئی ہو تو اس کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! میں نے ٹیپ میں تبدیلی کا نہیں کہا۔ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ ٹیپ کچھ اور کہہ رہا ہے اور آپ کا لکھا ہوا ریکارڈ کچھ اور کہہ رہا ہے۔ جو کارروائی ہمیں دی گئی ہے وہ کچھ اور کہہ رہی ہے اور آپ کا ٹیپ کچھ اور کہہ رہا ہے۔ جناب والا! آپ کا بڑا اعلیٰ عہدہ ہے اور اللہ آپ کو اور زندگی دے، لہٰذا آپ ٹیپ سنوا دیں اور اس قسم کے فیصلے ہو جانے چاہییں۔

جناب سپیکر، ہاں ۔ اس بارے میں یہ صورت ہے کہ آپ رپورٹنگ کی بات کر رہے ہیں کہ جو کاپیاں آپ کو بھجوائی گئی ہیں۔ آپ کا مطلب ہے کہ وہ ٹیپ سے مطابقت نہیں رکھتیں ۔

جناب فضل حسین راہی، جی ہاں۔ میرا مطلب یہی ہے کہ وہ ٹیپ سے مطابقت نہیں رکھتیں ۔

جناب سپیکر، تو یہ ہو سکتا ہے کہ مطابقت نہ رکھتی ہوں۔ یہ بات ہو سکتی ہے کہ اس میں کوئی فرق ہو۔ میں اس کی بات نہیں کر رہا اور نہ ہی میں اس کی کوئی ضمانت دیتا ہوں۔ یہ فرق ہو سکتا ہے اور اسی لیے یہ رپورٹنگ کی کاپیاں تمام معزز اراکین اسمبلی کو بھجوائی جاتی ہیں کہ آپ دیکھ لیں کہ اس میں

کوئی غلطی تو نہیں۔ اگر آپ محسوس کرتے ہیں کہ کہیں آپ نے کوئی بات کی ہے جو اس میں رپورٹ نہیں ہوئی تو اس کی تصحیح کر دیتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! اگر آپ مجھے یہ نوٹ لکھ کر بھیجتے کہ آپ اس میں دیکھیے کہ کہیں کوئی لفظ غلط تو نہیں ہے تو پھر میں آپ کو بتاتا کہ اس میں یہ لفظ درست نہیں۔

جناب سپیکر، تو آپ اس پر لکھ کر بھیجیے۔

جناب فضل حسین راہی، وہ تو سارا جھوٹ ہے۔

جناب سپیکر، نہیں۔ آپ اس پر لکھ کر بھیجیے۔ اس کا مطلب ہی یہی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ بات واضح ہو گئی۔ یہ رپورٹنگ کی کاپیز جو آپ سب صاحبان کو بھیجی جاتی ہیں وہ اس لیے بھیجی جاتی ہیں کہ آپ ان کو دیکھ لیں کہ جو ڈیبیٹ اس میں رپورٹ کی گئی ہے جو کارروائی رپورٹ کی گئی ہے آیا آپ کے خیال کے مطابق اس میں کوئی بات غلط تو نہیں ہے؟ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اس میں کوئی بات غلط ہے تو آپ اس کی درستگی کر کے ہمیں بھیجیے ہم اس کی درستگی کر لیں گے۔ اگر اس میں کوئی confusion ہو تو ہم ٹیپ سے ان کی مطابقت کر لیں گے اور اس کے مطابق اس کی درستگی کر لیں گے۔ لہذا اس میں نہ کوئی آپ کو resign کرنے کی ضرورت ہے اور نہ ہی کوئی دوسرا مسئلہ ہے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اس میں کوئی غلطی ہے تو ہم اس کی درستگی کر لیں گے۔

جناب فضل حسین راہی، ایک تجویز یہ ہے کہ آپ چار پانچ صحافیوں کو اور چار پانچ ممبران کو ادھر سے اور ادھر سے بٹھا دیں۔ اگر آپ ہاؤس میں ٹیپ نہیں چلانا چاہتے تو وہاں ان کو بٹھا دیں۔ میرا موقف یہ ہے کہ بہت ہی زیادہ فرق ہے۔ اتنا زیادہ فرق ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر، جو آپ سمجھتے ہیں کہ یہ رپورٹنگ میں کوئی غلطی ہے وہ آپ لکھ کر ہمیں دیں۔

جناب فضل حسین راہی، اچھا جی۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔ اس کے بعد ہم اس کی ٹیپ سے مطابقت کر لیں گے اور اس کی درستگی کر دیں گے۔

جناب فضل حسین راہی، نہیں۔ آپ وہ سنوا کیوں نہیں دیتے؟

جناب سپیکر، سنوا دیں گے۔ آپ کو پاس بٹھا کر سنوا دیں گے۔

جناب فضل حسین راہی، نہیں۔ پانچ صحافی بلالیں اور چار پانچ ممبر بلالیں۔۔۔

جناب سپیکر، میں کہتا ہوں کہ آپ کو سنوا دیں گے۔ آپ کو سنوا دیں گے۔

جناب فضل حسین راہی، میں تو سن چکا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ خود اس کی judgement کر لیں گے۔

جناب فضل حسین راہی، میں تو سن چکا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ یہ لکھ کر دیں اور پھر اس کی درستگی کے بعد اگر آپ کو کوئی اعتراض ہو تو پھر بات کر لیں گے۔

جناب فضل حسین راہی، جی۔ جناب والا! ویسے یہ میرا معاملہ نہیں بلکہ یہ معاملہ اسمبلی کا تھا۔ اس لیے میں نے اس پر اتنا stress کیا ہے۔

جناب سپیکر، یہ معاملہ اسمبلی کا ہے اس لیے میں نے بھی اس پر زیادہ stress کیا ہے کہ یہاں اسمبلی کے ریکارڈ کو temper نہیں کیا جا سکتا۔ ٹیپ میں کوئی تبدیلی ہو ہی نہیں سکتی۔ دنیا کی کوئی طاقت یہاں اس میں تبدیلی نہیں کر سکتی۔

جناب فضل حسین راہی، جی۔ جناب والا! اب میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آپ اسمبلی کا ٹائم تبدیل نہیں کر سکتے۔ آج کے اجلاس پر میرا یہ اعتراض ہے کہ آپ بحیثیت سپیکر پنجاب اسمبلی جو سیشن طلب کرتے ہیں اس کا ٹائم آپ تبدیل نہیں کر سکتے۔ گورنر صاحب ٹائم کو تبدیل کر سکتے ہیں لیکن آپ ٹائم تبدیل نہیں کر سکتے۔ اس اسمبلی کو موسم سرما میں 9 بجے اکٹھے ہونا ہے اور موسم گرما میں 8.30 بجے اکٹھے ہونا ہے۔ آپ اس کو تبدیل نہیں کر سکتے۔ آپ یہ نہیں کر سکتے کہ 3 بجے اسے بلا لیں یہ گورنر صاحب بلا سکتے ہیں۔ The Governor can change the time. The Governor can change the place. Speaker can not do it. لیکن آپ نے یہ ٹائم تبدیل کیا ہے اور اجلاس 3 بجے بلایا ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے اس ٹائم کو غلط summon کیا ہے۔

جناب سپیکر، یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے اور اس پر اعتراض ہے کہ اگر گورنر اسمبلی کو طلب کریں تو پھر سپیکر ٹائم تبدیل کر سکتا ہے۔۔۔

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! مجھے اجازت ہے۔ جناب سپیکر! میں اس بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، پہلے بات سن لیں۔ راہی صاحب! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اگر گورنر اسمبلی بلائے تو پھر سپیکر ٹائم میں تبدیلی کر سکتا ہے اور اگر سپیکر اسمبلی summon کرے تو اس میں ٹائم تبدیل نہیں کر سکتا۔

جناب فضل حسین راہی ، میرا مسئلہ بڑا واضح تھا۔ میں نے عرض کیا تھا کہ Speaker can not change the time. Only Governor can change the time and place. جناب والا ! آپ ٹائم تبدیل نہیں کر سکتے۔ آپ place تبدیل نہیں کر سکتے۔

میاں منظور احمد موہل، آپ کر سکتے ہیں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی میاں منظور احمد موہل صاحب!

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! آئین کے آرٹیکل (3)54 میں ہے کہ

> "On a requisition signed by not less than one-fourth of the total membership of the National Assembly, the Speaker shall summon the National Assembly to meet, at such time and place as he thinks fit...."

اور یہی 127 میں ہے جو province پر لاگو ہوتا ہے۔

جناب فضل حسین راہی، یہ Constitutional provision ہے۔

جناب سپیکر، راہی صاحب سنیں۔

میاں منظور احمد موہل، آپ جس وقت، جس place پر چاہیں اجلاس پر بلا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، میں آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کو turn down کرتا ہوں۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! یہ Constitutional provision ہے۔ یہ رول 20 ہے اس میں بڑا واضح لکھا ہوا ہے کہ Assembly shall meet at 8.30 a.m.

میاں منظور احمد موہل، وہ عام حالات میں ہے۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! عام حالات نہیں۔ یہ آپ کے رولز ہیں۔

جناب سپیکر، راہی صاحب! یہ Constitutional provision پڑھ کر آپ کو سنائی ہے لیکن آپ اس کو بھی نہیں سمجھتے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ اجلاس کی کارروائی کو آگے proceed کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ہم نے جو ایجنڈا دیا تھا یہ دو منٹ کا ہے اور اس کارروائی سے متعلقہ ہے۔ ہم نے جناب کو ایجنڈا دیا تھا اس پر جناب کے ساتھ لاء منسٹر صاحب بیٹھے تھے اور ساری بات بھی طے کی تھی لیکن جو ایجنڈا اسمبلی کی طرف سے دیا گیا ہے اس میں دو major چیزیں missing ہیں اور وہ دونوں major چیزیں میں نے دوبارہ سیکرٹری صاحب کو لکھ کر بھیجی ہیں کہ جناب' یہ miss ہیں اور یہ جو ہمارے institutions ہیں یا جو ہمارا مدعا ہے اس کو آپ کا ایجنڈا بیان نہیں کرتا۔ مثلاً اس میں ہماری کلاز نمبر 4 میں تھا کہ Illegal and unlawful excesses against the political opponents لیکن ایجنڈے میں سے بڑی صفائی کے ساتھ political opponents کا لفظ شامل ہی نہیں کیا گیا اس میں وہ چیز convey ہی نہیں کرتا۔ جناب والا! اس میں لکھا گیا ہے کہ " Police excesses and peoples clashes with police and administration." اور صرف police excesses لکھا گیا ہے اگر police excesses کے آگے against political opponents آتا تو بھی ہمارا ایجنڈا مکمل ہوتا تھا۔ اور ہماری شق نمبر 1 کو تو سرے سے ایجنڈے میں شامل ہی نہیں کیا گیا۔ To highlight the causes of total failure of the Punjab Government. میں نے یہ بھی لکھ کر سیکرٹری صاحب کو بھیجا ہے۔ آپ نے ہماری شق نمبر 8 بھی ایجنڈے میں شامل نہیں کی جبکہ وہ علٰحدہ شامل کرنی تھی۔ تو میری درخواست ہے کہ اس کو باقاعدہ ایجنڈے میں شامل کر کے اسی طرح تقسیم کیا جائے تاکہ اس پر بھی تقریریں ہوں۔

جناب سپیکر، اب وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں اور آج محکمہ تعلیم کے بارے میں سوالات ہیں۔

## جناب قربان علی چوہان ایم پی اے کی والدہ ماجدہ کی وفات پر دعائے مغفرت

جناب عبدالقادر شاہین، جناب سپیکر! میں ایک قرارداد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے معزز رکن اسمبلی جناب قربان علی چوہان کی والدہ ماجدہ قضائے الٰہی سے وفات پا گئی ہیں۔ میری استدعا ہے کہ یہ ایوان اس کے لیے دعائے مغفرت کرے۔

جناب سپیکر، جی دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلے پر دعائے مغفرت کی گئی)

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میرے اعتراض کے بارے میں کوئی حکم جاری فرمائیں۔

جناب سپیکر، جس وقت یہ بحث شروع ہو گی تو پھر اس کو take up کر لیں گے۔

MR KHALID LATIF KARDAR: Mr Speaker Sir, I had a very high opinion for Mian Manzoor Ahmad Mohal who had been elected to this Provincial Assembly twice speaking thrice against the summoning of the Assembly. He was speaking against the summoning of the Assembly by way of requisition and by required number of the members. According to the constitutional provision the required number of Honourable Members can ask for the requisition, and perhaps my honourable friend Mian Manzoor Ahmad Mohal is of the view that the Honourable Speaker might not have called this House into session as this is the practice, but I would submit he must know there is a constitutional provision. This is the constitutional provision. Honourable Speaker can call the Assembly when required number of members have asked for calling of Assembly. The Honourable Speaker is bound to call. Mr Speaker Sir, on the other hand he is talking about the powers, I would submit that he must know, no argument, no reason no locus could be advanced

when there exist a constitutional provision. This is the superior law of the land. This doesn't amount committing any breach of privilege. The Honourable Members of this House have got the constitutional right to ask for the requisition.

MR SPEAKER: This has been resolved. The point of order is already turned down.

رانا اکرام ربانی، جناب سپیکر! معزز اراکین کو سمجھ نہیں آئی کہ کاردار صاحب نے کیا کہا ہے۔ میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کرتا ہوں کہ ان کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ موبل صاحب کو منع کیا جائے کہ ایوان کا وقت ضائع نہ کریں۔

جناب سپیکر، آج کا وقفہ سوالات محکمہ تعلیم سے متعلق ہے۔

جناب جاوید محمود گھمن، جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ ---

جناب سپیکر، کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب جاوید محمود گھمن، جناب والا! آپ اسے پوائنٹ آف آرڈر ہی کہہ لیں۔ ویسے پوائنٹ آف آرڈر بنتا نہیں کیونکہ میں ایک قرارداد پیش کر رہا ہوں کہ میرے ضلع سیالکوٹ میں نہتے شہریوں پر انڈیا کی طرف سے گولی چلائی گئی اور اس میں تین آدمی اور بچے مارے گئے۔ ان کے لیے فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب سپیکر، آپ کی اس قرارداد کو اس قرارداد کا حصہ بنا لیتے ہیں جو کشمیری مسلمانوں کے بارے میں آئی ہوئی ہے۔ وہاں پر کشمیریوں کے خون سے جو ہولی کھیلی جا رہی ہے اس بارے میں ہمارے پاس کافی قراردادیں آئی ہیں۔ آپ کی اس قرارداد کو بھی اس کا حصہ بنا لیا جائے؟

جناب جاوید محمود گھمن، ٹھیک ہے۔

جناب اظہر الحسن ڈار، جناب والا! یہ اہم قرارداد ہے اس کو پیش ہونے دیں۔

## وقفہ سوالات کو مؤخر کرنا

جناب سپیکر، ڈار صاحب! یہ ٹھیک بات ہے ان کی قرارداد بھی اسی context میں ہے۔ (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز ۔ آرڈر پلیز۔ میں جناب وزیر قانون اور جناب قائد حزب اختلاف سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ آج محکمہ تعلیم سے متعلق سوالات ہیں اور وزیر تعلیم صاحب موجود نہیں اور ان کو ایک ضروری کام کی وجہ سے کہیں جانا پڑ گیا ہے جس کی انھوں نے مجھے اطلاع کی ہے اور یہ ان کی جائز مجبوری تھی ۔ اس لیے اس بارے میں ان کی درخواست ہے کہ آج کا وقفہ سوالات ملتوی کر دیا جائے اور اسی اجلاس میں اس کے لیے کوئی اور تاریخ مقرر کر لی جائے۔ ابھی تاریخیں دیکھ کر ہم اس کے لیے کوئی دن مقرر کر لیتے ہیں۔ میں اس بارے میں آپ کی رائے معلوم کرنا چاہتا ہوں۔

جناب فضل حسین راہی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب دے دیں۔

جناب سپیکر، پارلیمانی سیکرٹری صاحب بھی موجود نہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب ان کو تو سرکاری موٹر بھی دی گئی ہے۔

جناب سپیکر، پہلے قائد حزب اختلاف کو بات کرنے دی جائے۔

رانا ثوکت محمود ( قائد حزب اختلاف)، جناب والا! اس پر مشورہ ہوا تھا۔ میں نے اپنے دوستوں سے بھی مشورہ کیا ہے۔ غالباً وزیر قانون ان سوالات کا جواب دے سکیں گے جو وزیر تعلیم آج نہیں دے سکتے ۔ ہماری طرف کے معزز اراکین کا خیال یہی تھا کہ وقفہ سوالات کو ملتوی نہ کیا جائے بلکہ اس کام کو نمٹا ہی لیا جائے تو اچھا ہے۔

جناب سپیکر، پھر اس سے تو آپ کے ممبران کا استحقاق ضائع ہو گا کیونکہ وزیر قانون صاحب سوالات کے جوابات پڑھ تو دیں گے لیکن ضمنی سوالات کے جوابات نہیں دے سکیں گے کیونکہ یہ اس کے لیے تیار ہو کر نہیں آئے ۔ اس کے متعلق آج ہی ان کو آگاہ کیا گیا ہے۔

جناب فضل حسین راہی، جناب یہ تو ever ready ہیں۔

جناب سپیکر، اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کو چار پانچ روز کے لیے ملتوی کر دینے میں کوئی حرج نہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنے ضمنی سوالات بھی پوری طرح پوچھ سکیں اور ان کے جوابات بھی

آپ کو ملیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! جو وزرا صاحبان حاضر ہیں ان کے سوالات کو آج لے لیا جائے۔

جناب سپیکر، نوابزادہ صاحب! یہ کیسے ممکن ہے؟

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! اس سلسلے میں آپ کی رولنگ موجود ہے کہ آئندہ وقفہ سوالات ملتوی نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر، جی' ملتوی نہیں ہونے دیں گے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، لیکن آج پھر ملتوی کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر، ان شاء اللہ تعالیٰ میں اس بات کو یقینی بناؤں گا کہ آئندہ وقفہ سوالات ملتوی نہ ہو۔ میں نے تو آپ کو بھی یہ تجویز پیش کی تھی۔۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! شاید یہ لوگ حلقہ 99 میں مصروف ہیں اور اس اسمبلی کو اہمیت نہیں دیتے۔

جناب سپیکر، وزیر تعلیم حلقہ 99 میں نہیں ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، پھر پارلیمانی سیکرٹری کہاں ہیں؟

جناب فضل حسین راہی، سارے وزیر وہیں ہیں۔ وہاں وزیر پھرتے ہیں یا فقیر۔

جناب محمد ظہیر الدین خان، جناب سپیکر! میں تو سمجھتا ہوں کہ وزیر موصوف کے بغیر ان کے محکمے کا جواب کوئی اور نہیں دے سکتا۔ اس لیے وقفۂ سوالات کو ملتوی کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

رانا شوکت محمود، جناب والا! اگر آپ اس کے لیے کسی اور دن کا تعین کر لیں اور وزیر موصوف سے یہ کہا جائے کہ وہ اس روز موجود رہیں۔

جناب سپیکر، جی' وہ پابند رہیں گے۔

رانا شوکت محمود، جناب والا! چونکہ اجلاس شروع ہو چکا ہے اور تمام وزرا صاحبان کو بھی اس بات کا علم ہے کہ کون سے دن ان کا وقفۂ سوالات ہو گا۔ اس لیے انھیں اس دن تو موجود ہونا چاہیے چونکہ اسمبلی کی کارروائی دوسرے تمام کاموں کی نسبت اہم ہے اور تمام کاموں پر فوقیت رکھتی ہے۔ آج تو

آپ کا حکم ہے ہم اس کی تعمیل کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، مہربانی۔

رانا شوکت محمود، ہم اس کے لیے ایک دن کا تعین کر لیتے ہیں لیکن آئندہ کے لیے آپ حکم دیں کہ وزرا صاحبان وقفۂ سوالات کے دوران موجود رہیں۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! شکریہ۔ میں وزیر قانون کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ آپ وزرا صاحبان سے یہ فرمائیں کہ ان کے وقفہ سوالات کے جو ایام کار مقرر ہیں ان ایام میں ایوان میں ان کی حاضری ضروری ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کسی بھی مصروفیات کی وجہ سے وہ اسمبلی میں موجود نہ ہوں اور وقفہ سوالات معطل کرنا پڑے۔

MR KHALID LATIF KARDAR: Mr Speaker, Sir would you please give me some time to speak on the issue. I would like to submit to the House through your honour that there is no provision in the rules that the day fixed for answering the questions be postponed to any other day. It amounts to the violation of privileges of the members of this House, therefore I would submit it is your duty and the foremost duty that you should run this House according to the Constitutional provisions and the rules. There is no provision in the rules for postponing or substituting these matters to some other day.

MR SPEAKER: Thank you very much, but you are defying your Leader of Opposition.

ہم وقفۂ سوالات کو ملتوی کرتے ہیں اور میں ابھی اس کے بارے میں اگلی تاریخ مقرر کر لوں گا۔

DR. ZIA ULLAH KHAN BUNGASH: Point of Order Sir

MR SPEAKER: Dr Sahib have your seat please. Let me decide and fix a date for Education Department.

رانا صاحب! اب یہ وقفۂ سوالات 25 کو ہو گا کیونکہ 22 تاریخ تک وقفۂ سوالات ایجنڈے میں آ چکے ہیں

اور متعلقہ محکموں کو بھی اطلاع دی جائے گی ہے۔

میاں اظہر الحسن ڈار، جناب والا! پہلے یہ تو بتا دیں کہ 25 تاریخ تک اجلاس بھی جاری رہے گا یا نہیں؟

جناب سپیکر، اگر اجلاس رہے گا تو 25 تاریخ کو وقفہ سوالات ضرور ہو گا۔(قطع کلامیاں) ایک آدمی بات کرے۔ میاں محمود الحسن ڈار صاحب بات کریں۔ چھوٹے ڈار صاحب تشریف رکھیں اور بڑے ڈار صاحب بات کریں۔

میاں محمود الحسن ڈار، جناب سپیکر! میں تو اتنا ہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ 25 تاریخ کی گارنٹی دے دیں۔

جناب سپیکر، اس میں گارنٹی کی کوئی بات نہیں۔ ہم معاملات کو افہام وتفہیم سے چلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ آپ نے جب اجلاس requisition پر طلب کیا تو اس میں تاریخ کے تعین کے لیے بھی میں نے لاءمنسٹر صاحب اور قائد حزب اختلاف سے مشورہ کر کے یہ تاریخ طے کی۔ اب کس کس دن کن کن چیزوں پر بحث ہونی ہے اس میں بھی میں نے لاءمنسٹر صاحب اور قائد حزب اختلاف سے مشورہ کر کے یہ طے کیا ہے۔ اب اس اجلاس نے کب تک چلنا ہے تو یہ بھی ان سے مشورہ کر کے اور افہام وتفہیم سے طے کروں گا۔ آپ کو اس کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، یہ تعلیم والا اتوار کو کریں۔ جیسا کہ لاءمنسٹر صاحب باہر فرما رہے تھے باقی کے سارے ایک ایک دن آگے کر دیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! ذرا تشریف رکھیں۔

وزیر قانون، جناب والا! اسے اتوار کو کرنے پر مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن باقی سارے ایک ایک دن آگے کرنے درست نہیں۔ آپ بے شک اسے اتوار پر کر دیں اور جو اتوار والا ہے اسے آگے کہیں adjust کر دیں تاکہ سارا شیڈول خراب نہ ہو۔

میاں محمود الحسن ڈار، پوائنٹ آف انفرمیشن۔

جناب سپیکر، ڈار صاحب! تشریف رکھیں۔ ذرا مجھے یہ بات طے کر لینے دیں۔

میاں محمود الحسن ڈار، موہل صاحب ولیمے کی بھی دعوت دے رہے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہاں پر ممبران اسمبلی کو ---

جناب سپیکر، میاں محمود الحسن ڈار صاحب تشریف رکھیں اور مجھے یہ تاریخ طے کر لینے دیں۔ شاہ صاحب ارشاد فرمائیے۔

سید ذاکر حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آپ یہ نہیں کر سکتے یہ بات بعد کی ہے۔ آپ پہلے میری بات سن لیں۔

جناب سپیکر، ارشاد فرمائیے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! رول 49(4) میں ہے کہ

"The questions shall be answered by the Minister or Parliamentary Secretary concerned."

جواب پارلیمانی سیکرٹری یا منسٹر دے گا۔ اب جناب والا رول 44 کو ملاحظہ فرمائیں۔

"A question addressed to a Minister shall relate to public affairs with which he is officially connected, or to a matter of administration for which he is responsible:"

Provided that questions relating to a Department for which there is no Minister shall be addressed to the Minister for Law and Parliamentary Affairs.

دو صورتیں ہیں یا تو متعلقہ وزیر جواب دے یا متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری جواب دے اور اگر دونوں نہیں ہیں تو پھر قانون و پارلیمانی امور کے وزیر جواب دیں۔ اس کے علاوہ ان رولز میں کوئی remedy موجود نہیں۔ یہ جو نئی حالت arise ہوئی ہے اس کا ان رولز میں کوئی حل نہیں ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ آپ کے کمرے میں آپ کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنی تھی جس میں رانا شوکت محمود، سلمان تاثیر، ذاکر شاہ، وصی ظفر صاحب ادھر سے وزیر قانون تھے کہ اس ایوان کو رولز کے مطابق چلایا جائے گا اور اس پر سختی سے عمل کروایا جائے گا۔ لیکن آج آپ کی طرف سے violation ہو رہی ہے۔ اس طرح جب

ایک violation ہوئی ہے تو پھر ایک راستہ کھل جاتا ہے اس لیے میری گزارش ہے کہ آپ اسے رولز کے مطابق چلائیں۔ اگر وزیر قانون اسے face نہیں کر سکتے تو وہ عام معذرت کریں کہ جناب ہم اسے face نہیں کر سکتے اور آپ کے سوالات کے جوابات نہیں دے سکتے۔ جناب والا! میں پوچھتا ہوں کہ پنجاب کے exchequre پر اتنا بوجھ کیوں ہے؟ اگر یہ جان بوجھ کر deliberately پارلیمانی سیکرٹری غیر حاضر ہوتے ہیں تو پھر 70 پارلیمانی سیکرٹری بنانے کی کیا ضرورت ہے؟ اگر وزیر بھی موجود نہیں پارلیمانی سیکرٹری بھی موجود نہیں تو پھر پولیٹیکل ایڈوائزر ، خصوصی معاون سیاسی کونسلر پتا نہیں کیا کیا ہے لیکن جواب دینے کے لیے کوئی بھی موجود نہیں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ شاہ صاحب تشریف رکھیے۔میاں صاحب آپ کی اس پر ضرورت نہیں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! انھوں نے اس کی غلط interpretation کی ہے۔ اس جگہ پر رولز 44 لاگو ہوتا ہے۔ جس کا ابھی تک وزیر ہی نہ بنا ہو پھر وہ وزیر قانون کو ایڈریس کیا جاتا ہے یعنی اس متعلقہ وزیر نے ابھی تک حلف نہ اٹھایا ہو، دیکھ لیں۔

> "Provided that questions relating to a department for which there is no Minister shall be addressed to the Minister for Law and Parliamentary Affairs"

تو وہ اس کو مخاطب ہوں گے اور لکھیں گے کہ اب کیا وزیر قانون از راہ کرم بیان فرمائیں گے۔ جب وہ نہیں ہو گا یعنی جب وہ مقرر ہی نہیں ہو گا تب یہ بات ہے۔ یہ نہیں کہ وہ ہاؤس میں غیر حاضر ہو اور لاءمنسٹر اٹھ کر اس کے جوابات دیں۔ یہ ایسے نہیں ہے اس کی interpretation غلط ہوئی ہے۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب کی بات مختلف ہے۔ آپ نے اپنی بات میں ان کے پوائنٹ آف آرڈر کے جواب دینے کی کوشش کی ہے لیکن میں شاہ صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کو relevant نہیں سمجھتا اس لیے کہ اس میں ہم نے جو فیصلہ کیا ہے اس میں یہ نہیں کیا کہ متعلقہ وزیر اس کا جواب نہیں دیں گے پارلیمانی سیکرٹری اس کا جواب نہیں دیں گے یا لاءمنسٹر اس کا جواب نہیں دیں گے۔ بلکہ ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم جو آئندہ تاریخ مقرر کر رہے ہیں اس پر ہم ensure کریں گے کہ وزیر تعلیم ہی اس کا جواب دیں گے۔ تو رولز کے مطابق یہی بات ہے۔ میں شاہ صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کو

turn down کرتا ہوں۔

سید ذاکر حسین شاہ، اگر وزیر اور پارلیمانی سیکرٹری بھی موجود نہ ہوں اور وزیر قانون بھی جواب دینے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں تو پھر آپ کس رول کے تحت مؤخر کر کے اگلے دن مقرر کر رہے ہیں؟ مجھے اس رول کا حوالہ دے دیں۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں اس پر اپنا فیصلہ دے چکا ہوں اور میں ڈاکٹر بنگش کی بات تاریخ مقرر کرنے کے بعد سنوں گا۔ ذرا تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ بنگش، جناب والا! میں ایک شعر سنانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، ڈاکٹر بنگش صاحب جب کوئی شعر سننے والا نہ ہو تو پھر شعر نہیں سنایا کرتے۔ شعر تبھی سناتے ہیں جب لوگ متوجہ ہوں اور سننا چاہتے ہوں۔ ڈاکٹر صاحب یہ شعروں کا المیہ ہے کہ شعر سنانے کے لیے ذرا تردد کرنا پڑتا ہے اس کے لیے ماحول بنانا پڑتا ہے۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ بنگش، در اصل میں وہ لفظ استعمال نہیں کرنا چاہتا لیکن یہ کہوں گا کہ آپ مجھ سے کچھ ناراض لگتے ہیں۔ میں جب بھی پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوتا ہوں تو آپ کہتے ہیں کہ بیٹھ جائیں۔

جناب سپیکر، ڈاکٹر صاحب! کی یہ سیٹ بدلنا پڑے گی کیونکہ ان کے کھڑے ہونے یا بیٹھنے میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔(نعرہ ہائے تحسین) رانا صاحب! پھر اس کے لیے کونسی تاریخ مقرر کر لیں؛ اگر ایجوکیشن پر جلدی چاہتے ہیں تو 13 تاریخ مقرر کر لیں اور یہ جو لوکل باڈی والا ہے اس کو 25 تاریخ پر کر لیتے ہیں۔

رانا شوکت محمود، جناب والا! پھر شاید لوکل باڈیز کی باری نہ آئے۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ ہم اس دن دو کر لیں؟

جناب سپیکر، دو نہیں ہو سکتے۔

رانا شوکت محمود، کیونکہ ہم یہ ذہن رکھتے ہیں کہ تعلیم پر سوالات کرنے ضروری ہیں اور ان کے جوابات بھی ضروری ہیں۔

جناب سپیکر، ایوان سے پوچھتے ہوئے یہ 13 کو کریں---- 12 کو کر لیں۔ ٹھہریں، تو اسے 18 کو

کرلیں رانا صاحب! تو پھر ٹھیک ہے 13 تاریخ کو کر لیتے ہیں۔ لاءمنسٹر صاحب! ہم 13 تاریخ کو محکمہ تعلیم کے سوالات لیں گے اور لوکل گورنمنٹ کے سوالات 25 تاریخ پر چلے جائیں گے۔ آپ یہ تبدیلی نوٹ فرمالیں۔ اب ہم تحارک استحقاق take up کرتے ہیں۔

## مسئلہ استحقاق

**راؤ طارق محمود**، جناب والا! میری ایک تحریک استحقاق ہے۔ میری استدعا ہے کہ اسے سب سے پہلے لے لیا جائے۔

**جناب سپیکر**، راؤ صاحب! کون سی تحریک استحقاق ہے؟

**راؤ طارق محمود**، اسی اسمبلی کے بارے میں ہے۔ عملے کے ساتھ جو زیادتی ہوئی ہے اس بارے میں ہے۔

**جناب سپیکر**، وہ کون سے نمبر پر ہے؟

**راؤ طارق محمود**، اس کا نمبر 30 ہے۔ میری گزارش ہے کہ اسے باری کے بغیر لے لیا جائے کیونکہ یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔

**جناب سپیکر**، لاءمنسٹر صاحب! اسمبلی کے ایک سیکورٹی گارڈ کو مارنے پیٹنے کے بارے میں راؤ طارق محمود صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔ یہ چاہتے ہیں کہ اسے باری کے بغیر لے لیا جائے۔ کیا آپ نے یہ تحریک استحقاق دیکھی ہے؟

**وزیر قانون**، نہیں جناب والا۔

**جناب سپیکر**، اسمبلی کے ایک سیکورٹی گارڈ کو پولیس کے مارنے پیٹنے کے بارے میں ہے۔ یہ لاہور کی لوکل پولیس کے مارنے پیٹنے کے بارے میں ہے۔ ممبر موصوف یہ چاہتے ہیں کہ اس کو بغیر باری کے لے لیا جائے۔ اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

**وزیر قانون**، جناب والا! ابھی تک میں نے اس تحریک استحقاق کو دیکھا ہی نہیں اور نہ ہی اس کا کوئی

جواب آیا ہے۔ اس لیے اسے بغیر باری کے لینے کا کوئی فائدہ نہیں۔ میری گزارش ہے کہ اس بارے میں مجھے اچھی طرح سے دیکھ لینے دیں۔

جناب سپیکر، آپ اس کو دیکھ لیں۔

وزیر قانون، میں اس کو دیکھ لیتا ہوں۔

جناب سپیکر، پھر اس بارے میں کل بات کر لیں گے۔

وزیر قانون، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، راؤ طارق محمود صاحب! اس پر اگلے روز بات کر لیں گے۔ اگر کل نہ ہوا تو اگلے working day پر بات کر لیں گے۔

راؤ طارق محمود، جناب والا! اس وقت تک یہ جواب منگوا لیں۔

جناب سپیکر، اس وقت تک انھیں پتا چل جائے گا کہ یہ تحریک استحقاق کیا ہے؟

جناب جاوید محمود گھمن، جناب والا! مورخہ 30 جنوری کو میں آئی جی پولیس پنجاب کو ملنے گیا تھا۔

جناب سپیکر، آپ چاہتے کیا ہیں؟

جناب جاوید محمود گھمن، جناب والا! میں نے اس کے متعلق ایک تحریک استحقاق دی ہوئی ہے اور اس کا نمبر 25 ہے۔ چونکہ اس کا تعلق میری ذات سے ہے اور میرا استحقاق مجروح ہوا ہے اس میں بہت اہم افسر شامل ہیں اس لیے میں چاہتا ہوں کہ اسے بغیر باری کے لیا جائے۔ اس میں میری بے عزتی ہوئی ہے اس لیے پورے ایوان کا بھی استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میری استدعا ہے کہ اسے بغیر باری کے لے لیا جائے اور مجھے مختصر بیان دینے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔

جناب سپیکر، سردار صاحب! اس پر آپ کی کیا رائے ہے؟

وزیر قانون، جناب والا! اس سلسلے میں بھی میری یہی گزارش ہے اور میں نے پچھلی دفعہ بھی یہ گزارش کی کہ بغیر باری کے جو بھی تحاریک آتی ہیں ان کی پوزیشن یہ ہے کہ تقریباً آٹھ دس تحاریک استحقاق شروع والی ہوتی ہیں ان کے بارے میں زیادہ انفرمیشن بھی آتی ہیں اور اندازہ ہوتا ہے کہ یہ تحاریک استحقاق لی جائیں گی۔ ان کے بارے میں صحیح معنوں میں میں بھی اپنے اسمبلی بزنس کے ساتھ

جسٹس کر سکتا ہوں۔ میں ان سے گزارش کروں گا چونکہ اس میں ان کی اپنی ذات کا مسئلہ ہے اور ہمیں معزز اراکین اسمبلی کے استحقاق کا بے حد احترام ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ اس معاملے کو اسمبلی سے باہر حل کر لیں اس لیے میں ان سے گزارش کروں گا کہ اس کو باری کے بغیر لینے پر اصرار نہ کریں۔ اس بارے میں ہم دونوں مل کر پھر آپ کی خدمت میں گزارش کریں گے۔

**جناب جاوید محمود گھمن**، جناب والا! میں تقریباً دو دن بعد آؤں گا۔ اگر اس مسئلے کو حل نہ کیا گیا تو پھر میں دوبارہ آپ سے عرض کروں گا۔ شکریہ۔

**مولانا منظور احمد چنیوٹی**، جناب والا! عصر کی نماز کا وقت ہو چکا ہے لہٰذا وقفہ نماز کیا جائے۔

**جناب سپیکر**، دس منٹ کے لیے وقفہ نماز کرتے ہیں اور چار بج کر پینتیس منٹ( 4.35) پر دوبارہ ہاؤس شروع ہو گا۔

(اس مرحلے پر نماز عصر کے لیے ایوان کی کارروائی ملتوی کی گئی)

(نماز عصر کے بعد 4.45 پر جناب سپیکر دوبارہ کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

**جناب سپیکر**، ہمارے پاس کچھ ایسی تحاریک استحقاق آئی ہیں جو کسی بھی اعتبار سے جو آئین میں معزز اراکین کو دیئے گئے استحقاقات پر پوری نہیں اترتیں اور یہ ہمارا فیصلہ تھا کہ جو تحاریک استحقاق رولز کی نفی کریں اور جن سے دل آزاری پیدا ہو اور ہاؤس کا ڈیکورم متاثر ہونے کا اندیشہ ہو ایسی تحاریک استحقاق کی حوصلہ افزائی نہیں کی جائے گی بلکہ ان کو discourage کیا جائے گا اور ایسی تحاریک استحقاق کو kill کیا جائے گا۔ تو اس سلسلے میں کچھ ایسی تحاریک استحقاق جن کا granted privileges سے تعلق نہیں اس لیے ہمیں اس بارے میں احتیاط کرنا ہو گا اور رولز کے مطابق تحاریک استحقاق پیش کرنی ہوں گی۔ میرے خیال کے مطابق تحریک استحقاق نمبر 3,2,1---

**جناب عبدالقادر شاہین**، جناب والا! تحریک استحقاق نمبر 1 میری ہے اور یہ کسی قانون اور ضابطے کے مطابق نہیں جبکہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ جانتے ہیں کہ میں جس سیاسی پارٹی کا کارکن ہوں۔۔

**جناب سپیکر**، شاہین صاحب! تشریف رکھیے۔ میں تحریک استحقاق نمبر 6,5,4,3,2,1 اور 7 کو out of order قرار دیتا ہوں۔ اور محمود الحسن ڈار صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی تحریک استحقاق نمبر 8 پیش کریں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! جو قاعدہ ہے میں اس کو آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ جیسے آپ فرما رہے ہیں بات ایسے نہیں ہے۔ یہ آپ کا version ہے اور جب ہم پیش کریں گے تو اس وقت وزیر قانون کا کام ہے کہ وہ ثابت کریں کہ یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی اور ہمارا کام ہے کہ ہم ثابت کریں کہ یہ تحریک استحقاق بنتی ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 2 میری ہے۔ میں رولز آف پروسیجر صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے حوالے سے اس فلور پر ثابت کروں گا کہ نہ صرف میرا بلکہ پیپلز پارٹی سے تعلق رکھنے والے تمام اراکین کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میں آج دکھ کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ جب کبھی بھی وزیر اعلیٰ کے بارے میں کوئی تحریک استحقاق پیش ہوئی ہے اور میری یہ ساتویں تحریک استحقاق وزیر اعلیٰ کے حوالے سے ہے انھیں چیمبر میں kill کیا گیا ہے۔ کیا وہ قائد ایوان نہیں؟ کیا وہ اس اسمبلی کے سامنے جوابدہ نہیں؟ اور کیا ہم انھیں کھلی چھٹی دے دیں کہ وہ اخبارات میں ہمیں ملک دشمن قرار دیں اور فتوے صادر کرتے رہیں؟ جناب والا! ہم اس کا جواب کہاں دیں؟ آپ ان کی بات بھی سنیں اور ہماری بات بھی سنیں اس کے بعد پھر آپ کا حق شروع ہوتا ہے آپ اسے out of order قرار دیں، اسے rule out کر دیں یا اسے admit کریں لیکن ایسے کبھی نہیں ہوا۔ قومی اسمبلی میں اپوزیشن کا ایک رکن تحریک پیش کرتا ہے کہ ایک وفاقی وزیر نے ریسٹ ہاؤس کی تزئین و آرائش کی ہے تو اس پر ایک گھنٹہ بحث ہوتی ہے۔ وزیر صاحب بھی بحث کرتے ہیں اور ممبران بھی بحث کرتے ہیں، سپیکر ان کو سنتا ہے اور اس پر فیصلہ محفوظ رکھتا ہے۔

جناب سپیکر، تحریک استحقاق پر؟

سید ذاکر حسین شاہ، جی ہاں۔ ایک وفاقی وزیر کے ریسٹ ہاؤس کے بارے میں تحریک استحقاق پر دو دن بحث ہوتی رہی حالانکہ اگر ایک وزیر نے کسی ریسٹ ہاؤس کی آرائش کی ہے تو اس سے باقی اراکین کا استحقاق کیسے مجروح ہوتا ہے۔ لیکن یہاں تو کہا گیا ہے کہ پیپلز پارٹی ملک دشمن جماعت ہے میں اس جماعت کا پچھلے بیس سال سے رکن ہوں۔ تو کیا اس کا مطلب ہے کہ میں بھی ملک دشمن ہوں؟ اس طرف جو سب لوگ بیٹھے ہیں یہ ملک دشمن ہیں؟ آپ کیسے کہتے ہیں کہ یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی؟ جناب والا! آج یہاں پر یہ تحریک استحقاق پیش ہو گی۔ ہم اس پر stand لیں گے اصرار کریں گے اور قواعد ہمارے ساتھ ہیں۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! اب میں آپ کو یہ کہوں گا کہ آپ اس پر مزید بات نہ کریں کیونکہ واعد آپ کو اس بات کی اجازت نہیں دیتے ۔ میں اس پر اپنا فیصلہ دے چکا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ تحریک استحقاق نمبر 7 تک جو تحاریک استحقاق ہیں یہ رولز کی negation ہیں اور ان کو یہاں ہاؤس میں نہیں آنا چاہیے اس سے ہاؤس کا ماحول اور ڈیکورم خراب ہو گا ۔ ایسی heated discussion جس سے جذبات مشتعل ہوں اور جس میں بات اس حد تک پہنچے کہ اس ہاؤس کے وقار پر زد پڑے۔ تو ایسی تحاریک استحقاق جو آپ کی طرف سے ہوں یا Treasury Benches کی طرف سے ہوں میں ان کو allow نہیں کروں گا۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ تحریک استحقاق پیش نہ کرنے سے ماحول اس سے بھی زیادہ خراب ہو گا لیکن پیش کرنے سے ماحول خراب نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! مجھے آپ سے یہ توقع نہیں ہے۔

جناب عبدالقادر شاہین، جناب والا! میری گزارش ہے کہ میں جس سیاسی پارٹی کا ورکر ہوں اسی سیاسی پارٹی کو یہاں کا ایک آمر گالی دے اور میں خاموش رہوں۔ یہ بالکل غلط ہوگا اس لیے مجھے تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ اس کے بعد آپ فیصلہ کریں گے کہ اسے استحقاق کمیٹی کو بھیجنا ہے یا نہیں۔

جناب سپیکر، شاہین صاحب! میں اس پر فیصلہ دے چکا ہوں۔

جناب عبدالقادر شاہین، جناب والا! یہ غلط فیصلہ ہے۔

MR. SPEAKER. Take your seat please. Have your seat please

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! میں رولز پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! آپ اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں ۔ تحریک استحقاق نمبر 8 میاں محمود الحسن ڈار صاحب کی ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد فاروق: جناب والا! شاہ صاحب اپنی سیٹ پر نہیں ان کی سیٹ نمبر 266 ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ: میں نے ایک دفعہ پہلے اجازت لی تھی۔

جناب سپیکر: آپ اپنی سیٹ سے ہی بول رہے ہیں؟

سید ذاکر حسین شاہ: جی نہیں۔ میری سیٹ یہ ہے۔

جناب سپیکر: تو پھر آپ اپنی سیٹ سے ہی بول سکتے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! اس کا مائیک ٹھیک نہیں ہے۔

جناب سپیکر: سیٹ کے بغیر نہیں بول سکتے۔ آپ دوسرے مائیک سے بات کر سکتے ہیں۔ (قطع کلامیاں) بیگم صاحبہ! میں شاہ صاحب کو پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کی اجازت دے چکا ہوں۔ آپ ان کے بعد بات کر سکتی ہیں۔ جی شاہ صاحب!

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ رول نمبر 56 کو ملاحظہ فرمائیں۔

> "The Speaker shall , after the disposal of questions and before the list of Business is entered upon , call upon the member who gave notice and there upon the member shall raise the question of privilege and may make a short statement relevant thereto."

جناب والا! اس میں جو ممبر نوٹس دیتا ہے آپ اسے تحریک استحقاق اور شارٹ سٹیٹمنٹ پڑھنے کی اجازت دیں گے۔ اس کے بعد آپ جو چاہیں کریں اسے rule out کریں یا admit کریں یا اس کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ---

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! رول نمبر 55 کو بھی ملاحظہ فرمائیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! کیا میں پوائنٹ آف آرڈر پر بول سکتا ہوں؟

MR SPEAKER: He is already on a point of order. Let him speak.

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! میں رولز کے مطابق یہ ثابت کروں گا۔ پہلے رول نمبر 54 ہے۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: He is flouter.

جناب سپیکر، نوابزادہ صاحب کے ریمارکس غیر پارلیمانی ہیں۔

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! یہ ٹوپی اور مشبہ کر کے اسمبلی میں کیا صورت حال پیدا کرتے ہیں۔ یہ کیا کرتے ہیں؟ ان کو ہوش آنی چاہیے۔

جناب سپیکر، آرڈر پلیز ۔ میاں صاحب تشریف رکھیں ۔ (قطع کلامیاں) نوابزادہ صاحب تشریف رکھیں ۔ نوابزادہ صاحب تشریف رکھیں۔

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! آپ فیصلہ دے چکے ہیں۔

جناب سپیکر، میاں صاحب! تشریف رکھیں ۔ میں شاہ صاحب کو بولنے کی اجازت دے چکا ہوں اور وہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں لیکن شاہ صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر۔۔۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! پورا سن لیں۔ میں ان کی خواہش پوری کروں گا۔

جناب سپیکر، ارشاد فرمائیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! اب ہم رول 55 پر آتے ہیں۔

"The right to raise a question of privilege shall be governed by the following conditions, namely:-

(i) the question shall relate to a privilege granted by the Constitution , any law or rules made under any law;"

جناب والا! رول 55(i) کے تحت میرا استحقاق مجروح ہوا ہے اور رول 54 کے تحت Speaker shall call upon me.

جناب سپیکر، شاہ صاحب! رول 53 پڑھیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! رول 55 کے تحت تحریک استحقاق بنتی ہے۔

جناب سپیکر، آپ پہلے رول 53 پڑھیں پھر بات کریں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! رول 55 کی جو conditions ہیں میں وہ عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ ذرا 53 پڑھیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! 53 یہ ہے کہ،

"A member may, with the consent of the Speaker, raise a question involving a breach of privilege either of a member or of the Assembly or of a Committee."

MR SPEAKER: It is self explanatory.

سید ذاکر حسین شاہ ، جناب والا ! اب اس کا جواب سن لیں کہ دنیا بھر میں discretion اس طرح arbitrarily استعمال نہیں ہوتی۔ اس طرح تو آپ ہر ایک کے بارے میں کہہ سکتے ہیں کہ آپ کی discretion میں یہ نہیں بنتی۔ اس طرح تو اس ہاؤس میں کوئی تحریک استحقاق پیش ہی نہیں ہوسکتی۔ یہ آپ کا ذہن تعین کرے گا کہ یہ تحریک استحقاق بنتی ہے یا نہیں۔ اس طرح تو کسی تحریک استحقاق میں بھی This formula can be stretched to any limits or as wide as possible پھر تو 55 میں condition لگا دی گئی ہے۔ 53 کے بعد اگر 55 میں یہ تحریک استحقاق کی condition پوری کرتا ہے تو آپ اسے پڑھنے کی اجازت دیں گے۔ کیا اگر کوئی آدمی مجھے ملک دشمن کہے گا تو اس سے میرا استحقاق مجروح نہیں ہو گا؟ کون کہتا ہے کہ کسی کو یہاں غدار کہنے سے استحقاق مجروح نہیں ہوا؟ جناب والا! یہ تو صرف وزیر اعلیٰ کی شخصیت کو بچانے کے لیے ہے۔ کیا وہ فرشتے ہیں کہ ہمیں غدار قرار دیتے رہیں اور ملک کے اخبارات شہ سرخیاں لگائیں اور ہم اس بارے میں تحریک استحقاق بھی پیش نہ کر سکیں اور آپ کہیں کہ تحریک استحقاق نمبر 1 سے لے کر نمبر 7 تک تحاریک استحقاق نہیں بنتیں۔ جناب والا! اگر آپ نے credibility بنانی ہے تو میں پہلے بھی کئی دفعہ عرض کر چکا ہوں کہ قومی اسمبلی کے سپیکر جناب ملک معراج خالد صاحب کا رویہ ایسا ہے کہ اپوزیشن کو بھی جرأت نہیں ہوتی When there will be injustice, there will be reaction. آج رول 55 (i) کے تحت میری پارٹی کو ملک دشمن کہا گیا ہے۔ میں اس پارٹی کا رکن ہوں یہ تمام لوگ اس پارٹی کے رکن ہیں کون کہتا ہے کہ استحقاق مجروح نہیں ہوا؟ استحقاق مجروح ہوا ہے۔

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! میری عرض ہے کہ آپ ایک رولنگ دے چکے ہیں۔ کیا اس

بارے میں پوائنٹ آف آرڈر پر اتنی بات ہوسکتی ہے؛ تو میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جب آپ نے ایک فیصلہ دے دیا ہے تو کیا اس کے بعد اسی کو پھر ایک پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے یہ پیش کر سکتے ہیں؟

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! چودھری پرویز الٰہی صاحب نے کہا تھا کہ پیپلز پارٹی دہشت گرد ہے یہ تحریک آپ کے سامنے پڑھی گئی تھی جس پر انھوں نے جواب دیا تھا کہ اس قسم کی تحریک استحقاق اس سے پہلے ایوان میں پیش ہو چکی ہے۔ یہ آپ کی موجودگی میں پیش ہوئی ہے۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیئے۔ میری بات سنیئے کہ عام طور پر جو تحاریک استحقاق پیش ہوتی رہی ہیں میں ان پر معزز اراکین اسمبلی کو اجازت دے دیتا ہوں کہ وہ اپنی تحریک استحقاق پڑھ لیں اور اس پر شارٹ سٹیٹمنٹ دے دیں۔ ہم نے یہ طریق کار اس لیے اپنائے رکھا کہ ہمارے معزز اراکین جوں جوں رولز سے اور اس کے پروسیجر سے اور ایوان کی روایات سے واقفیت حاصل کرتے چلے جائیں گے توں توں معاملات strictly رولز کے مطابق چلتے جائیں گے۔ اس لیے ابتداء میں ایسی صورت حال رہی کہ جس میں جو بھی تحریک استحقاق آئی اسے عام طور پر پڑھنے کا موقع دے دیا گیا۔ لہذا اسے اب ایک precedent نہیں بنایا جا سکتا ۔ دوسری بات یہ ہے کہ پچھلے دنوں اس ایوان میں جب ایک انتہائی افسوس ناک واقعہ پیش آیا تو اس پر حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے معزز اراکین میرے ساتھ اکٹھے ہوئے اور ہم نے آپس میں بیٹھ کر اس بارے میں چند فیصلے کیے اور ہم نے اس پر ایک code of conduct بھی بنانے کی کوشش کی تاکہ آئندہ کے لیے ایسے واقعہ کو نہ دہرایا جا سکے۔ شاہ صاحب! آپ خود بھی اس میں موجود تھے اور بھی معزز اراکین اسمبلی جن کو میں اس وقت اس ایوان میں دیکھ رہا ہوں اس وقت موجود تھے جس کے بارے میں ہم نے اراکین اسمبلی کی منشا کے مطابق یہ فیصلہ کیا تھا کہ ایسی تحاریک استحقاق جن سے ایوان کا ماحول خراب ہونے کی توقع ہو کو discourage کیا جائے۔ ان سب باتوں پر تمام اراکین اسمبلی متفق تھے ان پر نہ تو کوئی ابہام تھا اور نہ ہی کسی کی طرف سے کوئی اختلاف تھا۔ تو اس سلسلے میں جو ایک فیصلہ طے ہوا ہے اس کے مطابق آج کی یہ جو تحریک استحقاق وزیر اعلیٰ پنجاب کے بارے میں ہے اور انھوں نے ایک بات اپنے ایک جلسہ عام میں کی ہے۔ بات کی ہو گی اور آپ کے جذبات مجروح ہوئے ہوں گے آپ کے لیے ایک

فورم ہے آپ بھی جلسہ عام میں بات کیجیے۔ (قطع کلامیاں) آپ حضرات بات سنیے۔

جناب عبدالقادر شاہین، [**********]

جناب سپیکر، شاہین صاحب! میری بات سنیے۔

جناب عبدالقادر شاہین، [**********]

جناب سپیکر، بات سنیے۔ آپ اب مداخلت نہیں کر سکتے۔

جناب عبدالقادر شاہین، [**********]

جناب سپیکر، شاہین صاحب! تشریف رکھیے۔

جناب عبدالقادر شاہین، [**********]

جناب سپیکر، شاہین صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

جناب عبدالقادر شاہین، [**********]

جناب سپیکر، جناب شاہین نے اس ایوان کے رولز کی اور اس کی روایات کی دھجیاں اڑانے کی بات کی ہے میں ان کی ساری بات کو ایوان کی کارروائی سے حذف کرتا ہوں اور میں مسٹر شاہین کو ---

جناب عبدالقادر شاہین، میں آپ کے رویہ پر واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، میں مسٹر شاہین کو ایوان سے باہر نکالتا ہوں۔

جناب عبدالقادر شاہین، میں خود باہر چلا جاتا ہوں۔

جناب سپیکر، میں آپ کو باہر نکالتا ہوں۔ میں عبدالقادر شاہین کو اس ایوان سے تین دن کے لیے باہر نکالتا ہوں۔ میاں محمود الحسن ڈار صاحب! اپنی تحریک استحقاق پیش کریں۔

رانا شوکت محمود، جناب والا! آج اس اجلاس کا پہلا دن ہے اور ہم بڑے سنگین دور سے گزر رہے ہیں۔ میں نے متعدد بار اس ایوان میں یہ عرض کی ہے اور میں نے ہمیشہ اس بات کو دہرایا ہے کہ اس صوبے کے چھ کروڑ عوام اور اس ملک کے بارہ کروڑ عوام ہماری ہر دن کی کارروائی کو دیکھتے ہیں کہ ان کے حقوق کے تحفظ کے لیے اور ان کے مفادات کے تحفظ کے لیے اور ان کے حالات کو بہتر بنانے

*** (بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

کے لیے اس ایوان میں کیا کارروائی کرتے ہیں۔ جناب والا! یہ ایک بنیاد ہے اور اس اسمبلی کے وقار اور عزت کی جو بنیاد ہے وہ اس اصول پر رکھی ہوئی ہے کہ ہم اپنی کارگزاری کو کس طرح اور کس انداز میں یہاں چلاتے ہیں۔ یہ بہت افسوسناک واقعہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب ہم آئین میں یہ فیصلہ کر رہے تھے کہ ایوان کو کس طرح پروقار انداز میں چلایا جائے اور اس کے وقار میں کس طرح اضافہ کیا جائے تو اس وقت یہ بات جناب وزیر قانون، آپ اور میرے دوسرے دوست جو اس وقت موجود تھے وہ سب کے سب اس بات پر متفق تھے کہ جو شخصیات اس ایوان کی ممبر نہیں اُن کے بارے میں جب کوئی رائے زنی ہو تو اس پر ہمیں سوچ بچار کر لینا چاہیے کہ وہ اس ایوان میں بیٹھ کر جواب نہیں دے سکتے۔ لیکن ایک انتظامی عہدہ رکھنے کی حیثیت سے وزیر اعلیٰ پنجاب یہاں ہر روز زیر بحث آئیں گے کیونکہ انتظامی امور کو زیر بحث لانا اس اسمبلی کا ایک بنیادی فرض ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بنیادی حق بھی ہے۔ ہر ممبر اسمبلی جو حزب اقتدار میں یا حزب اختلاف میں ہے جب بھی اپنے حلقے میں ہوتا ہے یا اپنے ووٹروں کے ساتھ ہوتا ہے یا عوام کے ساتھ ہوتا ہے یا جو مختلف طبقات جو اس صوبے میں بستے ہیں ان کے ساتھ ہوتا ہے، طالب علموں کے ساتھ ہوتا ہے، مزدوروں اور کسانوں کے ساتھ ہوتا ہے ان کی جو بھی شکایات یا تکالیف ہیں ان کو جب بھی انتظامی طور پر زیر بحث لائیں گے تو اس میں پنجاب حکومت اور اس صوبے کے وزیر اعلیٰ زیر بحث آئیں گے۔ جناب والا! یہ ایک بنیاد ہے اور ہمیں کسی صورت میں بھی اس سے گریز نہیں کرنا چاہیے نہ ہی ہمیں اس بات پر کوئی خوف و خطر ہونا چاہیے کہ جناب کے وزیر اعلیٰ زیر بحث آتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ بطور نواز شریف زیر بحث نہیں آتے وہ بطور وزیر اعلیٰ پنجاب زیر بحث آتے ہیں۔ تو میرے خیال میں اس بات کو تسلیم کر لینا چاہیے کہ وہ اس ایوان کے ممبر ہیں اور یہ ان کی کابینہ ہے اور یہ ایوان ایک جواب دہی کے اصول کے تحت جواب دہی لینے کا نہ صرف حق دار بلکہ ہمارا فرض ہے۔ اور ہم اپنے فرض میں کوتاہی کریں گے اگر ہم کوئی ایسی باتیں بلا روک ٹوک جانے دیں جو باتیں ایک ممبر، کوئی ممبر اپنی صوابدید اور ضمیر کے مطابق سمجھتا ہے کہ اس کا جواب دینا ضروری ہے۔ تو اس جواب دہی کے اصول کو بنیاد بنا کر یہاں پر وزیر اعلیٰ کی ذات کو بھی زیر بحث لانا کوئی ایسا جرم نہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جو بحث آج شروع ہوئی وہ بھی بلاوجہ شروع ہو گئی۔ وہ اس لیے بلاوجہ شروع ہوئی کہ اس میں کوئی بھی ایسی بات نہیں تھی جو ممبران اسمبلی حزب اختلاف کی طرف سے کرنے لگے تھے جو پہلے

نہیں ہوئی۔ آپ نے عبدالقادر شاہین صاحب کے بارے میں ایک حکم صادر کر دیا ہے لیکن ان کی جو تحریک استحقاق ہے اور وہ اخبار کے حوالے سے بات کر رہے تھے جو خبر تمام اخبارات میں پہلے آ چکی ہے اور پہلے پڑھی جا چکی ہے۔ اس بات پر پہلے بہت سارے تبصرے ہو چکے ہیں اور یہ بات ایک عام سی ہے۔ یہ بیان باقاعدہ ہوا اور اس بیان کے بارے میں کوئی تردید وزیر اعلیٰ یا ان کے جو مشیر ہیں کی طرف سے یا کسی اور آئی جے آئی کے دوست نے نہیں کی کہ انھوں نے یہ سٹیٹمنٹ نہیں دی۔ تو جب وہ ایک سٹیٹمنٹ قبول کر رہے ہیں اور اس سے کسی ممبر اسمبلی کی دل آزاری ہوئی ہے تو اس کو پڑھ دینا میرے خیال میں کوئی ایسا جرم نہیں تھا کیونکہ ایک حقیقت کو تسلیم کیا جا چکا ہے اور اس بارے میں جو بھی جذبات ایک دوست کے ہیں اگر وہ یہاں آ جاتے تو کوئی ایسی بات نہیں تھی۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس ایوان کی بہتری میں اور اس کو بہتر چلانے میں اس کے جو بھی ہمارے دوست ہیں ان کے جذبات کو اس spirit کے ساتھ ' اس جذبہ کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کے لیے آپ اپنے فیصلے پر نظر ثانی فرمائیں۔ یہ ہماری درخواست ہے وگرنہ پھر ہم اس بارے میں اپنی پارٹی کا کوئی فیصلہ کر کے متفقہ طور پر اس پر ایک لائحہ عمل اختیار کریں گے۔

**جناب سپیکر**، جناب لاہنسٹر صاحب!

**وزیر قانون**، جناب سپیکر! آج میں نے جناب قائد حزب اختلاف سے فون پر مؤدبانہ گزارش کی تھی کہ جو code of conduct اس دن ہم نے بڑی محنت ' کوشش اور باہمی افہام وتفہیم سے بنایا تھا اس کی سختی سے پابندی کی جائے۔ اور موجودہ اجلاس جو اپوزیشن نے ریکوزیشن کیا ہے اس کو خوبصورت انداز میں چلانے کے لیے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جائے۔ جناب والا! یہ سارا ہاؤس اس چیز کا شاہد ہے اور جناب خود بھی اس چیز کے شاہد ہیں کہ تین بجے سے یہ کارروائی شروع ہوئی ہے اور اب 5 بج کر 15 منٹ ہو چکے ہیں اس وقت تک عملی طور پر جہاں تک ہاؤس کی عملی کارروائی کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس کے ساتھ انصاف نہیں کر سکے۔ ہم تو یہ سوچ رہے تھے کہ جناب قائد ایوان نے جن جذبات کا گزشتہ دنوں میں اپنی تقریر میں کیا کہ کشمیر کے معاملے میں مرکزی حکومت اور ہم ایک ہیں انہی جذبات کی جھلک اس ہاؤس میں آج پہلے دن محسوس کی جائے گی اور نظر آئے گی۔ جب انھوں نے یہ دست تعلق بڑھایا تھا تو اس سے پہلے انھوں نے 5 فروری کو ہڑتال کی کال دی ہوئی

تھی اس کا جواب مرکزی حکومت نے بھی بہت مثبت انداز میں دیا انھوں نے بھی 5 تاریخ کو چھٹی کا اعلان کیا اور مکمل ہڑتال کی بھر پور حمایت بھی کی۔ ایک ایسا خوبصورت ماحول پیدا ہو گیا تھا کہ عوام کو ، قوم کو ایک روشنی کی جھلک نظر آنی شروع ہو گئی تھی کہ شاید ہمارے لیڈروں نے یہ محسوس کر لیا ہے کہ عوام کیسے محسوس کرتے ہیں کہ عوام کے جذبات ہماری آپس میں مقابلے کی پالیسی کے متعلق کیا ہیں۔ جناب والا! عوام تو آج نظر لگا کر بیٹھے تھے کہ آج ہماری ہاؤس کی کارروائی اس خوبصورت انداز میں چلے گی کہ وہ یہ سمجھیں گے کہ یہ جو باہمی افہام وتفہیم کا سلسلہ کشمیر ایشو پر شروع ہوا ہے شاید یہ باہمی افہام وتفہیم کا سلسلہ قدرت کی طرف سے ہمارے لیے ایک نعمت ثابت ہو گا اور ہمارے جو آپس کے معاملات ہیں ان کو بھی بہتر انداز میں چلانے کے لیے یہ معاون ثابت ہو گا۔

جناب والا! اس دن جب ہم آپس میں یہ باتیں کر رہے تھے تو یہی فیصلہ ہوا تھا کہ پہلے جناب نے یہ جو کھلی چھٹی دی ہوئی تھی کہ جو بھی تحریک استحقاق آئے اس کو پڑھا جائے تو اس وقت اپوزیشن کی تعداد 9/8 تھی جن میں سے 4/3 اپوزیشن کے ممبرز کی گورنمنٹ کے ساتھ تقریباً انڈر سٹینڈنگ زیادہ تھی ۔ اس وقت اس قسم کی صورت حال کے ساتھ ہم دوچار تھے لیکن اب اگر موجودہ صورت حال میں نواز شریف صاحب کوئی پبلک سٹیٹمنٹ دیتے ہیں تو وہ وزیر اعلیٰ پنجاب ہونے کے علاوہ آئی جے آئی کے صدر بھی ہیں۔ تحریر و تقریر کی آزادی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ جمہوریت کے علم بردار بنتے ہیں تو جیسا کہ جناب والا نے فرمایا ہے پھر ان کے لیڈران عظام بھی جس قسم کی گوہر افشانی اپنے جلسوں میں فرماتے رہتے ہیں وہ بھی کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اگر اس بارے میں ہمارے ممبران اس قسم کی باتیں کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ اسمبلی کے متعلقہ ' پنجاب گورنمنٹ کے کاموں کے متعلقہ کوئی ان سے بات ہوتی ہے اگر اس میں کوئی اعتراض ہے تو وہ بے شک اعتراض کریں۔ اور جیسے جناب نے فیصلہ کیا ہے کہ تحریک استحقاق کو ضابطہ کار کے مطابق آنا چاہیے۔

جناب والا! میں نہایت ادب سے التماس کرتا ہوں کہ جیسے میرے بھائی جناب کے صبر کا امتحان لیتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہ آپ کے ساتھ انصاف کرتے ہیں اور نہ ہی ہاؤس کے ساتھ انصاف کرتے ہیں----

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! انھیں کہیں کہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

وزیر قانون، جناب والا! پھر جب آپ ایک فیصلہ صادر فرما دیتے ہیں اور اس پر اپنی رولنگ دے دیتے ہیں تو پھر ہمارے اپوزیشن کے دوستوں میں سے یکے بعد دیگرے ایک دوست کھڑا ہو کر تقریر کر کے آپ کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتا ہے کہ آپ نے جو فیصلہ فرمایا ہے وہ صحیح نہیں۔ پھر جب وہ بیٹھتا ہے تو دوسرا پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہو کر اسی موضوع پر آپ کو باور کرانے کی کوشش کرتا ہے کہ جناب والا نے جو فیصلہ کیا ہے وہ صحیح نہیں۔ اور مجھے نہایت دکھ سے یہ عرض کرنا پڑتا ہے کہ ہمارے بھائی قائد حزب اختلاف نے آپ سے جو یہ گزارش کی ہے کہ آپ اپنے فیصلے پر نظرثانی کریں میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کے شایان شان نہیں۔ میں تو یہ توقع کرتا تھا کہ وہ اپنے معزز اراکین کو اس بارے میں سمجھا کر اس ہاؤس کے ماحول کو بہتر انداز میں چلانے کی جو آپ سے توقع کرتے ہیں اس میں آپ کا ہاتھ بٹاتے اور مد و معاون ثابت ہوتے ۔ اس قسم کی بات کر کے انھوں نے اپنے دوستوں کو خوش کرنے کی ضرور کوشش کی ہے لیکن انھوں نے اس معاملے میں آپ کی کوئی امداد نہیں کی اور اس ہاؤس کو اچھے انداز میں چلانے کے لیے انھوں نے کوئی اچھے عمل کا مظاہرہ نہیں کیا۔ میں ان کی خدمت میں نہایت دردمندانہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ مہربانی کر کے اپنے ان کے جو معزز اراکین اسمبلی ہیں ان کو اس بارے میں خصوصی طور پر یہ ہدایت کریں کہ ان کو آپ کا فیصلہ پسند آتا ہے یا نہیں لیکن اس فیصلے پر ان کو سرتسلیم خم کرنے سے ہی یہ ہاؤس بہتر انداز میں چل سکتا ہے۔ اس ہاؤس کو ہم اچھے انداز میں چلا سکتے ہیں اس ہاؤس کی روایات کو اور بہتر کر سکتے ہیں تو میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ پہلا دن ہے۔ جناب والا! نے ہمیں اور قائد حزب اختلاف کو بلا کر یہ فیصلہ کرایا۔ انھوں نے یہ پانچ چھ آئٹم لکھے ہیں میں نے صرف آپ کے حکم کی تعمیل میں جن پر یہ بحث کرنا چاہتے تھے ان کا ایجنڈے میں فرداً فرداً ذکر کیا ہے۔ ورنہ پنجاب میں امن عامہ کی بحث میں یہ سارے آئٹم cover ہو جاتے تھے۔ جس طرح انھوں نے کہا ہم نے من وعن تسلیم کر لیا کہ ٹھیک ہے یہ ریکارڈ پر آ جائے۔ انھوں نے کہا کہ ہمارے میں یہ بھی کمی ہے اس پر علیحدہ علیحدہ بحث کرنا چاہتے تھے اور ہم اس کے لیے تیار ہو گئے ۔ ہم تو ان کے ساتھ دست تعاون بڑھاتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ ایوان کی کارروائی خوبصورت انداز میں چلے' افہام وتفہیم سے چلے اور ان کے تعاون سے

چلے۔ میں آپ کی وساطت سے قائد حزب اختلاف کی خدمت میں نہایت ادب سے ایک دفعہ پھر التماس کرتا ہوں کہ اب اس controversy کو مزید بڑھائے بغیر جیسا کہ آپ نے ڈار صاحب کو بلایا ہے ۔ اب ڈار صاحب اپنی تحریک استحقاق پڑھیں تاکہ امن عامہ پر بحث ہو سکے۔ ویسے بھی تحریک استحقاق پر بات ہوتے ہوئے کافی وقت ہو چکا ہے۔ میں ان الفاظ کے ساتھ اپنی بات کو ختم کرتا ہوں کہ آپ ڈار صاحب کو اپنی تحریک استحقاق پڑھنے کے لیے کہیں۔ مزید کوئی وقت ضائع نہ کیا جائے۔ شکریہ۔

**جناب سپیکر**، وزیر قانون نے اس ایوان کے بارے میں اور قائد حزب اختلاف کے بارے میں بھی جو ارشادات فرمائے ہیں۔ اس کے بارے میں انھوں نے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ میں چاہوں گا کہ قائد حزب اختلاف وزیر قانون کے ان ارشادات کے بارے میں اپنی رائے سے مجھے اور ایوان کو مطلع کریں۔ قبل اس کے کہ وہ اپنے ارشادات فرمائیں میں بھی یہاں چند ایک باتیں ان کی خدمت میں اور معزز اراکین اسمبلی کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قائد حزب اختلاف جن کا ہم احترام و مقام بہت زیادہ سمجھتے ہیں ۔ ان کی اس ایوان میں کارکردگی ' ان کی شرافت ' پارلیمانی روایات سے ان کی محبت کے سبب یہاں اس ایوان میں اور اس ایوان کے باہر ان کی بے حد قدر و منزلت ہے۔ میں بھی ان سے یہ توقع کرتا ہوں کہ اس ایوان کی روایات کو خوبصورت بنانے کے لیے یہ روایت جس کو کوئی جھٹلا نہیں سکتا کہ ایوان کے وقار کو بڑھانے کے لیے اور ایوان میں اچھی روایات قائم کرنے کے لیے ہمیشہ قائد حزب اختلاف نے اور قائد ایوان نے ہمیشہ سپیکر کے ساتھ تعاون کیا ہے اور سپیکر کے فیصلوں پر عمل در آمد کے لیے ہمیشہ انھوں نے مدد کی ہے۔ اگر ان روایات سے ہمیں ہٹنا ہے تو پھر ہمیں نئی روایات قائم کرنا ہوں گی اور نئی روایات ایسی روایات جن سے سپیکر کے فیصلوں کو چیلنج کیا جائے ۔ جس میں قائد حزب اختلاف کی عزت و احترام کو ملحوظ خاطر نہ رکھا جائے۔ جس میں قائد ایوان کے احترام کو ملحوظ خاطر نہ رکھا جائے ۔ یہ ہمارے ہاؤس کے لیے کسی صورت میں بھی مناسب نہیں اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی ذات کو اور ان کے منصب کو یہاں زیر بحث نہیں لا جا سکتا ہے۔ میں قائد حزب اختلاف کی بات سے اتفاق کرتا ہوں اور وزیر اعلیٰ صاحب کی ذات بطور وزیر اعلیٰ کے اور قائد ایوان کے ان کو مسلسل یہاں زیر بحث لایا جاتا رہا ہے اور وہ ایک انتظامی

سربراہ کی حیثیت سے اس ایوان کے سامنے جوابدہ ہیں اور پارلیمانی نظام میں احتساب کی سوچ یہی ہے کہ ایک طرف اپوزیشن بیٹھی ہے اور دوسری طرف حکومت موجود ہے۔ وقفۂ سوالات میں ' تحاریک استحقاق میں ' تحاریک التوائے کار میں احتساب کا عمل اور سوچ ہے۔ احتساب کا عمل بھی یہی ہے کہ اپوزیشن حزب اقتدار کو وزراً سے لے کر قائد ایوان تک مشیران تک ' پارلیمانی سیکرٹری تک جوابدہی کے تصور کے تحت وہ ان سے پوچھ سکتے ہیں کہ آپ ان باتوں کا جواب دیں اور بتائیں کہ آپ نے یہ باتیں کیوں کی ہیں؟ ان کی پالیسیوں کو ان کے بیانات کو زیر بحث لایا جا سکتا ہے اور لایا جاتا رہا ہے۔ اس میں کسی قسم کا اختلاف رائے ہو نہیں سکتا اور نہ ہی میری طرف سے کبھی اس بارے میں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے کیونکہ یہ آپ کا بنیادی حق ہے۔ لیکن ایسی تحاریک استحقاق جو رولز کی negation کریں جس سے ہاؤس کا ماحول خراب ہوتا ہوا محسوس ہو تو اس کی سپیکر اجازت نہیں دیتا۔ میں اپنی بات کر رہا تھا جس کو جناب عبدالقادر شاہین نے ٹوک دیا اور انھوں نے میری بات کے دوران مداخلت کی جس کی کوئی روایت نہیں کہ سپیکر بات کر رہا ہو تو اس کی بات میں مداخلت کی جائے اور اس انداز سے جس طرح جناب عبدالقادر شاہین صاحب نے کیا ہے اور میں بات یہی کر رہا تھا کہ یہ ایک تحریک استحقاق ہے جو وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک پبلک سٹیٹمنٹ دی ہے جس پر آپ نے تحریک استحقاق پیش کی ہے جس کے لیے میں نے آپ کو اجازت نہیں دی۔ اسی انداز سے اگر کل کو وزیر اعظم پاکستان کی کوئی پبلک سٹیٹمنٹ آتی ہے اور حزب اقتدار کی کوئی تحریک آتی ہے تو میں اس کے لیے بھی اجازت نہیں دوں گا۔

ایک آواز: اس ایوان میں تو وہ پیش ہی نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر: اور یہ باتیں جو پبلک سٹیٹمنٹ کی باتیں ہیں ہم ان کو ایوان میں اس انداز میں ----

ڈاکٹر ضیاء اللہ بنگش: پوائنٹ آف آرڈر----

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں پھر قائد حزب اختلاف سے کہوں گا کہ اجلاس انھوں نے ریکوزیشن کیا ہے اور میں نے ان کی ریکوزیشن پر یہ اجلاس بلایا ہے اور یہ اجلاس حزب اختلاف کی ڈیمانڈ ہے کہ وہ امن عامہ اور دوسرے معاملات پر بحث کرنا چاہتے ہیں۔ جب سپیکر حزب اختلاف کی ریکوزیشن پر اجلاس بلاتا ہے تو سپیکر ہی اس کے لیے ایک طریق کار طے کرتا ہے کہ حزب

اختلاف اور حزب اقتدار کس انداز میں معاملات کو چلائیں گے۔ یہ بات اپ کے سم میں ہے کہ بس اجلاس کو آپ نے ریکوزیشن کیا ہے اس پر آپ افہام وتفہیم کے بغیر صرف منگل کے روز بات کر سکتے ہیں پرائیویٹ ممبرز ڈے پر بات کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ ان موضوعات کو ان سارے معاملات کو قانون اور ضابطے کے تحت ایوان میں زیر بحث نہیں لا سکتے ۔باقی سارے دن Government days ہیں اور میں نے ہمیشہ جب بھی آپ نے اجلاس ریکوزیشن کیا ہے میں نے حکومت کو آپ کے ساتھ بٹھایا ہے اور آپ کے ساتھ بٹھا کر یہ فیصلہ کروایا ہے کہ جو اپوزیشن بحث کرنا چاہتی ہے آپ اس کو سرکاری دن ' سرکاری کارروائی کا دن ڈیکلیئر کرتے ہوئے آپ ان ساری چیزوں کو زیر بحث لائیں گے اور آپ تعاون کا ہاتھ بڑھائیں گے۔ ہمارا یہ سلسلہ جاری ہے ۔ ہم آپ کو افہام وتفہیم سے موقع دینا چاہتے ہیں۔ آپ نے جس مقصد کے لیے اجلاس کو ریکوزیشن کیا ہے اس مقصد کو عین پورا کریں۔ پچھلی مرتبہ بھی اور اس مرتبہ بھی میری یہ رائے ہے کہ آپ میں سے ہر وہ معزز رکن جو اس موضوع پر بحث کرنا چاہتے ہیں ۔ ہرمعزز رکن کو اس بات کا موقع دیا جائے کہ وہ اس پر بات کریں اور اس روز ہماری جو میٹنگ ہوئی جس میں سلمان تاثیر صاحب شامل تھے تو اس میں اس حد تک طے ہوا کہ اگر آپ کو ضرورت ہو تو نصف نصف گھنٹہ تک ان موضوعات پر بات کرنے کی اجازت دی جائے۔ اگر ہم اس بارے میں دو گھنٹے روزانہ پوائنٹ آف آرڈر پر صرف کریں اور اس کے بعد سپیکر ایک تحریک استحقاق پر رولنگ دے دے تو اس رولنگ کو deny کرنے میں اور اس کو غلط ثابت کرنے میں آپ دو گھنٹے لگا دیں تو پھر ہم اس ایوان کی کارروائی کو کیسے چلا سکتے ہیں؟ میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ آپ اس پر نظر ثانی فرمائیں اور اس ایوان کی کارروائی کو جو آپ نے ریکوزیشن کیا ہے اسے چلانے کے لیے میرے ساتھ مکمل طور پر تعاون کریں۔

رانا شوکت محمود، جناب سپیکر! ہم نے ہمیشہ آپ کی عزت کی ہے اور کرتے ہیں اور ان شاء اللہ اسی جذبے کے ساتھ ایوان میں جو بھی ہمارا دور رہے گا اس کو پورا کریں گے۔ میں دیانت داری سے یہ سمجھتا ہوں اور بالکل بے لاگ تجزیہ کرنا چاہتا ہوں کہ سارے ملک میں پنجاب اسمبلی نے جمہوریت کی بحالی کے لیے ، جمہوریت کو مستحکم کرنے میں ، جمہوری عمل کو آگے بڑھانے میں انتہائی اہم رول ادا کیا ہے۔ ہم نے اس ایوان کو آپ کی سرکردگی میں انتہائی اچھے طریقے سے چلایا ہے اور میں سمجھتا

ہوں کہ سارے ملک میں ہماری کارکردگی سب سے بہتر ہے۔ یہ چھوٹے موٹے واقعات ہوتے رہتے ہیں جیسے آج کا یہ واقعہ ۔ میں اس بات پر آپ کا شکرگزار ہوں کہ میں نے جو پہلے گزارشات کی ہیں آپ نے ان سے اتفاق کیا ہے۔ صرف اتنی سی بات تھی کہ چند شخصیات جو اس ایوان کی ممبر نہیں ان کو یہاں ایوان میں زیر بحث نہیں لایا جا سکتا اور لانا مناسب بھی نہیں ہے۔ لیکن وزیر اعلیٰ پنجاب کا کردار ' وہ اس ایوان کے ممبر بھی ہیں اور انتظامی امور کے سربراہ بھی ہیں ۔ جو تحریک استحقاق پیش کی گئی وہ ایک جلسے کی کارروائی کے بارے میں ہے جو پہلے ہی عوام تک پہنچ چکی ہے وہ قطعاً کوئی نئی چیز نہیں۔ یہ بات کوئی ایسی نہیں کہ جس سے کسی کی دل آزاری ہو یا اس سے کسی کے ایسے جذبات بھڑکیں گے جس سے ماحول خراب ہو۔ وہ بات تو پہلے ہی ہو چکی ہے اور کافی دن پہلے ہو چکی ہے ۔

جناب والا! مجھے وزیر قانون سے بہتر جواب کی توقع تھی وہ یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ ہاں یہ ایک ایسا واقعہ ہے جو پہلے ہو چکا ہے اور جس کا ذکر کر دینے سے یہاں اسمبلی میں کوئی ماحول خراب نہیں ہو گا۔ کچھ بھی نہیں ہو گا کوئی ایسی چیز نہیں ہو گی۔ تو اس پر بات ختم ہو جاتی اور ہم اس پر مزید وقت ضائع نہ کرتے اور انھوں نے غالباً یہ بات بھی ٹھیک کی ہے اگرچہ انھوں نے انداز مختلف اپنایا ہے کہ میں نے بھائیوں کا دل رکھنے کے لیے شاید ان کا ساتھ دیا ہے۔ نہ صرف اس طرف بیٹھے ہمارے بھائیوں کا بلکہ میں تو اس ایوان کے تمام ممبران کو اپنا بھائی سمجھتا ہوں اور ہر ایک کے لیے پیار محبت اور خلوص کے جذبات رکھتا ہوں۔ جو لوگ بھی اس اسمبلی تک پہنچے ہیں وہ عوام کی اکثریت کا مینڈیٹ لے کر یہاں آئے ہیں ۔ ہمیں اس مینڈیٹ کی قدر بھی کرنی چاہیے ۔ اس مینڈیٹ کی عزت بھی کرنی چاہیے اور میں دل سے اس مینڈیٹ کی عزت کرتا ہوں ۔ بلا تخصیص اس بات کے کہ ہم ذاتی طور پر بھی ایک دوسرے کے مداح ہیں ایک دوسرے کی عزت قدر اور پیار کرتے ہیں لیکن اس سے بھی اہم بات مینڈیٹ ہے کہ عوام نے کس کو مینڈیٹ دیا ہے اور اس مینڈیٹ کی عزت و قدر کرنا ہی جمہوریت کی سب سے بڑی spirit ہے اور وہی سب سے بڑی خدمت ہے۔ اور اس مینڈیٹ کی عزت قدر کرنا حزب اقتدار کا بھی فرض ہے جو ایک مینڈیٹ لے کر عوام کے ووٹوں سے منتخب ہو کر اس ایوان تک پہنچا ہے ۔ اس مینڈیٹ کی قدر کی جائے ' عزت کی جائے۔ جناب والا! جو کچھ بھی یہاں ہوا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ ٹھیک نہیں تھا اس کو کسی نہ کسی طرح ٹالا بھی جا سکتا تھا ۔ تو میں آپ کے حکم کی تعمیل میں یہ عرض کروں گا کہ ہم آج کے اجلاس کی کارروائی کو جاری رکھیں ۔ آپ سے پھر درخواست کروں

کا کہ آپ اپنے فیصلے پر بھی نظرثانی فرمائیں اور ہم اس پر کل آپ سے گفتگو کریں گے یا آج ہی کوئی وقت نکال کر آپ کے پاس حاضر ہوتے ہیں اور اس مسئلے کو حل کریں گے۔

جناب سپیکر، شکریہ رانا صاحب! تحاریک استحقاق پر بہت سارا ٹائم گزر گیا ہے۔ اب ہم تحاریک استحقاق کو اگلے working day take up کریں گے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! میں نکتہ استحقاق پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، نوابزادہ صاحب! میں آپ کو اجازت دے دوں گا لیکن آپ مجھے اپنی بات مکمل کر لینے دیں (قطع کلامیاں) نوابزادہ صاحب ! ذرا تشریف رکھیں میں اپنی بات مکمل کر لوں۔ میں آپ کا personal explanation کا حق تسلیم کرتا ہوں اور اس پر آپ کو بات کرنے کی اجازت دوں گا۔ میں تحاریک التوائے کار کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب فضل حسین راہی، جناب سپیکر!

جناب سپیکر، راہی صاحب! ذرا ایک منٹ مجھے دیں۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! صرف ایک سیکنڈ کے لیے عرض کروں گا کہ جو ماحول یہاں پیدا ہوا ہے میں اس سے گزر چکا ہوں۔ آپ نہیں جانتے جب آپ ایک رولنگ دیتے ہیں اور کسی ممبر کو کہتے ہیں کہ نکل جائیں اور آپ کسی ممبر کو نکال دیں تو آپ نہیں جانتے کہ اس کو کتنا دکھ ہوتا ہے لیکن میں جانتا ہوں۔ آپ ذرا اپنی رولنگ کو دیکھیں آپ کا 1985ء سے لے کر آج تک کا عرصہ ایک طرف ہے اور پوری پنجاب اسمبلی کا عرصہ ایک طرف ۔ آپ نے آج کے دور میں دو مرتبہ سارجنٹ ایٹ آرمز کو بلایا ہے۔ آپ نے دو مرتبہ ایک ممبر کی رکنیت خارج کی ہے۔ مجھے یوں لگتا ہے آپ کو یہ ایک شوق پیدا ہو گیا ہے ---

جناب سپیکر، راہی صاحب ! میں اس پر آپ کو بات کرنے کی اجازت نہیں دیتا sorry آپ تشریف رکھیں۔

ایک معزز رکن، پھر یہ کیسی باتیں کر رہے ہیں ان کا کوئی کنٹرول نہیں۔ ابھی یہ باہر سے آئے ہیں پھر بھی انھوں نے ایسی باتیں شروع کر دی ہیں۔

وزیر قانون، جناب والا! میری ایک قرارداد ہے۔ میں اور قائد حزب اختلاف متفقہ طور پر اس ہاؤس میں

رولز کو معطل کرنے کی اجازت چاہتے ہیں اور اس قرارداد کو پیش کرنا چاہتے ہیں۔

میاں محمود الحسن ڈار، جناب سپیکر! آپ یہ رولنگ دے دیں کہ خدا را یہ ایک دو دفعہ آ جائیں۔ان کے آنے سے تو ہمارے اراکین disturb ہوتے ہیں لہٰذا ان کا کوئی انتظام بھی کریں۔

جناب سپیکر، اس بارے میں بھی ہم مل کر بات کریں گے کہ ہاؤس کی کارروائی کے دوران کیمرہ مین ہاؤس میں آ کر تصویریں اتاریں یا نہ اتاریں۔ اس بارے میں بھی حزب اقتدار اور حزب اختلاف سے مل کر بات کروں گا۔(قطع کلامیاں) آرڈر پلیز ۔ یہ ایک قرارداد ہے جو قائد حزب اختلاف اور لاہنسٹر صاحب نے مل کر دی ہے اور یہ دونوں کی طرف سے move کیا جانا تصور ہو گا۔ تو اس کو لاہنسٹر صاحب پیش کریں گے۔ اس پر لاہنسٹر صاحب اور قائد حزب اختلاف بات کر سکتے ہیں اور پھر اس کو ہاؤس کے لیے پیش کر دیا جائے گا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! میرا نکتہ استحقاق تھا۔

جناب سپیکر، تو میں اس قرارداد کو پیش کرنے کے لیے رولز کو معطل کرتا ہوں لیکن قبل اس کے کہ آپ قرارداد پڑھیں میں نوابزادہ صاحب کو نکتہ استحقاق پر بات کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! آپ نے میری تحریک استحقاق نمبر 7 کو خلاف ضابطہ قرار دے دیا۔ اس کے اندر ایک فقرہ تھا " داڑھیاں رکھ کر پانچ وقت نماز پڑھنے والے ایک منٹ میں وفاداریاں تبدیل کر لیتے ہیں۔"(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، اس میں ذاتی نکتہ وضاحت پر کیا بات ہے؟

نوابزادہ غضنفر علی گل، چونکہ میں داڑھی رکھتا ہوں اور پانچ وقت کی نماز پڑھتا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ سمجھتے ہیں کہ یہ بات آپ کے بارے میں کہی گئی ہے؟

نوابزادہ غضنفر علی گل، بالکل یہ بات میرے بارے میں کی گئی ہے۔ کسی اور کو محسوس ہو نہ ہو۔ مولانا منظور احمد اس پر احتجاج کریں یا نہ کریں۔ میاں محمود الرشید یا ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب اس پر اٹھیں یا نہ اٹھیں۔ پیر چن بادشاہ اس پر اٹھیں یا نہ اٹھیں ۔ اور داڑھیوں والے اٹھیں یا نہ اٹھیں۔ کرنل یامین صاحب اٹھیں یا نہ اٹھیں۔ یہ داڑھی کی بات سنت رسول کی بات ہے۔

میاں محمود الرشید، آپ وفاداریاں بدلنے کی بات کریں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، نہ میں داڑھی بدلتا ہوں اور نہ ہی وفاداری بدلتا ہوں۔ جناب والا! میں ذاتی وضاحت پیش کر رہا ہوں۔ میرا دین میری زندگی ہے' میرا وجود بھی دین سے ہے' سنت رسول سے ہے اور سنت رسول کے علاوہ مسلمان مسلمان ہی نہیں۔ اگر ایک آدمی جلسہ عام میں کھڑا ہو کر داڑھی اور پنجگانہ نماز پڑھنے والوں کو وفاداریاں تبدیل کرنے والا کہتا ہے ۔ یہ آپ کہہ سکتے ہیں کہ اس شخص کا استحقاق مجروح نہیں ہوا۔ آپ کی نظروں میں میرا استحقاق مجروح نہیں ہوا لیکن یہ سنت رسول کی توہین ہے۔ وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ وزیر اعلیٰ' وزیر اعلیٰ ہی نہیں---(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، شاہ صاحب ! آپ تشریف رکھیں ۔ نوابزادہ صاحب ! آپ بھی تشریف رکھیں ۔ آپ میری بات سنیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، اسلامی جمہوری اتحاد یا اسلامی تنظیم کا ایک سربراہ داڑھی اور نماز کے متعلق کیا ایسے توہین آمیز الفاظ کہہ سکتا ہے؟ اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ اگر اس ہاؤس کے اندر اس سٹیٹمنٹ کی مذمت نہیں کرتے۔ آپ اسے خلاف ضابطہ اور استحقاق کی خلاف ورزی قرار نہیں دیتے تو میں سنت رسول کا تحفظ اور ناموس رسول کا تحفظ اور اراکین اسلام اور نماز کے تحفظ کے لیے آپ کی رولنگ کے بعد اس ہاؤس سے واک آؤٹ کرتا ہوں۔ میں اس پر آپ کی رولنگ چاہوں گا۔

جناب سپیکر، سردار صاحب! میں اس پر پہلے بات کر لوں۔ نوابزادہ غضنفر علی گل صاحب نے اپنے ذاتی نکتہ وضاحت پر اپنی تحریک استحقاق کے بارے میں بات کی ہے۔ ان کی تحریک استحقاق جس کے بارے میں فیصلہ دیا جا چکا ہے۔ ہم اس کے بارے میں بات نہیں کر سکتے۔ انھوں نے جو ذاتی وضاحت کا نکتہ بیان کیا ہے اس پر کسی رولنگ کی ضرورت نہیں۔ جی سردار نصر اللہ خان صاحب!

نوابزادہ غضنفر علی گل، انھوں نے سنت رسول کی توہین کی ہے۔

جناب سپیکر، نوابزادہ صاحب! آپ نے ذاتی وضاحت کر دی ہے۔(قطع کلامیاں)

(اس مرحلے پر نوابزادہ غضنفر علی گل واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ جناب وزیر قانون آپ یہ قرارداد پیش کریں۔ میں رولز کو معطل کرتے ہوئے اسے پیش کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! جس بات پر میرے بھائی واک آؤٹ کر گئے ہیں۔ میں اس بارے میں

وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں وقفہ نماز کر لیں۔

وزیر قانون، ابھی وقت ہے۔

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

وزیر قانون، کیا آپ نے مجھے قرارداد پڑھنے کی اجازت دی ہے؟

جناب سپیکر، قرارداد وقفہ نماز کے بعد پیش ہو گی۔

وزیر قانون، جناب والا! میں صرف اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ غالباً محرک کو اس بات کا علم نہیں کہ دوسرے ہی روز اسی اخبار میں تردید شائع کر دی گئی تھی کہ وزیر اعلیٰ سے جو الفاظ منسوب کیے گئے تھے وہ درست نہیں تھے۔ اس اخبار میں دوسرے روز اس کی تردید ہو چکی ہے۔میں صرف ریکارڈ کو درست کرنے کے لیے یہ بات کر رہا ہوں حالانکہ جناب فیصلہ دے چکے ہیں۔ انھوں نے اس پر اتنا شور مچایا ہے اگر وہ اخبار پڑھتے تو ان کا تردیدی بیان پڑھ لیتے تو اس کی نوبت ہی نہ آتی۔

ملک حاکمین خان، جناب والا! یہ بات خود ان کے علم میں نہ تھی۔ اخبار کی کٹنگ یا جو حالات یہ فرما رہے ہیں اگر یہ پہلے ہی اس کی وضاحت فرما دیتے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ نوبت نہ آتی۔ اگر واقعی اس کی تردید تھی تو یہ پہلے بیان فرما دیتے۔

جناب سپیکر، سید ذاکر حسین شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، [**********]

چودھری محمد فاروق، پوائنٹ آف آرڈر۔ آیا کوئی ممبر اپنی سیٹ کے بغیر بات کر سکتا ہے؟

سید ذاکر حسین شاہ، [**********]

چودھری محمد فاروق، جناب سپیکر! سید ذاکر حسین شاہ صاحب اپنی سیٹ پر نہیں ہیں۔

جناب سپیکر، ان کی کون سی سیٹ ہے؟

سید ذاکر حسین شاہ، [**********]

---

*** (بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

چودھری محمد فاروق، ان کی سیٹ کا نمبر 266 ہے۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! آپ کی سیٹ کون سی ہے؟ کیا آپ اپنی سیٹ سے بات کر رہے ہیں؟

سید ذاکر حسین شاہ، [*****] (قطع کلامیاں)

چودھری محمد فاروق، جناب سپیکر! یہ ان کی سیٹ نہیں۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب نے اس سے پہلے جتنی بھی گفتگو کی ہے وہ ساری کی ساری کرنے کے مجاز نہیں تھے۔ یہ اپنی سیٹ پر نہیں تھے اور رولز کے مطابق اپنی سیٹ کے بغیر کوئی معزز رکن بات نہیں کر سکتا۔ آپ کی ساری کی ساری بات جو پہلے ہوئی ہے وہ سب کارروائی سے حذف کی جاتی ہے۔

(اس مرحلے پر سید ذاکر حسین شاہ صاحب اپنی سیٹ پر تشریف لے گئے)

جناب سپیکر، شاہ صاحب! اب آپ فرمائیے۔

سید ذاکر حسین شاہ، آپ نے مجھے بات کرنے کی دعوت دی تھی اس لیے وہ کارروائی حذف نہیں ہو سکتی۔ جناب سپیکر! میں یہ کہتا ہوں کہ ہماری اور آپ کی جو میٹنگ ہوئی تھی جس کا بار بار وزیر قانون اور آپ نے تذکرہ کیا ہے۔ وہاں یہ بات طے ہوئی تھی کہ رولز کی سختی سے پابندی کی جائے گی۔ جب آپ کا معاملہ حق پر ہوتا ہے تو کہتے ہیں کہ رولز معطل کیے جاتے ہیں لیکن جب ہمارے معاملے کی بات آتی ہے تو جناب کہتے ہیں کہ معاملہ ترتیب کے مطابق ہو گا۔ کیا افہام وتفہیم کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہمیں گالیاں دیں تو ہم ان پر پھول برسائیں؟

جناب والا! میں یہ بات وزیر قانون کو بتا دوں کہ ہم پنجاب کی تاریخ میں پہلی اصلی اپوزیشن ہیں [**********] ان لوگوں کے ساتھ ہماری افہام وتفہیم نہیں تھی جو ہمیں ملک دشمن کہتے ہیں۔ آئندہ ان کے ساتھ کوئی گفتگو نہیں کریں گے جو ہمیں غدار کہتے ہیں۔ یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔ اپنے قائد ایوان سے کہیں کہ آئندہ وہ ایسی زبان استعمال نہ کریں۔ ورنہ ہم آئندہ وزیر قانون کے ساتھ کسی قسم کی کوئی افہام وتفہیم نہیں کریں گے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ شاہ صاحب! یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد فاروق، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔ ذاکر حسین شاہ صاحب نے اس

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

ایوان میں آنے والی پہلی حزب اختلاف کے ممبران کے بارے میں گفتگو کی ہے کہ وہ اس قابل نہ تھے کہ انھیں اپوزیشن کہا جائے اور انھوں نے ان کے رول پر تنقید کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان میں جو بھی ارکان اپوزیشن بنچز پر بیٹھے ہیں ان کا وقار اتنا ہی اہم ہے جتنا آج کے ارکان اپوزیشن کا جو اس وقت اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس لیے کسی سابقہ اسمبلی کے ارکان پر تنقید کرنا مناسب نہیں ہے۔ میرے نزدیک ان کے یہ الفاظ غیر پارلیمانی ہیں اور ان کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

سید ذاکر حسین شاہ، [**********]

جناب سپیکر، اس اپوزیشن میں فضل حسین راہی بھی شامل تھے۔ اس میں چودھری خالد بھی شامل تھے۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ میں اپوزیشن میں شامل تھا۔

جناب سپیکر، راہی صاحب! کیا وہ نورا کشتی تھی؟

جناب فضل حسین راہی ، آپ بہت بہتر جانتے ہیں کیونکہ اس وقت بھی آپ کے ذریعے باتیں ہوتی تھیں۔ آپ جانتے ہیں اور آپ کو پتا ہے کہ 85 کی اسمبلی میں کتنے آدمی صحیح تھے اور کتنے آدمی کیا کر رہے تھے؟

جناب سپیکر، مجھے پتا ہے اور میں شاہ صاحب کی تصحیح کرنا چاہتا ہوں اور میں ان کے الفاظ کو اسمبلی کی کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ جو پچھلی اپوزیشن تھی اور پہلے جتنی اپوزیشنز رہی ہیں وہ نہایت باوقار لوگ تھے اور ان میں نہ بکنے والے اور نہ جھکنے والے بھی لوگ تھے اور میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین) بعض ممبران اسمبلی جو نہایت کم وسائل کے مالک تھے اور ان میں سے کئی لوگ تو ایسے تھے کہ جن کے سرے سے ہی وسائل نہ تھے۔ لیکن انھوں نے اقتدار کا ساتھ دینے کی بجائے حزب اختلاف میں بیٹھنا پسند کیا۔ وہ لوگ حزب اختلاف کے نقطۂ نظر سے کہ قائد حزب اختلاف کے بغیر جمہوریت چل نہیں سکتی اور حزب اختلاف کا رول ہمیشہ جمہوریت کے لیے ' پارلیمانی جمہوریت کے لیے ایک بہت ہی لازم و ملزوم چیز ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ وہ لوگ قابل تحسین ہیں کہ

*** (بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

جنھوں نے اس سے پہلے حزب اختلاف کا رول ادا کیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

بیگم صغیرہ اسلام، پوائنٹ آف انفرمیشن۔ جناب عالی! میرے بھائی نے جو کچھ کہا ہے میں وہ بات تو نہیں دہراؤں گی لیکن جنرل ضیاء صاحب نے اپنی ہی اسمبلی کے بارے میں جو ریمارکس دیے تھے۔ میرا خیال ہے کہ وہ اس سے بہت زیادہ توہین آمیز تھے۔ انھوں نے کہا تھا کہ یہ تمام اسمبلیاں نا اہل ہیں۔ انھوں نے اسلام کی کوئی خدمت نہیں کی۔ وہ تمام برائیاں جو آج تک نواز شریف صاحب باقی لوگوں کے سر تھوپتے رہے ہیں۔وہ انھوں نے ان کے بارے میں کہی تھیں جب انھوں نے اسمبلیوں کو توڑا تھا۔ تو یہ کن اسمبلیوں کی بات کرتے ہیں؟ انھوں نے کہا تھا کہ یہ اسمبلیاں چوروں کی، غداروں کی، نا اہل لوگوں کی اور ان لوگوں کی ہیں جنھوں نے اسلام کی کوئی خدمت نہیں کی۔ میں نے انھی کے سربراہ کے الفاظ دہرائے ہیں کسی عام آدمی کے نہیں اور میں آپ کی وضاحت چاہوں گی مجھے پارلیمانی سیکرٹری کی وضاحت نہیں چاہیے۔

چودھری محمد فاروق، اگر انھیں ضیاء الحق کے فرمودات اتنے ہی پسند ہیں تو پھر انھیں ان کی پیروی کرنی چاہیے۔ پھر انھیں ان کی تقلید کرنی چاہیے۔

جناب سپیکر، اس بارے میں کوئی خوش ہونے والی بات نہیں ہے۔ اگر کسی بھی صاحب نے کسی بھی اسمبلی یا اراکین اسمبلی کے بارے میں اچھی بات نہیں کی تو یہ کوئی زیادہ خوش ہونے والی بات نہیں۔ آپ بطور اراکین اسمبلی ایک برادری بھی ہیں اس بات کو بھی پیش نظر رکھا جائے۔ بے شک کوئی پیپلز پارٹی میں ہے، کوئی اسلامی جمہوری اتحاد میں ہے، کوئی پی ڈی پی میں ہے، کوئی کسی جماعت سے تعلق رکھتا ہو۔ لیکن بحیثیت منتخب نمائندے آپ ایک برادری سے تعلق رکھتے ہیں جو معزز برادری ہے، جو منتخب برادری ہے، جو پاکستان کے پنجاب کے عوام کے سامنے جواب دہ ہے۔ اس لیے کسی بھی اسمبلی کے بارے میں کوئی برے الفاظ کہے گئے ہیں تو یہ کوئی قابل فخر بات نہیں۔

قبل اس کے کہ میں جناب وزیر قانون کو قرارداد پڑھنے کے لیے کہوں، وقفہ نماز ہوتا ہے اور ہم دوبارہ سوا چھ بجے یہاں اکٹھے ہوں گے۔

(اس مرحلے پر نماز مغرب کے لیے وقفہ کیا گیا)

(ایوان کی کارروائی 6 بج کر 25 منٹ پر وقفہ نماز مغرب کے بعد دوبارہ زیر صدارت جناب سپیکر شروع

ہوئی)

بیگم شاہانہ نسیم فاورقی: جناب والا! میں پہلے بھی یہ بات عرض کرنا چاہتی تھی کہ پچھلے سیشن میں ہمارے لیے آپ نے ایک ریٹائرنگ روم مخصوص کیا ہوا تھا جو ہم بوقت ضرورت نماز وغیرہ کے لیے استعمال کرتے تھے۔ اب ہم دو دفعہ وقفہ نماز میں وہاں گئے ہیں لیکن وہ کمرہ کسی اور کے لیے بک ہو گیا ہے۔ تو مہربانی فرما کر آپ ذرا اس بات کا خیال رکھیں اور ہمیں جو پریشانی ہے اسے جلد دور کریں۔

## قرارداد

## کشمیریوں کے حق خود ارادیت کی حمایت

جناب سپیکر، ٹھیک ہے بیگم صاحبہ! ہم اس کا کوئی بندوبست کیے دیتے ہیں۔ جی وزیر قانون!

وزیر قانون، جناب والا! پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان مقبوضہ جموں وکشمیر میں بھارتی حکومت کی طرف سے کشمیریوں کے حصول حق خود ارادیت کی جدوجہد کو کچلنے کی مذموم کوشش میں وہاں کے مسلمانوں پر بے پناہ ظلم و تشدد کے افسوسناک واقعات پر گہرے رنج و غم اور تشویش کا اظہار کرتا ہے۔

بھارت نے مقبوضہ جموں وکشمیر پر گزشتہ 42 برس سے بزور شمشیر غاصبانہ قبضہ کیا ہوا ہے اور ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت کشمیریوں کے جذبہ حریت کو دبانے کے لیے انھیں ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔

بھارت نے صرف کشمیری عوام اور پاکستان ہی سے نہیں بلکہ اقوام عالم سے یہ عہد کیا تھا کہ اقوام متحدہ کی نگرانی میں جموں وکشمیر میں آزادانہ اور غیر جانب دارانہ استصواب رائے کے ذریعے کشمیری عوام کو حق خود ارادیت کا موقع دیا جائے گا کہ وہ اپنے مستقبل کے بارے میں یہ فیصلہ کریں کہ وہ پاکستان میں شامل ہونا چاہتے ہیں یا بھارت میں۔ اور بھارت کے اس عہد کی روشنی میں اقوام عالم نے اقوام متحدہ کی قراردادوں کے ذریعے کشمیری عوام سے یہ عہد کیا تھا کہ انھیں اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا حق دیا جائے گا۔

یہ بڑے دکھ کی بات ہے کہ کشمیری عوام کو بھارت کی وعدہ خلافیوں سے تنگ آ کر اقوام

متحدہ کی عدم توجہی سے مایوس ہو کر اقوام عالم کے ضمیر کو جھنجھوڑنے کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنا پڑ رہا ہے۔

قائد اعظم نے کشمیر کو پاکستان کی شہ رگ قرار دیا تھا اور پاکستانی عوام کے کشمیریوں سے تاریخی ، جغرافیائی اور تہذیبی رشتے ہی نہیں بلکہ روحانی اور خونی رشتے بھی ہیں لہٰذا پاکستانی قوم بھارت کے اس ظلم و بربریت کو خاموش تماشائی بن کے نہیں دیکھ سکتی۔

پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس متفقہ طور پر اس قرارداد کے ذریعے وفاقی حکومت کے اقدامات کی مکمل حمایت کرتا ہے کہ کشمیر کے مسئلہ کو اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق حل ہونا چاہیے اور کشمیری عوام کو آزادی اور حق خود ارادیت دلانے کے لیے ہم اپنی تمام تر صلاحیتیں اور وسائل کو بروئے کار لائیں گے اور تمام اقوام عالم سے بالعموم اور اسلامی ممالک سے بالخصوص موثر رابطہ قائم کر کے بھارت کو اپنے اس عہد کو پورا کرنے پر مجبور کرے جو اس نے کشمیریوں کو حق خود ارادیت دینے کے سلسلے میں مقبوضہ جموں وکشمیر کے عوام اور پاکستان ہی سے نہیں بلکہ اقوام عالم سے کیا تھا۔

صوبائی اسمبلی کا یہ اجلاس متفقہ طور پر اس حقیقت کو واضح کر دینا چاہتا ہے کہ ملک کی سیاسی جماعتوں کے مابین اختلافات کی اس مسئلے کے سامنے کوئی حیثیت نہیں اور کشمیر کا معاملہ پوری قوم کے لیے یکساں اہم ہے لہٰذا پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس واضح کر دینا چاہتا ہے کہ کشمیر کے مسئلے پر پوری قوم یک جان و یک زبان ہے یہی وجہ ہے کہ خیبر سے کراچی اور شاہراہ ریشم سے گوادر تک پوری قوم نے 2 فروری 1990ء سے کشمیری عوام سے یکجہتی کے اظہار کے لیے مظاہروں کا سلسلہ کر رکھا ہے اور 5 فروری 1990ء کو ملک میں جس زبردست ہڑتال اور قومی یکجہتی کا عظیم الشان مظاہرہ ہوا اس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی ۔ پاکستان کی سب سیاسی جماعتیں اور مکاتب فکر اس بات پر متفق ہیں کہ کشمیریوں کے حق خود ارادیت پر کسی قسم کا سمجھوتہ ممکن نہ ہے اور پوری قوم غیر مشروط طور پر اس ضمن میں حکومت پاکستان کے ساتھ ہے اور اب تک کیے گئے اقدامات کی حمایت کرتے ہوئے کشمیری بھائیوں کی کامیابی کے لیے دعا گو ہیں۔ سیالکوٹ میں نہتے شہریوں پر گولی چلا کر ہندوستانی افواج نے انتہائی شرم ناک اور افسوسناک فعل کیا ہے جس کی یہ ایوان شدید مذمت کرتا ہے۔"

جناب سپیکر، تو یہ قرارداد حکومت اور قائد حزب اختلاف کی طرف سے مشترکہ قرارداد ہے۔ رانا صاحب! کیا اس پر کچھ کہنے کی ضرورت ہے؟ میرے خیال میں یہ کافی واضح ہے۔

رانا شوکت محمود، ہماری یہ قرارداد بڑی مدلل اور مکمل ہے۔ آپ اس کے بارے میں ایوان سے رائے لے لیں تاکہ پھر اس پر فیصلہ کیا جا سکے۔

جناب سپیکر، جی درست بات ہے۔ "پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان مقبوضہ جموں وکشمیر میں بھارتی حکومت کی طرف سے کشمیریوں کے حصول حق خود ارادیت کی جدوجہد کو کچلنے کی مذموم کوشش میں وہاں کے مسلمانوں پر بے پناہ ظلم و تشدد کے افسوسناک واقعات پر گہرے رنج و غم اور تشویش کا اظہار کرتا ہے۔

بھارت نے مقبوضہ جموں وکشمیر پر گزشتہ 42 برس سے بزور شمشیر غاصبانہ قبضہ کیا ہوا ہے اور ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت کشمیریوں کے جذبہ حریت کو دبانے کے لیے انھیں ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔

بھارت نے صرف کشمیری عوام اور پاکستان ہی سے نہیں بلکہ اقوام عالم سے یہ عہد کیا تھا کہ اقوام متحدہ کی نگرانی میں جموں وکشمیر میں آزادانہ اور غیر جانب دارانہ استصواب رائے کے ذریعے کشمیری عوام کو حق خود ارادیت کا موقع دیا جائے گا کہ وہ اپنے مستقبل کے بارے میں یہ فیصلہ کریں کہ وہ پاکستان میں شامل ہونا چاہتے ہیں یا بھارت میں۔ اور بھارت کے اس عہد کی روشنی میں اقوام عالم نے اقوام متحدہ کی قراردادوں کے ذریعے کشمیری عوام سے یہ عہد کیا تھا کہ انھیں اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا حق دیا جائے گا۔

یہ بڑے دکھ کی بات ہے کہ کشمیری عوام کو بھارت کی وعدہ خلافیوں سے تنگ آ کر اقوام متحدہ کی عدم توجہی سے مایوس ہو کر اقوام عالم کے ضمیر کو جھنجھوڑنے کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنا پڑ رہا ہے۔

قائد اعظم نے کشمیر کو پاکستان کی شہ رگ قرار دیا تھا اور پاکستانی عوام کے کشمیریوں سے تاریخی، جغرافیائی اور تہذیبی رشتے ہی نہیں بلکہ روحانی اور خونی رشتے بھی ہیں لہٰذا پاکستانی قوم بھارت کے اس ظلم و بربریت کو خاموش تماشائی بن کے نہیں دیکھ سکتی۔

پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس متفقہ طور پر اس قرارداد کے ذریعے وفاقی حکومت کے اقدامات کی مکمل حمایت کرتا ہے کہ کشمیر کے مسئلہ کو اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق حل ہونا چاہیے اور کشمیری عوام کو آزادی اور حق خود ارادیت دلانے کے لیے ہم اپنی تمام تر صلاحیتیں اور وسائل کو بروئے کار لائیں گے اور تمام اقوام عالم سے بالعموم اور اسلامی ممالک سے بالخصوص موثر رابطہ قائم کر کے بھارت کو اپنے اس عہد کو پورا کرنے پر مجبور کرے جو اس نے کشمیریوں کو حق خود ارادیت دینے کے سلسلے میں مقبوضہ جموں وکشمیر کے عوام اور پاکستان ہی سے نہیں بلکہ اقوام عالم سے کیا تھا۔

صوبائی اسمبلی کا یہ اجلاس متفقہ طور پر اس حقیقت کو واضح کر دینا چاہتا ہے کہ ملک کی سیاسی جماعتوں کے مابین اختلافات کی اس مسئلے کے سامنے کوئی حیثیت نہیں اور کشمیر کا معاملہ پوری قوم کے لیے یکساں اہم ہے لہٰذا پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس واضح کر دینا چاہتا ہے کہ کشمیر کے مسئلے پر پوری قوم یک جان و یک زبان ہے یہی وجہ ہے کہ خیبر سے کراچی اور شاہراہ ریشم سے گوادر تک پوری قوم نے 2 فروری 1990ء سے کشمیری عوام سے یکجہتی کے اظہار کے لیے مظاہروں کا سلسلہ کر رکھا ہے اور 5 فروری 1990ء کو ملک میں جس زبردست ہڑتال اور قومی یکجہتی کا عظیم الشان مظاہرہ ہوا اس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی ۔ پاکستان کی سب سیاسی جماعتیں اور مکاتب فکر اس بات پر متفق ہیں کہ کشمیریوں کے حق خود ارادیت پر کسی قسم کا سمجھوتہ ممکن نہ ہے اور پوری قوم غیر مشروط طور پر اس ضمن میں حکومت پاکستان کے ساتھ ہے اور اب تک کیے گئے اقدامات کی حمایت کرتے ہوئے کشمیری بھائیوں کی کامیابی کے لیے دعا گو ہیں۔ سیالکوٹ میں نہتے شہریوں پر گولی چلا کر ہندوستانی افواج نے انتہائی شرم ناک اور افسوسناک فعل کیا ہے جس کی یہ ایوان شدید مذمت کرتا ہے۔

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

آوازیں، شہداء کے لیے دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب سپیکر، جی دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلے پر دعائے مغفرت کی گئی)

جناب مجتبیٰ حیدر شیرازی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! گزارش ہے کہ اس اجلاس کے ایجنڈے

پر جس قدر بھی اہم امور رکھے گئے ہیں ان کا تقاضا یہ ہے کہ ہمارے معزز وزرا کرام جن تک ہم اپنی وہ معروضات پہنچانا چاہتے ہیں ایوان میں موجود رہیں۔ یہ امر انتہائی افسوس ناک ہے اور بری طرح محسوس کیا جا رہا ہے کہ وہ تمام افراد جو ذمہ دار ہیں اور جن تک ہم عوام کی آراء پہنچانا چاہتے ہیں وہ ایوان میں موجود نہیں ہیں۔ میں آپ سے توقع کرتا ہوں کہ آپ معزز وزرا کرام کی اس ایوان کے انتہائی اہم امور پر بحث کے دوران یہاں موجودگی کو یقینی بنائیں۔ شکریہ۔

## امن عامہ کی صورت حال پر بحث

جناب سپیکر، مجھے امید ہے کہ آپ کی یہ بات لاءمنسٹر صاحب نے بھی سن لی ہے اور وہ اس سلسلے میں وزرا کرام سے رابطہ کر کے ان کی حاضری کو یقینی بنائیں گے۔ تو جو صاحبان آج بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں میرے پاس ان کے اسمائے گرامی آ جانے چاہییں۔ میرے پاس اس وقت تک جو نام آئے ہیں ان میں جناب سلمان تاثیر صاحب کا نام ہے۔ محمد اسلم گورداسپوری صاحب' عبدالقادر شاہین صاحب' راجہ صفدرحسین صاحب ان صاحبان کے نام میرے پاس ہیں۔ قبل اس کے کہ میں جناب سلمان تاثیر صاحب کو دعوت دوں کہ اس پر وہ اظہار خیال فرمائیں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میرے پاس کچھ معزز ممبران حزب اختلاف جن میں ان کے ڈپٹی لیڈر جناب سلمان تاثیر صاحب بھی شامل تھے تشریف لے گئے اور انھوں نے میرے ساتھ جناب عبدالقادر شاہین صاحب کے بارے میں بات کی ہے۔ تو میں اس سلسلے میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ جناب عبدالقادر شاہین صاحب ہمارے اس ہاؤس کے بڑے ہی معزز رکن ہیں اور جب کبھی بھی مجھے یہ فیصلہ کرنا پڑا تو نہایت ہی دکھ اور افسوس کے ساتھ کرنا پڑا اور یہ فیصلہ کرنے کے بعد میری کیفیت یہی ہوتی ہے کہ مجھے اس سے بہت ملال اور دکھ ہوتا ہے کہ کسی معزز رکن کے بارے میں مجھے یہ فیصلہ کرنا پڑے ۔ تو عبدالقادر شاہین صاحب کے بارے میں بھی یہ فیصلہ کر کے مجھے کوئی خوشی نہیں ہوئی۔ مجھے افسوس اور دکھ ہے۔ تو یہ معزز حضرات میرے پاس تشریف لے گئے ہیں اور اس بارے میں جناب رانا شوکت محمود صاحب نے جیسے یہ کہا ہے کہ وہ تحریک استحقاق کے بارے میں میرے ساتھ کچھ باتیں کرنا چاہتے ہیں تو میں ان کو خوش آمدید کہتا ہوں کہ وہ میرے ساتھ جس وقت چاہیں تحریک استحقاق کے سلسلے میں بات کر سکتے ہیں اور

عبدالقادر شاہین صاحب بھی ان کے ہمراہ ہوں تو میں ان کو بھی خوش آمدید کہوں گا۔ اور اس کے ساتھ ہی میں یہ کہوں گا کہ اگلے روز ہفتہ کو جو 3 بجے اجلاس ہے اس میں جناب عبدالقادر شاہین صاحب شرکت فرمائیں گے اور ہم ان کو خوش آمدید کہیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین) جناب سلمان تاثیر صاحب!

رانا شوکت محمود، جناب والا! میں اس سلسلے میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ یہ اجلاس ہم نے طلب کیا تھا۔ آپ سے درخواست کی تھی اور آپ نے مہربانی فرمائی۔ میں پہلے تو آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے شفقت کرتے ہوئے جناب عبدالقادر شاہین صاحب کے مسئلے پر ایک ایسا رویہ اپنایا جو ایوان کے بہتر مفاد میں ہے۔

جناب والا! گزارش یہ ہے کہ اس وقت صوبے میں امن و امان کی صورت حال انتہائی سنگین ہے اور سنگینی کا عالم یہ ہے کہ عوام اور پولیس میں براہ راست تصادم کی صورت حال پیدا ہو گئی ہے۔ یہ صورت حال ملک اور اس صوبہ کو آہستہ آہستہ بہت خطرناک صورت حال سے دو چار کر رہی ہے۔ اس بارے میں غور و خوض اس اسمبلی کے بنیادی فرائض میں شامل ہے۔ جب ہمارے دوست معزز اراکین اسمبلی ان عوامل پر بحث کریں جن عوامل کی وجہ سے صورت حال یہاں تک پہنچ گئی کہ عوام کی جان و مال کے محافظ، عوام کی جان و مال کے دشمن بن چکے ہیں یا بن گئے ہیں ان کا تصور عوام کے ذہنوں میں بدل گیا۔ اس بحث کے دوران حزب اقتدار کے جو وزرا ہیں یا وزیر اعلیٰ ہیں ان کو اس ایوان میں ضرور موجود ہونا چاہیے ورنہ اس بحث کا کوئی فائدہ نہیں۔ میرے خیال میں پھر وہ ساری باتیں فضا میں تحلیل ہوں گی جو ممبران اسمبلی اپنے ذہن سے یہاں کریں گے اور یہ بھی ملک و قوم کے، اس اسمبلی کے، ادارے کے وقار کے خلاف ہے اور مفادات کے خلاف ہے۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آئندہ اجلاس میں، آئندہ جب ہم یہاں اکٹھے ہوں تو وزیر اعلیٰ اور وزراء کرام کو کہیں کہ وہ یہاں اسمبلی میں موجود رہا کریں ورنہ یہ ساری بحث بالکل بے مقصد ہو گی۔

جناب سپیکر، آپ کی بات بجا ہے۔ پہلے بھی اس کی نشان دہی کی گئی ہے اور آپ نے بھی اس کی نشان دہی کی ہے۔ وزیر قانون صاحب یقیناً اس بات کا نوٹس لیں گے اور میں انھیں کہوں گا کہ وزرا صاحبان سے اور قائد ایوان سے کہیں اور آپ کے جذبات ان تک پہنچائیں اور مجھے امید ہے کہ اس بات پر عمل ہو گا۔

رانا شوکت محمود ، شکریہ جناب والا۔

جناب سپیکر، جناب سلمان تاثیر صاحب!

جناب سلمان تاثیر ، جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے کچھ جملے اور الفاظ انگریزی کے استعمال کروں گا۔ رانا شوکت محمود صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے میں یہ کہوں گا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ سارے صوبے میں پریشانی ہے ہر شہری پریشان ہے امن و امان کی وجہ سے لیکن ایک شخص پریشان نہیں اور وہ وزیر اعلیٰ پنجاب ہیں۔ وزیر اعلیٰ خود ہی وزیر داخلہ پنجاب بھی ہیں۔ He is the Home Minister of the Punjab چیف ایگزیکٹو ہیں' وزیر داخلہ ہیں ۔ امن عامہ براہ راست ان کی ذمہ داری ہے یہ اس وقت پنجاب کا سب سے بڑا مسئلہ بن گیا ہے ۔ لوگ راتوں کو سوتے نہیں کیونکہ سوتے ہوئے وہ اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھتے ہیں لیکن وزیر اعلیٰ صاحب اتنی تکلیف نہیں کر سکتے کہ وہ آ کر سنیں کہ لوگ ان کے بارے میں کیا کہہ رہے ہیں اور ان کی حکومت کے بارے میں کیا کہہ رہے ہیں؟

جناب سپیکر! جب 1917ء میں روس میں انقلاب آ رہا تھا تو روس کے جو زار نکلس تھے وہ بڑے پریشان تھے اور انھوں نے بھی اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھا ۔ انھوں نے اپنے چیف آف پولیس سے کہا کہ میں تو رات کو سو نہیں سکتا ہوں کہ پتا نہیں کل کیا ہو گا۔ تو اس نے کہا یار کچھ کرو ذرا۔ اس نے کہا جناب میں آپ کے سنتری بڑھا دوں گا میں گارڈ بڑھا دوں گا۔ آپ کے پیلس کے ارد گرد سیکورٹی بڑھا دوں گا پہلے دو سو گارڈ تھے میں اب تین سو کر دوں گا میں ہر کمرے کے آگے گارڈ کھڑے کر دوں گا۔ زار نکلس پریشان تھے وہ کہنے لگے یعنی جن لوگوں کا تحفظ میری ذمہ داری ہے ان سے مجھے کون بچائے گا؟ جن کی ذمہ داری عوام کا تحفظ کرنا ہے جن کی تنخواہیں اس غریب صوبے کے خزانے سے ادا کی جا رہی ہیں۔ جناب والا! 19 جنوری اور 26 جنوری کو روزنامہ "نیشن" نے پنجاب پولیس کے متعلق ایک مضمون شائع کیا ہے حکومت کی طرف سے اس مضمون کی کوئی تردید نہیں ہوئی۔ انھوں نے لکھا ہے کہ The majority of SHOs is criminals انھوں نے کہا ہے کہ 60 سے لے کر 70 فی صد تک پولیس آفیسرز ایس ایچ اوز کا کریمنل ریکارڈ ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے یہ بھی کہا ہے اور ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ پولیس سروس میں سیاسی مداخلت کی وجہ سے

پولیس اپنا کام نہیں کر سکتی اور یہ جو 142 ایس ایچ او تبدیل ہوئے ہیں یہ ان ایک سال میں
ہمیں یہ بھی علم ہے کہ اس میں سے صرف 4 تبدیل ہوئے ہیں باقی وہیں رہیں گے۔ انھوں نے یہ
بھی لکھا ہے کہ آؤٹ آف ٹرن پروموشنز 50 فی صد سے 60 فی صد تک ہیں۔ زیادہ تر اے ایس آئی بغیر
ٹریننگ کے تعینات کر دیئے گئے ہیں۔ جناب والا! میں سارا اخبار تو پڑھ کر نہیں سنا سکتا یہاں پر
انھوں نے تیس پینتیس کی نشان دہی کی ہے لیکن اس میں سے چند ایک میں آپ کو پڑھ کر سناتا
ہوں۔ present SHO Manawan, Naveed Saeed یہ وہ شخص ہے جس نے مجھے بھی 6 اگست
کو گرفتار کیا تھا اور اس کا اخبار میں فوٹو بھی آیا تھا وہ مجھے مکا مار رہا تھا۔

Naveed Saeed SHO, Manawan is also a resident of Dharampura, Lahore and has been a case of out of turn promotion. He was about to be declared as history sheeter, when he was appointed as ASI.

Courtesy Inspector Zafar, he had more than half a dozen criminal cases registered against him before entering the Police Service. He was arrested by Mughalpura Police under Section 324/420 PPC. However, he joined the Police and has been released from all the cases

Sub-Inspector Mukhtar was guilty of abuse of power as SHO Mahmood Booti. However, immediately after the inquiry he was found guilty, he was posted as SHO Kahna and is now incharge Special Cell Gulberg Section.

جناب یہ ایک طریقہ کار ہے کہ اگر آپ ہسٹری شیٹر ہیں آپ کے خلاف کوئی پولیس کیسیز
ہیں تو پولیس میں اپنی بھرتی کروا لیں۔ اسی طرح ایس ایچ او سب انسپکٹر رانا جاوید اختر کا نام ہے۔
ایس ایچ او ریس کورس روڈ ملک وحید کی بھی ساری تفصیل ہے۔ ایس ایچ او سانده شیخ بشیر، ایس ایچ او
قلعہ گجر سنگھ یعنی یہ ایک لمبی تفصیل ہے جو پولیس کے فراڈوں اور کرپشن پر مشتمل ہے۔ سوال یہ پیدا
ہوتا ہے کہ یہ سب لوگ اور خاص طور پر نولکھا میں جو واقعہ ہوا تھا اور جو وزیر اعلیٰ کا اپنا حلقہ ہے۔
جہاں پر تین چار قتل ہوئے اور ایک دن میں تین تاجر قتل ہوئے اور اس واقعہ کا رزلٹ کیا تھا؟ 14 دن

میں جو چالان عدالت میں پیش ہونا تھا وہ آج تک ہوا ہی نہیں سات مہینے گزر گئے ہیں۔ جب تین تاجر ہلاک ہوئے تو پہلے انھوں نے کہا کہ یہ پولیس مقابلہ ہے۔ پھر یہ پولیس مقابلہ Police encounter دکھا نہیں سکے۔ اور اسے ایس آئی جس نے فائرنگ کی وہ وہیں کا وہیں ہے اور اس کے خلاف کوئی ایف آئی آر درج نہیں ہوئی اور اسی تھانے کا ایس ایچ او ابھی تک اسی تھانے میں بیٹھا ہوا ہے۔ جناب والا! یہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے حلقے کی حالت ہے جہاں تین قتل ایک دن میں ہوئے ہیں۔

میں مغل پورہ میں 12 سالہ معصوم بچے عدیل کے نماز جنازہ میں شرکت کے لیے گیا جہاں پر تیس ہزار سے چالیس ہزار تک لوگ شریک تھے یعنی اتنا بڑا جنازہ میں نے لاہور شہر میں کبھی نہیں دیکھا۔ پنجاب پولیس کے خلاف ایک نفرت کی لہر دوڑ رہی تھی اور میری گردن شرم سے جھک گئی جب ان کے خاندان کے لوگوں نے اصل واقعہ بتایا کہ اس بچے کے ساتھ واقعہ کیا ہوا تھا۔ وہ ولایت سے آیا تھا۔ اور ایک مشہور جگو بدمعاش جو وہاں کے ایک مشہور ایم این اے عمرحیات کا کارندہ ہے اور جس پر قتل کے بھی الزامات ہیں۔ اس نے ایک ماہ قبل غازی آباد میں بھی ایک قتل کیا تھا۔ اس نے اپنی ذاتی وجہ سے اس پورے خاندان پر حملہ کیا۔ ایک بچہ قتل ہوا باقی سارے بچوں اور عورتوں پر بھی گولیاں برسائیں جب گولیاں برس رہی تھیں تو اس کی فیملی کے ممبران نے مجھے کہا کہ وہ بچہ رونے لگا جب اسے پہلی گولی لگی تو اس نے کہا کہ اس ملک میں یہ کیسے لوگ ہیں پولیس کو بلاؤ وہ ہمیں بچائے گی تو مجھے اور شرم آئی۔ میں نے کہا کہ کس پولیس کو بلاؤ گے؟ وہ پولیس جو ایک جگو بدمعاش کو تحفظ دے رہی ہے۔ آپ اس کو بلائیں گے؟ جن کو پتا تھا کہ یہ ہسٹری شیٹر ہے ' قاتل ہے یہ ہیروئن ڈیلر ہے یہ وہاں پر بیٹھا ہوا ہے اس پر قتل کے بھی الزامات ہیں پھر بھی اس نے مغل پورہ میں قتل کیے۔ پھر اس وقت یہ ساری پولیس جاگ پڑی اور ساری انتظامیہ افسوس کرنے کے لیے پہنچ گئی جب اس نے وہاں پر قتل کیا اور سارا مغل پورہ نکل آیا۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ جب جگو گرفتار ہوا تو آپ مجھے بتائیں کہ جگو جو قاتل ہے غنڈہ ہے وہ کس طرح گرفتار ہوا؟ وہ پشاور سے گرفتار ہوا اس سے ایک ریوالور بھی برآمد نہیں ہوا ایک گولی بھی برآمد نہیں ہوئی وہ ڈی ایس پی کے ساتھ ہتھکڑیوں کے بغیر آیا۔ اور وہاں خبر پھیل گئی کہ وہ جگو کو لا رہے ہیں تو ایک دو فوٹو گرافر بھی لاہور ایئرپورٹ پر پہنچ گئے۔ انھوں نے ڈی ایس پی سے پوچھا کہ جگو بدمعاش کدھر ہے؟ تو ڈی ایس پی نے کہا کہ مجھے تو نہیں پتا میں تو کسی اور کام سے گیا تھا۔ تو پیچھے سے جگو مسکرا کے کہتا ہے " میں

ہوں۔ میں ہوں" تو اس پر ڈی ایس پی نے اس کو ہتھکڑیاں لگائیں اور اس کی وہاں فوٹو لی گئی۔ جگو پشاور پہنچ گیا تھا جبکہ وہ ہیروئین کا ڈیلر تھا وہ قبائلی علاقے کے قریب تھا تو کس طرح یہ بغیر گولی کے بغیر شارٹ فائرنگ کے۔ یہ پنجاب پولیس کے ساتھ کیا مک مکا ہوا ہے؟ انھوں نے آپس میں کیا سمجھوتا کیا ہے؟ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ انھوں نے آپس میں کیا سمجھوتا کیا ہے۔ ان کو یہ پتا ہے کہ عدیل کی فیملی یہاں پر نہیں رہتی بلکہ انگلستان رہتی ہے۔ ابھی آ جاؤ اور بیٹھ جاؤ تھانے میں ' جیل میں بیٹھ جاؤ ۔ چار پانچ مہینے میں دس اور قتل ہو جائیں گے ' فلاں مسئلہ ہو جائے گا کوئی اور مسئلہ ہو جائے گا اور لوگ بھول جائیں گے۔ public memory is short. پھر ہم اپنے طریق کار اور اختیارات استعمال کرلیں گے اور پیچھے کوئی بھی بولنے والا نہیں ہوگا کیونکہ عدیل کی فیملی میں نہ کوئی منسٹر ہے نہ کوئی ایم پی اے ہے اور نہ ہی یہاں کوئی رہنے والا ہے اور پھر ہم چپ کر کے یہ سارا معاملہ دفنا دیں گے۔ جناب والا! یہ جگو کی کہانی ہے۔ آپ بتائیں کہ نوکھا میں وزیر اعلیٰ کے حلقے میں تین تاجر بذریعہ فائرنگ قتل ہوتے ہیں وہ تو ٹھیک ہے لیکن جگو بدمعاش پر امن طریقے سے بغیر ہتھکڑیاں پہنے ڈی ایس پی کے ساتھ جہاز میں بیٹھ کر یہاں پہنچ جاتا ہے جو کہ اس وقت پنجاب کا نمبر ون بدمعاش سمجھا گیا۔ جناب والا! یہ پولیس کی حالت ہے اور یہ پولیس کے طریقے ہیں۔ اور پھر چنیوٹ کے بعد گوجرہ ' فاروق آباد ' مظفر گڑھ ' جھنگ یعنی لمبی فہرست ہے جہاں پنجاب کے عوام نے اس حکومت کے خلاف ' اس انتظامیہ اور آئی جے آئی کے خلاف بغاوت کا اعلان کر دیا ہے۔ تو یہ جتنے واقعات ہوئے ہیں کیا وزیر اعلیٰ کہتے ہیں کہ یہ سارے پیپلز پارٹی کروا رہی ہے؟ یہ تو وہی بات ہے کہ جگ موہن' وہ کیا ہے نتھو سنگھ ' دھرم سنگھ ' جگ موہن سنگھ جو کشمیر میں گورنر بیٹھا ہے۔ جب کشمیر کے لوگ اُٹھے اور انھوں نے ہندوستانی حکومت کے خلاف آواز اٹھائی تو اس نے کہا کہ یہ سارا کچھ پاکستانی کرا رہے ہیں۔ تو اس جگ موہن صاحب کو پیپلز پارٹی نظر آگئی۔ ٹھیک ہے پاکستان کی عوام پیپلز پارٹی کے ساتھ ہے اگر پاکستان کی عوام کروا رہی ہے تو پھر پیپلز پارٹی بھی کروا رہی ہے۔ جناب والا! یہ طریقہ نہیں کہ آپ کہیں کہ سندھ میں کیا ہو رہا ہے؟ بلکہ آپ یہ بتائیں کہ پنجاب کا کیا ریکارڈ ہے؟ اس وقت جتنے قتل ' ڈکیتیاں اور چوریاں پنجاب میں ہو رہی ہیں اتنی پنجاب کی پوری تاریخ میں نہیں ہوئیں۔ لیکن وزیر اعلیٰ اس کا جواب دیتے ہیں کہ سندھ میں کیا ہو رہا ہے۔ جناب والا! جو کچھ سندھ میں ہو رہا ہے وہ صورت حال کچھ اور تھی۔ وہ صورت حال تو ہمیں وراثت میں آئی لیکن یہاں تو آپ پچھلے چھ سال سے

بیٹھے ہوئے ہیں۔ وزیر خزانہ ' چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر پنجاب ' وزیر اعلیٰ پنجاب ' ہر چیز اور ہر اختیار آپ کے پاس تھا اور یہ ساری صورت حال آپ کی پیدا کردہ ہے۔ آپ کا سندھ سے کیا واسطہ؟ اگر کوئی پوچھے کہ پنجاب میں کیا ہو رہا ہے تو اس کا جواب یہ نہیں کہ ازبکستان میں کیا ہو رہا ہے یا بہار میں کیا ہو رہا ہے؟ بلکہ آپ پنجاب کی بات کریں' آپ پنجاب کے وزیر اعلیٰ ہیں اور آپ کا سندھ سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی آپ اس ملک کے وزیر اعظم ہیں۔ آپ وہ سنہرا خواب چھوڑ دیں اب وہ ختم ہو چکا ہے آپ اس پنجاب کی بات کریں اور پنجاب کی جو صورت حال ہے اس کا جواب دیں۔ ہم اس جواب کو تسلیم نہیں کرتے کہ آپ وہاں دیکھیں کہ وہاں کیا ہو رہا ہے؟ جناب یہ ہم نہیں کہہ رہے یہ مولانا چنیوٹی کا بیان ہے اس نے کہا کہ جو کچھ چنیوٹ میں ہوا ہے وہ چنیوٹ پولیس کی غلطی ہے۔ مجھے مولانا چنیوٹی اور وزیر اعلیٰ کے بیان میں کچھ فرق محسوس ہو رہا ہے پتا نہیں ان میں سے کون سچ بول رہا ہے۔

جناب والا! پنجاب کی تاریخ میں یہ پہلی مرتبہ ہوا ہے کہ پنجاب سروسز میں پی سی ایس آفیسرز کی سی ایس پی سے زیادہ اکثریت ہو گئی ہے اور جب پی سی ایس آفیسر کا فنکشن تھا تو وہاں پر میاں صاحب کھڑے ہو گئے اور کہا کہ جو میرے ساتھ ہیں ہاتھ اٹھائیں۔ جناب والا! یہ پنجاب کی انتظامیہ ہے یہ آئی جے آئی کے ممبر نہیں ہیں کہ آپ کھڑے ہو کر کہیں کہ جو میرے ساتھ ہیں وہ ہاتھ کھڑا کریں۔ وہ کبھی کبھی بھول جاتے ہیں کہ ان کو پنجاب کے خزانے سے تنخواہیں دی جا رہی ہیں۔ اگر اتفاق فاؤنڈری سے تنخواہیں دی جاتیں تو پھر ٹھیک ہے کہ یہ اٹھ کر کہتے جو میرے ساتھ ہیں وہ ہاتھ اٹھائیں لیکن یہ تو پنجاب کی انتظامیہ ہے' یہ ایڈمنسٹریشن ہے' ان کا کام اس صوبے کو چلانا ہے ان کا کام یہ نہیں کہ وہ نواز شریف کے ساتھ ہاتھ اٹھائیں۔ جناب والا! آپ ریکارڈ دیکھیں کہ اس وقت پنجاب کے آٹھ ڈویژنز میں چار کمشنر پی سی ایس آفیسرز ہیں تین سی ایس پی اور لاہور کے کمشنر شاہد رفیع صاحب آرمی کوٹہ سے آئے ہیں۔ 28 اضلاع میں 17 پی سی ایس ڈپٹی کمشنر ہیں 8 سی ایس پی ڈپٹی کمشنر ہیں اور تین آرمی کوٹہ سے ہیں۔ اور اگر آپ سب ڈویژن کی سطح پر چلے جائیں تو 70 پی سی ایس آفیسرز ہیں 28 سی ایس پی آفیسرز ہیں اور باقی آرمی کوٹہ سے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کو سی ایس پی آفیسرز سے اتنا خوف کیوں ہے؟ یہ خود تو تنخواہیں نہ دے رہے تو پھر خوف کس بات کا ہے؟ خوف اس بات کا ہے کیونکہ ان کی ترقیاں وفاقی حکومت کے ہاتھ میں ہیں۔ جناب والا! یہ کوئی

طریق کار نہیں ہے یہ پنجاب کی انتظامیہ ہے اور پنجاب کا خزانہ نواز شریف کا ذاتی خزانہ نہیں کہ وہ کھڑے ہو کر کہیں میں یہ پیسہ اپنے discretionary fund سے دے رہا ہوں۔ جناب والا! یہ حکومت کا پیسہ ہے ' پنجاب کے عوام اس کا ٹیکس دیے رہے ہیں اور اسے ایک غیر جانبدار انتظامیہ چلائے۔ یہ کوئی سیاسی افسر نہیں ہیں اور ان کو سیاست میں استعمال کرنا بھی ایک ڈرامہ بن چکا ہے اور آپ کو بھی پتا ہے کہ اگر وزیر اعلیٰ کے خلاف کوئی سیاسی آواز اٹھائے تو پولیس کو شکاری کتوں کی طرح ان کے پیچھے دوڑایا جاتا ہے۔ مخدوم عالم انور ' میلادی کھر ' رئیس شبیر ' وصی ظفر یعنی یہ ایک لمبی اور شرمناک فہرست ہے۔ بے شک وفاق میں جمہوریت ہے لیکن صوبے میں وہی پولیس اسٹیٹ بنا ہوا ہے وہی ضیاء الحق کا تماشا چل رہا ہے وہی وردی والے غنڈے چھوڑ دیئے گئے ہیں ـــــــ جناب سردار نصر اللہ خان دریشک صاحب آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟ آپ کو یاد ہے کہ جب آپ نے بھی میاں صاحب کی مخالفت کی تھی تو آپ کا کیا حشر ہوا تھا؟ آپ مسکرائیں نہ بلکہ آپ بھی خون کے آنسو روئیں کہ جو پنجاب کے لوگوں کے ساتھ حشر ہو رہا ہے وہ آپ کے ساتھ بھی ہوا تھا۔ ٹھیک ہے آج آپ آئی جے آئی میں ہیں پہلے آپ پیپلز پارٹی میں تھے اور پھر بھی پیپلز پارٹی میں آ جائیں گے۔

جناب والا! پنجاب پولیس کو پھر پیپلز ورکس پروگرام کے خلاف استعمال کرنا ہے۔ پیپلز پروگرام کے لیے جو رقم مختص کی گئی ہے یہ اسمبلی میں مختص کی گئی ہے۔ اسمبلی بجٹ کے تحت یہ پیسہ قانونی منظور کیا گیا ہے۔ نیشنل اسمبلی نے یہ بل پاس کیا ہے اور پھر اس پیسے کو غریب عوام کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے جو کہ ہر پارٹی کا ایک قانونی حق ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ پولیس کا یہ کام رہ گیا ہے کہ اس کے پیچھے دوڑیں کہ اگر ایک غریب بستی میں سڑک بن رہی ہے تو اس کی اینٹیں اٹھا کر بھاگ جاؤ کہیں بلڈوزر چل رہا ہے تو اس کو پکڑ لو لیکن ساتھ ہی ڈکیتیوں کی بارش ہو رہی ہے اس کی کوئی فکر نہیں۔ جناب والا! ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ چونکہ پیپلز پارٹی کو پہلی دفعہ موقع ملا ہے کہ ہم بھی عوام کے سوشل ورکر بن کر سیاسی کام میں شریک ہوں۔ اس سے پہلے گیارہ سال ہمیں سیاست میں گھسنے کی اجازت نہیں تھی۔ ہم عوام کے قریب نہیں آ سکتے تھے ہم جیلوں میں تھے اور اس وقت یہ عوام کا پیسہ لے کر تقسیم کرتے پھر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ پانچ لاکھ ٹاؤن کمیٹی کے لیے ہے ایک لاکھ فلاں کے لیے ہے جیسے ذاتی پیسہ تقسیم کیا جا رہا تھا۔ یہ پروگرام ہے ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہیں۔ اس وقت آئی جے آئی کا پیپلز پروگرام ہے اس کو بھی چھپایا ہوا ہے۔ سپیشل فنڈز

برائے ایجوکیشن ڈویلپمنٹ 100 کروڑ۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ پیپلز ورکس پروگرام سے آپ کو مخالفت کس بنیاد پر ہے؟

میاں منظور احمد موہل ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آج کا اجلاس ریکوزیشن پر اپوزیشن نے بلایا ہے لیکن ظلم اورستم ظریفی یہ ہے ' یہاں یہ بات بھی ٹھیک کی گئی کہ وزراء بھی حاضر ہوں لیکن اپوزیشن کے 96 ممبران میں سے اس وقت ہاؤس میں صرف 16 ممبران موجود ہیں اور 80 ممبران غائب ہیں۔ میں صوبہ پنجاب کے عوام کونشان دہی کرنا چاہتا ہوں کہ یہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اسمبلی ریکوزیشن ہونی چاہیے اور یہاں پر بلندو بانگ دعوے کرتے ہیں ان کی یہاں حاضری اور حالت کا اندازہ لگا لیجیے۔ جناب والا! میرا پوائنٹ یہ ہے کہ کورم پورا نہیں لہذا کورم پورا کیا جائے۔

چودھری محمد وصی ظفر، کیا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

میاں منظور احمد موہل، میں نے کورم کی نشان دہی کی ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! موہل صاحب نے دوسری شادی کی ہے اس لیے ان کو گھر جانے کی جلدی ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، کورم کی نشان دہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے--- (گنتی کی گئی)----- کورم نہیں' اس لیے پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں---- (گھنٹیاں بجائی گئیں) ----- وزیر قانون صاحب! پانچ منٹ ہو گئے ہیں اس بارے میں ایک بات طے ہوئی تھی جو مجھے یہاں ضرور کہنی ہے کہ میری موجودگی میں وزیر قانون اور قائد حزب اختلاف کے مابین یہ بات طے ہوئی تھی ایک تو میں نے وقت پر اجلاس شروع کر دینا ہے چاہے ایک ممبر بھی نہ بیٹھا ہو ۔ سو آج سے ہم نے اس کو شروع کیا ہے اور آئندہ بھی اجلاس بروقت شروع ہو گا۔ اگر وقت 9 بجے کا ہے تو اجلاس 9 بجے شروع ہو گا اور اگر اجلاس کا وقت 3 بجے کا ہے تو 3 بجے شروع ہو گا اور اس میں کورم کا مسئلہ نہیں اٹھایا جائے گا۔

دوسری بات یہ طے ہوئی تھی کہ بحث کے دوران بھی کورم کا مسئلہ نہیں اٹھایا جائے گا تاکہ اس پر اراکین اسمبلی بحث کر سکیں اور ایک ٹیکنیکل بات پر بحث نہیں رکنی چاہیے۔ اگرچہ کورم کا پوائنٹ آؤٹ کرنا بھی پارلیمانی روایات کے مطابق ہے۔ گھنٹیاں بجانا ، گنتی کرنا یہ تمام پارلیمانی روایات ہیں اور یہ رولز کے مطابق ہے لیکن یہ طے ہوا تھا کہ کورم کا مسئلہ نہیں اٹھایا جائے گا۔ میاں منظور احمد موہل صاحب! یا تو اس اعتراض کو واپس لیں یا پھر ہاؤس ملتوی ہو گا۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! کوئی بات پوائنٹ آؤٹ ہو اور اگر رولز میں ایسی بات ہے کہ سمجھوتا ہوا تھا۔ سہواً ہو گیا یا ارادتاً ہو گیا اس کو یہ کس طرح درست کر سکیں گے ؟ کیا رولنگ کے ذریعے درست ہو جائے گا؟ یا اس بات کو واپس لیا جائے گا؟ اب تو صرف ایک صورت ہے کہ ایک دفعہ ہاؤس in order ہو اور پورے کے پورے ممبران ہوں پھر جو آپ نے ارشاد فرمایا ہے اس پر آئندہ تعمیل ہو گی ۔ اسے درست کرنے کی کوئی power نہیں اور نہ ہی اصولی طور پر ہو سکتا ہے ۔ہاں آئندہ کے لیے جب بات ہو تو پھر ٹھیک ہے جو آپ کا معاہدہ ہوا ہے۔ لیکن اب جو انھوں نے پوائنٹ آؤٹ کر دیا ہے اصولی طور پر اس کو واپس لینے سے بھی درستگی نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر، چیمہ صاحب! اس میں آپ کے لاءمنسٹر صاحب کی یہ commitment ہے اور آپ پارلیمنٹری افیئرز کے ایڈوائزر ہیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، میں ممبر بھی ہوں۔ لیکن اصولی طور پر میری عرض یہ ہے کہ ایک بات رولز کے مطابق ہو گئی۔ مجھے آپ فرما دیں کہ غلط ہو گئی ہے یا صحیح ہو گئی ہے ۔ میں تسلیم کروں گا۔ کس طرح آپ rectify کریں گے؟

جناب سپیکر، وہ آپ فکر نہ کریں۔ موہل صاحب اگر اعتراض کو واپس لیں تو ہو سکتا ہے۔

میاں منظور احمد موہل، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ کارروائی لکھی جا رہی ہے۔ لیکن جب ایوان کورم میں نہ ہو تو سپیکر صاحب کی کوئی بات لکھی جا سکتی ہے نہ ہی کسی اور ممبر کی طرف سے کی گئی باتیں پروسیڈنگ میں آ سکتی ہیں۔ چونکہ آپ بولے ہیں ، چیمہ صاحب بولے ہیں تو میں کہوں گا کہ یہ کارروائی سے حذف کیا جائے کیونکہ ہاؤس ان آرڈر نہیں۔

جناب سپیکر، اس میں بات یہ ہے کہ جس وقت کورم کا مسئلہ اٹھایا گیا ہے اور کورم کے بارے میں

بات ہو رہی ہے تو کورم کے بارے میں جو بھی بات ہو رہی ہے وہ تو ریکارڈ ہو گی۔ اس لیے کہ پانچ منٹ ہم نے گھنٹیاں بجائی ہیں اور گھنٹیاں بجانے کے بعد ہاؤس کورم میں نہیں۔ تو جب ہاؤس کورم میں نہیں تو اس میں، میں نے یہ نشاندہی کی ہے کہ ایک متفقہ فارمولے کے تحت کورم کا اعتراض نہیں اٹھانا چاہیے تھا۔ اب اگر آپ اس پر اتفاق کرتے ہیں تو کارروائی جاری رہے گی لیکن اگر آپ اس پر اتفاق نہیں کرتے اور اپنی بات پر قائم رہتے ہیں تو ہاؤس ایڈجرن ہو جائے گا۔

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ تھا کہ طریقہ کار یہ ہے کہ پانچ منٹ کے بعد سیکرٹری کو گنتی کرنی ہوتی ہے۔ اگر ہاؤس ان آرڈر نہ ہو تو پھر پندرہ منٹ کے لیے ملتوی کرنا تھا۔ پھر ایوان ایڈجرن ہو سکتا تھا۔ یہ تو پیپلز پارٹی اور آئی جے آئی نے اہتمام وتقسیم کی ہے لیکن فارورڈ بلاک پیپلز پارٹی اس میں نہیں۔ میں اپنے اعتراض پر سختی سے قائم ہوں کہ آئندہ مجھے بھی اعتماد میں لیا جائے جب یہ دونوں فریق آپس میں کوئی بات طے کرتے ہیں۔ ورنہ میں قواعد کے مطابق ہر نکتے کو اٹھاؤں گا۔

جناب سپیکر، تو اس بارے میں لاءمنسٹر صاحب! کیا ارشاد فرماتے ہیں کہ آئندہ آپ میاں منظور احمد موہل صاب کو اعتماد میں لیں گے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے واقعی ہمارے اور اپوزیشن کے درمیان یہ بات طے ہوئی تھی لیکن جہاں تک میاں منظور احمد موہل صاحب کا تعلق ہے ان کے ساتھ واقعی ہماری بات نہیں ہو سکی تھی۔ ہم آئندہ ان شاء اللہ انھیں اعتماد میں لیں گے۔ لیکن اب بھی انھوں نے جو نشاندہی کی ہے تو اگر صحیح پوچھیں تو اس کی ذمہ داری آئی جے آئی پر نہیں بلکہ پیپلز پارٹی پر عائد ہوتی ہے کیونکہ میں نے ان سے درخواست کی ہے اور انھوں نے کہا ہے کہ جہاں تک آپ کا ان کے ساتھ بات کرنے کا تعلق ہے اس پر مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ مجھے آپ کے conduct کے لیے کوئی گلہ شکوہ نہیں لیکن میں وہاں بیٹھا ہوں جب میں پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھتا ہوں اور کوئی جائز بات کرنے کی بھی کوشش کرتا ہوں تو ان کا میرے ساتھ انتہائی ہتک آمیز رویہ ہوتا ہے۔ تو اس کا ردعمل ہونا ایک فطری بات ہے۔ اگر وہ میری عزت نہیں کریں گے، وہ مجھے بات نہیں کرنے دیں گے تو میں بھی ان کے معاملات میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کروں گا۔ آپ کے ساتھ بات کرنے کے بعد میں

نے انھیں ذاتی طور پر درخواست کی ہے کہ آپ مہربانی کریں۔ آج کے دن پہلے مقرر سلمان تاثیر صاحب ہیں انھوں نے تقریر شروع کی ہے ہم چاہتے ہیں کہ آج کے دن کم از کم دو تین احباب ضرور بات کر لیں۔ جہاں میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں اور یقین دلاتا ہوں کہ میں انھیں اعتماد میں لوں گا وہاں میں قائد حزب اختلاف کی خدمت میں بھی یہ گزارش کرتا ہوں اور توقع کرتا ہوں کہ اس ایوان کے وقار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے منظور احمد موہل صاحب جب اپنی سیٹ پر کھڑے ہوں اور جب کوئی بات کرنا چاہیں تو بلا جواز مداخلت نہ کی جائے اور ان کے ساتھ توہین آمیز رویہ اختیار کرنے سے اپوزیشن بھی احتراز کرے۔ شکریہ۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں بھی اس میں تھوڑی سی گزارش کروں گا کہ اسمبلی روایات کے مطابق کسی بد اعتماد شخص کو بھی اعتماد میں لینا ضروری ہے؟

جناب سپیکر، گویا آپ نہیں چاہتے کہ یہ کارروائی جاری رہے۔ وصی ظفر صاحب نہیں چاہتے کہ سلمان تاثیر صاحب کی تقریر ہو۔

جناب فضل حسین راہی، میاں منظور احمد موہل نے اپنے آپ نوں اوس صف وچ لے آندا اے۔ پارٹی دا لیڈر۔ جداں بے نظیر صاحبہ، نوابزادہ نصر اللہ صاحب، ولی خان صاحب، نواز شریف صاحب، اک ایہہ صاحب۔ ایتھاں نال ایتھاں دی حیثیت دے مطابق ڈیل کریا کرو۔ جے تہانوں ایتھاں دی حیثیت دا نہیں پتا تے میرے کولوں پچھ لیناں آن کے۔

میاں منظور احمد موہل، جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ میں نے ہمیشہ اسمبلی میں رولز اینڈ ریگولیشن کے مطابق بات کی ہے۔ میں نے کبھی غیر متعلقہ بات نہیں کی۔ آج بھی اگر میں نے بات کی ہے تو وہ متعلقہ بات ہے کہ ایوان میں کورم نہیں۔ بات سیدھی سادی ہے کوئی ایسی بات نہیں اور اس کارروائی کی جو اس وقت سے لے کر اب تک ہوئی ہے، میرے خیال میں کوئی حیثیت بھی نہیں۔

جناب سپیکر، تو اب گیند اپوزیشن کی کورٹ میں ہے۔ یہاں میاں منظور احمد موہل صاحب نے بطور احتجاج یہ بات کی ہے۔ اگر اس بارے میں انھیں یقین دہانی کرائی جائے کہ ان کی دل آزاری نہیں کی جائے گی تو موہل صاحب اپنا اعتراض واپس لینے کو تیار ہیں۔

رانا شوکت محمود، جناب سپیکر! میں میاں منظور احمد موہل صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنا

اعتراض واپس لیں۔

میاں منظور احمد موہل، اسمبلی کی روایات کے مطابق چونکہ قائد حزب اختلاف نے اپیل کی ہے ۔ میں اپنا اعتراض واپس لیتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! آئندہ کے لیے موہل صاحب سے مشورہ انتہائی ضروری ہے کیونکہ وہ اکیلے نہیں ہیں۔ چھ سات آدمی ہیں اور ان کا ایک وزیر بھی ہے لہذا ان کے ساتھ مشورہ ہونا چاہیے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! اس کے بعد چار وزیر بنے ہیں ۔ ان کو محکمے دے دیے اور جو میاں منظور احمد موہل صاحب کی جیب میں سے نکل کر وزیر بنا اس کو آج تک محکمہ ہی نہیں دیا۔ خدا کے واسطے اس کو کوئی محکمہ تو دے دیں۔

جناب سپیکر، جناب سلمان تاثیر صاحب!

جناب سلمان تاثیر، جناب سپیکر! پیپلز ورکس پروگرام میں جو رکاوٹیں ڈالی جا رہی ہیں میں ان کے بارے میں ذکر کر رہا تھا۔ پیپلز پروگرام ایک بجٹ کے مطابق رقم مختص کی گئی ہے ۔ وہ پیسہ ایک ڈھانچے کے مطابق پنجاب کے غریب عوام کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ جب پیپلز ورکس پروگرام کا اعلان کیا گیا تو فوراً ہی بغیر یہ پوچھے کہ یہ کیا جانور ہے' میاں نواز شریف نے بیان دیا کہ یہ پیپلز پارٹی ورکرز کے لیے ایک فنڈ بنایا گیا ہے۔ یعنی جو رقم قومی اسمبلی نے پاس کی اس کے بارے میں یہ کہہ دیا ۔ بات یہ ہے کہ ایک طرف تو آئی جے آئی کا پروگرام ہے' پنجاب کا' سپیشل فنڈ فار ایجوکیشنل ڈویلپمنٹ تو یہ بھی جرأت نہیں کہ آئی جے آئی پبلک پیپلز ورکس پروگرام بنائے۔ وہ چھپا دیا ہے ' سپیشل فنڈ برائے ایجوکیشنل ڈویلپمنٹ ایک سو کروڑ روپے اور اس کے کوئی رولز نہیں ہیں۔ پیپلز ورکس پروگرام کا ایک ڈھانچہ ہے ۔ مثلاً میں ایک ایم پی اے ہوں جو رقم مجھے ملتی ہے وہی رقم فضل حسین راہی کو یا اور ایم پی اے صاحبان کو ملتی ہے۔ یہ وزیر اعلیٰ کا فنڈ وزیر اعلیٰ کی صوابدید پر تقسیم ہوتا ہے یعنی جس نے سیلوٹ کیا اس کو دو کروڑ مل گئے۔ جس نے مخالفت کی اس کو نہیں ملے۔ جو پیچھے نہیں دوڑا اس کو نہیں ملے۔ کم از کم یہ فنڈ ہے۔ یہ پنجاب کے خزانے کا فنڈ ہے۔ سپیشل فنڈ فار ایجوکیشن ڈویلپمنٹ جو ان کا آئی جے آئی کا پروگرام ہے تو اس کو کم از کم اتنی جرأت ہونی چاہیے کہ تم ایک ڈھانچہ بناؤ۔ آپ ہر ایک ایم پی اے کو بلیک میل نہیں کر سکتے کہ اگر تم لائن پر گئے تو میں

تمہیں کروڑوں روپے دوں گا اور نہیں لگے تو میں کم دوں گا۔ لیکن جو پیپلز ورکس پروگرام ہے وہ ایک ڈھانچے کے تحت ہے ۔ اس میں ایڈمنسٹریٹر ہے ' کمیٹیاں ہیں اس کے ایک ایک روپے پر نگرانی ہے ایک پیسہ خرچ کرنے پر بحث ہوتی ہے۔ یہ فنڈ کسی ایم پی اے کے ذریعے یا کسی ایم پی اے کی جیب میں نہیں جا سکتا۔ اس کا کوئی طریق کار ہے لیکن یہاں تو کوئی طریقہ ہی نہیں۔ یہاں تو ایم پی ایز کو رقمیں کیش میں تقسیم کی گئی ہیں اور کوئی پوچھنے والا نہیں کہ وہ پیسہ کہاں گیا؟ ہمارے یہاں کمیٹیاں ہیں اور پھر دیکھا جا رہا ہے کہ یہ پیسہ کہاں سے آ رہا ہے اور کہاں گیا ہے؟ تمام کارکن ورکرز متعلقہ شہری سب لوگ اس میں شامل ہیں لیکن اس کے خلاف وزیر اعلیٰ صاحب کا بیان تھا کہ پیپلز فنڈ پیپلز پارٹی کے ورکرز کا فنڈ ہے اور ان کا فنڈ' آپ خود حساب لگا کر دیکھیں کہ کون سا فنڈ کس مقصد کے لیے استعمال کیا جائے گا۔ اگر مقابلہ کرنا ہے تو جہاں ہم ایک سڑک بناتے ہیں آپ بھی ایک سڑک بنائیں جہاں ہم ایک گلی بنا رہے ہیں آپ وہاں دو بنائیں ۔ ہم نے جہاں ایک سکول بنایا ہے آپ تین بنائیں۔ میدان میں آؤ اور اس طرح مقابلہ کرو۔ یہ کوئی مقابلہ نہیں کہ پنجاب پولیس لے کر بلڈوزر سے سڑک کو توڑا جائے یا بلڈوزر لے کر سکول گرا دیا جائے۔ یہ مثال ان بچوں کی طرح ہے کہ نہ میں کھیلوں گا اور نہ میں کھیلنے دوں گا۔ یہ پیسہ کسی پارٹی کے کارکن کے یا کسی ایم پی اے کی جیب میں نہیں جا رہا۔ آپ اتنی دیر پنجاب کے خزانے کو استعمال کرتے رہے ہیں اور وزیر اعلیٰ پنجاب کا صوابدیدی فنڈ کروڑوں روپے میں چلا گیا ہے اور اس وقت 7 کروڑ روپے بغیر پوچھے بغیر حساب وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنی مرضی کے مطابق پتا نہیں کس کو تقسیم کیا ۔ ہمیں جو تھوڑی بہت تفصیل ملی ہے وہ بھی شرمناک ہے۔ میں نے اس اسمبلی میں دو مرتبہ سوال کیے ہیں لیکن ان کا ابھی تک جواب نہیں آیا کہ وہ سات کروڑ روپیہ کہاں گیا؟ اور ان کی حدود کیا تھی ایک لاکھ اس کے بعد سابقہ گورنر صاحب کے پیچھے جا کر جب پیپلز پارٹی کی حکومت آئی تو ان کے پاس جا کر پچھلی تاریخوں میں سب کچھ کرا لیا اور اس وقت کیا پوزیشن ہے An appropriate amount یعنی شرمناک بات ہے۔ آپ پیپلز ورکس پروگرام کی بات کر رہے ہیں۔ اس وقت وزیر اعلیٰ کا صوابدیدی فنڈ An appropriate amount کوئی حد ہی نہیں جتنی مرضی میاں صاحب دے کر بھاگ جائیں کوئی حد نہیں یہ کسی ملک کی تاریخ میں نہیں ہوا کہ چیف ایگزیکٹو کے اتنے اختیارات ہیں کہ وہ بغیر پوچھے خزانے سے جتنی مرضی چاہے رقم نکلوا لے اس کو کوئی پوچھنے والا نہیں۔ اور پھر پیپلز ورکس پر تنقید

کرتے ہیں کہ یہ پیسہ استعمال کیا جا رہا ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ پنجاب پولیس پر یہ ریکارڈ کی بات ہے کہ پچھلے میزانیہ میں 220 کروڑ روپے تھا اور تعلیم پر جو کروڑوں روپے کی رقم پنجابیوں کے لیے مختص کی گئی ہے وہ 107 کروڑ روپے ہے۔ یعنی اس سے 50 فی صد زیادہ پولیس کے لیے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ایک حقیقت ہے اور ریکارڈ کی بات ہے کہ اس وقت پنجاب میں جو ڈکیتیاں ' قتل ' کرائمز اور سنگین کرائمز کہاں تک پہنچ گئے ہیں؛ اور اس کے ساتھ ساتھ ان کا پروگرام بھی ہے کہ وہ اس کو کم از کم کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ جہاں ڈکیتی ہوتی ہے اس کو چوری دکھا دو ایف آئی آر رجسٹر نہ کرو ۔ جس طرح پنجاب کے خزانے کے ساتھ ہیرا پھیری ہوتی رہی ہے اسی طرح پولیس کے ریکارڈ کے ساتھ بھی ہیرا پھیری ہوتی ہے۔ مثلاً یہ پولیس ڈیپارٹمنٹ کے اعداد و شمار ہیں کہ لاہور میں 14 ڈکیتیاں ہوئی ہیں یہ پورے پنجاب میں پچھلے مہینے ہوئیں ہیں لیکن لاہور پولیس یہ کہتی ہے کہ ہمارے پاس 26 ڈکیتیاں ہیں۔ مجھے آج ہی کینے ٹیریا میں ایک صاحب بتا رہے تھے کہ ایک ڈکیتی ہوئی ہے میں تھانے گیا ہوں اور ان کو کہا ہے تو وہ کہنے لگے کہ چوری ہوئی ہے ڈکیتی نہیں ہوئی۔ آپ ایک طرف ریکارڈ کو درست رکھیں اگر آپ سے لاء اینڈ آرڈر کنٹرول نہیں کیا جاتا ' اگر آپ پنجاب کے شہریوں کا تحفظ نہیں کر سکتے تو پھر آپ استعفیٰ دے دیں۔ یہ تو ایک پرانی سیاسی روایت ہے کہ اگر آپ فیل ہو گئے ہیں ' آپ کنٹرول نہیں کر سکتے ' معاملہ ہاتھ سے باہر نکل گیا ہے تو پھر ہیرا پھیری مت کرو۔ کہو ڈکیتیاں بڑھ گئی ہیں' جرائم ' چوریاں ' قتل بڑھ گئے ہیں اور معاملہ ہاتھ سے نکل گیا ہے ۔ لوگ ہمارے خلاف گوجرہ میں نکل آئے ہیں' یہاں مظفر گڑھ میں بغاوت ہو گئی ہے ' چنیوٹ میں کیا ہو گیا ہے' یہ تمام معاملے ہمارے بس سے باہر ہیں۔ آپ مان جائیے کہ آپ فیل ہو گئے ہیں اور پنجاب میں آئی جے آئی کی حکومت لاء اینڈ آرڈر میں مکمل فیل ہو گئی ہے۔ اور جو حکومت اپنے شہریوں کا تحفظ نہیں کر سکتی تو ان کا کوئی حق نہیں بنتا کہ وہ پھر بھی حکومت کریں۔ یہ ایک بنیادی بات ہے کہ پہلے تحفظ دو اس کے بعد بڑی بڑی باتیں کرو۔ تو ناکامی کا یہ ریکارڈ ایوان کے سامنے ہے۔ہر جگہ ریکارڈ لکھا ہوا ہے اور جہاں تک امن و امان کا مسئلہ ہے پنجاب کا ہر شہری پریشان ہے اور اب یہ بات مزید چھپائی نہیں جا سکتی۔ ہم نے وزیر اعلیٰ سے پوچھنا ہے کہ وہ کیا اقدامات ہیں اور ایسا نہیں کہ آپ ایس ایچ او کا تبادلہ کر دیں' ایک چور کو لے جا کر تھانے میں ڈال دیا اور پھر اٹھا کر دوسرے تھانے میں ڈال دیا اور پھر اسے کہا کہ تم فلاں سیاسی آدمی کو پکڑو اور سپیشل برانچ کو استعمال کرو۔

میرے گھر کے آگے روزانہ سپیشل برانچ کی پولیس کھڑی ہے وہ سارا دن موٹر سائیں پر پیچھے دوڑتی ہے۔ میں نے ڈی آئی جی سپیشل برانچ کو فون کیا کہ یا تو ان کو وردیوں میں میرے گھر کے سامنے لگاؤ یا میں پکڑ کر ان کی ٹانگیں توڑ دوں گا۔ یہ ضیاء الحق کا زمانہ نہیں کہ پکڑ پکڑ کر حراست میں رکھا اور ان کے پیچھے پیچھے بھاگے۔ آپ نے ہر جگہ سپیشل برانچ چھوڑی ہوئی ہے۔ سپیشل برانچ کا بھی ریکارڈ بجٹ ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ نیشنل سیکورٹی ایک فیڈرل سبجیکٹ ہے تو پھر سپیشل برانچ کا کیا مقصد ہے؟ یہ تو انگریزوں کی سپیشل برانچ ہے۔ اس کا نام بھی سپیشل برانچ ہے۔ یہ انگریزوں والا نام ہے اور اسے انگریز استعمال کرتے تھے۔ جنگ آزادی میں جب لوگ انگریزوں کے خلاف لڑتے تھے تو انگریز سپیشل برانچ استعمال کرتے تھے۔ اور اب میاں صاحب نے سیاسی مخالفوں کے خلاف سپیشل برانچ لگائی ہوئی ہے اور سپیشل برانچ اس حد تک بنی ہوئی ہے اور اس کا ڈی آئی جی چودھری سردار جو فیڈرل گورنمنٹ کا ملازم ہے ۔ جب اسے واپس بلایا گیا تو کہتا ہے کہ نہیں جناب میں تو میاں نواز شریف صاحب کا ذاتی نوکر ہوں اور میں بڑا وفادار نوکر ہوں میں یہیں رہوں گا۔ مجھے تو یہاں سے ہڈیاں مل رہی ہیں میں وہی کھاؤں گا اور میں وہیں مروں گا اسے یہاں سے نکالنا چاہیے۔ وہ ایک سرکاری ملازم ہے کیا اس کا یہ کام ہے کہ جب اس کو کہا جائے کہ واپس آؤ تو وہ یہ کہہ دے کہ میں نہیں آتا۔ آئی جی کو واپس بلایا گیا تو وہ گیا اور اس نے اپنا کیس plead کیا اور باقی بھی کئی لوگ گئے تھے۔ یہ عجیب ریکارڈ ہے ' سپیشل برانچ ایک سیاسی برانچ ہے اس کا اور کوئی مقصد نہیں ۔ اگر اس کا کوئی مقصد تھا تو وہ انگریزوں کے زمانے میں تھا لیکن اب پھر اسی مقصد کے لیے اسے استعمال کیا جا رہا ہے۔ ریس کورس روڈ پر اس کے نئے دفاتر بن رہے ہیں' نیا سامان آ رہا ہے۔ نئی equipments آ رہی ہیں۔ مجھے یہ بھی پتا ہے کہ میرا فون ٹیپ ہوتا ہے اور سپیشل برانچ کا کوئی حق نہیں کہ یہ فون ٹیپ کرے۔ یہ صرف آئی پی فور ٹیپ کر سکتے ہیں اور ان کا کوئی حق نہیں۔ مجھے خود لوگوں نے کہا کہ سپیشل برانچ کی ویگنیں باہر پھرتی ہیں انھوں نے raid لگائے ہوئے ہیں اور یہ ٹیپ کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی ایکسچینج میں پیسے دیتے ہیں اور لوگوں کے فون ٹیپ کراتے ہیں۔ یہ تمام سیاسی مخالفوں کے فون ٹیپ کراتے ہیں یہاں کسی ڈاکو یا جگو سگو کا فون ٹیپ نہیں ہوتا بلکہ یہاں صرف ہمارے فون ٹیپ ہوتے ہیں۔ جناب والا! میں آپ سے اور خاص طور پر اس ایوان سے یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ آج ہم حزب اختلاف میں ہیں کل آپ میں سے بھی کوئی ہو سکتا ہے ۔ تو یہ طریق کار کہ پولیس اور سپیشل

برانچ کو استعمال کرنا، حکومت کے غنڈوں کو سیاسی مخالفوں کے خلاف چھوڑنا یہ کام نہیں چل سکتا۔ ہم نے ضیاء الحق کے زمانے میں دیکھا تھا کہ کتنی دفعہ اس نے ہمیں گرفتار کیا، شاہی قلعہ میں لے گیا یہ کیا وہ کیا اور کہا کہ ان کی آواز کو دباؤ لیکن یہ سیاسی حقیقت ہے کہ جتنی آواز دباؤ گے اتنی آواز بلند ہو گی۔ یہ طریق کار اختیار کرنے کی جتنی کوشش کرو گے وہ ہمیشہ فیل ہوتے ہیں۔ تو پھر ٹھیک ہے اگر آپ نے یہی طریقہ اختیار کرنا ہے تو پھر ہم بھی تیار ہیں لیکن یہ کامیاب نہیں ہوں گے اور میں آخر میں اس ایوان سے کہوں گا کہ ریکارڈ آپ کے سامنے ہے پنجاب حکومت فیل ہو چکی ہے اور اس صوبے کا امن و امان کا مسئلہ سب سے زیادہ سنگین ہے۔ اس لیے یا تو حکومت کوئی ٹھوس اقدامات دکھائے یا پھر استعفیٰ دے دے کیونکہ پنجاب کی عوام اس تماشے کو مزید برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، جناب اسلم گورداسپوری!

ملک محمد اسلم گورداسپوری ، جناب سپیکر ! آج کی بحث صوبے کے امن و امان کے بارے میں ہے۔ امن و امان کی ذمہ داری صوبے کے عوام کی نہیں یا کسی بھی ملک کے عوام کی ذمہ داری امن و امان قائم کرنے کی نہیں ہوتی۔ امن حاکم قائم کرتے ہیں۔ امن ادارے قائم کرتے ہیں۔امن قانون قائم کرتا ہے۔ امن و امان عدالتیں قائم کرتی ہیں۔ قانون نافذ کرنے والی ایجنسیاں کرتی ہیں اور حکمران جماعتیں کرتی ہیں ان کے اراکین کرتے ہیں ، ان کے ساتھی کرتے ہیں ۔ ان کے وزیر کرتے ہیں ایم این ایز اور ایم پی ایز کرتے ہیں تب امن و امان قائم ہوتا ہے۔ اور جب جس صوبے میں عوام کو یہ اعتماد نہ رہے کہ میرے گھر لٹنے پر مجھے قانون تحفظ دے گا ۔ جس ملک کے کسی شہری کو یہ یقین نہ رہے کہ اس کے گھر ڈاکہ ڈالنے پر اس کے ساتھ انصاف کیا جائے گا ، ڈاکو پکڑے جائیں گے ۔ جہاں یہ اعتماد نہ رہ جائے کہ قتل ہونے کے بعد قاتل پکڑے جائیں گے ۔ اس صوبے میں امن و امان کی بات کرنا اس ہاؤس کے ساتھ مذاق کرنا ہے اور امن و امان کی بات صرف لوٹ مار تک محدود نہیں۔ یہ ڈاکہ زنی کی بات نہیں۔ یہ عوام کی مایوسی کا عالم پولیس سے نہیں، کسی قانونی ادارے سے نہیں بلکہ یہ مایوسی کا عالم اس صوبے کے حاکم سے ہے۔ اس کے پس منظر میں اس بد امنی کے پس منظر میں صوبہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ کی بغاوت شامل ہے۔ یہ مرکز کی بغاوت ہے۔ یہ اس کے بوئے ہوئے بیج ہیں جو

کبھی کسی ضلع میں اگتے ہیں جو کبھی کہیں سر اٹھاتے ہیں۔ جناب سپیکر! جب عوام عدالتوں سے مایوس ہو جائیں، جب عوام حاکموں سے مایوس ہو جائیں، جب عوام قانون نافذ کرنے والے اداروں سے مایوس ہو جائیں تو بندہ پرور عوام خود عدالتیں بن جایا کرتی ہیں۔ عوام خود حاکم بن جایا کرتے ہیں۔ عوام خود عدل کیا کرتے ہیں۔ اب اس صوبے میں نواز شریف کی حکومت کی کیا ضرورت ہے؟ اس صوبے میں میاں صاحب کے حاکم رہنے کی کوئی گنجائش باقی ہے؟ صدیوں پرانا سلسلہ ٹھیکری پہرا، جب عدالتیں نہیں ہوتی تھیں، جب اسمبلیاں نہیں ہوتی تھیں، جب قانون نہیں ہوتا تھا، جب قاعدے نہیں ہوتے تھے، جب ممبران نہیں ہوتے تھے اس دور میں لوگ ٹھیکری پہرا دیا کرتے تھے۔ خود اپنی حفاظت کیا کرتے تھے اور آج صدیوں کی تاریخ کے بعد، صدیوں کے عمل کے بعد، اتنے بڑے سفر سے گزرنے کے بعد، قوموں کے نسلوں کے ایک تجربے کے بعد جب ہم چاند کی دنیا تک پہنچ چکے ہیں۔ یہ صوبہ پنجاب ہے کہ جہاں آج بھی لوگ ٹھیکری پہرا دے کر اپنی جان و مال کی حفاظت کر رہے ہیں۔ اپنے بال بچوں کی حفاظت کر رہے ہیں، خود پہرے دے کر اپنی بہو بیٹیوں کی عصمتوں کی حفاظت کر رہے ہیں۔ اور آج کیا ہو گا؟ آج قانون نافذ کرنے والے وہ افسران، وہ ادارے، وہ ایجنسیاں پنجاب میں نفرت بن چکی ہیں۔ آج پنجاب میں پولیس کو دیکھ کر لوگ دیوانے ہو جاتے ہیں۔ آج پنجاب میں پولیس کو دیکھ کر لوگ پاگل ہو جاتے ہیں۔ یہ کیا ہوا ہے؟ اس صوبے پر کیا گزری ہے؟ کہ اب لوگ پولیس میں اور ڈاکو میں فرق اور امتیاز نہیں سمجھ رہے۔ یہ کیا ذہنی آفت آئی ہے؟ کون سی ایسی افتاد پڑی ہے؟ اس صوبے کی سوسائٹی کا کوئی اندازہ کیجیے۔ اس صوبے کے عوام کی ذہنی حالت کو دیکھیے۔ اس کی کیفیت کو پہچانیے۔ کیا کیفیت رہ گئی ہے کہ لوگ دیوانے ہو گئے ہیں، پاگل ہو گئے ہیں۔ آج انھیں ڈاکوؤں، پولیس اور حاکموں میں کوئی فرق محسوس نہیں ہو رہا۔ اور اس صوبے کے حکمرانوں کے ماتھے کیوں نہیں ٹھنکتے؟ کیوں محسوس نہیں کرتے؟ ہمارے دوست اس ممبر پر اس ایوان میں بیٹھنے والے کہ عوام نے صرف تھانوں کے محاصرے نہیں کیے؟ عوام نے صرف تھانوں کے گھیراؤ نہیں کیے؟ عوام نے منتخب اراکین اسمبلیوں کے مکانوں کے گھیراؤ کیے ہیں۔ یہ اب اس صوبے میں امن و امان کی صورت کا کوئی اعلان باقی رہ گیا ہے؟ عوام کی طرف سے اب اور بھی کوئی اشارہ رہ گیا ہے کہ عوام کیا چاہتے ہیں؟ عوام کیا سوچتے ہیں؟ عوام کیا دیکھتے ہیں؟ جناب والا! امن و امان کے سلسلے میں جس طرح میں نے پہلے کہا کہ جو حکومت امن و امان نافذ نہ کر سکے اس کے اقتدار میں رہنے

کی کوئی تجاویز نہیں اور آج صوبے کے عوام عدم اعتماد کر چکے ہیں۔ یہ عدم اعتماد چنیوٹ میں ہوا۔ یہ عدم اعتماد فاروق آباد / چوہڑ کلنہ میں ہوا ۔ یہ عدم اعتماد مغل پورہ میں ہوا۔ یہ عدم اعتماد وزیر اعلیٰ کے اپنے حلقہ نیابت میں ہوا۔ اب آپ اور کہاں عدم اعتماد کا مظاہرے کروانا چاہتے ہیں؟ عدم اعتماد صرف اسمبلیوں میں نہیں ہوتے عوام میں ہوتے ہیں۔ اصل عدم اعتماد ہی عوام میں ہوتا ہے ۔ جناب سپیکر! اس طرح کی لاقانونیت عوام نے پیدا نہیں کی بلکہ اس کو حکمرانوں نے پیدا کیا ہے ۔ کیوں؟ چنیوٹ کا واقع کیسے ہوا؟ مغل پورہ میں کس آدمی نے بچے کو قتل کیا ؟ فاروق آباد / چوہڑ کلنہ میں قتل کس نے کیا؟

جناب سپیکر، گورداسپوری صاحب! ایک سیکنڈ رکیے گا۔ یہاں اس وقت ڈپٹی سپیکر صاحب بھی تشریف نہیں رکھتے اور پینل آف چیئرمین کے چاروں معزز اراکین بھی تشریف نہیں رکھتے۔ میں تجویز کرتا ہوں کہ سردار زادہ ظفر عباس صاحب یہاں پریزائڈ کریں۔ آپ کو اتفاق ہے؟

آوازیں: اتفاق ہے۔

جناب سپیکر، سردار زادہ صاحب! تشریف لائیے۔

(اس مرحلے پر سردار زادہ ظفر عباس صاحب کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

ملک محمد اسلم گورداسپوری، اجازت ہے جناب!

جناب چیئرمین، جی اجازت ہے۔

ملک محمد اسلم گورداسپوری، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ چوہڑکلنہ / فاروق آباد کا واقعہ' مغلپورہ لاہور کا واقعہ' چنیوٹ کا واقعہ' گوجرہ کا واقعہ ' کرشن نگر کا واقعہ' وزیر اعلیٰ کے حلقہ نیابت کا واقعہ یہ کوئی ایسے واقعات نہیں جو حادثات یا اتفاقاً ہوئے ہوں۔ جناب والا! ان تین واقعات میں پولیس افسر پکڑے گئے' فاروق آباد میں لوگوں نے پولیس افسر کو پہچان لیا جو ڈاکو تھا۔ گوجرہ میں لوگوں نے پہچان لیا کہ پولیس افسر ڈاکو تھا۔ چنیوٹ میں کیا ہوا کہ دس دن تک لوگ پولیس کو پکارتے رہے کہ روز ڈاکے پڑ رہے ہیں ہمارے لیے پہرہ دو لیکن کوئی پولیس والا پہرے کو نہ پہنچا۔ کوئی مدد کو نہ آیا۔ جب انھوں نے خود پہرے دینے شروع کیے تو پولیس مقابلہ ہو گیا۔ جناب والا! یہ ایک سازش کے تحت یہ سب کچھ اس صوبے میں کرایا جا رہا ہے۔ اس صوبے کا باغی وزیر اعلیٰ اس ملک

میں بد امنی پیدا کر کے مرکز کی حکومت توڑنا چاہتا ہے ۔ اگر وزیر اعلیٰ اس صوبے میں امن پیدا کرے گا آشتی پیدا کرے گا، اگر عدل کرے گا اور تحفظ دے گا تو مرکز کی حکومت نہیں ٹوٹ سکتی۔ جناب والا! مرکز کی حکومت تب ٹوٹتی ہے جب فساد وغیرہ ہوں ' ڈاکے پڑیں' قتل ہوں ' بازار لٹے جائیں' شہر جلیں' لوگ مریں' لڑکیاں اٹھ جائیں' بچے قتل ہوں۔ کیا یہ نہیں ہو رہا؟ اور اب بھی کسی کو دعویٰ ہے کہ وہ اس ملک پر حکومت کرنا چاہتا ہے ۔ میں اپنی دلیل واقعات سے نہیں بلکہ ان کی زبان سے دیتا ہوں کہ میری دلیل کیا ہے؟ خود وزیر اعلیٰ بد امنی پھیلا رہے ہیں۔ وزیر اعلیٰ پاکستان پیپلز پارٹی کو کیوں دھمکی دیتے ہیں کہ وہ اپنی ایم ایس ایف سے پاکستان پیپلز پارٹی کے دماغ درست کروا دیں گے۔ جناب سپیکر آپ ملاحظہ کیجیے' پاکستان کے دانشور اور اس قوم کے سوچنے سمجھنے والے انسان ملاحظہ کریں کہ ایک وزیر اعلیٰ ایک حاکم منتخب اسمبلی کا ایک ممبر یہ کہتا ہے کہ میں ایم ایس ایف سے پاکستان پیپلز پارٹی کے دماغ درست کراؤں گا۔ آج تاریخ بیان کی جائے کہ ایم ایس ایف کیا بلا ہے؟ کیا چیز ہے؟ وہ کونسی ایسی سرکاری فورس ہے جس کی دھمکی ہمیں دی جاتی ہے۔ کیا ایم ایس ایف پولیس کا کوئی ریزرو رسالہ ہے ؟ کیا ایم ایس ایف کوئی شاہی پیادہ ہے؟ کیا ایم ایس ایف کوئی لشکر ہے؟ کیا جانباز فورس ہے؟ کیا اس کا پولیس سے تعلق ہے ؟ کیا وہ وزیر اعلیٰ کی کمانڈو فورس ہے؟ کیا وہ وزیر اعلیٰ کا کوئی نیا سرکاری ادارہ ہے؟ کیا وہ پاکستان کا کوئی آئینی ادارہ ہے؟ کیا وہ قانون کے مطابق کوئی فورس ہے؟ جس کی وزیر اعلیٰ جو منتخب حاکم ہے ایک ذاتی غنڈہ فورس ' ایک خطرناک فورس ' ایک آزاد غیر قانونی اور غیر آئینی فورس کی دھمکی ایک نیشنل جماعت کو دیتا ہے ایک قومی قیادت کو دیتا ہے' ایک منتخب حکومت کو دیتا ہے ۔ جناب والا ! پھر وہ اس ملک میں کیا چاہتا ہے؟ بد امنی چاہتا ہے' بد اعمالی چاہتا ہے اس کے علاوہ وہ اور کیا چاہے گا؟ اس فورس کی گنجائش کہاں ہے؟ ان کا ایک بیان عدالت میں دائر کیا جائے تو وہ ان کی سرکوبی کے لیے کافی ہے۔ اگر وہ پولیس کی دھمکی دیتے تو یہ بھی ان کے لیے واجب نہیں اور یہ کسی بھی منتخب حاکم کو واجب نہیں جو اپنے اداروں کی دھمکی دے۔ پھر چلو آئین کی بات کرتے ہوئے مزاج کے اشتعال کی بات کرتے ہوئے وہ ہمیں پولیس کی دھمکی دیتے وہ ہمیں افسر شاہی کی دھمکی دیتے وہ ہمیں اپنی جماعت کی دھمکی دیتے ' اس ایوان کی دھمکی دیتے ' قانون کی دھمکی دیتے ' عدالتوں کی دھمکی دیتے ۔ جب وزیر اعلیٰ عدالتوں سے بے باک ہے جب وزیر اعلیٰ قاعدے اور قانون سے باہر ہے تو عوام بھی کسی قاعدے اور قانون کو نہیں مانتے ۔

عوام اس کا تختہ الٹا دیں گے۔( نعرہ ہائے تحسین) اور کمال افسوسناک بات ہے کتنے ستم کی بات ہے کہ جہاں قتل ہوتا ہے الزام پیپلز پارٹی پر لگا دیا جاتا ہے ۔ ڈاکے پڑتے ہیں تو الزام لگایا جاتا ہے کہ پیپلز پارٹی تخریب کاری کر رہی ہے ۔ ڈاکو ڈاکے ڈالتے ہیں بنک لوٹتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ پیپلز پارٹی نے تخریب کاری کی ہے۔ بنک پیپلز پارٹی لوٹ رہی ہے ۔ چنیوٹ میں قتل و غارت پیپلز پارٹی نے کی ہے ۔ مظہورہ میں ننھے منے عدیل کا خون پیپلز پارٹی نے کیا ہے؟

چودھری خادم حسین، جناب سپیکر! نکتہ وضاحت۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جن جگہوں کا نام لیا جا رہا ہے وہاں پر کلاشنکوف کس نے دی ہے؟

ملک محمد اسلم گورداسپوری، جناب سپیکر! جہاں واقعہ ہوا اس کا تخریب کار پیپلز پارٹی کو بنا دیا گیا اور آج تک کہا جاتا ہے کہ جن لوگوں کو جن سیاسی کارکنوں کو فوجی عدالتوں نے سزائیں دی تھیں ان کو چھوڑا گیا اور اگر یہ تخریب کاری وہ لوگ کر رہے ہیں تو میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ مظہورہ میں عدیل کو قتل کرنے والا جگو پیپلز پارٹی کا ہے یا تمہارا ہے؟ جگو کو کن لوگوں نے پناہیں دیں اور بتاؤ اس ملک کے اور اس صوبے کے حاکموں کو پتوکی میں ایک کمپنی کی جاتی ہوئی گاڑی سے چار لاکھ کا ڈاکہ کن لوگوں نے مارا اور پولیس نے ڈاکوؤں کو اسلحے سمیت پہلی بار پکڑا۔ یہ غلطی انھوں نے پہلی بار کی۔ جواب دو اس پنجاب کے حکمرانوں کہ ان ڈاکوؤں کو کس وزیر نے چھڑایا ؟ کیا بے نظیر کے وزیر نے چھڑایا یا نواز شریف کے وزیر نے چھڑایا؟ بتاؤ وہ ڈاکو کہاں ہیں اور وہ اسلحہ کہاں ہے؟ بتاؤ وہ پیسہ کہاں ہے؟ یہ ڈاکو ہضم کر گئے ؟ کیا اس طرح حکومت چلاؤ گے؟ کیا اس طرح دھرتی کو قائم رکھو گے؟ یہ نگری اس طرح چلے گی کہ ڈاکے تو پکڑے گئے مگر ڈاکوؤں کو چھوڑ دیا گیا۔ یہی پنجاب ہے کہ جس میں ہمیں تخریب کار کہا گیا اور اب تک کہا جاتا ہے۔ کیوں کیا کسی ڈاکے میں پاکستان پیپلز پارٹی کا کوئی کارکن آج تک پکڑا گیا ۔ آج تک وہ مارشل لاء کی عدالتوں والے جو اس قوم کی جدوجہد سے رہا ہوئے اور جو سیاسی تھے جن کے طفیل سے آج ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ۔ یہ انتخاب ان کی جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ بتاؤ کیا ان میں سے کوئی شخص پکڑا گیا اور یا اس سے پہلے وہ جمہوریت کی جدوجہد میں نہیں تھے اس ملک میں کبھی ان پر ایسا بھی کوئی مقدمہ ہوا؟ کیا وہ نہیں بک سکتے تھے؟ وہ بھی سودے کر سکتے تھے لیکن اب صاف بات ہے کہ ایک شخص کو مثال کے طور پر یہ اب تک پیش

نہیں کر سکے کہ فلاں آدمی ڈاکے ڈالتے ہوئے پکڑا گیا اور یہ پیپلز پارٹی کا تھا۔ آج پیپلز پارٹی نہیں بلکہ یہ لوگ ڈاکے ڈال رہے ہیں۔ آج تمام دنیا ان کی صورتیں دیکھ رہی ہے کہ کس طریقے سے اس صوبے میں امن و امان کی دھجیاں بکھیری جا رہی ہیں اور جب اس صوبے کا امن و امان تہہ و بالا ہوتا ہے تو مثال کیا دی جاتی ہے ؛ سنو دوستو! ہم سیاسی کارکن ہیں ہمارے نظریات کا اختلاف ضرور ہے لیکن پاکستان پر کسی کا اختلاف نہیں۔ نہ یہاں سے اور نہ ہی وہاں سے ۔ ایمان پر کسی کا اختلاف نہیں ۔ ایک صوبے کے عوام نے بلکہ اس ملک کی ٹوٹل عوام نے مارشل لاء کی حکومت کو تسلیم نہیں کیا تھا اور اس کا مقابلہ کرنے کے لیے آمر نے فوجی آمر نے کراچی میں ایک فورس تیار کی' صرف اپنی مقبولیت بنانے کے لیے' اپنا راستہ کھولنے کے لیے۔ اس لیے ہم کہیں گے کہ سندھ میں جو کچھ ہو رہا ہے کیا یہ آج کا واقعہ ہے؟

یہ ظلم آدمی نے کیا اور نسل آدم کو سزا
کاٹنا مجھ کو پڑا ہے میں نے جو بویا تھا

جناب والا! 11 سال تک اس دھرتی میں زہر بونے والے ' خنجر بونے والے ' کلاشنکوفیں بونے والے ' ہیروئین بونے والے اب بھی یہ کہتے ہیں کہ پیپلز پارٹی تخریب کاری کرا رہی ہے ۔ جناب والا! یہ سارا جنون وزیر اعظم بننے کا ہے اور وزیر اعظم اس طرح نہیں بنتے۔ انسان پھانسی کے تختوں پر چڑھ کر وزیر اعظم بنتا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین) لوگ شاہی قلعے کی تاریک کوٹھڑیوں میں رہ کر وزیر اعظم بنتے ہیں۔ وزیر اعظم اپنی تاریخ اپنے ساتھ لاتے ہیں۔ اپنے ایک ایک دن کی شہادت اپنے ساتھ لاتے ہیں۔

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

جناب والا! اگر ڈاکوؤں سے ' طاقت سے لوگ وزیر اعظم بن سکتے تو جگو بدمعاش اس صوبے کا وزیر اعلیٰ ہوتا آج وہ جیل میں نہ ہوتا۔ یہ اصول ہے یہ قانون ہے ' یہ انسانی تاریخ کی جنگ ہے۔ اس میں وزیر اعظم کوئی ایسے نہیں بن سکتا۔

خواہشوں کا اس طرح اظہار کب کرتے ہیں
عشق اور دیوانگی میں فرق کچھ تو چاہیے

جناب سپیکر! ہمارے وزیر اعلیٰ کو سمجھا ہی دیجیے کہ خدا کے واسطے اپنے تجربے کی بس کریں۔ اب اس صوبے کے عوام کو دوبارہ زندہ کر کے اس پر راج کر لو اس صوبے کے عوام قتل ہو چکے ہیں۔ کتنی افسوسناک بات ہے اور کوئی اصول اور کوئی شرافت ہے کہ وزیر اعظم کو کہا جائے کہ اس کی حب الوطنی پر شک ہے۔ اس ملک کی منتخب وزیر اعظم جس کا باپ منتخب وزیر اعظم جس کا دادا اسمبلیوں کا ممبر جس کا خاندان جمہوری ایوانوں کا ممبر اس کو وہ شخص کہہ رہا ہے جس کی اپنی ذات سے پہلے اس کے خاندان کا کوئی شخص بی ڈی ممبر بھی کبھی نہیں ہوا۔ اور پھر شک بھی حب الوطنی کا، ہم نے کبھی نہیں کہا کہ ہمیں میاں نواز شریف کی حب الوطنی پر شک ہے۔ ہمیں اختلاف ہے اور سیاسی اختلاف ہے ۔ ہم اس حد تک نہیں گرتے کہ حب الوطنیاں زیر بحث لائیں ۔ ہاں خارجیوں نے بھی حضرت عثمان علیہ السلام اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اسلام دوستی پر شک کیا تھا۔ خارجیوں نے بھی تو یہی کہا تھا کہ ہمیں شک ہے کہ یہ خلفائے راشدین فرقہ اور تفرقہ ڈالتے ہیں۔ جناب والا! ان خارجیوں نے ثابت کیا کہ تاریخ اسلام کو اسلام کے خون سے داغ دار کر دیا اور آج پنجاب کا یہ خارجیہ میاں نواز شریف وزیر اعلیٰ ، منتخب وزیر اعظم کی حب الوطنی پر شک کر کے اس ملک کو لہو کا غسل دلوانا چاہتا ہے اس لیے کہ اس دنیائے اسلام میں ہمیشہ خارجی اندر سے ہی اٹھتے رہے ہیں باہر سے کبھی نہیں آتے۔ کتنی افسوس کی بات ہے کہ ایک خاتون وزیر اعظم کو یہ کہنا کہ ہندوستان سے نگاہیں نہیں ملاتی ، جھکا کر بات کرتی ہے۔ ہاں تمھیں شرافت کی نگاہیں رکھنے والے نہیں پسند۔ تمھیں یہ وزیر اعظم نہیں پسند جو شرافت کی نگاہیں رکھے۔ تمھیں وہ پسند تھا ، تمھیں سونیا کے گھٹنوں پر جھکنے والا پسند تھا۔ تمھیں آنکھیں جھکانے والے پسند نہیں ہیں بلکہ تمھیں گردن جھکانے والے پسند تھے۔ تمھیں سونیوں کے گھٹنوں پر مرد مومن جھکتے پسند تھے۔ تمھیں کعبہ میں دعائیں مانگنے والی ایک وزیر اعظم پسند نہیں بلکہ تمھیں نیپال کے مندروں میں گھنٹیاں بجانے والا آمر پسند تھا۔(نعرہ ہائے تحسین)

کشمیر کی بات؟ بڑا احسان جتایا جا رہا ہے کہ ہم نے کشمیر کے معاملے پر الحاق کر لیا ہے۔ کشمیر ضمنی انتخاب ہے؟ نہ کرو یکجہتی کوئی ہماری ہے؟ یہ ملک کوئی ہمارا ہی مسئلہ ہے؟ کشمیر صرف تنہا میرا مسئلہ ہے؟ کسی اور کا نہیں؟ اتنے احسان کس بات کے؟ اور اگر میں قرآن پر ایمان رکھتا ہوں تو کیا یہ میرا احسان ہے؟ میں خدا پر یقین رکھتا ہوں تو کیا یہ میرا احسان ہے؟ کیوں کشمیر ضمنی انتخاب نہیں اس لیے کہ وہاں پولیس نے کام نہیں کرنا۔ کشمیر کا محاذ میاں نواز شریف نے نہیں لڑنا فوجی

جرنیلوں نے لڑنا ہے۔ وہاں جام شہادت پیئے جاتے ہیں وہاں لوگ زندگیاں دیتے ہیں۔ کیا یہ مذاق کا مسئلہ تھا؟ جرأت ہے کس کی جو کشمیر کے معاملے میں بات کر سکے؟ اس پر احسان جتانے کی کون سی بات ہے؟ کیا اب تک کشمیر کا کوئی چیمپیئن پیدا ہوا ہے؟ یہ بھی اس خاندان کا سہرا ہے جس کو کہا جاتا ہے کہ محب وطن نہیں۔ اوہ میاں صاحب! ان کا جرم یہ ہے کہ وہ محب وطن ہیں۔( نعرہ ہائے تحسین) اس قوم میں اور اس ملک میں ان کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے وہ عشق وطن سے ہو رہا ہے۔ اس ملک میں غداروں سے کبھی کسی نے کوئی ظلم نہیں کیا۔ وہ جھک جاتے ہیں۔وہ بھی جرنیلوں کے ٹاؤٹ بن جاتے ہیں۔ بھٹو خاندان جرنیلوں کا آلہ کار بنتا تو یہاں ان کی طرف آنکھ کرنے والا کوئی نہ ہوتا۔ ان کی طرف انگلی اٹھانے والا کوئی نہ ہوتا۔ انھوں نے قوم کا ساتھ دیا ہے وطن کا ساتھ دیا ہے اور ان کے ساتھ یہ سلوک کہ ان کی محب وطنی پر شک کیا جائے۔ ہے کوئی جو بھٹو کے مقابلے میں کشمیر کا ہیرو ہونے کا دعویٰ کر سکے؟ اب تک وہ ان کے ساتھ تھے جو کہتے ہیں کہ 65ء کی جنگ ہوئی قوم نے اسے ہیرو مانا اور یہاں جب جنگ ہو گئی بات ختم ہوئی بھٹو اپوزیشن میں آئے تو کہنے لگے کہ بھٹو نے فوج کو لڑوا دیا۔ کیوں فوج گانے سننے کے لیے رکھی ہوئی ہے؟ کس لیے فوج ہے؟ وطن کی حفاظت کرنے کے لیے ہے ۔ سرحدوں کی حفاظت کرنے کے لیے ہے۔ نظریات کی حفاظت کرنے کے لیے ہے۔ ملک کو بچانے کے لیے ہے اور بھٹو نے لڑا دیا۔ کیوں؟ ٹھیک لڑایا تھا۔ اب بھی اگر موقع آیا تو ہم بھی لڑیں گے اور فوج کو بھی لڑائیں گے۔ آپ کہتے ہو کہ بھٹو نے فوج کو لڑا دیا تھا۔ کیوں نہ لڑاتا ؟ اور ہاں سب کہتے ہو اس لیے کہ 11 سال تک تم مرد مومن کے ساتھ رہے تھیں کشمیر کا نام لینے کی سعادت نصیب نہ ہوئی۔ ہے کوئی دعویٰ کر سکے کہ 11 سال کی آمریت میں جب فوجیں ان کے پاس تھیں ' اقتدار ان کے پاس تھا ' کوئی قانون نہیں تھا' کوئی قاعدہ نہیں تھا اس وقت کشمیر کی بات کیوں نہ ہوئی ؟ کیوں کشمیر فتح نہ کیا گیا؟ کیوں کشمیر 1985, 84, 83 میں فتح نہ کیا گیا؟ کیوں کشمیر پر میاں نواز شریف نے حملہ نہ کیا؟ کیوں کشمیر پر جیلانی نے حملہ نہ کیا؟ کیوں کشمیر پر ضیاء الحق نے حملہ نہ کیا؟ اور کشمیری بھی نہ اٹھے وہ بھی پہنچاتے تھے ۔ انگڑائی لی ہے کشمیر نے تو اس وقت لی ہے ۔ ایک مرتبہ باپ کے ہوتے لی تھی بھٹو کے ہوتے ہوئے۔ دوسری بار اس کی بیٹی کے ہوتے ہوئے انگڑائی لے رہے ہیں۔تم پر اعتماد نہیں کیا۔( نعرہ ہائے تحسین) اور کشمیر کا ساتھ زبان سے نہیں جنگ سے ہو گا۔ تہمینہ کھر کے مسلم لیگ میں شامل ہو جانے سے کشمیر فتح نہیں ہو گا۔

کسی گلوکارہ کے کہنے سے کہ "جھانجھر پھبدی نہ مٹیار بناں" کشمیر فتح نہیں ہو گا۔ فتح جہاد سے ہو گی۔ فتح انتقام سے ہو گی ۔ فتح یکجہتی سے ہو گی۔ فتح ایمانداری سے ہو گی۔ آؤ جہاں جہاں کا اقتدار تمہارے پاس ہے اس کو ایمان داری سے رکھو ۔ وہاں اپنے اپنے اقتدار کی تحویل پیدا کرو اور ثابت کرو ورنہ یہ ڈاکے لے ڈوبیں گے اور یاد رکھو کہ جب عوام نکلتے ہیں تو پھر راستے ان کی نزدیک بہت کم ہو جاتے ہیں۔ بڑے اقتدار والوں کے اور عوام کے فاصلے ہمیشہ انقلابوں میں ختم ہو جایا کرتے ہیں۔ عوام چل نکلے تو کوئی روک نہیں سکے گا۔ ہماری خواہش ہے کہ آئینی ادارے قائم رہیں ۔ ہماری خواہش ہے کہ قانون قائم رہے۔ ہماری خواہش ہے کہ قانون کے مطابق چلتے رہیں لیکن اگر اس طرح سے جو حاکم کر رہا ہے وہی ڈاکو کر رہے ہیں۔ نوکریوں پر ڈاکہ ' ٹی وی پر ڈاکہ ' پنجاب کے بنک پر ڈاکہ بجلی پر ڈاکہ پانی پر ڈاکہ جب حاکم ڈاکو ہو گا تو لوگ کیوں ڈاکو نہیں بنیں گے۔ فرق کیا ہے ایک اس ڈاکو میں جو دھمکی دیتا ہے رات کو کہ 20 لاکھ روپیہ پہنچا دو ' وزیر اعلیٰ پنجاب کا حکم سنیے کہ جتنے پنجاب کے ادارے ہیں تمام سرمایہ میرے حکم سے پنجاب بنک میں رکھوا دو۔ یہ ڈاکہ نہیں؟ کیا فرق ہے اس ڈاکو میں جو رات کو حکم بھیجتا ہے کیا فرق ہے اس حکم میں ' اس ڈاکے میں جو دن کو مارا جاتا ہے۔ میں آخر میں ایک ہی بات کہوں گا کہ خدا کا شکر ہے کہ ابھی ان کے گھر میں کچھ اچھے لوگ موجود ہیں۔ میں میاں صاحب کے والد کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں کہ کم از کم انھوں نے انھیں ایک اچھی نصیحت کی۔ کہنے لگے میں نے کہا کہ بابا جی مجھے بلایا جا رہا ہے۔ وزیر اعظم بلا رہی ہے۔میں جاؤں؟ سبحان اللہ غالب کا اور ان کا ذہن ملتا جلتا ہے۔ انھوں نے کہا بیٹا کس منہ سے جاؤ گے ؟ تو اس شعر پر تقریر ختم کرتا ہوں کہ۔

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب
شرم تم کو مگر نہیں آتی

بہت مہربانی۔

MR . CHAIRMAN: The House is adjourned to meet on Saturday the 10th February, 1990 at 3.00 p.m.

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## صوبائی اسمبلی پنجاب کا نواں اجلاس

ہفتہ' 10 فروری 1990ء

(شنبہ 13۔ رجب المرجب 1410ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں سہ پہر 3.30 بجے منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ کی سعادت قاری ظہور احمد ایوبی نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ①
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ② كَبُرَ مَقْتًا
عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ③ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ
يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ④
هُوَ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ
كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ⑨ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ
تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ⑩ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
تَعْلَمُوْنَ ⑪

سورۃ الصف آیات 1 تا 4' 9 تا 11

جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو چیز زمین میں ہے اللہ کی تسبیح کرتی ہے وہی بڑا دانا اور سب پر غالب ہے۔ اے ایمان والو! کیوں ایسی بات کہتے ہو جو تم کرتے نہیں ہو۔ اللہ کے نزدیک بڑی ناراضگی کا باعث ہے کہ تم ایسی بات کہو جو کرتے نہیں ہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ ان (مجاہدوں) سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں پرا باندھ کر جنگ کرتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔

وہی تو ہے جس نے اپنے رسول(صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ وہ اسے سب دینوں پر غالب کر دے خواہ مشرک اس کو سخت ناپسند کریں۔ اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت پر آگاہ کروں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچا لے (وہ تجارت یہ ہے کہ) تم اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرو۔ یہی طریقہ بہتر ہے تمہارے لیے اگر تم (حقیقت کو) جانتے ہو۔

وما علینا الا البلاغ ○

# پوائنٹ آف آرڈر

## کراچی کے ہلاک شدگان کے لیے فاتحہ خوانی

نواب زادہ غضنفر علی گل، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ کے ہاں میری ایک رولنگ پینڈنگ ہے جو ایڈوائزرز کے فلیگ لگانے سے متعلق ہے لہٰذا میں اس پر آپ کی رولنگ چاہوں گا۔

میاں محمود الرشید، پوائنٹ آف آرڈر۔

نواب زادہ غضنفر علی گل،

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: I am already on a point of order. One must learn the etiquettes to stand up. If he realises the etiquettes he should sit down.

جناب سپیکر! اگر میاں محمود الرشید صاحب کو ایڈوائزر بنا دیا جائے تو میں اپنا پوائنٹ آف آرڈر واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی میاں صاحب۔

میاں محمود الرشید، جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہے کہ چونکہ آج کا یہ اجلاس ابھی شروع ہوا ہے اس لیے کراچی کے ہلاک شدگان کے لیے پنجاب اسمبلی میں فاتحہ خوانی کی جائے۔ نیز میں آپ سے یہ گزارش بھی کروں گا کہ رولز کو suspend کر کے مجھے ایک تعزیتی قرارداد یہاں پیش کرنے کی اجازت دی جائے کہ کراچی میں جس طرح سے وہاں کے شہریوں پر ظلم وستم ہو رہا ہے اور انھیں گولیوں سے بھونا جا رہا ہے اور خون کی ہولی کھیلی جا رہی ہے اس کی مثال پاکستان کی گذشتہ پوری تاریخ میں نہیں ملتی۔ میرا خیال ہے کہ ہم سب پاکستانی ہیں وہ بھی پاکستانی ہیں اور بالخصوص جب سے انھوں نے پیپلز پارٹی سے معاہدہ توڑا ہے اس کے بعد تو وہاں پر ایم کیو ایم کے ورکرز کا اور اتحاد کے ورکرز کا۔۔۔۔

جناب سپیکر، میاں صاحب! آپ نے جو بات کرنی ہے وہ یہ ہے کہ قبل اس کے کہ اس کارروائی کو آگے بڑھایا جائے۔ آپ چاہتے ہیں کہ جو ہمارے کراچی کے بھائی وہاں مارے گئے ہیں ان کی مغفرت

سے یہ دعا کی جائے۔ ایک تو آپ کی یہ بات ہے۔ دوسری بات آپ دوسری بات کر رہے ہیں۔

میاں محمود الرشید، جناب والا! میری دوسری بات یہ ہے کہ۔۔۔۔

جناب سپیکر، جی۔ دوسری بات آپ بعد میں کریں۔ آپ اپنی تعزیتی قرارداد کو اپنی دوسری بات میں مدغم نہ کریں۔ اس سلسلے میں ایوان کی کیا رائے ہے؟

آوازیں، فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلے پر فاتحہ خوانی کی گئی)

## وزیر اعلیٰ کے مشیروں کی گاڑیوں پر قومی پرچم لہرانے کا قانونی جواز

نواب زادہ غضنفر علی گل، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، نواب زادہ صاحب! آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کا فیصلہ میرے پاس پینڈنگ ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! اس طرف ایک رکن آؤٹ آف آرڈر کھڑا ہوا ہے۔ آپ ان کو بٹھائیں تو پھر میں آپ سے عرض کروں۔ I am on a point of order and the man is standing. اس طرح تو decorum نہیں رہتا۔

جناب سپیکر، آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے میں آپ کی بات سنتا ہوں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! میری عرض یہ ہے کہ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے کہ ایسے لوگ جو فلیگ لگانے کے حق دار نہیں وہ ہمارے مقدس جھنڈے کے تقدس کو مجروح کر رہے ہیں۔ میں گذشتہ سیشن میں آپ کے نوٹس میں لایا تھا آپ نے اس پر رولنگ محفوظ رکھی تھی۔ پھر میں نے بدھ کے روز بھی آپ سے گزارش کی تھی کہ اگر آپ نے رولنگ نہیں دینی تو فرما دیں کہ آپ نے رولنگ نہیں دینی۔ اس طرح سے جناب والا! with all due deference ' یہ آپ کا ایڈوائزرز' منسٹرز اور چیف منسٹر کو patronage کرنا ہے اور یہ ٹھیک نہیں۔ آپ کہیں کہ جی' رولنگ نہیں دینی۔ آپ کہیں کہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر' آؤٹ آف آرڈر ہے۔ رولنگ دینے میں آپ کے راستے میں کیا رکاوٹ ہے؟ آپ کے

راستے میں کیا مجبوری ہے؟

جناب سپیکر، نواب زادہ صاحب! آپ کی بات میں سن چکا ہوں۔ اور اس پر افسوس کے علاوہ اور کیا کیا جا سکتا ہے۔ آپ جیسے پڑھے لکھے آدمی کا فوراً اس بارے میں patronage کی بات کرنا' میں سمجھتا ہوں کسی لحاظ سے بھی مناسب نہیں۔ لہذا آپ کو یہ الفاظ واپس لینے چاہییں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، میں معذرت خواہ ہوں اور اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ تو اب آپ میری بات سنیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ میرے پاس یہ مسئلہ پینڈنگ ہے۔ میرے پاس Interior Ministry کا ایک نوٹیفکیشن آپ کی طرف سے آیا ہے جس میں کوئی confusion نہیں اور اس میں جو relevant quarter ہے وہ Interior Ministry ہے کہ اس نے یہ determine کرنا ہے کہ اس ملک میں کون لوگ ہیں جو نیشنل فلیگ لہرا سکتے ہیں اور جو اپنی عمارات پر نیشنل فلیگ لہرا سکتے ہیں۔ اس کا نوٹیفکیشن آپ نے مجھے دیا ہے۔ تو اب اس میں میرے پیش نظر سوال صرف یہ ہے کہ آیا اس پر میری کسی رولنگ کی ضرورت ہے یا نہیں؟ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ کہیں اس نوٹیفکیشن میں کوئی ابہام تو نہیں۔ Interior Ministry کا نوٹیفکیشن ہے۔ تو آیا اب اس میں میری طرف سے کسی رولنگ کی ضرورت ہے یا نہیں؟ میں صرف اس بات کا جائزہ لے رہا ہوں۔ اس بات کا جائزہ لے کر میں آپ کو فیصلہ سنا دوں گا کہ اس پر میری رولنگ کی ضرورت ہے یا نہیں۔ اور اس پر فیصلہ میں اس سیشن میں دے دوں گا۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! گزارش یہ ہے کہ چونکہ ایڈوائزر صاحبان جو آج کل موجود ہیں وہ اس ایوان کے اراکین ہیں۔ اگر وہ اس ایوان کے اراکین نہ ہوتے تو پھر اور بات تھی۔ اگر وہ اس ایوان میں بیٹھیں گے اور رولز کے خلاف فلیگ کو لہرائیں گے تو یہ ہاؤس جناب والا! in order نہیں ہو گا۔ اس لیے کہ اس ہاؤس سے متعلقہ جو لوگ ہیں اگر وہ۔۔۔۔

جناب سپیکر، نواب زادہ صاحب! اس بات پر میں آپ کا مشکور ہوں۔ اس پر آپ اپنے دلائل دے چکے ہیں۔ یہ ساری بات میرے ذہن میں ہے' بلکہ یہ میرے پاس لکھی ہوئی ہے اور اس پر میں سوچ رہا ہوں۔ میں نے آپ کو عرض کیا ہے کہ اس مسئلے پر فیصلہ دینے والی بات یہی ہے کہ کیا سپیکر کو اس بارے میں کوئی رولنگ دینے کی ضرورت ہے؟ تو اس امر پر فیصلہ میں اسی سیشن کے دوران دے دوں گا۔

نواب زادہ سمر حی ں، جناب والا! یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ ان کو خود تو خیال آنے کا نہیں۔ کیوں کہ لاہنسٹر صاحب کو بھی اتنی توفیق نہیں ہوگی کہ وہ اپنے ایڈوائزر صاحبان کو کہیں کہ مسئلہ اب take up ہو گیا ہے' لہٰذا جھنڈوں کو لہرانا چھوڑ دو۔ آپ کا اشارہ ہی ان لوگوں کے لیے کافی ہونا چاہیے۔ لیکن ان کو کون سمجھائے؟ وہ اس طرح سوچتے ہیں کہ ادھر سے ان کی طرف کوئی چیز جاتی ہی نہیں۔

جناب سپیکر، شکریہ' نواب زادہ صاحب! میاں محمود الرشید صاحب! آپ جو تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں وہ آپ لکھ کر مجھے بھجوائیں۔ اس پر میں فیصلہ دوں گا کہ آیا اس کو باقی تحاریک پر فوقیت دینی چاہیے؟ اس لیے آپ مجھے یہ لکھ کر بھجوا دیں۔

میاں محمود الرشید، جی بہتر۔

## مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر، اب میں تحاریک استحقاق لیتا ہوں۔ اس کے لیے ہم آدھا گھنٹہ مقرر کر چکے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔ شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! میں آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ کیا وزیر اعلیٰ کا ایسا اقدام یا ایسا خطاب یا ایسا بیان' جس سے کسی فاضل رکن صوبائی اسمبلی یا اس ایوان کا استحقاق صریحاً مجروح ہوتا ہو' اس کے بارے میں متاثرہ رکن اسمبلی تحریک استحقاق پیش کر سکتا ہے اور اس کو ہاؤس میں زیر بحث لایا جا سکتا ہے؟

جناب سپیکر، شاہ صاحب! اس پوائنٹ آف آرڈر پر وہی قواعد لاگو ہوتے ہیں جن کا حوالہ میاں منظور احمد موہل صاحب نے پچھلی نشست میں دیا تھا کہ جو مسئلہ ایوان کے سامنے پیش ہو اس مسئلے پر پوائنٹ آف آرڈر ہو سکتا ہے۔ تو یہ مسئلہ اس وقت ہمارے زیر بحث نہیں۔ جس وقت ایسا کوئی مسئلہ زیر بحث آ جائے تو آپ اس پوائنٹ آف آرڈر کو اٹھائیے گا اور میں اپنی رولنگ دوں گا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، ن۔ [illegible]

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! میری ایک تحریک استحقاق ہے جو میری ذات کے متعلق نہیں' بلکہ سارے ایوان سے متعلق ہے اور اس مقدس ایوان کی آپ زینت ہیں۔ ہمارے اس اسمبلی کے جو ملازمین ہیں ان کے بارے میں ایک تحریک استحقاق ہے۔ اگر آپ آؤٹ آف ٹرن پیش کرنے کی اجازت دے دیں تو میں پیش کر دوں۔ چونکہ یہ ملازمین سے متعلق ہے اور میرا خیال ہے کہ اس سے سب ممبران اتفاق کریں گے۔ یہ وہی ملازمین ہیں جو آپ کی خدمت کرتے ہیں۔ ان میں بے چینی ہے۔ ایک مسئلہ یہاں طے ہوا ہے اور اس پر ایوان کے اندر اب تک عمل نہیں ہوا۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، مولانا صاحب! اس سے پہلے میری بھی تحریک استحقاق ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، یہ تحریک استحقاق کسی ایک ذات کی نہیں یہ پوری اسمبلی کے بارے میں ہے۔ میرے خیال میں آپ سب بھائیوں کی اس کے ساتھ ہم دردی ہوگی' لہٰذا آپ سب بھائیوں کو اس سے اتفاق کرنا چاہیے۔ یہ پنجاب اسمبلی کے ملازمین سے متعلق ہے' لہٰذا اس کو آؤٹ آف ٹرن پیش کیا جائے۔

جناب سپیکر، میں اس بارے میں وزیر قانون اور قائد حزب اختلاف سے دریافت کرنا چاہوں گا کہ مولانا صاحب کی تحریک استحقاق اسمبلی سیکرٹریٹ کے ملازمین کے بارے میں ہے۔ تو کیا آپ سب صاحبان اس سے اتفاق کرتے ہیں کہ اسے آؤٹ آف ٹرن لے لیا جائے؟

وزیر قانون، جناب والا! یہ مجھے ابھی ملی ہے اور میں اسے دیکھ رہا تھا کہ یہ کس بارے میں ہے۔ اس تحریک کا نمبر 31 ہے اور یہ آخر میں ہے۔ جب میں نے تحاریک استحقاق کی تیاری کی تھی اس وقت تو یہ میرے پاس نہیں آئی تھی اور یہ اب آئی ہے۔ لہٰذا میں ابھی اسے دیکھ رہا ہوں۔

جناب سپیکر، تو اس دوران ہم میاں محمود الحسن ڈار صاحب کی تحریک استحقاق کو لے لیتے ہیں۔ آپ اس دوران اسے دیکھ لیں۔

وزیر قانون، ٹھیک ہے۔ جی۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ رانا صاحب' سردار صاحب ذرا اس کو دیکھ لیں اور آپ بھی اسے دیکھ لیں۔

رانا شوکت محمود (قائد حزب اختلاف)، جناب والا! میرے خیال میں یہ بڑا افسوس ناک واقعہ ہے اور

[illegible] اور یہ ان رویے کا ایک حصہ ہے جو اس صوبے میں چل رہا ہے اور ہم آج یہ اجلاس احتجاجاً یہاں بلائے ہوئے ہیں کہ پولیس کی یہ زیادتیاں، پولیس کے یہ ظلم اور پولیس کی یہ چیرہ دستیاں تو انتہا تک پہنچی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر، رانا صاحب، یہ تحریک استحقاق تھوڑی سی مختلف ہے۔ اس کا نمبر 31 ہے۔ جس کا آپ ذکر کر رہے ہیں وہ غالباً بعد میں ہے۔ لہٰذا آپ اسے دیکھ لیں۔ سردار صاحب بھی دیکھ لیتے ہیں اس دوران ہم میاں محمود الحسن ڈار صاحب کی تحریک استحقاق کو لیتے ہیں۔

رانا شوکت محمود، جناب والا! میں وہی تحریک استحقاق سمجھ رہا تھا۔

جناب سپیکر، کیا میاں محمود الحسن ڈار صاحب ایوان میں تشریف رکھتے ہیں؟

(فاضل ممبر ایوان میں موجود نہ تھے)

سید ذاکر حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر، مجھے بڑا افسوس ہوا ہے اور دکھ ہوا ہے کہ میں نے ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا اس پر آپ نے بات کی اور فوراً آپ نے منہ پھیر لیا۔ اگر آپ میری بات نہیں سننا چاہتے تو آئندہ میں اسمبلی میں کوئی بات نہیں کہوں گا لیکن یہ کوئی طریقہ نہیں کہ میں بات کرنا چاہتا تھا اور آپ کو میاں منظور احمد موہل صاحب نے جو بات بتائی اسی حوالے سے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ جس طرح وہ interpret کریں گے کیا آپ ان کی بات مانتے جائیں گے؟ جناب سپیکر! میں آپ کو رولز پیش کر رہا ہوں۔ یہ معاملہ زیر بحث ہے۔ کل پھر وزیر اعلیٰ پنجاب نے کہا ہے کہ پیپلز پارٹی ملک دشمن اور پیپلز پارٹی والے بہروپیے ہیں۔ میں اس کے بارے میں اسمبلی کو تحریک استحقاق پیش کر چکا ہوں۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب، وہ تو آپ پیش کر چکے ہیں۔ آپ اس میں تھوڑا سا صبر و تحمل دکھائیں تب ہی ہمارے معاملات درست چلیں گے۔ اس وقت آپ پوائنٹ آف آرڈر پر یہ چاہتے ہیں کہ آپ اس معاملے کو زیر بحث لا سکیں جو آپ تحریک استحقاق کی صورت میں دے چکے ہیں اور جس تحریک استحقاق کو میں نے پچھلی نشست میں admit نہیں کیا۔ تو اس پر میں بات کر چکا ہوں اور وصی ظفر صاحب نے میرے ساتھ آ کر بات کی ہے۔ میں نے ان کو کہا ہے کہ کل صبح اجلاس سے پہلے آپ میرے پاس تشریف لائیے گا، ہم اس پر بات کریں گے اور اگر اس تحریک استحقاق کو take up کرنا

ہو گا تو کر لیں گے، اگر نہیں کرنا تو بھی فیصلہ ہو جائے گا۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! میں یہ رولنگ چاہتا ہوں کہ اگر وزیر اعلیٰ کے کسی اقدام سے، بیان سے، خطاب سے کسی رکن اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوتا ہو تو کیا وہ اس بارے میں اپنی تحریک استحقاق پیش کر سکتا ہے؟ اور اگر وہ پیش کر سکتا ہے تو کیا وہ زیر بحث لائی جا سکتی ہے؟ اس پر میاں منظور احمد موہل صاحب نے ایک بات بتائی تھی اور انھوں نے قاعدہ 184 بتایا تھا۔ یہ بات آج زیر بحث ہے اور میں اسے آؤٹ آف ٹرن لانا چاہتا تھا۔ تو جناب والا! میں اس حوالے سے آپ کی رولنگ چاہتا ہوں۔ جناب والا! میں بات ایک مخصوص واقعے کی نہیں کر رہا، اصولاً کیا ایسا ہو سکتا ہے؟

جناب سپیکر، کیا آپ کی بات ہو چکی؟

سید ذاکر حسین شاہ، نہیں، جناب والا! ابھی میں بات کر رہا ہوں۔ جناب والا! جس طرح جناب فضل حسین راہی صاحب نے کہا تھا اور جس طرح رولز بالکل واضح ہیں کہ وزیر قانون غیر سرکاری کارروائی کے دن کوئی قرارداد نہیں پیش کر سکتے۔ اس کے باوجود جناب سپیکر! آپ نے رولنگ نہیں دی۔ اس لیے جناب والا! میں آج یہ کہتا ہوں، اگر وہ فرشتہ ہیں، نعوذ باللہ، اور منزہ عن الخطا ہیں تو ہم آئندہ تحاریک پیش ہی نہ کریں۔ اگر پیش ہو سکتی ہے تو اصولاً میں آپ کی رولنگ چاہتا ہوں تاکہ وہ جو چاہیں ہمیں کہیں۔ چاہے ہمیں بہروپیا کہیں، ملک دشمن کہیں ہم اس کا نوٹس نہیں لیں گے۔ لیکن اگر تحریک استحقاق پیش ہو سکتی ہے تو جناب والا! میں آپ کی رولنگ چاہوں گا اور میں آپ سے امید رکھتا ہوں کہ آپ اس سلسلے میں قواعد و ضوابط کے مطابق رولنگ دیں گے۔ جس طرح آپ کا اور ہمارا طے ہوا ہے۔ یہ کتاب کس لیے ہے؟ آپ اس کے مطابق اپنا فیصلہ دیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ اس بارے میں ایک تو عرض یہ ہے کہ میں تحاریک استحقاق کو شروع کر چکا ہوں اور تحاریک استحقاق کے لیے نصف گھنٹے کا وقت ہے۔ نصف گھنٹے کے اندر اندر اگر تحاریک استحقاق ٹیک اپ نہ ہوئیں اور یہ نصف گھنٹہ گزر گیا تو میں سمجھوں گا کہ تحاریک استحقاق کا وقت ایوان avail نہیں کرنا چاہتا۔ ایک بات تو یہ ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں اس بارے میں وصی ظفر صاحب سے فیصلہ کر چکا ہوں کہ ہم کل بیٹھ کر ان تحاریک استحقاق پر فیصلہ کریں گے اور طے کریں گے کہ کیا ہم نے ان کو ٹیک اپ کرنا ہے یا نہیں۔ یہ ایک اصولی بات ہے، اس پر ہمیں فیصلہ کرنا

اس پر بات کرلیں گے۔ اس لیے شاہ صاحب! میں یہ چاہتا ہوں کہ کل ہم اس پر بات کرلیں گے' اس کے بعد اگر آپ کو محسوس ہو کہ اس پر آپ کو بات کرنے کی کوئی ضرورت ہے یا میری رولنگ کی ضرورت ہے تو پھر ایوان میں مسئلہ اٹھانے کا تو میں بات کرلوں گا اور اس پر میں اپنا فیصلہ دے دوں گا۔ اس لیے سردست آپ اس کو کل کی بات تک ملتوی رکھیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! اس ایوان کو چلانے کا ایک طریق کار ہے۔ آپ ماشاء اللہ بڑے تجربہ کار ہیں۔ جب ایک پوائنٹ آف آرڈر آتا ہے اور جس کے لیے رولز بڑے واضح ہیں' کوئی ابہام نہیں کوئی قباحت نہیں' ایک بات crystal clear ہے اس پر آپ کیوں نہیں اپنی رولنگ فرماتے کہ یہ بات ہوسکتی ہے یا نہیں' یہ تحریک استحقاق ٹیک اپ ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آپ بات کر سکتے ہیں اور ہم آپ سے آپ کے چیمبر میں بات کریں گے کہ کیا مخصوص واقعے' مخصوص بیان کے بارے میں کوئی تحریک استحقاق ٹیک اپ کریں یا نہ کریں؟ لیکن جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کیا وزیر اعلیٰ کے استحقاق مجروح کرنے والے کسی بیان' خطاب' یا اقدام کے خلاف تحریک استحقاق پیش ہوسکتی ہے؟ یہ ایک الگ معاملہ ہے اور جو آپ کہہ رہے ہیں وہ الگ مخصوص بات ہے' وہ آپ ٹیک اپ کریں یا نہ کریں۔ اس پر میں بھی آپ سے بات کروں گا۔ لیکن میرے اس پوائنٹ آف آرڈر پر آپ رولنگ دیں۔

جناب سپیکر، اب آپ تشریف رکھیں۔ اس وقت میری رولنگ وہی ہے جو میں پہلے دے چکا ہوں۔ آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں' اس لیے کہ میرے سامنے یہ مسئلہ زیر بحث نہیں' نہ ایوان کے سامنے ہی یہ مسئلہ زیر بحث ہے۔ زیر بحث اس لیے نہیں کہ ہم اس پر آپ کے لیڈر آف اپوزیشن کی موجودگی میں ایک فیصلہ دے چکے ہیں کہ کل ہم اس پر اپنے طور پر فیصلہ کریں گے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو آپ کا یہ مسئلہ کہ آپ کی تحریک استحقاق کو آؤٹ آف ٹرن لیا جائے زیر بحث ہوتا اور جس وقت زیر بحث ہوتا تو آپ اپنا پوائنٹ آف آرڈر اٹھا سکتے تھے کہ آپ اس پر اپنا فیصلہ دیں کہ اس مسئلے پر ہمارا استحقاق مجروح ہوتا ہے یا نہیں۔ تو اس لیے میں پہلے قرار دے چکا ہوں کہ یہ مسئلہ زیر بحث نہیں' اس لیے میں آپ کے اس پوائنٹ آف آرڈر کو entertain نہیں کرتا۔

جناب فضل حسین راہی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی رہنمائی کر رہا ہوں کہ Public Representation Act کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہو رہی ہے اور ہمارے اس ایوان میں ایک وزیر ارشد لودھی صاحب ہیں جو باقاعدہ اس ایکٹ کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ وہ offer کر رہے ہیں اور دوسرے امیدوار کو لالچ دے رہے ہیں کہ اگر آپ الیکشن سے دستبردار ہو جائیں تو ہم آپ کو سینٹ کی سیٹ پیش کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، راہی صاحب! مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کے اس پوائنٹ آف آرڈر کو entertain نہیں کرتا' اس لیے کہ یہ مسئلہ اس ایوان میں زیر بحث نہیں اور یہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھانا قانون کی خلاف ورزی ہے۔ جس وقت یہ مسئلہ زیر بحث آئے اس وقت پوائنٹ آف آرڈر پر آپ میری رولنگ لیں۔ تو اس وقت تحاریک استحقاق زیر بحث ہیں۔

جناب فضل حسین راہی، جناب سپیکر!----

جناب سپیکر، راہی صاحب! میں اس پر فیصلہ دے چکا ہوں۔ مولانا صاحب! اس پر طے ہو چکا ہے کہ لا منسٹر صاحب اور لیڈر آف دی اپوزیشن اس مسئلے کو ذرا دیکھ لیں۔ انھوں نے آپ کی پریویلج موشن نہیں دیکھی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، انھوں نے میری پریویلج موشن دیکھ لی ہے اور کافی وقت ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر، تو کوئی بات نہیں آپ ذرا تشریف رکھیں۔ ایک پریویلج موشن ہم ٹیک اپ کر لیتے ہیں' اس کے بعد اس پر فیصلہ کر لیں گے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، بہتر۔

جناب سپیکر، تو میاں محمود الحسن ڈار صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ آپ چاہتے ہیں کہ اس کو پینڈنگ کر لیا جائے' اس لیے میں اسے پینڈنگ کرتا ہوں۔ تو اب نواب زادہ غضنفر علی گل صاحب کی پریویلج موشن ہے۔

جناب عبدالقادر شاہین، جناب والا! میری ایک تحریک استحقاق ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اسے آؤٹ آف ٹرن لے لیا جائے' کیوں کہ یہ بہت اہمیت کی حامل ہے۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں ذرا اس کو ٹیک اپ کر لیں' جو ہم پہلے کر چکے ہیں۔ اس کے بعد آپ

نواب زادہ غضنفر علی گل، میں آج تحریک استحقاق نمبر 9 ہی پڑھوں گا۔

جناب سپیکر، نواب زادہ صاحب! تحریک استحقاق نمبر 9 اور نمبر 10 identical ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، چلیں، میں انھیں ملا کر پڑھ لوں گا۔

جناب سپیکر، ہاں، یہ آپ ملا لیں، نمبر 9 اور نمبر 10 identical ہیں۔ اس کے بعد نمبر 11 عبدالقادر شاہین صاحب کی اور نمبر 12 رانا اکرام ربانی صاحب کی ہے۔۔۔۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب! نشہ بڑھتا ہے شرابیں جو شرابوں میں ملیں۔

جناب سپیکر، میری بات سن لیں۔ یہ چاروں identical ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، کون کون سی؟

جناب سپیکر، یہ چاروں پریویلج موشنز identical ہیں اور میں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ آپ نمبر 9 اور نمبر 10 دونوں کو اکٹھا پڑھ دیں اور اس کے بعد آپ اس پر شارٹ سٹیٹمنٹ دیں۔ پھر اس کے بعد عبدالقادر شاہین صاحب اور رانا اکرام ربانی صاحب اس پر short statement دیں گے اور اس کے بعد لاء منسٹر صاحب اس بارے میں اپنی رائے کا اظہار کریں گے۔

## پنجاب حکومت کی طرف سے وفاقی حکومت کے "پیپلز ورکس" پروگرام کو ناکام بنانا

نواب زادہ غضنفر علی گل، جی اچھا۔ آپ کی اجازت سے میں پڑھتا ہوں۔

میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ" مورخہ 22-12-89 صفحہ نمبر 2 کالم 8 میں یہ خبر چھپی ہے کہ،

پیپلز ورکس پروگرام نہیں چلنے دیں گے

---------- اے۔ سی ماڈل ٹاؤن

"لاہور (نمائندہ جنگ) گذشتہ رات پی سی ایس آفیسرز ویلفیر ایسوسی ایشن کی تقریب سے وزیر اعلیٰ میاں نواز شریف نے اپنی تقریر ختم کی تو اسسٹنٹ کمشنر ماڈل ٹاؤن چودھری کبیر احمد خان نہایت جوش

میں اسے اور یہ سے اعلان کیا [illegible] وزیر اعلیٰ پنجاب [illegible]
نہیں چلنے دیں گے۔ انھوں نے کہا کہ آج ہم اس بات کا عہد کریں کہ پنجاب میں اس پروگرام کو ناکام بنا دیا جائے گا"۔

اے سی ماڈل ٹاؤن کے اس بیان سے منتخب نمائندوں کا استحقاق مجروح ہوا ہے' بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔۔۔

آوازیں، ہمارا تو نہیں ہوا۔۔۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، آپ کا ہے ہی نہیں مجروح کیا ہو گا۔

سرکاری ملازمین کا عوامی فلاح او ترقیاتی پروگرام کو روکنے کا عزم۔۔۔۔ یہ محسوس کرنے کی باتیں ہوتی ہیں کیا مجروح ہوتا ہے،

احساس مر نہ جائے تو انسان کے لیے
کافی ہے ایک راہ کی ٹھوکر لگی ہوئی

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب! ان بے زبان پرندوں کو اس وقت کیوں بولنا آتا ہے جب دوسرے بول رہے ہوتے ہیں؟

جناب سپیکر، نواب زادہ صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: اور سرکاری ملازمین کا عوامی فلاح اور ترقیاتی پروگرام کو روکنے کا عزم اور دھمکی منتخب نمائندوں' جمہوریت اور حکومت کے اختیارات سے واضح بغاوت ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ کوئی سرکاری ملازم بھی عوام کے کاموں اور منتخب ممبران کی ترقیاتی سکیموں کو ناکام بنانے کی جرأت کر سکتا ہے۔ یہ اقدام یہ ارادہ آئین کے آرٹیکل 12 ہائی ٹریژن کی زد میں بھی آتا ہے۔ لہذا میری تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ اس کے مضمرات اور اثرات پر مزید غور و خوض کیا جا سکے۔

اس کے بعد جناب تحریک استحقاق نمبر 10 ہے اس کے اندر یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ کا بیان' جو انھوں نے پی سی ایس افسران کے اجتماع سے خطاب کے دوران دیا' شائع ہوا ہے اور اس بیان کے

سقابن جب تک وفاقی حکومت پیپلز پروگرام سے دستبردار نہیں ہوتی اس کا راستہ روکیں گے۔

(یہ سیلاب نہیں روک سکے اسے کیا روکیں گے۔)

یہ پروگرام صوبائی خود مختاری، صوبہ کے حقوق میں مداخلت اور ناجائز تجاوزات کے زمرے میں آتا ہے۔ ہم اسے قبول کرنے پر تیار نہیں۔ افسروں نے اس سلسلے میں جو کردار ادا کیا ہے اس پر ڈٹے رہیں۔ آپ کو سوائے چیف منسٹر کے کوئی نہیں پوچھ سکتا۔

(یعنی کہ یہ ایوان بھی نہیں پوچھ سکتا۔ جناب سپیکر! آپ بھی نہیں پوچھ سکتے۔)

وزیر اعلیٰ صاحب کے اس بیان سے واضح ہو گیا ہے کہ انھوں نے افسران کو پیپلز پروگرام اور ہمارے منصوبے بحیثیت نمائندہ روکنے کا حکم دیا ہے اور انھیں اس پر ڈٹے رہنے اور اپنی حمایت کا یقین دلایا ہے۔ وزیر اعلیٰ کے اس طرز عمل سے میرا استحقاق بحیثیت نمائندہ مجروح ہوا ہے اور میں اپنے علاقے کی نمائندگی بطریق احسن انجام نہیں دے سکتا۔ لہٰذا میری اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ مزید غور و خوض ہو سکے۔

جناب سپیکر، نواب زادہ صاحب! یہ نمبر 9 آپ پڑھ چکے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! میں نے دونوں پڑھ دی ہیں۔

جناب سپیکر، دونوں پڑھ دی ہیں۔ ٹھیک ہے۔ تو اب آپ اس پر شارٹ سٹیٹمنٹ دیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، میں شارٹ سٹیٹمنٹ دیتا ہوں اور پھر آپ سے میری یہ التجاء ہوگی کہ وزیر قانون کو میری طرف ہمہ تن گوش کرایا جائے۔

جناب سپیکر! یہ ایک بیان تو وزیر اعلیٰ مدظلہ العالی کا ہے کہ جناب، پیپلز پروگرام کو روکنے کا جو رویہ افسران نے اختیار کیا ہے۔ مطلب ہے کہ گلیاں، سڑکیں اور نالیاں بنانے کے عمل کو روکنے کا جو مقدس فریضہ پنجاب کے افسران نے اختیار کیا ہے اس پر انھیں شاباش دی اور پھر للکارا ہے۔ جناب والا! آپ کو پتا ہے کہ للکارنے والا بھی اتنا ہی مجرم ہوتا ہے جتنا کہ لاٹھی مارنے والا ہوتا ہے۔ تو پھر للکارا ہے کہ اس پر ڈٹے رہیں اور شاباش دی اور کہا آپ کو کوئی پوچھ نہیں سکتا۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ سوائے وزیر اعلیٰ کے یہ ایوان بھی نہیں پوچھ سکتا، کیوں کہ یہ الفاظ ہیں اور دروغ بر گردن راوی، اگر "جنگ" والوں نے غلط لکھا ہے تو اس کا ذمہ دار میں نہیں ہوں اور پھر اس کی

باللہ میں کہوں گا کہ ان افسران کو تو پھر شاید خدا بھی چیف منسٹر کی موجودگی میں نہ پوچھ سکتا ہو اور یہ ایوان بھی نہ پوچھ سکتا ہو۔ آپ بھی نہ پوچھ سکتے ہوں۔ یہ کون سی ایسی وزیر اعلیٰ میں لاھوت کی قوت اڈ آئی ہے کہ وہ تمام omni powerful بن گئے ہیں all powerful بن گئے ہیں؟ اور جناب والا! اس پر پھر بس نہیں ہوئی کہ مداری نے ایک ڈگڈگی بجائی ہے اور بوزنہ پھر اس پر ناچا ہے اور وہ سٹیج پر چڑھ آیا ہے' اے سی ماڈل ٹاؤن-----

وزیر صحت (ملک سلیم اقبال)، چلیں۔ چلیں۔ بولیں-----

نواب زادہ غضنفر علی گل، نہیں۔ میں ان کو سنا رہا ہوں۔ آپ کے تو کان ہی سننے والے نہیں۔ آپ کے تو صم بکم عمی فہم لا یرجعون کہ ان کے کانوں پر' منہ پر اور دلوں پر مہریں لگ گئی ہیں۔ آپ کو میں کیا سناؤں۔ میں تو سنا رہا ہوں اس کو جس کے دل میں کوئی تھوڑی سی چنگاری روشن ہے۔ میں تو سپیکر صاحب سے مخاطب ہوں۔ جناب سپیکر! میں ان سے مخاطب نہیں تو پھر یہ کیوں مجھ سے مخاطب ہوتے ہیں۔ انھیں مخاطب ہونا ہے تو اپنے چیف منسٹر سے مخاطب ہوں جہاں ان کو جرأت نہیں ہوتی ہے۔

جناب والا! مداری نے ڈگڈگی بجائی ہے اور پھر بوزنے کے ناچنے کا فطری ردعمل ہے اور اے سی ماڈل ٹاؤن نیچے سے چھلانگ مار کر اوپر آیا ہے۔ میں نے بوزنہ ایسے نہیں کہا۔ یہ محاورتاً کہا ہے کیوں کہ ڈارون کی جو Evolution Theory ہے اس کے نزدیک انسان پہلے بندر تھا اور ممکن ہے کہ اس کی species ماڈل ٹاؤن میں موجود ہو۔ میں کہہ نہیں سکتا کہ یہ species ماڈل ٹاؤن میں مل سکتی ہے۔ کیوں کہ وہاں پنجروں میں بھی جانور بند ہیں۔ مجھے نہیں معلوم تو جناب اے سی ماڈل ٹاؤن چھلانگ مار کر سٹیج پر آیا ہے یہ بھی "جنگ" والے نے لکھا ہے۔ دروغ برگردن راوی۔

وزیر صحت، کس طرح' کس طرح چھلانگ ماری؟ مارو-----

نواب زادہ غضنفر علی گل، ماشاء اللہ اج تے وزیر بول رہے نیں بیٹھے بیٹھے۔ جو مجھے کہتے تھے کہ بیٹھے بیٹھے مت بولا کرو بری بات ہے۔ واہ سبحان اللہ۔

جناب سپیکر، ملک صاحب! آپ جو ارشاد فرمانا چاہتے ہیں' کھڑے ہو کر مائیک پر بات کریں۔

نواب زادہ صفدر علی گل، اتنی جرات ہو تو جناب' کوئی ہمزا ہو' یہ تو صرف درویشوں کی سنت ہے۔ یہ مردان حق کی بات ہے۔ یہ وزیروں کے بس کی بات نہیں' ان کی جھنڈی خطرے میں ہے۔ یہ کسی وزیر کی جرأت ہے کہ اٹھ کر میری بات کا جواب دے؟ نہیں۔ نہیں۔ جناب والا! معاف رکھنا۔ (قہقہہ) مجھے ان کا مستقبل بہت عزیز ہے۔ میرے عزیز بھی ہیں۔

جناب سپیکر، نواب زادہ صاحب! آپ تحریک استحقاق پر سنجیدہ نظر نہیں آتے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب' میں اس لیے آپ کو سنجیدہ نظر نہیں آ رہا کہ وزراء صاحبان بیٹھے بیٹھے مداخلت کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ خود سنجیدہ ہوں گے تو وہ بھی سنجیدہ ہوں گے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! جب وزراء غیر سنجیدہ ہوں گے تو میں کیسے سنجیدہ ہوں گا؟

جناب سپیکر، آپ ارشاد فرمائیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب' پانی ہمیشہ نیچے کی طرف بہتا ہے۔ پھر میں کچھ کہوں گا تو آپ بھی ناراض ہو جائیں گے۔

جناب والا! روزنامہ "جنگ" نے لکھا ہے کہ اسے۔ سی ماڈل ٹاؤن چھلانگ لگا کر سٹیج پر آئے۔ اس نے آ کر کہا کہ ہم نہیں چلنے دیں گے۔ اور اب جب وزیر اعلیٰ پنجاب نے کہا ہے تو ہم میں قوت لاھوت آ گئی ہے ہم اس کو نہیں چلنے دیں گے۔ کبھی ملازموں کو اپنے آقاؤں کے سامنے کھڑا ہونے کی جرأت نہیں دینی چاہیے۔ اور آقا کا مطلب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ کیا ہے؟ میں کسی زر خرید ملازم کی بات نہیں کر رہا۔۔۔۔

جناب سپیکر، نواب زادہ صاحب! یہ شارٹ سٹیٹمنٹ ہے؟

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! دو تحاریک استحقاق ہیں' ایک وزیر اعلیٰ کے متعلق اور ایک پی سی ایس آفیسرز کے بارے میں ہے۔ سپیکر صاحب! یہ پی سی ایس آفیسرز میرے پیچھے بھاگتے رہے ہیں' انھوں نے مجھے مواد دیا کہ ہمارے حقوق کے لیے اسمبلی میں آواز اٹھائیں اور میں نے ان کی ڈی پی سی کے لیے اس ایوان میں آؤٹ آف ٹرن پروموشن کے خلاف آواز اٹھائی۔ اور یہ ایک ہی جھٹکے میں پیپلز پروگرام کے خلاف ہو گئے ہیں۔ جس کی بلی اسی کو میاؤں۔ یعنی ہم تو ان کو تحفظ دیں' ہم پی سی ایس

والا! یہ احسان فراموشی والی بات ہے۔ جناب والا! آقا ہوتے ہیں
employe کون ہے؟ They are called public servants ان کے
They are paid from the exchequer and the exchequer is -
constituted اور عوام اس لیے ٹیکس دیتے ہیں کہ اس کے بدلے
Services, such as the roads, such as the drains, such - کی جائیں
جو محاصل ادا کرتے ہیں اس کے بدلے میں حکومت انھیں سروسز مہیا
کو عوام کے ٹیکس سے حکومت کے خزانے سے پیسے ملتے ہیں اور یہ آفیسرز
ہیں حاصل کر رہے ہیں' اس کے ملازم ہیں اور public servants ہیں۔
م کی فلاح و بہبود کے کام' ان کی جو گلیاں نالیاں بن رہی ہیں ان کو بننے
یہ ایک انتہائی غلط رسم ہے کہ افسران کو اسمبلی کے ممبران کے سامنے لا
عوام کے سامنے لا کر کھڑا کر دیا گیا ہے۔ وہ عوام اور عوامی نمائندوں کی
ں طرح کی باتیں کرنے کے لیے نہیں ہیں کہ ہم پیپلز پروگرام نہیں چلنے
سے وزیر اعلیٰ غلطی کے مرتکب ہوتے ہیں اور انھیں یہ سوچنا چاہیے کہ ملک
ی حکومت تو نہیں۔ ایک ہی وزیر اعلیٰ نے رہنا ہے۔ پہلے وزیر خزانہ بننا ہے
، وزیر اعلیٰ بن جاتا ہے اور اسی کی نوازش سے نگران وزیر اعلیٰ بن جاتا ہے۔
ان بدلتے رہتے ہیں۔ یہی صورت حال کل موجودہ وزیر اعلیٰ کو بھی درپیش
دھر بیٹھیں گے اور ہم ادھر بیٹھیں گے تو پھر کوئی افسر اٹھ کر یہ کہے گا تو
کہ یہ افسروں کا کام نہیں۔ پی سی ایس افسروں یا سی ایس پی افسروں کا یہ
یا سینئر آفیسر' خواہ وہ کسی گریڈ کا ہو۔ اس کو یہ جرأت ہو کہ اٹھ کر عوام
ں وہ سٹیج پر کہے کہ ہم اس کو نہیں چلنے دیں گے؟ آپ سے میری یہ
کا نوٹس لیں اور اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں۔

ر شاہین۔

نواب زادہ نصرنصر علی خان، جناب والا! اگر وزیر قانون اس کی admissibility کو چیلنج کریں گے، تو پھر اس پر ضرور بات کروں گا۔

جناب سپیکر، نواب زادہ صاحب، شکریہ۔ تشریف رکھیں۔

جناب عبدالقادر شاہین، جناب سپیکر! پیپلز پروگرام کے بارے میں میری ایک تحریک استحقاق تھی۔ آپ کی مہربانی کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ جناب والا! یہ ایک ایسا پروگرام ہے جو عوام کی فلاح و بہبود کے لیے پاکستان پیپلز پارٹی نے اپنے منشور کے عین مطابق شروع کیا۔ لیکن اس ملک کے خاص حصے، جسے ہم پنجاب کہتے ہیں، جو اس ملک کا سب سے بڑا حصہ ہے، اس کے وزیر اعلیٰ نے پی سی ایس افسران کو اس آرڈر سے بغاوت کرنے کی تلقین کی جس پر عمل درآمد کے لیے کہا گیا۔ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ ان کے اس طرز عمل سے صوبہ پنجاب میں ہی نہیں، ملک بھر میں ایک باغیانہ روش جنم لے چکی ہے۔ کیوں کہ گیارہ سال تک اس طرف بیٹھے ہوئے ساتھی جیلوں کی تاریک کوٹھیوں میں پڑے رہے۔ لیکن ہمارے جابر حاکم دادعیش دیتے رہے اور انھیں یہ کبھی بھی گوارا نہ ہوا کہ وہ عوام کے mendate سے آئے ہوئے لوگوں کے اس پروگرام کی حمایت کرتے۔ جب پاکستان پیپلز پارٹی نے محسوس کیا کہ دور دراز کے علاقوں کے عوام جن کے ٹیکسوں سے حکومت چلتی ہے، ان کی ضروریات زندگی کے کچھ مسائل حل کیے جائیں۔ ہمارے یہاں کے وزیر اعلیٰ اور چند حواریوں نے پنجاب میں پی سی ایس آفیسرز کو اکسایا اور اس کے ساتھ ہی انھوں نے ایسے اقدامات کیے جس کے آج بھی اخبارات اور عوام گواہ ہیں۔ میں اپنے ہی حلقے کی مثال پیش کروں گا۔ پنجاب کے بجٹ میں سے میرے حلقے میں ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کیا گیا۔ جب 25 اپریل کو وزیر اعظم پاکستان محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ بہاولنگر تشریف لے گئیں تو جس علاقے کے ہزاروں لوگوں کو چالیس سال تک پینے کا میٹھا پانی تک میسر نہ تھا، وزیر تعلیم نے وہاں پر ایک واٹر سکیم کا افتتاح کیا۔ لیکن وزیر اعلیٰ کے غیر آئینی، غیر قانونی اور ناجائز حکم سے وہاں کی ناجائز انتظامیہ نے، غریبوں کو جو چالیس سال بعد کچھ پینے کا پانی ملنے والا تھا، اس تیس لاکھ کے تمام پراجیکٹ کو اکھاڑ دیا۔ اس طریقے سے پنجاب کے اندر تقریباً 964 پراجیکٹ جو پیپلز پروگرام کے تحت شروع کیے گئے تھے، وزیر اعلیٰ کے اس حکم سے اور اس باغیانہ رویہ سے وہ تمام کے تمام ادھورے پڑے ہوئے ہیں۔ قوم کے خزانے کا پیسہ یہاں کے غریب عوام کا پیسہ ہے، محنت کشوں کی

ہے جس سے یہ پروگرام شروع کیے جاتے ہیں۔

میاں محمود الرشید، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! نواب زادہ صاحب نے بڑے کھل کر اور تفصیل سے اس تحریک استحقاق پر بات کی اور ہم اپنے جذبات پر قابو رکھے یہاں پر بیٹھے رہے۔ اب عبدالقادر شاہین صاحب نے دوبارہ اس طرح کی بات کی ہے جس سے یہاں پر ماحول پھر تلخ ہوگا۔ انھیں یہ کہیں کہ یہ to the point اپنی تحریک استحقاق پر ہی بات کریں۔ "7- کب سے ہیروئن کا پیسہ" میں یہ نہیں کہوں گا کہ "کینیز" میں بیٹھے ہوئے عیاشیاں کرتے رہے اور وہاں سے پیسہ آیا ہے۔ یہ انھوں نے غلط بات کی ہے' اس لیے انھیں یہ الفاظ واپس لینے چاہییں۔ جناب سپیکر! یہ بہت بڑا الزام ہے۔ انھیں اب تک ٹوکا نہیں گیا اور انھیں کوئی روکنے والا نہیں۔ یہ بغیر سوچے سمجھے اس طرح کی باتیں یہاں کرتے ہیں۔ جس سے یہاں پر بیٹھے ہوئے لوگوں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

جناب عبدالقادر شاہین، جناب والا! جب بات روکنے کی آئی تو روکا گیا تھا۔ آج سے گیارہ دن پہلے میرے گھر پر سات آدمیوں کو کلاشنکوفیں دے کر بھیجا گیا تھا۔ لیکن خدا کا شکر ہے۔ میں نے تو آج تک ریوالور بھی نہیں رکھا۔ رب تعالیٰ پر مکمل یقین رکھتا ہوں' ان کے ڈرانے سے نہیں ڈرتا۔ اس ایوان میں پچھلے اجلاس میں ایک معزز رکن نے کہا تھا کہ ہم زبان گدی سے کھینچ لیں گے۔ میں تو بات کر رہا تھا عوام کے مفاد کی' عوام کی دلچسپی کی' عوام کی فلاح و بہبود کی۔ جناب والا! قومی خزانے میں سارا پیسہ لوگوں کے ٹیکسوں سے آتا ہے۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ اس سے صرف میرا ہی نہیں تمام معزز اراکین کا' جنھوں نے پبلک سے mendate لیا ہے' عوام کے ووٹوں سے منتخب ہوئے ہیں' ان تمام کا استحقاق مجروح ہوا ہے' اس لیے میری آپ سے یہ استدعا ہے کہ اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ مہربانی۔

نواب زادہ غضنفر علی خاں، جناب والا! میں میاں محمود الرشید سے اتفاق کرتا ہوں کہ' ان لوگوں کے سامنے ہیروئن کا اور black money کا نام نہیں لینا چاہیے۔ واقعی اس سے ان کے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔

جناب چیئرمین: نواب زادہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جناب وزیر قانون--- جی میاں محمود الرشید صاحب! ذرا تشریف رکھیے گا۔ لاء منسٹر صاحب ان تحاریک استحقاق پر اپنا ارشاد فرمائیں گے۔

وزیر قانون: جناب والا! جو الفاظ روزنامہ "جنگ" نے اے سی ماڈل ٹاؤن سے منسوب کیے ہیں اس کے بارے میں انھوں نے تحریری طور پر اپنے جواب میں یہ وضاحت کی ہے کہ انھوں نے اس قسم کا کوئی بیان نہیں دیا تھا کہ ہم پیپلز ورکس پروگرام نہیں چلنے دیں گے اور یہ کہ یہ رپورٹنگ صرف روزنامہ "جنگ" میں ہوئی ہے اور مساوات سمیت "مشرق" اور دیگر کسی اخبار میں اس قسم کی رپورٹنگ نہیں ہوئی۔ تو میں اس سلسلہ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ انھوں نے اس قسم کی بات نہیں کی' البتہ انھوں نے یہ بات ضرور کی ہے کہ جناب چیف منسٹر پنجاب کے جو احکامات ہوں گے بطور سرکاری ملازم ہم ان کی تعمیل کریں گے۔ چونکہ یہ صرف ایک اخبار میں آیا ہے' اس لیے ان کا مؤقف صحیح معلوم ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جناب والا! جہاں تک پیپلز ورکس پروگرام کا تعلق ہے----

جناب فضل حسین راہی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں یقین سے کہہ رہا ہوں کہ جو فلور پر اے سی صاحب کا جواب پڑھا جا رہا ہے یہ غلط ہے' یا یہ اس کی حلفاً تصدیق کر دیں یا پھر اس بات کو تسلیم کریں جو اخبار میں نہیں چھپی تھی لیکن وہاں ہوئی تھی کہ پیپلز پروگرام ہماری لاشوں پر بنے گا' یہ اے سی ماڈل ٹاؤن کے اصل الفاظ تھے۔ اندر کی رپورٹنگ جو ہمارے پاس ہے وہ یہ ہے۔ اور یہ اخبار میں ہی نہیں چھپا' یہ غلط طریقے سے یہاں دفاع کر رہے ہیں۔ تحریک استحقاق میں جو الزام آئے تھے ان کو تسلیم کرنا چاہیے اور ان سے اختلاف نہیں کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر: راہی صاحب' یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں' افسوس! مداخلت نہ فرمائیں اور لاء منسٹر صاحب کو اپنی statement دینے دیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب والا! اس وقت میری جو تحریک استحقاق ہے وہ جناب کے substance پہ نہیں ہے میرے استحقاق کا موجب اے سی ماڈل ٹاؤن کی statement ہے۔ اور مجھے لاء منسٹر صاحب سے یہ درکار ہے کہ کیا یہ تحریک فنی اعتبار سے admissible ہے یا نہیں؟ انھوں نے کہا ہے یا نہیں کہا اور کیا کہا ہے اس کی چھان بین تو کمیٹی میں ہوتی ہے۔ فی الحال ہاؤس میں تو نہیں ہوتی۔ آپ انھیں کہیں کہ وہ admissibility پہ بات کریں اور کہیں کہ یہ فنی اعتبار سے

admissible نہیں۔ پھر میں اس کے جواب میں کہوں گا کہ یہ admissible ہے یا نہیں۔ ویسے admissible ہے تو یہ کمیٹی میں جائے' وہاں پر اس کی contradiction وغیرہ جو مرضی آ جائے۔

وزیر قانون، اجازت ہے جناب والا؟

جناب سپیکر، سردار صاحب! تحاریک استحقاق کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ یہ جو آپ اس بارے میں بیان دینا چاہتے ہیں یہ آپ کل دے دیجیے گا۔ اب وقفۂ نماز ہوتا ہے اور ہم دوبارہ یہاں پر 4-40 بجے اکٹھے ہوں گے۔

(عصر کی نماز کے بعد اجلاس کی کارروائی 4-58 پر زیر صدارت جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو شروع ہوئی)

جناب سپیکر، تحاریک التوائے کار ہیں۔ میرے خیال میں جتنی تحاریک التوائے کار میری نظر سے گذری ہیں یہ تمام لاء اینڈ آرڈر اور دیگر موضوعات جن پر بحث ہوتی ہے وہ اس میں cover ہو جاتی ہیں۔ میرے خیال میں آج ہم ان کو میک اپ نہ کریں۔ اگر کسی دوست کی تحریک التوائے کار ایسی ہو جو اس بحث میں نہ آتی ہو جن موضوعات کو ہم اس اجلاس میں زیر بحث لا رہے ہیں۔ وہ معزز رکن مجھے بتا دیں' ان کی تحریک التوائے کار کو ہم لے لیں گے۔

راؤ طارق محمود، جناب سپیکر! میری بھی تحریک التوائے کار ہے۔

جناب سپیکر، اس کا موضوع کیا ہے؟

راؤ طارق محمود، عملے کے ساتھ جو زیادتی ہوئی ہے وہ اس بارے میں ہے۔

جناب سپیکر، اس کا نمبر کیا ہے؟

راؤ طارق محمود، جناب اس کا نمبر 31 ہے۔

جناب سپیکر، کیا وہ تحریک التوائے کار ہے؟

راؤ طارق محمود، جی ہاں! تحریک التوائے کار۔

جناب سپیکر، کیا وہ تحریک استحقاق ہے یا تحریک التوائے کار ہے؟

راؤ طارق محمود، وہ دونوں طرف ہے اس طرف بھی اور اس طرف بھی ہے۔

جناب سپیکر، آپ اس کو بطور تحریک استحقاق لانا چاہتے ہیں یا بطور تحریک التوائے کار؟

راؤ طارق محمود، تحریک التوائے کار کے طور پر لانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، ہو سکتا ہے کہ وہ تحریک التوائے کار نہ بنتی ہو یہ نمبر 30 ہے۔ یہ آپ کی تحریک استحقاق ہی ٹھیک ہے۔ تحریک التوائے کار ٹھیک نہیں۔

چودھری محمد فاروق، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔ تحریک استحقاق اور تحریک التوائے کار میں کیا فرق ہے؟ کیا یہ ایک ہو سکتی ہیں؟

جناب سپیکر، اس پر ہم سیمینار کریں گے اور اس پر بحث کریں گے۔ ان میں بہت بنیادی فرق ہے۔ یہ ایک نہیں ہوسکتیں۔ یہ درست ہے کہ تمام تحاریک التوائے کار اس بحث میں آ جاتی ہیں۔ کسی دوست کی تحریک التوائے کار ہو اور وہ اس بحث کا موضوع نہ بن سکتی ہو اور وہ اس کو ٹیک اپ کرنا چاہتے ہوں تو وہ مجھ سے رابطہ قائم کرلیں۔ میں اس کو ان شاء اللہ ٹیک اپ کر لوں گا۔ اب ہم بحث کا آغاز کرتے ہیں۔

## مسودہ قانون

### ہنگامی قانون دی پنجاب بیت المال' مجریہ 1990ء

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! مجھے ایک آرڈیننس lay کرنا ہے۔

MR SPEAKER: Now, we take up Government business. Minister for Law, please.

MINISTER FOR LAW: I beg to lay the Punjab Bait-ul-Maal Ordinance, 1990 on the table of the House.

MR SPEAKER: The Punjab Bait-ul-Maal Ordinance, 1990, has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 75 of the Rules of Procedure. It is referred to the appropriate Standing Committee for report by 20th February, 1990.

## امن عامہ کی صورت حال پر بحث

جناب سپیکر، تو اب ہم امن عامہ کی صورت حال پر بحث شروع کرتے ہیں۔ اس میں ہمارے پاس جن معزز اراکین کے نام ہیں ان میں جناب عبدالقادر شاہین صاحب کی باری ہے۔ کیا وہ تشریف رکھتے ہیں؟ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب راجہ صفدر حسین صاحب۔

راجہ صفدر حسین، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! پہلے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے یہاں بحث میں حصہ لینے کی اجازت دی۔ آج ہم یہاں ایک انتہائی اہم مسئلے پر بات کرنے کے لیے اکٹھے ہوئے ہیں۔ اور وہ ہے اس صوبے میں امن و امان کی صورت حال۔ لیکن بدقسمتی سے کوئی جتنا بھی نازک مسئلہ کیوں نہ ہو' ہمیشہ یہاں سیاست کی بھینٹ چڑھ جاتا ہے۔ امن عامہ کے مسئلے کی ذمہ داری نہ صرف حکومت پر ہے بلکہ اسمبلی کے تمام ممبران پر ہے کہ وہ ایسی صورت حال کی نشان دہی کریں جو ان کے خیال میں صورت حال کو بگاڑنے کی ذمہ دار ہو۔ آج ہم غیرمشروط طور پر حکومت پنجاب کو اپنے تعاون کا یقین دلاتے ہیں کہ اگر وہ نیک نیتی سے اس مسئلے کو سلجھانے کے لیے کوئی قدم اٹھائیں گے تو ہم ان شاء اللہ ان کا غیرمشروط طور پر ساتھ دیں گے۔ کیونکہ جیسے کسی نے کہا ہے کہ،

یہ ساغر شیشے لعل و گوہر سالم ہوں تو قیمت پاتے ہیں
یوں ٹکڑے ٹکڑے ہوں تو فقط چبھتے ہیں لہو رلاتے ہیں

یہ مسئلہ صرف پیپلز پارٹی کا نہیں بلکہ تمام ممبران اسمبلی کا ہے کہ وہ حکومت کی کوتاہیوں کی نشان دہی کریں۔ اور حکومت کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ اس نشان دہی پر صحیح سمت میں قدم اٹھائے تاکہ صوبے میں اس قسم کے حالات رونما نہ ہوسکیں۔ لیکن ہوتا یہ ہے کہ جب کوئی سنگین قسم کا واقعہ ہوتا ہے تو اسے کھر پلان کا نام دے دیا جاتا ہے یا یہ کہا جاتا ہے کہ یہ پیپلز پارٹی والے جان بوجھ کر اس صوبے میں امن عامہ کے حالات خراب کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے' یہ کہنا انتہائی غلط ہے کہ کوئی سیاسی جماعت اس صوبہ کے امن عامہ کے حالات خراب کر رہی ہے۔ یہ وہ صوبہ ہے جو امن کا گہوارہ رہا ہے۔ ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ وہ کون سے حالات ہیں جن سے اس صوبے کے امن عامہ کے حالات کو نظر لگ گئی ہے۔ یہ جو ڈاکے پڑ رہے ہیں۔ یہ جو سہاگنوں کے سہاگ اجڑ رہے ہیں۔ یہ جو اس صوبے میں بچے یتیم ہو رہے ہیں اور انتہائی افسوس ناک بات یہ ہے کہ تھانوں کے اندر

اسی دور میں عورتوں کی عصمت دری کی گئی اور اس سے بھی زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ جیل کے اندر عورتوں کی عصمت دری کی گئی جو خالصتاً حکومت کی ذمہ داری ہے۔ ان پر پرچے بھی ہوئے ہیں لیکن ان کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لیا گیا۔ جناب سپیکر! صرف یہ کہنے سے کہ فلاں یہ گڑبڑ کروا رہا ہے' معاملات کبھی سلجھ نہیں سکتے۔ جناب سپیکر! ہمارا رویہ یہ ہے کہ پچھلے دن جب اجلاس جاری تھا تو یہاں جناب اسلم گورداسپوری نے انتہائی جذباتی انداز میں انتہائی موثر تقریر کی۔ لیکن ہمارے دوست جو حزب اقتدار کے بینچوں پر بیٹھے ہوئے تھے وہ ان کی باتیں سن کر ہنس رہے تھے۔ حالانکہ چاہیے تو یہ کہ جب اس قسم کی بات کی نشان دہی کی جائے تو تمام ہاؤس اس پر کوئی نہ کوئی ایکشن لینے کے لیے حکومت کو تجاویز پیش کرے۔ لیکن یہاں ہنسی مذاق ہوتا رہا۔ اور جو وزراء صاحبان تھے وہ آپس میں خوش گپیوں میں مصروف رہے۔ جناب والا! عدیل کا باپ' جس کا بچہ ایک سنگ دل نے قتل کیا' وہ ان ممبران سے یہ کہہ رہا ہے کہ،

اے ہنسنے والو مجھے ہنس ہنس کے نہ دیکھو
تقدیر کہیں تم کو بھی مجھ سا نہ بنا دے

جناب والا! ایسے واقعات پر ہنسنے کی بجائے ہمیں شرم آنی چاہیے کہ یہ کیا حالات ہیں؟ اس صوبے میں کیا ہو رہا ہے؟ اگر صرف یہ کہہ دیا جائے کہ فلاں اس کا ذمہ دار ہے تو اس سے بات نہیں بنتی۔ جناب والا! شیخوپورہ میں جو کچھ ہوا سارے صوبہ پنجاب کے عوام اس کو جانتے ہیں۔ لاہور میں جو کچھ ہوا۔ جس طرح قتل کی وارداتیں ہوئیں اس کو سب لوگ اچھی طرح جانتے ہیں۔ جناب والا! چنیوٹ میں جو کچھ ہوا وہ انتظامیہ اور پولیس کے لیے انتہائی شرم کی بات ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہاں جو کچھ ہوا ٹھیک ہوا۔ ہمیں اس بات کا افسوس ہے کہ وہاں سات پولیس ملازمین کی جانیں ضائع ہوئیں۔ لیکن حقائق پتا چلانے چاہییں تاکہ سب کے سامنے یہ حقیقت آئے کہ یہ واقعات کیوں ہوئے۔ اور سب یہ جانتے ہیں کہ چھ گھنٹے تک ان پولیس ملازمین کو محبوس رکھا گیا۔ ڈی ایس پی کے علم میں یہ بات لائی گئی کہ سات آدمی وہاں محبوس ہیں۔ لیکن چھ گھنٹے گزرنے کے باوجود پولیس نے کوئی ایسی کارروائی نہیں کی کہ ان کی جان کی حفاظت کرتے یا ان کو وہاں سے چھڑوا کر لاتے۔ یہ پیپلز پارٹی نے تو نہیں کہا تھا کہ ان کو وہیں بند رہنے دیں۔ اور جناب والا! جس انداز میں ان کو قتل کیا گیا یہ پبلک کی طرف سے انتہائی نفرت کا اظہار ہے۔ اور یہ اظہار کیوں کیا گیا؟ جناب والا! اس کے بعد 7 تاریخ کے "نوائے وقت" کو

پڑھیں کہ جیل میں پانچ ڈاکوؤں نے پولیس کی وردیاں پہن کر ایک سرکاری [illegible] جب دروازہ کھلا تو وہ ڈاکو اندر داخل ہو گئے اور ان کو لوٹ لیا۔ اب عوام کی بے بسی دیکھیں کہ اگر وہ ان کو اندر آنے کی اجازت دیتے ہیں تو ان کے گھر لٹتے ہیں اور اگر ان کو کچھ کہتے ہیں تو پتا نہیں ہوتا کہ یہ پولیس ہے یا ڈاکو ہیں۔ اس تمام تر حالات کی ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ اس کے متعلق سوچ بچار کرے اور ان معاملات کا تدارک کرے ورنہ اس صوبے میں حالات اتنے ہی خراب ہو سکتے ہیں جتنے کہ ہمیں یہاں نشان دہی کی جاتی ہے۔ جب ہم یہاں کہتے ہیں کہ جناب' پنجاب کے امن عامہ کے حالات خراب ہیں۔ تو کہہ دیا جاتا ہے کہ سندھ میں بھی حالات خراب ہیں۔ یہ کوئی جواز نہیں۔ ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ ہم یہ حالات کس طرح ٹھیک کر سکتے ہیں اور یہ بھی سوچنا چاہیے کہ یہ حالات کس طرح خراب ہو رہے ہیں۔ جناب والا! یہ اس وجہ سے خراب ہو رہے ہیں کہ پولیس اور انتظامیہ کو بے دریغ سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ تقرریاں' تبدیلیاں' ترقیاں سیاسی بنیادوں پر کی جا رہی ہیں۔ جناب والا! پچھلے اجلاس میں اسمبلی سوالات کے جوابات میں بتایا گیا' پچیس سارجنٹ بھرتی ہوئے جن میں سے صرف تیرہ وزیر اعلیٰ کے اپنے حلقے کے تھے اور ان کو rules relax کر کے بھرتی کیا گیا۔ اسی طرح 550 اے ایس آئی بھرتی کیے گئے جن میں 219 وزیر اعلیٰ نے براہ راست بھرتی کیے۔ اور ان کو بھی relaxation دی گئی۔ جناب والا! جب اس طرح غیر مستحق افراد کو بھرتی کیا جائے گا تو یہ ادارے تباہ ہو جائیں گے اور امن عامہ کی صورت خراب سے خراب تر ہوتی جائے گی۔

جناب والا! یہ میں کوئی اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا' یہ اس اسمبلی میں آپ کی حکومت نے جوابات دیے ہیں کہ یہاں پنجاب میں 1985ء سے لے کر 1989ء تک 11732 قتل ہوئے اور ان میں سے جناب والا! 9062 مجرم رہا ہو گئے وہ ملزم کس طرح رہا ہوئے اور اگر وہ ملزم نہیں تھے تو کیا یہ پتا چلانے کی کوشش کی گئی کہ وہ جو گیارہ ہزار لوگ لقمہ اجل بنے ان کو کس نے قتل کیا تھا یا ان لوگوں کی باز پرس کی گئی کہ یہ لوگ جو بری ہوئے ہیں ان کے مقدمات میں کیا کیا خامیاں تھیں جن کی وجہ سے ان کو بری کر دیا گیا؟ لیکن جناب والا زمانہ جانتا ہے کہ انصاف خریدا جاتا ہے' بکتے ہیں جس کی وجہ سے قاتلوں کو ان کے جرم کی سزا نہیں ملتی۔ جناب والا! اس کے بعد یہ کہا گیا اور ہمیں اس بات پر بڑی خوشی ہوئی کہ متحدہ اپوزیشن نے غیر مشروط طور پر مسئلہ کشمیر پر تعاون کا اظہار کیا۔ لیکن جناب

والا! ہوا کیا؟ اس کے بعد کراچی کے حالات کے باعث وزیر اعظم کو جو عدم اعتماد کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ جناب والا! کیا تعاون اس کو کہتے ہیں؟ جب 5 تاریخ کو پورے ملک میں سب نے متفقہ طور پر ہڑتال کی تو جناب والا! چھ تاریخ کو ہڑتال کا کیا جواز تھا؟ اور پھر یہ کہنا کہ وہاں لوگوں کو گولیوں سے بھونا جا رہا ہے۔ بھائی، وہاں جا کر پتا تو کریں کہ بھون کون رہا ہے، کون مر رہا ہے اور کون مار رہا ہے، یہ خون کی ہولی کون کھیل رہا ہے؟ یہ لاشوں کے ڈھیر کون لگا رہا ہے؟ لیکن ایک دوسرے کو یہ الزام دینا کہ جناب، یہ فلاں کروا رہا ہے، اس کے پیچھے فلاں لوگ کام کر رہے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی دکھ کی بات ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جن لوگوں کو ملک سے ہم دردی نہیں وہی اس قسم کی بات کر سکتے ہیں۔ خدا کے لیے کچھ سوچیں۔ اس ملک کی بقا کے لیے سوچیں۔ اگر یہ ملک رہے گا تو یہ سیاسی جماعتیں رہیں گی، یہ سیاست رہے گی۔ اگر خدانخواستہ اس ملک کی سالمیت کو کچھ ہو گیا تو پھر نہ یہ سیاست ہو گی نہ یہ سیٹیں ہوں گی نہ یہ اسمبلیاں ہوں گی۔ ایسا لگتا ہے کہ کچھ لوگ اس جمہوریت کو ختم کر کے دوبارہ اس ملک میں مارشل لاء لانا چاہتے ہیں۔ تو جناب والا! میری ان سے یہ گزارش ہے کہ خدا کے لیے اس ملک پر رحم کھائیں۔ قائد اعظم نے اس قوم پر جو احسان عظیم کیا انھوں نے ہمیں اپنا سر چھپانے کے لیے ایک خطۂ سر زمین لے کر دیا۔ اس پر رحم کھائیں اور اگر کوئی یہ چاہتا ہے کہ اس ملک کا وجود نہ رہے تو ان کو پہلے ہندوستان میں جا کر دیکھنا چاہیے سنا ہے کہ وہاں جس کے جوتے پھٹے ہوتے ہیں اور جس کے کپڑے گرد آلود ہوتے ہیں، جس کے چہرے پر پریشانی ہوتی ہے، کہتے ہیں کہ سمجھ لیں کہ یہ مسلمان ہے۔ کیا اس ملک کے لوگوں کا بھی وہی حال کروانا چاہتے ہیں جو ہندوستان میں مسلمانوں کا ہو رہا ہے؟ جناب والا! کشمیر کے مسئلے پر پوری قوم کو یک جہتی کے ساتھ حکومت کی مدد کرنی چاہیے۔ کشمیر پاکستانیوں کی زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ کشمیر پاکستان کے لیے شہ رگ کی حیثیت رکھتا ہے اور اگر ہم خدانخواستہ اس نازک دور میں بھی آپس میں الجھے رہے، آپس میں یونہی لڑتے رہے تو کشمیر کا مسئلہ اس طرح حل نہیں ہوگا۔ اگر حکومت کو اسی طرح عدم اعتماد کی دھمکیاں دی جاتی رہیں، اگر اسی طرح دوسری جگہوں پر امن عامہ کے حالات پیدا کیے جاتے رہے تو پھر حکومت کے اتنے وسائل نہیں ہوں گے کہ وہ کشمیر کے مسئلے کو حل کر سکے۔ جناب والا! تین چار دن پہلے لیاقت پور میں ایک ایسا واقعہ ہوا۔ پانچ جننگ فیکٹریوں کو ڈاکو لوٹتے رہے۔ ساری رات لوٹتے رہے۔ پولیس اطلاع ملنے کے باوجود وہاں نہیں گئی۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ فلاں پارٹی یہ کرا رہی ہے یا فلاں پارٹی وہ

[illegible] رہی ہے؟ یہاں ایک بات کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ صدارتی [illegible] دہشت گرد تھے۔ وہ جناب والا! یہ وارداتیں کر رہے ہیں' حالانکہ اس اسمبلی کے ریکارڈ میں یہ بات موجود ہے کہ جن لوگوں کو رہا کیا گیا تھا' ایک سال گزرنے کے باوجود ان میں سے آج تک صرف تین آدمیوں کے خلاف حکومت معمولی نوعیت کے پرچے بنا سکی۔ اگر وہ اس طرح کے سنگین جرائم میں ملوث ہیں تو ان پر پرچے کیوں نہیں بنائے جاتے؟ ان کو کیوں عوام کے سامنے بے نقاب نہیں کیا جاتا؟ اور اگر یہ غلط بات ہے تو پھر عوام کو گمراہ کرنے کے لیے ایسی باتیں نہیں کرنی چاہییں' بلکہ یہ تسلیم کر لینا چاہیے کہ ہماری حکومت ناکام ہو چکی ہے اور اس کے اسباب تلاش کرنے چاہییں' تاکہ ان حالات کا تدارک ہو سکے' ان کا سدباب ہو سکے۔ لیکن جناب والا! جن دہشت گردوں کی یہ بات کرتے ہیں یہ تو اتنے سال جیلوں میں رہے ہیں۔ انھوں نے قلعے کی صعوبتیں برداشت کیں انھوں نے جیلوں میں مار کھائی اور میں چیلنج کرتا ہوں کہ وہ بے چارے جتنے لوگ رہا ہوئے ہیں وہ تو زندہ لاشیں ہیں۔ ان کو ذہنی اور جسمانی طور پر ختم کر دیا گیا ہے۔ ان بے چاروں میں تو اتنی سکت نہیں کہ وہ کسی سے اونچی بات کر سکیں۔ وہ ڈاکہ کیا ماریں گے اور وہ قتل کیا کریں گے؟

جناب والا! اس کے بعد یہ کہنا کہ اس ملک کی وزیر اعظم پر مجھے شبہ ہے اور یہ کہنا کہ پیپلز پارٹی والے بہروپیے ہیں۔ میں پریس اور ایوان کے معزز ممبران کے سامنے بلا خوف و خطر اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ اگر وزیر اعلیٰ کے پاس کوئی ایسے ثبوت موجود ہیں جن سے وہ ثابت کر سکیں کہ پیپلز پارٹی غدار ہے تو میں آج ہی پیپلز پارٹی کا ساتھ چھوڑنے کے لیے تیار ہوں۔۔۔۔

آوازیں، ضرور چھوڑ دیں۔

راجہ صفدر حسین: جناب والا! ان سے کہیں کہ تقریر کے دوران مداخلت مت کریں۔ بینڈکوں کی آواز برسات میں اچھی لگتی ہے ویسے نہیں۔

تو جناب والا! میں ان سے کہتا ہوں کہ یہ ثابت کریں تو میں پیپلز پارٹی کا ساتھ چھوڑتا ہوں۔ اور اگر یہ ثابت نہیں کر سکتے تو پاکستان کے ان کروڑوں عوام سے معافی مانگیں جنھوں نے بے نظیر بھٹو کو منتخب کر کے اس ملک کی وزیر اعظم بنایا ہے۔ ان لوگوں کے جذبات کو اس طرح مجروح کیوں کیا جاتا ہے؟ پاکستان کے غریب عوام کبھی بھی یہ برداشت نہیں کریں گے کہ ان کی قیادت کو غدار

کہا جائے۔ ہم نے کبھی بھی وزیر اعلیٰ کو غدار نہیں کہا۔ ہم نے کبھی بھی ان کی ذات پر کوئی حملہ نہیں کیا' حالانکہ کہنے کے لیے ہمارے پاس بھی بہت کچھ ہے۔ جناب والا! یہ تمام وجوہات اور تمام واقعات اس صوبے کے امن عامہ کے مسئلے کو خراب کیے ہوئے ہیں۔ اس سلسلے میں میری ایک تجویز ہے کہ اگر حکومت دیانت داری سے امن عامہ کے مسئلے کو حل کرنا چاہتی ہے تو ہر حلقے میں منتخب نمائندوں کو اختیار دیا جائے۔ عوام میں جو بے چینی ہے اگر آپ اس کی تحقیق کریں گے تو اس کے کچھ سبب پائیں گے۔ جب لوگوں کے ساتھ تھانوں میں زیادتی کی جاتی ہے' جب ڈاکہ پڑتا ہے اور لوگ پرچہ درج کرانے کے لیے تھانے میں جاتے ہیں تو کوئی ان کی بات نہیں سنتا۔ جناب' ڈاکے کا پرچہ درج کرانے کے لیے ان سے رشوت مانگی جاتی ہے۔ جب کسی کی بہو بیٹی اغوا ہوتی ہے' جب کسی کی عزت کی چادر تار تار ہوتی ہے اور وہ تھانے میں جاتا ہے تو اس سے رشوت وصول کی جاتی ہے۔ جناب والا! معاشرے میں مایوسی پیدا ہو رہی ہے جس کی وجہ سے یہ ڈاکے پڑ رہے ہیں اور جس کی وجہ سے لوگ قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کے لیے مجبور ہیں۔ اس دن گورداسپوری صاحب نے بھی کہا تھا کہ صدیوں کے بعد اس ملک میں پھر ٹھیکری پہرہ لگایا جاتا ہے۔ آپ یقین کریں یا نہ کریں جوان بیٹیوں کے ماں باپ رات کو سو نہیں سکتے کہ ایسا نہ ہو کسی وقت کوئی ایسا فرد ان کے گھر میں داخل ہو جائے جو ان کی عزت کو پامال کر کے رکھ دے۔ جب اتنی دہشت طاری ہوگی' جب اتنی frustration پیدا ہوگی تو اس کے بعد اس کا کوئی ردعمل بھی ہوگا۔ اور اس کا ردعمل یہی ہوگا کہ لوگ قانون کو اپنے ہاتھ میں لیں گے۔ اور جب قانون کو لوگ اپنے ہاتھ میں لیں گے تو پھر اس قسم کے واقعات رونما ہوں گے جو اس صوبے میں ہو رہے ہیں۔ جناب والا! یہ تو میں قتل کی ان وارداتوں کی بات کر رہا تھا جن کو لوگ گولیوں سے مارتے ہیں۔ جن پر کلاشنکوفیں چلائی جاتی ہیں۔ جن کو خنجروں سے ہلاک کیا جاتا ہے۔ لیکن اس صوبے میں اور طرح بھی قتل کیے جاتے ہیں۔ افسوس ہے کہ وزیر بلدیات صاحب موجود نہیں۔ فیصل آباد میونسپل کارپوریشن میں ایک جعلی ڈاکٹر 1982ء سے ملازمت کر رہا ہے۔ آج سے چھ مہینے پہلے اس کی شکایت سیکرٹری بلدیات صاحب کے پاس کی گئی۔ اسے معطل کیا گیا اور محکمہ بلدیات نے اس کی ڈگری کو انگلینڈ میں verificaiton کے لیے بھیجا۔ جناب والا! وہاں سے جواب آیا کہ یہ ڈگری جعلی ہے۔ لیکن انتہائی افسوس کی بات ہے کہ ایسے مجرموں کے ہاتھ اتنے لمبے ہیں کہ وہ جواب فائلوں میں سے نکلوا لیا گیا۔ لیکن اس کی ایک کاپی حکومت انگلستان نے شکایت کنندہ کو بھی بھیجی تھی۔ پھر جب اس نے

جا کر وہاں سے پتا لیا تو پتا چلا کہ وہ ابھی اس ملک سے باہر [illegible] لگایا گیا۔ انگلستان سے یہ جواب آئے ہوئے ڈیڑھ مہینہ ہو گیا ہے کہ اس ڈاکٹر کی ڈگری جعلی ہے۔ لیکن آج تک اسے dismiss نہیں کیا گیا۔ جناب والا! اس نے 123 آدمیوں کا قتل کیا۔ وہ جعلی ڈگری پر وہاں surgery کرتا رہا لیکن یہاں اس کو کوئی پوچھنے والا نہیں کہ یہ تم کیا کر رہے ہو۔ یہ کوئی سیاسی مسئلہ نہیں۔ جب اس قسم کے لوگوں کی پشت پناہی کی جاتی ہے تو پھر وہ معاشرے کے مقدر سے کھیلتے ہیں۔ لوگوں کے مقدر سے کھیلتے ہیں اور پھر ایسے اسباب کی وجہ سے ایسے حالات پیدا ہوتے ہیں جو اس وقت پنجاب میں ہیں۔

جناب والا! جرائم کی رفتار اگر آپ دیکھنا چاہیں تو آپ کے ریکارڈ کے مطابق 1986ء میں 300 ڈکیتیاں ہوئیں جب کہ 1989ء میں 1532 ڈکیتیاں اس صوبے میں ہوئیں۔ تو آپ یہ الزام کس کو دیں گے؟ یہ کس طرح اپنی جان اس بات سے چھڑوائیں گے؟ آج بھی جب قتل ہوتا ہے تو پہلے یہ دیکھا جاتا ہے کہ مارنے والا کون ہے۔ کتنا با اثر ہے۔ آیا اس کو ہاتھ ڈالا جائے یا نہ ڈالا جائے۔ جناب والا! یہ ایک انتہائی لطیفے کی بات ہے اور میں پوری ذمہ داری سے یہ بات اس اسمبلی کے فلور پر کر رہا ہوں کہ ایک ڈی ایس پی نے' یہ جو ان کے پاس وائرلیس کے سیٹ ہیں' اس پر ایک انسپکٹر سے رشوت مانگی کہ تم مجھے ملنے نہیں آئے' تم نے وہ پیسے نہیں بھجوائے۔ تو اس نے کہا کہ جناب' میں آپ کے ان احکامات کی تعمیل کرنے سے قاصر ہوں۔ اس نے پوچھا کہ آپ کی پوزیشن کیا ہے؟ اس نے کہا کہ جناب' میرے بچوں کے بدن پر صرف کپڑے رہ گئے ہیں۔ میرے گھر میں ایک کلو آٹا ہے اور ایک کلو کے قریب چینی موجود ہے اور تھوڑا سا گھی ہے۔ بے شک اپنے تھانوں کے ریکارڈ سے چیک کر لیں کہ آیا یہ بات ہوئی ہے یا نہیں۔ جناب والا! پھر کہنا کہ یہ حالات پیدا کیے گئے۔ یہ کیوں نہیں کہتے کہ یہ اپنی نااہلی کی بات ہے۔ ہم اس قابل نہیں کہ ہم اس حکومت کو چلا سکیں۔ جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ دھمکیاں دینے کی بجائے' یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ایک صوبے کا منتخب وزیر اعلیٰ دوسری پارٹی والے لوگوں کو یہ کہے کہ میں ایم ایس ایف کی طاقت سے پیپلز پارٹی کو کچل دوں گا۔ کیا پیپلز پارٹی والے پاکستان کے شہری نہیں؟ کیا پیپلز پارٹی والے اس صوبے کے شہری نہیں؟ جناب والا! فیصل آباد میں دیکھ لیں کہ ایم ایس ایف کو ایک منظم سازش کے تحت مسلح کیا گیا ہے۔ اس سے ڈاکے ڈلوائے جاتے ہیں۔ وہاں کا ریکارڈ منگوا کر دیکھ لیں کہ آج تک وہاں جتنے پرچے ہوئے ہیں انتظامیہ

ن جاب داری سے باوجود وہ سی اور سی ی ملوث نہیں کر سکے' بلکہ ایم ایس ایف والے قتل کی ان وارداتوں میں ملوث ہیں اور یہ کہنا کہ ہم تو اب کچل دیں گے۔ جناب والا! ہم نے بھی کوئی چوڑیاں نہیں پہن رکھیں۔

ہم چٹانیں ہیں ریت کے ساحل تو نہیں
شوق سے ہمیں پناہ گاہوں میں سجا دو

انہی الفاظ کے ساتھ جناب' میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے توجہ سے میری بات سنی۔

جناب سپیکر، شکریہ جناب راجہ صفدر حسین۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، پوائنٹ آف آرڈر۔ حضور' آپ نے آج صبح ایک رولنگ دی تھی۔ میں اس وقت سے خاصا اپ سیٹ ہوں۔ یہ میری رولز کی کتابیں ابھی آئی ہیں۔ یہ آپ نے جو پریویلج موشنز کے لیے آدھا گھنٹہ مخصوص فرمایا ہے یہ کس رول کے تحت ہے؟

جناب سپیکر، کس بارے میں؟

نواب زادہ غضنفر علی گل، یہ آپ نے آج فرمایا ہے کہ یہ جو استحقاق کی تحریکیں ہیں ان کے لیے آدھا گھنٹہ رکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر، یہ رولنگ میں نے نہیں دی۔ میں نے یہ کہا ہے کہ ہم آپس میں mutual agreement میں یہ طے کر چکے ہیں کہ by and large نصف گھنٹہ ہم مخصوص کریں گے تاکہ ڈیبیٹ میں آپ خاطر خواہ انداز سے participate کر سکیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، رولز کو mutually flout نہیں کیا جا سکتا۔

جناب سپیکر، رولز میں یہ نہیں کہ اس کے لیے نصف گھنٹہ مقرر کیا جاتا ہے لیکن ہم آپس میں طے کر کے اس کا ٹائم مقرر کر سکتے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! کیا ایسا کوئی agreement ہو سکتا ہے؟ میں یہی تو آپ سے پوچھ رہا ہوں۔ آدھا گھنٹہ التواء کی تحریکوں کے لیے۔ اور جناب والا! کسی rule پر compromise تو نہیں ہو سکتا' اور کم از کم I don't want any compromise.

جناب سپیکر، رولز اس بات کی کوئی ممانعت نہیں کرتے کہ آپ تحریک استحقاق کے لیے کوئی ٹائم مقرر کریں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، کہاں لکھا ہے؟

جناب سپیکر، اس کی ممانعت نہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، اس کی ممانعت impliedly اس لیے ہے کیوں کہ التواء کی تحریکوں کے لیے وقت آدھا گھنٹہ مقرر ہے اور اس کے لیے نہیں۔ impliedly means کہ اس کے لیے وقت کی قید ہے۔

جناب سپیکر، سپیکر ہاؤس کی sense معلوم کرنے کے بعد اس کے لیے ٹائم مقرر کر سکتا ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! آپ نے ہاؤس کی sense نہیں feel کی۔ آپ نے ہاؤس سے باہر ہی کچھ کیا ہے تو وہ مجھے پتا نہیں۔ میرا اس پر objection ہے' اس کو آپ نوٹ فرمائیں۔

جناب سپیکر، تو آپ چاہتے ہیں کہ نصف گھنٹہ نہ ہو؟

نواب زادہ غضنفر علی گل، تحریک استحقاق کے لیے کوئی time limit نہیں۔

جناب سپیکر، اس پر کوئی ٹائم مقرر نہیں ہونا چاہیے؟

نواب زادہ غضنفر علی گل، جی ہاں۔ رولز کے مطابق چلنا چاہیے۔

جناب سپیکر، بہت سے احباب کی خواہش ہے کہ اس پر ٹائم مقرر ہونا چاہیے۔ تو اس پر ہم بات کرلیں گے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، ایسا ہے کہ آپ اس پر کوئی قدغن نہ لگائیں۔ جونہی آپ محسوس کریں کہ اب اس پر وقت کافی ہو گیا ہے' اس وقت آپ بند کر دیں۔

جناب سپیکر، نواب زادہ صاحب! اس پر کل تحاریک استحقاق شروع ہونے سے پہلے بات کرلیں گے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، ٹھیک ہے۔

چودھری محمد ظہیر الدین خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! کیا کوئی ایسا رول ہے جو آپس میں مخاصمت کے آڑے آتا ہو؟

جناب سپیکر، جی نہیں، بالکل نہیں۔ محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ۔

محترمہ فوزیہ بہرام، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمدللہ رب العالمین۔

شکریہ، جناب سپیکر! کہ آپ نے مجھے ایک مرتبہ پھر اظہار خیال کا موقع دیا۔ امن عامہ کے موضوع سے آج کل مرکزی حکومت یہ کہہ کر جان چھڑانے کی کوشش کرتی ہے کہ یہ صوبائی معاملہ ہے اور پھر صوبائی حکومت خصوصاً حکومت پنجاب کے خلاف عوامی نفرت کو ابھارنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جلتی پر تیل ڈالنے کے لیے ہمہ وقت تین چار وزراء تیار بیٹھے رہتے ہیں۔ واقعہ بعد میں رونما ہوتا ہے اور مقامی پیپلز پارٹی کے جیالے اس جلسے کی تیاری پہلے شروع کر دیتے ہیں جس جلسے میں ان وزراء کو شرکت کرنا ہوتی ہے۔

باجی نصرت رشید، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! محترمہ فوزیہ بہرام لکھا ہوا پڑھ رہی ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، یہی تو ہم روز رونا روتے ہیں۔(قہقہے)

محترمہ فوزیہ بہرام، پتا نہیں جناب سپیکر، کیا بات ہے؟ خواتین کو تو ایک دوسرے کا احترام کرنا چاہیے۔ میں اپنے پوائنٹس ضرور دیکھ رہی ہوں۔ لیکن قطعی طور پر پڑھ نہیں رہی اور آج ڈاکٹر بنگش نہیں بولے۔ عموماً تو ڈاکٹر بنگش کھڑے ہو کر مجھے کہہ دیتے ہیں کہ محترمہ پڑھ رہی ہیں۔ (قہقہے)۔ آج یہ ڈیوٹی میری بہن نے ادا کی۔ بہرحال، میں پوائنٹس دیکھ رہی ہوں۔ تو میں بات کر رہی تھی کہ اس جلسے کی تیاریاں پہلے شروع ہو جاتی ہیں جو واقعہ رونما ہونے کے بعد کرنا ہوتا ہے، جسے ان وفاقی وزراء نے بعد میں attend کرنا ہوتا ہے۔ مسلمان ملک کے عوام مرتے ہوئے سپاہیوں کے منہ میں پانی کی جگہ تیزاب نہیں ڈالتے۔ میں اس بات پر یقین رکھتی ہوں۔ لیکن چنیوٹ میں ایسا ہی ہوا، گجرات کے مرتے ہوئے سپاہیوں کے منہ میں تیزاب ڈالا گیا ان پولیس افسران کے چہرے مسخ کیے گئے۔ حالانکہ مرنے والوں میں گجرات کے بہترین پولیس افسر بھی شامل تھے۔ ایک عام آدمی وائرلیس ٹیلیفون کے ذریعے ان کے متعلق تصدیق کر سکتا ہے۔ مرنے والے اپنے شناختی کارڈ دکھاتے رہے اور اس کے جواب میں ان کے چہروں پر ضربیں لگائی گئیں۔ اس طرح ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت وہاں عوام کے درمیان کھڑے ہوئے دہشت گردوں نے سینکڑوں سیاسی قیدیوں کے نام پر چھوٹے ہوئے عادی قاتلوں نے یہ سب کچھ کیا۔ جن کو عوام پہچان تو نہ سکے لیکن وہ اب جان ضرور گئے ہیں۔ جناب سپیکر! آج 1970ء

نہیں، وہ وقت اور تھا جب [illegible] کہ پاکستان کے [illegible] بہت سادہ [illegible] بے وقوف بنا کر جتنا عرصہ چاہیں حکومت کر سکتے ہیں۔ یہ الفاظ ان کے حواریوں نے ان کے حوالے سے پاکستانی عوام کے لیے کتابوں میں لکھے ہیں۔ مگر آج 1990ء ہے۔ آج لوگ سمجھتے ہیں کہ مغل پورہ میں-----

جناب فضل حسین راہی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یقین کیجیے کہ یہ لفظ بہ لفظ لکھی ہوئی تقریر پڑھ رہی ہیں۔ میرا اپنا خیال تو یہ ہے کہ یہ ان کی اپنی لکھی ہوئی تقریر بھی نہیں کسی نے لکھ کر دی ہے۔ یا تو یہ حسین حقانی کی طرف سے لکھ کر دی گئی ہے۔ ویسے یہ متوازن خاتون ہیں۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں ہمیں ایک دوسرے کی تقریر میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے تاکہ اس بحث میں کھل کر حصہ لیا جا سکے۔ اور کسی قسم کی مداخلت کے بغیر یہ سلسلہ چلتا رہے۔

جناب فضل حسین راہی، لیکن جناب والا! رولز پر ضرور عمل ہونا چاہیے۔ کیونکہ رولز کے مطابق لکھی ہوئی تقریر نہیں پڑھی جا سکتی۔

جناب سپیکر، جی، نہیں پڑھی جا سکتی۔

جناب فضل حسین راہی، پھر آپ ان کو اس بات پر تو منع کریں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں، آپ نے درست فرمایا۔

راجہ صفدر حسین، جناب! یہ بات درست ہے کہ یہ لکھی ہوئی تقریر پڑھ رہی ہیں۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! آپ کی نصف گھنٹہ تقریر میں ایک دفعہ بھی مداخلت نہیں ہوئی۔

راجہ صفدر حسین، جناب والا! لیکن میں نے لکھی ہوئی تقریر تو نہیں کی تھی۔ اگر میں لکھی ہوئی تقریر کرتا تو پھر میری تقریر میں بھی مداخلت ہوتی۔

جناب سپیکر، مجھے امید ہے کہ بیگم صاحبہ پڑھ نہیں رہی ہیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام، جناب سپیکر! میں نے یہ تقریر خود لکھی ہے اور الحمد للہ میں اتنی پڑھی لکھی ہوں اور ملکی حالات کو اتنا سمجھتی ہوں اور مسلم لیگ کی کارکن اور رکن اور ممبر ہونے کے ناتے سوا سال کے بعد اتنی بات بھی سمجھ چکی ہوں کہ مجھے اس ایوان میں کس طریقے سے بات کرنی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور

یہ بھی جانتی ہوں کہ قواعد کے تحت میں اپنے لکھے ہوئے نوٹس دیکھ سکتی ہوں اور اگر میں آپ کے سامنے کھڑی ہوئی لفظ بہ لفظ پڑھ رہی ہوتی تو آپ مجھے سب سے بہتر دیکھ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی ہاں! آپ نوٹس دیکھ سکتی ہیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب! یہ ان کی عادت ہے کہ میں جب بھی بولتی ہوں تو شاید یہ میری تقریر سے سب سے زیادہ گھبراتے ہیں۔ کیونکہ یہ میری تقریر کے دوران سب سے زیادہ مداخلت کرتے ہیں۔ میرے علاوہ آپ دیکھیں' یہ کسی کو کچھ نہیں کہیں گے۔

جناب فضل حسین راہی: محترمہ! ہم آپ کی تقریر سے نہیں آپ سے ڈرتے ہیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: مجھ سے آپ نہ ڈریں' میں آپ کو کچھ نہیں کہتی۔ جناب سپیکر! میں یہ بات کر رہی تھی کہ آج 1990ء ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ مغل پورہ میں جگو' جس کا فاضل مقررین نے بار بار ذکر کیا ہے' اس قتل کا بھی ذکر کیا ہے۔ اگر صوبائی حکومت اس کو لائسنس کے قابل نہیں سمجھتی تو وفاقی حکومت نے اسے یہ لائسنس جاری کیوں کیا؟ اس طرح فاروق آباد میں گوجرہ میں امن عامہ کا مسئلہ پیدا کیا گیا۔ لگاتار انتظامیہ اور پولیس کے ساتھ تصادم کروایا گیا۔ اور یہ امر مزید افسوس ناک ہے کہ پنجاب کی چھوٹی سے چھوٹی چوری کو بھی ذرائع ابلاغ کے ذریعے' ٹیلی وژن کے ذریعے بہت بڑی ڈکیتی بنا کر دکھایا جاتا ہے۔ اور صوبہ سندھ سے کروڑوں روپے کا ڈاکہ بھی خبروں سے گول کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ دراصل اس ملک میں آج اگر امن عامہ خراب ہے تو صوبہ سندھ میں ہے۔ اگر پولیس اور انتظامیہ کا عوام سے تصادم ہے تو صوبہ سندھ میں ہے۔ اگر آج گورنر راج کی ضرورت ہے تو صوبہ سندھ میں ہے اور اس سے بچنے کے لیے صوبہ پنجاب کے حالات مسلسل خراب کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے تاکہ صوبہ پنجاب کو بھی اس قسم کے حالات سے' ایسی ہی صورت حال نافذ کروانے کے لیے مجبور کیا جا سکے۔ یہ اس ملک کے عوام کی انتہائی بدقسمتی ہے کہ مرکزی حکومت ضد' ناتجربہ کاری اور عاقبت نااندیشی سے کام لے رہی ہے۔ ورنہ کبھی بھی غریب پاکستان کے عوام کا پیسہ پیپلز پروگرام کے ذریعے بغیر حساب کتاب کے عوامی بہبود کے نام پر اپنے جیالے ورکروں کی جیبوں میں نہ ٹھونستے۔ میں اپنے ضلع چکوال کی مثال پیش کرتی ہوں جہاں پر پیپلز پارٹی کے گروپ نے یہ درخواست دے رکھی ہے کہ 25 لاکھ روپیہ پیپلز پروگرام کا خورد برد کر لیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حکومت پنجاب' حکومت کا

پیسہ یوں بھیر سی حساب کتاب سے بھیر ں پیسہ سے ڈال ہے دل میں رکھیے ۔۔۔ ہے
میرے حلقے میں تو جناب والا! یہ ہو رہا ہے کہ وہ جو پیسہ جس کو ملتا ہے' ابھی منصوبہ نامکمل ہوتا ہے کہ آدھی رات کو اپنے عزیزوں کے ساتھ مل کر وہ مکان' وہ کمرہ گرا دیتے ہیں۔۔۔۔۔

مس فوزیہ حبیب، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری درخواست ہے کہ محترمہ اگر امن عامہ پر بات کریں تو زیادہ بہتر ہو گا۔ یہاں پر پیپلز پروگرام کا ذکر بے معنی ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام، جناب والا! میں اس ایجنڈے پر بات کر رہی ہوں جو پیپلز پارٹی نے دیا ہے۔ محترمہ کو یہ بھی نہیں پتا کہ ایجنڈے میں کیا ہے؟

جناب سپیکر، اس میں کافی موضوعات ہیں جن کو آپ لوگ زیر بحث لانا چاہتے ہیں۔ اس میں تین چار آئٹمز ہیں۔ اگر وہ اس کے دائرہ کار سے نکلیں تو آپ پوائنٹ آؤٹ کیجیے گا۔

محترمہ فوزیہ بہرام، جناب والا! پیپلز پروگرام بھی ان کے ایجنڈے میں شامل ہے اس حوالے سے میں بات کر رہی تھی۔ انھوں نے ابھی تک ایجنڈا بھی نہیں پڑھا اور ہمیں بحث کے لیے بھی دے دیا۔ بہرحال' میں اپنے حلقے کے متعلق آپ سے بات کر رہی تھی کہ وہاں پر جس کو پیسہ ملتا ہے وہ ادھورے منصوبے کو آدھی رات کو گرا دیتے ہیں۔ اس کے بعد شور مچایا جاتا ہے کہ حکومت پنجاب نے یہ لوگ بھیجے تھے جو یہ کمرہ گرا گئے ہیں۔ ٹیلی وژن آ کر تصویریں لیتا ہے۔ رقم خورد برد ہو جاتی ہے۔ نامکمل منصوبے کے تحت مکمل رقم جیب میں ڈال لی جاتی ہے۔ میرے خیال میں یہ عوامی بہبود کا نہیں عوامی تباہ کاری کا منصوبہ ہے۔ عوام کو مفت کا پیسہ حاصل کرنے کی عادت ڈالی جا رہی ہے۔ یہ اس قوم کو ایک افیون لگائی جا رہی ہے' مفت کی سائیکلیں اور مفت کی سلائی مشینیں' نوجوانوں کو پچاس پچاس ہزار روپے کے قرض حسنہ' یہ تمام باتیں نوجوانوں کو محنت و مشقت کے راستے سے ہٹانے کے لیے کی جا رہی ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ صوبائی حکومت کے عدم تعاون اور منع کرنے کے باوجود پورے ملک کے عوام کو شہ دے کر زبردستی پیپلز پروگرام کے ذریعے پیسے کا کھلا لالچ دے کر' زبردستی اس پروگرام پر عمل کروانا دراصل صوبائی حکومت کی نافرمانی پر مجبور کرنا ہے۔ یہ انتظامیہ اور عوام کے درمیان تصادم کروانے کا منصوبہ ہے۔ اگر صوبائی حکومتیں اس سلسلے میں صبر و استحکام سے کام نہ لیتیں تو ایسا ملک گیر تصادم ہوتا جس کی مثال نہ ملتی۔

اگر پیپلز پروگرام کسی ضابطے اور قاعدے کے تحت شروع کیا جاتا' جناب والا! اگر وفاقی ادارے اس پر خود عمل درآمد کریں تو پورے ملک میں خواہ ایک شخص بھی اس میں دلچسپی نہ لیتا لیکن عوامی بہبود کے تحت عوامی بہبود کے پروگرام ضرور پایہ تکمیل تک پہنچ جاتے۔ لیکن کون سمجھائے یہ باتیں مرکزی حکومت کو' جو ناتجربہ کار تو ہے ہی مگر ضدی حد سے زیادہ ہے؟ جناب والا! ایجنڈے پر حق شفع کے متعلق پیپلز پارٹی نے خصوصی طور پر ذکر کیا ہے کہ آج تک صوبائی حکومت نے اس کے متعلق قانون سازی نہیں کی۔ ریونیو کمیٹی کے پاس یہ بل پہلے ہی صوبائی حکومت نے غور و خوض کے لیے بھیجا ہوا ہے اور پیپلز پارٹی کے کچھ معزز رکن بھی اس کمیٹی کے رکن ہیں۔ دو مرتبہ کمیٹی اس پر میٹنگ بھی کر چکی ہے اور اس کمیٹی میں بطور ارکان پیپلز پارٹی انھوں نے عوام کے لیے کیا contribute کیا؟ کیا انھوں نے اس میٹنگ میں ہمیں کوئی تجویز پیش کی؟ انھوں نے اگر اپنی پارٹی کو صرف یہی بتا دیا ہوتا کہ حق شفع کا بل under active consideration of governemt ہے تو شاید یہ ایجنڈے کا حصہ نہ ہوتا۔ میڈیکل کالجوں کا ذکر ہے۔ 15 فی صد نمبروں کی کٹوتی کا مسئلہ بھی حل ہو چکا ہے۔ یہ تمام بحث صرف اور صرف صوبائی حکومت کو بدنام کرنے کی وہ کوشش ہے جس میں تمام ذرائع ابلاغ اور خصوصی طور پر ٹیلی وژن بھرپور طریقے سے اپنا کام کر رہا ہے۔ ابھی ابھی ایک معزز رکن حزب اختلاف نے خود یہ اعتراف کیا کہ پنجاب امن کا گہوارہ تھا۔ پھر کیا ہوا؟ راتوں رات وہ کون سے عوامل ہیں جو امن کو بدامنی میں تبدیل کر رہے ہیں۔ اس پر غور کی ضرورت ہے۔ آج جناب والا! دلوں پر حکومت کرنے کی بجائے ڈنڈے کی حکومت پر زور ہے۔ وفاقی وزیر داخلہ بیان دیتے ہیں کہ کراچی کے حالیہ واقعات میں الطاف حسین اور ان کے ساتھیوں سے سختی کے ساتھ نپٹا جائے گا ایک اور وفاقی وزیر پرسوں رات ٹیلی وژن پر آئے اور انھوں نے عوام کو یقین دلایا کہ کراچی کے حالیہ واقعات میں صرف اور صرف اردو بولنے والے شہری متاثر ہوئے ہیں۔ انھوں نے یقین دلایا کہ اردو بولنے والی سیاسی جماعت نے ہی اپنے کارکنوں کو شہید کیا ہے۔ اس پر کون یقین کرے گا؟ ایم کیو ایم کی ہڑتال کو ناکام ثابت کرنے کے لیے انھوں نے ٹیلی وژن پر منگل کے روز گوشت کی فروخت دکھائی اور اس میں یہ ثابت کرنا چاہا کہ یہ ہڑتال ناکام ہوئی تھی اور عوام کو یہ یقین ہوا کہ یا تو مرکزی حکومت انتہائی بھولی ہے یا سندھ کی انتظامیہ اس قدر نا اہل ہے کہ وہ منگل کو گوشت کا ناغہ بھی observe نہیں کروا سکتی۔ یہ تمام وہ واقعات ہیں کہ جس پر جس قدر بھی افسوس کیا جائے' جناب سپیکر! وہ کم ہے۔

جب تک کلی طور پر صوبائی خودمختاری سے ہاتھ [illegible] نہ کیے جائیں [illegible]
فضا کو ختم نہ کیا جائے گا۔ جناب والا! جب تک مثبت اصلاح کے لیے مثبت اقدام نہ کیے جائیں گے۔ جناب والا! جب تک ٹیلی وژن اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے منفی پراپیگنڈہ بند نہ کیا جائے گا تو خانہ جنگی کی وہ کیفیت جو آج کراچی میں ہے کل پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے سکتی ہے۔ جناب والا! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اب بھی وقت ہے کہ "ہم جیو اور جینے دو" کی پالیسی کو اپنائیں۔ اب بھی وقت ہے کہ وہ افہام وتفہیم جو ہم نے کشمیر کے مسئلے پر ایک دوسرے کو دکھائی' اس کو صوبائی ایوانوں سے عوام کے گھروں تک پہنچائیں۔ جناب والا! اب بھی وقت ہے کہ ہم دلوں کی کدورتیں نکال کر مل بیٹھیں اور اس قوم کو' اس مسلسل ہیجانی کیفیت سے نجات دلائیں جس میں ہم نے ایک سال سے رکھا ہوا ہے۔ بہت مہربانی' شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

**نواب زادہ غضنفر علی گل**، جناب والا! نکتہ اعتراض اٹھانا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ آج کے روزنامہ "جنگ" میں حسین حقانی صاحب نے ایک آرٹیکل لکھا ہے۔ اس میں اخبار والوں نے ان کے بچپن کی تصویر لگائی ہے جو بہت قابل اعتراض بات ہے۔ ان کو منع کیا جائے۔ جو موجودہ تصویر ہے وہ لگائی جائے۔

**جناب سپیکر**، جناب نذر حسین کیانی صاحب۔۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔

**مولانا منظور احمد چنیوٹی**، جناب سپیکر! میں جناب کی توجہ دلاؤں گا کہ مغرب کی نماز کا وقت ہو چکا ہے' کسی نئے آنے والے مقرر کو بعد میں وقت دیں۔

**جناب سپیکر**، مغرب کی نماز کا وقت ہوا چاہتا ہے۔ ہم وقفۂ نماز مغرب کرتے ہیں۔ پونے چھ بجے سے لے کر چھ بجے تک۔ اور چھ بجے فضل حسین راہی اپنی تقریر کریں گے۔

(وقفہ برائے نماز مغرب کیا گیا)

(ہاؤس کی کارروائی نماز مغرب کے بعد 6 بج کر 22 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر دوبارہ شروع ہوئی)

**جناب سپیکر**، یہ طے ہوا تھا کہ فضل حسین راہی صاحب وقفۂ نماز کے بعد تقریر کریں گے۔ وہ اس وقت تقریر نہیں کرنا چاہتے۔ وہ چاہتے ہیں کہ انہیں کل تقریر کا موقع دیا جائے۔ لہٰذا ان کی بجائے ڈاکٹر ضیاء اللہ بنگش صاحب کو میں دعوت دیتا ہوں کہ وہ اظہار خیال فرمائیں۔

**ڈاکٹر ضیاء اللہ بنگش**، جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے تقریر کی اجازت

دی۔ جناب سپیکر! پچھلے اجلاس میں میں نے اور سید ذاکر حسین شاہ صاحب نے اپنی تقاریر میں کہا تھا کہ پنجاب میں لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ اس صورت میں حل ہو سکتا ہے کہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ جناب نواز شریف مستعفی ہو جائیں۔ تو میں آج بھی اس بات کو دہراتا ہوں کہ اگر اس دوران وزیر اعلیٰ نے استعفے دے دیا ہوتا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں یہ اجلاس بلانے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ اس اجلاس میں' میں نے دیکھا اور سنا ہے کہ مقررین کی اکثریت نے اسی بات کو دہرایا ہے کہ پنجاب میں لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال اسی صورت میں بہتر ہوسکتی ہے کہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ اس مسند اقتدار سے' جس پر وہ جمے بیٹھے ہیں' استعفیٰ دیں اور پنجاب کے لوگوں کی جان چھوڑیں۔ مجھ سے پہلے آنے والے مقررین نے پنجاب میں امن عامہ کی بگڑتی ہوئی صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے بہت سے واقعات دہرائے جس میں سب سے اہم واقعہ مغل پورہ لاہور کا ہے۔ کہ جب ایک معصوم بچے کو جگو جیسے بدنام شخص نے قتل کر دیا۔ تو اس کی لاش اپنی والدہ سے گویا کہہ رہی تھی "امی' اس ملک میں کیسے لوگ رہتے ہیں"؟ کتنی باعث شرم بات ہے کہ انگلینڈ سے آیا ہوا ایک بچہ جب اپنے مادر وطن میں آتا ہے تو اس کے ساتھ یہ سلوک کیا جاتا ہے۔ اور افسوس کی بات یہ تھی کہ اس جگو پہلوان کی پشت پناہی آئی جے آئی کا ایم این اے عمر حیات کر رہا تھا۔ تو بجائے اس کے کہ وہ اس واقعے کی مذمت کرتے۔ ان کا بیان اخبار میں چھپا ہے جس میں انھوں نے کہا کہ اس واقعے کے پیچھے پیپلز پارٹی کے لوگوں کا ہاتھ ہے' قتل تم کرو ہاتھ ہمارے ہوں! یہ آپ کیسی باتیں کرتے ہیں؟ آپ نے کیا پنجاب کے لوگوں کو اتنا کم عقل سمجھا ہوا ہے کہ وہ آپ کی باتوں میں آجائیں کہ آپ ہم پر غلط الزام لگائیں اور وہ یقین کرلیں؟ اس کے بعد ایسا ہی ایک واقعہ میرے حلقہ نیابت میں فیض باغ میں ہوا کہ ایک شخص نے ہیروئین فروشوں کو روکا۔ اس کے گھر پر بھی بالکل جگو کی طرح عدیل کے گھر جیسی فائرنگ کی گئی اور مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ فائرنگ کرنے والے ملزمان ابھی تک گرفتار نہیں ہو سکے۔ یہ وہ واقعہ ہے جس کا پنجاب کے تمام لوگوں کو شاید علم نہ ہو سکا۔ اس کے بعد چنیوٹ میں واقعہ پیش آیا۔ اب پنجاب کے لوگ یہ سوچنے میں حق بجانب ہیں' کیوں کہ واقعات اس بات کے شاہد ہیں کہ پنجاب کی پولیس انھیں تحفظ دینے میں ناکام ہے۔ اسی لیے وہ پولیس پر اعتبار نہیں کرتے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ پولیس اور ڈاکو میں کوئی فرق نہیں۔ ایک اور واقعہ میں اپنے حلقہ نیابت کا بتاتا ہوں جو اخبارات میں آیا ہے کہ میرے حلقہ نیابت کے بھگت پورہ کے علاقے میں ایک محنت کش اپنے بیمار بچے کے لیے دوا لینے کے لیے جا رہا تھا۔

تو تھانہ شاد باغ کا ایک سپاہی اسے روکتا ہے۔ [illegible]
پاس؟ مجھے دے۔ اس نے کہا جناب! میں تو اپنے بیمار بچے کے لیے دوا لینے جا رہا ہوں۔ یہ بیوی میرے ساتھ ہے۔ سپاہی نے کہا کہ نہیں' تو بردہ فروش ہے اور تو بچہ اٹھا کر اغوا کر کے لے جا رہا ہے۔ میرے علاقے کے لوگوں نے اس پولیس والے کو پکڑ لیا۔ اسے مارا اور بند کر دیا۔ میں جانے وقوعہ پر پہنچا اور میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ اگر میں وہاں پہنچ کر عوام کے جذبات کو ٹھنڈا نہ کرتا تو چنیوٹ جیسا ایک واقعہ بھگت پورہ شاد باغ کے علاقے میں بھی ہو چکا ہوتا۔ کہتے ہیں کہ پیپلز پارٹی والے کراتے ہیں۔ پیپلز پارٹی والے جان بچاتے ہیں اور یہ ریکارڈ پر موجود ہے کہ اس پولیس والے کو ہم نے مطلق کرایا۔ انھوں نے مطلق نہیں کیا۔ بلکہ عوام کے غضب سے مغلوب ہو کر' عوام کے غضب سے ڈر کر اس وقت اس تھانے دار نے ایکشن لیا۔ میں نے اس دن پولیس کو عوام کے غضب کے سامنے بالکل کانپتے ہوئے دیکھا۔ اس لیے کہ خدا کے بعد عوام کی قوت ہوتی ہے۔ اور عوام کی قوت کے سامنے یہ نواز شریف اور یہ پولیس کبھی نہیں ٹھہر سکتی۔ پھر دیکھیں تیسرا واقعہ۔ یہ بھی میرے علاقے میں ہوا کہ ایک پر امن شہری ایک مزدور' ایک محنت کش اپنے بچوں کے لیے روزی کمانے جا رہا ہے۔ آمنے سامنے فائرنگ ہوتی ہے۔ اس کو گولیاں لگتی ہیں اور وہ تڑپ تڑپ کر اپنی جان دے دیتا ہے' پھر پولیس بے بس ہے۔ پولیس کچھ نہیں کرتی۔ آخر میں' میں یہ پوچھتا ہوں کہ ان لوگوں کے پاس اتنا اسلحہ کہاں سے آیا؟ انھوں نے بم استعمال کیے۔ آمنے سامنے مقابلہ ہوا اور اس میں بے گناہ شہری کی جان گئی۔ اب تک پولیس نے کیا کیا؟ پھر کہتے ہیں کہ پیپلز پارٹی کے دہشت گرد۔ جناب والا! جن دہشت گردوں کا یہ لوگ ذکر کرتے ہیں مجھے اس بات پر فخر ہے اور میرے ساتھ چودھری غلام قادر صاحب بھی یہاں موجود ہیں کہ ہم نے ان سب جمہوریت کے پروانوں' ان جیالوں اور ہیروز کے ساتھ جیل کاٹی ہے اور میں بڑے اعتماد سے کہتا ہوں کہ وہ حب الوطنی میں پنجاب کے وزیر اعلیٰ سے سو گنا زیادہ ہیں' کیوں کہ انھوں نے اس مادر وطن کے لیے' جمہوریت کے لیے قربانیاں دی ہیں۔ ہمیں وہ زمانہ یاد ہے کہ جب ہمارے پاؤں میں بیڑیاں پڑی ہوتی تھیں ہماری پشتوں پر کوڑے مارے جاتے تھے۔ آج ان ہی کی بدولت جناب سپیکر! آپ اس کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں' ورنہ یہاں پر اب بھی کوئی جنرل بیٹھا ہوتا اور بھی بہت سے ہیں۔ تو اب جب اس صوبے میں یہ صورت حال پیدا ہو جائے کہ ہمارے محافظ ہی ہمارے قاتل بن جائیں' وہی ڈاکو بن جائیں تو اس صورت میں عوام کیا کرتے ہیں؟ پھر ایک عوامی بغاوت ہوتی ہے۔

جیسے چیوٹ میں ہوئی اور جلد ہی ہوئی' اس لیے یہ نوشتہ دیوار ہے نواز شریف' تمہارے لیے' کہ اس کو پڑھ لو اور اس دور سے ڈرو جب پنجاب کے لوگوں کا قہر اور غضب تمہارے اوپر نازل ہونے والا ہے۔ میری بات کو غور سے سنو۔

آج کچھ درد میرے دل میں سوا ہوتا ہے

جناب والا! اب ہم نے تجزیہ کرنا ہے کہ اس صوبے میں' جو محبت کا گہوارہ ہے' جس صوبے میں پیار اور محبت ہے' جس نے ہر خطے سے آنے والے لوگوں کو پیار دیا محبت دی اور آج اسی خطے میں خون کی ہولی کھیلی جا رہی ہے' آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ جناب والا! بات یہ ہے اور بالکل صاف بات ہے کہ جن لوگوں نے گیارہ سالوں میں بدعنوانیاں کی ہیں وہ نگران وزیر اعلیٰ ہونے کی وجہ سے پنجاب میں ہماری گردن پر ہی سوار ہو گئے۔ جناب' ان کو جب اپنی بداعمالیوں کا خیال آتا ہے تو وہ ڈرتے ہیں کانپتے ہیں' اس لیے انہوں نے اپنی علیحدہ پولیس بنائی ہوئی ہے جس طرح کہ ہٹلر نے گستاپو بنائی ہوئی تھی' جس طرح کہ شہنشاہ ایران نے ساوک بنائی تھی۔ یہ پولیس صرف نواز شریف کی پولیس ہے جس کا کام نواز شریف کے لوگوں کو تحفظ دینا ہے۔ اب دیکھیے' اس صوبے میں ایک اور بات جو لوگ سمجھتے ہیں جانتے ہیں اس گیارہ سالہ دور میں برائی کا تصور ہی ختم ہو گیا۔ مطلب ہے کہ اس سے پہلے رشوت لینا ایک بری بات خیال کی جاتی تھی لیکن آج کہتے ہیں کہ یہ تو ایک routine ہو گئی ہے کسی کو اگر ملازمت دلانی ہے تو بھئی' پیسہ دیا جائے گا کسی کو اگر پولیس میں بھرتی کرانا ہے تو relaxation of rules کی جائے گی۔ جناب والا! میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں کہ لاہور کا ایک ڈپٹی میئر ہے۔ جناب سپیکر! ایک تو جگو مغل پورہ میں ہے اور اسی طرح جگو ایوانوں میں بھی ہیں۔ میں نے جگوؤں کو لاہور میٹرو پولٹن کے ایوان میں بھی دیکھا کہ جناب' ہمارے کونسلر نے وزیر اعلیٰ کا صرف ذکر ہی کیا تھا تو ڈپٹی میئر نے مائیک اٹھا کر اس پر مارا کہ تم وزیر اعلیٰ پر تنقید کرتے ہو۔ یہ تو وہ ذات ہے جس پر تنقید نہیں کی جا سکتی۔ اپنی زبان بند رکھو۔ آخر شہنشاہ نے نوازشیں اس کے ساتھ کی تھیں تو اس نے کوئی وفاداری تو دکھانی تھی۔ تو جناب' اسی ڈپٹی میئر کے بیٹے کو' جو ڈکیتی میں ملوث تھا' relaxation of rules کر کے آج اے۔ ایس۔ آئی بھرتی کیا گیا۔ تو جناب! یہ صورت حال ہے۔ دوسرے جناب' بدعنوانیوں کا صوبے میں یہ حال ہے کہ پنجاب یونیورسٹی' جس کی ڈگری لینے پر آپ کو بھی فخر ہوگا اور نواب زادہ غضنفر علی گل صاحب کو بھی اس پر فخر ہے' آج اسی ادارے میں یہ ہو رہا ہے کہ اس ادارے

میں جعلی ڈگریاں تقسیم ہو رہی ہیں۔ جعلی ڈگریاں دی جا رہی ہیں اور وہی جعلی ڈگریاں لے کر لوگ پولیس میں ڈی۔ ایس۔ پی اور اے۔ ایس۔ پی بھرتی ہو رہے ہیں اور شاید وہی جعلی ڈگریاں دے کر لوگوں کو پی۔ سی۔ ایس افسر بھی بنایا جاتا ہے۔ تو جناب والا! اس پنجاب میں جو اس پسماندہ کا صوبہ ہے' اس میں آج یہ حال ہے۔ جو ایمان [illegible] یہ تھا۔ کہاں گئی میرے پنجاب کی ایمان داری؟ جناب والا! اب پولیس کا کام صرف اور صرف [illegible] رہ گئی ہیں کہ جناب' پیپلز پارٹی کے لوگوں پر پرچے بناؤ انہیں گرفتار کرو۔ چنیوٹ میں واقعہ ہو تو پیپلز پارٹی کے سر منڈوا دو یا پھر کہیں پر عوامی خدمت کا پروگرام "پیپلز پروگرام" ہو رہا ہو تو جا کر اسے رکواؤ۔ جس طرح رنجیت سنگھ کے زمانے میں سکھوں نے کہا کہ جناب' ہمیں نہیں پتا چلتا کہ ہم حکمران بھی ہیں یا نہیں۔ تو کوئی چیز ایسی کرنی چاہیے کہ ہمیں پتا لگے کہ ہم حکمران ہیں۔ انھوں نے کہا کہ ایسے کرو کہ مسلمان کو بلا لیا کرو اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا کرو کہ ہم حکمران جا رہے ہیں۔ تو جناب' یہی صورت حال اس زمانے میں ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آج نواز شریف کی حکومت ہے اور relaxation of the rules ' اور جعلی ڈگریوں کے ذریعے لوگ پولیس میں بھرتی ہو رہے ہیں۔ لہٰذا ہمیں ثابت کرنا ہے کہ ہم حکمران ہیں جیسے رنجیت سنگھ کے دور میں حکمران ہوا کرتے تھے۔ پھر ہمارے اس طرف بیٹھنے والے دوستوں نے کہا کہ پیپلز پروگرام کے پیسے ہماری جیبوں میں چلے جاتے ہیں۔ تو جناب والا! یہ بڑی غلط فہمی ہے' پیسے تو آپ کی جیبوں میں جاتے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ لاہور میں فیروز پور روڈ پر یا کینال کے ساتھ جو constructions ہوتی ہیں مجھے معلوم ہے کہ وزیر اعلیٰ ان construction companies کو ٹھیکے دیتے ہیں جن میں ان کے اپنی پارٹی کے لوگ ہوتے ہیں۔ دوسری بات جو یہ کہتے ہیں اور صحیح ہے کہ انصاف نہیں ملتا۔ تو جناب' ہوتا یہ ہے کہ جب کوئی شخص علاقے میں جرم کرتا ہے تو اس کے خلاف پرچہ درج ہونا چاہیے اور وہاں جا کر ایس۔ ایچ۔ او سے پوچھیں کہ بھئی' تم نے پرچہ درج نہیں کیا۔ تو وہ کہتا ہے کہ جی' مجھے کا فون آیا تھا' اس لیے پرچہ درج نہیں کیا۔ بھئی' چھوٹے بھائی بھی تو پنجاب کے حاکم ہیں ناں' کہ اپنے کارکن کو بچانے کے لیے ایس۔ ایچ۔ او کو ٹیلی فون ہو جاتا ہے کہ اس کے خلاف پرچہ درج نہیں کرنا تو پھر لا محالہ ہمیں جلوس نکالنا پڑتا ہے اور agitation کرنا پڑتی ہے۔ تو پھر یہ کہتے ہیں کہ جی' پیپلز پارٹی والوں نے یہ کر دیا۔ بھئی این' ے حقوق کے لیے جدوجہد کرنا ہمارا ایمان ہے اور ہم کریں گے اور کرتے رہیں گے۔ پھر کہتے ہیں کہ جناب' پنجاب میں تو بڑا امن ہے' سندھ میں صورت حال بڑی خراب

ہے۔ تو جناب' سندھ میں صورت حال بھی تو آپ کے بھائی نے خراب کی ہوئی ہے کہ جنرل ضیاء نے اپنی آمریت کے دور میں ہر قومی پارٹی کو ختم کرنے کے لیے جدوجہد کی۔ اس نے الطاف حسین پیدا کیا اور الطاف حسین کی پرورش کرنے کے لیے جی۔ ایم۔ سید کے پاس بھیج دیا۔ پہلا کام تو الطاف حسین سے یہ لیا گیا' یہاں پر محمود الرشید صاحب بیٹھے ہوں گے' کہ ان کی جماعت اسلامی کو کراچی میں صاف کرا دیا۔ تمام تر اختلافات کے باوجود ہم یہ کہیں گے کہ بھئی' جماعت اسلامی with all the contradictions قومی پارٹی تو ہے کہ ہر جگہ کوئی ایک آدھ سیٹ تو لے لیتی ہے۔ اس کے بعد الطاف حسین "سن" کانفرنس میں جا کر شریک ہوتے ہیں اور جی۔ ایم سید ان کو پنجابیوں کے خلاف پوری طرح protect کرتے ہیں۔ اور جناب' جی۔ ایم سید کے بارے میں یہ ہے کہ میں ضیاء الحق کی حمایت اس لیے کرتا ہوں کہ میرا مشن وہ پورا کر رہا ہے اور جی۔ ایم۔ سید کا مشن پاکستان کو توڑنا ہے۔ تو جناب' الطاف حسین کو پیدا کیا گیا اور اس کی پرورش جی۔ ایم سید سے کرائی گئی' کیوں کہ آپ لوگوں کو یاد ہوگا کہ کراچی سے ایم۔ کیو۔ ایم کا جو جلوس حیدر آباد آ رہا تھا اس کو protect کرنے والے جی۔ ایم سید کے لوگ تھے۔ اور ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ جی۔ ایم سید کو سندھ میں ہرانے والی پیپلز پارٹی ہے۔

(اس مرحلے پر مس فوزیہ حبیب کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئیں)

اور جی۔ ایم سید کو شکست دینے والے ہم لوگ ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور سندھ کے لوگوں نے پیپلز پارٹی کے لوگوں کو کامیاب کر کے اور جی۔ایم سید کو مسترد کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ سندھ کے لوگ ایک پاکستان پر یقین رکھتے ہیں۔ دوسری بات جناب' اب دو دو بچے ہو گئے۔ جی ایم سید اور الطاف حسین۔ اب تیسرے پنجاب میں تھے' جناب نواز شریف صاحب۔ اب نواز شریف نے کہا' دو تو اپنے بھائی ہیں اب میں تیسرا ان سے جا کر ملوں۔ لہٰذا نواز شریف اور الطاف حسین کا اتحاد ایک فطری امر ہے۔ پاکستان میں اس وقت دو فورسز ہیں۔ ایک وہ فورسز ہیں جو اس ملک میں جمہوریت چاہتی ہیں۔ جس میں پاکستان پیپلز پارٹی اور دوسری پارٹیاں بھی ہو سکتی ہیں جو شاید کسی غلط فہمی کی وجہ سے آئی جے آئی میں شامل ہیں۔ دوسری قوتیں وہ ہیں جو اس ملک میں جمہوریت کو ختم کرنا چاہتی ہیں اور جمہوریت ختم کرنے والی قوتوں میں پنجاب کا وزیر اعلیٰ نواز شریف' الطاف حسین اور جی ایم سید ہیں۔

جناب والا! الطاف حسین کی بھی عجب منطق ہے کہ الطاف حسین پیدا کراچی میں ہوئے اور کہتے ہیں کہ ہم مہاجر ہیں۔ بھئی' جن مہاجروں نے پاکستان بنایا تھا کیا وہ ایم کیو ایم میں شامل ہیں؟

ہیں' ان میں سے کوئی بھی نہیں۔ یہ وہ سبھ ہے [illegible]
کا زہر ہے۔ یہ لوگ ہیں جو مارشل لاء کا دودھ پی کر جوان ہوئے ہیں۔ جن میں الطاف حسین' نواز شریف اور جی ایم سید ہیں۔ یہ ایک تثلیث ہے جو پاکستان میں جمہوریت ختم کرنا چاہتی ہے۔ یہ تثلیث ہے جس کی top پر جی ایم سید اور base پر الطاف حسین اور نواز شریف بیٹھے ہوئے ہیں کہ جو پاکستان کی جمہوری حکومت کو ختم کرنے کے لیے اسلام آباد جاتے ہیں۔ مری میں ایم این اے اور ایم پی اے کی سودے بازی کرتے ہیں جب کہ پنجاب میں امن عامہ کی صورت حال خراب ہے۔ اب کشمیر کا مسئلہ آتا ہے۔ کشمیر ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر پوری قوم بڑی حساس ہے اور کشمیر کے مسئلے پر پوری قوم نے یہ mandate دیا ہے۔ خیبر سے لے کر کراچی تک پوری قوم متحد ہے کہ کشمیریوں کی جدوجہد آزادی میں ہم ان کے ساتھ ہیں۔ جب کشمیر کی بات آئی تو انھوں نے جب دیکھا کہ پیپلز پارٹی ایک دفعہ پھر اپنا مقام اور اوپر لے جائے گی تو انہوں نے کہا کہ الطاف بھائی' کراچی میں فسادات کرا دو تاکہ مسئلہ کشمیر سے قوم کی توجہ ہٹ جائے۔ تو یہ ایک سازش ہے مادر وطن کے خلاف' یہ سازش ہے اس ملک کے خلاف' یہ سازش ہے جمہوری اداروں کے خلاف' جس سازش میں نواز شریف' الطاف حسین اور جی ایم سید پوری طرح شامل ہیں۔ کل کہتے تھے کہ الطاف حسین پنجابیوں کو قتل کرتا ہے۔ کل تم لوگ تیسرا' جو ایک کارندہ غلام سرور اعوان ضیاء الحق نے پیدا کیا تھا' اس کو لا کر لاہور کارپوریشن کے باہر بٹھا دیتے تھے کہ وہاں پنجابی قتل ہو رہے ہیں اور یہ الطاف حسین اور پیپلز پارٹی مل کر کر رہی ہے اور آج تمہاری اس سے دوستی ہو گئی ہے۔ تمہارا صرف ایک مقصد ہے انٹی ڈیموکریسی' انٹی پیپلز پارٹی۔ یعنی ملک میں سے جمہوریت کو جس طرح بھی ختم کیا جا سکتا ہے اسے ختم کیا جائے اور اس کا پہلا ثبوت یہ تھا کہ ضیاء الحق کے مرنے کے بعد جنرل اسلم کے پاس جانے والے تم ہی لوگ تھے جنہوں نے جا کر کہا کہ جناب' اس ملک میں مارشل لاء لگا دو۔ اسی میں ہماری بچت ہے' ورنہ پیپلز پارٹی والے ہمیں کھا جائیں گے۔ تو جناب سپیکر! میں بڑی دردمندانہ اپیل کرتا ہوں اس پلیٹ فارم سے آپ کی وساطت سے کہ قوم ان لوگوں سے ہوشیار رہے جو ملک میں سے جمہوریت کو ختم کرنا چاہتے ہیں اور یہ ضیاء الحق کی باقیات ہیں۔ ضیاء الحق کی باقیات اگر ایمان لے آئیں تو بات علیحدہ ہے' ویسے ایسا کوئی امکان نہیں۔ جب تک اس ملک میں anti democratic طاقتیں ہیں ہماری جدوجہد جاری رہے گی۔ بلکہ میں ان لوگوں سے اور ایم آر ڈی کے ان ساتھیوں سے توقع رکھتا ہوں کہ جو کسی غلطی کی وجہ سے ادھر شامل ہیں وہ اپنا

[illegible] پاکستان دنیا کا وہ واحد ملک ہے جو [illegible] کے ذریعے معرض وجود میں آیا ہے۔ ہماری بقاء اس ملک میں جمہوریت کے ذریعے ہے اور جمہوریت کے بعد اس ملک میں ہم نے وہ معاشرہ قائم کرنا ہے جس میں کہ سماجی انصاف ہو۔ جہاں پر تمام لوگوں کو برابر کے مواقع میسر ہوں تمام لوگوں کو اپنی صلاحیت کے مطابق' اپنی قابلیت کے مطابق روزگار مہیا کیا جائے۔ لوگوں کو عزت نفس ملے۔ وہ ایک معاشرہ ہے جس کا خواب قائد اعظم نے دیکھا تھا اور قائد اعظم نے تو اپنی تقریر میں یہ بھی کہا کہ۔۔۔

"In the political sense I quote after Pakistan, we cease to be Hindu, Muslim, Budh or Christian but you are only Pakistanis".

لیکن آج اس وقت یہ محسوس ہوتا ہے کہ پاکستانی قوم شاید ختم ہو گئی۔ آج یہاں کوئی پنجابیت کا نعرہ لگاتا ہے۔ کوئی سندھ کی بات کرتا ہے۔ کوئی بلوچوں کی بات کرتا ہے۔ پاکستان کی بات کرنے والے کہاں گئے؟ کہتا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی اور کچھ قومی جماعتوں کو اس پاکستان کو قائم رکھنے کے لیے اپنے اختلافات ختم کر کے جمہوریت کی بقاء کے لیے کوشش کرنی چاہیے تاکہ ہم وہ پاکستان بنا سکیں جس کا خواب علامہ اقبال نے دیکھا تھا اور جو قائد اعظم اپنے ذہن میں رکھتے تھے۔ جناب والا! میں آخر میں صرف ایک شعر آپ کی نذر کرتا ہوں جو ہم غریب لوگوں کے دلوں کی آواز ہے۔

اے خواب نشینو اب اٹھو بیٹھو وہ وقت قریب آ پہنچا ہے
جب تخت گرائے جائیں گے جب تاج اچھالے جائیں گے

(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ فوزیہ بہرام، پوائنٹ آف آرڈر۔ سپیکر صاحبہ! ان کی ساری تقریر حذف کریں۔ میں نے ابھی غور کیا ہے کہ انھوں نے اپنی ساری تقریر بیٹھ کر پڑھی ہے۔ (قہقہے)

محترمہ چیئر پرسن (محترمہ فوزیہ حبیب)، میرے خیال میں یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، پوائنٹ آف آرڈر۔ پہلے انھوں نے بیٹھ کر تقریر کی ہے۔ انھیں سزا دی جائے کہ اب کھڑے ہو کر تقریر کریں۔ (قہقہے)

محترمہ چیئر پرسن، یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

جناب فضل حسین راہی: سپیکر صاحبہ! آپ ان کو یہ ضرور کہیے کہ اگر وہ کھڑے بھی ہوں تو وہ انہیں نظر بھی آ جایا کریں۔

محترمہ چیئر پرسن: یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں اور آپ ایسے interrupt نہ کریں۔ اس کے بعد میں ڈاکٹر شیلا بی چارلس کو دعوت دیتی ہوں کہ وہ اپنی تقریر کریں۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس: میڈم سپیکر! میں آپ کی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ میں بڑی دیر سے انتظار میں تھی۔ سب سے پہلے میں یہ کہوں گی کہ ڈاکٹر بنگش نے کچھ باتیں کی ہیں جو میری سمجھ سے باہر ہیں اور میرا خیال ہے کہ باقی سب ممبروں کی سمجھ سے بھی باہر ہیں۔ انھوں نے جو یہ فرمایا ہے کہ اگر میاں نواز شریف استعفیٰ دے دیں تو ہم بھی ان اسمبلیوں میں نہیں بیٹھیں گے۔۔۔۔۔

جناب فضل حسین راہی: پوائنٹ آف آرڈر۔ آپ ان کو یہ سمجھائیں کہ اگر بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی تو یہ بھی منسٹر لگ جائیں گی ان شاء اللہ۔ باقی لگے ہوئے ہیں کہ نہیں۔۔۔

محترمہ چیئر پرسن: براہ مہربانی آپ ان کو دوران تقریر interrupt نہ کریں۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس: براہ مہربانی انھیں کہیں کہ interrupt نہ کریں۔

محترمہ چیئر پرسن: جناب فضل حسین راہی! آپ interrupt نہ کریں۔ آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس: میڈم سپیکر! تو ڈاکٹر بنگش نے یہ کہا کہ اگر میاں نواز شریف چیف منسٹر شپ سے استعفیٰ دے دیں تو ان کا خیال ہے کہ آج ہم اسمبلیوں میں نہیں بیٹھیں گے۔ میں ان کی انفرمیشن کے لیے بتانا چاہتی ہوں کہ ہم لوگوں کی طرف سے نمائندے منتخب ہو کر آئے ہیں اور ہم نے میاں نواز شریف کو چنا ہے اور ہمارے ووٹوں سے میاں نواز شریف چیف منسٹر بنے ہیں اور اکثریت سے وہ چیف منسٹر بنے ہیں۔ تو میں ان کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ میاں نواز شریف کسی reserve seat سے نہیں آئے۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے وہ سٹیٹمنٹ لوں گی جب ہماری محترمہ پرائم منسٹر صاحبہ اپنے پہلے دور میں بحیثیت پرائم منسٹر آئیں۔ ان کی جو پہلی کارروائی تھی وہ یہ تھی کہ انھوں نے آتے ہی جوش و جذبے سے جو قیدی تھے ان کو رہا کر دیا۔

جناب فضل حسین راہی: انھوں نے اچھا کیا ہے۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس: جناب سپیکر! کیا میں ان سے پوچھ سکتی ہوں کہ کیا وہ سیاسی قیدی تھے؟ یا وہ

قتل کے قیدی ہے؟---

جناب فضل حسین راہی، سیاسی قیدی تھے۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس، ----- آیا وہ ڈاکو تھے یا وہ چوریوں میں ملوث تھے یا وہ بدفعلی میں ملوث تھے۔ کیا ان باتوں کا ریکارڈ دیکھا گیا تھا؟ وہ کس طریقے سے رہا ہوئے ہیں اور میں اپنی عقل سے یہ سمجھتی ہوں کہ وہ جو قیدی رہا کیے گئے تھے' اس کی بجائے کہ وہ جیلوں سے کچھ سبق سیکھ کر آتے۔ میڈم سپیکر! میں تو یہ کہوں گی کہ انھوں نے آ کر جرائم میں اضافہ کر دیا ہے۔ میڈیم سپیکر! باتیں تو یہ بڑی کرتے ہیں غریب عوام کی غریب لوگوں کی لیکن ان کی اطلاع کے لیے میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ لاہور میں سینٹ ایڈریو چرچ-----

سید ذاکر حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں منظور احمد موہل، ان سے کہیں کہ وہ اپنی سیٹ سے بولیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، مجھے رانا ثوکت محمود صاحب نے اپنی جگہ قائد حزب اختلاف-----

میاں منظور احمد موہل، تب بھی نہیں بول سکتے۔ ایسا کبھی نہیں ہوا۔ غلط روایات نہ ڈالیں اور اپنی سیٹ سے بات کریں۔

محترمہ چیئر پرسن، اگر آپ کو رانا صاحب کی طرف سے بھی مقرر کیا گیا ہے تو پھر بھی آپ اپنی سیٹ سے نکتہ اعتراض اٹھائیں اور آپ کا نکتہ اعتراض جائز ہونا چاہیے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سید ذاکر حسین شاہ، میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ایک مقرر یا مقررہ نے ان سیاسی قیدیوں کو دہشت گرد قرار دیا ہے اور اب ڈاکٹر شیلا نے بھی کہا ہے کہ وہ ڈاکو تھے' چور تھے' بدمعاش تھے۔ میں یہاں پر ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ آئین کے آرٹیکل 45 کے تحت صدر پاکستان کو یہ اختیار ہے۔ سب کی اطلاع کے لیے میں آئین کا یہ آرٹیکل پڑھ دیتا ہوں کیوں کہ یہ سب غیر آئینی بات کر رہے ہیں اور اگر آئینی اقدام پر بار بار تنقید کر رہے ہیں۔ آئین کے آرٹیکل 45 کے تحت

> "صدر کو کسی عدالت ٹریبونل یا دیگر ہیئت مجاز کی سزا کو معاف کرنے' ملتوی کرنے اور کچھ عرصہ کے لیے روکنے اور اس میں تخفیف کرنے' اسے معطل یا تبدیل کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔"

صدر مملکت نے آئین کے آرٹیکل 48 کے تحت وزیر اعظم کے مشورے سے اپنے اختیارات کو
آئین کے آرٹیکل 45 کے تحت استعمال کرتے ہوئے ان لوگوں کو رہا کیا جو مارشل لاء دور میں قید کیے گئے تھے۔ اب جب کہ وہ رہا ہو گئے ان میں بھی دو قسم کے کیسز ہیں ایک وہ جو بعض لوگوں کی۔۔۔۔

**چودھری صداقت علی** (پارلیمانی سیکرٹری)، محترمہ! یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

**سید ذاکر حسین شاہ**، میں ابھی رولز کا حوالہ دیتا ہوں۔

**محترمہ چیئرپرسن**، وہ اپنے نکتۂ اعتراض کی وضاحت کر رہے ہیں۔

**چودھری صداقت علی**، ایوان میں متفقہ طور پر یہ فیصلہ ہوا تھا کہ کسی مقرر کی تقریر کے دوران مداخلت نہیں کی جائے گی۔ اگر وہ تقریر کرنا چاہتے ہیں تو جب ان کی باری آئے وہ تقریر کر لیں۔

**محترمہ چیئرپرسن**، وہ اپنا نقطۂ نظر بیان کر رہے ہیں۔ آپ ان کی بات تحمل سے سنیں۔ اور وہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔ پہلے آپ ان کی بات سن لیں پھر آپ اپنی بات کریں۔

**چودھری صداقت علی**، انھوں نے وہ بات کی نہیں جو فاضل رکن کہہ رہے ہیں۔ انھوں نے سیاسی قیدیوں کی تو بات نہیں کی۔ ان مجرموں کی بات کی ہے جو قتل کے مقدمات میں ملوث تھے، جو ڈکیتیوں میں ملوث تھے۔ مختلف جرائم میں جو لوگ ملوث تھے ان کو چھوڑا گیا ہے۔ ان کی وہ بات کر رہی ہیں۔ سیاسی قیدیوں کی تو انھوں نے بات کی ہی نہیں۔ انھوں نے کوئی اور بات کی ہے اور وہ کوئی اور پوائنٹ پیش کر رہے ہیں۔ یہ بلاوجہ ایوان کا وقت ضائع کیا جا رہا ہے۔

**ایک آواز**، اس کا فیصلہ سپیکر کو کرنا ہے۔

**چودھری صداقت علی**، جب انھوں نے تقریریں کیں ہم نے کوئی مداخلت نہیں کی بڑے حوصلے سے ہم نے غلط اور گندی باتیں بھی سنی ہیں۔ اور اب ان کا یہ رویہ ہے کہ وہ ایک خاتون کی تقریر کے دوران مداخلت کر رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں) یہ بھی ان کی بہن ہیں۔

**محترمہ چیئرپرسن**، آپ بھی تشریف رکھیے۔ آرڈر آرڈر۔

**چودھری صداقت علی**، جب وزیر اعظم پاکستان ایک خاتون ہیں اور اس کا وہ احترام کر سکتے ہیں تو پھر اپنی اس بہن کا احترام کیوں نہیں کر سکتے۔ (قطع کلامیاں)

محترم چیئر پرسن، ہماری بہنوں کا احترام اپنی جگہ پر ہے۔ میں جانتی ہوں انھوں نے کوئی ایسی بات نہیں کی جس سے خدانخواستہ ان کے احترام میں کوئی فرق آتا ہو۔ انھوں نے کوئی ایسی بات نہیں کی۔ (قطع کلامیاں) آپ ان کی بات سن لیں۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! یہ جان بوجھ کر interrupt کر رہے ہیں-----

محترمہ چیئر پرسن، آپ شاید جان بوجھ کر میری بات نہیں سن رہے کہ میں ایک عورت ہوں۔

سید افتخار الحسن شاہ، ایوان میں discipline نہیں؟

محترمہ چیئر پرسن، بالکل' discipline ہونا چاہیے۔ لیکن اگر آپ اس discipline کو قائم نہیں رکھنا چاہتے-----

ایک معزز رکن، ہماری بھی تو بات سنیں۔

محترمہ چیئر پرسن، بالکل سنیں گے' کیوں نہیں سنیں گے؟ حوصلے سے سنیں گے۔ لیکن بات یہ ہے کہ وہ اپنا ایک نقطہ نظر پیش کر رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں) آپ اس مسئلے کو دوسرے رخ پر نہ لے کر جائیں۔

سید افتخار الحسن شاہ، جناب والا! جب یہ وزیر اعلیٰ کے خلاف بات کرتے ہیں-----

محترمہ چیئر پرسن، آپ کس پوائنٹ پر کھڑے ہیں؟

سید افتخار الحسن شاہ، وہ کس پوائنٹ پر کھڑے ہیں؟

محترمہ چیئر پرسن، وہ تو پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔ پہلے انھیں اپنی بات مکمل کر لینے دیں۔ سنیں' وہ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ میں انہیں فلور دے چکی ہوں۔ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر اپنا نقطۂ نظر بیان کر رہے ہیں' لہٰذا آپ ان کی بات سن لیں۔ (قطع کلامیاں) دیکھیں' اس معزز ایوان کا تقدس قائم رکھیں اور اس ایوان کے تقدس کو قائم کرنے میں-----

چودھری محمد طارق انیس، مجھے بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

محترمہ چیئر پرسن، پہلے یہ تو واضح کریں کہ آپ کس پوائنٹ پر کھڑے ہیں؟

چودھری محمد طارق انیس، پوائنٹ آف آرڈر میں اور نقطۂ نظر میں کوئی فرق ہے یا نہیں' اس پر میں

محترمہ چیئر پرسن، وہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں۔

چودھری محمد طارق انیس، پوائنٹ آف آرڈر نہیں، وہ تو نقطۂ نظر پیش کر رہے ہیں۔

محترمہ چیئر پرسن، وہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں۔

چودھری محمد طارق انیس، آپ نے فرمایا تھا کہ valid پوائنٹ آف آرڈر ہو۔

محترمہ چیئر پرسن، میں انھیں فلور دے چکی ہوں۔ آپ انہیں اپنی بات مکمل تو کر لینے دیں۔ حوصلے سے سنیں اگر آپ ان کے ساتھ متفق نہیں تو ڈاکٹر شیلا چارلس اپنی تقریر میں وہ بات کر دیں گی۔ لیکن پہلے آپ ان کی بات سنیں تو سہی حوصلہ تو رکھیں۔

چودھری محمد طارق انیس، جناب والا! اگر انھوں نے اپنا نقطۂ نظر پیش کرنا ہے تو علیحدہ بیان کریں۔ کیونکہ پوائنٹ آف آرڈر اس طرح سے نہیں ہوتا۔ محترمہ چیئر پرسن! آپ نے تو واضح طور پر فرمایا تھا کہ وہ valid پوائنٹ آف آرڈر پیش کریں۔ محترمہ چیئر پرسن! اب یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ ایوان کے وقت کو بلاوجہ ضائع نہ ہونے دیا جائے۔ کیونکہ آپ فرما رہی ہیں کہ وہ اپنا نقطۂ نظر بیان کر رہے ہیں۔ اگر پوائنٹ آف آرڈر ایک گھنٹے کا ہوتا ہے۔۔۔

محترمہ چیئر پرسن، آپ اس معزز ایوان کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔۔۔۔ (قطع کلامیاں)

سید ذاکر حسین شاہ، محترمہ چیئر پرسن! میری بات پوری طرح سن لیں۔ میں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا تھا۔ اس دوران جتنے فاضل اراکین نے جو الفاظ کہے، جو کلمات کہے، گفتگو کی ابھی میں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا تھا محترمہ چیئر پرسن نے مجھے بیٹھنے کا حکم نہیں دیا تھا کسی اور کو بات کرنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ اس لیے اس ساری کارروائی کو حذف کیا جائے۔ کیونکہ یہ ساری کارروائی قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی ہے۔

محترمہ چیئر پرسن، سید ذاکر حسین شاہ سے میں درخواست کروں گی آپ جس پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں، اسے بیان کریں تاکہ ہم اس کارروائی کو جاری رکھ سکیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ جو رہا ہوئے ہیں ان کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ لوگ جو ضمانت پر رہا ہوئے، جو ہائی کورٹ، سپریم کورٹ میں writs کے ذریعے رہا

ہوئے ہیں ان سے ابھی تک ٹریبونل اور عدالتوں میں کیس پینڈنگ ہیں اور کچھ لوگ صدر کے حکم سے رہا ہوئے ہیں۔ قواعد و ضوابط یہ کہتے ہیں کہ کسی ایسے معاملے کو زیر بحث نہیں لایا جا سکتا جو پاکستان کے کسی بھی حصے میں پاکستان کی کسی بھی عدالت میں زیر سماعت ہو۔ تو جو لوگ ضمانت پر رہا ہوئے ہیں ان کو بھی یہ ایسے کہہ رہے ہیں' ان کو عدالت نے ابھی تک دہشت گرد ڈکلیئر نہیں کیا۔ تو یہ لوگ کون ہوتے ہیں ان کو دہشت گرد کہنے والے؟ وہ ضمیر کے قیدی ہیں۔ یہ ان کو دہشت گرد نہیں کہہ سکتے۔

محترمہ چیئر پرسن، شاہ صاحب! میں آپ سے درخواست کروں گی کہ یہ ایک controversial point ہے اور اس سے پہلے بھی یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ ایسے controversial points دوران تقریر نہ لائے جائیں۔ جب کہ فریڈم آف سپیچ ہے۔ No Member shall be liable to any proceedings in any court. اس کے باوجود میں یہ کہوں گی کہ اگر ہم ایسی باتیں نہ کریں جس سے یہاں پر ایوان میں امن عامہ خراب ہوتا ہو تو زیادہ بہتر ہے۔ اس سلسلے میں میں یہ گزارش کروں گی کہ ذاکر شاہ صاحب تشریف رکھیں' میں ڈاکٹر شیلا بی چارلس کو فلور دیتی ہوں وہ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس، میڈم چیئر پرسن! میں آپ کی شکر گزار ہوں۔ میں نے کوئی بات بھی ایسی نہیں کی جو میرے فاضل بھائی نے سنی ہے' میں نے تو پرائم منسٹر صاحبہ کے بارے میں کوئی بات نہیں کہی۔ میں نے تو صرف اتنا کہا تھا کہ جو لوگ قاتل تھے' ڈاکو تھے' چور تھے' وہ بھی رہا ہو گئے اس چکر میں۔ میں نے ان کی کوئی برائی نہیں کی اور میں ان کی information کے لیے بتانا چاہتی ہوں کہ میں نے تو کہا کہ وہ ڈاکو' وہ چور' وہ قاتل' وہ بابدطن لوگ جو جیلوں سے باہر نکلے ہیں انھوں نے یہ کارروائیاں شروع کی ہیں۔ جناب والا! دوسری بات میں آپ سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ ہم درد تو بڑے ہیں قاتلوں کے' چوروں کے' ڈاکوؤں کے' ابھی میرے بھائی نے ان پر پوائنٹ آف آرڈر raise کر کے آدھا گھنٹہ ضائع کر دیا۔ میں ان کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ لاہور میں St.Andrew's Church کے ساتھ ایک مشنری کوٹھی تھی۔ یہ ادارہ blind اور معذور بچوں کے لیے وہاں پر کھولا گیا تھا۔ پچھلے مہینے کی ایک رات پیپلز پارٹی کے ایم پی اے' ایم این اے اور ساتھ کچھ اور غنڈوں نے کلاشنکوف چلا کر وہ کوٹھی خالی کروائی' ان بچوں کو باہر نکالا اور چار دیواری راتوں رات کر دی اور یہ کہا گیا کہ اگر کوئی

بھی اس کے نزدیک اسے کا تو ہم اس کو گولی مار دیں گے۔ تو جناب والا! یہ [illegible]
لیں۔

(اس مرحلہ پر جناب فضل حسین راہی کچھ کہنے کے لیے کھڑے ہوئے)

محترمہ چیئر پرسن، فضل حسین راہی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ ڈاکٹر صاحبہ کو تقریر کرنے دیں۔

ڈاکٹر شیلابی چارلس: یہ بعد میں جواب دیں پہلے مجھے اپنی تقریر مکمل کر لینے دیں۔ جناب والا! اگر ان کو یقین نہیں آتا تو یہ جا کر چرچ کے عقب میں جو کوٹھی ہے جو مشنری کی کوٹھی ہے اور جو minority کی کوٹھی ہے اسے جا کر دیکھیں کہ انھوں نے اس کوٹھی پر کلاشنکوف سے قبضہ کیا ہوا ہے۔ اور جو اندھے اور معذور بچے وہاں رہ رہے تھے ان کو انھوں نے وہاں سے نکال کر چار دیواری کی ہے اور یہ کہا گیا کہ جو بھی اس کے سامنے آئے گا ہم اسے گولی سے اڑا دیں گے۔ کیا یہ دور ہمیں بتانا چاہتے ہیں۔ جناب والا! اگلا دور وہی لوگ۔ ان کے سامنے ایک ریلوے کا ڈاکٹر ہے جس کی کافی ذاتی جائیداد ہے۔ اب وہ یہ کہتے ہیں کہ جب ہمارا داؤ چلے گا تو ہم اس کرسچن ڈاکٹر کو بھی مار کر اس کی جائیداد پر قبضہ کریں گے۔ تو کیا یہ پنجاب میں minority کی پراپرٹی لینے کو تیار ہیں' میں ان سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں۔(اپوزیشن کی طرف سے مشترکہ آواز: پرچہ درج کراؤ) پرچہ تسی درج کراؤ' اسے آپ لے لیں گے۔ جناب والا! دوسری بات یہ کہتے ہیں کہ اگر ہم تھانے جاتے ہیں تو کوئی ہمارا پرچہ درج نہیں کرتا۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اگر ایک تھانہ پرچہ درج نہیں کرتا تو کیا ڈی آئی جی' آئی جی' ایس ایس پی' ایس پی موجود نہیں؟ کیا یہ ضروری ہے کہ یہ غریب عوام کو مروائیں' تین چار سو عوام لے کر پولیس پر پتھراؤ کروائیں؟ میں سمجھتی ہوں کہ یہ عقل مند لوگ ہیں۔ ان کو چاہیے کہ higher authorities کے پاس جائیں اور ان کو رپورٹ دیں کہ جی' ہم پرچہ درج کروانا چاہتے ہیں اور آپ کا فلاں پولیس آفیسر ہمارا genuine پرچہ درج نہیں کرتا۔ جناب والا! میں آپ کی نظر میں یہ لانا چاہتی ہوں کہ گوجرانوالہ ایک بہت بڑا ضلع ہے اور گوجرانوالہ کی آبادی فیصل آباد شہر جتنی ہے اور فیصل آباد کو چار ہزار کی فورس ملی ہوئی ہے اور بے چارہ گوجرانوالہ ضلع جس کی آبادی فیصل آباد سے زیادہ ہے اس کے پاس صرف تیرہ یا پندرہ سو کی فورس ہے۔ میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ جب ایک جگہ کی فورس تیرہ یا پندرہ سو ہو جن کی دن میں بھی ڈیوٹی ہو اور رات کو بھی تو مجھے یہ بتائیں کہ وہ ضلع کی کیا حفاظت کر سکتے ہیں؟ میری

چاہیے۔ اور میری پرائم منسٹر صاحبہ سے استدعا ہے کہ مہربانی کر کے وہ وفاق سے اتنے فنڈز مہیا کریں تاکہ ہم چار ہزار کے قریب فورس گوجرانوالہ میں رکھیں اور جرائم کم ہوں۔ محترمہ چیئر پرسن! اگلے روز میں نے اخبار میں پڑھا کہ صادق آباد سے 21 پولیس آفیسر سکھر پولیس نے abduct کر لیے ہیں۔ kidnap کہہ لو یا abduct کہہ لو بات تو ایک ہی ہے۔ میں اردو میں بھی کہہ دیتی ہوں کہ اغواء کر لیے۔ محترمہ چیئر پرسن! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ (قطع کلامیاں) - براہ کرم مداخلت نہ کریں۔ دیکھیں جی ہم نے ان کی تقریر میں مداخلت نہیں کی۔

محترمہ چیئر پرسن: میں آپ سے درخواست کروں گی کہ ڈاکٹر صاحبہ کو interrupt نہ کریں' انھیں تقریر کر لینے دیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: abduction اور kidnap میں بڑا فرق ہے۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس: کیا فرق ہے؟

سید ذاکر حسین شاہ: یہ دو قانونی terms ہیں۔ یہ جو پینل کوڈ ہے وہاں حدود آرڈیننس میں kidnap اور abduction کی علیحدہ علیحدہ تعریف ہوئی ہے' لہٰذا پہلے یہ وضاحت کریں کہ وہ kidnap ہوا یا abduct ہوا' پھر میں آگے بات کروں گا۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس: چلیں جی' میں آپ کو اردو میں بتا دیتی ہوں کہ وہ اغواء ہوئے۔ اب ٹھیک ہے۔ جناب والا! میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا صادق آباد کی پولیس پاکستانی نہیں تھی۔ کیا صادق آباد پاکستان میں نہیں؟ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا سکھر کی پولیس پاکستانی نہیں؟ کیا سکھر پاکستان میں نہیں؟ مجھے تو یہ حیرت ہوتی ہے کہ ایک پاکستانی دوسرے پاکستانی کو اغواء کیوں کرتا ہے؟ میں یہ کہتی ہوں کہ سندھ میں کم از کم یہ رواج نیا نہیں یہ بڑے عرصے سے چل رہا تھا۔ لوگ امیر لوگوں کو اغواء کرتے تھے اور وہی ڈاکو ان سے رقمیں وصول کر کے ان کو واپس کرتے تھے۔ لیکن میں آپ کی اطلاع کے لیے بتانا چاہتی ہوں کہ اب امیر لوگوں کا وہ دور ختم ہو گیا۔ اب جب ان کا دور آیا ہے اب عورتیں بھی اغواء ہوتی ہیں اور لڑکیاں بھی اغواء ہوتی ہیں۔ (قطع کلامیاں)۔ براہ کرم مداخلت نہ کریں۔

محترمہ چیئر پرسن! میں افسوس کے ساتھ ان کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ یہ اسمبلی میں یہ کہنے کے

لیے آتے ہیں کہ پیپلز پارٹی نے یہ کیا۔ ان سے وہ ان والوں نے یہ کیا۔ میں افسوس سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ آپ کل کے اخبار پڑھیں۔ ان میں لکھا ہے کہ تین لیڈی ڈاکٹرز کراچی میں قتل ہوئی ہیں۔ میں چونکہ ایک لیڈی ڈاکٹر ہوں۔ میں ایک لیڈی بھی ہوں لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کیا ہم لوگوں کی عزتیں محفوظ نہیں رہ سکتیں؟ کراچی میں جو ڈاکٹر خدمت کرتے ہیں کیا ان کو قتل کرنا کوئی اچھی بات ہے؟ یہ نائیوں اور گھیوں کی باتیں کرتے ہیں۔ اگر یہ اتنے ہم درد ہیں تو یہ وہاں جا کر قتل کو روکیں۔ وہ صوبہ ان کا ہے۔ وہ پیپلز پارٹی کا صوبہ ہے اور اسی صوبے میں کل تین لیڈی ڈاکٹرز قتل ہوئیں۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ چیئر پرسن! مجھے ان لیڈی ڈاکٹرز کے خاندانوں سے بہت ہم دردی ہے اور میں دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت بخشے۔ محترمہ چیئر پرسن! میں یہ کہوں گی کہ یہ پیپلز پروگراموں کی باتیں کرتے ہیں۔ یہ گھیوں کی باتیں کرتے ہیں۔ یہ اینٹوں کی باتیں کرتے ہیں۔ میں کہتی ہوں یا خدایا ان کو عقل دے' یہ انسانوں کی زندگیوں کی باتیں کریں۔

محترمہ چیئر پرسن! اب میں سپیڈی ٹرائلز کی طرف آؤں گی۔ ایک سسٹم چلا تھا کہ جب کورٹس میں سپیڈی ٹرائلز چلتے تھے۔ جو کیس پینڈنگ ہوتے تھے وہ اس میں بڑی سپیڈ سے نکلتے تھے۔ لوگوں کا فیصلہ جلد ہوتا تھا۔ جس کو سزا ملنی ہوتی تھی اس کو سزا مل جاتی تھی اور جو رہا ہونے ہوتے تھے وہ رہا ہو جاتے تھے۔ لیکن اس دوران فیڈرل گورنمنٹ نے وہ سپیڈی ٹرائلز بند کر دیے۔ محترمہ چیئر پرسن! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ان سپیڈی ٹرائلز سے یہ فائدہ تھا کہ غریب انسان کو جلد انصاف مہیا ہو جاتا تھا۔

جناب فضل حسین راہی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں چیئر کے لیے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سپیڈی ٹرائلز کورٹ نے ختم کیے ہیں۔ ہائی کورٹ کے بعد سپریم کورٹ میں اس کا فیصلہ ہوا ہے۔ ہماری حکومت نے اس کو ختم نہیں کیا۔ اگر آپ یہاں سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے فیصلے کی مذمت کرنا چاہتے ہیں تو یہ اور بات ہے۔ ان کو کورٹ نے ختم کیا ہے۔ یہ بات میں آپ کے ریکارڈ کو درست کرنے کے لیے کہہ رہا ہوں۔ پتا نہیں ان کو کیا کسی نے لکھ کر دے دیا اور انہوں نے کہنا شروع کر دیا۔

محترمہ چیئر پرسن: راہی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس، محترمہ چیئر پرسن! میرا ریکارڈ بالکل درست ہے۔ اگر ان کو کوئی انفرمیشن ہے تو یہ

سے بعد میں دے دیں۔ میں سمجھتی ہوں یہ غریب عوام جس کے لیے ہم رولے ہیں۔ وہ غریب لوگ در بدر کچہریوں میں پھرتے ہیں۔ جس کے گھر میں چھ بچے ہیں۔ دو ماں باپ کمانے والے ہیں۔ ان کی چھ سو روپیہ تنخواہ ہے۔ میں آپ سے پوچھوں گی کیا کچہریوں میں سال ہا سال اپنے کیسوں کے لیے دربدر پھر سکتے ہیں۔ وہ اپنے کیسوں کے پیچھے کبھی نہیں پھر سکتے۔ میں سمجھتی ہوں یہ سپیڈی ٹرائل کورٹس ان لوگوں کے لیے فائدہ مند ہیں۔

محترمہ چیئر پرسن! بار بار اپوزیشن کہتی تھی، نواز شریف کی پولیس، نواز شریف کی پولیس۔ میں بڑی خوش ہوں انھوں نے میاں نواز شریف کو پولیس کا ٹھیکے دار بنا دیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) محترمہ چیئر پرسن! میں یہ کہوں گی کہ میاں نواز شریف اکیلا پنجاب میں نہیں۔ یہ بھی پنجاب میں رہتے ہیں اور ہم بھی پنجاب میں رہتے ہیں۔ کیوں نہ ہم اپنا ہاتھ بٹا کر میاں نواز شریف کا ہاتھ مضبوط کریں تاکہ پولیس کنٹرول ہو۔

محترمہ چیئر پرسن! میں یہ کہوں گی کہ یہ کہتے ہیں کہ پولیس corrupt ہے۔ میں بھی کہتی ہوں کہ پولیس corrupt ہے۔ لیکن میں یہ کہوں گی کہ ساری پولیس corrupt نہیں۔ میں آئی جی پولیس سے اپیل کروں گی کہ وہ corrupt officers کو بلائیں اور ان کی انکوائری کریں۔ اگر وہ انکوائری میں دیکھیں کہ وہ پولیس آفیسر corrupt ہے تو اس کو فوری طور پر dismiss کر دیں۔

محترمہ چیئر پرسن! یہ کہتے ہیں کہ میاں نواز شریف آئی جے آئی کا ٹھیکے دار ہے۔ پولیس کا ٹھیکے دار ہے۔ میں ان کو بتانا چاہتی ہوں کہ میری تین لاکھ کی چوری دو مہینے پہلے ہوئی۔ کیا میاں نواز شریف نے ان چوروں کو اپنی پارٹی کی عورت کی چوری کے لیے بھیجا؟ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ چیئر پرسن، ڈاکٹر صاحبہ! آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ آپ اپنی تقریر ختم کریں۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس، جناب سپیکر! انہوں نے میرا وقت لیا ہے۔ میں اپنا وقت پورا کروں گی۔ ڈاکٹر ضیاء اللہ بنگش صاحب نے اپنا پورا وقت لیا ہے۔ یہ میری تقریر میں مداخلت نہ کریں۔ میں اپنی تقریر جلد ختم کر دوں گی۔

محترمہ چیئر پرسن! اب اسلحے کی بات آ گئی ہے۔ جس کے پاس اسلحہ ہوگا اس نے جرم کرنا ہی کرنا ہے۔ میاں نواز شریف صاحب نے ایک بہت اچھی بات کی ہے۔ انھوں نے پنجاب میں اسلحے

پر پابندی تھی، وہی ہے۔ [illegible]
اسلحہ کھول دیا کہ جاؤ اندھا دھند فائرنگ کرو۔ بندوقوں اور کلاشنکوفوں کے لائسنس دیے۔ کہا جاؤ اڑاؤ دنیا کو۔ اس سلسلے میں میرے درخواست ہے کہ سینٹر میں بھی اس پر پابندی ہونی چاہیے۔

محترمہ چیئر پرسن! اس کے بعد میں ایک بہت اہم مسئلے کی طرف آتی ہوں۔

سید ذاکر حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ چیئر پرسن، ذاکر حسین شاہ صاحب! آپ کے مشورے اور ہم دردی کا بے حد شکریہ۔ ڈاکٹر صاحبہ' کو اپنی تقریر مکمل کر لینے دیں۔

چودھری صداقت علی، جناب چیئر پرسن! ڈاکٹر صاحبہ کو تقریر کرنے سے روکا جا رہا ہے۔ ان کو سختی سے کہا جائے کہ ان کی تقریر میں مداخلت نہ کریں۔ (قطع کلامیاں)

سید ذاکر حسین شاہ، محترمہ چیئر پرسن! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ تھا اور میں آپ کی خدمت میں یہ بات کرنا چاہتا تھا کہ اسلحہ لائسنس پر پابندی ہے' اسلحے پر نہیں۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس، ناجائز اسلحہ لانا چاہتے ہیں۔

محترمہ چیئر پرسن، ڈاکٹر صاحبہ! آپ اپنی تقریر جاری رکھیں اور اسے ختم کریں۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس، محترمہ چیئر پرسن! اب میں ایک اہم موضوع کی طرف آؤں گی۔ جو ان کے فائدے میں بھی ہے اور ہمارے فائدے میں بھی ہے۔ اور وہ ہے ہیروئن۔ (قطع کلامیاں) آپ ملک میں ہیروئن چاہتے ہیں۔

آوازیں، بالکل نہیں۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس، جناب سپیکر! 1980ء سے لے کر آج تک ہیروئن کا ریٹ بہت اونچا ہے۔ محترمہ چیئر پرسن! میں یہ کہوں گی کہ اگر یہ ملک کے اتنے ہم درد ہیں تو ان کو چاہیے کہ یہ اپنے محلوں میں ٹیمیں بنائیں' جو ہیروئن بیچتے ہیں' جو ہیروئن پیتے ہیں ان کو گرفتار کروائیں۔

محترمہ چیئر پرسن! میں یہ کہوں گی کہ میں نے ایک ڈاکٹر کی حیثیت سے گوجرانوالہ میں چار کنال زمین addict center کے لیے دی ہے۔ میں یہ چاہتی ہوں کہ جو لوگ addict ہیں وہ سنٹر میں جائیں۔ وہاں جا کر ان کا علاج ہو تا کہ وہ addiction کی لعنت سے بچ جائیں۔

محترمہ چیئر پرسن! میں اس کے بعد ٹی وی کی طرف آؤں گی۔ میں بڑی خوش ہوں کہ 9 بجے کی خبروں میں ٹی وی پر جو کچھ ٹیلی کاسٹ ہوتا ہے وہ کچھ توڑ پھوڑ پر ہوتا ہے' کچھ ہماری برائیوں پر ہوتا ہے۔ لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ جب میں نے ٹی وی سے اجازت مانگی کہ جو ہمارے ترقیاتی کام ہیں' جو میرے حلقے میں minority کے لوگ ہزاروں کے تعداد میں موجود ہوتے ہیں اس کے متعلق بات کی جائے۔ لیکن اس کی تو مجھے اجازت نہیں ملی۔ اچھے کاموں کے لیے تو مجھے اجازت نہیں ملی۔ لیکن جو بُرے کام ہیں' توڑ پھوڑ ہے اس کی خبریں 9 بجے کی خبروں میں آتی ہیں۔ میں سمجھتی ہوں یہ خبریں ہیں یا ان کی ایک کرائمز برانچ کھلی ہوئی ہے۔ محترمہ چیئر پرسن! میں یہ کہوں گی کہ جب نوجوان نسل ٹی وی پر کرائمز دیکھتی ہے تو وہ اس پر عمل بھی کرتی ہے۔ یہ ایک بڑی وجہ ہے کہ کرائمز بڑھتے جا رہے ہیں۔ محترمہ چیئر پرسن! میں ان کو کہوں گی کہ براہ مہربانی ٹی وی پر ہیروئن کنٹرول کرنے کے ڈرامے دیں۔ ہیروئن کنٹرول کرنے کے پروگرام دیں۔ ٹی وی پر توڑ پھوڑ کے پروگرام نہ دیں۔

محترمہ چیئر پرسن! میں پھر کہوں گی کہ گوجرانوالہ میں معزز وزیر چودھری محمد اقبال صاحب کے گھر میٹنگ ہوئی۔ اس میٹنگ میں انھوں نے ہم سب کو بلایا اور یہ طے کیا کہ جو شخص ہیروئن میں پکڑا جائے یا شراب میں پکڑا جائے کوئی بھی ممبر' ان کی سفارش نہیں کرے گا۔ ہم نے وہاں وعدہ کیا اور میں دعوے سے کہتی ہوں کہ آج تک میں نے نہ ہیروئن پینے والوں کی سفارش کی اور نہ شراب پینے والے کی سفارش کی۔

محترمہ چیئر پرسن: ڈاکٹر صاحبہ! آپ بہت وقت لے چکی ہیں اور بے شمار نام اور بھی ہیں۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس: صرف دو منٹ اور دے دیں۔ میں بڑی اہم بات کرنا چاہتی ہوں اور ایک مشورہ دینا چاہتی ہوں۔

محترمہ چیئر پرسن: میں آپ کو صرف ایک منٹ دیتی ہوں اور اس میں آپ اپنی بات ختم کیجیے۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس: جناب سپیکر! میرا ایک مخلصانہ مشورہ ہے۔ جس طرح مساجد میں بچوں کو اسلامی تعلیم دی جاتی ہے' اسی طرح ہمارے گرجا گھروں میں بھی Bible study لازمی ہونی چاہیے تاکہ بچپن سے ہی بچوں کو برائی اور اچھائی کا پتا لگے اور انھیں معلوم ہو کہ مذہب کی رو سے یہ کام غلط ہیں اور

یہ صحیح ہیں۔

جناب سپیکر! میرے ایک بھائی نے کہا کہ جیلوں میں عورتوں کی آبرو ریزی کی جاتی ہے۔ میں گواہ ہوں۔ دو مہینے بعد خواتین کی جیلوں میں جاتی ہوں۔ میں وہاں جا کر ان کا حال چال پوچھ کر آتی ہوں۔ لیکن مجھے کوئی کیس ایسا نہیں ملا جس میں خواتین کی جیلوں میں عصمت دری کی گئی ہو۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ وہ باہر سے آبرو ریز ہو کر جیلوں میں آتی ہیں۔

جناب سپیکر! آخر میں' میں کہوں گی کہ ہم اور آپ مل کر' ایک پارٹی بن کر یہ کہیں کہ ہم پنجاب سے ساری برائیاں نکالیں' نہ کہ ہم تنقید کر کے ان کو اور اچھالیں۔ اس کے ساتھ ساتھ بہت بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب نذر حسین کیانی، جناب سپیکر! میں توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اس ایوان میں صرف ایک منسٹر موجود ہیں۔ منسٹروں کی باقاعدہ ایک فوج ظفر موج ہونے کے باوجود سوائے ہمارے کمزور اور ناتواں نصر اللہ دریشک صاحب کے اور کوئی منسٹر نظر نہیں آ رہا۔ میں آپ کی وساطت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا باقی منسٹرز چھٹی پر ہیں؟

جناب فضل حسین راہی، باقی حلقہ نمبر 99 میں ہیں۔

محترمہ چیئر پرسن، جناب مجتبیٰ حیدر شیرازی صاحب۔

جناب مجتبیٰ حیدر شیرازی، خدائے بزرگ و برتر کے رحمان و رحیم اسم مبارک کے ساتھ' جناب محترمہ سپیکر! مجھے افسوس ہے کہ میں آج کسی بھی ریاست کے سب سے اہم موضوع پر اس صوبے کے سب سے ذمہ دار اور سب سے بڑے ادارے میں گفتگو کر رہا ہوں اس حالت میں کہ اس صوبے کے غریب لوگوں کے بجٹ پر' جھنڈے والی گاڑیوں پر' تزک و احتشام سے لطف اندوز ہونے والے معزز وزرائے کرام میں سے صرف ایک کے پاس اس قدر وقت تھا کہ وہ اس موضوع پر ہماری گفتگو سن سکیں۔ محترمہ چیئر پرسن! اس صوبے کے مظلوم اور محروم لوگوں کی کس قدر بدقسمتی ہے کہ اس صوبے کے وزیر اعلیٰ کے پاس قطعاً وقت نہیں کہ وہ اس صوبے کے لوگوں کی جان و مال سے متعلق اس صوبے کے سب سے جمہوری ادارے میں' جو جمہوری ادارہ درحقیقت ان کا سیاسی حلقہ بھی ہے' جس جمہوری ادارے کی بدولت' کسی بھی جائز یا ناجائز طریقے سے وہ اقتدار کے اس سنگھاسن پر موجود ہیں' ان کے پاس

قطعاً وقت نہیں کہ وہ اس جمہوری ادارے میں لوگوں کے جان و مال کے متعلق گفتگو میں شریک ہو سکیں۔ جناب چیف منسٹر کے پاس وقت موجود ہے کہ وہ کراچی میں اسلامی جمہوری اتحاد کے جلسے میں موجود ہیں۔ ان کے پاس وقت موجود ہے کہ وہ کراچی کے بے گناہ شہریوں کے قاتل ایم کیو ایم کے ہاتھ مضبوط کرنے کے لیے جب چاہیں کراچی میں طلب کر لیے جائیں۔ جناب وزیر اعلیٰ صوبہ سرحد کے منتخب اور جمہوری وزیر اعلیٰ کے خلاف سازش میں شرکت کے لیے جب طلب کیے جائیں' ان کے پاس وہاں پہنچنے کا وقت موجود ہے۔ جناب وزیر اعلیٰ کے پاس صوبہ بلوچستان میں مرکزی حکومت کے خلاف' ملک کی منتخب وزیر اعظم کے خلاف سازش میں شریک ہونے کا وقت موجود ہے۔ لیکن جناب وزیر اعلیٰ کے پاس اس قدر وقت موجود نہیں کہ وہ حاجی عدیل کے سوگ میں ' وہ سانحہ چنیوٹ میں مرنے والوں کی موت کی وجہ معلوم کرنے کے لیے بلائے گئے اجلاس میں تشریف لائیں۔ اس لیے کہ انھیں اس اجلاس میں تشریف لانے سے زیادہ ضروری کام ہیں۔ محترمہ سپیکر! انھیں کام ہے۔ انھیں حلقہ-99 میں کام ہے۔ ان کی کابینہ کی فوج ظفر موج مصروف ہے۔ لوگوں سے وعدے وعید میں مصروف ہے۔ لوگوں کو ووٹوں کے نام پر ترقیاتی منصوبے تقسیم کرنے میں مصروف ہے۔ لوگوں کو ووٹوں کے نام پر نوکریاں دینے میں مصروف ہے۔ ہاں! میں آج اس ایوان میں ان لوگوں کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ میرے برابر والے حلقے میں بھی ضمنی انتخابات ہوئے تھے۔ وہاں بھی انتخابات کے دوران تین ہزار لوگوں کو ملازمت کا مژدہ جان فزا سنایا گیا تھا۔ لیکن یاد رکھو' اے پنجاب کے مظلومو' سنو! ان تین ہزار نوکریاں کا مژدہ جان فزا سننے والوں کو حقیقت میں نوکریاں کبھی نہیں ملیں۔ دکھ کی بات ہے۔ محترمہ سپیکر! میں یہ الزام نہیں دے رہا' میری زبان اس لیے نہیں کھلی کہ میں حزب اختلاف کے بنچوں پر موجود ہوں۔ کوئی بھی باشعور شخص جانتا ہے کہ کسی بھی ریاست کی اولین ذمہ داری اس ریاست کے شہریوں کے جان و مال کا تحفظ ہے۔ اور اس ذمہ داری سے یہ کہہ کر صرف نظر اور پہلو تہی نہیں کی جا سکتی کہ سندھ میں کیا ہو رہا ہے' بلوچستان میں کیا ہو رہا ہے' آذر بائیجان میں کیا ہو رہا ہے' کشمیر میں کیا ہو رہا ہے' فلاں علاقوں میں کیا ہو رہا ہے۔ اس لیے کہ میں اپنے دائرہ کار اور حلقہ اختیار کا ذمہ دار ہوں۔ مجھے اپنے حلقہ اختیار کے لوگوں کے جان و مال کے تحفظ کے بارے میں جواب دہی کرنا ہے۔ میں ذمہ دار نہیں ہوں کہ سندھ میں کیا ہو رہا ہے۔ میں ذمہ دار نہیں ہوں کہ آذر بائیجان میں کیا ہو رہا ہے۔ میں ذمہ دار نہیں ہوں کہ بلوچستان میں کیا ہو رہا ہے۔ میں ذمہ دار ان لوگوں کے سامنے ہوں جنھوں نے مجھے اس

لیے ووٹ دیا تھا کہ میں ان کے جان و مال کا محافظ بنوں گا۔ جنہوں نے مجھے اس لیے ووٹ دیا تھا کہ میں ان کے خزانے کا محافظ بنوں گا۔ جنہوں نے مجھے اس لیے ووٹ دیا تھا کہ میں ان کی عفت و عصمت کی حفاظت کروں گا۔ مجھے ووٹ اس لیے نہیں دیا گیا تھا کہ میں مہم جوئی کروں گا۔ کیا میاں نواز شریف نے پنجاب کے لوگوں سے ووٹ اس لیے لیے تھے کہ وہ صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ کا تختہ الٹ دیں گے؟ کیا پنجاب کے مظلوموں نے وزیر اعلیٰ نواز شریف کو ووٹ اس لیے دیے تھے کی وہ مرکزی حکومت کو چین سے نہیں بیٹھنے دیں گے؟ کیا پنجاب کے مظلوموں نے وزیر اعلیٰ نواز شریف کو ووٹ اس لیے دیے تھے کہ پیپلز پروگرام کے تحت بنی ہوئی سڑکوں کو اکھاڑیں گے؟ نہیں جناب والا! آج کہا جاتا ہے' پیپلز پارٹی سازش کر رہی ہے۔ آج کہا جاتا ہے' پیپلز پارٹی امن عامہ کا مسئلہ بنا رہی ہے۔ جناب! اگر یہی اصول ہے کہ کسی صوبے کی حزب اختلاف اس صوبے میں بدامنی پھیلاتی ہے تو میاں نواز شریف کراچی میں بدامنی کی ذمہ داری قبول کرلیں' ہم پنجاب میں بدامنی کی ذمہ داری قبول کرتے ہیں۔ سوچنا پڑے گا' غور کرنا پڑے گا کہ امن و امان' دہشت گردی' فساد فی الارض' بدعنوانیاں' کس کے مفاد کی بات تھی؟ کون یہ چاہتا ہے کہ ملک انتشار کا شکار ہو اور کس لیے چاہتا ہے؟ جناب! ملک انتشار کا شکار ہو تو کیا ہوتا ہے؟ دو کام ہوتے ہیں۔ یا کوئی بیرونی طاقت مداخلت کرتی ہے' یا کوئی تیسری قوت مداخلت کرتی ہے۔ جناب والا! ہم جانتے ہیں کہ بعض لوگ تیسری قوت کی مداخلت کو پسند کرتے ہیں۔ اس کے لیے دعائیں کر رہے ہیں۔ تاریخ ان لوگوں کو جانتی ہے کہ بہاول پور کے حادثے کے بعد کون لوگ اسلم بیگ کے پاس کس مقصد کے لیے گئے تھے؟ لوگ جانتے ہیں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکن جب جمہوریت کے لیے جیل کی دیواروں پر اپنے لہو سے داستان حریت رقم کر رہے تھے' وزارتوں کے قلم دان کن کے پاس تھے؟ (نعرہ ہائے تحسین)۔ لوگ جانتے ہیں ک جب ہماری پشتوں پر جبر کے کوڑے بج رہے تھے' کن کے سینوں پر بڑے بڑے قرضوں کے تمغے سجائے جاتے تھے؟ لوگ جانتے ہیں کہ مارشل لاء کن کی چھتری بنتا ہے اور کن کے لیے تیر آزماتا ہے۔ لوگوں کو بے وقوف نہیں بنایا جا سکتا۔ جناب والا! اور ذمہ داریوں کو اس طرح اپنے کاندھوں سے جھاڑا نہیں جا سکتا۔ جگو گرفتار ہوا ایک ڈی ایس پی کی معیت میں ہوائی مستقر پر اترا۔ اتفاقاً صحافیوں کی نظر پڑ گئی تو ڈی ایس پی صاحب کو جگو کی پردہ پوشی اس قدر مقصود تھی' جب سوال کیا گیا کہ جگو کہاں ہے؟ تو جواب دیا گیا' میں نہیں جانتا۔ جناب' جگو کے چہرے پر پردہ ڈالنے کی ڈی ایس پی صاحب کو

ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟ روزنامہ "جنگ" نے کیوں لکھا کہ جگو کو آئی جے آئی کے صوبائی اسمبلی کے دو ارکان نے پناہ دے رکھی ہے؟ اس خبر کی تردید کیوں نہیں ہوئی؟ پیپلز پارٹی پر دہشت گردی کا الزام لگانا ضمیر کے قیدیوں کو مجرم قرار دینا آسان بات ہے۔ لیکن جناب' تاریخ کی آنکھوں میں دھول جھونکنا مشکل کام ہے۔ "جنگ" نے جگو کو پناہ دینے کا الزام مجتبیٰ حیدر شیرازی پر نہیں لگایا تھا۔ جن لوگوں پر لگایا وہ اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھیں کہ وہ نواز شریف کے ساتھ ہیں یا بے نظیر کے ساتھ ہیں۔ جناب سپیکر! جب پولیس کو اقتدار کے لیے بیساکھیاں بنایا جائے گا۔ جب پولیس سے اپنی ذات کے لیے حلف وفاداری لیا جائے گا۔ پولیس کو ووٹوں کی فہرست دے کر ووٹوں کی خرید و فروخت کے لیے بھیجا جائے گا۔ جناب سپیکر! جب پولیس کو کراچی میں اپنے مقاصد کے لیے استعمال کیا جائے گا تو قدرتی امر ہے کہ آپ کا ناجائز کام کرنے والا غلام آپ کے جائز احکامات سے بڑی آسانی سے پہلو تہی کرے گا۔ جناب والا! کہا جاتا ہے اور ابھی میری ایک فاضل مقررہ نے کہا یہ کون سی ایسی بات ہے۔ میرے اپنے گھر میں چوری ہوئی ہے۔ اسلامی جمہوری اتحاد کی اس معزز رکن سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں' اپنے گھر میں چوری کہہ کر پنجاب بھر میں ہونے والی چوریوں کی ذمہ داری سے جان نہیں بچائی جا سکتی۔ اس لیے آپ کی جماعت کا نام اسلامی جمہوری اتحاد ہے؟ اس مذہب کے نام پر آپ نے رکھا جس کا خلیفہ دوم کہتا ہے کہ دجلہ کے کنارے پر بھوک سے مرنے والے کتے کی موت کی ذمہ داری خلیفہ وقت پر ہوتی ہے۔ چوری تمہارے گھر میں ہو یا چوری میرے گھر میں ہوا اسلامی جمہوری اتحاد کا وزیر اعلیٰ اس کا ذمہ دار ہوگا۔ ورنہ اپنے اسلامی اتحاد کے نام کے ساتھ اسلامی لفظ خارج کر دو۔ سازش ہو تو پیپلز پارٹی کی سازش ہے' امن و امان کا مسئلہ تخریب کاروں کی سازش ہے۔ امن و امان کا مسئلہ دہشت گردوں کی سازش ہے۔ امن امان کا مسئلہ جس کی بھی سازش ہے تمہیں منتخب کس لیے کیا گیا تھا؟ کیا اس لیے منتخب کیا گیا تھا؟ ہاں' مگر تم جان چھڑوا سکتے ہو' اس لیے کہ تمہارے آقا و مولا نے سیاچین گلیشیئر دینے کے بعد بڑی آسانی سے کہہ دیا تھا کہ وہاں تو گھاس بھی نہیں اگتی۔ تم اس کے ماننے والے ہو' تم کل یہ بھی کہہ دو گے کہ شیلا بی چارلس نے انکم ٹیکس کے گوشوارے ہی نہیں جمع کرائے تھے۔ لہٰذا اس کی تین لاکھ کی چوری برآمد نہیں ہو سکتی۔ تم یہ بھی کہہ دو گے کہ حاجی عزیز ابھی بہت بچہ تھا۔ یہ کہہ سکتے ہو' اس لیے کہ تمہیں ذمہ داریاں shift کرنا آتی ہیں۔ لیکن تاریخ کو ذمہ داریاں shift کرنا نہیں آتیں۔ احتساب ایک سال بعد ہو یا دس سال کے بعد' احتساب کا مدتوں سے

عمل نہیں ہوتا 20 سال [illegible]

گھڑی ضرور آئی۔ خدا کے ہاں دیر ہوسکتی ہے اندھیر نہیں اور سنیں' آج اسمبلی میں کہا جاتا ہے' جناب والا! اختلافی موضوعات پر بات مت کریں جناب' ماحول خراب نہ کریں۔ جناب' ایسی بات نہ کریں جس سے فاصلے بڑھیں۔ جناب' افہام وتفہیم کی بات کریں۔ میں پوچھتا ہوں کیا پیپلز پارٹی ملک دشمن اور پیپلز پارٹی والے بہروپیے ہیں؟ ایسے ہی بیانات افہام و تفہیم کی فضا کو اجاگر کرتے ہیں؟ کیا وزیر اعظم کی حب الوطنی پر شکوک کا اظہار کرنے والے بیانات افہام و تفہیم کی فضا پیدا کرتے ہیں؟ کیا وفاقی حکومت کے ترقیاتی پروگرام کے خلاف محاذ آرائی اور ان ترقیاتی پروگراموں کو سبوتاژ کرنے کی پالیسیاں افہام و تفہیم کو عام کرتی ہیں؟ نہیں' محترم سپیکر! ہم افہام وتفہیم چاہتے ہیں۔ ہم تو اپنے قاتلوں کو معاف کر دینے کی ہمت رکھتے ہیں۔ خدا کی قسم' محترمہ بے نظیر بھٹو اپنے قاتلوں کو معاف کرنے کے لیے بہت وسیع اور کھلا دل رکھتی ہیں۔ ہم نے ایسے قاتلوں کو معاف کیا ہے۔ ہم نے اپنی پشتوں پر کوڑے برسانے والوں کو معاف کیا ہے۔ ہم نے "ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی دو" کا مطالبہ کرنے والوں کو معاف کیا ہے۔ ہم جمہوریت کے لیے ہر اس حکومت کو اپنے ساتھ ملانے کی تاریخ رکھتے ہیں جس کی جمہوریت میں ذرا بھی دلچسپی ہو۔ ولی خان نے ہمارے خلاف محاسبے کا مطالبہ کیا تھا لیکن ہم نے 1981ء میں تحریک بحالی جمہوریت میں شانہ بشانہ جمہوریت کے لیے جدوجہد کی۔ محترمہ سپیکر! افسوس اور دکھ کی بات ہے۔ یہ کوئی سیاسی بیان نہیں' یہ صرف تقریر برائے تقریر نہیں' پنجاب کا مسئلہ تین چوتھائی پاکستان کا مسئلہ ہے۔ پنجاب کا مطلب پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ پنجاب کا مطلب پاکستان کی روح ہے۔ پنجاب کا مطلب پاکستان کی کمر کا زور ہے۔ لیکن دکھ ہوتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ پنجاب کو وفاق پاکستان کی کمر میں گھونپا جانے والا خنجر بنایا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ کا یہ بیان کہ میں ایم ایس ایف کے ذریعے پیپلز پارٹی والوں کو نکیل ڈال دوں گا۔ ہاں' یہ افہام وتفہیم کی فضا پیدا کی جا رہی ہے۔ ابھی میری بہن نے کہا وزیر اعلیٰ نے بہت دانش مندانہ قدم اٹھایا' بہت عقلمندی کی۔ انہوں نے اسلحہ کے لائسنسوں پر پابندی لگا دی۔ سبحان اللہ ماشاء اللہ' اسلحہ کے لائسنسوں پر پابندی اور ایم ایس ایف کے ذریعے پیپلز پارٹی والوں کو نکیل ڈالنے کی دھمکیاں۔ خوبصورتی ملاحظہ فرمائیے۔ میں دھمکی کا جواب دھمکی سے دینا پیپلز پارٹی کی توہین سمجھتا ہوں۔ لیکن میں ان کو یاد دلانا چاہتا ہوں' ان کا باپ بھی پیپلز پارٹی کو نکیل ڈالنے آیا تھا۔ آج پیپلز پارٹی کے پلیٹ فارم سے اس ایوان میں موجودگی اس بات کا

بات ہے کہ ان کے باپ جی جیل میں ڈال سکا۔ آج وزیر اعظم کے طور پر پیپلز پارٹی کی شریک چیئر پرسن محترمہ بے نظیر بھٹو کی موجودگی اس بات کی روشن دلیل ہے کہ۔

ہم نے خون رگ جام دیا اور نہ مرے
ہم نے زہر کا پیمانہ پیا اور نہ مرے
ہم ہیں سقراط کی آواز اور عیسیٰ کا لہو
ہم ہیں سیارہ و گہوارہ و انجام نمود
ہم ہیں عباس علم دار کے کٹتے بازو
ہم ہیں بیٹے کی قبر پہ ماں کے آنسو!
آج جو ہم پہ ہنسے گا سو جھلس جائے گا
وادی ابر میں قطروں کو ترس جائے گا
ہم سے پوچھو گے تو خنجر سے صنو بولے گا
گردنیں کاٹ بھی دو گے تو لہو بولے گا

جناب سپیکر! ہم کلاشنکوفوں کی زبان بولنے والے نہیں۔ ہم لہو اور حوصلے کی زبان بولنے والے ہیں۔ اور میری ایک فاضل مقررہ بہن نے یہ بھی کہا کہ ڈکیتیاں نہیں ہو رہیں۔ ٹیلی وژن بڑھا چڑھا کر خبریں نشر کر رہا ہے۔ کراچی کی خبروں کو دبانے کے لیے ٹیلی وژن پنجاب کے جرائم کو بڑھا چڑھا کر پیش کر رہا ہے۔ میں محترمہ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ چار روز قبل محترمہ سپیکر! میرے حلقہ نیابت میں شامل ایک علاقے میلا موڑ میں ڈکیتی ہوئی پولیس پرچہ درج کرنے سے انکاری۔ کیوں انکاری؟ اس لیے کہ پولیس جانتی ہے کہ ڈکیتی کا مقدمہ درج ہو تو میاں صاحب کو تھوڑا سا tough ٹائم ملتا ہے۔ شاہ کے مصاحب خاصے وفادار ہیں۔ اور یہ مصاحب عموماً اقتدار تک وفادار ہی رہتے ہیں۔ ڈکیتی کا پرچہ درج نہیں کیا گیا۔ ہڑتال ہوئی۔ ہڑتال کے بعد پولیس کا ہے فرض مدد آپ کی۔ پولیس نے عوام کی مدد کی۔ لوگوں کو گرفتار کیا گیا۔ اور گرفتار کرنے کے بعد ایک سادہ کاغذ پر دستخط کرانے گئے کہ جناب' یہاں کوئی ڈکیتی نہیں ہوئی۔ یہ پولیس کا طرز عمل ہے۔ یہ پولیس کا رویہ ہے۔ لیکن ہم کیا عرض کریں؟ کسے مورد الزام ٹھہرائیں؟ کس کے آگے داد و فریاد کریں؟ کس سے داد رسی چاہیں کہ یہ ادارہ تھا جہاں ہم احتساب کرتے تھے ان لوگوں کا جو عوام کی دولت پر پلتے ہیں' ان لوگوں کا جنہیں عوام اپنی خدمت کے لیے

اپنا پیٹ کاٹ کاٹ کر پالے ہیں۔ [illegible] گئے ہیں۔ آج اپنی دونوں بہنوں کی تقاریر سن کر مجھے دکھ ہوا۔ میں نے سنا تھا کہ عورتوں کے دل نازک ہوتے ہیں۔ میں نے سنا تھا عورتوں میں صلہ رحمی کا جذبہ زیادہ ہوتا ہے۔ ابھی تو عدیل کی ماں کے آنسو بھی خشک نہیں ہوئے کہ یہاں پولیس کی وکالت شروع کر دی گئی ہے۔ ابھی تو چنیوٹ کا لہو خشک نہیں ہوا کہ پولیس کو public relations آپ ہی میسر آ گئے۔ یار! کچھ تو شرم کرو۔ کچھ تو ان لوگوں کا بھی خیال کرو کہ جنہوں نے تمہیں ووٹ دیے۔ بے شک ایس ایچ اوز نے ضرور ووٹ لے کر دیے ہوں گے۔ محرروں نے مدد ضرور کی ہوگی۔ ڈی ایس پی حضرات نے آپ کی مدد اور تعاون ضرور کیا ہوگا۔ لیکن بہرطور ایک ڈی ایس پی کا ایک ہی ووٹ ہوتا ہے۔ بہرطور ایک ایس ایچ او کا ایک ہی ووٹ ہوتا ہے۔ بہرطور ہمیں دوبارہ انہی ووٹرز کے پاس جانا ہے۔ کرنی چاہیے وکالت۔ جب آپ سرکاری بینچوں پر بیٹھے ہوں تو سرکاری پالیسیوں کا دفاع کرنا چاہیے۔ لیکن سیاسی غلاظتوں کا دفاع نہیں کرنا چاہیے۔ سرکاری عاقبت نااندیشیوں کا دفاع نہیں کرنا چاہیے۔ سیاسی بد دیانتیوں کا دفاع کرنے پر آپ مجبور نہیں۔ آپ نواز شریف کو وزارت اعلیٰ کے لیے ایک دفعہ پھر ہاتھ کھڑے کر کے ووٹ دیں۔ ہمیں آپ پر کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن عوام کے قاتلوں کے ضمانت ناموں پر دستخط ثبت نہ کریں۔ عوام کے خون سے ہولی کھیلنے والوں کے لیے شادیانے بجانے میں اپنی آواز شامل نہ کریں۔ خدا کے لیے ایسا نہ کریں۔ میں نے سنا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کی تاریکی میں بھیس بدل کر اپنی سلطنت کی گلیوں میں چکر لگایا کرتے تھے۔ میں نے یہ بھی سنا ہے کہ میری سلطنت میں کوئی شہری مضطرب نہ ہو۔ میری سلطنت میں کوئی شہری بے چین' ناراض اور ناراحت نہ ہو۔ ہاں پنجاب میں بھی رات کے وقت بھیس بدل کر میری سلطنت کے سرکاری اہل کار چکر لگاتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے۔ میں نے بہت سی شاہراہوں کو پھاٹکوں سے بند کیے ہوئے دیکھا ہے۔ میں نے بہت سے اہل کاروں کو رات کے وقت وردیاں اتار کر سڑکوں پر گشت کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ لیکن مقصد کا تھوڑا سا اختلاف ہے۔ مجھے یاد آ رہا ہے منور بی بی فاروق آباد کی اس مظلوم لڑکی کا بیان کہ جب اس نے اسی طرح کے دو سرکاری اہل کاروں کو اپنے گھر پر ڈاکا زنی میں مبتلا ڈاکوؤں کے ساتھ دیکھا۔ دکھ کی بات ہے۔ ایسی باتوں پر حکومتیں مستعفی ہو جایا کرتی ہیں۔ جس حکومت کے پانچ سرکاری اہل کاروں کو عوام بے دردی سے اپنے غم و غصے کا نشانہ بنا دیں اس حکومت کا وزیر داخلہ کم از کم مستعفی ہو جایا کرتا ہے۔ جناب سپیکر! لیکن یہ شریفوں

کے طور طریقے ہیں نواز شریفوں کے نہیں۔ یہ کہیں وضع داروں کے ہاں پائی جاتی ہیں۔ طمع داروں کے ہاں نہیں۔

محترمہ چیئر پرسن، مجتبیٰ حیدر شیرازی صاحب! آپ واننڈ اپ کریں۔ آپ نے کافی وقت لیا ہے اور آپ کی تقریر کا وقت بھی ختم ہو چکا ہے۔

جناب مجتبیٰ حیدر شیرازی، کافی کچھ میں نے تو نہیں' کافی کچھ تو میاں نواز شریف صاحب نے کیا ہے۔ میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا جناب سپیکر۔

محترمہ چیئر پرسن، ایک منٹ میں اپنی تقریر wind up کیجیے۔

جناب مجتبیٰ حیدر شیرازی، آپ ان کا وقت ختم کرنے کی کوشش کریں۔ میں نے تو ابھی کچھ بھی نہیں کیا۔ دو شعر آخر میں سناتا چلوں ایوان کے اس جانب بیٹھے ہوئے فاضل ساتھیوں کی نذر کرتے ہوئے۔ اختتام کرتا ہوں کہ،

نام تھے درج جن کے تھانوں میں
آج شامل ہیں حکم رانوں میں
اور غنڈہ گردی کی انتہا کر دی
پہنے پھرتے ہیں چور بھی وردی

خدا حافظ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر جناب! مجھے آج ایک چٹھی ملی ہے جو یہاں تشریف فرما سیکرٹری صاحب کی طرف سے ہے اور انہی سے متعلق ہے کہ میں نے ایک قرارداد پیش کی تھی کہ judiciary کو executive سے علیحدہ کیا جائے۔ انھوں نے جناب! چٹھی میں فرمایا ہے کہ یہ معاملہ قانون سازی سے متعلق ہے لہٰذا ازراہ کرم مجھے وہ حق بتا دی جائے جس کے تحت اس کو قانون سازی میں لا کر الگ کیا جا سکتا ہے۔ ریزولیوشن کی conditions میں اور میں تو کہتا ہوں کہ یہ malafide یا بدنیتی پر مبنی ہے اور ہم ایسا اسمبلی میں نہیں ہونے دیں گے۔ اگر کسی کو بھول ہے چاہے وہ کسی سیٹ پر بیٹھا ہے' چاہے وہ اہل کار ہے تو وہ اپنے ذہن سے نکال دے۔ میں یہ ریزولیوشن پڑھ دیتا ہوں اور مجھے اس میں کہیں نظر نہیں آیا۔ اگر کسی کے پاس ایسی پڑی ہے تو وہ نکال کر اسمبلی میں پیش

کرے۔ 93 رول ہے،

"A resolution shall be in the form of declaration of opinion by the Assmebly."

جناب! میں اس کو چیلنج کر رہا ہوں اور میں اس کو چیلنج کروں گا۔ اور یہ اس طرح اجلاس نہیں چلیں گے کہ جعل سازی اور دھوکہ دہی کے ساتھ آپ مجھے چٹھیاں بھیج دیں اور کہیں کہ یہ سپیکر کا فیصلہ ہے اور یہ چیلنج نہیں ہوتا۔ اگر یہ رویہ رہا تو سپیکر کے فیصلے چیلنج ہوں گے اور پھر روز ہی ہوں گے۔ یہ میں پڑھوں گا اور جناب' یہ پڑھ کر مجھے بتائیں کہ اس کے تحت یہ ہوسکتی تھی یا نہیں۔ اور سیکرٹری صاحب سے consult کرلیں۔

چودھری محمد فاروق، پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ جناب! یہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو بتائیں۔ ان جاہلوں کو کتابیں پڑھائیں۔ یہ لاہ کے پارلیمانی سیکرٹری ہیں ان کو تمیز سکھائیں۔

محترمہ چیئر پرسن، آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، محترمہ چیئر پرسن! ان کو تمیز سکھائیں کہ پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ چیئر پرسن، آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، محترمہ چیئر پرسن! ان کو تمیز سکھائیں کہ یہ لاہ کے پارلیمانی سیکرٹری ہیں۔ انھوں نے کیا تماشا بنایا ہوا ہے؟ ان کے منہ میں بواسیر ہے۔ ان کو بٹھائیں۔

محترمہ چیئر پرسن، آپ بھی تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

چودھری محمد وصی ظفر، محترمہ چیئر پرسن! یہ پارلیمانی سیکرٹری ہیں۔ ان کو تمیز کرنی چاہیے۔

محترمہ چیئر پرسن، آپ سے میں گزارش کرتی ہوں کہ آپ تشریف رکھیے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب! جو بات ہوتی ہے یہ بچوں کی طرح اٹھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ انھوں نے بہت نمبر بازی کر لی ہے۔ ان کو بٹھائیں۔ ان کو بتائیں کہ پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ

اف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

محترمہ چیئر پرسن، آپ تشریف رکھیے۔ آپ کس پوائنٹ پر کھڑے ہو کر یہ بات کر رہے ہیں؟ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد فاروق، جناب! معزز رکن بار بار یہ بات کہہ رہے ہیں۔

محترمہ چیئر پرسن، آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد فاروق، جناب! یہ سپیکر کے فیصلے کو چیلنج نہیں کر سکتے۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ چیئر پرسن، آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب! میں ایوان میں چیلنج کروں گا اور ہر روز کروں گا۔ آپ مجھے روکیں۔ ایسا نہیں ہو گا۔ یہ قانون کے تحت میں عرض کر رہا ہوں۔

چودھری محمد فاروق، آپ قانون کی دھجیاں اڑائیں۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ چیئر پرسن، آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد فاروق، اس طرح سے وصی ظفر صاحب کے وقار میں اضافہ نہیں ہوگا۔ جناب والا! وصی ظفر صاحب کو ایوان کے وقار کو بھی سامنے رکھنا چاہیے۔

محترمہ چیئر پرسن، وصی ظفر صاحب آپ یہ-----

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں یہ چیمبر میں discuss نہیں کروں گا میں اسے سب کے سامنے لانا چاہتا ہوں۔ یہ معاملہ میں سب کے سامنے discuss کروں گا۔ یہ قانونی معاملہ ہے اور کتابیں ہمارے پاس ہیں۔ مجھے قانونی حوالہ دیا جائے جس کے تحت یہ reject ہوتا ہے۔ اور میں رول 93 پڑھنا چاہتا ہوں۔ جناب' اسے سنیں اور اس کے جو contents ہیں اور میں وہ چٹھی پڑھ دیتا ہوں اور جناب فیصلہ فرمائیں کہ آیا اس رول کے تحت یہ reject ہو سکتا تھا۔

جناب چیئر پرسن، یہ آپ لکھ کر دیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، نہیں جناب والا! میں اسے اس ایوان میں پیش کروں گا' میں لکھ کر نہیں دوں گا۔

جناب نذرحسین کیانی، جناب والا! جب بھی کوئی مشکل وقت آتا ہے تو جناب ایوان میں چلے آتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوں۔ مجھے اس اجلاس کے دوران ایک چٹھی ملی ہے۔ میں نے ایک قرارداد دی تھی۔ اس قرارداد کے بارے میں انھوں نے لکھا،

بحوالہ آپ کی قرارداد برموضوع متذکرہ بالا حسب خواہش گزارش ہے کہ آپ کی مذکورہ قرارداد جناب سپیکر نے بدیں وجہ نامنظور فرما دی ہے کہ یہ معاملہ قانون سازی سے متعلق ہے' لہٰذا آپ ازراہ کرم متعلقہ قانون میں ترمیم پیش کریں۔

جناب والا! رول 93 قرارداد کے بارے میں ہے۔ اس میں اپنی کوئی پابندی نہیں اور یہ جناب' اہل کاروں نے intentionally misguide کیا ہے اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب سپیکر، مسئلہ کیا ہے؟

چودھری محمد وصی ظفر، مسئلہ جناب والا قرارداد کا ہے۔

جناب سپیکر، یہ آپ کی قرارداد کے بارے میں ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میری ایک قرارداد ہے اور اس کے بارے میں مجھے ایک چٹھی ملی ہے۔

جناب سپیکر، اسمبلی سیکرٹریٹ نے آپ کو ایک چٹھی بھیجی ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، اس بارے میں کہ میری قرارداد مسترد ہو گئی ہے۔ اور مسترد اس بنا پر ہو گئی ہے کہ یہ معاملہ قانون سازی سے متعلق ہے۔ جناب والا! قرارداد تو ہوتی ہی قانون سازی کے متعلق ہے۔ ہم قرارداد پیش کرتے ہیں کہ آپ یہ قانون بنائیں اور جناب والا! مجھے کوئی رول بتایا جائے جو اس زمرے میں آتا ہو۔

جناب سپیکر، اسمبلی سیکرٹریٹ کی اس چٹھی کے بارے میں' کل ہم سب صبح اکٹھے ہوں گے۔۔۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میرا صرف اتنا مقصد ہے کہ میں آپ کے نوٹس میں لاؤں کہ بدنیتی پر مبنی ہے۔ اور intentionally malafide ہے کہ وصی ظفر کا اس پر نام لکھا ہوا ہے لہٰذا

جناب سپیکر، آپ کس کے بارے میں کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے ایسا کیا ہے؟

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں سیکرٹری صاحب کے بارے میں کہہ رہا ہوں۔ کیونکہ میرا اور ان کا جھگڑا ہوا تھا' اس لیے میں یہ کہہ رہا ہوں۔ میں تو بات نہیں کرنا چاہتا تھا مگر چونکہ جناب نے پوچھا ہے اس لیے میں یہ کہہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر، میں آپ کو عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اس ایوان کی روایات نہیں ہیں۔۔۔۔

چودھری محمد وصی ظفر، اسی لیے تو میں نے نہیں کہا تھا مگر جناب نے پوچھا اس لیے میں نے عرض کر دیا۔

جناب سپیکر،۔۔۔ کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کے سٹاف کے بارے میں معزز اراکین اسمبلی ایسی باتوں کا اعمار کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! آپ نے پوچھا تو میں نے کہہ دیا' ورنہ میں نے پہلے کہا ہی نہیں تھا۔

جناب سپیکر، یہ ایوان کی روایات نہیں آپ کل صبح تشریف لائیں گے ہم وہاں بیٹھ کر بات کریں گے اور اس کو حل کریں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! یہ تو انتہائی زیادتی والی بات ہے کہ یہ قانون سازی کے زمرے میں آتی ہے۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! آپ تشریف رکھیں کل صبح ہم اس پر بات کر کے اسے حل کریں گے۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا۔۔۔۔

جناب سپیکر، اگر آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں تو سن لیتے ہیں کیونکہ اب کسی کی تقریر تو نہیں ہو سکتی۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! میں صرف ایک منٹ کے لیے عرض کروں گا۔ جناب والا! آپ یہ درست فرما رہے ہیں کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کے ملازمین کے اوپر قانون کے مطابق کوئی تنقید نہیں ہو

سکتی۔ لیکن جس سٹاف پر ہم تنقید نہیں کر سکتے اس سٹاف کو [illegible]
تشدد کا نشانہ بنا سکتے ہیں؟ جناب والا! ہم یہاں کے ممبر ہیں اور ہم ان پر تنقید نہیں کر سکتے۔ جناب والا! آپ ذرا اس پر غور کیجیے کہ ہم یہاں کے ممبر ہیں اور ان کا ہمارے ساتھ تعلق ہے اور ہمارے ساتھ ان کا واسطہ ہے یہ ہمارا اپنا سیکرٹریٹ ہے اور ہم ان پر قانون کے مطابق ایک لفظ کی تنقید نہیں کر سکتے۔ کیا پولیس والے یہ کر سکتے ہیں کہ یہاں سے ان کو اٹھا کر تھانے میں لے جائیں اور انہیں تشدد کا نشانہ بنائیں؟ کیا اس سے اسمبلی کے وقار پر کوئی اثر نہیں پڑتا؟

جناب سپیکر، راہی صاحب! اس کے بارے میں تحریک استحقاق آ رہی ہے اور ہم اسے ٹیک اپ کر رہے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی، مگر جناب والا! میں تو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم بطور اس ایوان کے ممبر تنقید نہیں کر سکتے لیکن پولیس والے ان کو پکڑ کر تھانوں میں لے جائیں اور ماریں۔

جناب سپیکر، ہم اس پر بات کر رہے ہیں اور اسے ٹیک اپ کر رہے ہیں ابھی آٹھ بجنے میں تین چار منٹ باقی ہیں۔ لیکن میں ان تین چار منٹوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اس سلسلے میں جناب لیڈر آف دی اپوزیشن تشریف رکھتے ہیں اور وزیر قانون صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں۔ میں یہاں سے گیا تھا تو اس وقت محترمہ فوزیہ حبیب صاحبہ کرسئ صدارت پر تشریف فرما تھیں اور میں اپنے کمرے میں بیٹھ کر یہ کارروائی سنتا رہا ہوں۔ تو اس سارے عرصے میں دو مقررین نے اظہار خیال کیا ہے' ایک ڈاکٹر شیلا بی چارلس صاحبہ ہیں اور دوسرے جناب مجتبیٰ حیدر شیرازی صاحب ہیں۔ یہ دونوں معزز اراکین اسمبلی اپنا اپنا اظہار خیال امن عامہ پر اور باقی معاملات پر کر سکے ہیں تو اس میں بھی میں نے یہ دیکھا ہے کہ اتنی interruptions ہوئی ہیں کہ مقررین کو بات کرنے کی اجازت نہیں دی جا رہی تھی۔ تو اس کا نوٹس لینا ہوگا۔ آپ کو ہی اس کا نوٹس لینا ہوگا کہ آپ اگر دوسرے مقرر کو بات کرنے کی اجازت نہیں دیں گے تو آپ خود کیسے بات کریں گے۔ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ جو احباب یہاں اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں ان کو interruptions کے ذریعے روکا جائے' بات بات پر انہیں ٹوکا جائے' بات بات پر کھڑے ہو کر نکتے اٹھائے جائیں' میں دیکھ رہا تھا کہ سپیکر صاحبہ ایک ایسی صورت حال سے دوچار تھیں کہ وہ بڑی مشکل سے ایوان کو کنٹرول کر رہی تھیں۔ تو میں نہایت افسوس کے ساتھ یہ اظہار

کر رہا ہوں اور آپ میری بات کو اپنے دل میں جگہ دیں اور آپ اس بات کا جائزہ لیں اور آپ اس بات کا تجزیہ کریں کہ اپوزیشن سے کوئی ممبر تقریر کرتا ہے تو کتنی مرتبہ treasury benches سے interruptions ہوتی ہیں اور اگر treasury benches سے کوئی ممبر تقریر کرتا ہے تو اپوزیشن کتنی مرتبہ اس کو interrupt کرتی ہے' اور بغیر کسی وجہ کے ۔یہ بات نامناسب ہے۔ ہمیں اپنے طرز عمل میں اصلاح کرنی ہوگی۔ اگر آپ دوسرے ممبر کو بات کرنے کی اجازت نہیں دیں گے تو پھر آپ یہ سمجھیے کہ آپ کیسے بات کریں گے؟ میں رانا صاحب کے نوٹس میں یہ بات لا رہا ہوں ازراہ کرم آپ اپنے حلقوں میں کچھ اصلاح کی کوشش کیجیے گا۔ آپ نے یہ اجلاس بلایا ہے اور آپ بات کرنا چاہتے ہیں۔ آپ امن عامہ پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ آپ زیادہ سے زیادہ وقت لینا چاہتے ہیں اور آپ خود ہی اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ مجھے تو اس بات کی سمجھ نہیں آتی۔ آپ نہایت معزز لوگ ہیں۔ آپ نہایت باوقار لوگ ہیں۔ آپ اپنے وقار کا خیال کیجیے۔ آپ اس ایوان کے وقار کا خیال کیجیے۔ میں اب یہاں اس بات کی مزید اجازت نہیں دے سکتا کہ اس ایوان کے وقار کو مجروح کیا جائے' لہٰذا ازراہ کرم آپ اس کا خیال فرمائیے۔ ایوان کل صبح نو بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

(اس مرحلے پر ایوان کی کارروائی اتوار 11 فروری 1995ء نو بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گئی)

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## صوبائی اسمبلی پنجاب کا نواں اجلاس

اتوار' 11- فروری 1990ء

(یک شنبہ 14- رجب المرجب 1410ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 10 بج کر 10 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری ظہور احمد ایوبی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ لا ۝۱۲
وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ۭ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۳
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ
لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ
اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ ۚ
فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰي عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ۝ ع ۝۱۴

سورۃ الصف آیات نمبر 12 تا 14

اللہ تعالیٰ بخش دے گا تمہارے گناہوں کو تمہارے لیے اور تمہیں داخل کرے گا باغات میں اور پاکیزہ مکانوں میں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں جو سدا بہار باغوں میں ہیں یہی بڑی کامیابی ہے۔ اور ایک چیز جو تمہیں بڑی پسند ہے (وہ بھی ملے گی) یعنی اللہ تعالیٰ کی جناب سے نصرت اور فتح جو بالکل قریب ہے اور اے حبیب مومنوں کو (یہ) بشارت سنا دیجیے اے ایمان والو اللہ کے (دین کے) مددگار بن جاؤ جس طرح عیسیٰ بن مریم نے کہا تھا اپنے حواریوں سے اللہ کی طرف بلانے میں میرا مددگار کون ہے حواریوں نے جواب دیا ہم اللہ کے (دین کے) مددگار ہیں پس ایک بنی اسرائیل کا گروہ ایمان لے آیا اور دوسرے گروہ نے کفر کیا جو ایمان لائے دشمنوں کے مقابلہ میں پھر ہم نے آپ کی مدد کی بالآخر وہی غالب ہے۔

وما علینا الا البلاغ o

## نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

### (محکمہ جات داخلہ و جیل خانہ جات)

جناب سپیکر، وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ محکمہ داخلہ و جیل خانہ جات کے متعلقہ سوالات ہیں۔ ملک نواب شیر وسیر صاحب کا پہلا سوال ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، سوال نمبر 56 ' ان کے ایماء پر۔

MR.SPEAKER: It will be taken as read.

NAWABZADA CHAZANFAR ALI GUL: Who is answering the questions today?

MR. SPEAKER: Minister for Law and Parliamentary Affairs.

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! اگر وزیر جیل خانہ جات موجودہ نہ ہوں تو پھر وزیر داخلہ جواب دیں۔

جناب سپیکر، اگر متعلقہ وزیر نہ ہوں تو وزیر قانون و پارلیمانی امور سوالات کا جواب دے سکتے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، اگر متعلقہ وزیر نے حلف ہی نہ اٹھایا ہو تو پھر جناب والا! اگر متعلقہ وزیر ہو تو پھر یہ بات ہوسکتی ہے؛ قانون کے تحت تو یہ ہے کہ متعلقہ وزیر اتنے بیمار ہوں کہ ایوان میں ہی نہ آسکتے ہوں ' ورنہ ان کی جگہ کوئی اور جواب نہیں دے سکتا۔ اس پر میری contention ہے۔

جناب سپیکر، نواب زادہ صاحب! آپ کی جو یہ interpretation ہے---

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب ' یہ interpretation نہیں' مجھے آپ اور interpretation سمجھا دیں۔

جناب سپیکر، آپ بتائیں۔ آپ ذرا رولز کا حوالہ تو دیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، میں تو توقع کرتا ہوں کہ کبھی وزیر قانون بھی رولز کا حوالہ دے کر ہم سے بات کریں۔ جیسے نوجوان بچے ہاتھ چھوڑ کر سائیکل چلاتے ہیں' وزیر قانون ہاتھ چھوڑ کر اسمبلی کو چلا رہے ہیں۔ آج تک انھوں نے رولز کا حوالہ نہیں دیا۔ میں نے ان کے ہاتھ میں کتاب نہیں دیکھی۔

جناب سپیکر، سر دست تو آپ اپنی contention کی support میں رولز کا حوالہ دے دیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! میں نے تو یہ رولز کافی مرتبہ پڑھے ہیں۔ اگر اس میں ہوتا تو آنکھوں کے سامنے آجاتا۔ shadow وزیر قانون بیٹھے ہیں یہ بتا دیں۔

میاں منظور احمد موہل، جناب سپیکر! رول 44 اس سلسلے میں بڑا واضح ہے۔ کیونکہ وزیر جیل خانہ جات نے ابھی حلف نہیں اٹھایا اس لیے وہ وزیر نہیں۔ اگر وہ نہ ہوں تو وزیر قانون جواب دے سکتے ہیں۔ ان رولز میں یہ ہے کہ:

44. (1) A question addressed to a Minister shall relate to the public affairs with which he is officially connected, or to a matter of administration for which he is responsible:

Provided that questions relating to a Department for which there is no Minister shall be addressed to the Minister for Law and Parliamentary Affairs.

تو وزیر قانون اس کا جواب دے رہے ہیں۔ اس لیے وہ جواب دے سکتے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! اس میں وزیر اعلیٰ لکھا ہوا ہے۔ یہ وزیر اعلیٰ کے متعلق انتہائی غیر قانونی بات ہے۔ یہ ہمیں چھوڑ کر ان کی پناہ میں گئے ہیں۔ اب یہ ایسی بات کریں۔ وزیر اعلیٰ کا تو نام لکھا ہوا ہے۔

ایک آواز: وزیر جیل خانہ جات لکھا ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جیل خانہ جات کا مجھے نہیں پتا' مجھے یہ بھی نہیں پتا کہ وزیر اعلیٰ جیل میں ہیں یا حلقہ 99 میں لیکن سوالات کے جوابات میں وزیر اعلیٰ لکھا ہے۔ تو کیا وزیر اعلیٰ نے ابھی تک حلف نہیں اٹھایا؟ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس میں وزیر اعلیٰ لکھا ہوا ہے یا نہیں؟

میاں منظور احمد موہل، جب قائد ایوان موجود نہ ہوں تو وزیر قانون و پارلیمانی امور کو قائد ایوان سمجھا جاتا ہے۔ یہ پریکٹس ہے اور وہ ایوان کو چلا سکتے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، وہ ایوان کو چلا سکتے ہیں لیکن وزیر اعلیٰ کی طرف سے جواب نہیں دے سکتے۔

جناب سپیکر، میاں صاحب، تشریف رکھیں۔ نواب زادہ صاحب، تشریف رکھیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! اس اسمبلی کے اجلاس کے آغاز میں جب وزیر اعلیٰ نے ضمنی بجٹ پیش کیا تھا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ انہی فاضل رکن نے پوائنٹ آف آرڈر پر، میں تو فاضل ہی کہوں گا، فاضل رکن نے یہ اعتراض اٹھایا تھا کہ چونکہ وہ وزیر خزانہ نہیں اس لیے وزیر اعلیٰ ضمنی بجٹ پیش نہیں کرسکتے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ وزیر اعلیٰ وزیر کو اپنے اندر رکھتا ہے اس لیے وہ وزیر اعلیٰ بھی ہے اور وزیر بھی ہے۔ اس پر پنجاب گورنمنٹ رولز آف بزنس کے تحت یہ اعتراض کیا گیا تھا کہ کابینہ کی منظوری کے بغیر بجٹ پیش نہیں ہو سکتا۔ اس پر یہ بتایا گیا کہ وزی اعلیٰ رولز میں نرمی کرسکتا ہے اور آپ نے کافی بحث و مباحثہ کے بعد وزیر اعلیٰ کو بطور وزیر خزانہ ضمنی بجٹ پیش کرنے کی اجازت دے دی تھی۔

جناب سپیکر، نواب زادہ صاحب! یہ آپ ایک غیر متعلقہ بات فرما رہے ہیں آپ تشریف رکھیں۔ وزیر اعلیٰ کی عدم موجودگی میں وزیر قانون و پارلیمانی امور قائد ایوان کے طور پر کام کرتے ہیں اور ان کی عدم موجودگی میں، میں وزیر قانون و پارلیمانی امور کو اس بات کی اجازت دیتا ہوں کہ وہ ان محکمہ جات کے سوالات کے جوابات دیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کبھی صوبے میں وزیر داخلہ بنے بھی ہیں؟ جب سے یہ صوبہ بنا ہے کبھی وزیر داخلہ بنے ہیں؟ کیونکہ یہ روایت رہی ہے کہ وزیر اعلیٰ ہی وزیر داخلہ ہوتا ہے۔

جناب سپیکر، ہو سکتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، ہو سکتے ہیں مگر کبھی ہوئے تو نہیں۔

جناب سپیکر، کسی بھی وزیر کو یہ محکمہ دیا جاسکتا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، لیکن جناب، کبھی دیا تو نہیں گیا۔ یہ محکمہ ہمیشہ وزیر اعلیٰ نے اپنے پاس ہی رکھا ہے۔

جناب سپیکر، وہ ایک الگ بات ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! جب وزیر اعلیٰ خود وزیر داخلہ ہیں تو پھر اس سلسلے میں کوئی رول

ارے میں اسے کا کہ کوئی اور وزیر ان کی جگہ پر جواب دے سکے۔ وزیر داخلہ کو خود ہی اس کا جواب دینا پڑے گا۔ وزیر جیل خانہ جات کی تو بات مان لیتے ہیں' جب اُدھر کوئی وزیر نہیں تو جواب دے سکتے ہیں۔ جب روایتاً وزیر اعلیٰ ہی وزیر داخلہ ہوتا ہے تو پھر وزیر اعلیٰ کو جواب دینے کے لیے آنا پڑے گا۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! اس بارے میں' میں اپنا فیصلہ دے چکا ہوں۔ میں نے وزیر قانون کو اجازت دی ہے کہ وہ سوالات کے جوابات دیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! آج تو چلیں یہ جوابات دے دیں لیکن آئندہ کے لیے۔۔۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جناب نواب شیر وسیر۔

## خلاف قاعدہ بھرتی کی وجوہات

*56- ملک نواب شیر وسیر، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) 1985ء سے دسمبر 1988ء تک پنجاب پولیس میں کس کے حکم پر اور کتنی بھرتیاں کی گئیں۔ اس میں اسسٹنٹ سب انسپکٹروں' انسپکٹروں کی کل تعداد کیا ہے کتنی بھرتی چیف منسٹر اور گورنر کے احکامات پر ہوئی۔ ہر ایک عہدہ پر بھرتی کیے گئے ملازمین کے نام اور ان کے مکمل پتا جات بتائے جائیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ بالا عہدوں پر بھرتی پولیس رولز کے خلاف ہوئی ہے۔ کیوں کہ چیف منسٹر کو پولیس رولز میں رعایت دینے کا کوئی اختیار نہ ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کس قاعدے اور قانون کے تحت پولیس رولز میں ترمیم کی گئی ہے۔ کیا حکومت ان غیر قانونی حربوں و اقدامات پر سخت نوٹس لینا چاہتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (سردار نصراللہ خان دریشک)،

(الف) 1985ء سے دسمبر 1988ء تک پنجاب پولیس میں درج ذیل اسامیوں پر تعیناتی کی گئی۔

| عہدہ | | تعداد |
|---|---|---|
| انسپکٹر سارجنٹ | ---------- | 25 |
| اے ایس آئی | ---------- | 550 |

تمام انسپکٹر سارجنٹ جناب وزیر اعلیٰ کے حکم پر بھرتی ہوئے۔ 326 اے ایس آئی پولیس متعلقہ سلیکشن بورڈ کے ذریعے تعینات ہوئے جبکہ 219 اے ایس آئی جناب وزیر اعلیٰ کے حکم سے 3 جناب گورنر صاحب کے حکم سے اور 2 آئی جی پولیس کے حکم سے بھرتی کیے گئے۔ سارجنٹ انسپکٹر صاحب ان کے نام اور پتے ضمیمہ "الف" میں درج ہیں۔ جبکہ ان اسسٹنٹ سب انسپکٹر صاحبان کے اور سپاہیوں کے نام اور پتے جو جناب وزیر اعلیٰ کے حکم کے تحت بھرتی ہوئے۔ ضمیمہ "ب" اور "ج" میں درج ہیں۔ جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

(ب) ان عہدوں پر بھرتی قواعد کے مطابق ہوئی ہے جناب وزیر اعلیٰ کو "حکومت پنجاب ضوابط کار" مجریہ 1974ء کے جدول نمبر vii پارٹ الف کی مد 17 کے تحت قواعد ملازمت میں رعایت دینے کا اختیار حاصل ہے۔

(ج) اس کا جواب جز (ب) کے سلسلہ میں اوپر دیا جا چکا ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! جس دن وزیر قانون اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب موجود نہیں تھے تو میں نے یہ کہا تھا کہ وزیر قانون جواب دیں۔ میاں منظور احمد موہل نے کہا تھا کہ سوال ان کو ایڈریس ہو سکتا ہے۔ جب ہم سوال لکھتے ہیں کہ کیا وزیر تعلیم بتائیں گے؟ اور اگر کوئی وزیر نہ ہو تو وہاں لکھا جائے گا کہ وزیر قانون و پارلیمانی امور بتائیں۔ یہاں ان کی عدم موجودگی میں سوالات کے جوابات نہیں دے سکتے۔ آج جب یہ صورت حال پیدا ہوئی ہے۔ پھر کیا اس دن والی میاں منظور احمد موہل کی بات درست تھی جس کو آپ نے درست قرار دیا تھا یا جو بات آج آپ فرما رہے ہیں وہ درست ہے۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! اس میں دقت یہ ہے کہ ہم آپ کے انتظار میں رہے کہ آپ تشریف لے آئیں۔ ہم آپ سے ان معاملات پر بات کرنا چاہتے تھے۔ آج کا اجلاس بھی اس وجہ سے تاخیر سے شروع ہوا کیوں کہ اپوزیشن اور وزیر قانون صاحب کی میٹنگ تھی کچھ بنیادی معاملات طے کرنے تھے۔ اس میں ہم چاہتے تھے کہ آپ بھی آئیں۔ ہم نے آپ کو چیک بھی کروایا لیکن آپ اس وقت تشریف نہیں رکھتے تھے۔ اب صورت یہ ہے کہ اسی ایک نکتے پر نواب زادہ صاحب نے پہلے بات کی۔ میں نے اس پوائنٹ آف آرڈر کو نمٹایا۔ پھر اسی نکتہ اعتراض پر وصی ظفر صاحب نے بات کی۔ میں نے اس

نکتہ اعتراض کو ہی مٹایا۔ اب تیسری دفعہ اس نکتہ اعتراض پر آپ بات کرنا چاہتے ہیں۔ اب اسے بھی مجھے ٹھکانا ہوگا۔ تو پھر یہ سلسلہ کیسے چلے گا؟ کیونکہ یہ روایات رولز کے مطابق نہ ہیں۔ ایک دفعہ ایک نکتہ اعتراض پر فیصلہ ہو جاتا ہے تو اس پر دوبارہ دوسرے معزز رکن اپنی بات پر stress کریں تو یہ پھر ایسے ہی ہے جیسے وہ ایک فیصلے کو defy کر رہے ہیں۔ میں آپ کے پوائنٹ آف آرڈر پر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں اس پوائنٹ آف آرڈر کو already dispose of کر چکا ہوں۔

باجی نصرت رشید، پوائنٹ آف انفرمیشن۔ جناب والا! رانا شوکت محمود صاحب ایک گھنٹے کے لیے باہر گئے ہیں، مجھے کہہ گئے تھے کہ باجی، آپ سپیکر صاحب کے علم میں یہ بات لے آئیں کہ میری جگہ پر سید ذاکر حسین شاہ بیٹھیں گے۔

جناب سپیکر، جی بلاشبہ۔ تشریف رکھیں۔ ہمیں اس پر کیا اعتراض ہے؟ آئیے شاہ صاحب، لیکن آپ بات تو اپنی ہی سیٹ سے کر سکیں گے۔ ویسے آپ قائد حزب اختلاف کی سیٹ پر تشریف لائیں۔ ہم آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! اگر آپ مجھے وہیں سے بات کرنے کی اجازت دیں تو مناسب ہوگا۔

جناب سپیکر، ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ یہاں پر آجائیں اور آرام سے تشریف رکھیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، نہیں جناب! یہ نہیں ہو سکتا کہ میں بیٹھ وہاں پر جاؤں، جب بات کرنا چاہوں تو پھر اٹھ کر یہاں آؤں۔ کل بھی میرے ساتھ یہی ہوا۔ میں جب بات کرنے لگا تو کہا گیا کہ آپ اپنی سیٹ سے بات کریں۔ اگر آپ مجھے وہاں سے بات کرنے کی بھی اجازت دے دیں تو اس میں کیا حرج ہے؟

جناب سپیکر، شاہ صاحب، قواعد کی پابندی ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! قواعد کے تحت جب آپ تحریک استحقاق کا وقت مقرر کرتے ہیں تو وہاں پر رولز میں نرمی اختیار کر لی جاتی ہے۔ جب مجھے سیٹ پر بٹھانے کی بات آتی ہے تو ۔۔۔

میاں منظور احمد موہل، کچھ باتیں definite ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر، صحیح بات ہے، اس میں کچھ definite باتیں ہوتی ہیں۔ بہر حال آپ اگر نہیں چاہتے کہ آپ قائد حزب اختلاف کی سیٹ پر بیٹھیں اور بات کرنا چاہتے ہیں تو آپ اپنی سیٹ پر تشریف

رکھیں۔ وہیں ہم آپ کو سمجھ لیں گے کہ اپ قائد حزب اختلاف کے طور پر کام کر رہے ہیں۔

**چودھری محمد وصی ظفر**، جناب والا! سوال نمبر 56 کے جواب میں کہا گیا ہے کہ 25 انسپکٹر سارجنٹ۔ 550 اے ایس آئی اور 21764 سپاہی بھرتی کیے گئے ہیں۔ اس میں سے تمام انسپکٹر وزیر اعلیٰ نے بھرتی کیے ہیں اور 550 میں سے 326 اے ایس آئی متعلقہ سلیکشن بورڈ کے ذریعے تعینات ہوئے۔ جبکہ 219 اے ایس آئی جناب وزیر اعلیٰ کے حکم سے بھرتی کیے گئے۔ جناب والا! کیا مجھے وزیر موصوف صاحب کوئی قاعدہ بتائیں گے کہ وزیر اعلیٰ کس قانون کے تحت ڈائریکٹ بھرتی کا حکم دے سکتا ہے؟ اے ایس آئی اور انسپکٹر سارجنٹ کی بھرتی؟ وہ مجھے رولز بتائیں۔

**جناب سپیکر**، جناب لاءمنسٹر۔

**وزیر قانون**، جناب والا! Rule 5(ii) read with schedule 7, item No.16

**چودھری محمد وصی ظفر**، جناب والا! وزیر موصوف غلط جواب دے گئے ہیں۔ وہ جناب ' relax کرنے کی power ہے کہ اگر کسی چیز کو relax کرنا ہو۔ میرا سوال بڑا واضح ہے کہ وہ کون سے قانون اور قاعدے کے تحت حکم دے سکتے ہیں کہ فلاں بندے کو فلاں جگہ پر رکھ دو' سلیکشن بورڈ کو' یا کوئی ایسا ہو' پبلک سروس کمیشن ہو' اس کو۔ جناب والا! یہ جو سلیکشن بورڈز ہیں سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق اس کو over rule کرنے کا یا اس کو supercede کرتے ہوئے ڈائریکٹ آرڈر دے دینے کا کہ اس بندے کو اس جگہ پر رکھ دو' میں اس قاعدے کی بات کر رہا ہوں۔ یہ میں relax کرنے کی بات نہیں کر رہا' یہ جو ہے کہ age relax کر دیں' qualification relax کر دیں۔ وہ علیحدہ بات ہے۔ وہ بھی آگے سوال آ جاتا ہے' اس طرح بھی بے شمار ہوئے ہیں۔ وہ مجھے تقرری کا رول بتائیں۔ relaxation کا رول نہ بتائیں۔

**نواب زادہ غضنفر علی گل**، جناب والا! رولز کے لیے وزیر قانون کو تکلیف نہ دی جائے تو یہ ان کے لیے اور ہم سب کے لیے بہتر ہو گا۔

**جناب سپیکر**، جی لاءمنسٹر صاحب اس بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

**وزیر قانون**، جناب والا! یہ جو لوگ بھرتی کیے گئے ہیں' اے ایس آئی جو promote ہوئے ہیں جو Departmental Promotion پر کیے گئے ہیں یا سلیکشن بورڈ نے جنھیں بھرتی کیا ہے ان کی تعداد

2072 ہے۔ ان میں سے جناب چیف منسٹر صاحب نے 219 بھرتی کئے ہیں۔
جناب سپیکر، وصی ظفر صاحب' ان کی بات سن لیجیے اور تشریف رکھیے۔

وزیر قانون، جناب والا! یہ جو 219 آدمی بھرتی ہوئے ہیں ان میں سے کسی ایک آدمی کی بھی چیف منسٹر صاحب نے qualification relax نہیں کی' نہ educational qualification اور نہ physical fitness relax کی ہے۔ procedure تھوڑا سا relax کرکے کہ without losing time ان کو بھرتی کر لیا جائے۔ بلکہ ایک کیس جو بہت ہی hardship کا کیس تھا کہ ایک آدمی کی in service مرگ ہوگئی تھی اس لڑکے کا نام احسان الحق تھا اس کو اسے ایس آئی بھرتی کیا گیا' لیکن اس کی qualification پوری نہیں تھی تو اس بھرتی کیے ہوئے آدمی کو انھوں نے کہا کہ میں qualification relax نہیں کروں گا۔ تو اس میں چیف منسٹر صاحب نے procedural relaxation کی ہے اور اس میں کوئی ایسی بات نہیں۔ اس کے لیے چیف منسٹر صاحب مجاز ہیں وہ کر سکتے ہیں۔ یہ جو کچھ بھی کیا گیا ہے یہ قانون' rules of procedure کے عین مطابق کیا گیا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، ۔وہ یہ فرمائیں کہ ان کو کلاں رول کے تحت تقرری کا direct اختیار حاصل ہے۔ وہ تو یہ جواب دے نہیں رہے' اور ادھر اٹھائیس سو کا کوئی ذکر نہیں اور ادھر ساڑھے پانچ سو ہیں ان میں سے 219 انھوں نے بھرتی کیے ہیں' اور اپنے حکم سے direct بھرتی کئے ہیں' وہ یہ فرمائیں کہ جن کو یہ appoint کرتے ہیں انھیں کون سے قانون اور رول کے تحت چٹھی جاری کر سکتے ہیں؟
وہ یہ تو بتاتے نہیں ہیں' وہ یہ بتائیں۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی بیگم صاحبہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑی ہیں۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس، جناب والا! میرے بھائی نے جو سوال کیا ہے اس کے بارے میں ' میں تھوڑا سا کچھ بتانا چاہتی ہوں۔ معاف کرنا' اگر وہ منسٹر ہیں تو میں بھی منسٹر ہوں۔

جناب سپیکر، ڈاکٹر صاحبہ! آپ اس سلسلے میں کیا بتانا چاہیں گی؟

ڈاکٹر شیلا بی چارلس، جناب والا! میں نے انھی کی بات پر پوائنٹ آف آرڈر raise کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ چیف منسٹر صاحب نے اگر direct بھرتی کیے ہیں اور وہ سب کے سب رولز کے مطابق نہیں تو

بھرتی نہیں ہوتے۔ ان میں سے جو رولز کے مطابق education wise یا زونز کے مطابق ہیں تو اب وہ بھرتی ہوتے ہیں۔ کیوں کہ اس کا مجھے ذاتی تجربہ ہے اور اس کے بارے میں' میں اس لیے بتانا چاہتی ہوں کہ ہر کوئی چیف منسٹر کے آرڈر کے مطابق بھرتی نہیں ہوتا' بلکہ رولز کے مطابق بھرتی ہوتا ہے۔

جناب سپیکر، مجھے افسوس ہے کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! یہ مجھے بتائیں کہ وہ کون سا قانون ہے۔ چیف منسٹر صاحب کے پاس یہ اختیار ہے کہ وہ Selection Board یا پبلک سروس کمیشن کو۔---

جناب سپیکر، کوئی اور ضمنی سوال؟

چودھری محمد وصی ظفر، نہیں سر' اس سوال کا جواب تو آیا ہی نہیں۔

جناب سپیکر، جی شاہ صاحب--- وصی ظفر صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے سوال کا جواب ہوگیا ہے۔

راجہ صفدر حسین، یہ سوال کا جواب نہیں ہے۔ وہ تو پوچھ رہے ہیں کہ وزیر اعلیٰ کس قانون کے تحت بھرتی کرنے کا آرڈر جاری کرتے ہیں' اور آپ کو پتا ہے انھوں نے اس سوال کا جواب نہیں دیا۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! آپ فی الوقت تشریف رکھیں۔ جی شاہ صاحب' راجہ صاحب' مہربانی سے تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی، جناب اس کا جواب ہوگیا۔ رول تو بتائیں۔

جناب سپیکر، جی سوال کا جواب ہوگیا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ میں آپ کو بتاؤں۔ آپ تشریف رکھیں' راہی صاحب Will you take your seat please? ایوان میں اس بات کا فیصلہ سپیکر کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا کہ سوال کا جواب ہوگیا ہے یا نہیں اور اس بات کا فیصلہ بھی کوئی اور کرنے کا مجاز نہیں کہ ضمنی سوال کا جواب ہوگیا ہے یا نہیں اور جواب صحیح ہے یا نہیں۔ اس کا فیصلہ بھی سپیکر کے علاوہ کوئی کرنے کا مجاز نہیں' وہ نہ تو راجہ صفدر کرنے کے مجاز ہیں نہ فضل حسین راہی کرنے کے مجاز ہیں۔ Take your seat please. جی سید ذاکر حسین شاہ صاحب۔

سید ذاکر حسین شاہ، [**********]

---

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

جناب سپیکر، Have your seat please? اور آپ کے یہ الفاظ بھی کارروائی سے حذف کیے جاتے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! میرا وزیر قانون و پارلیمانی امور سے یہ سوال ہے کہ آئین کے آرٹیکل 45 اور آئین کے آرٹیکل 25 میں کہا گیا ہے کہ تمام شہری قانون کی نظر میں برابر ہیں اور قانونی تحفظ کے مساوی طور پر حق دار ہیں۔وزیر اعلیٰ کا براہ راست بغیر ٹیسٹ اور میرٹ کے اس طرح کی اسامیوں پر بھرتی کرنا پنجاب کے چھ کروڑ عوام کے ساتھ ناانصافی نہیں جو تعلیم یافتہ لوگ ہیں' اور کیا یہ آئین کے آرٹیکل 25 کی خلاف ورزی نہیں؟

جناب سپیکر، جناب لاءمنسٹر۔

وزیر قانون، جناب والا! یہ جو بھرتی وزیر اعلیٰ پنجاب نے کی ہے وہ آئین' rules of procedure کے عین مطابق کی ہے' اس آئین نے ' rules of procedure نے ان کو یہ اختیار دیا ہے کہ rules of procedure کو relax کرکے ملازمت دے سکتے ہیں جس کو میں نے پہلے quote کیا ہے۔ اس میں آئین کی اور نہ ہی rules of procedure کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! آپ ماشاء اللہ بڑی سنجیدہ شخصیت ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ categorically, particularly , specifically غیر مبہم انداز میں آئین کے آرٹیکل 25 میں کہا گیا ہے کہ تمام شہری قانون کی نظر میں برابر ہیں۔ جب وزیر اعلیٰ کسی مخصوص شخص کو کسی ایم پی اے یا منسٹر کی سفارش پر بھرتی کرتے ہیں تو باقی نوجوان' مثلاً ایک اے ایس آئی کی تعلیم بی اے یا ایف اے فرسٹ ڈویژن ہے' اس وقت صوبے میں 50 لاکھ ایف اے کے طالب علم ہیں ان کو چھوڑ کر بھرتی کر لیا گیا تو یہ قانون کی نظر میں برابر ہے؟

میرے سوال کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ " قانونی تحفظ کے مساوی طور پر حق دار ہیں۔" جناب والا! یہ مساوی سلوک ہے اور نہ قانونی تحفظ ہی ہے۔ میں وزیر قانون سے پوچھ رہا ہوں کہ کیا وزیر اعلیٰ کا یہ اقدام آئین کے آرٹیکل 25 کی خلاف ورزی ہے یا نہیں؟ اگر یہ آئین کے مطابق ہے تو جس طرح میں آئین کے آرٹیکل 25 کا حوالہ دے رہا ہوں وزیر قانون بتائیں کہ آئین کے کون سے آرٹیکل کے تحت وزیر اعلیٰ کو یہ اختیار حاصل ہے؟ یہ بھی ان کی خدمت میں عرض کر دوں۔

Where there is a contradiction between the rules and the Constitution, the Constitution shall prevail over the rules.

آئین سے جو چیز متصادم ہے وہ ختم ہو جاتی ہے۔ کیا وزیر اعلیٰ کا یہ اقدام غیر آئینی نہیں؟ اس کا categorically جواب دیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! آئین کے آرٹیکل 129 کے مطابق یہ ہے،

> "The executive authority of the Province shall vest in the Governor and shall be exercised by him, either directly or through officers subordinate to him, in accordance with the Constitution."

چیف ایگزیکٹو کی اتھارٹی گورنر آئین کے مطابق چیف منسٹر کی advice پر exercise کرے گا۔ اس لحاظ سے چیف منسٹر ہی چیف ایگزیکٹو ہیں۔ بطور Chief Executive انھیں Rules of Business میں اتھارٹی دی گئی ہے کہ وہ رولز میں نرمی کر سکے، اگر کوئی ایسی جلدی ہو، کیوں کہ پولیس کا محکمہ ایک انتہائی اہم محکمہ ہے۔ rules اور procedure کو follow کرنے، ایڈورٹائز کرنے میں کافی وقت لگ جاتا ہے۔ اگر normal procedure adopt کیے بغیر انھوں نے 2248 میں سے 219 آدمی رکھ لیے ہیں تو یہ ایسی کوئی بات نہیں۔ (قطع کلامیاں)

چودھری محمد وصی ظفر: ۔ساڑھے پانچ سو میں سے انھوں نے رکھے ہیں۔

جناب سپیکر، وصی ظفر صاحب! تشریف رکھیں۔ یہ ضمنی سوال سید ذاکر حسین شاہ صاحب کا ہے۔ آپ کا یا راہی صاحب کا نہیں۔ آپ کا اس ضمنی سوال سے تعلق نہیں۔ جن صاحبان کا ضمنی سوال سے تعلق نہیں وہ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون، جناب والا! یہ معمولی گریڈ 5 یا 7 کے اہلکار ہیں۔ ہماری پنجاب پولیس کی بہت بڑی فورس ہے اس میں چیف منسٹر صاحب نے normal procedure کو relax کیا ہے۔ یہ اتھارٹی چیف منسٹر کے لیے بالکل اسی طرح سے vest کرتی ہے۔

جناب فضل حسین راہی، پوائنٹ آف آرڈر۔ میں اپنے علم میں اضافے کے لیے یہ عرض کروں گا کہ جن صاحبان کا تعلق ضمنی سوال سے نہ ہو ان کے سامنے منسٹر صاحب جھوٹ کہہ سکتے ہیں۔ اپنی طرف

[illegible] ہیں۔ وہ ہاؤس میں ان کو [illegible] رکھتا ہے۔ وہ آپ کی توجہ نہیں دلا سکتے کہ یہ غلط کہا جا رہا ہے۔ منسٹر صاحب غلط quote کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، سب سے پہلے ان کا حق ہے جن کا ضمنی سوال ہے۔ وہ یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ میں وزیر صاحب کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں مجھے categorically اس بات کا جواب دیا جائے۔ لیکن جس وقت سپیکر hold کرے کہ منسٹر کا جواب آ چکا ہے تو اس کے بعد وہ کسی قسم کا اعتراض نہیں کر سکتے۔ وہ بھی اعتراض نہیں کر سکتے۔ جن صاحبان کا ضمنی سوال نہیں وہ یونہی اپنی سیٹ پر کھڑے ہو کر اس ضمنی سوال کے بارے میں استفسار نہیں کر سکتے۔

جناب فضل حسین راہی، یہ درست ہے لیکن جب منسٹر صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ دو ہزار اتنے میں سے انھوں نے 219 رکھے ہیں۔ لکھا ہوا جواب 550 کا ہے۔ یہ ہمیں دو ہزار دو سو کتنے بتا رہے ہیں یہ 1700 کا فرق بلا وجہ ہے۔

جناب سپیکر، اس میں آپ نیا ضمنی سوال کر سکتے ہیں کہ لکھا ہوا پانچ سو اتنے ہے اور منسٹر صاحب دو ہزار اتنے کہہ رہے ہیں' یہ آپ کہاں سے پڑھ رہے ہیں۔ یہ نیا ضمنی سوال ہو سکتا ہے بجائے اس کے کہ اس کو بحث بنا لیا جائے۔

جناب فضل حسین راہی، آپ نے منسٹر صاحب کو صحیح کر دیا ہے۔

جناب سپیکر، آپ ایک نیا ضمنی سوال کر سکتے ہیں۔ اس کو چلنا چاہیے۔ نواب زادہ صاحب' یہ وقفۂ سوالات ہے۔ آپ چاہتے ہیں کہ ایک سوال پر گھنٹہ گزار دیا جائے؟ اس پر اور بڑے اہم سوالات ہیں جو معزز اراکین پوچھنا چاہتے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، کارروائی قاعدے کے مطابق نہیں چل رہی۔ اگر قاعدے کے مطابق کارروائی چلے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ میں بزنس کے متعلق آپ کی رولنگ مانگ رہا ہوں۔

Whether a subordinate legislation can take precedence over a substantive law?

اس کے متعلق آپ اپنی رولنگ دیں۔ subordinate legislation جو اصلی قانون ہے اس پر یہ حاوی ہو سکتی ہے؟

جناب سپیکر، یہ مسئلہ کوئی زیر بحث ہے؟

نواب زادہ شمشیر علی خان، جی ہاں یہ مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر، کیا مسئلہ ہے؟

نواب زادہ غضنفر علی خان، چونکہ آئین ایک بات کہتا ہے۔ آئین قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر 1973ء میں بنایا۔ 1973ء کا آئین supreme law ہے اور جو Provincial Business Rules اس کے contravention ہیں جو کہ خود ساختہ اور نام نہاد ہیں۔ اس میں اتنی غلطیاں ہیں کہ ہم ان کو عدالت میں لے جا رہے ہیں۔ ان کی دھجیاں تو ویسے ہی بکھر جائیں گی۔ میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ کیا پنجاب گورنمنٹ Business Rules آئین کے اوپر حاوی ہیں؟

جناب سپیکر، میں یہ ایوان سے دریافت کرنا چاہوں گا کہ کیا آپ یہ پسند کریں گے کہ ایک سوال پر ایک گھنٹہ صرف کر دیا جائے؟

آوازیں: نہیں۔ نہیں۔

جناب سپیکر، میں آپ سب سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں۔

نواب زادہ غضنفر علی خان، آپ ایوان سے یہ بھی پوچھ لیں کیا یہ ایوان غیر قانونی اور بے قاعدہ کارروائی کی اجازت دے گا؟

جناب سپیکر، میں یہ کہتا ہوں کہ یہ غیر ضروری اور بے قاعدہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھا کر ایوان کا وقت ضائع کیا جا رہا ہے۔ شاہ صاحب! آپ کے ضمنی سوال پر وزیر قانون نے جواب دیا ہے۔

جناب فضل حسین راہی، آپ اس طرح اراکین کی توہین کر رہے ہیں۔ آپ فوری طور پر فیصلہ دیں کہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا یہ غلط ہے۔ لیکن یہ اجتماعی طور پر کہنا بے جا اور فضول ہے اور یہ اس قسم کے الفاظ ' آپ ایوان کی توہین کر رہے ہیں۔ اور اراکین کی آپ حق تلفی کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، راہی صاحب! آپ کیا کر رہے ہیں؟

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! آپ فوری طور پر فیصلہ کر دیتے ہیں کہ آپ بالکل غلط کر رہے ہیں۔ آپ ایسے کر رہے ہیں۔ بجائے اس کے کہ آپ روکیں جو آپ کا فرض ہے۔ آپ کا فرض صرف یہ ہے کہ جو ابہام پیدا ہوتا ہے اس کو آپ دور کریں۔

جناب سپیکر، راہی صاحب! آپ کو چار سال تک ہاؤس میں رہتے ہوئے معلوم نہیں کہ میرا یہ فرض

میں اپنے conduct کو ہر ممبر کے سامنے explain کروں۔ میری یہ ذمہ داری ہے کہ میں ہاؤس کو رولز کے مطابق چلاؤں اور جو پوائنٹ آف آرڈر اٹھتا ہے اس پر اپنا فیصلہ دوں۔ اور میرے فیصلے کو آپ چیلنج نہیں کر سکتے۔ مجھے اپنا conduct explain کرنے کی ضرورت نہیں کہ میں ایک ایک ممبر کو مطمئن کروں کہ جناب والا' میں نے رولنگ اس لیے دی ہے اور اس کی یہ وجوہات ہیں اور اس کی یہ traditions ہیں۔ رولز یہ کہتے ہیں۔ اس میں بھی کئی اہم رولنگز ایسی ہوتی ہیں جس میں' میں خود پسند کرتا ہوں کہ اس بارے میں میں اس کی تفصیل میں جاؤں اس کی background میں جاؤں' رولز کو لوں' قومی اسمبلی کی رولنگز کو لوں' سینٹ کی رولنگز کو لوں' بیرونی پارلیمانی پریکٹس کو لوں۔ وہ رولنگز میں لکھ کر دیتا ہوں۔ لیکن روزانہ کے بزنس کو conduct کرنے کے لیے' جیسے آپ فوری طور پر اٹھ کر ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھاتے ہیں' اس پر مجھے یہ فیصلہ دینا ہے کہ آیا آپ کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے یا ناجائز' اس پر میں اپنا فیصلہ دیتا ہوں۔ اس پر میں آپ کو مطمئن کرنے کے لیے بات کو آگے بڑھاتا رہوں تو ایوان کا وقت ضائع ہوگا۔ سپیکر کو اپنا conduct explain کرنے کی ضرورت ہے؟ شاہ صاحب فرمائیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر' میرے۔۔۔

جناب فضل حسین راہی، جناب سپیکر! آپ غور کریں' وصی ظفر صاحب نے ضمنی سوال پوچھا ہے۔

جناب سپیکر، میں نے شاہ صاحب کو فلور دیا ہے راہی صاحب' آپ کو فلور نہیں دیا' اس لیے آپ تشریف رکھیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! ہم جو اس پنجاب کا سب سے بڑا ادارہ ہیں۔۔۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! اس پر تقریر نہیں ہو سکتی۔ آپ اپنا ضمنی سوال پوچھیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! وزیر قانون کو اس ایوان کی تضحیک کرنی ہوگی۔ جان چھڑانے کے لیے ادھر ادھر کی باتیں کرنے سے بات نہیں بنے گی۔ یہ جو 129 کا حوالہ دیا ہے میں اس کو پڑھتا ہوں کہ وہ کیا ہے۔ جناب والا! میرے سوال کا یہ جواب بھی سنیں۔ صوبے کے عاملانہ اختیارات گورنر کو حاصل ہوں گے اور وہ ان اختیارات کو دستور کے مطابق۔۔۔ یہاں بھی یہ لکھا ہوا ہے کہ دستور کے مطابق' اور وزیر قانون اتنی خطرناک بات کر رہے ہیں۔ یہ میں بنیادی حق کی وضاحت کر رہا ہوں۔ وہ تو بنیادی حقوق کی مطلق کی بات کر رہے ہیں۔ اگر وزیر اعلیٰ ان رولز کے تحت آرٹیکل 25 کی خلاف ورزی

لرکے لوگوں کو براہ راست بھرتی کریں گے تو وہ آئین میں دیئے گئے بنیادی حقوق کو تباہ کر رہے ہیں۔ آئین کے بنیادی حقوق ایمرجنسی کے علاوہ۔۔ جناب والا! فلور میرے پاس ہے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! آج صبح صبح میرے دوستوں کا پارہ کچھ گرم ہے۔ اس پر کوئی افہام وتفہیم کی ضرورت نہیں۔ رولز یہ کہتے ہیں کہ جب تک ہم لوگ جناب سپیکر کے حکم کی تعمیل نہیں کریں گے' یا ان کی ہر رولنگ کا احترام نہیں کریں گے۔ یا اس پر بلا جواز اعتراض کریں گے تو یہ معاملہ کیسے چلے گا؟ باقی رہا معاملہ ان کی تشفی وتسلی اور رولز کا' یا آئین کا' ان کا حق بنتا ہے کہ یہ سوال کریں۔ لیکن سوال کو بار بار دہرانا اور یہ کہنا کہ جواب سے تسلی نہیں ہوتی تو اگر ذہن میں نہ ماننے والی پالیسی ہو تو تسلی نہیں ہوا کرتی۔ جہاں تک پارلیمانی نظام کا تعلق ہے اس صوبے میں چیف منسٹر چیف ایگزیکٹو ہے اور چیف ایگزیکٹو ہونے کی بناء پر انھیں برنس رولز کے مطابق اختیارات حاصل ہیں' اور آئین بھی یہ کہتا ہے اور رولز بھی یہ کہتے ہیں۔ جناب والا! ان سے یہی ایک گزارش ہے کہ اگر یہ جناب کی رولنگ ' جناب کے حکم کی خلاف ورزی کریں گے تو یہ اصولی طور پر پارلیمانی روایات کے مطابق بالکل غلط ہوگا اور وہ اس کے تقدس کا خیال نہیں رکھیں گے۔ ہماری استدعا ہوگی کہ وہ آپ کے ہر حکم کی تعمیل کریں اگر تقدس قائم رکھنا ہے۔ اسی میں ہماری بہتری اور نجات ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! بڑے دکھ کی بات ہے کہ ہم نے یہاں آئین کے تحفظ کا حلف اٹھایا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ دنیا کا کوئی ماہر قانون ماہر آئین میری اس بات کو اگر جھٹلا دے کہ یہ تقرریاں بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہیں اور وزیر قانون کسی بھی صورت ان تقرریوں کا دفاع نہیں کرسکتے۔ انھیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔ جناب والا! ایمرجنسی کے علاوہ صوبے کے چیف منسٹر کو بنیادی حقوق معطل کرنے کا اختیار نہیں۔ یہ تقرریاں بنیادی حقوق کی معطلی کے مترادف ہیں۔ یہ اختیارات میں کیوں نہیں دیتے کہ اتنی اسامیاں ہیں۔ آئیں' صوبے کے سب غریب بچے' طالب علم امتحان دیں جو پاس ہو' سلیکشن بورڈ اس کی تقرری کرے۔ اس صوبے کے چیف منسٹر کو کیا حق پہنچتا ہے کہ آئین کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنے مخصوص منظور نظر افراد کو بھرتی کریں؟ جناب والا! میں آپ سے یہ رولنگ چاہوں گا کہ کیا وزیر اعلیٰ بنیادی حقوق کو معطل کرکے کسی کو ملازمت دے سکتے ہیں؟

جناب سپیکر، شاہ صاحب! میں نے آپ کا پوائنٹ آف آرڈر سن لیا ہے۔ اب اس میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس وقفۂ سوالات کو قواعد اور روایات کے مطابق کس انداز میں چلانا ہے۔ وقفۂ سوالات ایک گھنٹہ ہے جو حزب اختلاف کے اراکین کا اور تمام ایوان کا استحقاق ہے کہ وہ متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کے انچارج سے کوئی بھی سوال پوچھ سکتے ہیں اور ڈیپارٹمنٹ کے انچارج ان سوالات کے جوابات دینے کے پابند ہیں۔ تحریری صورت میں جوابات دیں گے اور اس کے بعد ضمنی سوالات بھی ہو سکتے ہیں۔ اور اس کا ایک طریقہ کار ہے کہ آپ نے ایک سوال پوچھا' اس میں ان کی طرف سے ایک جواب آ گیا۔ اب اس پر آپ ضمنی سوالات پوچھ سکتے ہیں۔ آپ ضمنی سوالات دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ منسٹر صاحب اس بات کے پابند ہیں کہ وہ جوابات دیں۔ لیکن کیا ان سوالات پر کوئی ریزولیوشن ہو سکتا ہے؟ کیا ان سوالات پر کوئی بحث ہو سکتی ہے؟ کیا ان سوالات کو غیر ضروری طور پر لمبا کیا جا سکتا ہے؟ میرا جواب یہ ہے کہ "نہیں"۔ نہ اس پر بحث ہو سکتی ہے نہ اس پر کوئی ریزولیوشن ہو سکتا ہے' نہ اس پر کسی چیز کو ہولڈ کیا جا سکتا ہے۔ یہ سوالات ہیں اور ان کے جوابات ہیں۔ اس پر اگر سپیکر یہ سمجھتا ہے کہ وزیر متعلقہ نے کوئی جواب صحیح نہیں دیا تو اس پر سپیکر متعلقہ وزیر کو یہ بات کہہ سکتا ہے کہ منسٹر صاحب' آپ اس سوال کا جواب درست نہیں دے رہے اور آپ معزز رکن کے ضمنی سوال کا جواب درست دیں۔ یا اگر آپ کے پاس اس وقت سوال کا جواب نہیں تو آپ اسی سیشن کے دوران کسی مناسب وقت پر اس سوال کا جواب دیں۔ تو اس سلسلے میں بحث کی اجازت نہیں ہے۔ کسی بھی صورت میں اجازت نہیں وقفۂ سوالات کے بارے میں اگر آپ تفصیل سے دیکھیں گے تو آپ کو محسوس ہوگا کہ اس ایک گھنٹے میں زیادہ سے زیادہ سوالات ہیں۔ اس میں صرف ایک سوال نواب شیر وسیر کا نہیں ہے کہ جو اہم ہے۔ اس میں اور بھی اہم سوالات ہیں جو لوگ پوچھنا چاہتے ہیں۔ اس میں ضمنی سوالات ہیں جو لوگ کرنا چاہتے ہیں۔ تو میں اس پر مزید بحث کی اجازت اب نہیں دے سکتا اور نہ قواعد اس کی اجازت دیتے ہیں۔ اس لیے اس پر ضمنی سوال کا جو جواب ہے' جو میں سمجھتا ہوں' وہ یہ ہے کہ منسٹر صاحب نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ برنس رولز میں چیف ایگزیکٹو کی حیثیت سے چیف منسٹر کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ rules relax کر سکتے ہیں۔ رولز یہی ہیں' جو آپ جانتے ہیں کہ اس میں ایک مجاز اتھارٹی جس کو تقرری کے اختیارات دیے گئے ہیں۔ اس مجاز اتھارٹی کے تقرری کے اختیارات کو relax کر کے چیف منسٹر نے اپنے طور پر یہ تقرریاں کی ہیں۔ یہ لا منسٹر صاحب نے اس کا جواب دیا ہے اور ان برنس رولز کے مطابق

چیف منسٹر ان رولز کو relax کرنے کا اختیار رکھتے ہیں۔ ان کے یہ
چکا ہے۔ اگر اس پر کوئی صاحب مزید ضمنی سوالات کرنا چاہتے ہیں تو میں اس کی اجازت دیتا ہوں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! وزیر قانون فرمائیں کہ چیف منسٹر صاحب نے یہ جو تمام کے تمام 25 انسپکٹر سارجنٹ اور 556 میں سے 219 اے ایس آئی اپنے براہ راست احکامات سے رکھے ہیں، وہ کس قانون کے تحت سروس میں regularize ہوئے ہیں؟ کس قانون کے تحت ان کی بھرتی قانون کے مطابق ہے؟

جناب سپیکر، یہ سوال تو پہلے بھی ہو چکا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، پہلا سوال تو تھا کہ وزیر اعلیٰ کو کیا اختیار ہے؟ اب اس بارے میں ہے کہ ان کی بھرتی کون سے قانون کے تحت ہوئی ہے؟ کس قانون کے تحت ان کی services regularize ہوئی ہیں؟

جناب سپیکر، وہی سوال ہے جس کا جواب آ چکا ہے کہ چیف منسٹر نے رولز کو relax کرتے ہوئے اس بھرتی کے احکامات دیے ہیں۔ sorry، کوئی اور ضمنی سوال؟

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! میرا ضمنی سوال ہے کہ ان سیٹوں کی advertisement کی گئی ہے؟ امیدواروں سے انٹرویو لیا گیا ہے؟ اگر advertise کیا گیا تو انسپکٹر کی پوسٹ کے لیے کتنی درخواستیں آئیں؟

جناب سپیکر، یہ تو انھوں نے بتا دیا ہے کہ rules relax کر کے procedure relax کرتے ہوئے انھوں نے تقرریاں کی ہیں۔

جناب فضل حسین راہی، کسی کی advertisement نہیں ہوئی؟

جناب سپیکر، یہ تو وہ کہہ چکے ہیں کہ rules relax کیے گئے ہیں۔ procedure کو اختیار نہیں کیا گیا۔

جناب نذر حسین کیانی، جناب والا! میں وزیر قانون صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان لوگوں کی بھرتی میں کس اصول کو مد نظر رکھا گیا ہے؟ میرا مطلب یہ ہے کہ ان کی اہلیت ان کی عمر، سفارش یا انھیں سیاسی رشوت کے طور پر رکھا گیا ہے؟

جناب سپیکر، وزیر قانون صاحب جواب دیں۔

وزیر قانون، جناب والا! میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں۔ ان میں کسی ایک کی بھی نہ تو تعلیمی قابلیت میں تخفیف کی گئی ہے اور نہ physical fitness میں ہی تخفیف کی گئی ہے۔ بلکہ ایک کیس جو کہ بہت ہی hardship case تھا' سروس کے دوران ایک آدمی فوت ہوا تھا اس کے بیٹے کو بھرتی کیا گیا تھا۔ لیکن جب اس کا پتا چلا کہ اس کی قابلیت پوری نہیں تو اسے بھرتی کرتے وقت تخفیف نہیں دی گئی اور اسے سروس سے فارغ کر دیا گیا۔ صرف اور صرف procedure کی relaxation کی گئی ہے۔ اس میں کسی کی تعلیمی قابلیت میں تخفیف نہیں کی گئی۔

سردار سکندر حیات خان، جناب والا! وزیر اعلیٰ سے پوچھنا چاہوں گا کہ انھوں نے جو بھرتی کی ہے کیا انھوں نے under developed area کو کچھ کوٹہ دیا ہے۔ جیسا کہ پنڈی گھیپ' اٹک فتح جنگ' جہاں پر پیپلز پارٹی کے امید وار جیتے وہاں سے کوئی آدمی لیا گیا؟

وزیر قانون، جناب والا! یہ provincial cadre کی پوسٹیں ہیں۔ جہاں تک سارجنٹ انسپکٹرز کا تعلق ہے درخواستیں صوبائی سطح پر ہی لی جاتی ہیں اور صوبائی سطح پر ہی حد وسعت ہے۔ اس میں کوئی پابندی نہیں کہ کسی ایریا کو زیادہ دیا جائے یا کم دیا جائے۔ یہ صوبائی سطح کا cadre ہے اور اس کی صوبے کی سطح پر ہی بھرتی کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر، اسلم گورداسپوری صاحب کا ضمنی سوال ہے اور یہ آخری ضمنی سوال ہے۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری، کیا وزیر قانون اس بات کی وضاحت فرمائیں گے کہ ایک باقاعدہ مروجہ قانون کے ہوتے ہوئے اور ایک ادارے کے ہوتے ہوئے جس کے اپنے قاعدے کلیے ہیں ان کے ہوتے ہوئے اتنی لمبی ڈائریکٹ بھرتی کرنا سب رولز کو ختم کرکے کیا یہ اداروں کی تباہی کا اور غارت گری کا کھلا ثبوت نہیں؟

جناب سپیکر، سوال ہو گیا ہے۔ جناب وزیر قانون!

وزیر قانون، جناب والا! چیف منسٹر بطور چیف ایگزیکٹو اور وزیر اعظم کا بطور چیف ایگزیکٹو پاکستان کے اور چیف منسٹر کا بطور چیف ایگزیکٹو صوبہ کے یہ ایک استحقاق ہے جس کے مطابق وہ اپنے اختیارات کو استعمال کرکے رولز میں تخفیف کرکے لوگوں کو بھرتی کر سکتے ہیں اس پر کوئی پابندی نہیں۔ جناب والا! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں مرکزی حکومت نے سڑک پر سے لوگوں کو پکڑ کر گریڈ 22 دے دیا یہ غریب تو گریڈ 5 کے ملازم ہیں۔ وہاں پر ایک تماشا بنا ہوا ہے۔ دو

سیکرٹری انفرمیشن ہیں وہ دونوں اسے بیٹھے ہیں۔ روز اخبار میں آتا ہے۔ یہ بڑی دلچسپ بات ہے پیدا ہوئی ہے کہ کون چارج لے اور کون نہ لے۔ وہ Federal Public Service Commission کے لوگ گریڈ 20,21,22 کے ہیں۔ ایک ملازم جس کے خلاف پنجاب گورنمنٹ نے کیس بنایا ہوا ہے وہ گریڈ 15 میں تھا' اس کو مرکزی حکومت نے گریڈ 20 میں لے لیا۔ ہم ان کی اتھارٹی کو چیلنج نہیں کر رہے ۔ میں تو صرف یہ quote کر رہا ہوں۔ جس طریقے سے انھوں نے placement bureau بنا کر جس تھوک کے حساب سے اور دوسرے صوبوں کو پس پشت ڈال کر سو فیصد سندھ سے بھرتی کی ہے ہم اس چیز پر بحث نہیں کرتے۔ اس استحقاق کے مطابق اس آئینی حق کے مطابق جو کہ وزیر اعظم کو مرکز میں حاصل ہے اس اصول کے مطابق وہی اختیار چیف منسٹر کو صوبے میں حاصل ہے۔ اور انھی اختیارات کے تحت ہم نے یہ بھرتی کیے ہیں۔

( شور۔ حزب اختلاف کے ممبران کھڑے ہو کر شور کرتے رہے )

جناب نذرحسین کیانی، اگر آپ کسی سوال کا جواب نہیں دے سکتے تو پھر وزیر اعلیٰ کو جواب دینا چاہیے ہم یہاں پر صوبے کی بات کر رہے ہیں نہ کہ مرکزی حکومت کی بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔

وزیر قانون، محترمہ وزیر اعظم کی تنقید کرنا یہ کوئی آئین کی خلاف ورزی ہے' یا رولز کی خلاف ورزی ہے؟ جب میں محترمہ وزیر اعظم کے کسی ایکشن کو quote کرتا ہوں اور وہ بھی ایک مثال کے طور پر اور آئین کے حوالے سے quote کرتا ہوں کہ انھوں نے ان اختیارات کے تحت یہ کام کیا انہی اختیارات کے تحت ہم نے کیا ہے۔ ہمارے یہ بھائی محترمہ وزیر اعظم صاحبہ کا نام سن کر کیوں اس قسم کے رد عمل کا اظہار کرنا شروع کر دیتے ہیں؟ انھیں تو خوش ہونا چاہیے جب میں محترمہ وزیر اعظم صاحبہ کو quote کرتا ہوں۔ ہم تو مرکزی حکومت کو follow کر رہے ہیں۔

جناب نذرحسین کیانی، ۔آپ سوال کا جواب دیں۔ مرکزی حکومت میں یہ ہو رہا ہے اور وہ ہو رہا ہے' یہ بات ہم نہیں سننا چاہتے۔ ہمارے سوالات کا آپ جواب دیں۔

جناب سپیکر، جناب کیانی! آپ ڈپٹی اپوزیشن لیڈر ہیں۔ آپ براہ راست وزیر قانون سے بات نہیں کر سکتے۔ آپ کرسی کو مخاطب ہوں۔

جناب نذرحسین کیانی، جناب سپیکر! لاہنسٹر کو قواعد و ضوابط کا خیال رکھنا ہو گا۔

نواب زادہ خضنفر علی گل، خواجہ محمد یوسف کے ایما پر سوال نمبر 70۔

## مقدمہ نمبر 497 زیر دفعہ / 379 ت پ کی تحقیقات

*70 خواجہ محمد یوسف، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع سرگودھا تھانہ بھلوال میں مقدمہ نمبر 497 زیر دفعہ 379 ت پ مسروقہ تین عدد درخت ناجائز کاٹنے پر 16 دسمبر 1986ء کو درج ہوا۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ مقدمہ کی تفتیش کے لیے ڈی ایس پی بھلوال کو مقرر کیا گیا۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ڈی ایس پی بھلوال نے مذکورہ مقدمہ خارج کر دیا اور ملزمان کو گرفتار تک نہ کیا۔

(د) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ تمام واقع ایس پی سرگودھا کے علم میں کیا گیا۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ مقدمہ ڈی ایس پی بھلوال نے کن وجوہات پر خارج کیا' ملزمان کو نہ پکڑنے کی کیا وجوہات ہیں اور کیا حکومت اس معاملہ کی مزید چھان بین کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ درخواست گزاران کو فوری انصاف مل سکے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر قانون (سردار نصراللہ خان دریشک)،

(الف) ضلع سرگودھا تھانہ بھلوال میں مقدمہ نمبر 497 زیر دفعہ 379 ت پ مسروقہ تین عدد درخت ناجائز کاٹنے پر 17 دسمبر 1986ء کو درج ہوا۔

(ب) اس مقدمے کی تفتیش ایس۔ آئی شاہ نواز اور ڈی ایس پی سعدی احمد خان نے کی۔

(ج) دوران تفتیش کیے از ملزمان محمد حیات کو مورخہ 27/12/1986 کو گرفتار کیا گیا جبکہ بقایا ملزمان نے عدالت سیشن سے ضمانت قبل از گرفتاری کرالی۔ چونکہ مقدمہ قابل اخراج پایا گیا' اس لیے گرفتار شدہ ملزم کو بھی بعد میں ڈسچارج کرا دیا گیا۔

(د) یہ غلط ہے کہ ایس پی سرگودھا کے علم میں یہ مقدمہ بالخصوص لایا گیا۔ بلکہ واقعات کے پیش نظر حسب ضابطہ رپورٹ اخراج علاقہ مجسٹریٹ کو ارسال کی گئی۔

(ہ) حالات و واقعات کے مطابق ملزمان کے درخت ہائے شہتوت ابھی بوجہ [illegible]

کاشت گزشتہ 20/25 سال سے چلی آ رہی ہے۔ اپنے ذاتی استعمال کے لیے نیک نیتی کی بنا پر کاٹے۔ چونکہ نیت مجرمانہ نہ تھی لہٰذا کسی جرم کا ارتکاب نہ پایا گیا۔ مقدمہ قابل اخراج پایا گیا اور گرفتار شدہ ملزم کو بھی ڈسچارج کرایا گیا۔

جناب فضل حسین راہی، ضمنی سوال جناب والا! ضلع سرگودھا تھانہ بھلوال میں مقدمہ نمبر 497 زیر دفعہ 379 ت پ مسروقہ تین عدد درخت ناجائز کاٹنے پر 16 دسمبر 1986ء کو درج ہوا۔ یہ ایف آئی آر کس کی اطلاع پر کاٹی گئی؟

جناب سپیکر، راہی صاحب! آپ اپنا سوال دہرائیے گا۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! انھوں نے کہا ہے کہ ضلع سرگودھا تھانہ بھلوال میں مقدمہ نمبر 497 زیر دفعہ 379 ت پ مسروقہ تین عدد درخت ناجائز کاٹنے پر 16 دسمبر 1986ء کو درج ہوا۔ یہ مقدمہ کس کی اطلاع پر درج کیا گیا۔ اس کا informer کون ہے اور یہ کس کی اطلاع پر رپورٹ درج کی گئی؟

وزیر قانون، یہ مدعی نے کرایا ہوگا اور پولیس میں جس نے مقدمہ درج کرایا ہے اس کا نام مجھے نہیں پتا۔ اگر ان کو اس کے نام کی ضرورت ہے تو پتا کرکے بتا دیا جائے گا۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! آپ اس بات کی تصدیق کریں گے کہ سوال اس لیے کیا جاتا ہے کہ اس کا جواب یہاں ایوان میں پیش کیا جائے۔ اور جب جواب آتا ہے تو پھر ضمنی سوال کی ضرورت پیش آتی ہے تاکہ اس کے جواب کی چھان بین اچھی طرح سے ہو جائے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ ایک ایسا پرچہ ہے جو پہلے سے درج ہوا ہے۔ اس میں ایک ملزم کو گرفتار کیا گیا ہے اور باقیوں نے ضمانتیں کرائی ہیں۔ اور پھر اس کو خارج کر دیا گیا ہے۔ اس پرچے کا چالان نہیں بنا یہ خارج ہوگیا ہے اخراج کی رپورٹ گئی ہے۔ پھر اس میں ایس پی صاحب آئے ہیں' اس میں مجسٹریٹ صاحب آئے ہیں۔ اس کو انھوں نے مقدمہ سے خارج کر دیا ہے۔ انھوں نے اب یہ بتایا ہے کہ یہ مقدمہ نمبر ہے اور یہ فلاں دفعہ کے تحت ہوا ہے تو اس میں informer کا نام بھی ہوگا کہ اس بات کی اطلاع کس نے آپ کو دی۔ یہ اتنا مشکل سوال نہیں۔

ایک معزز ممبر، ابھی وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ ایف آئی آر کسی مدعی کی طرف سے درج ہوئی ہوگی۔ کیا ایسا بھی ہوا ہے کہ ملزم کی طرف سے ایف آئی آر درج ہوئی ہو؟

جناب عبدالقادر شاہین، کیا وزیر قانون فرمائیں گے اس سوال میں ایک عجیب ابہام ہے۔ 16 دسمبر 1986 کو تین درخت کاٹنے پر مقدمہ درج ہوا۔ 27 دسمبر کو اسی سال مقدمہ خارج ہوگیا۔ کیا وہ تین درخت کاٹے گئے تھے یا تین انسانوں کے سر کاٹے گئے تھے کہ 14 دن کے اندر اس کی تفتیش بھی ہوگئی اور مقدمہ بھی خارج ہوگیا۔ نہ تو گواہوں کا پتا ہے نہ ملزمان کو پکڑا گیا' کیوں کہ اس میں لکھا ہے کہ انھوں نے سیشن سے ضمانت کرا لی تھی۔ چونکہ مقدمہ قابل اخراج پایا گیا' لہٰذا فوراً خارج کر دیا گیا۔ کیا وہ فرمائیں گے اس میں ایسا کون سا نکتہ تھا کہ اس کو فوری طور پر dispose of کیا گیا؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! اگر یہ سوال کا جواب پڑھ لیں تو اس میں ساری بات واضح ہے۔ یہ ایک جوائنٹ پراپرٹی کا جھگڑا دو فریقین میں چل رہا تھا۔ ایک فریق کا بیس پچیس سال سے اس پراپرٹی پر قبضہ تھا۔ اس فریق نے تین ہزار کی مالیت کے درخت کاٹے جس کا ایک مسماۃ سلطان بلقیس زوجہ شیر قوم پٹھان نے جاکر مقدمہ درج کرایا۔ دوران تفتیش یہ ثابت ہوا کہ وہ بھی ان کا مشترکہ کھاتہ ہے۔ اس میں وہ بھی حصے دار ہیں۔ اس پر مجسٹریٹ کی عدالت میں چالان put up ہوا اور پولیس نے عدالت کو بتایا کہ اس کے یہ واقعات ہیں۔ اور پھر عدالت نے پولیس کی رپورٹ پر وہ مقدمہ خارج کر دیا۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ سوال کے جواب میں ساری تفصیل درج ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! میں ضمنی سوال پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، آخری ضمنی سوال نواب زادہ صاحب۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! جواب کے حصہ (ہ) میں فرمایا گیا ہے کہ چونکہ نیت مجرمانہ نہ تھی لہٰذا کسی جرم کا ارتکاب نہ پایا گیا۔ اس میں جو mensrea ہوتا ہے اس کا شاید وزیر قانون کو نہ پتا ہو ایک practsrea ہوتا ہے ایک mensrea ہوتا ہے۔ یہ تو عدالت کا کام ہے نیت کو determine کرنا کہ نیت مجرمانہ تھی یا نہیں It is for the enquiry officer to ascertain that. کیا نیت مجرمانہ کا تعین عدالت کی صوابدید ہے یا تھانے دار کی؟

جناب سپیکر، اگلا سوال غلام سرور خان صاحب۔

## پولیس انسپکٹروں کی بھرتی کی تفصیلات

*80 جناب غلام سرور خان، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پچھلے تین سال دور میں کتنے اے ایس آئی بھرتی کیے گئے ہیں، کتنے انسپکٹر صاحبان کو قوانین میں نرمی کرکے بھرتی کیا گیا ہے۔ ان کی سکونت مع ضلع وار بھرتی کی تفصیل بتائی جائے۔

(ب) محکمہ انسداد دہشت گردی کے لیے 88-1987ء کے بجٹ میں کتنی رقم رکھی گئی ہے۔ اس محکمے کا سربراہ کون ہے اور اس کی کارکردگی کے بارے میں تفصیلی رپورٹ فراہم کی جائے۔

وزیر قانون (سردار نصر اللہ خان دریشک)،

(الف) پچھلے تین سال دور میں 391 اے ایس آئی بھرتی کیے گئے جن کے کوائف ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے۔ اس عرصے میں کوئی انسپکٹر قانون میں نرمی کرکے بھرتی نہیں کیا گیا۔

(ب) (i) سپیشل برانچ کے شعبۂ انسداد دہشت گردی کے لیے 88-1987ء کے بجٹ میں حکومت پنجاب نے 53,31,560 روپے کی رقم مختص کی تھی۔ متذکرہ شعبہ ایڈیشنل انسپکٹر جنرل آف پولیس (سپیشل برانچ کے زیر نگرانی کرنل محمد اشرف (ریٹائرڈ ڈی آئی جی پولیس) کی سربراہی میں خدمات انجام دے رہا ہے۔

(ii) شعبہ انسداد دہشت گردی کی کارکردگی کی نسبت گزارش ہے کہ سال 88-1987ء کے دوران دہشت گردوں نے صوبہ پنجاب میں 22 دھماکے کیے۔ اس ضمن میں اس محکمہ نے 82 مشتبہ افراد سے تفصیلی پوچھ گچھ کی علاوہ ازیں 703 ایسے افراد سے بھی پوچھ گچھ کی۔ گئی جن کا کسی نہ کسی لحاظ سے دہشت گردی کے ساتھ تعلق ہو سکتا تھا۔ ایسے افراد میں غیر قانونی طور پر داخل ہونے والے غیر ملکی بھی شامل ہیں۔ تفتیش اور پوچھ گچھ کے دوران اس محکمہ نے پنجاب سے متعلقہ 22 دھماکوں میں سے 10 دھماکوں کا سراغ لگایا۔ صوبہ سرحد میں ہونے والے دھماکوں میں سے 11 کا اور بلوچستان میں ہونے والے 3 دھماکوں کا سراغ لگایا۔ دوران کار اس محکمہ نے 29 دہشت گردوں کا سراغ لگایا جبکہ 82 دہشت گردوں یا تخریب کاروں کے حقیقی کوائف تک معلوم کر لیے۔ اطلاعاً عرض ہے کہ ان میں سے سوائے دو کے کوئی صوبہ پنجاب کا باشندہ شامل نہیں پایا گیا اور یہ دونوں بھی اشتہاری ملزم مفرور نہیں۔ مذکورہ بالا 22 دھماکوں میں سے 10 دھماکوں کے مقدمات یا تو عدالتوں میں زیر سماعت ہیں یا تکمیلی مراحل میں ہیں۔ 2 ملزمان سزا یاب ہو چکے ہیں۔ ایک کو سزائے موت اور دوسرے کو عمر قید کی سزا ہوئی۔

جناب سپیکر: یہ پڑھا ہوا سوال ہو گا۔ کوئی سپلیمنٹری سوال؟ عبدالقادر شاہین صاحب!

جناب عبدالقادر شاہین، جناب والا! اس ہاؤس کے سامنے ایک بات تھی جس پر لائبریرین صاحب نے غلط بیانی کا ثبوت دیا۔ ابھی پچھلا سوال جس پر اتنی بحث ہوئی تھی اس میں انھوں نے کہا کہ اے ایس آئی 550 بھرتی کیے گئے۔ اور جو میرے سامنے سوال ہے اس میں انھوں نے تسلیم کیا ہے کہ 391 اے ایس آئی بھرتی کیے گئے۔ کیا وہ پہلے سوال کا جواب صحیح تھا یا اس سوال کا جواب صحیح ہے؟

وزیر قانون، جناب والا! جو پہلا سوال ہے اس میں چار سال کی بھرتی ہے اور یہ جو سوال ہے اس میں فاضل رکن نے تین سالوں کا پوچھا ہے اور یہ تین سالوں کی بھرتی ہے۔

راجہ صفدر حسین، جناب والا! مجھے اجازت ہے؟

جناب سپیکر، راجہ صاحب! آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

راجہ صفدر حسین، جناب والا! یہ آپ کا فرض ہے کہ آپ دیکھیں کہ یہ صحیح کہہ رہے ہیں یا غلط کہہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

راجہ صفدر حسین، [**********]

جناب سپیکر، راجہ صاحب! آپ کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں؟

راجہ صفدر حسین، جناب والا! میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ جان بوجھ کر ان کے غلط فیصلوں کو protection دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر، تو پھر میں آپ کی اس بات کو رد کرتا ہوں۔ اور آپ کو کہتا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کی بات کو entertain نہیں کرتا۔ اور آپ کے سارے الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ Please take your seat.

راجہ صفدر حسین، جناب والا! میں بطور احتجاج واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلے پر راجہ صفدر حسین باہر جانے لگے)

---

*** (بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

جناب سپیکر، آپ احتجاج کرتے ہیں میں آپ کو ہاؤس سے باہر نکالتا ہوں۔ آپ [illegible] خلاف میں آپ کو ہاؤس سے باہر نکالتا ہوں۔

(اس مرحلے پر راجہ صفدر حسین ایوان سے باہر جا چکے تھے)

(قطع کلامیاں)

اگر آپ اس اجلاس کو سنجیدگی سے چلانا نہیں چاہتے تو میں اس اجلاس کو prorogue کر دیتا ہوں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! ہم دوبارہ بلائیں گے۔

جناب سپیکر، آپ دوبارہ بلائیں۔ اگر آپ اس اجلاس کو سنجیدگی سے چلانا چاہتے ہیں تو میں چلاؤں گا۔ اگر آپ چیئر کے conduct کو ہی سارا عرصہ criticise کریں اور رولز کی خلاف ورزی کریں تو میں آپ کو اجازت نہیں دیتا کہ اس ایوان کا وقت ضائع کیا جائے۔

جناب نذر حسین کیانی، جناب والا! آپ کی اجازت سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی کیانی صاحب!

جناب نذر حسین کیانی، جناب والا! ہمارا مطمح نظر کبھی بھی یہ نہیں رہا کہ آپ کی ذات کو تنقید کا نشانہ بنایا جائے۔

جناب سپیکر، کیانی صاحب! سارا عرصہ معزز اراکین۔۔۔

جناب نذر حسین کیانی، جناب والا! اب اگر آپ مجھے بات مکمل کرنے دیں گے تو اس کے بعد پھر جو بات آپ فرمانا چاہیں گے ہم بھی سن لیں گے۔

جناب سپیکر، جی آپ ارشاد فرمائیں۔

جناب نذر حسین کیانی، تاہم بعض اوقات تلخیاں پیدا ہوتی ہیں اور میں آج ہی اخبار میں پڑھ رہا تھا کہ کل جب پارلیمنٹ کا joint session ہو رہا تھا تو وہاں پر جب سپیکر جناب معراج خالد صاحب بات کر رہے تھے تو اس پر اپوزیشن کے ایک رکن نے کوئی بات کی اور جناب جاوید جبار صاحب نے اس پر اعتراض کیا کہ سپیکر کے conduct کو چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔ تو ایک انتہائی قابل احترام ایم این اے صاحب نے یہ فرمایا کہ سپیکر صاحب کی بات کوئی قرآن کی آیت اور حدیث نہیں ہوا کرتی کہ اس کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ یہ میں اپنی بات نہیں کر رہا۔ جناب والا! یہ میں ان کی بات کر رہا ہوں۔ میرا عرض

رے کا مطلب صرف یہ تھا کہ اگلے دن بھی یہ ہوا۔ ٹھیک ہے' عبدالقادر شاہین صاحب نے آپ کا حکم نہیں مانا' آپ نے ایک بات کر دی' اپوزیشن لیڈر نے آپ کے حکم کی تعمیل کی اور انھوں نے اس بات پر زور نہیں دیا کہ آپ جناب عبدالقادر شاہین کو فوری طور پر واپس بلا لیں۔ آج جناب والا! صدر صاحب نے بات کی' آپ نے مجھ سے بھی یہ فرمایا کہ میں ان سے براہ راست مخاطب نہیں ہو سکتا۔ لیکن جناب لاءمنسٹر صاحب نے بھی آپ سے اجازت نہیں لی تھی' بلکہ از خود کھڑے ہو کر آپ سے گفتگو کرنی شروع کر دی تھی اور ہمیں ایڈریس کرنا شروع کر دیا تھا۔ میں صرف ایک عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کا منصب احترام کے قابل ہے اور آپ کی ذات بذات خود بھی۔ میں خدا نخواستہ آپ کی خوشامد نہیں کرنا چاہتا' یہ حقیقت ہے کہ ہم آپ کا احترام کرتے ہیں۔ لیکن جس انداز سے ہاؤس کی کارروائی conduct ہوتی ہے اس میں بعض اوقات ہمارے ممبران کو رنج پہنچتا ہے۔ جبکہ میرے ایک رکن نے میری پارٹی کے ایک انتہائی معزز اور قابل احترام رکن نے آپ کی بات کے خلاف احتجاجاً واک آؤٹ کیا تو آپ نے ان کو اس ہاؤس سے نکال دیا۔ تو میں آپ کے اس فیصلے کے خلاف اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ احتجاجی اور علامتی واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلے پر حزب اختلاف کے اراکین واک آؤٹ کر گئے)

**جناب سپیکر:** یہ اجلاس اپوزیشن نے بلایا ہے اور وہ اس میں law and order کی situation کو discuss کرنا نہیں چاہتے۔ اپوزیشن نے اس ہاؤس میں بیٹھنا پسند نہیں کیا۔ وہ واک آؤٹ کر گئے ہیں۔ یہاں Treasury Benches تو law and order کو discuss نہیں کرنا چاہتے۔ میرے پاس اب اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ اجلاس کو برخاست کر دوں۔

(اس مرحلے پر حزب اختلاف کے اراکین ہاؤس میں واپس تشریف لے آئے)

**میاں منظور احمد موہل:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب سپیکر:** میاں منظور احمد موہل پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ وقفۂ سوالات ختم ہوتا ہے۔ اور میں ان کو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔

**وزیر قانون:** جناب والا! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

**جناب سپیکر:** بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

## نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

### سیشن عدالتوں میں قتل کے مقدموں کی تفصیلات

*93 سید ذاکر حسین شاہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

پنجاب کی تمام سیشن عدالتوں میں اس وقت کتنے قتل کے مقدمات زیر سماعت ہیں اور کتنے فیصلہ طلب ہیں اور ان کے فیصلوں میں تاخیر کی کیا وجوہ ہیں؟

وزیر قانون (سردار نصر اللہ خان دریشک): صوبہ پنجاب کی سیشن عدالتوں میں 30 ستمبر 1989ء تک 3365 مقدمات زیر سماعت ہیں جو کہ فیصلہ طلب ہیں۔ تاخیر کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں۔

مقدمات کی زیادتی کے مقابلے میں جج صاحبان کی کمی' ملزمان کی جانب سے مقدمات میں تاخیری حربے استعمال کرنا تاکہ دو سال کی قانونی مدت گزرنے کے بعد ضمانت کروا سکیں۔

تاہم حکومت وقتاً فوقتاً ضروری ہدایات جاری کرتی رہی ہے تاکہ مقدمات جلد نمٹائے جا سکیں۔

### اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل کی بھرتی کی تفصیلات

*94 سید ذاکر حسین شاہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گزشتہ تین سال کے دوران صوبے میں کتنے اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل بھرتی کیے گئے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل کی پوسٹ کے لیے جو درخواستیں طلب کی گئی تھیں ان کے لیے انٹرویو وغیرہ لیے گئے تھے۔ ان میں سے کتنے امیدوار کامیاب ہوئے۔

(ج) کتنے لوگوں کو براہ راست اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل بھرتی کیا گیا؟

وزیر قانون (سردار نصر اللہ خان دریشک):

(الف) محکمہ جیل خانہ جات میں پچھلے تین سالوں میں اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل بھی شامل ہے۔

(ب) صرف خاتون اسسٹنٹ جیل کی تعیناتی کے لیے مورخہ 14-4-1988 کو انٹرویو لیے گئے جس میں ایک خاتون کا چناؤ ہوا۔ پندرہ مرد اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل کو بحکم وزیر اعلیٰ پنجاب براہ راست قواعد بھرتی کے مجوزہ طریق کار میں رعایت دے کر بھرتی کیا گیا۔

(ج) اس کا جواب جز (الف) میں درج ہے۔

## تھانوں کی بلڈنگ تعمیر کرنے کے لیے اقدامات

*113 ملک محمد طیب خان اعوان، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دنیا پور اور جھلا ارائیں کے تھانہ کی بلڈنگ نہیں ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان تھانوں کے پاس کافی رقبہ بھی موجود ہے

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو آیا حکومت سال 89-1988ء کے دوران دنیا پور اور جھلا ارائیں کے تھانوں کی بلڈنگ تعمیر کرنے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر قانون (سردار نصراللہ خان دریشک)،

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) ان دونوں تھانوں کی عمارت کی تعمیر کے سلسلے میں محکمہ بلڈنگ سے باقاعدہ نقشہ جات و تخمینہ خرچ بحساب 17 لاکھ 7 ہزار فی تھانہ حاصل کرنے کے بعد انتظامی منظوری دی جا چکی ہے۔ ہر دو منصوبہ جات کو سال 90-1989ء کے ترقیاتی پروگرام میں شامل کر لیا گیا ہے۔ فنڈز جاری کر دیے گئے ہیں۔ تعمیر کا کام جلد ہی شروع ہو جائے گا۔

## منشیات کی روک تھام کے لیے اقدامات

*184 حاجی محمد افضل چن، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال 1985ء سے 1988ء تک ضلع گجرات میں منشیات کے کتنے کیس درج ہوئے۔ ہر سال کی الگ الگ تفصیل کیا ہے۔

(ب) منشیات کے کیسوں میں ملوث ملزمان کے نام کیا ہیں اور کتنے بری ہوئے کتنے سزا یاب ہوئے۔

(ج) حکومت منشیات کی روک تھام کے لیے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر قانون (سردار نصراللہ خان دریشک)،

(الف) ضلع گجرات میں سال وار منشیات کے مقدمات کی تفصیل درج ذیل ہے،

| سال | تعداد مقدمات | تعداد ملزمان |
|---|---|---|
| 1985ء | 359 | 386 |

| | | |
|---|---|---|
| 1986ء | 424 | [illegible] |
| 1987ء | 1061 | 1081 |
| 1998ء | 1532 | 3376 |

(ب) ان مقدمات میں ملوث ملزمان کے ناموں کی تفصیل کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ضمیمہ "الف" میں ہے۔ ملزمان میں سے بری ہونے اور سزا یاب ہونے والوں کی تعداد حسب ذیل ہے،

| سال | ملزمان جو بری ہوئے | ملزمان جو سزا یاب ہوئے | مقدمات جو التوا میں ہیں |
|---|---|---|---|
| 1985ء | 83 | 155 | 148 |
| 1986ء | 53 | 325 | 275 |
| 1987ء | 33 | 325 | 723 |
| 1988 | 6 | 171 | 1375 |
| میزان | 175 | 976 | 2521 |

(ج) منشیات کی وباء کے انسداد کے لیے حکومت پنجاب ہنگامی بنیادوں پر کام کر رہی ہے۔ وزیر آب کاری کی زیر سرکردگی ایک اعلیٰ اختیاراتی کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جو انسداد منشیات سے متعلق ایجنسیوں کی کارکردگی کا نہ صرف جائزہ لیتی ہے بلکہ اس وباء سے نمٹنے کے لیے موثر اقدامات کرتی ہے۔اس کے علاوہ ڈویژن ضلع اور تحصیل کی سطح پر کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں جن میں عوامی نمائندگان کے علاوہ متعلقہ محکمہ جات کے افسران شامل کیے گئے ہیں جن کے باقاعدہ ماہانہ اجلاس ہوتے ہیں۔ یہ کمیٹیاں نہ صرف منشیات میں ملوث لوگوں کے خلاف مقدمات کا جائزہ لیتی ہیں، بلکہ نشے کے عادی لوگوں کے علاج کی سہولتوں کو بھی بہتر بناتی ہیں۔

حتی الوسع کوشش کی جا رہی ہے کہ اس گھناؤنے کاروبار میں ملوث لوگ قانون کے ہاتھوں بچ نہ پائیں۔ اس کوشش کا نتیجہ ہے کہ سال 1988ء میں کل 1532 مقدمات درج ہوئے جب کہ سال 1987ء میں ان کی تعداد 3376 تھی۔

## جیری ریٹائر کیے گئے پولیس ملازمین کی مراعات

*209 جناب احمد بخش تھیم، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) 1980ء میں جن سرکاری ملازمین کو خلعہ پولیس سے جبری ریٹائر کیا گیا تھا ان میں کتنوں کی پنشن منظور ہو چکی ہے۔ کتنے ایسے ہیں جن کو تا حال پنشن نہیں ملی۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس مہنگائی کے دور میں ان لوگوں کو بحال کرکے بمع موجودہ مراعات کے ریٹائر کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر قانون (سردار نصر اللہ خان دریشک)،

(الف) سال 1980 میں کل 179 ملازمین پولیس کو ریٹائر کیا گیا تھا جن میں سے 178 ریٹائر ملازمین کے پنشن کیس منظور ہو چکے ہیں بقیہ ایک ملازم کے پنشن کے کاغذات تیار کرکے اسے جی آئی پنجاب بھجوائے گئے تھے جو تا حال فیصلہ طلب ہے۔

(ب) ایسی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے کیوں کہ ریٹائر کیے گئے ملازمین کو قواعد کے تحت پنشن دی جا رہی ہے۔

## پولیس اہلکار کی ایک ہی تھانے میں بار بار تعیناتی کی وجوہات

*264 دیوان عاشق حسین بخاری، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پالیسی کے مطابق کسی سرکاری ملازم کو بار بار زیادہ عرصے تک ایک ہی علاقے میں تعینات نہیں کیا جا سکتا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کی یہ پالیسی ملازمین کے لیے اس وجہ سے ہے کہ وہ زیادہ عرصہ ایک علاقہ میں تعینات رہ کر اپنے ذاتی تعلقات و مخالفت پیدا کر لیتے ہیں' اس وجہ سے نیک نیتی سے اپنے فرائض منصبی ادا نہیں کر سکتے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ایک پولیس ملازم سفارش علی تھانہ جلال پور پیروالہ (تحصیل شجاع آباد' ملتان) میں پہلے ایم او رہ چکا ہے۔ جبکہ قبل ازیں متذکرہ تھانہ میں محرر رہ چکا ہے اور اب اسی تھانہ میں بطور اے ایس آئی تعینات ہے۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ اہلکار ایک ماہ کے لیے جلال پور تھانہ سے تبدیل ہوگیا اور پھر دوبارہ اسی تھانہ میں واپس تعینات کر دیا گیا۔

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ بالا اہلکار ایک با اثر شخصیت کے ذاتی مفادات کے لیے تعینات کیا

گیا ہے۔

(و) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اہلکار مذکور کو عرصۂ دراز سے کسی نہ کسی شکل میں تھانہ جلال پور پیروالہ میں بار بار کیوں تعینات کیا جاتا رہا ہے' جبکہ ایس ایس پی ملتان کے نوٹس میں بھی لایا جا چکا ہے اور مذکورہ اہلکار تھانہ جلال پور میں کئی بے ضابطگیوں کا ارتکاب بھی کر چکا ہے؟

وزیر قانون (سردار نصراللہ خان دریشک)،

(الف) پولیس رولز کے مطابق ماتحتاں ادنیٰ کی کسی ایک مقام پر متعدد بار تعیناتی پر کوئی پابندی نہیں۔

(ب) جیسا کہ اوپر جز (الف) میں عرض کیا گیا ہے ادنیٰ ملازمین (lower subordinates) کی ایک علاقہ میں متعدد بار یا طویل مدت تعیناتی پر کوئی پابندی نہیں۔ الا بار بار یا طویل مدت تعیناتی پر کوئی پابندی نہیں کہ حلقے کے لوگوں سے تعلقات قائم ہو جائیں' یا بصورت دیگر حلقے میں مخالفت ہو جائے اور یہ صورت حال کارِ سرکار کی صحیح بجا آوری پر اثر انداز ہوتی ہو تو مفاد عامہ کے پیش نظر ایسے اہلکار کا اس علاقے سے تبادلہ کر دیا جاتا ہے اور اس جگہ پر اس کی تعیناتی سے اجتناب کیا جاتا ہے۔

(ج) سفارش علی کی تھانہ جلال پور پیر والہ پر تعیناتی کی تفصیل ذیل میں ہے،

1۔ بطور ڈیوٹی فٹ کنسٹیبل 20-5-1980 تا 19-7-1981
(ایم او کلرک)

2۔ بطور ڈی۔ ایف۔ سی۔ 19-9-1981 تا 22-1-1983

3۔ بطور ڈی۔ ایف۔ سی محرر ہیڈ کنسٹیبل 2-7-1984 تا 11-11-1985

4۔ بطور محرر ہیڈ کنسٹیبل 23-9-1986 تا 11-3-1987

5۔ بطور محرر ہیڈ کنسٹیبل بطور اے ایس آئی تفتیشی 3-10-1989 تا 24-1-1989

(د) سفارش علی مذکور کے جملہ تعیناتی ہائے پر تھانہ جلال پور کی تفصیل جز (ج) میں دی گئی ہے۔

(ہ) یہ درست نہیں۔

(و) جیسا کہ اوپر عرض کیا جا چکا ہے کہ ادنیٰ ماتحتاں کی ایک ہی مقام پر تعیناتی پر کوئی پابندی

ہیں۔ اور یہ بھی مدور اہلکار کی خاص وجہ سے بار بار جلالپور پیروالہ تعینات ہوتا رہا۔ 9-2-1989 کو سفارش علی اے ایس آئی ضلع ساہیوال تبدیل کر دیا گیا ہے۔

## انسپکٹر کی بجائے سب انسپکٹر کو تھانہ انچارج تعینات کرنے کی وجوہات

*266 دیوان عاشق حسین بخاری، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ انسپکٹر پولیس کو بطور ایس ایچ او انچارج تھانہ تعینات کیا جانا حکومت کی پالیسی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ تھانہ خان بیلہ (تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان) میں ایس ایچ او انسپکٹر پولیس منیر حسین پہاڑی تعینات تھا۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ ایس ایچ او کو صرف ایک ماہ بعد بلا وجہ تبدیل کر دیا گیا اور ایک سب انسپکٹر پولیس بطور انچارج تھانہ تعینات کر دیا گیا ہے جبکہ کئی پولیس انسپکٹر پولیس لائنز میں اپنی تعیناتی کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔ علاوہ ازیں دیگر کئی تھانوں میں سب انسپکٹر انچارج تھانہ تعینات ہیں۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو صرف ایک ماہ کے اندر انسپکٹر منیر حسین کو تھانہ خان بیلا سے تبدیل کرکے اس کی جگہ ایک سب انسپکٹر کو بطور انچارج تھانہ تعینات کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر قانون (سردار نصر اللہ خان دریشک)،

(الف) مرحلہ وار پروگرام کے تحت تمام تھانوں میں انسپکٹر بطور ایس ایچ او تعینات کیے جا رہے ہیں۔

(ب) درست ہے۔ منیر حسین انسپکٹر نمبر 154 ایم مورخہ 4-8-1988 کو بطور انسپکٹر ایس ایچ او تھانہ خان بیلہ بحکم ایس ایس پی صاحب ملتان تعینات ہوا تھا۔

(ج) مورخہ 5-9-1988 کو ایس ایس پی ملتان کے حکم سے منیر حسین انسپکٹر تبدیل ہو کر حاضر پولیس لائن ہوا۔ جس کی جگہ اقبال حسین سب انسپکٹر کو بطور ایس ایچ او تعینات کر دیا گیا۔ یہ بھی درست ہے کہ کئی تھانہ جات پر سب انسپکٹر بطور ایس ایچ او تعینات ہیں۔

(د) انسپکٹر منیر حسین کے خلاف عوام سے بدسلوکی کی شکایت موصول ہوئی تھی جس کی بناء پر اسے فوری تبدیل کرنا پڑا۔

## ضلع خانیوال میں ڈسٹرکٹ جیل کا قیام

*341 جناب ڈاکٹر خاور علی شاہ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع خانیوال میں ڈسٹرکٹ جیل قائم کرنے کا کوئی منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے۔

(ب) اگر جز الف کا جواب نفی میں ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

(ج) پنجاب کے کون کون سے اضلاع میں نئے جیل خانہ جات قائم کرنے کا پروگرام حکومت کے زیر غور ہے؟

وزیر قانون (سردار نصر اللہ خان دریشک)،

(الف) جی ہاں۔

(ب) منصوبہ پہلے ہی سے زیر غور ہے۔

(ج) جی ہاں۔ مندرجہ ذیل اضلاع میں نئی جیلیں قائم کرنے کا منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے،

1۔ بھکر 2۔ اوکاڑہ 3۔ وہاڑی 4۔ لیہ

## ملتان کی جیلوں میں قیدیوں کی تعداد

*342 جناب ڈاکٹر خاور علی شاہ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ملتان ڈسٹرکٹ جیل اور ملتان سنٹرل جیل میں کل کتنے قیدی رکھنے کی گنجائش ہے۔

(ب) اس وقت دونوں جیلوں میں کتنے قیدی رکھے گئے ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ملتان ڈسٹرکٹ جیل کو شہر سے باہر منتقل کرنے کا کوئی منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے؟

وزیر قانون (سردار نصر اللہ خان دریشک)،

(الف) ملتان ڈسٹرکٹ جیل میں 739 اور ملتان سنٹرل جیل میں 1875 قیدی رکھنے کی گنجائش ہے۔

(ب) مورخہ 1-18-1989 کو ڈسٹرکٹ جیل ملتان میں 1226 اور ڈسٹرکٹ جیل ملتان میں 2356 قیدی موجود ہیں۔

(ج) جی ہاں۔

## اسلحہ لائسنسوں کی فیس پر نظر ثانی

*353 جناب محمد وصی ظفر، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت اسلحہ لائسنسوں کی فیس پر نظر ثانی کرتے ہوئے ان میں کمی کرنے اور اس کو دوسرے صوبوں اور مرکز کے مطابق کرنے پر غور کر رہی ہے۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ایسا کب تک ہو گا؟

وزیر قانون (سردار نصراللہ خان دریشک)،

(الف) صوبائی حکومت نے اس معاملہ کا جائزہ لینے کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ اسلحہ لائسنسوں کی فیس میں کمی نہ کی جائے، چونکہ اس طرح صوبائی حکومت کے بجٹ میں خسارہ بڑھنے کا امکان ہو سکتا ہے۔

(ب) جز (الف) کا جواب نفی میں ہے۔

## ایڈیشنل سیشن جج سول جج کی عمارت کی تعمیر

*378 جناب شبیر احمد خان، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل لودھراں ضلع ملتان میں ایڈیشنل سیشن جج عدالت ہائے سول جج حضرات کی عمارات کی تعمیر کی منظوری دی جا چکی تھی اور بجٹ میں رقوم بھی مہیا کر دی گئی تھیں۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ان عمارات کی تعمیر کب تک شروع کر دی جائے گی اور اگر تعمیر نہیں کی جا رہی تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر قانون (سردار نصراللہ خان دریشک)،

(الف) ہائی کورٹ نے مطلع کیا ہے کہ لودھراں میں ایڈیشنل سیشن جج کے دفتر کے قیام کے لیے کوئی سکیم موصول نہ ہوئی ہے۔ تاہم لودھراں میں تین سول جج صاحبان کی عدالتیں قائم کرنے کے لیے 906 لاکھ روپے کی لاگت سے ایک سکیم منظور ہو چکی ہے۔

(ب) ہائی کورٹ نے متعلقہ چیف انجینئر بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ پنجاب کو 9067 لاکھ روپے سول جج صاحبان کی متذکرہ تین عدالتوں کی تعمیر شروع کرنے کے لیے دیے ہیں۔ عمارت کا نقشہ بھی منظور ہو چکا ہے اور تعمیر شروع کر دی گئی ہے۔ عمارت کی تعمیر اسی سال کے دوران

مکمل ہونے کی توقع ہے۔

## ایک ہی جگہ مقررہ عرصے سے زیادہ تعیناتی کی وجوہات

*419 سردار سکندر حیات خان، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ عرصہ پانچ سال سے زائد کسی سرکاری ملازم کو ایک ہی جگہ پر تعینات نہیں رکھا جا سکتا۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مسٹر محمود پیر زادہ ڈی ایس پی ضلع اٹک کو مقررہ عرصہ گزرنے کے باوجود ابھی تک مذکورہ جگہ میں ہی تعینات رکھنے کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر قانون (سردار نصر اللہ خان دریشک)،

(الف) قواعد کی رو سے کسی سرکاری ملازم کے ایک جگہ عرصہ پانچ سال یا زائد تعیناتی پر کوئی قدغن نہ ہے۔

(ب) مسٹر شاہ محمود پیر زادہ ڈی ایس پی بطور ایس ڈی پی او فتح جنگ مورخہ 28-10-1987 سے تعینات ہے اور اسے ضلع اٹک میں صرف ایک سال پانچ ماہ کا عرصہ گزرا ہے۔

## ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل کو گریڈ سترہ نہ دینے کی وجوہات

*462 نواب زادہ غضنفر علی گل، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ اس وقت صوبے میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل کو گریڈ 16 دیا جاتا ہے۔

(ب) کیا یہ امر بھی واقعہ ہے کہ ملک کے دیگر صوبوں میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کو سکیل نمبر 17 دیا جا رہا ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک صوبے کے ملازمین کو بھی گریڈ 17 دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر قانون (سردار نصر اللہ خان دریشک)،

(الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں۔ صرف حکومت بلوچستان نے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کا گریڈ نمبر 16 سے بڑھا کر نمبر 17 کر دیا ہے۔

(ج) صوبہ پنجاب، سندھ اور سرحد میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کا سکیل نمبر 16 ہی ہے۔ تاہم حال ہی میں

حکومت بلوچستان نے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کا گریڈ 16 سے بڑھا کر 17 کر دیا ہے۔ اعلیٰ اختیاراتی کابینہ کمیٹی برائے اصلاحات جیل کی رپورٹ میں جیل کے ملازمین اور افسران کے سکیل بھی محکمہ پولیس کے ملازمین اور افسران کے مساوی کرنے کی سفارش کی تھی۔ اس کی روشنی میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کے سکیل کا مسئلہ حکومت پنجاب کے زیر غور ہے۔

## انسپکٹروں اور سارجنٹوں کی بھرتی کی تفصیل

*539 میاں سیف احمد، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

سال 1985ء سے 1988ء تک انسپکٹر پولیس اور پولیس سارجنٹ کی اسامیوں پر کتنے افراد بھرتی کیے گئے اور ان میں سے کتنے افراد کو قواعد میں نرمی کرکے بھرتی کیا گیا' نیز وزیر اعلیٰ پنجاب اور صوبائی وزراء کی سفارش پر کتنے افراد بھرتی کیے گئے؛ ان کے ناموں سے ایوان کو مطلع فرمایا جائے۔

وزیر قانون (سردار نصر اللہ خان دریشک)۔

سال 1985ء سے 1988ء تک کوئی انسپکٹر پولیس بھرتی نہیں کیا گیا جبکہ سال 1985ء سے سال 1988ء تک کل 25 انسپکٹر سارجنٹ بھرتی کیے گئے۔ یہ تمام افراد وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم پر بھرتی کیے گئے۔ ان کے ناموں کی تفصیل لف ہے۔

### فہرست انسپکٹر سارجنٹ

### جو بحکم وزیر اعلیٰ پنجاب بھرتی ہوئے

| نمبر شمار | نام اور ولدیت | مکمل پتہ جات |
|---|---|---|
| 1۔ | آفتاب احمد ولد عبدالرحیم بٹ | گلی بیری والی محلہ بختے والا' گوجرانوالہ |
| 2۔ | شاہد محمود شیخ ولد بشیر احمد شیخ | 60۔ اے کلفٹن کالونی گلے زئی سٹریٹ' لاہور |
| 3۔ | شہباز احمد ملک ولد ممتاز احمد ملک | 112/9-7 تحصیل' ضلع ساہیوال |
| 4۔ | آصف صدیق ولد محمد صدیق | 665/A پیپلز کالونی نمبر 1 |
| 5۔ | جمال ناصر ولد تہور علی خان | 129/E1 گلبرگ iii |
| 6۔ | محمد اطہر ولد محمد اعظم | چک نمبر 1057' رحیم یار خان |
| 7۔ | سہیل فاضل ولد محمد فاضل | 13۔ ڈی سی روڈ' گوجرانوالہ |
| 8۔ | محمد شریف ولد چودھری ولی محمد | مکان نمبر 235 بلاک نمبر 2 چیچہ وطنی' ضلع |

ساہیوال

| | | |
|---|---|---|
| 9۔ | رضوان محمود ولد خواجہ ریاض محمود | 28 A نسبت روڈ، لاہور۔ |
| 10۔ | احسن اقبال ولد اقبال محمود | اسکارٹ روڈ سول لائنز، گوجرانوالہ |
| 11۔ | عابد عباس شاہ ولد کرار حسین شاہ | 1053/B سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی |
| 12۔ | طارق عظیم ولد محمد عظیم | 56 ریلوے روڈ، لاہور |
| 13۔ | ساجد جاوید ولد حاجی محمد یعقوب | کھیالی گیٹ، گوجرانوالہ |
| 14۔ | امتیاز الرحمٰن ولد فضل الرحمٰن | 99-N سمن آباد، لاہور |
| 15۔ | محمد احمد سلیم ولد محمد سلیم | مکان نمبر 9 رحمان گلی نمبر 2 نشتر روڈ، لاہور۔ |
| 16۔ | خالد قریشی ولد سراج قریشی | معرفت قریشی برادرز اندرون دہلی گیٹ، لاہور |
| 17۔ | مظہر احمد وٹو ولد نذیر احمد وٹو | چک 161۔ ای بی تحصیل عارف والا ضلع، ساہیوال |
| 18۔ | منیر احمد ولد محمد بشیر | مکان 12-A گیان سٹریٹ نمبر 56 گوالمنڈی لاہور |
| 19۔ | آصف زمان ولد صفدر زمان | ملتان روڈ رینالہ خورد، ضلع اوکاڑہ |
| 20۔ | نسیم احمد چیمہ ولد غلام احمد چیمہ | گنیاں والا ڈاکخانہ تحصیل وزیر آباد ضلع، گوجرانوالہ |
| 21۔ | شوکت علی جونیا ولد محمد احمد جونیا | مکان نمبر 240 سیدن شاہ کالونی وزیر علی روڈ، لاہور |
| 22۔ | نصرت محمود ولد عنایت اللہ | 33 رچنا بلاک علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور |
| 23۔ | اکرام اللہ ملک ولد ثناء اللہ ملک | مکان نمبر 15 گلی نمبر 32 عبدالکریم روڈ، لاہور |
| 24۔ | محمد شہزاد ولد آغا عزیز خان | مکان نمبر 12 سٹریٹ نمبر 29 قلعہ گوجر سنگھ، لاہور |
| 25۔ | عارف محمد ولد محمود الحسن بٹ | محمود منزل منسارام سٹریٹ، نسبت روڈ، لاہور |

## راولپنڈی میں ٹریفک کا نظام درست کرنے کے لیے اقدامات

*609 آغا ریاض الاسلام، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ راولپنڈی شہر میں ٹریفک کا نظام درست نہیں ہے۔ خاص کر مری روڈ پر ٹریفک گھنٹوں رکی رہتی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ حکومت کی ناقص منصوبہ بندی، پارکنگ کا مناسب انتظام نہ ہونے اور ٹریفک کے عملے کی نااہلی کی وجہ سے ایسا ہو رہا ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس سلسلے میں کیا اقدامات کر رہی ہے یا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر قانون (سردار نصر اللہ خان دریشک)،

(الف) مری روڈ راولپنڈی شہر کی اہم ترین شاہراہ ہے۔ راولپنڈی شہر کی تقریباً 80 فیصد ٹریفک مری روڈ استعمال کرتی ہے۔ راولپنڈی سے اسلام آباد جانے کے لیے مری روڈ ہی استعمال ہوتی ہے۔ یہ ٹرک دیگر ٹریفک کے علاوہ اسلام آباد کے دفاتر اور تعلیمی اداروں میں جانے کے لیے ہے۔ آمد و رفت میں ٹریفک کے اضافے کا سبب یہی ہوتا ہے۔ اس حقیقت کے پیش نظر رش کے اوقات میں مری روڈ پر ٹریفک سگنل بند کرکے ٹریفک کو رواں دواں رکھا جاتا ہے۔ زیادہ رش کی وجہ سے ٹریفک کی رفتار میں کمی ضرور محسوس ہوتی ہے۔ لیکن ٹریفک جام نہیں ہوتی۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ آبادی میں اضافے کی وجہ سے ٹریفک میں بھی اضافہ ایک یقینی امر ہے۔ تاہم ایسی صورت حال سے نمٹنے کے لیے ٹریفک سٹاف کو ایڈوانٹرز ہائی وے سیفٹی اور قربان لائن لاہور سے تربیت دی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں پارکنگ اور بس سٹاپوں میں توسیع کرنے کے منصوبہ جات مختلف محکمہ جات کے پاس زیر غور ہیں۔

(ج) جیسا کہ جز (ب) میں بیان کیا گیا ہے۔

## خانیوال میں قومی رضا کاروں کی تعداد

*634 جناب احمد بخش تھیم، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ خانیوال میں قومی رضا کاروں کی تعداد کتنی ہے اور ان کو کتنا بھتا دیا جاتا ہے؟

وزیر قانون (سردار نصراللہ خان دریشک)،

ضلع خانیوال میں قومی رضا کاروں کی تعداد حسب ذیل ہے،

| | | |
|---|---|---|
| 1۔ | ڈسٹرکٹ کمانڈر | 1 |
| 2۔ | کمپنی کمانڈر | 14 |
| 3۔ | پلاٹون کمانڈر | 28 |
| 4۔ | سیکشن کمانڈر | 84 |
| 5۔ | رضا کار | 840 |
| | کل تعداد | 967 |

قومی رضا کاروں کو بھتا بلحاظ عہدہ متواتر تین دن ڈیوٹی دینے پر حسب ذیل شرح فی یوم کے حساب سے ادا کیا جاتا ہے،

| | | |
|---|---|---|
| 1۔ | ڈسٹرکٹ کمانڈر | 14 روپے فی یوم |
| 2۔ | کمپنی کمانڈر | 14 روپے فی یوم |
| 3۔ | پلاٹون کمانڈر | 10 روپے فی یوم |
| 4۔ | سیکشن کمانڈر | 10 روپے فی یوم |
| 5۔ | رضا کار | 8 روپے فی یوم |

## سیاسی قیدیوں کے نام پر اخلاقی مجرموں کو رہا کرنے کی تفصیلات

*658 چودھری اصغر علی گجر، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گزشتہ دنوں میں مرکزی حکومت نے سیاسی قیدیوں کے نام پر جن اخلاقی مجرموں کو رہا کر دیا تھا ان کی وجہ سے صوبے میں جرائم میں اضافہ ہو گیا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو صوبے میں جرائم میں اب تک کتنا اضافہ ہوا ہے اور ان میں سے کتنے مجرم گرفتار کیے جا چکے ہیں؟

وزیر قانون (سردار نصراللہ خان دریشک)،

(الف) انسداد جرائم کی مہم نے جرائم پر قابو پانے میں کافی مدد دی ہے تاہم خصوصی رعایت کے تحت رہا ہونے والے کچھ مجرمان نے ارتکاب جرائم کیا ہے جس کی مثالیں اگلے جز کے جواب

ہیں دی گئی ہیں۔

(ب) مندرجہ ذیل ملزمان صدارتی حکم کے تحت رہا ہونے کے بعد دوبارہ جرائم میں ملوث ہونے پر گرفتار ہوئے،

1- محمد احسان ولد محمد یوسف قوم کشمیری، ساکن رحمان پورہ گوجرانوالہ۔ مقدمہ نمبر 121/89 مورخہ 15-5-1989 بجرم 3/4/79 امتناع مشیات تھانہ گرجا کھر گوجرانوالہ

2- محمد اقبال ولد یار محمد قوم جوئیہ موضع جنڈ، بہاولپور۔ مقدمہ نمبر 43/89 مورخہ 7-5-1989 بجرم 307/34 ت پ، تھانہ عباس نگر بہاولپور

3- تاج محمد ولد یار محمد۔ مقدمہ نمبر 43/89 بجرم 307/36 ت پ تھانہ عباس نگر بہاولپور

## پولیس افسران کی وزیر اعلیٰ کے ساتھ کراچی جانے کی وجوہات

*690 نواب زادہ غضنفر علی گل، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب 31 مارچ 1989ء کو اسلامی جمہوری اتحاد کے جلسے کو خطاب فرمانے کے لیے کراچی تشریف لے گئے تو کرنل محمد اشرف ڈی آئی جی سپیشل برانچ اور رانا مقبول احمد ایس ایس پی لاہور کے علاوہ پنجاب پولیس کے 30/35 افسران و اہلکاران سفید کپڑوں میں ان کے ہمراہ تھے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ بالا افسران دو پک اپس جن کے رجسٹریشن نمبر 5562 آر بی اور 8575 ایف ڈی تھے میں سوار تھے اور وہ جلسۂ عام منعقدہ نشتر پارک میں بھی وزیر اعلیٰ کے ہمراہ تھے اور کراچی میں وزیر اعلیٰ کے قیام کے دوران ہمہ وقت ان کے ہمراہ رہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ بالا افسران میں سے 18 نے 30 مارچ سے یکم اپریل تک اباسین ہوٹل میں قیام کیا تھا۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب پولیس کے مذکورہ بالا افسران پک اپس کے علاوہ وائرلیس سیٹ بھی ہمراہ لے گئے تھے۔

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت سندھ نے بذریعہ وفاقی حکومت تحریری طور پر چیف سیکرٹری پنجاب سے اس پر احتجاج کیا ہے۔

(و) اگر جزائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو صوبہ سندھ میں جانے کے لیے وزیر اعلیٰ پنجاب کو

اپنے ساتھ سیکورٹی عملہ لے جانے کی ضرورت [illegible]
اعتماد کی فضا پیدا نہ ہوگی اور عصبیت کو ہوا لگ کر ملکی یکجہتی اور سالمیت کو دھچکا نہ لگے گا۔
نیز متذکرہ دورے پر کل کتنے اخراجات ہوئے اور وہ کس مد سے ادا کیے گئے؟

وزیر قانون (سردار نصر اللہ خان دریشک)۔

(الف) جزوی طور پر درست ہے۔ کیوں کہ سپیشل برانچ کا جو عملہ (مختصراً) ڈی آئی جی کرنل اشرف صاحب کی سربراہی میں کراچی گیا تھا' اس کی مجموعی تعداد بشمول وزیر اعلیٰ کے ذاتی حفاظتی عملے کے' سوال میں دی گئی مبینہ تعداد کے نصف سے بھی کم تھی۔

(ب) درست نہ ہے۔ مذکورہ ہر دو افسران میں سے کسی کے استعمال میں بھی اس قسم کی کوئی گاڑی نہ تھی' تاہم مذکورہ گاڑیوں کی نشان دہی سرے سے غلط ہے۔ یہ بھی درست نہیں کہ یہ افسران ہمہ وقت وزیر اعلیٰ کے ہمراہ رہے۔

(ج) جزوی طور پر درست ہے۔ سپیشل برانچ کے کچھ ملازمین اپنے دو روزہ قیام کے دوران ہوٹل اباسین کراچی میں مقیم رہے۔

(د) درست نہیں۔ متذکرہ ہر دو افسران کے پاس کسی قسم کا کوئی وائرلیس سیٹ نہ تھا اور نہ ہی وہ اپنے لیے کوئی گاڑی پنجاب سے کراچی لے کر گئے تھے۔

(ہ) یہ معاملہ بذریعہ وفاقی حکومت' حکومت پنجاب کے علم میں لایا گیا ہے۔

(و) جز ہائے بالا کے جوابات کی روشنی میں یہ واضح ہے کہ کراچی کے اس وقت کے مخصوص حالات کے پیش نظر وزیر اعلیٰ کا اپنے مختصر سے ذاتی حفاظتی عملے کو ساتھ لے جانا کوئی قابل اعتراض فعل قرار نہیں دیا جاسکتا۔ نہ ہی اس سے ملکی یکجہتی اور سالمیت کو دھچکا لگنے کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ نیز مخصوص حالات میں قواعد کے مطابق ایک صوبے کے detectives دوسرے صوبے میں کسی اہم شخصیت کی ذاتی حفاظت کے سلسلے میں بھیجے جا سکتے ہیں۔ سکیورٹی کے عملے کے ٹی اے / ڈی اے پر تقریباً (پندرہ ہزار روپے خرچ ہوئے جو معمول کی مد سے ادا کیے گئے۔

## تھانے کو عمارت اور بنیادی سہولتیں فراہم کرنے کے لیے اقدام

*836 مولانا منظور احمد چنیوٹی، کیا وزیر اعلیٰ ازرہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یہ درست ہے کہ چوکی سانده کو اگست 1986ء میں تھانے کا درجہ دیا گیا تھا۔ اگر ایسا ہے تو تھانہ قرار دیے جاتے وقت عملے کی تعداد کیا تھی اور اب موجودہ تعداد کیا ہے۔ اس میں کتنی کمی یا بیشی ہوئی ہے۔

(ب) تھانے کی موجودہ عمارت کتنے رقبے اور مکانات پر مشتمل ہے۔ پولیس کے پاس کتنے کمرے ہیں۔ کیا یہ عمارت دفتری ضروریات پوری کرتی ہے اور تھانے کی عمارت میں کسی اور محکمے کا بھی دفتر ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس محکمے کے پاس کتنے کمرے ہیں۔ تھانہ اور اس کے درمیان حد فاصل کی دیوار ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ملازمین کو پانی اور لیٹرین کی سہولیات میسر نہیں، بلکہ سٹاف مقامی ایم پی اے کے ہاں سے اس سلسلے میں استفادہ کرتا ہے۔

(د) موجودہ تھانے کی حدود سابقہ چوکی ہی کی ہیں یا اس حدود میں اضافہ کیا گیا ہے۔ اگر اضافہ کیا گیا ہے تو کیا موجودہ سٹاف اس علاقے میں گشت اور دفتری امور سر انجام دینے کے لیے کافی ہے۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب نفی میں ہے تو مذکورہ بالا خامیوں کو دور کرنے کے لیے حکومت کے زیر غور تجاویز اور منصوبوں کی تفصیل کیا ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون (سردار نصر اللہ خان دریشک)۔

(الف) چوکی سانده کو واقعی سال 1986ء میں تھانہ کا درجہ دیا گیا تھا۔ اس وقت نفری کی تعداد مندرجہ ذیل تھی۔

سب انسپکٹر 1، اسسٹنٹ سب انسپکٹر 2، ہیڈ کنسٹیبل 4 اور کنسٹیبل 25۔

اس وقت تھانہ ہذا کی موجودہ نفری مندرجہ ذیل ہے۔

انسپکٹر 1، سب انسپکٹر 7، اسسٹنٹ سب انسپکٹر 1، ہیڈ کنسٹیبل 8 اور کنسٹیبل 36۔

(ب) تھانے کی موجودہ بلڈنگ کا رقبہ 8 مرلے ہے اور ملازمان کے لیے صرف ایک بیرک اور افسران کے لیے 4 چھوٹے کمرے ہیں۔ تھانے کی بلڈنگ جب سانده روڈ پر تھی تو تھانے کی عمارت میں واقعی محکمہ مال کا پٹوار خانہ تھا۔ اب تھانے کی بلڈنگ گلشن راوی سکیم میں کرائے پر لی ہوئی ہے جہاں پر ملازمین رہائش پذیر ہیں۔

(ج) یہ واقعی درست ہے کہ جب تھانے کی بلڈنگ سانده روڈ پر تھی تو ملازمان پانی اور بجلی کی سہولیات کے لیے ایم پی اے ملک نثار احمد کی رہائش سے استفادہ کرتے تھے۔ اب تھانے کی بلڈنگ گلشن راوی سکیم میں یہ سہولیات میسر ہیں۔

(د) موجودہ تھانے کی حدود سابقہ چوکی ہی کی ہیں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا۔ گو موجودہ سٹاف بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر کم ہے۔ البتہ اس علاقہ میں گشت اور دفتری/ دیگر امور سر انجام دینے کے لیے کافی ہے۔

(ہ) فنڈز کی کمی کی وجہ سے تھانے کے لیے سرکاری بلڈنگ کی تعمیر کے لیے ابھی تجویز زیر غور ہے۔

## تھانے کو عمارت اور بنیادی سہولتیں مہیا کرنے کے لیے اقدام

*837 مولانا منظور احمد چنیوٹی، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سٹی چوکی چنیوٹ کو تھانے کا درجہ کب دیا گیا تھا۔

(ب) تھانہ حدود کی ضروریات کے مطابق سٹاف میں اضافہ ہوا ہے۔

(ج) تھانہ قرار دیے جانے کے بعد چوکی کی عمارت میں سٹاف اور دفتری ضروریات کے لیے ایزادی ہوئی ہے۔

(د) فراہمی آب غسل خانہ، لیٹرین، سوئی گیس، ٹیلیفون اور علاقے میں گشت کے لیے گاڑی وغیرہ جیسی بنیادی ضروریات سٹاف کو فراہم کی گئی ہیں۔

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب نفی میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ بالا ضروریات کے پیش نظر کوئی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر قانون (سردار نصراللہ خان دریشک)،

(الف) سٹی چوکی چنیوٹ کو تھانے کا درجہ 1-7-1986 کو دیا گیا تھا۔

(ب) تھانہ حدود کی ضروریات کے مطابق نفری 2 انسپکٹر، 15 اسسٹنٹ سب انسپکٹر، 4 ہیڈ کنسٹیبل اور 40 کنسٹیبل لگائی گئی ہے۔

(ج) یہ درست ہے۔

(د) سٹاف کو آب و غسل خانہ، لیٹرین اور ٹیلیفون کی سہولیات فراہم کر دی گئی ہیں۔ تاہم

تھانے میں سوئی گیس کی سہولت ابھی مہیا نہیں ہوئی۔ تھانے کو گاڑی نمبر JGA 2534 پک اپ فراہم کر دی گئی ہے۔

(ہ) جواب ہائے بالا کی روشنی میں سوئی گیس کی فراہمی کے علاوہ مزید کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

## پی پی پی کے ایم پی اے ' ایم این اے کو بھرتی کا کوٹہ نہ دینے کی وجوہات

*866 میجر ریٹائرڈ خواجہ محمد یوسف، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سیالکوٹ میں تقریباً 250 آدمیوں کو پولیس میں بھرتی کیا جا رہا ہے۔ اور آئی جے آئی کے ایم پی اے/ ایم این اے صاحبان کو اس میں بھرتی کا کوٹہ دیا گیا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو پی پی پی کے ایم پی اے/ ایم این اے کو بھرتی کا کوٹہ نہ دینے کا فیصلہ کس اصول اور قانون کے تحت کیا گیا ہے؟

وزیر قانون (سردار نصر اللہ خان دریشک)،

(الف) ضلع سیالکوٹ میں 250 کنسٹیبلان کی بھرتی کا کوئی پروگرام نہیں۔ اس ضلع میں اس وقت صرف 72 اسامیاں ہیں۔

(ب) اس سلسلے میں حکومت کی کسی بھی سطح پر کوئی احکامات جاری نہیں کیے گئے جس کے تحت کسی بھی فرد یا کسی مخصوص طبقے کے افراد کو بھرتی کرنے سے منع کیا گیا ہو۔ تمام بھرتی مروجہ قوانین اور ضوابط کے مطابق کی جاتی ہے۔

## اعزازی مجسٹریٹ کی تعلیمی قابلیت کی تفصیل

*889 جناب محمد اسلم گورداسپوری، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ علاقہ شاہدرہ میں وزیر اعلیٰ نے ایک شخص میاں عبدالغفور کو بطور اعزازی مجسٹریٹ بھرتی کرکے اس علاقے میں تعینات کیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو متذکرہ شخص کی تعلیمی قابلیت کیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ شخص مسلم لیگ کے ہارے ہوئے امیدوار صوبائی اسمبلی میاں محمود احمد جس کو وزیر اعلیٰ نے مارکیٹ کمیٹی بادامی باغ کا ایڈمنسٹریٹر لگا رکھا ہے' کا حقیقی بھائی ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر قانون (سردار نصراللہ خان دریشک)،

(الف) یہ درست ہے کہ عبدالغفور ولد حاجی خوشی محمد ساکن 54 عزیز ہاؤس جیا موسیٰ شاہدرہ کو وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم سے سال 90-1989 کے لیے ضلع لاہور میں اعزازی سپیشل مجسٹریٹ تعینات کیا گیا ہے۔ اس کی تعلیمی قابلیت F.Sc. تک ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ حافظ عبدالغفور ولد حاجی خوشی محمد میاں محمود احمد سابقہ ایم پی اے کا بھائی ہے۔

(ج) صوبائی حکومت کو ضابطہ فوجداری کی دفعہ 14 کے تحت اختیار ہے کہ کسی بھی شخص کو اعزازی سپیشل مجسٹریٹ مقرر کرے۔ اسی اختیار کے تحت حافظ عبدالغفور کو لاہور میں اعزازی سپیشل مجسٹریٹ مقرر کیا گیا ہے۔ ان تقرری کی سفارش ڈپٹی کمشنر لاہور نے بھی کی تھی۔

## پنجاب میں ہونے والے قتلوں کی تفصیل

*896 چودھری شاہنواز چیمہ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) مارچ 1985ء تا جون 1989ء کے دوران پنجاب بھر میں ہونے والی قتل کی کل وارداتوں کی ضلع وار تفصیل کیا ہے۔

(ب) کتنے قاتل سزا یاب ہوئے کتنے قتل لاپتہ رہے۔ قاتلوں کو کیا کیا سزا دی گئی اور کتنے ملزمان بری ہوئے؟

وزیر قانون (سردار نصراللہ خان دریشک)،

(الف) مارچ 1985ء کے دوران پنجاب بھر میں 1174 قتل کی کل وارداتیں ہوئیں جن کی ضلع وار تفصیل حسب ذیل ہے،

| نمبر شمار | نام ضلع | تعداد مقدمات قتل |
|---|---|---|
| 1 | لاہور | 787 |
| 2 | قصور | 412 |
| 3 | شیخوپورہ | 875 |
| 4 | اوکاڑہ | 451 |
| 5 | گوجرانوالہ | 820 |

| | | |
|---|---|---|
| 6 | گجرات | 570 |
| 7 | سیالکوٹ | 548 |
| 8 | راولپنڈی | 468 |
| 9 | اٹک | 171 |
| 10 | جہلم | 118 |
| 11 | چکوال | 148 |
| 12 | سرگودھا | 512 |
| 13 | خوشاب | 157 |
| 14 | میانوالی | 309 |
| 15 | بھکر | 77 |
| 16 | فیصل آباد | 963 |
| 17 | جھنگ | 543 |
| 18 | ٹوبہ ٹیک سنگھ | 243 |
| 19 | ملتان | 419 |
| 20 | خانیوال | 275 |
| 21 | وہاڑی | 361 |
| 22 | ساہیوال | 578 |
| 23 | ڈیرہ غازی خان | 203 |
| 24 | راجن پور | 334 |
| 25 | مظفر گڑھ | 234 |
| 26 | لیہ | 117 |
| 27 | بہاولپور | 216 |
| 28 | بہاولنگر | 297 |
| 29 | رحیم یار خان | 455 |

(ب) مندرجہ بالا وارداتوں میں ملوث 5126 قاتل سزا یاب ہوئے اور 605 مقدمات عدم پتا رہے۔

1310 قاتلوں کو سزائے موت کی سزا ہوئی۔ 2150 قاتلوں کو عمر قید کی سزا ہوئی جبکہ 1066 مجرموں کو مختلف نوعیت کی سزائیں ہوئیں۔

(ج) 9082 ملزمان بری ہوئے۔

## پنجاب میں ہونے والی ڈکیتیوں کی تفصیل

*897 چودھری شاہنواز چیمہ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) مارچ 1985ء تا جون 1989ء پنجاب بھر میں ہونے والی ڈکیتیوں کی ضلع وار تفصیل کیا ہے۔

(ب) کتنے ڈکیت سزا یاب ہوئے کتنی وارداتیں untraced رہیں۔

(ج) ڈاکوؤں کو کیا کیا سزا ہوئی اور کتنے ملزمان بری ہوئے؟

وزیر قانون (سردار نصراللہ خان دریشک)،

(الف) مارچ 1985ء تا جون 1989ء کے دوران پنجاب بھر میں 259 ڈکیتیوں کی وارداتیں ہوئیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

| نمبر شمار | نام اضلاع | تعداد مقدمات |
|---|---|---|
| 1 | لاہور | 23 |
| 2 | قصور | 18 |
| 3 | شیخوپورہ | 21 |
| 4 | گوجرانوالہ | 8 |
| 5 | گجرات | 13 |
| 6 | سیالکوٹ | 26 |
| 7 | راولپنڈی | 6 |
| 8 | اٹک | 7 |
| 9 | جہلم | 17 |
| 10 | چکوال | 4 |
| 11 | سرگودھا | 24 |
| 12 | خوشاب | 2 |

| | | |
|---|---|---|
| -- | میانوالی | 24 |
| 14 | بھکر | 1 |
| 15 | فیصل آباد | 23 |
| 16 | جھنگ | 11 |
| 17 | ٹوبہ ٹیک سنگھ | 2 |
| 18 | وہاڑی | 7 |
| 19 | ساہیوال | 2 |
| 20 | ڈیرہ غازی خان | 1 |
| 21 | بہاولپور | 7 |
| 22 | بہاولنگر | 1 |
| 23 | رحیم یار خان | 11 |

(ب) مندرجہ بالا وار داتوں میں ملوث 303 ڈاکو سزا یاب ہوئے جبکہ 29 وار داتیں عدم پتہ رہیں۔

(ج) 9 ڈاکوؤں کو سزائے موت ہوئی اور 8 ڈاکوؤں کو عمر قید کی سزا ہوئی جبکہ دیگر 286 مجرموں کو مختلف نوعیت کی سزائیں ہوئیں جو کہ ایک سال سے لے کر 10 سال تک ہیں اور جرمانے بھی ہیں اور 322 ملزمان بری ہوئے ہیں۔

## جیل قوانین کے مطابق قیدیوں کو مہیا کی گئی سہولتوں کی تفصیل

*998 جناب خورشید احمد خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) نیو سنٹرل جیل ڈسٹرکٹ جیل ملتان (زنانہ و مردانہ) میں کتنے قیدیوں کی گنجائش ہے اور اس وقت وہاں کتنے قیدی اور حوالاتی ہیں۔

(ب) جیل قوانین کے مطابق ہر قیدی اور حوالاتی کو کس قسم کا کھانا مہیا کیا جاتا ہے۔

(ج) جیل قوانین کے مطابق قیدیوں اور حوالاتیوں کو کیا کیا سہولتیں میسر ہیں۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ جیلوں میں حوالاتیوں سے بھی مشقت لی جاتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کیا یہ جیل قوانین کے مطابق ہے؟

وزیر قانون (سردار نصراللہ خان دریشک)،

(الف) نیو سنٹرل جیل، ڈسٹرکٹ جیل ملتان میں قیدیوں کے رکھنے کی گنجائش درج ذیل ہے،

ان دونوں جیلوں میں حوالاتی و قیدی عورتوں کو نہیں رکھا جاتا۔ عورتوں کے لیے ملتان میں علیحدہ زنانہ جیل موجود ہے۔ مورخہ 24-1-1990 کو جیل ملتان میں 80 قیدی اور 88 حوالاتی عورتیں مقید تھیں۔ عورتوں کو رکھنے کی گنجائش 150 ہے۔

| نمبر شمار | نام جیل | قیدی رکھنے کی گنجائش | | اس وقت جتنے قیدی موجود ہیں | | اس وقت جتنے حوالاتی ہیں | | کل تعداد |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | مرد | عورت | مرد | عورت | مرد | عورت | |
| 1 | نیو سنٹرل جیل ملتان | 1875 | 1360 | — | 1132 | — | 2492 | |
| 2 | ڈسٹرکٹ جیل ملتان | 691 | 88 | — | 1509 | — | 1597 | |

(ب) جیل قوانین کے تحت قیدیوں اور حوالاتیوں کو صبح کے ناشتے میں چپاتی، چائے اور ہفتے میں تین بار چپاتی کی بجائے دودھ، پکا ہوا دلیہ اور چائے فراہم کی جاتی ہے۔ دوپہر اور شام کے کھانے میں چپاتی، دال، سبزی مہیا کی جاتی ہے۔ ہفتے میں دو بار بڑا گوشت مع سبزی کا سالن دیا جاتا ہے۔ ملاقات کے وقت گھر سے پکا کھانا اور دوسری کھانے کی اشیاء دیے جانے کی اجازت ہے۔

(ج) قیدیوں کو عام زندگی کے مطابق جیل قوانین کے تحت تمام سہولیات دی جاتی ہیں۔ مثلاً پہننے کے کپڑے، بستر، کراکری، موسم کے مطابق کمبل یا چادر، شیو کا سامان، نہانے کے لیے صابن تیل وغیرہ۔ اسی طرح بی کلاس قیدیوں کو درج بالا مراعات کے علاوہ دری، بستر کی چادر، سوتی تکیہ، ٹوپی، تولیہ، جرسی، سوتی گدہ اور کمبل وغیرہ دیا جاتا ہے۔ قیدی عورتوں کو بھی تمام ضروریات زندگی فراہم کی جاتی ہیں۔ مثلاً سوتی قمیض شلوار، دوپٹہ، تولیہ، ازار بند، چادر، دری، کمبل، گدہ، تکیہ، مع کور، کراکری کا سامان بمطابق ضروریات، نہانے کے لیے صابن و تیل، کپڑے دھونے کا صابن، پراندہ اور بنیان وغیرہ وغیرہ۔ حوالاتی مرد عورتیں اپنے پارچہ جات

میں رکھے ہیں۔

اوپر دی گئی مراعات کے علاوہ قیدیوں کی عزت نفس کو برقرار رکھنے کے لیے جیلوں میں فلش سسٹم، پنکھے، ٹھنڈے پانی کے کولر، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی فراہمی، ملاقات، مکمل طبی سہولتیں اور آؤٹ ڈور ہسپتال میں علاج وغیرہ کی سہولت بھی دی جاتی ہے۔

عقیدے کے مطابق نماز پنجگانہ کی باجماعت ادائیگی کے لیے مکمل انتظام، درس قرآن بذریعہ آڈیو کیسٹ، قرآن مجید کی ناظرہ تعلیم، القرآن کورسز اور اعلیٰ تعلیمی مواقع (میٹرک تا ایم اے) فراہم کیے جاتے ہیں۔ جیلوں میں کتب لائبریریوں کا قیام، فاضل درس نظامی کی کل وقتی تعیناتی، نئی روشنی وتعلیم بالغاں کا پروگرام اور رمضان المبارک میں باجماعت نماز تراویح و نماز پنجگانہ کی سہولت دی گئی ہے۔ یہ سب اقدامات حکومت نے اسیران کی اصلاح کے لیے کیے ہیں۔

(د) جیل میں حوالاتیوں سے کوئی مشقت نہیں لی جاتی۔ البتہ جیل قوانین کے مطابق حوالاتیوں کے لیے بھی اپنی رہائش کی بیرکوں کی صفائی اور ملحقہ احاطوں کی صفائی کا کام کرنا ضروری ہے۔

## غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

## تھانوں میں عملہ، ٹرانسپورٹ اور دوسری سہولتیں فراہم کرنا

93 راؤ طارق محمود، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) حلقہ 224 میں تھانہ قائم پور اور تھانہ حاصل پور میں کتنا عملہ ہے اور کیا وہاں کی ضرورت کے لیے کافی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ تھانوں میں ٹرانسپورٹ اور دیگر سہولیات عملے کے لیے ناکافی ہیں۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ تھانوں میں مزید عملہ ٹرانسپورٹ اور دوسری سہولیات فراہم کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر قانون (سردار نصر اللہ خان دریشک)،

(الف) عملہ [illegible]

| تھانہ قائم پور | | تھانہ حاصل پور | |
|---|---|---|---|
| سب انسپکٹر | 1 | انسپکٹر | 1 |
| اے ایس آئی | 2 | سب انسپکٹر | 9 |
| ہیڈ کنسٹیبل | 4 | اے ایس آئی | 4 |
| کنسٹیبل | 16 | ہیڈ کنسٹیبل | 3 |
| | | کنسٹیبل | 31 |

دونوں تھانوں کی ضروریات کے لیے یہ عملہ کافی ہے تاہم جب کبھی ایمرجنسی وغیرہ ہو تو مزید سٹاف پولیس لائن سے یا پھر پنجاب کانسٹیبلری سے مہیا کر دیا جاتا ہے۔

(ب) دونوں تھانوں کی عمارت مناسب ہے اور ملازمین کے لیے رہائشی فیملی کوارٹر موجود ہیں۔ تھانہ حاصل پور میں ٹیلیفون اور وائرلیس کی سہولت موجود ہے۔ جبکہ تھانہ قائم پور میں وائرلیس سیٹ موجود ہے۔ علاوہ ازیں مندرجہ بالا تھانوں میں ابھی ٹرانسپورٹ کی سہولت موجود نہیں، تاہم عنقریب سرکاری گاڑیاں مہیا کر دی جائیں گی۔

(ج) تفصیلی جوابات جز (الف) و (ب) میں دیا جا چکا ہے۔

## عمر کوٹ کو تھانے کا درجہ دینے کے لیے اقدام

132 سردار شوکت حسین مزاری، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کے اعلان کے مطابق ضلع راجن پور میں واقع پولیس چوکیوں کو تھانے کا درجہ دے دیا جائے گا اور اس اعلان کے مطابق محمد پور اور بنگلہ اچھا پولیس چوکیوں کو تھانے کا درجہ دے دیا گیا۔ لیکن عمر کوٹ کو تھانہ کا درجہ نہیں دیا گیا۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو پولیس چوکی عمر کوٹ کو تھانے کا درجہ نہ دینے کی کیا وجوہات ہیں۔ مکمل تفصیل بتائی جائے۔ نیز عمر کوٹ پولیس چوکی کو تھانہ کا درجہ کب تک دیا جائے گا؟

وزیر قانون (سردار نصر اللہ خان دریشک):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) SNE 1989-90 کے تحت محکمہ پولیس سے جو رقم مانگی گئی۔ محکمہ خزانہ نے مالی مشکلات کی بناء پر سر دست کوئی فیصلہ نہیں کیا۔

## ٹریفک پولیس کے کنسٹیبل کے لیے تعلیمی معیار کی تفصیل

154 ملک امان اللہ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پنجاب پولیس میں میٹرک تعلیم کے علاوہ بھی کنسٹیبل ڈیوٹی سر انجام دے رہے ہیں۔

(ب) اگر میٹرک پاس کے علاوہ کنسٹیبل ڈیوٹی سر انجام دے رہے ہیں تو ٹریفک پولیس میں تعیناتی کا کوئی معیار صوبے بھر میں مقرر ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ضلع سیالکوٹ میں ٹریفک پولیس کے کنسٹیبل کے لیے میٹرک ہونا ضروری ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کی کیا خاص وجہ ہے۔

(د) پرانے پولیس کنسٹیبل جو کافی تجربہ رکھتے ہیں انھیں ٹریفک ڈیوٹی پر تعینات کرنے میں کیا امر مانع ہے؟

وزیر قانون (سردار نصر اللہ خان دریشک)،

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) ٹریفک پولیس میں تعیناتی کے لیے کنسٹیبل کے لیے تعلیمی معیار میٹرک مقرر ہے۔

(ج) تعلیمی معیار میٹرک صوبے کے تمام اضلاع کے لیے ہے، کسی ایک ضلع کے لیے نہیں۔

(د) کوئی امر مانع نہیں۔

## موٹر سائیکل کی برآمد کے لیے کی گئی کارروائی کی تفصیل

174 جناب عبدالقادر شاہین، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ تھانہ نواں کوٹ میں 9 اپریل 1989ء کو ایک موٹر سائیکل نمبر 9636 کے سی ایف کی گمشدگی کا پرچہ درج ہوا۔

(ب) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ 9۔ اپریل 1989ء سے اب تک اس پر کسی قسم کی کارروائی نہیں کی گئی۔

(ج) اگر اس پر کسی قسم کی کارروائی کی گئی ہے تو کیا وجہ ہے کہ موٹر سائیکل برآمد نہ ہو سکی۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سلسلے میں مزید کارروائی کرنے کا

ارادہ رکھتی ہے۔

وزیر قانون (سردار نصراللہ خان دریشک)،

(الف) مقدمہ نمبر 158 مورخہ 89-3-14 بجرم 379 ت پ 79-6-14 اسلامک لائر تھانہ نواں کوٹ فتح محمد ولد محمد احمد مرزا سکنہ 32 ایف گورنمنٹ کوارٹرز چوبرجی لاہور کی رپورٹ پرمتعلق سرقیدگی موٹر سائیکل نمبر 9636 کے سی ایف درج ہوا۔

(ب) مقدمہ کے اندراج کے بعد تلاش موٹر سائیکل مسروقہ مجرمان عمل میں لائی گئی۔

(ج) متعدد ریکارڈ یافتہ اشخاص و مشتبہ گان کو شامل تفتیش کرکے تفتیش کی جاتی ہے مگر تا حال موٹر سائیکل مسروقہ و ملزم کی تلاش جاری ہے۔ کوئی سراغ نہیں ملا۔

(د) تلاش مال مسروقہ و ملزم جاری ہے۔ جونہی مال مسروقہ، موٹر سائیکل و ملزم کا انکشاف ہوا، مدعی مقدمہ کو مطلع کیا جائے گا۔

## برآمد شدہ کاریں اور موٹر سائیکل ان کے مالکوں تک پہنچانے کا طریقہ وضع کرنا

175 جناب عبدالقادر شاہین: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبے میں 1985ء سے ستمبر 1989ء تک کتنی کاریں اور موٹر سائیکل چوری ہوئے۔

(ب) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ برآمد شدہ کاریں یا موٹر سائیکل ان کے مالکان تک پہنچانے کے لیے حکومت نے کوئی واضح پالیسی نہیں بنائی۔

(ج) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ برآمد شدہ موٹر سائیکل اکثر پولیس ملازمین بغیر نمبر پلیٹ کے خود چلائے پھرتے ہیں اور ان کے مالکوں کو ڈھونڈنے کی کوئی کوشش نہیں کرتے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کوئی ایسا طریقہ مثلاً برآمد شدہ موٹر سائیکل کی فہرست مقامی اخبارات میں شائع کرنے یا ان مالکوں کو اطلاع دینے کا طریقہ وضع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر قانون (سردار نصراللہ خان دریشک)،

(الف) صوبہ پنجاب میں 1985ء سے ستمبر 1989ء تک 4535 کاریں اور 6338 موٹر سائیکل چوری ہوئے۔

(ب) مسروقہ اشیاء (خواہ کوئی بھی ہو) برآمد ہونے پر ان کے مالکان تک پہنچانے کے لیے ضابطہ

[illegible] کے تحت متعلقہ عدالت برآمد شدہ کاریں یا موٹر سائیکل ان کے جائز حق داروں کو سپرد داری پر دیتی ہے۔

(ج) برآمد شدہ موٹر سائیکل پولیس ملازمین بغیر نمبر پلیٹ کے خود استعمال نہیں کرتے، بلکہ ان کو قواعد و ضوابط کے مطابق محفوظ مقامات پر رکھا جاتا ہے اور مزید عدالتی حکم موصول ہونے پر عمل درآمد کیا جاتا ہے۔

(د) جز (ج) کا جواب اثبات میں نہیں ہے۔

## صوبے میں ڈکیتیوں اور ملزموں کی تفصیل

177 چودھری محمد شاہنواز چیمہ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) صوبے میں 1985ء سے دسمبر 1988ء تک کتنی ڈکیتیاں ہوئی ہیں۔

(ب) جنوری 1989ء سے 30 ستمبر 1989ء تک کتنی ڈکیتیاں ہوئیں۔

(ج) آج تک اس میں کتنے ملزموں کو گرفتار کیا گیا۔

(د) گرفتار کیے گئے کتنے ملزموں کو سزا ہوئی۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر قانون (سردار نصر اللہ خان دریشک)،

(الف) صوبہ پنجاب میں 1985ء سے دسمبر 1988ء تک 232 ڈکیتیاں ہوئیں۔

(ب) جنوری 1989ء سے 30 ستمبر 1989ء تک 56 ڈکیتیاں ہوئیں۔

(ج) آج تک ان میں سے 1230 ملزمان کو گرفتار کیا گیا۔

(د) گرفتار کیے گئے 336 ملزموں کو مختلف نوعیت کی سزائیں بمع جرمانہ ہوئیں۔

## پوائنٹ آف آرڈر

## سپیکر کے طرز عمل پر تبصرہ کرنے سے اجتناب کی ضرورت

جناب سپیکر، میاں منظور احمد موہل پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ جی میاں صاحب!

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! آج جو صورت حال یہاں ایوان میں ایک گھنٹے سے قائم ہے۔ تو جس طرح میرے محترم بھائی کیانی صاحب نے بھی ذکر کیا تھا کہ جب سپیکر بول رہا ہو تو اس دوران نہیں بولا جا سکتا۔ یہ بات ہوئی تھی۔ کنڈکٹ کی بات نہیں ہوئی تھی۔ بات یہ تھی جس کی آج سرخی لگی ہے۔ تو جناب والا! رول نمبر 50 ضمنی سوالات کے بارے میں relevant ہے۔ میں ہاؤس کی توجہ آپ

کی وساطت سے رول 50 کی طرف مبذول کراتا ہوں۔ اس میں واضح طور پر لکھا ہے کہ ضمنی سوال کیسے ہوتا ہے۔ آپ نے کیا رول ادا کرنا ہے اور میرے محترم بھائیوں نے کیا رول ادا کرنا ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! وقفۂ سوالات تو اب ختم ہوگیا ہے۔

جناب سپیکر، میں نے انھیں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت دی ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا جب وقفۂ سوالات ختم ہوگیا ہے تو اب اس بارے میں کیسے بات ہوسکتی ہے؟

میاں منظور احمد موہل، جناب مجھے پہلے اجازت دے چکے ہیں۔ اب کیا یہ کوئی طریقہ ہے؟ جناب والا! یہی تو بات ہے' اسی بات پر رونا آتا ہے۔

جناب سپیکر، نواب زادہ صاحب۔۔۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! جب وقفۂ سوالات ختم ہو جائے تو کوئی پوائنٹ آف آرڈر پیش نہیں ہوسکتا۔

جناب سپیکر، نواب زادہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں انھیں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت دے چکا ہوں۔

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! آج جو صورت حال پیدا ہوئی ہے اور وہ جو بار بار پوچھ رہے ہیں کہ وہ کون سا رول ہے جس کے تابع وزیر قانون یہ بات کرنا چاہتے ہیں۔ جناب والا! یہ قطعاً کوئی اجازت والی بات نہیں کہ وہ رول بھی پیش کریں۔ پھر یہاں یہ بات ہوئی کہ سپیکر شپ نہیں یہاں ساز باز چل رہی ہے۔ یہ بھی ضمنی سوال میں بات ہوئی ہے۔ پھر جناب والا! یہ ہوا ہے کہ میرے محترم بھائی نے کہا ہے کہ رولز نہیں' یہ فٹ رولز ہیں۔ یہ بات بھی یہاں اسی ایوان میں ہوئی ہے۔ یہ کیسی غیر متعلقہ باتیں ہیں؛ اور یہ بھی ہوا ہے کہ آپ نے راہی صاحب کو کہا کہ وہ بیٹھ جائیں تو وہ کہتے ہیں کہ آپ یہ ٹھیک نہیں کر رہے ہیں' آپ ایوان کی توہین کر رہے ہیں۔ آپ جب کوئی فیصلہ فرما دیتے ہیں تو اس کے بعد بھی ان کی commitment جاری رہتی ہے۔ آپ نے شاہ صاحب کو فلور دیا اور ان کو کہا کہ آپ تشریف رکھیں' تو راہی صاحب اٹھ کر مداخلت کرتے ہیں۔ تو جناب والا! میں اس حوالے سے رول 50 کا ریفرنس سامنے لانا چاہتا ہوں۔ یہاں اس ایوان میں ایسی اندھا دھند فائرنگ ہوتی رہتی ہے اور ہم

یہاں صبر سے بیٹھے رہتے ہیں۔ جناب والا! رول 50 کیا ہے:

"50. When a starred question has been answered, any member may ask such supplementary questions as may be necessary for the elucidation of the answer,...."

صرف اس جواب کی وضاحت کے لیے صرف یہ پوچھا جا سکتا ہے۔ تو یہ نہیں ہے کہ وہ وضاحت تو کر دیں کہ کون سا رول ہے۔ وہ پیش کریں۔ کوئی بھی ایسا آدمی نہیں جو تمام قواعد اور رولز جانتا ہو کہ وہ اس وقت کون سے رول کے تابع بات کر رہا ہے کہ کسی جگہ پر لکھا ہوا بھی ہے۔ آگے جناب والا! کیا ہوتا ہے؟ اب آپ کا function شروع ہوتا ہے:

"... but the Speaker shall disallow a supplementary question which, in his opinion, either infringes any provision of these rules relating to the subject matter and admissibility of questions or is otherwise an abuse of the right of asking questions."

جناب والا کو فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ میں کس کو اجازت دوں، کس کو نہ دوں۔ کس بدنیتی کی بناء پر یہ سوالات کیے جا رہے ہیں۔ جناب والا کے فیصلے کو مانا نہیں جاتا، اس لیے میں اپنے دوستوں کے اس رویے کی بنیاد پر جو انھوں نے یہاں اپنا رکھا ہے علامتی ہڑتال کرتا ہوں۔ ایسی اسمبلی میں، میں نہیں بیٹھتا۔

MIAN KHALID LATEEF KARDAR: Point of order. I would humbly submit that the Honourable Speaker could not appreciate the statement of Raja Safdar. Raja Safdar., honourable member was only submitting that the honourable Law Minister has not correctly answered and this is the privilege of all the honourable members of the House that they could ask the questions and the ministers are duty bound to give the correct answers. You honour has to see whether the answers are correct or not. That was the statement made

by Raja Safdar and you have turned him out. I think this is very unreasonable on your part

جناب سپیکر، اب ملاحظہ فرمائیے۔ یہ بیرسٹر صاحب کی statement ہے۔ آپ اس کو ملاحظہ فرمائیے اور اس بات کا بھی خیال نہیں رکھا جاتا کہ میں آپ میں سے کسی رکن کے بارے میں تنقیدی الفاظ اپنی زبان سے نکال نہیں سکتا' چاہے آپ کتنے ہی irrelevant ہوں' چاہے آپ کتنی out of way بات کر رہے ہوں' چاہے آپ کتنی قوانین کی خلاف ورزی کر رہے ہوں' چاہے آپ روایات کی دھجیاں اڑا رہے ہوں' میں آپ کے خلاف پرسنل ہوکر بات نہیں کر سکتا' کیوں کہ یہ سپیکر کے منصب کے تقاضوں کے خلاف بات ہے۔ ایک سال پورا ہوگیا ہے مگر میں نے کبھی کسی معزز رکن کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں نکالا۔ آپ اس بات کا بھی خیال نہیں کرتے کہ میں یہاں بیٹھا ہوا آپ کی ذات پر کوئی نکتہ چینی نہیں کرتا اور میں آپ کے conduct پر نکتہ چینی نہیں کر سکتا۔ تو آپ کو سپیکر کیا اتنا کمزور نظر آتا ہے' یہ کرسی آپ کو اتنی گری ہوئی نظر آتی ہے؟ سپیکر کی یہ کرسی آپ کو اتنی ناتواں اور کمزور نظر آتی ہے کہ آپ سپیکر کے conduct کو ہر وقت زیر بحث لاتے ہیں؟ اس کے باوجود میں آپ کو احترام کی نگاہ سے دیکھتا ہوں اور میں دل سے چاہتا ہوں کہ آپ کھل کر اپنے جملہ حقوق کو اور اپنے مافی الضمیر کو بیان کریں' مگر اس کے باوجود سپیکر کے بارے میں آپ کا یہ طرز عمل ہے۔ تو آپ اس ایوان کی کیا عزت بنانا چاہتے ہیں' آپ اس ایوان کا وقار بلند کرنا چاہتے ہیں؟ اور راجہ صفدر صاحب نے کل اپنی تقریر کر لی ہے۔ اس وقت سے اب تک مزید عمل یہی رہے گا کہ وہ بات بات پر ٹوکیں گے۔ انھوں نے صبح سے جو بھی بات کی ہے اس میں انھوں نے سپیکر کے conduct پر نکتہ چینی کی ہے اور میں یہ کہوں گا کہ آپ میں سے کسی بھی معزز رکن نے راجہ صاحب سے یہ نہیں کہا کہ راجہ صاحب' آپ یہ کیا بات کر رہے ہیں۔ اب سپیکر نے فیصلہ کرنا ہے کہ آپ کا ضمنی سوال بنتا ہے یا نہیں۔ سپیکر نے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ وزیر قانون صاحب نے اس کا جواب دینا ہے یا نہیں' یا رکن نے فیصلہ کرنا ہے؟ اگر سپیکر نے فیصلہ کرنا ہے تو پھر آپ ذرا حوصلہ کریں' تھوڑے تحمل اور بردباری سے کام لیں۔ آپ دوسرے ضمنی سوالات کیسے کر سکتے ہیں؟ میں اس بارے میں آپ سے پھر یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں اور آپ اس بارے میں سنجیدگی سے سوچ لیں۔ میں ایوان کی کارروائی کو ملتوی کر دیتا ہوں۔ کیانی صاحب' شاہ صاحب' اس وقت۔۔۔۔

جناب محمد ظہیر الدین خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' آپ ارشاد فرمائیں۔ آپ ہمیشہ موزوں بات کرتے ہیں۔ میں آپ کی دل سے عزت کرتا ہوں۔

جناب محمد ظہیرالدین خان، جناب والا! میں عرض کر رہا ہوں کہ اس سے پہلے بھی ایک اجلاس ہماری طرف سے بلایا گیا جس میں ہم نے امن عامہ پر بحث کرنی تھی۔ ہم اپنی باری کا انتظار کرتے رہے۔ اس میں' میں خود بھی شامل ہوں۔ مگر کسی ناگزیر بنا پر اجلاس کی کارروائی کو اچانک prorogue کر دیا گیا اور ہم بات نہ کر سکے۔ ویسے ہی حالات اب پھر پیدا ہو رہے ہیں اور میں کسی کا نام لیے بغیر کہتا ہوں اور ہمیں پتا نہیں کہ کہاں فیصلے ہوتے ہیں۔ مگر جناب والا! اب یہ اجلاس چند مخصوص وجوہ کی بناء پر بلایا گیا ہے۔ تو جناب والا! میں یہ درخواست کرتا ہوں آپ کا منصب اس بات کا متقاضی ہے کہ اگر کوئی بھری باتیں بھی آپ کے ذہن پر آتی ہیں تو آپ ہماری خاطر کوئی ایسا فیصلہ نہ کیجیے کہ ہم اپنے دل کی بات نہ کرسکیں' لہٰذا آپ اس اجلاس کو چلائیے گا۔ جو قانون اور رولز کے مطابق باتیں ہوں گی ہم ہمیشہ تعاون کریں گے اور میں اپنی طرف سے آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ یہاں پر میرے ذہن کے مطابق ایسی باتیں ہوں گی۔ ہم آپ کے ساتھ ہمیشہ تعاون کریں گے۔ آپ ہماری گزارشات کے اوپر غور فرمائیے گا اور کوئی فیصلہ کسی بوجھ کے تلے آ کر نہ کیجیے گا۔ آپ اس اجلاس کو چلائیے گا۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ایک تو میں نے اس بات کی نشان دہی کرنی ہے کہ جناب کار دار صاحب نے اپنی تقریر میں رولز اور قانون کے منافی ایک لفظ "unreasonable" استعمال کیا ہے۔ جناب والا! میری آپ سے استدعا ہوگی کہ اسے اس کارروائی سے حذف کیا جائے۔

دوسرے میری عرض یہ ہے کہ جناب والا! اس لیے نہیں کہ ہم لوگ یہ اظہار کرتے ہیں کہ جناب سپیکر کا conduct درست ہے یا ہم اس کرسی کا احترام کرتے ہیں۔ اس بناء پر نہیں کہ سپیکر آئی جے آئی یا مسلم لیگ کا ایک رکن ہے' بلکہ اس لیے کہ جناب سپیکر کا کردار بطور سپیکر ہمیشہ شاندار رہا ہے اور آپ کا اخلاق اور حسن سلوک ہمیشہ ہر تنقید سے بالا تر رہا ہے۔ مجھے اس میں یہ عرض کرنی ہے کہ بجائے اس کے کہ بار بار کہنے کے کہ یہ بات کی جائے یا نہ کی جائے مجھے آپ سے ایک استدعا

کرنی ہے۔ جناب والا! جیسے کہ آپ نے اختیارات کا صحیح طور پر اظہار کیا ہے کہ آپ Rules and Regulations کے معاملے میں۔۔۔ جس پر ان کو بھی کوئی اعتراض نہیں اور Rules and Regulations کے مطابق چلنا ہر پاکستانی کا فرض ہے۔ جناب والا! آئندہ جو بھی بزنس اسمبلی میں آئے گا اگر وہ قانون کے مطابق ہے تو اسے بزنس میں شامل کیا جائے اگر قانون کے مطابق نہیں تو آپ کو اختیار ہے کہ آپ اسے اپنے چیمبر میں kill کریں اور آئندہ یہ روایت بھی وضع داری کی بناء پر ختم کی جائے کہ ہر ممبر کو ایوان میں بزنس میں درج ہونے کی بناء پر اظہار خیال کا موقع دیا جائے۔ کئی تحاریک استحقاق یا تحاریک التوائے کار اس بناء پر بعض اوقات جھگڑے کا باعث بنتی ہیں کہ آپ کی مہربانیوں کی بناء پر غلط فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ مجھے آپ سے استدعا کرنی ہے کہ رولز کو آڑے لاتے ہوئے جو آدمی نیوٹرل انسان ہونے کی حیثیت سے جس کا کردار واضح ہے سختی سے اس پر عملدرآمد کرایا جائے۔ ہم اس کے تابع ہیں اور اصولی طور پر قانون اور رولز کے مطابق چلنے کے عادی ہیں۔ چیف ایگزیکٹو یا کسی دوسرے پر ان کو حق پہنچتا ہے کہ یہ تنقید کریں لیکن صحت مند تنقید کو ہمیشہ اصولی طور پر برداشت کیا جائے گا اور جو لوگ ویسے ہی تنقید کرنے کے عادی ہیں' عالی جاہ! اس بناء پر اس کی حوصلہ شکنی کرنا لازمی ہوگا اور ہر آنے والی تحریک کو رولز کے مطابق چلایا جائے۔ کوئی رعایت نہ دی جائے۔ اس سے پہلے میں نے استدعا کی تھی کہ unreasonable لفظ کو وہاں سے حذف کیا جائے کیونکہ وہ کارروائی میں ایک غلط بات ہے۔

جناب نذرحسین کیانی، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر عرض کر سکتا ہوں یا جیسے چیمہ صاحب نے عرض کیا ہے۔

جناب والا! میں ایک بات بالکل واضح طور پر آپ کی خدمت میں عرض کر دوں کہ آپ کی ذات ہمارے لیے انتہائی قابل احترام ہے۔ سپیکر کی کرسی' سپیکر کا عہدہ' سپیکر کا منصب ' اس کا احترام حزب اختلاف کے لوگ بھی اتنا ہی کرتے ہیں۔ جتنا حزب اقتدار کے لوگ کرتے ہیں کچھ غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں' اس کی بناء پر اگر کبھی کوئی تلخی ہو جاتی ہے تو اسے آپ اس طرح سے نہ لیں کہ خدانخواستہ آپ کی بات کو براہ راست تنقید بنا کر کوئی بھی شخص اپنا سر فخر سے بلند کر سکتا ہے۔ میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کے فیصلے اس سے پہلے بھی ہوئے' سب نے سر تسلیم خم کیا۔ آپ کے فیصلے اب بھی ہوتے ہیں اور سب مانتے ہیں۔ کسی نے کبھی اس سلسلے میں

کوئی رد و بدل نہیں کیا۔ لیکن جناب سپیکر! یہ ہاؤس حزب اقتدار کی مرضی سے نہیں چلایا جا سکتا۔ اس ہاؤس کو کوئی مشیر یا وزیر آپ کو ہدایات دے کر نہیں چلوا سکتا۔ آپ کا اپنا ایک منصب ہے آپ کا اپنا ایک مرتبہ ہے۔ کون ہوتا ہے کوئی آپ سے یہ کہنے والا کہ یہ کریں اور یہ نہ کریں؟ میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ راجہ صفدر صاحب کے کہنے کا مقصد کچھ اور تھا۔ میں صبح موجود نہیں تھا' ممکن ہے میرے آنے سے پہلے کوئی ایسی بات ہوئی ہو۔ لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ راجہ صفدر ایک انتہائی سلجھا ہوا پڑھا لکھا اور ہمارا انتہائی معزز ممبر ہے۔ آپ کا بھی ساتھی ہے۔ ہمارا بھی ساتھی ہے۔ وہ صرف یہ کہنا چاہتے تھے کہ جناب لاءمنسٹر نے غلط بیانی کی ہے۔ وہ کہتے تھے 4 سال اور انھوں نے ثابت کیا ہے کہ 3 سال' وہ بھی 3 سال یہ بھی 3 سال اور اس سلسلے میں جو بھی بات ہوئی ہے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ اس ہاؤس کو چلائیں اور جناب راجہ صفدر کو بھی آپ واپس آنے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم اس ہاؤس کو چلانے کے لیے قانون و روایات کے مطابق اور آپ کی عزت و احترام کو برقرار رکھتے ہوئے ان شاء اللہ آپ سے پورا تعاون کریں گے۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں۔

**سید افتخار الحسن شاہ:** جناب سپیکر! میں کیانی صاحب کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ سپیکر صاحب کئی دفعہ' اس سے پہلے بھی ایک دفعہ نہیں۔ مجھے اس اسمبلی میں سال ہوگیا ہے' اس میں دس' پندرہ دفعہ یہ کہہ چکے ہیں کہ چاہے اپوزیشن ہو' چاہے حزب اقتدار ہو' چاہے کوئی وزیر ہو' چاہے وزیر اعلیٰ ہو میں کسی کے تابع نہیں ہوں اور نہ ہوں گا۔ نہ کسی کی طرف داری کروں گا۔ یہ تو بار بار سپیکر صاحب کہہ رہے ہیں۔ آپ پھر وہی بات کرتے ہیں کہ وزیر کے تابع کام ہو رہا ہے اور وزیر اعلیٰ کے کہنے پر کام ہو رہا ہے۔ یہ بات آپ اپنے دل سے نکالیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ میں یقین سے کہتا ہوں کہ سپیکر صاحب کسی کی رعایت نہیں کرتے اور وہ اپنا کام دیانت داری اور ایمان داری سے سر انجام دے رہے ہیں۔ یہ اتنی سی بات ہے۔ اس میں کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔

**جناب سپیکر:** شکریہ شاہ صاحب۔ چودھری صاحب! آپ بات کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن میں یہ کہوں گا کہ لاء منسٹر صاحب بھی بات کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں اب میں اجازت دیتا ہوں کہ لاءمنسٹر صاحب پہلے بات کریں۔

**وزیر قانون:** جناب سپیکر! میرے بھائی نے بات کی ہے۔ جناب نذر کیانی صاحب اس وقت ڈپٹی

لیڈر آف دی ہاؤس کی حیثیت سے بات کر رہے ہے۔ جناب والا! میں عرض کر رہا ہوں ... یہ بات کی کہ جس طرح آپ خدانخواستہ کسی وزیر کے اشارے پر یہاں بیٹھ کر فیصلہ کرتے ہیں۔ جناب والا! اب ایک اچھی بات کرکے پھر بھی وہ اس قسم کی بات کرتے ہیں جس سے نہ ان کی عزت میں اضافہ ہوتا ہے اور نہ سپیکر کا جو منصب ہے اس میں اضافہ ہوتا ہے۔ جو بات جھگڑے کی بنیاد بنی ہے انہی کے کیے ہوئے سوال پر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جناب ملک نواب شیر وسیر صاحب کا یہ سوال ہے کہ 1985ء سے دسمبر 1988ء تک پنجاب پولیس میں کس کے حکم پر کتنی بھرتی کی گئی؟ جناب' حساب کریں 85 سے 88 تک 4 سال بنتے ہیں۔ پھر جناب خان غلام سرور خان صاحب کا سوال ہے کہ پچھلے تین سال دور میں کتنے اے ایس آئی بھرتی کیے گئے؟ یہ میں اس ہاؤس کے سامنے ان کے کیے ہوئے سوالوں کے حوالے سے بات کر رہا ہوں کہ جو وجہ جھگڑا بنی ہے' جس پر انھوں نے آپ پر جو نکتہ چینی کی ہے۔ اب ایک سوال ہے کہ 85سے 88 تک کتنے بھرتی ہوئے ہیں؟ اور دوسرا سوال ہے کہ پھر پچھلے تین سال دور میں کتنے بھرتی ہوئے ہیں؟ اس کا 86 سے 88 تک ہم نے جواب دیا ہے۔ اس پر وہ مجھے کہہ رہے ہیں کہ وزیر قانون نے یہاں پر غلط بیانی سے کام لیا ہے اور یہ کیا ہے۔ نہ وہ سوال پڑھتے ہیں اور پھر سپیکر صاحب کو ہدف تنقید بناتے ہیں' لاہنسٹر کو ہدف تنقید بناتے ہیں' واک آؤٹ کرتے ہیں' سپیکر کے conduct کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔ کم از کم اتنی بڑی بات کرنے سے پہلے وہ یہی سوال پڑھ لیں کہ وہ کتنے عرصے کے متعلق ہے اور یہ کتنے عرصے کے متعلق ہے۔ تو جب یہ اس قسم کی بات کریں تو کم از کم خدا کے لیے وہ اس ہاؤس کے وقار کو مدنظر رکھیں کہ جو سوال وہ کر رہے ہیں اور جس بات پر وہ stand لے رہے ہیں' عام طور پر جس انداز میں چلایا جا رہا ہے میں اس پر کسی قسم کی کوئی رائے دینا مناسب نہیں سمجھتا۔ لیکن جس بات پر وہ stand لینا چاہتے ہیں کم از کم اس بات کو خود verify کر لیا کریں۔ یہ میری گزارش ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں آپ کی توجہ رول نمبر 185 کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ یہ جو صورت حال پیدا ہوئی ہے اس میں اس کا حل موجود ہے۔ جناب والا! آپ بھی غور فرمائیں کہ رول نمبر 185،

(1) سپیکر نظم و ضبط قائم رکھے گا اور اسے وہ تمام اختیارات حاصل ہوں گے جو اسے اپنے فیصلوں کو نافذ کرنے کے لیے ضروری ہوں۔

(2) وہ کسی رکن کو جس کا طرز عمل اس کی رائے میں حد درجہ خلاف ضابطہ ہو اسمبلی سے فوراً باہر نکل جانے کا حکم دینے کا مجاز ہوگا اور کوئی رکن جس کو نکل جانے کا حکم دیا گیا ہو' فی الفور ایسا کرے گا اور اس دن کی نشست کے باقی ماندہ وقت کے لیے غیر حاضر رہے گا۔ اگر کسی رکن کو ایک ہی اجلاس کے دوران دوسری مرتبہ یا اس کے بعد بھی نکل جانے کا حکم دیا جائے تو سپیکر رکن کو اس امر کی ہدایت کرنے کا مجاز ہوگا کہ وہ اسمبلی کے اجلاس سے اتنے عرصہ کے لیے جو کہ پندرہ روز سے زائد نہ ہو' غیر حاضر رہے اور وہ رکن جس کو ایسا کرنے کی ہدایت کی گئی ہو حسبہ غیر حاضر رہے گا۔

یہاں ایک قاعدے کی بات ہے کہ آپ نے جب اخراج کا حکم دیا تو اس سے پہلے راجہ صفدر صاحب واک آؤٹ کرنے کا اعلان کر چکے تھے' لہٰذا ان کا واک آؤٹ موثر ہے اور آپ کا ان کو باہر نکالنے کا حکم قواعد کے مطابق غیر موثر ہے۔ لہٰذا ان کو ایوان میں آنے کی اجازت ہے اور وہ ایوان میں آ سکتے ہیں' کیونکہ ان کے واک آؤٹ کے اعلان کے بعد آپ نے کہا کہ میں آپ کو باہر نکالتا ہوں۔ اگر آپ پہلے کہتے تو آپ کا حکم موثر تھا' کیوں کہ وہ پہلے ہی واک آؤٹ کر چکے تھے اس لیے آپ کا حکم غیر موثر ہے۔ لہٰذا وہ اندر آ سکتے ہیں اور آپ کے اس حکم کا کوئی قانونی جواز نہیں۔

**چودھری اصغر علی گجر:** جناب سپیکر! اجازت ہے۔

**جناب سپیکر:** چودھری صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ اب اس بحث کو ختم کیا جائے۔

**چودھری اصغر علی گجر:** ویسے میں تو بڑے پیار کی بات کرنے والا ہوں۔

**جناب سپیکر:** ارشاد فرمائیے۔

**چودھری اصغر علی گجر:** در اصل میں نے کیانی صاحب کے حوالے سے یہ بات کرنی تھی کہ انھوں نے اس بات کا اعادہ کیا ہے کہ جی سپیکر صاحب اپنی کرسی پر بیٹھ کر کچھ اشاروں کنایوں سے دوسرے کے کہنے پر اپنے فیصلے یا اپنا رویہ اپناتے ہیں جس کی صفائی اس سے پیشتر کئی لوگوں کی طرف سے آ چکی ہے۔ اور سپیکر صاحب نے خود بھی اس چیز کی یقین دہانی کرائی ہے کہ میں ایوان کے فیصلوں میں کسی کی کوئی بات نہیں مانتا' بلکہ خود حقائق کو دیکھ کر فیصلے کرتا ہوں۔ میں صرف اپنے بھائیوں سے ایک بات کی یقین دہانی چاہتا ہوں کہ وہ اس ایوان میں اس بات کی یقین دہانی کروا

دیں کہ وہ بھی آئندہ ایوان کے اندر کسی کے اشارے پر یہاں پر آ کر نہ شور مچائیں گے نہ غلط لریں گے اور نہ ہی کسی کی ہدایت پر غیر قانونی یا غیر آئینی، غیر اصولی باتیں کریں گے اور اس چیز کا ثبوت ہمیں ان کے اخلاق سے ملے گا۔ اگر وہ اس چیز کا ہمارے ساتھ وعدہ کریں کہ آئندہ وہ کسی بیرونی اشارے پر یا کسی بیرونی طاقت کے کہنے پر اس اسمبلی کے اندر ہلا گلا نہیں کریں گے، ان کے کہنے پر اس اسمبلی کی کارروائی کو sabotage نہیں کریں گے، اس کا ہمیں یہ یقین دلائیں اور اس حد تک یقین دلائیں اور ان کی یقین دہانی پر اس وقت اعتبار کریں گے جب یہ اپنے اخلاق سے اس بات کو ثابت کر دیں گے کہ واقعی اس کارروائی میں اس کام میں ہم برابر کے شریک ہیں اور کسی کے کہنے پر عمل نہیں کریں گے۔ چاہے وہ انھیں وزیر اعظم ہی کیوں نہ کہتی رہیں، چاہے مصطفیٰ کھر ہی انھیں کیوں نہ کہتے رہیں۔ لیکن یہ اپنے عمل سے ثابت کریں گے کہ ہم واقعی اس کارروائی میں برابر کے شریک ہیں اور اخلاق کے ساتھ بیٹھیں گے اصول سے بات کریں گے۔ سپیکر کا حکم مانیں گے اور کوئی بے ضابطگی نہیں کریں گے۔ میں ان سے یہ یقین دہانی چاہتا ہوں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! یہ جتنی بھی گڑبڑ ہے۔ یہ تو انھوں نے خیر سیاسی بات کرنی تھی اشارے کی، میں بالکل factual بات کرتا ہوں۔ جناب، اگر اس کو کنٹرول کر لیں تو تمام گڑبڑ رک سکتی ہے۔ جتنی بھی پنجاب حکومت کی یہ عارضی بنیادوں پر چل رہی ہے۔ سوال نمبر 56 سے ہی ظاہر ہے۔ رولز relax کر کے بھرتی کر لو، رولز relax کر کے ٹرانسفر کر دو، رولز relax کر کے تعینات کر دو۔ تمام رولز relax ہو رہے ہیں۔ اگر یہ پنجاب گورنمنٹ بند کر دے گی تو ایوان میں بھی سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ اس کا تو بڑا سیدھا حل ہے۔ آپ گورنمنٹ کو ہدایت کریں وہ یہ سارے interim arrangements ختم کرے۔ بات بات پر rules, relax کیے جا رہے ہیں۔ میرٹ پر کسی کی کوئی شنوائی نہیں۔ یہ بند کر دیں تو تمام ماحول ہی ٹھیک ہو جائے گا۔ یہ سوچنے کی بات ہے، یہ مذاق کی بات نہیں اور نہ ہی طنز کی بات ہے بلکہ یہ ایک حقیقت ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! میں صرف اتنی گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ ہمارے جو معزز اراکین اپوزیشن ہیں جب وہ انفرادی حیثیت میں بات کرتے ہیں تو اس کے بارے میں، میں مناسب نہیں سمجھتا کہ میں جناب والا کا وقت ضائع کروں۔ اب اس وقت شاہ صاحب قبلہ قائد حزب اختلاف کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ ان کا جناب والا نے انداز بیان نوٹ فرمایا ہے کہ وہ آ سکتے ہیں، انھوں نے واک آؤٹ

کیا ہے اور اب فیصلہ بھی خود صادر کر دیا ہے۔ جناب والا! یہی بات ہے جو ہمیں pinch کرتی ہے۔ جب وہ قائد حزب اختلاف کی حیثیت سے اس قسم کی غیر ذمہ دارانہ بات کریں گے تو اس کا اثر باقی ممبران اپوزیشن پر بھی ضرور پڑے گا۔ آج تک اپوزیشن والوں نے آپ کو request کی ہے اور آپ نے ان کی request کو درخور اعتنا نہیں سمجھا۔ جناب والا! یہی بات اگر وہ اس طرح سے کر دیتے کہ جناب' آپ مہربانی کریں' آپ ان کو اجازت دیں' اب وقفۂ سوالات بھی ختم ہوگیا۔ آپ خود ماحول کو اچھا کرنا چاہتے ہیں۔ انھوں نے ایسا تاثر دینے کی کوشش کی ہے جیسے وہ اب آ ہی رہے ہیں' آپ کی بات کی اور آپ کے فیصلے کی کوئی حیثیت ہی نہیں۔ یہ چیز ہے جس سے پیچیدگی بڑھتی ہے۔ میں آپ کے توسط سے اپنے بھائی ذاکر حسین شاہ' جو اس وقت بطور قائد حزب اختلاف اپنے فرائض منصبی سر انجام دے رہے ہیں' کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ براہ کرم وہ اس انداز و کلام سے احتراز کریں' بلکہ ایسا انداز گفتگو اپنائیں جس سے ان کی اپنی عزت میں بھی اضافہ ہو۔ ایوان کے وقار میں بھی اضافہ ہو اور سپیکر صاحب کو بھی ہاؤس کے معاملات چلانے میں مدد مل سکے۔ شکریہ۔

**جناب نذر حسین کیانی،** جناب وزیر قانون نے یہ فرمایا ہے کہ ڈپٹی اپوزیشن لیڈر یا میں اس وقت جو اپنے فرائض سر انجام دے رہا ہوں' نے خدانخواستہ کوئی غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس کا تعین کرنا ان کا کام نہیں۔ یہ آپ کا کام ہے۔ واک آؤٹ کرنا اپوزیشن کا جمہوری حق ہوتا ہے۔ اور یہ ہر جگہ پر ہوتا ہے' تمام دنیا کی پارلیمانوں میں اس قسم کے واقعات ہوتے ہیں۔ لیکن کوئی ایسی بات نہیں کہی گئی جس سے وزیر قانون کو تکلیف پہنچی ہو۔ وزیر قانون کو اس بات کا حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی بھی اپوزیشن کے کارکن کے کردار پر نکتہ چینی کرے۔ اس کا فیصلہ کرنا آپ کا کام ہوتا ہے۔ میں پھر یہ عرض کرتا ہوں کہ میں نے چیمہ صاحب کے بارے میں بات کی تھی کہ وہ بار بار آپ سے کہہ رہے تھے کہ آپ ایسا کریں' آپ ایسا کریں۔ اس لیے میں نے یہ عرض کیا تھا کہ کوئی وزیر یا کوئی مشیر آپ کو اس ایوان کی کارروائی چلانے کے لیے نہ تو ہدایات دے سکتا ہے اور نہ ہی اس سلسلے میں کوئی ایسی بات کر سکتا ہے۔ میں نے کوئی ایسی بات نہیں کی' اس لیے میں یہ عرض کروں کہ جو کچھ بھی وزیر قانون صاحب فرماتے ہیں ان سے بھی کہا کریں کہ،

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! آپ اس بات کے گواہ ہیں کہ میں نے ہمیشہ حق پر بات کی ہے اور میں نے کبھی ایوان میں توہین آمیز، غیر پارلیمانی لفظ استعمال نہیں کیا۔ میں نے تو قاعدے کی بات کی ہے، بلکہ میں اس پر رولنگ بھی چاہوں گا کہ اگر ایک رکن بائیکاٹ کا یا واک آؤٹ کا اعلان کر دے۔ سپیکر اس کے اعلان کے بعد اس رکن کے اخراج کا اعلان کرے، کیوں کہ میری رائے میں راجہ صاحب پہلے ہی واک آؤٹ کرکے جا چکے تھے اور اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ میں آپ کو نکالتا ہوں۔ میرا یہ خیال ہے کہ آپ نے انھیں وہ سزا احتجاجی واک آؤٹ کے بعد سنائی تھی، اس لیے وہ غیرموثر ہے، اس لیے ان کو اندر آنے کی اجازت دیں۔ میں نے تو ماحول کو ساز گار بنانے کے لیے ایک حل پیش کیا تھا، تلخی کو ختم کرنے کے لیے ماحول کو خوش گوار بنانے کے لیے بات کی تھی۔ اگر یہ بات جناب وزیر قانون کو ناگوار گزری ہے تو پھر آپ لوگوں کو سزا دیں۔ اس طرح نکالنے سے کیا فرق پڑتا ہے؟ جناب والا! آپ خود بتائیں اگر وہ اندر آ جاتے اور میری رائے کو آپ قبول کر لیتے، پذیرائی بخشتے تو اس سے ایوان کا ماحول اچھا ہو جاتا۔ جناب والا! راجہ صفدر صاحب کی بجائے کوئی اور رکن ہوتا تو میں بھی کہتا۔ لیکن راجہ صفدر صاحب سلجھا ہوا مہذب رکن ہے۔ راجہ صفدر صاحب نے بڑے قاعدے کی بات کی تھی، اس میں اگر کوئی ابہام پیدا ہوگیا تھا تو ان کو نکالنے کی کوئی بات نہیں تھی۔ ویسے بھی آپ کی سزا سے پہلے وہ بائیکاٹ کا اعلان کر چکے تھے۔ اس لیے میں یہ کہتا ہوں کہ ایوان کی بقایا کارروائی میں شریک ہونے کے وہ مجاز ہیں۔ یہ تجویز میں نے ایوان کے ماحول کو بہتر بنانے کے لیے پیش کی تھی آگے آپ جو چاہیں فیصلہ کریں۔

وزیر قانون، جناب والا! جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ یہ اجلاس ہمارے اپوزیشن کے بھائیوں نے requisition کیا ہے اور جب سے اسمبلی کا اجلاس شروع ہوا ہے اور آج بھی جناب والا نے یہ نوٹ فرمایا ہے کہ اس ایوان کی کارروائی اپوزیشن کے بہتر رویے اور تعاون کے بغیر ٹھیک انداز سے نہیں چل سکتی۔ پہلے تو جناب والا! اپوزیشن کے عام معزز اراکین کوئی ایسی بات کرتے تھے تو جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ آپ اس کوئی کم اہمیت نہیں دیتے تھے، اب جو لیڈرز ہیں انھوں نے بھی اسی قسم کی باتیں شروع کر دی ہیں۔ جس سے میں سمجھتا ہوں کہ ان کا conduct انتہائی قابل اعتراض ہے۔ جناب والا! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں، ہم حکومتی پارٹی کے اراکین ان کے اس رویے کے خلاف احتجاجاً پانچ منٹ کے لیے واک آؤٹ کرتے ہیں۔ (اس مرحلے پر

اپوزیشن کی طرف سے ڈیسک بجائے گئے ) ( نعرہ ہائے تحسین )

( سرکاری بنچوں سے پانچ منٹ کے لیے واک آؤٹ کیا گیا )

جناب نذرحسین کیانی، جناب والا! پارلیمانی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ ہوگا کہ حکومتی پارٹی نے اپوزیشن کے خلاف واک آؤٹ کیا ہے۔

جناب عبدالقادر شاہین، یہ بھی وزیر اعلیٰ کی طرف سے حکم آیا ہوگا۔

جناب نذرحسین کیانی، ہم بھی آپ کی عادتوں کے خلاف واک آؤٹ کرتے ہیں سپیکر صاحب کے رویے کے خلاف نہیں کر رہے۔

( مخدوم الطاف حسین ہاؤس میں داخل ہوئے تو اپوزیشن کی طرف سے تالیاں بجائی گئیں )

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! اگر اجازت دیں تو ہم جا کر ان کو لے آئیں۔

جناب نذرحسین کیانی، خاموشی نیم رضامندی ہے۔

( چودھری وصی ظفر صاحب، نذر کیانی صاحب اور دیگر دو معزز ممبران حزب اقتدار کو لینے کے لیے ہاؤس سے باہر چلے گئے اور 11 بج کر 54 منٹ پر حزب اقتدار اپنا واک آؤٹ ختم کرکے ہاؤس میں داخل ہوگئی ) ( نعرہ ہائے تحسین )

جناب فضل حسین راہی، میں نے اپنی پارلیمانی تاریخ میں پہلی دفعہ دیکھا، جب سے میں یہاں آیا ہوں آج پہلی مرتبہ دیکھا کہ حزب اقتدار واک آؤٹ کر گئی اور غالباً آپ کے نوٹس میں بھی پہلی دفعہ یہ آیا ہے، آپ نے بھی یہ پہلی دفعہ دیکھا۔ اس نئے تجربے پر آپ کچھ ضرور ارشاد فرمائیں۔ یہ ہماری زندگی میں نیا تجربہ ہے۔ آپ کی بڑی مہربانی۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب والا! وہ کتنے دکھ کی بات ہوگی کہ جس کے خلاف حزب اقتدار نے واک آؤٹ کیا ہے۔ وہ کتنی تکلیف دہ بات ہوگی، یہ تو ان کے محسوس کرنے کی بات ہے۔ خدا کرے کہ انھیں احساس کی توفیق ہو کہ یہ اس چیز کو محسوس کریں۔ ( قطع کلامیاں )

جناب سپیکر، میں اس میں ایک چیز کو واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ قبل اس کے کہ اس بات کو آگے بڑھایا جائے کہ ہمیں کم از کم ایک سال سے زیادہ کا عرصہ اس ایوان میں اکٹھے بیٹھے ہوئے گزر گیا ہے اور ہم ایک دوسرے کے طرز عمل سے واقف ہو چکے ہیں، ایک دوسرے کی نیت سے، ایک دوسرے

کی سوچ سے اور ہاؤس کی روایات اور رولز سے بھی میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے کچھ واقفیت حاصل کر لی ہے۔ اور ہم ایک دوسرے کو بھی سمجھ گئے ہیں کہ کون سپیکر ہے اور وہ کس انداز میں ہاؤس کو conduct کرتا ہے اور ہمارے معزز اراکین کس انداز میں ہاؤس میں بیٹھتے ہیں' ہم ان سارے معاملات کو سمجھ گئے ہیں۔ اگر ہم اس میں ناسمجھی کی بات کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی بدنصیبی کی بات ہے کہ ایک سال کے عرصے میں بھی انسان نہ سمجھ سکے۔ میں اس بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں' جو ہمارے ڈپٹی لیڈر کیانی صاحب نے کی ہے کہ یہ ہاؤس وزراء کی اور مشیروں کی مرضی سے چلایا جائے' ہم اس بات کی اجازت نہیں دے سکتے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ اپوزیشن کے ڈپٹی لیڈر ہیں اس لحاظ سے ان کا مرتبہ بہت قابل عزت ہے۔ وہ چیئر کے بارے میں بڑی خوبصورت باتیں کرنے کے بعد آخر میں فرماتے ہیں کہ ہم اس کی اجازت نہیں دے سکتے اور نہ ہی ہمیں یہ قابل قبول ہے۔ میں آپ کو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت پوزیشن یہ ہے کہ اس وقت 150 اور 100 کی نسبت ہے' اپوزیشن میں کم از کم 100 آدمی بیٹھے ہیں۔ لیکن ابھی آپ کے ساتھ لوگ موجود ہیں جو اپوزیشن میں بیٹھے ہیں۔ اور بیشتر صاحبان یہاں پر ایسے ہیں جو حزب اقتدار میں بیٹھے ہیں۔ یہ سب جانتے ہیں کہ جس وقت ہاؤس میں 250 اور 10 کی نسبت تھی تب بھی سپیکر کو dictate کروانے والا کوئی مائی کا لال نہیں تھا جب سے میں نے یہ منصب سنبھالا ہے مجھے کبھی کسی نے dictation نہیں دی اور نہ میں کسی کی dictation کو accept کرنے کے لیے تیار ہی ہوں۔ مجھے میری ذات پہ' میری پارٹی کو اس اعتبار سے اعتماد ہے کہ میں نے ہاؤس کی روایات کو مستحکم کرنا ہے اور ان روایات کو خوب صورت سے خوب صورت تر بنانا ہے اور ایوان کے معاملات کو غیر جانب داری سے چلانا ہے اور اس میں گورنمنٹ کی grace ہے۔ اور وہ اس بات کو سمجھتے ہیں اور مجھے کوئی وزیر یا کوئی مشیر' یہ صاحبان میرے دوست ہیں آپ بھی میرے دوست ہیں' میرے سب سے مراسم ہیں اور میں سب کی عزت کرتا ہوں۔ لیکن مجھے کوئی یہ نہیں بتا سکتا کہ آپ نے ہاؤس کو اس انداز میں چلانا ہے۔ مجھے کوئی dictate نہیں کروا سکتا اور نہ ہی مجھے کبھی کسی نے dictate کروایا ہے۔ اور ڈپٹی لیڈر کی طرف سے یہ کہنا نہایت ہی نامناسب ہے کہ ہاؤس کو میں کسی کے کہنے پہ چلاؤں۔ نہ میں آپ کے کہنے پہ ہاؤس کو چلاؤں گا نہ میں ان کے کہنے پہ ہاؤس کو چلاؤں گا۔ میں ہاؤس کو افہام وتفہیم سے چلا رہا ہوں کہ آپ کو اور ان کو اکٹھے بٹھا کے جملہ معاملات کو میں نے افہام وتفہیم سے طے کرنے کی کوشش کی ہے۔ مجھے کوئی ایک بات بھی بتا دی جائے' مجھے وصی ظفر صاحب بتا دیں' کیانی صاحب بتا دیں' سلمان تاثیر

صاحب بتا دیں' رانا شوکت محمود صاحب بتا دیں کہ کوئی ایک بات جو بنیادی اور اصولی بات ہے وہ میں نے اپوزیشن کے مشورے کے بغیر ٹریژری بنچز سے صرف بات کرکے کی ہو۔ میں نے جب بھی بلایا ہے آپ کو اکٹھے بلایا ہے اور آپ سے اکٹھے ہی بات کی ہے اور میں اس طرح سے معاملات کو چلا رہا ہوں۔ لیکن آپ بھی اس بات کا خیال فرمائیے کہ میں بھی گوشت پوست کا بنا ہوا ایک انسان ہوں اور میری بھی انا ہے۔ ایک انسان کی ذاتی عزت بھی ہوتی ہے۔ جب انسان کی ذاتی عزت مجروح ہو تو وہ معاملات کو نہیں چلا سکتا۔ آج میں نے محسوس کیا ہے کہ آپ میں سے کچھ صاحبان ذاتی طور پر میری عزت کو مجروح کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور وہ اس انداز میں criticise کرتے ہیں جس کی بناء پر میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو آپ کا بلایا ہوا اجلاس ہے' میں اس کو جاری نہیں رکھ سکتا' میں اس کو چلا نہیں سکتا۔ آپ کو تو اپنے معاملات کے لیے سپیکر کے تعاون کی ضرورت ہے آپ کو تو اپنا مافی الضمیر بیان کرنے کے لیے سپیکر سے زیادہ سے زیادہ تعاون کی ضرورت ہے اور میں سمجھتا ہوں گورنمنٹ کو سپیکر کے تعاون کی اتنی ضرورت نہیں جتنی اپوزیشن کو سپیکر کے تعاون کی ضرورت ہے۔ یہ تعاون آپ اسے عزت دے کر حاصل کیجیے۔ آپ اس کو عزت دے کر اپنی عزت لیجیے۔ آپ کسی کو بے عزت کرکے اس سے عزت حاصل نہیں کر سکتے۔ آپ کسی کے احترام میں کمی کرکے اپنے احترام میں اضافہ نہیں کر سکتے۔ یہ احترام' یہ وقار بڑا mutual ہے۔ اس میں اضافہ اسی صورت میں ہوتا ہے کہ آپ دوسروں کو عزت دیں دوسروں کو احترام دیں اور اس کے جواب میں اپنا احترام کرائیں۔

معزز حضرات! میں پہلے اپنی بہنوں کو اپنے بھائیوں کو عزت دیتا ہوں اس کے بعد میں آپ سے عزت کلیم کرتا ہوں۔ میں آپ سے جائز طور پر عزت کلیم کرتا ہوں۔ میں آپ میں سے ہر دوست کی ہر بہن کی ہر بھائی کی عزت کرتا ہوں۔ ایک بھی معزز رکن مجھے بتا دے کہ میں نے کسی کے ساتھ پرسنل ہو کر بات کی ہو' یہاں بولنے کا اس کا حق جو اس کو عوام نے سونپا ہے کبھی اس سے چھینا ہو۔ لیکن یہ ہاؤس اس کے بغیر نہیں چل سکتا۔ آپ اس چیئر کا احترام کریں اس بات کو دیکھے بغیر کہ اس پر کون بیٹھا ہے۔ یہ آپ کی عزت ہے۔ یہ آپ کی چیئر ہے۔ یہ آپ کے سپیکر کی چیئر ہے۔ آپ اس کو عزت نہیں دیں گے تو یہ ہاؤس کیسے چلے گا اس ہاؤس کا وقار کیسے بلند ہو گا؟

میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اس طرز عمل پہ ازراہ مہربانی غور فرمائیے۔ اس پر دوبارہ نظر ثانی فرمائیے۔ میں ہاؤس کو آدھ گھنٹے کے لیے ملتوی کرتا ہوں۔ آپ اس بات کو دیکھیے' میں ان حالات میں جن حالات میں یہ ہاؤس چل رہا ہے کہ صرف سات ممبر دو دن کے اندر لا اینڈ آرڈر پر بات

کر سکے ہیں آپ کے بلائے ہوئے اس اجلاس میں' میں آپ سب کو بات کرنے کی اجازت دینا چاہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ سب اپنے مافی الضمیر کی بات کریں۔ تو یہ کیسے ممکن ہے کہ دو دنوں میں سات ممبر بات کریں اور اس میں ساری مداخلت ہو۔ سارا عرصہ یہاں آپ مداخلت میں گزاریں یا سپیکر کے conduct کو زیر بحث لائیں۔ میں اس انداز میں اس طریقے سے ہاؤس کو نہیں چلا سکتا۔ میں نہایت دکھ کے ساتھ اور نہایت افسوس کے ساتھ اس بات کو آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں کہ میں اس طریقے سے اس ہاؤس کو چلانے کی پوزیشن میں نہیں ۔ میرے لیے اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں رہے گا کہ میں اس ہاؤس کو prorogue کر دوں۔ لیکن مجھے بڑا دکھ ہوگا۔ میرے ایک بھائی نے یہاں یہ کہا ہے کہ وہ باتیں کرنا چاہتے ہیں اور آپ کسی ناراضگی میں ہاؤس کو prorogue نہ کریں' ہم باتیں کرنا چاہتے ہیں۔ مجھے ان کی بات کا بہت احساس ہے۔ لیکن میں آپ کی خدمت میں بھی یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ سلسلہ باہمی احترام عزت اور وقار کے ساتھ ہی جاری رہ سکتا ہے۔

اب میں اس اجلاس کو نصف گھنٹے کے لیے ملتوی کرتا ہوں۔ آپ اس پر غور کیجیے نصف گھنٹے کے بعد ہم دوبارہ یہاں اکٹھے ہوتے ہیں۔ شکریہ۔

(جناب سپیکر ایک بج کر چودہ منٹ پر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

میاں منظور احمد موہل، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا لیکن قابل احترام ممبران اپوزیشن کی طرف سے requisition دی گئی تھی' جس کے نتیجے میں یہ اجلاس بلایا گیا۔ لیکن یہ رویہ' یہ صورت حال آپ بھی دیکھ لیجیے' ایک سو ممبران میں یہ ذمہ داری ان پر لاگو ہوتی ہے کہ وہ 65 ممبران کو اس ہاؤس میں مکمل رکھیں' کیونکہ جب گورنمنٹ اجلاس بلاتی ہے تو یہ ان کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ کورم کو پورا رکھیں۔ اب جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اگر آپ ایک دن کا اجلاس بلائیں تو تین دن پہلے اور تین دن بعد میں سفر کا بل 1500,000/= روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ یہ عوام کا روپیہ ہے اور عوام کے روپے کا یہ جو غلط استعمال ہے میں اس کے خلاف پوائنٹ آف آرڈر اٹھاتا ہوں۔ اور میں اس کی نشان دہی کرتا ہوں کہ کورم پورا نہیں۔ اور آپ کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ اگر انھوں نے بدنیتی سے اجلاس بلایا ہے تو آپ اسے prorogue کر سکتے ہیں' یہ قوم کے سرمائے کی بچت ہوگی۔ لہٰذا کورم پورا نہیں' آپ اس کی گنتی کر لیں اور یہ نہیں چل سکتا۔ کیونکہ یہی طے ہوا ہے کہ ہم رولز اور ریگولیشنز کے مطابق چلیں گے۔

ایک معزز رکن، کورم کا نہ ہونا ایک علیحدہ بات ہے لیکن اس کو prorogue کرنے کے لیے کہنا میرے خیال میں یہ ہمارے سینئر رکن ہیں ان کو یہ نہیں کہنا چاہیے' یہ کوئی اچھی بات نہیں۔ کورم اگر نہیں تو یہ adjourn کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر، ان کی رائے یہ ہے کہ ultimately اگر دلچسپی نہ ہو تو اسے prorogue کیا جائے۔ ویسے تو وہ adjourn کرنے کی بات کر رہے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، گزارش ہے کہ یہ 15 لاکھ روپے کا جو انھوں نے خرچہ بتایا ہے ہماری اطلاع کے مطابق ان کے پاس دو کروڑ روپیہ کیش ہے' تو اس میں سے کچھ مدد کر دیں۔

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! یہی تو ان کی غیر ذمہ داریاں ہیں جو ان کو اس نوبت تک پہنچا رہی ہیں۔ اور مجھے یہ خطرہ محسوس ہو رہا ہے کہ جیسا کہ ان کا رویہ ہے قوم کبھی معاف نہیں کرے گی۔ اب میرے پاس نہ ہی کوئی اسلحہ بنانے کی فیکٹری ہے اور نہ ہی میرے پاس کچھ اور ہے۔ یہ آئیں اور میرے ساتھ تبادلہ کر لیں' یہ اپنی جو چیز ہے مجھے دے دیں اور میری جو چیز ہے یہ لے لیں۔

جناب سپیکر، میاں صاحب! اس میں ایک بات طے ہوئی تھی کہ کورم کا پوائنٹ نہیں اٹھایا جائے گا۔ تو پچھلی دفعہ بھی آپ نے پوائنٹ اٹھایا تھا لیکن بعد میں آپ نے اس کو withdraw کر لیا تھا۔ یہ بات طے ہوئی تھی اور ہاؤس کو چلنے دیں' جو صاحبان بھی اس پر بات کرنا چاہتے ہیں کریں۔

میاں منظور احمد موہل، ان کا رویہ incorrigible ہے' یہ تو ٹھیک ہو ہی نہیں سکتا' لہٰذا آپ رولز کے مطابق چلیں' میں تو ہاؤس کو رولز کے مطابق چلنے دوں گا۔ اگر میں بھی رولز کے باہر ہوں تو آپ جو مرضی کریں جب کورم کی بات کر دی جائے اس کی نشان دہی کر دی جائے' تو پھر اس کے علاوہ کوئی بات نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر، گنتی کی جائے---- گنتی کی گئی---- کورم نہیں ہے گھنٹیاں بجائی جائیں۔ گھنٹیاں بجائی گئیں۔ پانچ منٹ گزر چکے ہیں' گنتی کی جائے---- رانا صاحب! آپ کی کیا رائے ہے؟ میں ہاؤس کو کل پر adjourn کرنا چاہتا ہوں۔ میں آپ سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ نو بجے لوگ آتے نہیں ہیں آپ مناسب سمجھیں گے کہ اجلاس کا وقت دس بجے رکھ لیا جائے۔

رانا شوکت محمود، جناب والا! ہم آپ کے مشکور ہیں کہ آپ ہمیشہ انتہائی شفقت کرتے ہیں' مہربانی

فرماتے ہیں۔ ممبر ایک یہ ہے کہ فیصلہ ہوا تھا کہ کورم کی نشان دہی نہیں کی جائے گی۔ [illegible]
خیال میں اس سیشن میں ایک بہت ہی اہم اور بنیادی فیصلہ یہ ہوا تھا کہ اجلاس وقت پر شروع ہوگا تاکہ ممبران اسمبلی کو یہ عادت پڑ سکے کہ جو وقت دیا جاتا ہے' اسی وقت پر اجلاس شروع ہو جاتا ہے۔ یہ ایک روایت سی پڑ گئی ہے' نو بجے کا وقت ہے' تو دس بجے شروع ہوگا۔ دس بجے کا وقت رکھیں گے تو ساڑھے دس بجے شروع ہوگا۔ اگر وزیر قانون صاحب اس سے متفق ہوں تو وقت پر اجلاس شروع کیا کریں' وقت پر ختم کیا کریں۔ میرے خیال میں ایک دو دفعہ ایسا کیا گیا تو عادت پڑ جائے گی' پھر ممبران اسمبلی وقت پر تشریف لایا کریں گے۔ نو بجے شروع کر دیں۔ کارروائی میں جو حصہ لینا چاہتا ہے' جس کو ہاؤس چلانے یا ہاؤس میں آنے کی دلچسپی ہے تو وہ نو بجے آجائے گا۔ نو بجے ساری دنیا کا کام شروع ہو جاتا ہے۔ نو بجے شروع ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر، آپ کی رائے یہ ہے کہ نو بجے ہونا چاہیے۔ سردار صاحب! آپ کی کیا رائے ہے؟

وزیر قانون، جناب والا! ٹھیک ہے۔ میں جناب قائد حزب اختلاف سے اتفاق کرتا ہوں۔ آج تو ایک غیر معمولی سی صورت حال پیدا ہوگئی تھی جس کی وجہ سے موبل صاحب نے کورم کی نشان دہی کی' ورنہ میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس کی نشان دہی نہیں کریں گے۔ چاہے پانچ ممبر ہوں یا دس' آپ نو بجے شروع کر دیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر، ایسے ہی ہم کر رہے ہیں۔ کل بھی ہم نے ایسے ہی کیا تھا اور اس سے پہلے بھی ہم نے ایسے ہی کیا تھا۔ سچ ایسا ہوا ہے کیونکہ لاءمنسٹر صاحب اور اپوزیشن آپس میں کچھ معاملات طے کر رہے تھے' اس لیے ہم کچھ دیر کے لیے بیٹھ گئے اور اجلاس دس بجے کے قریب شروع ہو سکا۔ ان شاء اللہ آئندہ ہم ایسا ہی کریں گے کہ اجلاس وقت پر شروع کریں۔ اب اس کا طریق کار یہ ہے کہ پانچ منٹ گھنٹیاں بجائی جائیں۔ پھر بھی اگر کورم پورا نہیں ہوتا تو اس کو پندرہ منٹ کے لیے adjourn کر دیا جائے۔ پندرہ منٹ کے بعد پھر اگر کورم ہو تو اجلاس شروع ہو جائے۔ اگر کورم نہ ہو تو پھر adjourn کر دیا جائے۔ لگتا مجھے ایسے ہے کہ کورم پورا ہونے کی کوئی امید نہیں۔ اگر امید نہ ہو تو پھر ہاؤس کی رائے سے اس کو پندرہ منٹ کے لیے adjourn کرنے کے بجائے اگلے دن پر adjourn کر دینا چاہیے۔ میرا خیال یہ ہے کہ اس کو کل پر رکھ لیں۔ تو ہاؤس کل صبح نو بجے تک کے لیے adjourn کیا جاتا ہے۔

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## (صوبائی اسمبلی پنجاب کا نواں اجلاس)

پیر' 12 ۔ فروری 1990ء

(دو شنبہ' 15۔ رجب المرجب 1410ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 9 بج کر 25 منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر سردار حسن اختر موکل کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری ظہور احمد ایوبی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ ﴿٢٠﴾
كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي ۚ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿٢١﴾ لَا تَجِدُ قَوْمًا
يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ
كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ ۖ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ
تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا
عَنْهُ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٢٢﴾

سورۃ المجادلۃ پارہ 28' آیات نمبر 20 تا 22

بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں ان کا شمار ذلیل ترین لوگوں میں ہے۔ اللہ نے یہ لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول ضرور غالب آ کر رہیں گے۔ بے شک اللہ تعالیٰ طاقتور (اور) زبردست ہے۔ تو ایسی قوم نہیں پائے گا جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہو (پھر) وہ ان سے محبت کرے جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں خواہ وہ مخالفین ان کے باپ ہوں یا ان کے فرزند ہوں یا ان کے بھائی یا کنبہ والے ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں اللہ نے ان کے دلوں میں ایمان نقش کر دیا ہے اور انھیں اپنے فیض عام سے تقویت بخشی ہے اور انھیں ایسے باغات میں داخل کرے گا جن میں نہریں رواں ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اس سے راضی ہو گئے۔ یہ اللہ کا گروہ ہے۔ سن لو! اللہ تعالیٰ کا گروہ ہی دونوں جہانوں میں کامیاب و کامران ہے۔

وما علینا الاالبلاغ

# پوائنٹ آف آرڈر

## کورم کا سوال

میاں منظور احمد موہل، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ فیصلہ ہوا تھا کہ اسمبلی کا اجلاس صبح وقت پہ شروع ہو جایا کرے گا اور کورم کے بارے میں ایسی کوئی بات نہیں ہوگی۔ کورم کے لیے 65 ممبران کا حاضر ہونا ضروری ہے۔ آپ بھی میرے خیال میں 9 بجے کی بجائے ساڑھے نو بجے تشریف لائے ہیں اس وقت اس ہال میں صرف دو ممبران تھے ایک میں تھا اور ایک باجی نصرت رشید صاحبہ تھیں۔ اب اس وقت تک کل ہم چار ممبران اس طرف ہیں اور تین اس طرف سے ہیں یعنی کل سات ممبران حاضر ہیں۔ یہ کتنی ستم ظریفی کی بات ہے کہ پنجاب حکومت اور اس ملک کا سرمایہ اس پر خرچ ہو رہا ہے اور میرے محترم دوستوں اپوزیشن والوں نے requisition کر کے یہ اجلاس بلایا تھا۔ ہم یہاں پہ پولیس کے خلاف اور انتظامیہ کے خلاف بڑی باتیں کرتے ہیں لیکن اپنے آپ کے متعلق ہم کبھی نہیں سوچتے کہ ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں۔ ہم نے وقت پر حاضر ہونا ہے یا نہیں ہونا ہے۔ صرف یہاں پر بات کر دینا آسان ہے لیکن عمل کرنا بڑا مشکل ہے۔

جناب والا! میری گزارش یہی ہے چونکہ کورم کے لیے پانچ دس بیس کا فرق ہو تو نشان دہی نہیں کی جا سکتی۔ میں یہ نشان دہی کروں گا کہ کورم نہیں۔ ہم نے ہاؤس میں کرسیوں، میزوں اور دیواروں کو نہیں سنانا ہے۔ اس وقت نہ ہی کوئی محترم وزیر ہے۔ وقفۂ سوالات ہے لیکن وزیر صاحب یہاں پہ تشریف نہیں رکھتے۔ یہ دونوں طرف سے ہے۔ آگاہی کرنا قطعاً جرم نہیں ہے دونوں اس میں برابر کے شریک ہیں۔ اب حلقہ 99 سب پر سوار ہے۔ وہ سب کو بے وقوف بنائے ہوئے ہے۔ ہم اپنی ذمہ داری سے دور ہٹ گئے ہیں۔ میں کورم کی نشان دہی کرتا ہوں۔ کورم پورا نہیں ہے، گنتی کی جائے۔

جناب والا! میں پریس کی خدمت میں بھی عرض کروں گا کہ یہ اور باتیں تو لکھتے ہیں لیکن میں تین دن سے چیخ چیخ کر کہہ رہا ہوں میرا کوئی پوائنٹ اخبار میں نہیں لاتے کہ میں نے کیوں واک آؤٹ کیا تھا۔ اس وقت بھی میں نے یہ کہا تھا کہ requisition اپوزیشن کی طرف سے ہے۔ ان کو یہ سوچنا چاہیے کہ ہم نے اجلاس بلایا ہے۔ 65 آدمی پورے کرنے ان کی ذمہ داری ہے۔ لیکن پریس والے بات نہیں لکھتے یہ گول کر جاتے ہیں۔ پریس والے دوست بھی کوئی ذمہ داری کا احساس نہیں

لرتے ہیں کہ کون سی بات ہمیں لکھنی چاہیے کس بات کو ہمیں عوام کو بتانا چاہیے۔ میں گزارش کروں گا کہ یہ عوام کو بتائیں بلکہ جب اسمبلی کا اجلاس تلاوت سے شروع ہوا کرے تو لکھا کریں کہ فلاں فلاں ممبر حاضر تھے تاکہ حلقے کے لوگ ان کو وہاں جا کر پکڑیں تم تو کہتے ہو کہ ہم وہاں اجلاس میں گئے اور وہاں آپ اجلاس میں نہیں ہوتے' کہاں پھرتے ہو' کیا کرتے پھرتے ہوں' پریس والوں کو یہ لکھنا چاہیے کہ فلاں فلاں حلقے کے ممبران حاضر تھے تب کارروائی شروع ہو اور دوسروں کے گریبان پکڑے جائیں۔ عوام ہمارا محاسبہ کر سکتے ہیں۔ ہم انتظامیہ کا محاسبہ کر سکتے ہیں۔ اللہ کے بعد عوام سب کا محاسبہ کر سکتے ہیں۔ جناب والا! پریس کی خدمت میں بھی میری گزارش ہے کہ یہ حقیقت کو لکھا کریں۔ یہ نہیں جو ان کا دوست ہو اس کے فوٹو لگاتے پھریں۔ ان کی باتیں کرتے پھریں۔

**چودھری محمد وصی ظفر:** جناب سپیکر! موہل صاحب گزشتہ کئی دنوں سے فرما رہے ہیں کہ یہ اپوزیشن کی ذمہ داری ہے چونکہ ان کا قصور یہ ہے کہ وہ اجلاس requisition کر بیٹھے ہیں۔ مجھے یہاں کسی رول کا یا کسی روایت کا حوالہ دیں۔ کسی کتاب میں سے حوالہ دیں کہ کورم کا پورا کرنا اپوزیشن کی ذمہ داری ہے۔ ہمیں دس دن ہو گئے ہیں جب سے اجلاس جاری ہے کہ وزراء صاحبان سے کہیں کہ یہاں پر آ کر تشریف رکھیں۔ لا اینڈ آرڈر کی بات ہے یہ ہم نے کس کو سنانی ہے' دیواروں کو تو نہیں سنانی ہے۔ ہمارا کام اتنا ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کے مسئلہ پر بات کرنے کے لیے ہمارا مقرر موجود ہو۔ کورم اور اجلاس جیسا بھی ہو یہ حکومت کی ہی ذمہ داری ہے۔ یہ اس کو distort کرکے اس کو twist کر کے اس طرح پیش مت کریں۔ ہاؤس requisition ہو گیا اس کے بعد چلانا گورنمنٹ کی ہی ذمہ داری ہے۔ ان کے وزیر اس وقت بادشاہت کر رہے ہیں۔ سپیکر صاحب سے کل بھی ان کی چیمبر میں بات ہوئی' ہاؤس میں بھی بات ہوئی' اس سے پہلے قائد حزب اختلاف نے بھی کہا' اس سے پہلے ہمارے ایک ممبر نے بھی کہا کہ وزیر اعلیٰ بھی موجود ہوں---

**میاں منظور احمد موہل:** جناب والا! کورم کی نشان دہی ہو چکی ہے' وہ بات نہیں کر سکتے۔ یہ بات ریکارڈ پر نہیں آنی چاہیے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** چونکہ میاں منظور احمد موہل صاحب نے کورم کی نشان دہی کر دی ہے۔ گنتی کرنے کے بعد پتہ چلا ہے کہ کورم نہیں' اس لیے ہاؤس پانچ منٹ تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔ گھنٹیاں بجائی جائیں----- (گھنٹیاں بجائی گئیں)----- گنتی کی گئی ہے' ہاؤس میں کورم نہیں ہے'

اس لیے ہاؤس 15 منٹ تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اجلاس کی کارروائی 9 بج کر 55 پر شروع ہوئی جناب ڈپٹی سپیکر سردار حسن اختر موکل نے اجلاس کی صدارت کی)

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! ہاؤس شروع ہونے کے سلسلے میں معاہدہ ہوا تھا۔ کل بھی یہ بات ہوئی ہے پہلے بھی ایسا ہوتا رہا لیکن موبل صاحب نے فرمایا کہ مجھے بھی معاہدے میں شریک کیا کریں۔ اس کے بعد یہ خود تشریف لاتے رہے پرسوں بھی جو بات ہوئی اس میں موبل صاحب بیٹھے تھے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ کارروائی شروع کی جائے وقت بڑا ہی قیمتی ہے وقفہ سوالات شروع کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر صاحب آپ تو ماشاء اللہ قانون دان ہیں اور آپ جانتے ہیں جب کورم پوائنٹ آؤٹ ہو جائے تو پھر یہ بات نہیں ہوسکتی۔ ہمیں اس کے مطابق چلنا پڑتا ہے۔ جو بھی معاہدہ ہوا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، وہ تو درست ہے جناب گھنٹیاں بج گئیں اور پندرہ منٹ گزر گئے۔ پچھلی دفعہ بھی اس طرح ہوا تھا سپیکر صاحب خود تشریف رکھتے تھے اور کورم پورا نہیں تھا لیکن انھوں نے 15 منٹ کے بعد کارروائی شروع کر دی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس میں میری گزارش یہ ہے کہ ہاؤس اس بات پر اتفاق کرے کیونکہ قانون کے مطابق جب کورم پوائنٹ آؤٹ ہو جائے تو بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر ہاؤس اس پر اتفاق کرے تو کوئی اعتراض نہیں۔

میاں منظور احمد موبل، جناب سپیکر! 15 منٹ گزر گئے ہیں اس کی دوبارہ گنتی کی جائے اگر کورم ہو تو اجلاس کی کارروائی جاری رہے اگر نہ ہو تو کل تک کے لیے ملتوی کر دیا جائے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! وزیر قانون بھی تشریف لے آئے ہیں ان سے دریافت کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ بڑی اچھی بات ہے وزیر قانون صاحب تشریف لے آئے ہیں۔ موبل صاحب نے کورم کو پوائنٹ آؤٹ کیا ہے۔ وصی ظفر صاحب فرما رہے ہیں کہ یہاں معاہدہ ہوا تھا کہ کورم کو پوائنٹ آؤٹ نہیں کیا جائے گا اور کورم نہ بھی ہو تو اجلاس کی کارروائی جاری رہنی چاہیے۔ رولز اینڈ

ریگولیشن کے تحت اگر پوائنٹ آؤٹ ہو جاتا ہے تو پھر یہ بات سامنے آتی ہے کہ ہاؤس کو رولز کے تحت چلایا جائے۔ لاءمنسٹر صاحب اس سلسلے میں کیا فرماتے ہیں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ معاہدہ ہوا تھا یہ ہمارے اور حزب اختلاف کے درمیان ہوا تھا کہ کورم پوائنٹ آؤٹ نہیں کیا جائے گا۔ اس سلسلے میں جہاں تک میری اپنی پارٹی کا تعلق ہے۔ میں اس کی ذمہ داری اٹھانے کے لیے تیار ہوں پرسوں بھی یہ مسئلہ آیا تھا۔ جناب موہل صاحب نے کورم کو پوائنٹ آؤٹ کیا تھا' کل بھی کیا تھا اور پرسوں بھی کیا تھا۔ میں نے یہی بات لیڈر آف دی اپوزیشن کی خدمت میں کی تھی۔ منظور موہل صاحب کا تعلق پیپلز پارٹی کے فارورڈ بلاک کے ساتھ ہے اور وہ ہمارے بڑے پرانے پارلیمنٹرین ہیں۔ وہ ہاؤس کے Rules of Business اور Rules of Procedure سے بہت اچھی طرح سے واقف ہیں۔ اور وہ کبھی ایسی بات نہیں کرتے جس سے ہاؤس کے ماحول میں تناؤ پیدا ہو لیکن ہوتا یہ ہے کہ ہمارے معزز اراکین حزب اختلاف ان کو بہت تنگ کرتے ہیں کہ یہ اس کا reaction ہے۔ پرسوں بھی ایک ایسا موقع پیدا ہوا اور میں نے منظور موہل صاحب سے عرض کی کہ آپ اپنا پوائنٹ آف آرڈر واپس لے لیں اور مہربانی کر کے ہاؤس کو چلنے دیں انھوں نے کہا کہ میں نے پہلے کئی دفعہ آپ کا کہنا مان کر یہ کیا ہے اور اب میں جو کچھ بھی کر رہا ہوں میں حزب اختلاف کے رویے کے خلاف کر رہا ہوں۔ میں وہاں ان کے قریب بیٹھتا ہوں اور میں جب بھی کوئی صحیح بات کرنے کے لیے حق ممبر ادا کرنے کے لیے کھڑا ہوتا ہوں تو وہ مجھے اس قدر پریشان کرتے ہیں تو میں ان سے کیوں cooperate کروں چنانچہ اس دن بھی ایسا اتفاق ہوا اور پھر جناب قائد حزب اختلاف نے ان سے عرض کی اور میری بات موہل صاحب نے درخور اعتنا نہ سمجھی اور جناب قائد حزب اختلاف کے کہنے پر انھوں نے اپنا پوائنٹ آف آرڈر واپس لیا اور ایوان کی کارروائی دوبارہ شروع ہوئی۔ اگر منظور موہل صاحب اس قسم کا کوئی پوائنٹ آف آرڈر اٹھاتے ہیں تو اس کی ذمہ داری اراکین حزب اختلاف کے سلوک پر عائد ہوتی ہے۔ میں اپنے معزز اراکین کی ذمہ داری اٹھا سکتا ہوں حزب اقتدار کی طرف سے کوئی معزز رکن پوائنٹ آؤٹ کرے میں اس کے لیے ذمہ دار ہوں اگر منظور موہل صاحب اٹھاتے ہیں تو ہم معزز اراکین مل کر اور اپوزیشن کے اراکین مل کر منظور موہل صاب سے عرض کر سکتے ہیں' میں ان کو اس بات پر مجبور نہیں کر سکتا۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! کل میرے بیٹھے ہوئے سپیکر صاحب کے پاس وزیر جنگلات و

ماہی پروری جناب ربانی کھر صاحب کا ٹیلی فون آیا کہ مجھے کسی طرح سوالات سے بچائیں۔ سپیکر صاحب نے انکار کر دیا۔ لاجسٹر صاحب بھی بیٹھے تھے اور وہ جو دوسرے شاہ صاحب منسٹر ہیں وہ بھی بیٹھے تھے۔ سپیکر صاحب نے کہا کہ یہ میرے بس کی بات نہیں۔ آپ کسی کو بھیجیں۔ اب وہ آئے نہیں ہیں اور ان کے نہ آنے کی وجہ سے یہ کورم پوائنٹ آؤٹ ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وصی ظفر صاحب! میری گزارش یہ ہے کہ پہلے اس پر فیصلہ کر لیں۔ ان سوالات کے جوابات دینے کے لیے تو پارلیمانی سیکرٹری صاحب تشریف رکھتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! وہ فرماتے ہیں کہ میں جواب نہیں دے رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں جی' وہ تیار ہیں۔ وہ تشریف رکھتے ہیں اور جوابات دیں گے۔ اب بات صرف یہ ہے کہ ہاؤس اس بات پر فیصلہ کر لے کہ موبل صاحب نے جو پوائنٹ آؤٹ کیا ہے اس کے پیش نظر رولز کے تحت تو یہ ملتوی ہو یا اگر دوست سمجھتے ہیں کہ جو معاہدہ ہوا ہے اس کے تحت اجلاس جاری رہنا چاہیے۔ تو اس سلسلے میں مجھے فرمائیں تاکہ جو بھی بات ہے اس کو ہم جاری رکھ سکیں۔

میاں منظور احمد موبل: جناب سپیکر! اصل میں بات یہ تھی کہ میں نے یہی کہا تھا کہ جب آپ ساڑھے نو بجے تشریف لائے ہیں تو اس وقت ایوان میں صرف دو ممبران باجی نصرت رشید اور میں موجود تھے۔ جب تلاوت کلام پاک ختم ہوئی تو ایوان میں چھ ممبران تشریف لا چکے تھے۔ اب جو اتنا فرق ہے یہ نہیں ہونا چاہیے۔ میں یہ بات تو مانتا ہوں کہ پانچ دس آٹھ ممبران کی کمی ہو تو وہ قابل قبول ہے' پھر یہ ایسی بات میرے دوست کہتے ہیں کہ requisition والوں پر یہ ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔ میں کہتا ہوں کہ جنھوں نے اجلاس بلایا ہے ان کی ذمہ داری زیادہ ہے۔ گورنمنٹ کی بھی ہے لیکن زیادہ ذمہ داری ان کی ہے۔ کیونکہ انھوں نے requisition کیا ہے۔ تو جناب والا! اسی طرح کوئی وزیر بھی ایوان میں موجود نہیں تھا جب تلاوت کلام پاک شروع ہوئی۔ میں یہی کہنے لگا ہوں کہ جب Rules of Procedure ہے کہ کوئی ممبر بھی یہ بات اٹھا سکتا ہے۔ میں نے جناب والا! کورم کی نشان دہی کر دی ہے۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں اور پریس والوں کو بھی میں کہتا ہوں کہ وہ تمام صوبے کے عوام کو آگاہ کریں ممبران کی کیا صورت حال ہے۔ کورم کیوں ٹوٹتا ہے؟ ممبران کیوں نہیں آتے ہیں؟ لیکن وہ میرے دوست اس بات کو لکھتے ہی نہیں ہیں۔ پتا نہیں کیا بات ہے یا کیا چکر ہے؟ میں تین دن سے متواتر کورم کے متعلق کہہ رہا ہوں۔ وہ اس بات کو اخبار میں لاتے ہی نہیں ہیں اور باتیں آ جاتی

ہیں جتنے وزیر ہیں اتنے فقیر نہیں۔ ایسے چٹکلے وہ لکھتے ہیں' کام کی بات وہ بھی کوئی نہیں لکھتے۔ جناب والا! میں اپنے مؤقف پر ڈٹا ہوا ہوں۔ قائم ہوں لہذا آپ گنتی کریں کیونکہ پندرہ منٹ گزر چکے ہیں۔ اگر کورم نہیں تو ہاؤس کو اگلے دن کے لیے ملتوی کریں۔ یہ کھیل تماشا اسمبلی میں میں نہیں ہونے دوں گا۔ (قطع کلامیاں)

**جناب ڈپٹی سپیکر:** گنتی کریں۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)(قطع کلامیاں)

**جناب مخدوم الطاف احمد:** جناب والا!---

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی مخدوم صاحب!

**جناب مخدوم الطاف احمد:** جناب والا! جہاں تک Rules & Procedure کا تعلق ہے کہ اگر کورم پورا نہیں تو ہاؤس ملتوی ہونا چاہیے۔ لیکن جہاں تک حکومت اور اپوزیشن کے معاہدے کا تعلق ہے تو اس ہاؤس کی کارروائی کو چلنا چاہیے۔ میری آپ سے درخواست یہ ہے کہ اگر آپ نے Rules & Procedure کو follow کرتے ہوئے آج ہاؤس adjourn کرنا ہے تو آپ کو اس بات کا تعین ضرور کرنا چاہیے کہ آج بھی کورم نہ ہونے کی وجہ سے یا جب بھی ہاؤس کورم نہ ہونے کی وجہ سے ملتوی ہوتا ہے تو یہ ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے۔ کیونکہ موبل صاحب نے جو بات کی ہے آپ کے توسط سے کی ہے۔ میں پریس کے حضرات سے بھی ضرور عرض کروں گا اور موبل صاحب کی سفارش کروں گا کہ ان کا بیان ضرور چھاپیں۔ ان کی بات کی میں بھی تائید کرتا ہوں کہ آخر یہاں ممبران آتے ہیں۔ عوام کے مسائل حل کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ ایک سال گزر گیا ہے بلکہ میں کہتا ہوں پورے پانچ سال گزر گئے ہیں۔ پانچ سال سے ہم یہی کچھ کر رہے ہیں کہ ہم نے عوام کے مسائل حل نہیں کیے۔ ہم نے صرف سرکاری ملازمین کے تبادلے کرائے ہیں یا تبادلے کینسل کرائے ہیں۔ لیکن اور کوئی کام ہم نے بھی نہیں کیا۔ تو براہ مہربانی اس بات کا تعین ضرور ہونا چاہیے کہ یہ ذمہ داری کس کی ہے۔ اگر ممبران کی ذمہ داری ہے تو بالکل کھلے الفاظ میں ممبران کا نام لینا چاہیے کہ یہ سراسر ان کا قصور ہے۔ اگر گورنمنٹ کا ہے تو وہ بھی واضح طور پر بتایا جائے۔ اگر اپوزیشن کا ہے تو وہ بھی واضح طور پر بتایا جائے کہ اس ساری کارروائی کا ذمہ دار کون ہے۔

**محترمہ باجی نصرت رشید:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی!

محترمہ بابی نصرت رشید، جناب والا! میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ باہر موسم خراب ہے۔ لوگوں کو آنے جانے میں تھوڑا سا وقت لگے گا۔ آپ تھوڑا سا ٹائم دیں تاکہ سارے ممبران تشریف لے آئیں۔ جناب منظور موہل صاحب کی تو ہمیشہ سے یہ خواہش رہی ہے کہ اجلاس کی کارروائی ملتوی ہو جائے۔ لہذا آپ موسم کے لحاظ سے تھوڑا سا ٹائم دے دیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! منظور موہل صاحب گھر کا نہ گھاٹ کا' ویسے ان کا اپنا خیال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی!

چودھری محمد فاروق، جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ کل بھی ہاؤس کی کارروائی میں پینتالیس منٹ کے اندر چھ دفعہ اس ایوان سے واک آؤٹ ہوا۔ اور کل کے جو واک آؤٹ ہوئے ہیں اور اسمبلی کی کارروائی جو معطل رہی اس میں بھی میرے معزز حزب اختلاف کے بھائیوں کا ایوان کے اندر جو رویہ ہے اس کی وجہ سے ایوان نہ چلا اور اگر اپوزیشن کے ارکان نے یہ اجلاس requisition کیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے پیچھے کوئی ہاتھ ہے یا کوئی سازش ہے یا کوئی مقصد ہے۔ اگر مقصد تھا تو اجلاس کے لیے انھیں سنجیدہ ہونا چاہیے۔ جب اسمبلی بلائی جاتی ہے تو گورنمنٹ کا اس صوبے کا بےشمار پیسہ اس اجلاس کی کارروائی پر صرف ہوتا ہے۔ اگر حزب اختلاف کے ارکان اس کارروائی میں سنجیدہ نہیں ہیں۔ یہ اجلاس کارروائی میں سنجیدہ نہیں' ان کے پاس کام نہیں' انھوں نے صرف وقت ضائع کرنا ہے اور صرف عوام کو بےوقوف بنانے کے لیے انھوں نے اجلاس requisition کیا ہے تو آج اس ایوان کے ذریعے یہ بات عوام تک پہنچنی چاہیے کہ حزب اختلاف کے ارکان عوام کے معاملات کے ساتھ قطعاً سنجیدہ نہیں۔ یہ صرف اور صرف اپنے شو آف کے لیے اجلاس requisition کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! اگر میاں منظور احمد موہل نے کسی قانونی نکتے پر آپ کے سامنے کوئی پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے تو اس پر آپ رولز کے لحاظ سے کوئی فیصلہ کر سکتے ہیں۔ البتہ میری بھی یہ خواہش ہے کہ یہ ایوان چلنا چاہیے۔ کارروائی ہونی چاہیے۔ اگر آج کے دن کے لیے یہ اجلاس بلا لیا گیا ہے تو جیسے تیسے ہمیں یہ ایوان چلانا چاہیے۔ ایجنڈے میں جو کچھ بھی موجود ہے خواہ حزب اختلاف کے ارکان اس کے ساتھ بھی سنجیدہ نہیں' تب بھی میں سمجھتا ہوں کہ اس ایجنڈے کو آگے بڑھانا

چاہیے اور میں آپ کی وساطت سے جناب نواب زادہ صاحب کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ قائد حزب اختلاف اور اپوزیشن کے جو ارکان ہیں۔ وہ مختلف ممبران کی ذاتیات کے بارے میں ایسے ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ انتہائی توہین آمیز ہیں۔ منظور احمد موہل کے بارے میں ابھی نواب زادہ صاحب نے یہ بات کہی کہ یہ گھر کے ہیں نہ گھاٹ کے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ اپنی حیثیت کو سمجھتے ہیں' اس ایوان کے اندر جب نواب زادہ صاحب بیٹھتے ہیں تو جتنی عزت نواب زادہ صاحب کی اہم ہے اتنی ہی عزت کسی بھی دوسرے ممبر کی اہم ہے۔ اگر یہ کسی دوسرے ممبر کی عزت کرنے کو تیار نہیں ہیں تو یہ بھی یاد رکھیں کہ کل کو ایوان میں جیسے بھی ہو ان کی ذات پر اتنا ہی حرف آتا ہے۔ آج یہ دوسرے ممبران کی عزت کریں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ان کی عزت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب! مہربانی۔ میری یہ گزارش ہے کہ ابھی یہ فیصلہ ہو جانا چاہیے ورنہ تو اس کارروائی کا فائدہ کوئی نہیں۔ (قطع کلامیاں)

نواب زادہ صاحب! مہربانی۔ موہل صاحب! ایک منٹ تشریف رکھیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ روزانہ یہی بات ہوئی کہ جب بھی ہاؤس تھوڑا سا لیٹ شروع ہوا تو چیئر سے یہ پوچھا گیا کہ آپ لیٹ کیوں آئے۔ اب یہ فیصلہ ہو گیا تھا کہ اجلاس وقت پر شروع ہوگا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس اجلاس کو چلانے کے لیے اپوزیشن اور حزب اقتدار دونوں کی یہ ذمہ داری ہے قوم کے اور ملک مفاد کے لیے جنھوں نے آپ کو نمائندہ منتخب کر کے بھیجا ہے اگر آپ کو ان سے ہم دردی ہے' اگر آپ کو اپنے صوبے سے ہم دردی ہے۔ اگر آپ کو یہاں کے رہنے والوں سے ہم دردی ہے اور گورنمنٹ کے expenses سے ہم دردی ہے تو آپ کو ٹائم پر آنا پڑے گا اور یہ کارروائی جاری رکھنی ہوگی۔ صبح بھی اور آئندہ ہر دن سپیکر چیئر پر in time ہوگا۔ اگر آپ دوست نہیں آئیں گے تو پھر یہ سوال کس سے کیا جائے گا جو آپ چیئر سے کیا کرتے ہیں کہ آپ ٹائم پر نہیں آتے۔ جہاں تک رولز کا تعلق ہے جیسا کہ تمام معزز اراکین جانتے ہیں کہ جب یہ پوائنٹ آؤٹ ہو جاتا ہے تو پھر مجبوری ہے۔ آپ جو معاہدے کرتے ہیں ان کو observe کرنا بھی آپ تمام معزز اراکین کا فرض ہے۔ میں اس سلسلے میں بھی عرض کروں گا کہ آئندہ بھی اس بات کا خیال رکھیں یا تو معاہدے نہ کیا کریں۔ اگر کرتے ہیں تو ان کی sanctity برقرار رکھا کریں۔ ہاؤس کے اندر جو معاہدے ہوتے ہیں۔ وہ ایک

معزز ممبر کا دوسرے معزز ممبر سے ہو یا اپوزیشن کے معزز اراکین Treasury benches
پھر اس پر عمل بھی کیا کریں تو یہاں پر چونکہ بات پوائنٹ آؤٹ ہو گئی ہے تو میں ہاؤس کو کل صبح نو بجے تک کے لیے ملتوی کرتا ہوں اور ساتھ یہ گزارش کروں گا کہ کل بھی اجلاس وقت پر شروع ہو گا، کوشش کیجیے گا کہ وقت پر تشریف لائیے۔

(اس مرحلے پر اجلاس کی کارروائی 13۔ فروری 1990ء صبح 9.00 بجے تک ملتوی ہوئی)

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## (صوبائی اسمبلی پنجاب کا نواں اجلاس)

منگل، 13 فروری 1990ء

(سہ شنبہ 16 رجب المرجب 1410ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح 9.00 بج کر 40 منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری ظہور احمد ایوبی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ٥

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ
نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ
لَّا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۝٦
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ۖ إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنتُمْ
تَعْمَلُونَ ۝٧ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا ۚ
عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يُكَفِّرَ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي
مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ ۖ
نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا
نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝٨ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ
الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ
الْمَصِيرُ ۝٩

سورۃ التحریم آیات 6 تا 9

اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے اس پر ایسے فرشتے مقرر ہیں جو بڑے تندخو، سخت مزاج ہیں۔ اللہ نے جس کا انھیں حکم دیا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے۔ جو انھیں حکم دیا جاتا ہے فوراً بجا لاتے ہیں۔ اے کفار! آج بہانہ نہ بناؤ۔ تمھیں اسی کا بدلہ ملے گا جو (کرتوت) تم کیا کرتے تھے۔ اے اہل ایمان! اللہ کی بارگاہ میں سچے دل سے توبہ کرو۔ امید ہے تمہارا رب تم سے تمہاری برائیاں دور کرے گا اور تمھیں ایسے باغات میں داخل کرے گا جن میں نہریں رواں ہوں گی۔ اس روز اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو اور ان لوگوں کو جو آپ پر ایمان لائے رسوا نہیں کرے گا۔ اس روز ان کا نور ایمان ان کے آگے آگے اور ان کے دائیں جانب دوڑتا ہو گا۔ وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب! ہمارے لیے ہمارا نور مکمل فرما دے اور ہمیں بخش دے۔ بے شک تو ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ اے نبی! کفار اور منافقین سے جہاد جاری رکھو اور ان پر سختی کرو اور (آخرت میں) ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ لوٹ کر آنے کی بہت بری جگہ ہے۔

وما علینا الاّ البلاغ

باجی نصرت رشید، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! کراچی میں جو دو لڑکے شہید ہوئے ہیں ان کی لاشیں لاہور آئی ہیں۔ ان کے لیے پنجاب اسمبلی میں فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب سپیکر، بی بی یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا۔ یہ ایک تحریک ہوتی ہے ان کو موشن کی صورت میں ہاؤس میں لانا چاہیے۔

یہ ہماری بہن کی طرف سے تحریک ہے۔ اس پر کسی کو کوئی اعتراض تو نہیں۔

آوازیں، کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر، فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

## نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ تعلیم)

جناب سپیکر، اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ سوالات ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری میاں عبدالستار صاحب تشریف رکھتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! جناب سے آپ کے چیمبر میں بھی گزارش کی تھی۔ ایوان میں بھی گزارش کی تھی ۔ ایک وزیر بھی تشریف نہیں رکھتے سوائے جناب افضل اعزاز صاحب کے۔ حتیٰ کہ متعلقہ وزیر بھی جن کے سوالات ہیں انھوں نے پارلیمانی سیکرٹری کو بھیج دیا ہے۔ وزیر قانون جو قائد ایوان بھی ہیں وہ بھی نہیں ہیں۔ آپ اس کا نوٹس لیں۔ جناب نے وعدہ بھی فرمایا تھا کہ آپ ان کو کہیں گے اور ensure کریں گے کہ وہ اجلاس میں تشریف لائیں۔

جناب سپیکر، وزیر قانون آتے ہیں تو ان سے بات کرتے ہیں۔

## پرائمری اساتذہ کو مراعات دینے کے لیے اقدامات

* 250 چودھری محمد خان جسپال۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پرائمری سکولوں میں اساتذہ کی عدم دلچسپی کی اکثر شکایت رہتی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اساتذہ عدم سہولیات کی بنا پر فکر روزگار میں پریشان رہتے ہیں۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت پرائمری اساتذہ کو کوئی مزید مراعات و سہولیات دینے کا پروگرام رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)،

(الف) یہ درست نہ ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) جزہائے بالا کے جوابات کی روشنی میں غیر متعلقہ ہے۔

چودھری محمد خان جسپال، کیا متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری مطلع فرمائیں گے کہ پرائمری سکول کے اساتذہ کو کون سی سہولیات دی گئی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)، جناب والا! پی ٹی سی اساتذہ میٹرک کے بعد ایک سال کا کورس کرتے ہیں۔ اسی طرح میں محکمہ صحت کی بات کروں گا ان کے ڈسپنسر بھی ایک سال کا کورس کرتے ہیں۔ ہم انھیں بی۔ایس 7 دیتے ہیں جبکہ محکمہ صحت والے اپنے ڈسپنسر کو بی۔ایس 6 دیتے ہیں۔ ایک تہائی اساتذہ سلیکشن گریڈ کے ذریعے بی۔ایس 10 میں ہیں۔ یہ تمام جنرل کیڈر اور صوبائی کیڈر میں سہولیات مہیا کر رہے ہیں جو ہمارے ہاں جونیئر کلرک میٹرک پاس ہوتے ہیں ان کو بی۔ ایس 5 دیا جاتا ہے اور ایک تہائی کو سلیکشن گریڈ بی۔ایس 7 دیا جاتا ہے۔

چودھری محمد خان جسپال، جناب والا! میں نے اپنے سوال کی ضمن " الف " میں یہ عرض کیا تھا کہ اساتذہ عدم دلچسپی کی بنا پر توجہ نہیں دے رہے۔ تو کیا متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری مطلع فرمائیں گے کہ کبھی انھوں نے ایسی کوئی چیکنگ کی ہے جس کے دوران پتہ چل سکے کہ وہاں کوئی استاد صاحبان حاضر ہوتے ہیں یا نہیں؟ ان کے پاس کوئی ریکارڈ ہے؟ میں نے واضح پوچھا تھا کہ عدم دلچسپی کی بنا پر نہیں جاتے۔ میری اطلاع تو یہ ہے کہ وہ وہاں جاتے ہی نہیں ہیں۔ اگر ہفتے میں ایک آدھ دفعہ جاتے ہوں تو پتہ نہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے جسپال صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ہماری ہر یونین کونسل کی سطح پر ایک سپروائزر اور ہر مرکز کی سطح پر ایک اے ای او تعینات ہے جو چیکنگ کرتا رہتا ہے اور ڈی ای او بھی ہے جو ضلع کی سطح پر ہے اب تک تو کوئی ایسی شکایت نہیں آئی۔ جسپال صاحب کوئی خاص نشان دہی کریں گے تو ٹھیک ہے۔

جناب جاوید محمود گھمن، جناب والا! میرا ضمنی سوال ہے کہ کیا یہ درست نہ ہے کہ پنجاب میں پرائمری سطح کے سکولوں میں پانچ جماعتوں کے لیے اکثریت دو یا تین اساتذہ سے زیادہ نہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)، جناب والا! پرائمری سکولوں میں تعداد کے مطابق اساتذہ کی اسامیاں پیدا کی جاتی ہیں اور جہاں زیادہ تعداد ہوتی ہے وہاں زیادہ اسامیاں دی جاتی ہیں۔

جناب جاوید محمود گھمن، جناب والا! میرے سوال کا جواب جو میں چاہتا ہوں وہ نہیں آیا' میرا سوال یہ تھا کہ پنجاب کے دیہاتوں میں پرائمری سطح پر جو 90 فی صد سکول ہیں' ان میں پانچ جماعتوں کے لیے اساتذہ دو یا تین سے زیادہ نہیں ہیں۔ یہ بتائیں کہ ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر، ان کا جواب تو برمحل ہے انھوں نے آپ کے سوال کے جواب میں کہا ہے کہ طلبہ کی تعداد کو پیش نظر رکھتے ہوئے اساتذہ کی اسامیاں پیدا کی جاتی ہیں۔

جناب جاوید محمود گھمن، جناب عالی' میں اپنے سوال کو دہراؤں گا کہ پانچ جماعتوں کو ایک ہی استاد پڑھاتا ہے یا دو پڑھاتے ہیں۔ اگر سکول میں طلبہ کی تعداد سو ہے' لیکن جماعتیں پانچ ہیں تو ایک یا دو اساتذہ تمام جماعتوں کے لیے ہوتے ہیں' نہ کہ انھوں نے ٹوٹل طلبہ کے لیے مقرر کیے ہوئے ہیں۔ میرا سوال تھا کہ پرائمری سطح پر پانچ جماعتیں ہوتی ہیں۔ تو انھوں نے پانچ جماعتوں کے لیے اساتذہ دینے ہوتے ہیں یا طلبہ کی تعداد کو دیکھتے ہیں؟ میرا دعویٰ یہ ہے کہ پنجاب کے 90 فی صد پرائمری سطح کے سکولوں میں دو یا تین سے زیادہ اساتذہ نہیں۔ وہ اس کا جواب دیں۔

جناب سپیکر، تو انھیں آپ کے سوال سے کوئی انکار نہیں ہے۔ اگلا سوال پیش کیا جائے۔

چودھری محمد خان جسپال، جناب والا! میں نے اس سے پہلے سوال کیا تھا کہ وہ کیا سہولتیں ہیں؟ جو پرائمری اساتذہ کو دی گئی ہیں-----

جناب سپیکر، میرے خیال میں اب آپ دوسرے سوال پر آ جائیں۔

## تعلیمی پالیسی طلباء کے مستقبل کے مطابق ہم آہنگ کرنے کے لیے اقدامات

* 251- چودھری محمد خان جسپال، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تعلیمی پالیسی کی بنا پر بی اے تک اکثر طالب علموں کو اپنے مستقبل کے پروگرام کا پتہ نہیں ہوتا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اگر میٹرک کے امتحان کے بعد تعلیمی بورڈ طالب علم کے تعلیمی، نفسیاتی، جسمانی اور معاشی ریکارڈ کا جائزہ لے کر اس کے مستقبل کی راہ کا تعین کر دے تو اس سے طالب علموں اور ملک کو بہتر نتائج حاصل ہوں گے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کوئی ایسی تعلیمی پالیسی وضع کرنے کو تیار ہے جس سے میٹرک کے بعد طلباء کے مستقبل کے پروگرام کا تعین کیا جا سکے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)،

(الف) یہ درست نہیں ہے۔

(ب) اس جزو کا جواب بھی جزو (الف) سے متعلق ہے۔

(ج) جزو (الف) اور (ب) کے جوابات کی روشنی میں اس جواب کی ضرورت نہیں رہتی۔

چودھری محمد خان جسپال، جناب سپیکر! مجھے افسوس ہے کہ اس سوال کا جواب کچھ اس انداز میں دیا گیا ہے گویا یہ کوئی بہت ہی غیر اہم سوال ہے۔ حالانکہ میں نے قوم اور ملک کے نوجوانوں کی تعلیم کا مسئلہ اٹھایا تھا۔ ضمن "الف" میں میں نے پوچھا تھا کہ کیا ان کا کوئی مستقبل ہے؟ تو میں پارلیمانی سیکرٹری سے پوچھوں گا کہ بی۔اے تھرڈ ڈویژن کا آپ کے ہاں کیا مستقبل ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)، جناب والا! میں جسپال صاحب کی خدمت میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ جہاں تک تعلیمی بورڈوں کا تعلق ہے، وہ صرف امتحانات منعقد کرتے ہیں، تعلیمی پالیسی نہیں بناتے۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ بچے نے خود ہی اپنے مستقبل کا تعین میٹرک سے کر لیا ہوتا ہے۔ وہ میٹرک میں سائنس کے مضامین لے لیتا ہے یا آرٹس کے۔ اسی طرح ایف۔اے، ایف۔ایس۔سی میں بھی وہ اپنی پسند کے مضامین لیتا ہے اور کچھ پری میڈیکل میں چلے جاتے ہیں اور کچھ پری انجینئرنگ میں چلے جاتے ہیں اور کچھ بی۔اے کرتے ہیں۔ تو بچے اپنا مستقبل خود ہی طے کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر، میاں صاحب، جسپال صاحب تعلیمی پالیسی کے بارے میں سوال پوچھ رہے ہیں اور اپنے سوال کے جز (الف) کے جواب پر انھوں نے جو ضمنی سوال کیا ہے، وہ یہ ہے کہ جو طالب علم بی۔اے تھرڈ ڈویژن میں پاس کرتے ہیں، ان کا مستقبل کیا ہے اور اس کے بارے میں حکومت پنجاب نے کیا پالیسی وضع کی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)، میں جناب والا! کی وساطت سے ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ وہ صحیح کہہ رہے ہیں کہ بی۔اے تھرڈ ڈویژن کا مستقبل اتنا محفوظ نہیں۔ عالی بی۔اے سے تو بات نہیں بنتی۔ اگر وہ اس کے ساتھ بی۔ایڈ یا کوئی ایسا کورس کریں گے تو ہم انھیں ملازمت دینے کے پابند ہیں لیکن ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں بی۔اے تھرڈ ڈویژن صرف وہاں لیے جاتے ہیں جہاں بی۔اے سیکنڈ ڈویژن یا فرسٹ ڈویژن نہ مل سکیں۔

جناب سپیکر، میاں صاحب! وہ پالیسی میکنگ کے بارے میں دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ کیا حکومت پنجاب کا ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کوئی ایسی پالیسی وضع کر رہا ہے جہاں بی۔اے تھرڈ ڈویژن کا بھی کوئی مستقبل متعین کیا جا سکے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)، پالیسی صوبائی حکومت ضرور بناتی ہے۔ اس کے لیے وفاقی حکومت سے مشورہ اور منظوری بھی ضروری ہے اس وقت تک تو کوئی ایسی بات زیر غور نہیں۔

چودھری محمد ظہیر الدین، پالیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ بچے اپنے مستقبل کا خود تعین کرتے ہیں۔ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب فرمائیں گے کہ جو بچے بی۔اے کرنے کے ساتھ بی۔ایڈ کر لیتے ہیں' وہ ٹرینڈ ٹیچر کہلاتے ہیں' ان کی جگہ ان ٹرینڈ ٹیچر کیوں رکھ لیا جاتا ہے؟ کیا یہ پنجاب گورنمنٹ کی پالیسی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)، ان۔ٹرینڈ ٹیچرز وہاں لگائے جاتے ہیں جہاں ٹرینڈ سٹاف دستیاب نہ ہو۔

چودھری محمد ظہیر الدین، ٹرینڈ ٹیچرز ہزاروں کی تعداد میں یہاں بے روزگار پڑے ہیں۔ ان کی جگہ پر آپ ان ٹرینڈ ٹیچرز کو رکھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر، پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ جہاں ٹرینڈ ٹیچرز میسر نہ ہوں' صرف وہیں ان ٹرینڈ ٹیچرز کی تقرری کی جاتی ہے۔

سردار سکندر حیات خان، ضمنی سوال۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے ابھی فرمایا کہ ایسی کوئی پالیسی حکومت نے نہیں بنائی۔ تھرڈ ڈویژنرز یا سٹوڈنٹس کے لیے ان کی عام طور پر کوئی پالیسی نہیں جو ان کے مستقبل کے بارے میں ہو یا تعلیم کے بارے میں ہو۔ کیا انھیں یہ نہیں چاہیے کہ اگر یہ حکومت

ناکام ہوئی ہے تو ان کو abdicate کر دینا چاہیے اور ایجوکیشن منسٹر کو مستعفی ہو جانا چاہیے۔

جناب سپیکر، جناب اسلم گورداسپوری صاحب۔

سردار سکندر حیات خان، میں نے سوال پوچھا تھا۔

جناب سپیکر، آپ نے سوال نہیں پوچھا تھا' آپ نے تجویز پیش کی تھی۔

سردار سکندر حیات خان، جناب والا! میں نے تجویز پیش نہیں کی۔ میں پوچھتا ہوں کہ انھوں نے خود فرمایا کہ پنجاب گورنمنٹ نے آئی جے آئی کی اس حکومت نے ایجوکیشن کی کوئی ایسی پالیسی نہیں بنائی۔ اگر انھوں نے نہیں بنائی اور یہ خود مانتے ہیں تو کیوں نہیں بنائی اور یہ اپنی ناکامی کو تسلیم کرتے ہیں؟

جناب سپیکر، آپ نے تجویز پیش کر دی ہے آپ اس کو سوال کی شکل میں ایسا بنا سکتے ہیں۔ محمد اسلم گورداسپوری صاحب کے بعد آپ سوال کر سکتے ہیں۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری، جناب سپیکر! اس سوال کا الف جز سب سے اہم ہے جس کی وضاحت بہت ضروری ہے۔ جس میں پوچھا گیا ہے کہ کیا کوئی ایسی تعلیمی پالیسی زیر غور ہے یا حکومت بنانا چاہتی ہے جو نوجوان نسلوں کے مستقبل کو محفوظ کرے ۔ آج کل جو نظام تعلیم رائج ہے یہ صدیوں پرانا ہے جس میں کسی نوجوان کے مستقبل کا کوئی تحفظ نہیں۔ میٹرک اور میٹرک کے بعد کوئی لڑکا ذہنی طور پر یہ نہیں سوچ سکتا کہ اسے کس فیلڈ میں جانا ہے۔

جناب سپیکر، حضور! آپ سوال کیجیے۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری، میرا سوال صرف اتنا ہے کہ حکومت پنجاب کسی ایسی تعلیمی پالیسی کا آغاز کرنا چاہتی ہے جس میں نوجوان نسل کے مستقبل کو محفوظ کیا جا سکے اور ان کو پتہ ہو کہ ان کا مستقبل کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)، اس ضمن میں عرض کروں گا کہ خاصے کمرشل ادارے کھولے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر، میاں صاحب! ان کا سوال یہ ہے کہ کیا حکومت اس قسم کی کوئی پالیسی وضع کر رہی ہے یا کرنا چاہتی ہے اور کیا اس کا کوئی ایسی پالیسی بنانے کا پروگرام ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)، یہ پالیسی حکومت نے زیر غور رکھی ہے اور ہم ہمیشہ بہتر پالیسی بنانے کی کوشش میں رہتے ہیں اور ہمیں وقتاً فوقتاً جو تجاویز موصول ہوتی ہیں ان کے تحت ہم اپنی تعلیمی پالیسی میں تبدیلی لاتے رہتے ہیں۔

جناب سپیکر، جناب علی اکبر مظہر وینس صاحب۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب سپیکر! میرا سوال یہی تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ میٹرک کی تعلیم کے بعد اگر تعلیمی بورڈ طالب علم کے تعلیمی نفسیاتی، جسمانی اور معاشی ریکارڈ کا جائزہ لے کر اس کے مستقبل کی راہ کا تعین کر دے تو اس سے طالب علموں اور ملک کو بہتر نتائج حاصل ہو سکتے ہیں کیا یہ تجویز حکومت کے زیر غور ہے کہ آئندہ مستقبل میں ان طالب علموں کی جو بی اے، ایم۔اے کر کے پھر رہے ہیں ان کی راہ متعین کر دی جائے اس لحاظ سے کہ ہم ملک میں فیکٹریاں لگا رہے ہیں اور اس قسم کی ٹیکنالوجی لا رہے ہیں یا جو بھی حکومت کا پنج سالہ یا دس سالہ منصوبہ ہے اس کے مطابق قوم کے بچوں کو تیار کیا جائے کہ وہ ان اداروں میں جا کر بہتر کام کر سکیں اور ان کو روزگار مل سکیں کیا ایسی کوئی پالیسی حکومت کے زیر غور ہے اگر ماضی میں نہ تھی تو آئندہ کے لیے کچھ نہ کچھ ہو سکے۔ آپ اس پر غور فرما لیں اور کوئی کام کی بات کر لیں تاکہ آپ کے حصے میں کوئی کام کی بات آ جائے۔ ہم یہ کہہ رہے ہیں اور ان کے منہ میں ڈال رہے ہیں۔ ہم ان کو بتا رہے ہیں کہ کوئی اچھا کام کر لو۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)، جناب سپیکر! بورڈ یہ پالیسی نہیں بناتے بورڈ کا کام صرف امتحان لینا ہے حکومت نے یہ پالیسی بنائی ہے جو جو طالب علم جنرل ایجوکیشن میں کامیاب نہیں ہو سکتے ان کے لیے فنی تعلیمی ادارے قائم ہیں وہ ان میں داخلہ لے کر اپنا مستقبل بنا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، سردار صاحب، آپ تشریف رکھیے۔ عبدالقادر شاہین صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب عبدالقادر شاہین: آپ نے پچھلے بجٹ سیشن میں ہمارے وزراء صاحبان کو ہدایت فرمائی تھی اور آپ نے گارنٹی دی تھی کہ آئندہ ہر وقفہ سوالات میں وزیر خود ان سوالات کے جوابات دیا کریں گے چونکہ یہ آپ کی رولنگ ہے کیونکہ یہ سوالات ہاؤس کی پراپرٹی اور عوام کے لیے نہایت اہم ہوا

کرتے ہیں اس لیے میں محسوس کرتا ہوں کہ ہمارے اس طرف بیٹھے ہوئے وزراء صاحبان کی عدم دلچسپی کی وجہ سے یہ سارا ابہام ہو رہا ہے یہ اتنا خوبصورت اور جامع سوال ہے اتنا زیادہ نہ ادھر سے جواب ہے اور نہ ہی سیکرٹری صاحبان کو پتہ ہے کیونکہ انھوں نے ابھی یہ فرمایا کہ بورڈ کا کام پالیسی بنانا نہیں لیکن حکومت کا کام پالیسیاں بنانا ہوا کرتا ہے اس لیے میں جناب سے عرض کروں گا کہ آپ ان کو ہدایات جاری کریں کہ یہ سوالات ہاؤس کی پراپرٹی نہیں بلکہ یہ باہر بیٹھے ہوئے عوام کی پراپرٹی ہے کیونکہ یہ عوام کے مشترکہ سوالات ہوا کرتے ہیں اور وہ بڑے اہم ہوتے ہیں اور ان کے جوابات انتہائی ضروری ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر، میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ راجہ صفدر حسین۔

راجہ صفدر حسین، میرا سوال پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ ہے ۔ ابھی یہ فرمایا تھا کہ جہاں ٹرینڈ ٹیچر دستیاب نہیں ہوتے وہاں ہم ان ٹرینڈ ٹیچرز لگاتے ہیں اگر ان اسامیوں پر ٹرینڈ ٹیچرز دستیاب ہوں اور وہ درخواستیں دیں تو ان کو adjust کرنے کے لیے تیار ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)، بالکل ٹھیک ہے۔

رانا محمد اکرام ربانی، میں جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ دریافت کروں گا کہ موجودہ حکومت کا چونکہ کافی لمبے عرصہ کا تسلسل ہے کیا یہ ناکامی نہیں کہ آج ایچی سونینز کالیز ڈالفینز ایبوٹونیز کا تو کوئی مستقبل ہے کیا ٹائیز کا کوئی مستقبل ان کے سامنے ہے کیا ان کے لیے بھی کوئی پالیسی ہے؟

جناب سپیکر، میں آپ کا سوال میاں صاحب کو سمجھا دیتا ہوں کہ رانا اکرام ربانی صاحب کا سوال یہ ہے کہ اچھے اداروں میں پڑھنے والے سٹوڈنٹس کے بارے میں حکومت کی پالیسی ہے ایچی سونیز یا دیگر بہتر اداروں میں پڑھنے والے طلباء ہیں لیکن کیا دور افتادہ دیہات میں ٹاٹوں پر بیٹھنے والے طالب علم ہیں جو shelterless سکولوں میں پڑھنے والے طلباء کے بارے میں بھی کیا کوئی پالیسی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)، اس بارے میں عرض کرتا ہوں کہ اب جتنے بھی کالجوں میں داخل ہونے والے ہیں وہ سب میرٹ کے تحت داخلہ ہو رہا ہے چاہے وہ گورنمنٹ کالج ہو اب اہلیت کی بنیاد پر داخلہ ہو رہا ہے اچھے طلباء اچھے تعلیمی ادارے میں جاتے ہیں اور یہ سب سے اچھی پالیسی ہے تو ہمنے یہی کیا ہے کہ میرٹ کو مقدم کیا ہے۔ اب کوئی سپیشل سیٹ نہیں رہی کوئی

وزیر اعلیٰ داخل نہیں کرا سکتا داخلہ صرف اور صرف میرٹ پر ہو گا۔

جناب سپیکر، جواب صحیح ہے رانا صاحب آپ کو اس میں ابہام ہے۔

رانا محمد اکرام ربانی، نہیں' جناب میں نے اس میں یہی پوچھا تھا کیا ہماری پالیسی کی ناکامی نہیں۔ کہ ان سکولوں کے بچوں کے پاس تو بہتر مواقع ہیں لیکن کیا یہ ان بچوں کے لیے بھی ایسے مواقع فراہم کرنا چاہیں گے؟

جناب سپیکر، ان میں کون سے مواقع کیا روزگار کے مواقع کی بات کرتے ہیں یا آپ مزید تعلیم حاصل کرنے کی بات کرتے ہیں؟

رانا محمد اکرام ربانی، میں نے سکولوں میں بچوں کو تعلیم حاصل کرنے کے مواقعوں کی بات کی ہے۔

جناب سپیکر، تعلیم حاصل کرنے کے بارے میں انھوں نے صحیح جواب دیا ہے جو بچے اچھے سکولوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں ان کے لیے بھی وہی میرٹ ہے اور جو ٹاٹوں پر بیٹھ کر پڑھنے والے دیہاتوں میں پڑھنے والے بچوں کے لیے بھی وہی میرٹ ہے یہ اب پنجاب گورنمنٹ نے مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے رائج کیا ہے۔

رانا محمد اکرام ربانی، میرا سوال جناب سپیکر! یا تو میں آپ کو سمجھا نہیں سکا۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! آپ کا سوال اتنا پیچیدہ تو نہیں ہے آپ دوبارہ ارشاد فرمایئے۔

رانا اکرام ربانی ، جو مواقع ایچیسن کالج میں پڑھنے والے بچوں کو حاصل ہیں داخل تو ہو گئے ہیں چاہے وہ گورنمنٹ کالج میں داخل ہو گئے ہیں یا کسی اور کالج میں داخل ہو گئے ہیں کیا یہ درست ہو گا کہ ان بچوں کو بھی وہی مراعات سہولیات حاصل ہیں۔ میں تمام کی بات کرتا ہوں لیبارٹری وغیرہ جو دیہاتوں کے سکولوں کے بچوں کے پاس نہیں اگر نہیں ہیں تو کیا پنجاب حکومت کے پاس کوئی ایسی پالیسی ہے؟ دو سال میں یا دس سال میں ان کے لیے بھی یہی سہولیات فراہم کی جائیں گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)، جناب والا! میں نے جواب بڑی وضاحت سے دیا تھا کہ اب وہ وقت گیا کہ صرف امراء کے بچے ہی ان اچھے سکولوں میں پڑھ سکیں گے ان اچھے اداروں میں' ان اچھے کالجوں میں پڑھ سکیں گے اب صرف on merit ہے ایک دیہات کا زیادہ اچھا طالب علم

ہی سی سی ایسے ادارے میں داخلہ لے سکے گا یہ صرف پنجاب میں ہے۔ یہ کسی اور صوبے میں نہیں۔ یہ کسی مرکز کے ادارے میں بھی نہیں۔ میرٹ کی پالیسی صرف پنجاب میں ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)، جناب والا! میرٹ کی پالیسی پر سختی سے عمل در آمد ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر، آپ کی بات درست ہے لیکن آپ ذرا اس بات کو سمجھیں وہ یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ جو سہولتیں ایک کیڈٹ کالج میں یا ایچی سن کالج میں پڑھنے والے طالب علم کو حاصل ہیں کیا وہ دور افتادہ دیہات میں پڑھنے والے طالب علم کو حاصل ہو سکتی ہیں جو اس وقت نہیں۔ اس وقت ایک طرف تو تعلیم کا یہ معیار ہے کہ ایچی سن کالج میں بہت اونچا معیار ہے اور وہاں بچوں کو سہولتیں حاصل ہیں اور ان کے اخراجات بھی بہت زیادہ ہوتے ہیں اور ایک پرائمری سکول جو دور افتادہ دیہات میں ہے وہاں کے بچے کو تعلیم حاصل کرنے کی وہ سہولتیں حاصل نہیں ہیں جو کسی اچھے سکول میں ہیں تو کیا گورنمنٹ آف پنجاب کوئی ایسی پالیسی بنانا چاہتی ہے کہ دو سال یا دس سال کے اندر ان دیہات کے بچوں کو بھی وہی سہولتیں حاصل ہو جائیں جو یہاں شہروں میں حاصل ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)، جناب والا! اس سلسلے میں میں عرض کروں گا کہ جن تعلیمی اداروں کا یہ ذکر کر رہے ہیں وہ سو سو سال پرانے تعلیمی ادارے ہیں۔ دیہاتوں میں تو تعلیم اب جا رہی ہے۔ دیہاتوں کے کالجز، دیہاتوں کے سکولز اب کھل رہے ہیں تو آہستہ آہستہ ہم اپنے وسائل کے مطابق ان کو بھی وہ سہولتیں مہیا کر دیں گے۔

جناب محمد ظہیرالدین خان، جناب سپیکر! جیسا کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب آج پہلی دفعہ جواب دے رہے ہیں اور اس میں کوئی حرج نہیں تو تھوڑی سی ہم وضاحت بھی کرتے چلیں۔ اس میں ابھی بھی ابہام ہے میں صرف تین سہولتوں کے بارے میں پوچھتا ہوں کہ لیبارٹری، لائبریری اور میڈیکل ایڈ۔ تو کیا ان تینوں کے بارے میں بھی ان کو کوئی ابہام ہے کہ کب تک تعلیمی اداروں کو دے سکیں گے؟

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب والا! ہماری یہ گزارش ہے کہ جس طرح شہروں میں ہم یہ کہتے

ہیں کہ دیہات میں 75 سے لے کر 80 فی صد تک لوگ بستے ہیں اور 20 فی صد آبادی شہروں میں ہے لیکن جتنے ماڈل سکول ہیں جتنے چیف کالجز ہیں جتنے اعلیٰ درجے کے اعلیٰ معیار رکھنے والے سکولز اور کالجز ہیں وہ سارے شہروں میں ہیں کیا اس قسم کے سکولز اور کالجز دیہاتوں کے حصے میں بھی کبھی آئیں گے یا نہیں۔

**پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)**، جناب والا! پہلی بات آپ کی خدمت میں عرض کروں کہ یہ فریضہ میں پہلی دفعہ سرانجام نہیں دے رہا تو دوسری عرض یہ ہے کہ اب جا کے یہ ہوا ہے کہ ہم نے ہائر سیکنڈری سکول کی پالیسی چلائی۔ ہماری کوشش ہے کہ ہر ہائی سکول میں زیادہ سے زیادہ ہائر سیکنڈری سکول کھولے جائیں اور زیادہ سے زیادہ دیہاتی سطح پر ایف اے اور ایف ایس سی تک کی سہولتیں مہیا کریں یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ ہم کالجز کھول رہے ہیں۔ 65 فی صد ترقیاتی پروگرام کا فنڈ دیہی علاقوں کے لیے مخصوص ہے۔

**جناب سپیکر**، میرے خیال میں اب ہمیں اگلے سوال پر چلنا چاہیے۔ اس پر کافی باتیں ہو گئی ہیں۔

**جناب علی اکبر مظہر وینس**، جناب والا! میرے حلقے میں بچیوں کے ایسے ہائی سکولز موجود ہیں جن کی چار دیواری تک نہیں۔

**جناب سپیکر**، ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش صاحب۔

**چودھری محمد وصی ظفر**، جناب سپیکر! ابھی جناب نے دیکھا کہ لاء منسٹر صاحب بھی ہاؤس میں تشریف لائے۔ ایک دو سینٹوں پر انھوں نے چہل قدمی کی اور اتنی عدم دلچسپی ہے کہ وہ بھی ہاؤس سے باہر چلے گئے۔ ان کو ہی کم از کم بلوائیں اور ان سے باقی وزراء کے متعلق دریافت کریں۔ وہ اجلاس میں خود دلچسپی لیتے ہی نہیں ہیں۔ ابھی آئے تھے اس سیٹ پر بیٹھے اور باہر تشریف لے گئے۔ کوئی آدمی بھیجیں اور ان کو بلوائیں اور پھر ان سے دریافت فرمائیں۔

(اس مرحلہ پر جناب وزیر قانون و پارلیمانی امور ایوان کے اندر تشریف لے آئے)

**چودھری محمد وصی ظفر**، جناب! وہ تشریف لے آئے ہیں۔

**جناب سپیکر**، سردار صاحب! آپ ایوان میں تشریف نہیں رکھتے ہیں۔ وصی ظفر صاحب اداس ہو جاتے ہیں۔

**چودھری محمد وصی ظفر**، جناب والا! دوسرے وزراء صاحبان سے بھی فرمائیں کہ وہ تشریف لے

ہیں۔

وزیر قانون، جناب والا! بیگم شاہانہ فاروقی صاحبہ کا کوئی بڑا ضروری مسئلہ تھا میں آپ کے کمرے میں ان سے بات کر رہا تھا اور کارروائی سن رہا تھا جونہی انھوں نے نشان دہی کی میں اسی وقت جلدی سے آ گیا ہوں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ میں اپنے آپ کو ایوان سے کسی قیمت پر جدا نہیں رکھ سکتا۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! ان کی موجودگی میں جناب نے ان کو بھی ہدایت کی تھی کہ وزراء حاضر ہوا کریں۔ اس کے بارے میں بھی ان سے دریافت کریں کہ دیگر وزراء کدھر ہیں اور وہ ایوان میں کیوں نہیں آتے۔

(اس مرحلہ پر جناب وزیر خزانہ صاحب ایوان میں تشریف لے آئے)

جناب! وہ اپنے اپنے چیمبروں میں کچھ کر رہے ہیں۔ پتا نہیں کیا کر رہے ہیں۔ ہمارے خلاف یا ایوان کے خلاف سازشیں تیار کر رہے ہیں ۔ کیا کر رہے ہیں کہ جب نام لیتے ہیں تو ایک وزیر صاحب تشریف لے آتے ہیں پھر دوسرے تشریف لے آتے ہیں۔ جناب! سب کو بلوائیں۔

وزیر خزانہ، (سردار امجد حمید خان دستی) ۔ جناب والا! یہ صرف صدق دل سے یاد کرنے کی بات ہے۔ انھوں نے دل سے یاد کیا اور ہم حاضر ہو گئے۔(قہقہہ)

خواجہ محمد یوسف، جناب والا! آپ نے دیکھا کہ وصی ظفر صاحب وزراء کے متعلق رو رہے ہیں تو میں چیف منسٹر صاحب کے متعلق بڑا اداس رہتا ہوں۔ پورا ایک سال گزر گیا ہے۔ اس میں وہ صرف پانچ دس مرتبہ تشریف لائے ہیں۔ باقی کا وقت frontier میں ہیں یا سندھ میں ہیں یا بلوچستان میں ہیں۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ آپ ہماری طرف سے ان کی خدمت میں یہ عرض کریں کہ وہ قائد ایوان کہلاتے ہیں اور وہ کبھی ایوان میں نظر ہی نہیں آتے۔ ہم تو ان کے ساتھ بات کرنے کو ترس گئے ہیں کیونکہ اس ہاؤس میں آرڈر اور احکامات ان ہی کے چلتے ہیں۔ Relaxation of Rules وہی کر سکتے ہیں۔ فنڈز اور ڈویلپمنٹ کے لیے مراعات بھی وہی دے سکتے ہیں باقی وزراء تو صرف وقت ٹالنے کے لیے آتے ہیں۔ ہر ایک کو انھوں نے ایک ایک فیڈر دے دیا ہوا ہے کہ کوئی سیکرٹری بن گیا ہے کوئی کچھ اور کوئی جھنڈے لگائے تو ہماری گزارش ان تک پہنچائی جائے کہ وہ ایوان میں ضرور تشریف لائیں ہم ان سے اکثر اداس رہتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ لاءمنسٹر صاحب! میاں یوسف صاحب کی بات کو نوٹ فرمائیں اور ان کے

جذبات پیش کر صاحب ... چاہیں۔

وزیر قانون، جناب والا! ان کے جذبات کی میں دل سے قدر کرتا ہوں میں تو ان سے گزارش کرتا ہوں کہ اگر اتنے اداس ہیں تو یہ ابھی میرے ساتھ چلیں میں ان کی ملاقات کروا دیتا ہوں۔

خواجہ محمد یوسف، جناب والا! وزیر اعلیٰ صاحب ٹی وی پر بھی نظر آتے ہیں اور فرنٹیئر بلوچستان اور سندھ میں بھی نظر آتے ہیں لیکن میں نے ہاؤس کے لیے عرض کیا ہے کہ جناب! اس ہاؤس میں سب دوست ان کے انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر، میاں صاحب! آپ کی سب باتیں نوٹ کر لی گئی ہیں۔ ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش صاحب۔

## ایڈہاک اساتذہ کو مستقل کرنے کے لیے اقدامات

* 489۔ ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پنجاب کے تعلیمی اداروں میں Subject Specialist کی کتنی تعداد ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ اساتذہ ایڈہاک بنیادوں پر کام کر رہے ہیں۔

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو ان ایڈہاک اساتذہ کو کب مستقل کیا جا رہا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)،

(الف) پنجاب کے تعلیمی اداروں میں Subject Specialist کی تعداد 2040 ہے۔

(ب) اس حد تک درست ہے کہ سوال نمبر (الف) جز کے جواب میں دی ہوئی تعداد میں سے 347 Subject Specialist ایڈہاک بنیادوں پر ہائر سیکنڈری سکولوں میں کام کر رہے ہیں۔

(ج) ایڈہاک Subject Specialist رولز کے تحت سنیارٹی کی بنیاد پر اور سروس ریکارڈ کو دیکھتے ہوئے مضمون وار جو معیار پر پورے اتریں گے مستقل کر دیے جائیں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! یہ دیا گیا ہے کہ Subject Specialist کی تعداد 240 ہے اس میں دیہات میں کتنے ہیں اور شہروں میں کتنے ہیں؟ کوئی دیہات میں بھی بھیجا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)، جناب والا! ہائر سیکنڈری سکولوں میں ہم لگا رہے ہیں اور اکثر ہائر سیکنڈری سکول ہم دیہاتوں میں کھول رہے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! کیا وہ یہ بتائیں گے کہ شہروں میں کتنے specialist اساتذہ ہیں اور دیہات میں کتنے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)، جناب والا! اس وقت تعداد میرے پاس موجود نہیں۔

جناب سپیکر ، وصی ظفر صاحب ہائر سیکنڈری سکولز عام طور پر دیہاتوں میں ہوتے ہیں اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب ٹھیک بتا رہے ہیں۔ اس لیے یہ تقریباً سارے Subject Specialist ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! لاہور میں کوئی ہائر سیکنڈری سکول نہیں ہے؟ یہ سنٹرل ماڈل کیا ہے؟ کریسنٹ ماڈل کیا ہے؟ یہ سارے ہائر سیکنڈری ہیں۔

جناب سپیکر، یہ ہائر سیکنڈری سکول ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جی ہاں۔ میٹرک تک جو ہو وہ ہائر سیکنڈری سکول ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)، جناب والا! اس وقت میرے پاس صحیح تعداد موجود نہیں ہے۔

جناب سپیکر، تو آپ یہ ایوان کی میز پر رکھ دیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)، جی۔ میں ایوان کی میز پر رکھ دوں گا۔

جناب سپیکر، میاں صاحب! یہ ایوان کی میز پر رکھ دیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)، جی۔

جناب سپیکر، اور کوئی ضمنی سوال نہیں ہے؟

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! 347 ایڈہاک بنیادوں پر اساتذہ ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ اسامیاں بھی ہیں اور وہ qualify بھی کرتے ہیں۔ تو کیا وجہ ہے کہ ان کو مستقل نہیں کیا جا رہا؟ اسامی ہے تو ایڈہاک لگایا۔ qualify کرتا ہے تو اسے ایڈہاک کیوں لگا دیا؟ اس کی کیا وجہ ہے ان کو مستقل نہیں کیا جا سکتا جبکہ وہ تنخواہ بھی لے رہے ہیں۔ against vacancies ایڈہاک لیکچرار ہیں ان کو تنخواہ بھی دی جا رہی ہے اسامی بھی ہے qualified آدمی بھی ہے تو وجہ بتائیں کہ اس کو مستقل کیوں نہیں کرتے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)، جناب والا! اس کا ایک طریق کار ہے ان سے یہ ایک سلیکشن بورڈ بنایا گیا ہے بلکہ Subject Specialist کے لیے جنرل پالیسی کے لیے ہم 67 فی صد کوٹا ایس۔ایس۔ٹی ٹیچرز کو دیتے ہیں اور 33 فی صد کوٹا ہم direct لیتے ہیں۔ ایڈہاکیز کے لیے ایک معیار تعلیم ہے اور اگر وہ اس معیار تعلیم پر پورے اترتے ہیں انھیں ایم۔اے' ایم۔ایس۔سی یا بی۔اے اس متعلقہ مضمون میں ہونا چاہیے۔ ہمارا سلیکشن بورڈ ان سے انٹرویو کر رہا ہے اور انھیں مستقل کیا جا رہا ہے اور اس وقت صرف تقریباً نو ہی بچتے ہیں۔

چودھری محمد ظہیر الدین، کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بیان فرمائیں گے کہ ایڈہاک ازم سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے گورنمنٹ کے زیر غور کوئی پالیسی ہے؟ جس پالیسی کے تحت تمام رولز کو پورا کرنے کے بعد ڈائریکٹ مستقل بنیادوں پر Subject Specialist لیے جائیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)، جناب والا! اب تک کی اطلاع کے مطابق کل اسامیاں 3742 ہیں اور اس میں جو ایڈہاک بنیاد پر بھرتی کیے گئے ہیں ان کی تعداد تین سو اور کچھ ہے باقی ہم ڈائریکٹ لے رہے ہیں۔

چودھری محمد ظہیر الدین، جناب والا! شاید میں اپنا ضمنی سوال واضح نہیں کر سکا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ آپ اپنا سوال دھرا دیجیے۔

چودھری محمد ظہیر الدین، جی۔ میں دھرا دیتا ہوں۔ جناب سپیکر! ہمارے پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ جو Ad-hoc Subject Specialist Rules ہیں ان کے تحت انھیں لیا جاتا ہے۔ تو جناب والا ایڈہاک ازم سے جان چھوڑانے کے لیے اور مستقل بنیادوں پر بھرتی کرنے کے لیے کیا کوئی پالیسی حکومت کے زیر غور ہے جس کے تحت Subject Specialists تمام اپنے قواعد و ضوابط پورے کرتے ہوئے ڈائریکٹ بھرتی ہوں اور مستقل بنیادوں پر بھرتی ہوں اور ایڈہاک بنیاد پر نہ ہوں۔ کیا ایسی کوئی پالیسی زیر غور ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)، جناب سپیکر! اس وقت جو صورت حال ہے وہ یہ ہے کہ ایڈہاک بنیاد پر کوئی بھی Subject Specialist لیکچرار نہیں لیا گیا یہ پرانے لگائے ہوئے ہیں ان شاء اللہ آئندہ بھی ہماری یہی کوشش ہو گی کہ ایڈہاک پر کوئی بھی نہ لگے۔

چودھری محمد ظہیر الدین، جناب والا! میرا پھر وہی سوال ہے شاید میں واضح نہیں کر سکا ہوں میں

پھر اسے دھرا دیتا ہوں کہ آئندہ تو آپ ایڈہاک بھرتی نہیں کریں گے؟

جناب سپیکر، جی وہ کہہ رہے ہیں کہ آئندہ کوئی بھرتی نہیں ہو گا وہ آپ کے سوال کا جواب دے چکے ہیں۔

جناب سپیکر، سوال نمبر 517۔ چودھری محمد وصی ظفر۔

## سکولوں کے گرد چار دیواری کی تعمیر

* 517۔ چودھری محمد بشیر، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سب ڈویژن فورٹ عباس میں اکثر گرلز پرائمری و مڈل سکول بغیر چار دیواری کے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو ان کی تعداد کیا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سکولوں کی چاردیواری کی تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تم اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)،

(الف) سب ڈویژن فورٹ عباس میں 12 گرلز پرائمری اور 7 گرلز مڈل مداس کی چاردیواری نہیں ہے جبکہ اس وقت کل 139 گرلز پرائمری ' 14 گرلز مڈل اور 5 گرلز ہائی مدارس اس سب ڈویژن میں چل رہے ہیں۔

(ب) پنجاب کے تمام گرلز پرائمری' مڈل اور ہائی مدارس کو چار دیواری مہیا کرنے کے لیے مرحلہ وار پروگرام ترتیب دیا گیا ہے ہر سال ترقیاتی بجٹ میں اس لیے رقم مختص کی جاتی ہے وسائل کی کمیابی کی وجہ سے رفتار سست ہے ۔ تاہم تمام مدارس کی چار دیواری کی ضروریات پوری کرنے تک یہ پروگرام جاری رکھا جائے گا۔ اسی پروگرام کے تحت آئندہ چند سالوں میں مندرجہ بالا سکولوں کی بھی چار دیواری مہیا کر دی جائے گی۔

راؤ طارق محمود، جناب والا! میں آپ کے توسط سے جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ کیا کسی چاردیواری کے بغیر کسی گرلز سکول کا تصور ہو سکتا ہے؟ یعنی چار دیواری کے بغیر کوئی گرلز سکول قائم ہو سکتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)، جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ چاردیواری ہر

گرلز سکول کی ہونی چاہیے مگر اصل صورت حال یہ ہے کہ جو سکول بغیر چاردیواری کے بنائے گئے ہیں 83-82 کے سروے کے مطابق ان کی تعداد 4058 گرلز پرائمری سکول تھے اور 84-83 ، میں 824 پرائمری سکولوں کو چاردیواری مہیا کی گئی اس کے علاوہ ہمارا ایک پروگرام ہے اس میں چار دیواری کے لیے فنڈز مخصوص کیے ہوئے ہیں اور یہ پروگرام اس وقت تک جاری رہے گا جب تک تمام سکولوں کو چار دیواریاں مہیا نہیں کر دی جاتیں۔

جناب نذرحسین کیانی، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ بچیوں کے سکولوں کو چار دیواری مہیا کرنے میں ناکام رہے ہیں ہم اگر پیپلز پروگرام میں سے انھیں بنا کر دے دیں کیا اس پر انھیں کوئی اعتراض ہو گا؟

جناب سپیکر، میں اس میں عرض کرنا چاہتا ہوں تاکہ تھوڑی سی پوزیشن واضح ہو جائے۔ چودھری محمد بشیر صاحب ایوان میں تشریف رکھتے ہیں اور ان کے behalf پر یہ سوال دیا گیا ہے تو یہ آپ کے ہوتے ہوئے آپ کی approxy ہو گی۔

چودھری محمد بشیر، جناب والا! میں تو اٹھ ہی رہا تھا مگر جناب وصی ظفر صاحب نے میرا سوال مجھ سے پہلے ہی بول دیا۔ بہرحال میرا کوئی ضمنی سوال نہیں۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب، تو مطمئن ہیں۔ کیانی صاحب، آپ اپنا سوال دھرائیے گا۔

جناب نذرحسین کیانی، جناب والا! میں نے آپ کی وساطت سے جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی خدمت میں عرض کیا ہے کہ چونکہ یہ اتنے عرصے میں بچیوں کے سکولوں کو چاردیواری مہیا کرنے میں ناکام رہے ہیں تو جناب والا! اگر ہم پیپلز پروگرام میں سے ان کو چاردیواریاں بنا دیں تو کیا انھیں کوئی اعتراض ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)، جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ یہ محکمہ تعلیم کو کوئی بھی فنڈز مہیا کر دیں ہم محکمہ تعلیم کو چاردیواری بنا دیں گے ہمیں اس میں کوئی اعتراض نہیں۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری، جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے کہا کہ بغیر درودیوار سکولز کو مرحلہ وار دیواریں اور دروازے مہیا کر رہے ہیں جبکہ ایک ہی سب ڈویژن میں 12 گرلز پرائمری سکولز ہیں جن کے بارے میں انھوں نے کہا ہے کہ چاردیواری نہیں اور بڑی بچیوں کے پانچ

مڈل سکول ہیں جن کی چار دیواری نہیں۔ تو یہ جانیں گے کہ ان کے مرحلہ وار پروگرام میں اس سب ڈویژن میں ان 12 پرائمری سکولوں میں سے اور باقی سات مڈل سکولوں میں سے کس کس کی چاردیواری کی گئی ہے۔ مرحلہ وار پروگرام میں کس سب۔ڈویژن میں انھوں نے چاردیواری مہیا کی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)۔ اس وقت کسی بھی سب ڈویژن کی تعداد میرے پاس نہیں۔ بہرحال ہم اس سال کل 138 پرائمری سکولوں کو چاردیواری مہیا کرنے کا پروگرام رکھتے ہیں۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری، جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں۔ آپ کے سوال کا جواب تو ہو گیا۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری، جناب والا! انھوں نے کیا جواب دیا۔

جناب سپیکر، آپ نے سمجھا نہیں ہے۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری، جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ ان کا جو سالانہ مرحلہ وار پروگرام سکولوں کو چاردیواری مہیا کرنے کا ہے اس سب ڈویژن میں جس میں 12 پرائمری سکول ہیں اور ان کی چاردیواری نہیں اور اسی سب ڈویژن میں سات مڈل سکول ہیں تو میں پوچھنا چاہوں گا کہ کیا ان سکولوں میں سے کسی کو بھی اس سالانہ پروگرام میں کوئی چاردیواری دی ہے۔ ان کے نام بتا دیے جائیں کہ فلاں فلاں سکول کو دے دی گئی ہے۔ صرف یہ کہہ دینے سے کہ ہم نے سالانہ پروگرام بنا رکھا ہے تو یہ جواب تو نہیں۔

جناب سپیکر، میاں صاحب' کیا آپ یہ سوال سمجھے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)، جی' جناب والا۔ میں سوال سمجھ گیا ہوں۔

جناب سپیکر، تو پھر فرمایے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)، جناب والا! جہاں تک اس سب ڈویژن کا تعلق ہے اس بارے میں میں نے پہلے بھی ان کی خدمت میں عرض کی تھی کہ اس کے لیے فاضل ممبر نیا سوال دے دیں کیونکہ اس وقت میرے پاس تفصیل نہیں۔ پنجاب میں کل 138 گرلز پرائمری سکولوں کی چاردیواری بنائیں گے۔

جناب سپیکر، جی۔ اس وقت جو آپ کا سوال ہے وہ سردست اس کا جواب دینے کی پوزیشن میں نہیں اگر fresh question ہو تو وہ اس پر جواب دے سکتے ہیں۔

خواجہ محمد یوسف، جناب والا! گزارش یہ ہے کہ آج کیا اس ایوان میں یہ طے شدہ بات سمجھی جائے کہ جن کالجز اور سکولوں پر چھتیں نہیں ہیں ان کے بارے میں یہ طے ہو گیا ہے پنجاب حکومت پیپلز پروگرام میں کوئی مداخلت نہیں کرے گی انھوں نے فرمایا ہے کہ ہم ان کی کوئی improvement نہیں کر سکتے ان کے لیے فنڈز نہیں دے سکتے اور کسی قسم کی اور چیزیں جیسے کہ چھتیں نہیں، کئی جگہوں پر چاردیواری بھی نہیں اور کئی جگہوں پر ملازمین بھی نہیں تو جناب والا! میں نے یہ عرض کیا ہے کہ کیا آج سے یہ طے سمجھیں کہ پنجاب حکومت آئندہ کالجوں اور سکولوں کی improvements میں پیپلز پروگرام میں سے خرچ کرنے پر منع نہیں کرے گی یا ان میں اکھاڑ پچھاڑ نہیں کریں گے جیسا کہ وہ کرتے رہتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)، جناب والا! میں نے پہلے بھی عرض کی تھی کہ اگر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کو یہ فنڈ مہیا کر دیں تو ہم چاردیواری بنا دیں گے۔

چودھری محمد ظہیر الدین خان، جناب سپیکر! گزارش ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ اگر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کو پیپلز پروگرام والے فنڈز دے دیں گے تو پھر ہمیں چاردیواری بنانے میں کوئی اعتراض نہیں۔ تو کیا یہ بیان فرمائیں گے کہ ان کے تعمیر وطن پروگرام میں ان دیواروں اور دروازوں کے لیے کوئی فنڈ نہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)، جناب والا! فنڈ مخصوص ہے اور میں نے عرض کی ہے کہ ہم مرحلہ وار اس پر خرچ کر رہے ہیں اور اس سال تعمیر وطن پروگرام کے تحت 138 گرلز پرائمری سکولوں کی چار دیواریاں بنائی جا رہی ہیں۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب سپیکر! میں ایک گزارش کرنا چاہوں گا۔۔۔۔۔

جناب سپیکر، جی وینس صاحب۔ آپ سوال کرنا چاہتے ہیں؟

جناب علی اکبر مظہر وینس، جی۔ میں سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی ارشاد فرمایئے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، ایک منٹ' صرف میری گزارش سن لیں۔ پرائمری سکول میں ملتے ہیں کہ بچیاں چھوٹی ہوتی ہیں لیکن وہاں کی اساتذہ لیڈی ٹیچرز بالغ ہوتی ہیں۔ گرلز سکول کے لیے چاردیواری کا نہ ہونا بڑا ظلم ہے۔ کیا اب پنجاب حکومت کی یہ پالیسی ہے اور آئندہ کے لیے یہ مہربانی کر سکتے ہیں کہ جو بھی گرلز سکول چاہے پرائمری' مڈل یا ہائی بنے گا وہ چاردیواری کے بغیر نہیں بنے گا۔ یہ اپنی estimate میں پہلے ہی چاردیواری ساتھ کیوں نہیں رکھتے؟ یہ بڑا ظلم ہے۔ یہ اسلامی ملک ہے بچیوں کو کھلے عام اس میں بٹھا دینا ٹھیک نہیں۔

جناب سپیکر، سوال بڑا relevant ہے۔ بس وہی portion کافی ہے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، جی ہاں۔

جناب سپیکر، سوال relevant ہے کہ کیا آئندہ حکومت پنجاب اس بات پر غور کر رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)، جناب سپیکر! ہمارا آئندہ جو بھی سکول بن رہا ہے اس کے estimate میں چاردیواری شامل ہے۔ یہ چاردیواری کے بغیر سکول پرانے ہیں اور ان کے لیے ہم نے چاردیواری کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ اب جو نئے سکول تعمیر ہو رہے ہیں ان کے estimate میں چاردیواری کا بنانا شامل ہوتا ہے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب! اس بہتر سوچ کا شکریہ۔

جناب سپیکر، خواجہ صاحب' اگلے سوال پر چلیں۔

خواجہ محمد یوسف، ایک چھوٹی سی بات ہے۔

جناب سپیکر، ارشاد فرمایئے۔

خواجہ محمد یوسف، گزارش یہ ہے کہ انھوں نے فرمایا ہے کہ ہمیں فنڈز مہیا کر دیے جائیں۔ جناب پنجاب میں دو قسم کے ایم۔پی۔اے ہیں جو آپ کے سامنے ہیں۔ حزب اختلاف بھی ہے اور حزب اقتدار بھی ہے ان کو فنڈز وزیر اعلیٰ پنجاب ڈویلپمنٹ فنڈز سے مختص کرتے ہیں جبکہ ہمارے پاس پیپلز پروگرام کے ذریعے فنڈز آتے ہیں۔ اگر یہ ایم۔پی۔ایز پنجاب کی نمائندگی کرتے ہوئے وہاں پر فنڈز کو خرچ کر سکتے ہیں تو ادھر ہم بھی پنجاب کی ہی نمائندگی کرتے ہیں اور پنجاب میں جو فنڈز ہم کو allocate ہوتے ہیں ہم خود ان کو کیوں نہیں خرچ کروا سکتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (ریگولر)

تعمیر وطن پروگرام کے فنڈ ہم نہیں خرچ کرتے۔ یہ گورنمنٹ کی ایجنسیز ہیں جو آج سے نہیں جب سے یہ ادارے بنے ہیں اس وقت سے یہ کام کر رہی ہیں ہم نے نیا پیپلز پروگرام کی طرز پر کوئی تعمیر وطن پروگرام کے لیے کوئی ایک ایجنسی نہیں قائم کی۔ اس میں آئی۔جے۔آئی کے بارے ہوئے ایم۔پی۔ایز یا ایم۔این۔ایز کو ہم نے وہاں نمائندگی نہیں دی۔ ایڈمنسٹریٹر نہیں بنائے۔ یہ تو ایجنسیز ہیں اور جب سے یہ ادارے قائم ہیں اس وقت سے یہ ایجنسیز یہاں ڈویلپمنٹ کے کام کرانے کی انچارج ہیں۔ ان میں ہم صرف اپنی سکیموں کی recommendation بھیجتے ہیں۔

خواجہ محمد یوسف، کام کوئی نہیں کر رہا۔ آپ کو غلط فہمی ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر! اب تک تعلیمی پالیسی کے بارے میں جتنے بھی سوالات کیے گئے ہیں کسی سوال کا categorically پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم نے جواب نہیں دیا۔ اس دن طے ہوا تھا کہ آئندہ یہاں ایوان میں وزیر تعلیم موجود ہوں گے۔ میری اطلاع کے مطابق وزیر تعلیم کسی ذاتی عذر کی بنا پر حاضر نہیں ہیں بلکہ جب سے ان سے وزارت خزانہ لی گئی ہے وہ حکومت پنجاب سے ناراض ہیں اور وہ اس وجہ سے ایوان میں نہیں آ رہے۔ اگر ایسی کوئی صورت حال ہے تو اس وقت تک یہ جو تعلیم کے سوالات ہیں pending کر دیے جائیں کیونکہ یہ سارے پالیسی کے متعلق سوالات ہیں اور پارلیمانی سیکرٹری ہر بات پر ہنس رہے ہیں۔ بچیوں کی چار دیواری کا معاملہ ہے تو وہ ہنس رہے ہیں۔ یہ پیپلز پروگرام کے بارے میں اور تعلیمی پالیسی کے بارے میں انھوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس لیے وزیر تعلیم کا ہونا ضروری ہے۔

جناب سپیکر، تشریف رکھیں شاہ صاحب' اس پوائنٹ آف آرڈر کو میں relevant نہیں سمجھتا اس لیے کہ متعلقہ منسٹر یا ان کے پارلیمانی سیکرٹری رولز کے مطابق' روایات کے مطابق جواب دینے کے مجاز ہیں۔۔۔۔ اگلا سوال چودھری محمد بشیر صاحب۔

## سکول کی عمارت میں توسیع

* 518۔ چودھری محمد بشیر، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سب ڈویژن فورٹ عباس میں بوائز ہائی سکول چک 303/ایچ۔ آر چک نمبر 213/جی آر کس

سال اپ گریڈ ہوئے اور اس وقت متذکرہ بالا اداروں میں کمروں کی علیحدہ علیحدہ تعداد کیا تھی۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا طلباء کی تعداد کے تناسب سے عمارات میں توسیع کی تو اس کی تفصیل کیا ہے اگر نہیں تو کیا حکومت ان اداروں کی ضروریات کے مطابق عمارات مہیا کرنے کے لیے تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)۔

(الف) گورنمنٹ ہائی سکول چک نمبر 303 ۔ ایچ آر 29-5-64 کو اپ گریڈ ہوا اور اس وقت طلبہ کی تعداد 225 تھی اور صرف پانچ' چھ کمرے تھے جو اپنی مدد آپ کے تحت بنائے گئے تھے۔ گورنمنٹ ہائی سکول چک R-9/213 مورخہ 1-5-1983 کو اپ گریڈ ہوا اس وقت تعداد طلبا 288 تھی اس وقت تین کمرے اور ایک سائنس لیبارٹری مہیا کی گئی۔

(ب) گورنمنٹ ہائی سکول H.R/303 میں دو کمرے 1982ء میں تعمیر ہوئے تھے اور دو مزید اب زیرتعمیر ہیں۔ اس وقت تعداد طلباء 370 ہے۔ گورنمنٹ ہائی سکول چک 213/9-R میں اب چار کمرے ہیں اور تعداد طلباء 550 ہے۔

طلباء کی تعداد کے پیش نظر پنجاب کے تمام اداروں میں اضافی کمرے درکار ہیں جن کے لیے ہر سال ترقیاتی بجٹ میں سے رقم مختص کی جاتی ہے لیکن وسائل کی کم یابی کی وجہ سے رفتار خاطر خواہ نہ ہے۔ مزید برآں محکمہ کی اول ترجیح بغیر عمارت کے چلنے والے مدارس کو عمارت مہیا کرنا ہے جن میں پرائمری سکول 15,000 سے زائد مڈل سکول' 120 اور 79 ہائی سکول شامل ہیں۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب' کیا آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری محمد بشیر، کیا حکومت طلباء کی تعداد کے لحاظ سے تعلیمی اداروں کو کوئی عمارات مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اگر ہے تو سال رواں میں تحصیل فورٹ عباس کے کن کن اداروں کو اس سکیم میں شامل کیا گیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)، آپ کی اطلاع کے لیے یہی عرض کروں گا کہ

تعمیر وطن پروگرام کے تحت عوامی نمائندگان کو ہی یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ خود بھی اپنی سفارشات میں ان سکولوں کی نشان دہی کریں اگر وہ اپنے اس پروگرام میں شامل کرا دیں گے تو ہم اس پر عمل درآمد کرا لیں گے۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب، کوئی اور ضمنی سوال ہے؟

چودھری محمد بشیر، نہیں۔ جی۔

راؤ طارق محمود، جناب سپیکر! جس طرح پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ تعمیر وطن پروگرام کے سلسلے میں عوامی نمائندوں کو وہاں پر لیبارٹریز کے لیے اور سکولوں کے لیے فنڈز دے رہے ہیں کیا کوئی ایسی سکیم بھی ان کے زیر غور ہے کہ جہاں پر پیپلز پارٹی کے نمائندے کامیاب ہوئے ہیں وہاں پر ان کے ذریعے تعمیر وطن پروگرام چلائیں گے اور انھیں فنڈز دیں گے۔

جناب سپیکر، میاں صاحب، سوال relevant ہے۔

(قہقہے)

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)، یہ سوال relevant بنتا ہے تو جناب والا دو شخصیات کے لیے ہے۔ ایک وزیر اعظم صاحب اور دوسرے وزیر اعلیٰ پنجاب۔ اگر مجھ پر یہ ذمہ داری ڈالی گئی ہے تو میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ یہ اپنی سکیمیں بھجوا دیں ان کی ہم feasibility بنوائیں گے اگر وہ اس قابل ہوئیں تو ان پر ضرور غور کریں گے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔۔۔۔ میاں صاحب، اس کا جواب واضح نہیں ہوا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)، جناب والا! اس سلسلے میں عرض ہے کہ ہمیں پہلے مرکزی حکومت سے جو بجلی ملتی تھی کیا وہ ہمیں مل رہی ہے۔ مرکزی حکومت سے ٹیلیفون کنکشن ملتے تھے، ہماری سفارش پر سوئی گیس بھی ملتی تھی۔ کیا وہ ہمیں مل رہی ہے۔ جب یہ ہماری سفارشات قبول کرنا شروع کر دیں گے تو ہم بھی اس پر ضرور غور کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش، جناب والا! اگر انھیں پیپلز پروگرام چاہیے تو ہم ان کے لیے حاضر ہیں اپنی proposal بنا کر دیں ہم ان کو پیپلز پروگرام سے فنڈز دیں گے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر، سوال کی شکل میں ایک آدمی سوال کرے۔۔۔۔(قطع کلامیاں)۔۔۔۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش، ہم پیپلز پروگرام کے فنڈز دینے کے لیے حاضر ہیں۔

جناب سپیکر، راؤ طارق محمود صاحب' آپ سوال کریں۔۔۔۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

راؤ طارق محمود، جناب سپیکر! جیسا کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے ہم پیپلز پارٹی کے عوامی نمائندوں کو سکیمیں بنا کر بھیجیں تو یہ ان کی سفارشات پر عمل کریں گے کیا آپ اس بات کی ذمہ داری لیتے ہیں کہ ان سکیموں پر عمل درآمد ہو گا۔ جناب سپیکر! یہ سوال آپ سے ہے۔

جناب سپیکر، یہ آپ مجھے فرما رہے ہیں؟

راؤ طارق محمود، آپ سے گزارش ہے کہ کیا آپ اس بات کی ذمہ داری لیتے ہیں؟

جناب سپیکر، کیا سپیکر کے فرائض میں ڈویلپمنٹ کے کام بھی آتے ہیں؟

چودھری محمد وصی ظفر: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ تعمیر وطن پروگرام میں سے پیسے دیں گے یہ انھوں نے فلور پر وعدہ فرمایا ہے اس وعدے کی تکمیل کی ذمہ داری جناب کی ہے۔ مزید آپ ایوان میں یہ تسلی کروا دیں کہ پیپلز پارٹی کے اراکین جو سکیمیں دیں گے جناب اس پر عمل درآمد کروائیں گے۔

جناب محمد لطیف مغل: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے یہ نہیں کہا بلکہ انھوں نے کہا ہے کہ اگر یہ اپنی سکیمیں دیں تو ہم ان کی feasibility کو دیکھیں گے یہ نہیں کہا کہ ہم وعدہ کرتے ہیں اور پورا کریں گے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ کلام شاعر بہ زبان میاں صاحب خود اس کا جواب دیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)، جناب سپیکر! میں نے یہی عرض کی تھی کہ یہ اگر اپنی سکیمیں بنا کر دیں جو معقول تجاویز ہوں گی ان پر ان شاء اللہ عمل درآمد کروانے کی کوشش کی جائے گی۔

راؤ طارق محمود، جناب سپیکر! اگر ہم آپ کو یہ باور کروا دیں اور اس بات کا یقین دلا دیں کہ واقعی یہ سکیمیں معقول ہیں اور ان پر عمل درآمد ہونا چاہیے۔ اگر ہم آپ کو باور کروا دیں کہ یہ سکیمیں معقول ہیں اور معقولیت کا فیصلہ آپ کریں گے۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب والا! ایک فنی بات ہے اس کو فنی ماہرین دیکھیں گے کہ آیا ان کی سکیمیں درست ہیں، معقول ہیں یا نہیں؛ ٹیکنیکل رپورٹ آنے کے بعد ان کی سکیموں پر ہم دردانہ غور ہو گا۔

آوازیں، جناب والا! یہ وزیر ہیں؟

جناب سپیکر، اس بارے میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے کہا ہے کہ آپ اپنی سکیمیں دیں ہم اس کی feasibility کو دیکھیں گے اور کوشش کریں گے کہ ان کو accommodate کریں۔ آغا ریاض الاسلام ضمنی سوال کریں گے۔

آغا ریاض الاسلام، جناب والا! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جو بات کی تھی میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ انھوں نے فرمایا ہے کہ مرکز میں ٹیلی فون وغیرہ ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر، آغا صاحب، آپ ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں یا کوئی statement دینا چاہتے ہیں؟

آغا ریاض الاسلام، جناب سپیکر! میں اسی سلسلے میں ایک چھوٹی سی وضاحت کرنا چاہتا تھا۔

جناب سپیکر، آغا صاحب! وضاحت نہ کیجیے گا۔ یہ وقفہ سوالات ہے اس پر سوال کیجیے گا۔

آغا ریاض الاسلام، چلیں، جناب والا! میں ان سے سوال ہی کر دیتا ہوں۔

جو ان کے ایم۔این۔ایز قومی اسمبلی میں بیٹھے ہوئے ہیں ان کو ٹیلی فون کے کوٹے اور دوسری چیزیں مل رہی ہیں۔ اسی طرح پنجاب اسمبلی کے ممبران چاہے وہ اپوزیشن کے ہیں چاہے وہ گورنمنٹ پارٹی کے ہیں ان کے حقوق کے سلسلے میں پنجاب گورنمنٹ پنجاب کے اندر ان کے ساتھ کیا سلوک کر رہی ہے اس بات کی وضاحت کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)، جناب سپیکر! میں اس کا سیاسی جواب نہیں دوں گا بلکہ حقیقی صورت حال کے مطابق بات کرنا چاہوں گا کہ ہماری تجاویز پر بھی پہلے بجلی ملتی تھی جو اب نہیں مل رہی ہم بھی تو پنجاب کی نمائندگی کرتے ہیں اور پنجاب کے ہی ممبر ہیں۔ کیا ہمیں بجلی مل رہی ہے؟ ہمیں تو بجلی نہیں مل رہی۔

آوازیں، مل رہی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)، ہمیں تو نہیں مل رہی۔ آپ کو مل رہی ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، میاں صاحب! آپ اس سوال کا جواب دیں۔ ان کا سوال یہ ہے کہ پنجاب میں حزب اختلاف کے اراکین اسمبلی کی سکیموں کو پنجاب گورنمنٹ entertain کرنے کے لیے اسی طرح تیار ہے جس pattern پر مرکزی حکومت حزب اختلاف کے ایم۔این۔ ایز کی سکیموں کو entertain کر رہی ہے۔

جناب محمد لطیف مغل، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ سوال محکمہ تعلیم سے متعلق نہیں یہ تو ایک جنرل سوال ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری سے متعلقہ نہیں کیونکہ یہ تو تمام محکموں سے متعلق ہے انھوں نے ٹیلی فون اور دوسرے تمام محکموں کا ذکر کیا ہے ------

راجہ محمد صفدر، جناب والا! یہ کوئی وزیر ہیں جو یہ جواب دے رہے ہیں؟

جناب سپیکر، انھوں نے اپنا پوائنٹ آف آرڈر سپیکر پر اٹھایا ہے آپ کو متوجہ نہیں کیا سپیکر کو پوائنٹ آف آرڈر پر متوجہ کیا ہے آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد لطیف مغل، جناب سپیکر! یہ جو سوال ہے صرف تعلیم سے متعلقہ نہیں۔ ان کا سوال حکومت پنجاب سے ہے اس لیے پارلیمانی سیکرٹری تعلیم جواب دہ نہیں کیونکہ انھوں نے اپنے سوال میں کہا ہے کہ جس طرح مرکزی حکومت ٹیلی فون اور دوسری سہولتیں اپوزیشن کے ممبران کو بھی دیتی ہے کیا یہ تمام سہولیات تعلیم، تعمیرات اور ہائی ویز بھی شامل ہیں اس طرح تمام محکمے اس میں شامل ہو جاتے ہیں ان کا سوال ہے کہ پنجاب حکومت بھی یہ تمام سہولیات پیپلز پارٹی کے ممبران کو بھی دینے کے لیے تیار ہے اس لیے میری رائے میں یہ جواب ان سے متعلقہ نہیں یا تو اس کا جواب وزیر قانون دیں یا پھر ہمیں کہیں تو ہم بھی دینے کے لیے تیار ہیں۔

جناب سپیکر، مغل صاحب: آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کے بارے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سوال اٹھایا گیا ہے محکمہ تعلیم سے متعلق ۔ اس میں پھر سکیموں کا ذکر آ گیا لیکن اصل ضمنی سوال یہ ہے کہ حکومت پنجاب کا محکمہ تعلیم حزب اختلاف کے ممبران کی سکیموں کو entertain کرنے کے لیے تیار ہے؟ جس pattern پر وفاقی حکومت وفاق میں حزب اختلاف کے ممبران کی سکیموں کو entertain کرتی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)، جناب والا! مرکز میں اگر اپوزیشن کے ایم۔این۔ایز

کو سکیموں کے لیے فنڈز مختص کیے جا رہے ہیں تو ہم بھی پنجاب میں وہ ہوٹ دیکھنے سے سیکھ سکیں گے۔

جناب سپیکر، وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)، جناب سپیکر! بقیہ سوالات میں ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

## نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

## سکول کی چار دیواری کی تعمیر

* 523- میاں اظہر حسن ڈار، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل گوجرانوالا یونین کونسل ترگڑی میں موضع ابدال ہائی سکول برائے طالبات کی چار دیواری نہیں ہے جس کی وجہ سے طالبات کو انتہائی پریشانی کا سامنا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک متذکرہ سکول کی چار دیواری مکمل کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)،

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) سکول مذکورہ کی چار دیواری کی تعمیر کے لیے 1986-87 کے ترقیاتی پروگرام کے تحت 28000 روپے فراہم کیے گئے تھے لیکن سکول کے ساتھ جوہڑ (pond) واقع ہونے کی وجہ سے محکمہ بلڈنگز یہ رقم خرچ نہ کر سکا۔ صورت حال اب بھی وہی ہے صرف کچھ حصہ سے پانی خشک ہوا ہے مگر زمین کی bearing capacity چیک کرائے بغیر چار دیواری کی تعمیر ممکن نہیں۔ لیکن مقامی آبادی کو نشیبی جگہ پر مٹی ڈلوانی ہو گی اپنی مدد آپ کے تحت مٹی کی بھروائی کے بعد چار دیواری شروع کی جا سکے گی۔

* 647- چودھری محمد صفدر، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بشیر گل ایس۔ایس۔ٹی گورنمنٹ مشن ہائی سکول رنگ محل لاہور میں جس کا سینارٹی نمبر 1095 ہے کو سلیکشن گریڈ مل چکا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محمد صدیق سابقہ ایس۔ایس۔ٹی گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول نمبر 2 ایمن آباد حال اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر وایڈ وضلع گوجرانوالہ جس کا سینارٹی نمبر اے 1074/ ہے کو ابھی تک سلیکشن گریڈ نہیں ملا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ایس۔ایس۔ٹی کو ابھی تک سلیکشن گریڈ نہ دینے کی کیا وجوہات ہیں نیز حکومت کب تک سلیکشن گریڈ دینے کو تیار ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)۔

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔

(ج) جزو (ب) کے جواب کی روشنی میں غیر متعلقہ ہے۔

## کالج ہال کی چھت کی تعمیر کے لیے اقدام

* 650- چودھری منور حسین تارڑ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ انٹرمیڈیٹ کالج پھالیہ (مردانہ) کے ہال کی چھت نہیں ہے اگر ایسا ہے تو چھت نہ مکمل کرنے کی وجوہات کیا ہیں۔ یہ عمارت کب مکمل ہوئی۔

(ب) حکومت کب تک ہال کی چھت مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)۔

(الف) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ انٹرمیڈیٹ کالج پھالیہ (مردانہ) کے ہال کی چھت نہیں ہے کالج کی عمارت 1976 میں مکمل ہوئی لیکن فنڈز کی کمی کی بنا پر ہال کی چھت مکمل نہ ہو سکی۔

(ب) سالانہ ترقیاتی پروگرام 91-1990ء میں ہال کی چھت مکمل کرنے کے لیے فنڈز مہیا کر دیے جائیں گے۔

## سکول کو سنٹر یا مڈل کا درجہ دینے سے متعلق

* 681- جناب عبدالقادر شاہین، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ پرائمری سکول آڑہ تہ تحصیل وضلع ساہیوال تقریباً اٹھارہ سال قبل معرض وجود میں آیا اور اس علاقہ میں نمایاں حیثیت کا حامل رہا جس کی وجہ سے گورنمنٹ نے اسے سنٹر کی حیثیت دی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سکول کی سنٹر کی حیثیت چند سال کے بعد واپس لے لی گئی۔

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سکول کی سنٹر کی حیثیت واپس لینے کی کیا وجہ تھی جبکہ مذکورہ سکول معرض وجود میں آنے کے بعد تمام علاقہ میں نمایاں حیثیت سے کام کرتا رہا۔ کیا حکومت مذکورہ سکول کو سنٹر یا مڈل کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں جبکہ قرب و جوار میں کوئی مڈل سکول نہیں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)،

(الف) گورنمنٹ پرائمری سکول آڑہ تہ کا اجراء 1968 میں ہوا اور 1976 تک سنٹر رہا۔

(ب) یہ درست ہے کہ 1976 کے بعد اسے سنٹر کی حیثیت حاصل نہ رہی۔

(ج) 1976 میں یونین کونسل کی حدود میں تبدیلی لائی گئی۔ اس تبدیلی سے قبل آڑہ تہ الگ یونین کونسل میں تھا اور عیدل الگ یونین کونسل ہیں یونین کونسل کی حدود کی تبدیلی سے یہ دونوں مدارس ایک ہی یونین کونسل میں وقوع پذیر ہوگئے چونکہ عیدل نسبتاً بہتر سکول تھا اور اسے مرکزی حیثیت حاصل تھی لہذا اسے سنٹر سکول بنا دیا گیا 1976 سے اب تک گورنمنٹ پرائمری سکول عیدل سنٹر سکول کی حیثیت سے کام کر رہا۔

سنٹر سکول یونین کونسل کا کوئی ایک پرائمری سکول ہوتا ہے جس کی اضافی حیثیت صرف یہ ہوتی ہے کہ سنٹر کے تمام سکولوں کی تنخواہیں سنٹر ہیڈ ماسٹر تقسیم کرتا ہے اور کوائف جمع کر کے متعلقہ افسران کو بھیجتا ہے۔ سنٹر سکول کا مڈل یا ہائی سکول سے کوئی تعلق نہ ہوتا ہے اور نہ ہی اس حیثیت سے پیش نظر اس کا درجہ بطور مڈل یا ہائی سکول بلند کیا جاتا ہے۔

# اساتذہ کی بھرتی کی تفصیل

* 689- میاں اظہر حسن ڈار، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ---

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 1989 میں ایس۔ایس۔ٹی (سپیشل سبجیکٹ اساتذہ) کی بھرتی کے لیے درخواستیں طلب کی گئی تھیں جس کی آخری تاریخ 25 اپریل 1989ء تھی اگر ایسا ہے تو متذکرہ درخواستوں کی تعداد کیا تھی۔ ان میں سے کتنے امیدواروں کو انٹرویو کے لیے بلایا گیا اور کتنوں کو ملازم رکھا گیا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ درخواست دہندگان کے علاوہ براہ راست بھرتی بھی کی گئی تھی اگر ایسا ہے تو طریق کار سے ہٹ کر براہ راست بھرتی کرنے کا کیا جواز تھا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ براہ راست بھرتی میں میرٹ کو نظرانداز کیا گیا ہے۔ اس طرح حقدار امیداروں کی حق تلفی کی گئی؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کل درخواستوں کی تعداد اور میرٹ کیا ہے جو امیدوار بھرتی کیے گئے ان کے میرٹ کیا تھے تمام تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)،

(الف) درست ہے کہ 1989ء میں گوجرانوالہ ڈویژن میں S.S.T. اساتذہ کی بھرتی کے لیے درخواستیں طلب کی گئیں جس کی آخری تاریخ 25 اپریل 1989ء تھی۔ 749 درخواستیں وصول ہوئیں اور سب ہی کو اخباری اشتہار کے ذریعے انٹرویو کے لیے بلایا گیا تھا۔

(ا) مرد اساتذہ 183 ملازم رکھے گئے

(ب) خواتین اساتذہ 127 ملازم رکھی گئیں۔ (کل تعداد ------ 310)

(ب) سوال کا پہلا حصہ درست ہے اس دوران حکومت نے بھرتی کے طریق کار میں تبدیلی کر دی جس کی وجہ سے براہ راست بھرتی کی گئی۔

(ج) غلط ہے۔

(د) درخواستوں کی تعداد جزو (ا) میں دے دی گئی ہے جو امیدوار بھرتی کیے گئے ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

---

(*** تفصیل لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔)

انتقامی بنیادوں پر کیے گئے تبادلوں کی [illegible]

* 714- جناب عبدالقادر شاہین، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی 114 شکرگڑھ میں جنوری 1989ء سے جون 1989ء تک انصاری برادری کے تقریباً 130 اساتذہ اور معلمات کا تبادلہ کیا گیا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ حلقہ پی پی 114 موجودہ ایم۔پی۔اے طارق انیس کے مقابلہ میں عتیق الرحمان انصاری نے الیکشن لڑا تھا اور ان کی حمایت کی وجہ سے انصاری برادری کو انتقام کا نشانہ بنایا گیا ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت انتقامی بنیادوں پر کیے گئے تبادلے منسوخ کرنے اور اس سازش میں ملوث افسران اور نمائندوں کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)۔

(الف) درست نہ ہے

(ب) اس حد تک درست ہے کہ ان دو اصحاب نے الیکشن لڑا تھا لیکن یہ غلط ہے کہ انصاری برادری کو انتقام کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔

(ج) (الف) اور (ب) کے جوابات کی روشنی میں غیر متعلقہ ہے۔

## پرنسپل کی ایک جگہ عرصہ تعیناتی کی تفصیل

* 755 ۔ حاجی اسرار احمد خان، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کسی بھی گورنمنٹ انٹر کالج کے پرنسپل کی تعیناتی ایک ہی کالج میں زیادہ سے زیادہ کتنے عرصہ تک ہو سکتی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ انٹر کالج برائے طلباء میلسی کے موجودہ پرنسپل اسی کالج میں عرصہ سے تعینات ہیں۔ اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل میلسی میں ڈگری کالج برائے طلباء اور طالبات کی علیحدہ علیحدہ منظوری ہو چکی ہے اگر ایسا ہے تو اس پر کب تک عمل درآمد ہو گا۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

(د) گورنمنٹ ہائی سکول میلسی کے ہیڈ ماسٹر کی پوسٹ کس گریڈ کی ہے اور موجودہ ہیڈ ماسٹر کس گریڈ میں ہے اگر کم گریڈ کی ہے تو اس کی تعیناتی کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)۔

(الف) کسی بھی کالج میں پرنسپل کی عمومی مدت تعیناتی تین سال ہے لیکن اگر کوئی شکایت نہ ہو تو اس سے زیادہ بھی ہو سکتی ہے۔

(ب) ان کی تعیناتی 18-9-1985ء کو ہوئی ہے چونکہ تین سال سے زائد عرصہ کے لیے ایک ہی کالج میں تعیناتی پر کوئی قانونی رکاوٹ نہیں ہے لہذا موصوف کو تبدیل کرنا ضروری نہیں سمجھا گیا۔

(ج) درست نہیں ہے میلسی میں طلباء اور طالبات کے ڈگری کالج قائم کیے جانے کی منظوری نہیں دی گئی کیونکہ میلسی میں موجود طلباء و طالبات کے انٹرمیڈیٹ کالجوں سے پاس ہو کر تھرڈ ایئر میں داخلہ لینے والے امیدواروں کی تعداد بھی بہت ہی کم ہے جن کے لیے وہاں پر ڈگری کالجوں کے اجراء کی فی الحال ضرورت نہیں ہے۔

(د) پوسٹ گریڈ 18 کی ہے موجودہ ہیڈماسٹر گریڈ 17 کا ہے یہ پوسٹ چونکہ upgrade ہو گئی اور موجودہ ہیڈ ماسٹر پہلے ہی سے وہاں تعینات تھے اس لیے مناسب سمجھا گیا کہ وہی کام جاری رکھیں۔

## نااہل آفیسر کی تعیناتی کی وجوہات

*756- حاجی اسرار احمد خان، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

ملتان بورڈ کے سیکرٹری کا عہدہ اٹھارہ گریڈ کا ہے جبکہ اس پوسٹ پر ایک سترہ گریڈ کا لیکچرار اللہ بخش خان کو سیکرٹری لگایا گیا ہے جبکہ ملتان بورڈ کے چیئرمین شیخ آفتاب صاحب نے گورنمنٹ کو لکھ کر دیا تھا کہ اللہ بخش خان کو ملتان بورڈ نے disqualify کیا ہوا ہے اسے۔بی خان کو ملتان یونیورسٹی نے بھی پرچے چیک کرنے سے disqualify کیا ہوا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)۔ یہ درست ہے کہ ملتان بورڈ کے سیکرٹری کا عہدہ سکیل 18 کا ہے لیکن یہ درست نہیں ہے کہ موجودہ سیکرٹری اللہ بخش خان اس وقت سکیل 17 کا لیکچرار ہے وہ بھی سکیل 18 کا اسسٹنٹ پروفیسر ہے۔ اللہ بخش خان کو ابتدا میں بورڈ مذکورہ کا قائم

مقام سیکرٹری مقرر کیا گیا تھا اس کی باقاعدہ تقرری کا انحصار چیئرمین کی تسلی بخش رپورٹ موصول ہونے پر تھا ماہ ستمبر 1987ء میں چیئرمین نے اپنی رپورٹ میں بیان کیا کہ اللہ بخش خان نے نہایت مشکل حالات کے باوجود بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور سفارش کی کہ اس کی تقرری کو باقاعدہ بنایا جائے لہذا اللہ بخش خان کی تقرری بحیثیت سیکرٹری ملتان بورڈ عرصہ تین سال کے لیے یکم جولائی 1987ء سے باقاعدہ کر دی گئی۔

## ایم اے کلاسز شروع نہ کرنے کی وجوہات

* 766- میجر (ریٹائرڈ) خواجہ محمد یوسف، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت سیالکوٹ میں طالبات کے لیے ایم۔اے کلاسز شروع کرنے پر غور کر رہی ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب نفی میں ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)،

(الف) حکومت نے گورنمنٹ کالج برائے خواتین سیالکوٹ میں مندرجہ ذیل مضامین میں اجراء کی منظوری دے دی ہے۔

(i) انگریزی (ii) اردو (iii) اسلامیات ..... اس تعلیمی سال سے داخلے جاری ہیں۔

(ب) جزو (الف) کے جواب کی روشنی میں غیر متعلق ہے۔

## قادر آباد میں کالج کے اجراء کے لیے اقدام

* 771- چودھری منور حسین تارڑ، کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع قادر آباد اور پورے تھانہ قادر آباد میں طلباء و طالبات کے لیے کوئی گورنمنٹ انٹر کالج نہیں ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ علاقہ میں گرلز کالج اور بوائز کالج قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)،

(الف) درست ہے۔

(ب) موجودہ پالیسی کے تحت عمومی طور پر مرکزی سطح پر انٹر کالج قائم نہیں کیے جا رہے۔ البتہ

ہائی سکولوں کو ضروریات کے پیش نظر ہائر سیکنڈری سکولوں میں تبدیل کیا جا رہا ہے۔ آئندہ مالی سال میں بوائز ہائی سکول قادر آباد ہائر سیکنڈری کا درجہ دینے کی تجویز زیر غور ہے۔

## او۔ ٹی کلاسوں کے نتیجہ کا اعلان نہ ہونے کی وجوہات

* 793۔ جناب نذر حسین کیانی، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ایلیمنٹری کالج للہ موسیٰ ضلع گجرات میں او۔ٹی کلاسوں کا اجراء ہوا تھا اور اس میں تربیت حاصل کرنے والے طلباء نے سال 89-1988 میں امتحان بھی دیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ چھ ماہ سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود ابھی تک طالب علموں کے نتیجہ کا اعلان نہیں کیا گیا۔

(ج) اگر جزہائے بالا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک او۔ٹی کلاسوں کے طالب علموں کے نتیجہ کا اعلان کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)،

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) ایلیمنٹری کالج للہ موسیٰ میں مورخہ 22-9-1988 سے 1-10-1988 تک او۔ٹی کے امتحانات لیے گئے جن میں کل 108 طلباء نے شرکت کی ان میں سے 30 طلباء کے نتائج اس لیے روک لیے گئے کہ داخلہ کے وقت ان کی بنیادی تعلیم قواعد کے مطابق نہ تھی باقی طلباء کا نتیجہ 6-2-1989 کو اعلان کر دیا گیا۔ پرنسپل ایلیمنٹری کالج للہ موسیٰ کے خلاف انضباتی کارروائی کی گئی ہے اور اس سلسلہ میں اس کو معطل کر کے انکوائری کی جا رہی ہے جو حسب قانون انکوائری رپورٹ ملنے پر نمٹا دی جائے گی۔ جہاں تک 30 طلباء کے نتائج کا تعلق ہے حکومت کی نظر میں ان نتائج کا اعلان کرنا اس لیے بے قاعدہ ہے ان کی بنیادی تعلیم قواعد کے مطابق نہ تھی۔

## لیکچرار کی تقرری کی تفصیل

* 832۔ چودھری عامر سلطان چیمہ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ----

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ تعلیم میں لیکچرار کی تقرری کے لیے حکومت نے سلیکشن بورڈ قائم

کیا ہوا ہے جو امیدواروں کے انٹرویو کے بعد مناسب افراد کو بطور لیکچرار مقرر کرتا ہے۔

(ب) یکم جنوری 1989ء سے لے کر آج تک کتنے افراد کو سلیکشن بورڈ کے ذریعہ لیکچرار مقرر کیا گیا اور کتنے افراد کو وزیر اعلیٰ کے حکم پر تعینات کیا ان افراد کے نام رہائش اور پتہ جات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)۔

(الف) جی ہاں۔ یہ درست ہے سلیکشن بورڈ مناسب و موزوں افراد کی تقرری کی سفارش کرتا ہے۔

(ب) یکم جنوری 1989 سے آج تک مورخہ 4 نومبر 1989 کے دوران سلیکشن بورڈ کے ذریعہ کسی لیکچرار کی تقرری عمل میں نہیں آئی۔ البتہ وزیر اعلیٰ کے حکم پر سترہ افراد کو ایڈہاک یا مستقل طور پر تعینات کیا گیا جن میں 4 مرد اور 13 خواتین ہیں۔ تفصیل منسلک ہے۔

## تفصیل بسلسلہ جواب جز (ب) اسمبلی سوال نمبر 832

| نمبر شمار | نام لیکچرار و کالج | آرڈر نمبر | پتہ | کیفیت |
|---|---|---|---|---|
| 1 | محمد اکبر میو ولد علی محمد لیکچرار باٹنی گورنمنٹ کالج شکر گڑھ | SO(CE-V)4-26/89, dt.26-6-89 | چک نو نہار تحصیل ضلع سیالکوٹ | ایڈہاک |
| 2 | محمد ضیاء الحق ولد چوہدری عبدالحق لیکچرار اسلامیات گورنمنٹ زمیندار کالج گجرات | SO(CE-II)4-15/89, dt.31-7-89 | چک نمبر 62-90 ساہیوال | ایڈہاک |
| 3 | محمد اقبال ولد غلام محمد لیکچرار فزکس گورنمنٹ کالج اوکاڑہ | SO(CE-II)4-12/89, dt.30-4-89 | ہڑپہ شہر، ضلع ساہیوال | ایڈہاک |
| 4 | فخر حیات ولد چوہدری محمد حیات لیکچرار نفسیات گورنمنٹ ایف سی کالج لاہور | SO(CE-II)4-5/89, dt.14-3-89 | چک پارموسیٰ تحصیل ضلع گجرات | ایڈہاک |
| 5 | مس شکیلہ نسیم علوی دختر شبیر حسین علوی لیکچرار اردو گورنمنٹ کالج (خواتین) کوٹ ادو | SO(CE-III)25-5/89, dt 11-6-89 | محلہ منظورہ نزد سول ہسپتال لیہ | ایڈہاک |
| 6 | مس عفت زہرہ دختر ظفر احمد لیکچرار اردو گورنمنٹ کالج (خواتین) راولپنڈی | SO(CE-III)(p)25-5/89,dt2-7-89 | 507۔بی سٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی | ایڈہاک |
| 7 | مس زاہدہ تبسم دختر معین الدین لیکچرار اردو گورنمنٹ کالج (خواتین) کمالیہ | SO(CE-III)/25-5/89(P), dt. 19-7-89 | جامعہ محمدیہ اوکاڑہ | ایڈہاک |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| 8 | س حسرت شاہین دختر محمد یوسف لیکچرار اردو گورنمنٹ کالج (خواتین) سیالکوٹ | SO(CE-III) 25-5/89 dt.26-7-89 | مکان نمبر 688 وارڈ نمبر 8 اندرون حرم گیٹ ملتان | ایڈہاک |
| 9 | مس بشریٰ یاسمین دختر حافظ اللہ بخش لیکچرار اسلامیات گورنمنٹ کالج (خواتین) پسرور | SO(CE-III) 43-3/89 dt 6-7-89 | محلہ اسلام پورہ گلی نمبر 3 خوشاب | ایڈہاک |
| 10 | مس نجمہ پروین دختر محمد لطیف لیکچرار اسلامیات گورنمنٹ کالج (خواتین) مری | SO(CE-III) 43-3/89 dt 18-7-89 | محلہ رسول نگر شیخوپورہ | ایڈہاک |
| 11 | مس سرائیدہ رومی دختر اے۔ این قریشی لیکچرار عربی گورنمنٹ کالج (خواتین) جہلم | SO(CE-III) 41-4/89 dt 24-8-89 | مکان نمبر ایس 2 گلی فاروق آباد شیخوپورہ | ایڈہاک |
| 12 | مس ناہید خالد لیکچرار سوشل ورک۔ کوئین میری کالج (خواتین) لاہور | SO(CE-III) 49-5/88 dt 26-2-89 | نمبر 16 اسلامیہ پارک سمن آباد لاہور | ایڈہاک |
| 13 | مس طلعت امین دختر امین الدین لیکچرار نفسیات گورنمنٹ کالج (خواتین) شاہ پور صدر | SO(CE-III) 31-5/89 19-3-89 | مکان نمبر 7۔ گلی نمبر 2 بیڈن روڈ لاہور | ایڈہاک |
| 14 | مس تنویر فردوس دختر احمد بخش لیکچرار اردو گورنمنٹ انٹر کالج (خواتین) غلام آباد فیصل آباد | SO(CE-III) 25-21/89 | نمبر 25 گلشن کالونی فیصل آباد | ایڈہاک dt 20-6-89 |
| 15 | حمید عبدالمجید گوندل زوجہ ڈاکٹر عبدالمجید قریشی (مرحوم) سابق ڈائریکٹر تعلیم (کالجز) لاہور لیکچرار تاریخ | SO(CE-III) 3-15/87 16-2-89 | 611۔ 612 نظام بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور | مستقل تقرری شوہر کی وفات پر محکمہ نے خصوصی منظوری حاصل کی |
| 16 | زاہدہ وقار لیکچرار اکنامکس کوئین میری کالج لاہور | SO(CE-III) 42-3-89 dt 6-3-89 | 67۔بی جی۔او۔آر III لاہور | ایضاً |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| 17 | بشارت سلطان اعوان لیکچرار انگریزی گورنمنٹ اسلامیہ کالج (خواتین) لاہور کینٹ | SO(CE-III) 23-3-89 dt 3.7.89 | زوجہ جیر جبرن محمد حسن نمبر 91۔ کی نمبر 12 کیولری گراؤنڈ Ext لاہور کینٹ | [illegible] |

## پی۔ٹی۔سی اساتذہ کو بے روزگاری سے بچانے کے لیے اقدام

* 833- چودھری عامر سلطان چیمہ، کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) اس سال کتنے نئے پی۔ٹی۔سی یونٹ کھولے گئے اور اس سال کتنے امیدواروں کو پی۔ٹی۔سی کلاسوں میں داخلہ دیا گیا۔

(ب) کیا یہ امیدوار امتحان پاس کرنے کے بعد تمام کے تمام ملازمت میں رکھ لیے جائیں گے۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ اس وقت پی۔ٹی۔سی اساتذہ سکولوں میں اساتذہ کی منظور شدہ تعداد سے بہت زیادہ ہیں اور ان کے بے روزگار رہنے کا خدشہ ہے حکومت اس سلسلہ میں کیا اقدام کر رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)۔

(الف)

| کل یونٹ | تعداد داخل شدہ طلباء |
|---|---|
| 495 | 45,594 |

(ب) حکومت کے لیے مشکل ہے کہ تمام مندرجہ بالا طلباء کو امتحان پاس کرنے کے بعد فوری طور پر ملازمت مہیا کرے البتہ ٹریننگ کے بعد کامیاب امیدوار سرکاری اداروں کے علاوہ پرائیویٹ رجسٹرڈ تعلیمی اداروں میں بھی ملازمت اختیار کرتے ہیں۔

(ج) یہ درست ہے اس وقت پی۔ٹی۔سی کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 10,447 ہے جو داخل شدہ طلباء سے کم ہے حکومت مرحلہ وار پروگرام کے تحت نئے اور توسیع کردہ اداروں میں ملازمتیں فراہم کرنے کی کوشش کرے گی مزید برآں ٹرینڈ اساتذہ کی پرائیویٹ اداروں میں بھی مانگ ہے۔

## سکول کی عمارت کی تعمیر کے لیے اقدام

* 838- ملک امان اللہ اعوان، کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ نیا میانہ پورہ مشرقی، سیالکوٹ شہر کا پرائمری سکول پچھلے کئی سالوں سے بغیر عمارت کے کھلے آسمان تلے کام کر رہا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا موجودہ مالی سال کے بجٹ میں مذکورہ سکول کے لیے کوئی رقم رکھی گئی ہے اگر ہاں تو کتنی اور کب تک سکول کی عمارت مکمل ہو جائے گی اور اگر کوئی رقم نہیں رکھی گئی تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)،

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) سکول مذکورہ کی عمارت کی تعمیر استحقاق کی بنیاد پر 90-1989ء کے بجٹ میں شامل ہے اس کے لیے ایک لاکھ تیرہ ہزار روپے مختص کیے جائیں گے اور توقع ہے کہ 30 جون 1990ء تک سکول کی عمارت کی تعمیر مکمل ہو جائے گی۔

## اساتذہ کی تعداد بڑھانے کے لیے اقدام

* 845- چودھری الطاف احمد رانجھا، کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) شیرے والا تحصیل پھالیہ گرلز ہائی سکول میں زیر تعلیم لڑکیوں کی کل تعداد کیا ہے اور مذکورہ سکول میں اساتذہ کی کل تعداد کیا ہے۔

(ب) کیا اساتذہ کی تعداد لڑکیوں کی تعداد کے مطابق ہے۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ سکول میں صرف دو اساتذہ تعینات ہیں اور بچیوں کی تعلیم کا حرج ہو رہا ہے اگر ایسا ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول میں اساتذہ کی تعداد بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)،

(الف) طالبات کی کل تعداد 81 ہے اور تین معلمات ہیں۔

(ب) جی نہیں۔

(ج) تین معلمات کام کر رہی ہیں۔ تقرریوں پر پابندی ختم ہونے پر بقیہ منظور شدہ اسامیاں پُر کر

دی جائیں گی۔

## پی پی پی کے ایم۔پی۔اے' ایم۔این۔اے کو بھرتی کا کوٹہ نہ دینے کی وجوہات

* 867 ۔ میجر ریٹائرڈ خواجہ محمد یوسف، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کی ہدایت پر سیالکوٹ میں ٹرینڈ اور ان۔ٹرینڈ اساتذہ کی اسامیوں پر آئی۔جے۔آئی کے ایم۔پی۔اے / ایم۔این۔اے کو کوٹہ دیا گیا ہے مگر پی۔پی۔پی والوں کے لیے خصوصی طور پر منع کیا گیا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پی۔پی۔پی کے اراکین صوبائی / مرکزی اسمبلی کو بھی کوٹہ دینے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)،

(الف) درست نہ ہے۔

(ب) الف کی روشنی میں غیر متعلقہ ہے۔

## سپیشل سلیکشن بورڈ کے ذریعے کامیاب و ناکام انسٹرکٹروں کی تفصیل

* 872- بیگم صغیرہ اسلام، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ وزیر اعلیٰ کے احکامات کے تحت فنی ونگ کے ملازمتوں سے نکالے گئے لیکچرارز /انسٹرکٹرز کو بحال کر دیا گیا تھا۔

(ب) آیا امر واقع ہے کہ وزیر اعلیٰ کے حکم سے ایک سپیشل سلیکشن بورڈ ترتیب دیا گیا ہے جس کے انٹرویوز ماہ جون 1989 میں ہوئے لیکن ابھی تک سلیکشن بورڈ کے نتائج کا اعلان نہیں کیا گیا۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں۔

(ج) آیا یہ بھی امر واقع ہے کہ مذکورہ سلیکشن بورڈ کے نتائج کے اعلان کے بغیر ہی بیشتر لیکچرار / انسٹرکٹرز کو ملازمتوں سے نکال دیا گیا اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں۔

(د) آیا یہ امر واقع ہے کہ وزیر اعلیٰ کے اعلان کے مطابق 33 فیصد نمبر حاصل کرنے والے امیدواروں کو مستقل کر دیا جائے گا اگر ایسا ہے تو ان احکامات پر کس حد تک عملدرآمد کیا گیا ہے اور کتنے امیدواروں نے سپیشل سلیکشن بورڈ کے ذریعے انٹرویو دیے۔ کتنے کامیاب و ناکام ہوئے۔ فہرست نتیجہ ایوان میں پیش کی جائے۔

(ہ) آیا حکومت اس امر سے آگاہ ہے کہ محکمہ تعلیم نے وزیر اعلیٰ کے احکامات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ایڈہاک لیکچرارز / انسٹرکٹرز کو ان کی ملازمت کے صرف چار ماہ بعد ہی ملازمتوں سے نکال کر پبلک سروس کمشن کے امیدواروں کو بھرتی کر لیا اگر ایسا ہے تو آیا محکمہ تعلیم نے وزیر اعلیٰ سے کوئی مشورہ یا منظوری حاصل کی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)۔

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ بورڈ ترتیب دیا گیا جس نے ماہ جون 1989ء سے انٹرویو شروع کیے تھے لیکن یہ غلط ہے کہ اس کے نتائج کا اعلان نہیں کیا گیا۔

(ج) خصوصی سلیکشن بورڈ کے تشکیل سے قبل ہی پبلک سروس کمشن نے بعض مضامین میں تقرری کے لیے سفارشات بھجوا دی تھیں جو مارچ' اپریل 1989ء میں موصول ہوئیں۔ اسلامیات اور ریاضی کے مضامین میں اساتذہ کی تقرری کے احکامات بھی ماہ اپریل میں جاری کیے جا چکے تھے۔ صرف ان کی تعیناتی باقی تھیں چونکہ پبلک سروس کمشن کے سفارش کردہ امیدواروں کو ایڈہاک بنیادوں پر کام کرنے والے امیدواروں پر فوقیت حاصل ہے اس لیے ان کی تعیناتی کر دی گئی جس کے نتیجہ میں اسامیوں کی کمی کی وجہ سے چند ایک ایڈہاک ملازمین کو فارغ کرنا پڑا۔ تاہم خصوصی تشکیل شدہ بورڈ کی سفارشات پر ایڈہاک ملازمین کی تقرری کی منظوری ہو چکی ہے۔ سلیکشن بورڈ کے کل 87 سفارش کردہ ملازمین میں سے صرف 9 ایسے ایڈہاک ملازمین ہیں جن کے لیے فی الحال اسامیاں موجود نہیں۔ جوں جوں اسامیاں آ رہی ہیں ان کی تقرریاں کی جا رہی ہیں۔

(د) یہ بات درست ہے کہ 33 فیصد نمبر حاصل کرنے والے امیدوار کو کامیاب قرار دیا جاتا ہے مگر ان سب کو مستقل کرنا تب ہی ممکن ہے جب تمام کامیاب امیدواروں کو کھپانے کے لیے اسامیاں بھی موجود ہوں۔ سلیکشن بورڈ کے ذریعے 100 امیدواروں نے انٹرویو دیا جن میں سے 87 کامیاب قرار پائے اور 13 ناکام ہوئے۔ ان کی فہرست ایوان کی میز پر رکھی دی گئی ہے۔

(ہ) وزیر اعلیٰ کی منظوری سے ہی محکمہ نے یہ حکم جاری کیا تھا کہ ایڈہاک بنیادوں پر کام کرنے

والے انسٹرکٹرز / لیکچرارز اس مدت تک ملازمت جاری رکھیں گے جب تک پبلک سروس کمشن کے امیدوار دستیاب نہ ہوں لہذا محکمہ نے وزیر اعلیٰ کے احکامات کی کسی طرح خلاف ورزی نہیں کی۔

## ایڈہاک لیکچرارز / انسٹرکٹرز کو مستقل کرنے کے لیے اقدام

* 873- بیگم صغیرہ اسلام، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ محکمہ خزانہ نے وزیر اعلیٰ کے احکامات کی روشنی میں اپنے مراسلہ نمبر۔ ایس۔ او (ای) 1-2/89 کی رو سے محکمہ تعلیم کی استدعا پر تحریر کیا تھا کہ محکمہ تعلیم میسر اسامیوں پر ایڈہاک لیکچرارز / انسٹرکٹرز کو مستقل کرے اور پبلک سروس کمشن کے امیدواروں کو مزید نشستوں کی منظوری تک انتظار کے لیے کہا جائے۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو محکمہ تعلیم نے وزیر اعلیٰ کے احکامات پر کس قدر عملدر آمد کیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)۔

(الف) اس حد تک درست ہے کہ محکمہ تعلیم کی طرف سے مزید اسامیوں کی مانگ کے جواب میں محکمہ خزانہ نے یہ مشورہ دیا تھا۔

(ب) خصوصی سلیکشن بورڈ کی تشکیل سے قبل ہی پبلک سروس کمشن نے بعض مضامین میں تقرری کے لیے سفارشات بھیجیں جو مارچ اور اپریل 1989ء میں موصول ہوئیں۔ اسلامیات اور ریاضی کے مضامین میں تقرری کے احکامات بھی 1989ء میں جاری کیے جا چکے تھے صرف ان کی تعیناتی باقی تھی چونکہ پبلک سروس کمشن کے سفارش کردہ امیدواروں کو ایڈہاک بنیادوں پر کام کرنے والے امیدواروں پر فوقیت حاصل ہے اس لیے ان کی تعیناتی کر دی گئی جس کے نتیجہ میں اسامیوں کی کمی کی وجہ سے چند ایک ایڈہاک ملازمین کو فارغ کرنا پڑا۔ تاہم خصوصی تشکیل شدہ بورڈ کی سفارشات پر 161 ایڈہاک ملازمین کی تقرری کی منظوری ہو چکی ہے۔ سلیکشن بورڈ کے کل 87 سفارش کردہ ملازمین میں سے صرف 9 ایڈہاک ملازمین ایسے ہیں جن کے لیے فی الحال اسامیاں موجود نہیں۔ مزید برآں وزیر اعلیٰ سے تمام ایڈہاک امیدواروں کی مدت ملازمت میں توسیع و تقرری کی اجازت صرف اس صرصہ کے لیے لی گئی

تھی جب تک کمشن کے سفارش کردہ امیدواروں کی تقرری نہ کی جائے اس طرح کمشن کے کامیاب امیدواروں کی تقرری سے وزیر اعلیٰ کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں ہوئی۔

## گرلز سکول کے لیے مختص رقوم کو بوائز سکول کی تعمیر پر خرچ کرنے کی وجوہات

* 877- چودھری خادم حسین، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سال 87-1986 کے دوران ایم۔این۔اے گرانٹ سے 61,000 روپے گرلز پرائمری سکول ہرنائی کی تعمیر کے لیے منظور ہوئے تھے۔

(ب) کیا گرلز سکول کی تعمیر سے پہلے محکمہ کے کسی افسر نے اس جگہ اور سکول کا معائنہ کیا تھا۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ یہ رقم گرلز سکول کی تعمیر پر خرچ ہی نہیں کی گئی تھی بلکہ یہ رقم بوائز سکول پر خرچ کر دی گئی اس کی کیا وجہ تھی اور کیا رولز کے تحت یہ رقم بوائز سکول پر خرچ کی جا سکتی ہے۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس رقم کے ضیاع کا ذمہ دار کون ہے اور حکومت اس سلسلہ میں کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)۔

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) جی نہیں۔

(ج) اس حد تک درست ہے کہ جو دو کمرے اس رقم سے تعمیر کیے گئے اس میں اب بوائز پرائمری سکول ہے حالانکہ یہ عمارت گرلز پرائمری سکول کے لیے بنائی گئی تھی لیکن چونکہ زمین بوائز ہائی سکول کے سامنے تھی اس لیے مقامی لوگوں نے وہاں بچیوں کا سکول منتقل کرنے سے انکار کر دیا۔

(د) جزو (ج) کے جواب کی روشنی میں اس کی ضرورت نہیں رہتی۔

## سکولوں میں سائنس ٹیچر مہیا کرنے کے لیے اقدام

* 878- چودھری خادم حسین، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع گجرات کے بیس سے زائد ہائی سکول ایسے ہیں جن میں کوئی

سائنس ٹیچر نہیں ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سائنس ٹیچروں کی عدم موجودگی کی وجہ سے طالب علموں کی تعلیم کا حرج ہو رہا ہے۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ نئی تقرری اور تبادلہ پر پابندی کی وجہ سے خالی اسامیاں پڑی ہوئی ہیں ایک طرف تو سائنس ٹیچر بے کار پھر رہے ہیں اور دوسری طرف طالب علموں کی تعلیم کا نقصان ہو رہا ہے حکومت اس سلسلہ میں کیا اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت متذکرہ بیس سے زائد ہائی سکولوں میں سائنس ٹیچر مہیا کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)۔

(الف) اس حد تک درست ہے کہ ایسے سکولوں کی تعداد بیس کی بجائے پندرہ ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) نئی تقرریوں پر سے پابندی ہٹنے کے بعد قواعد کے مطابق سائنس ٹیچر مہیا کر دیے جائیں گے۔

## سکول کی عمارت کی تعمیر

* 910۔ ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شاد باغ میں گورنمنٹ اصلاح معاشرہ سکول قائم ہے

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس وقت سکول کرایہ کی عمارت میں ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے سکول کی بلڈنگ کی تعمیر کے لیے بجٹ میں رقم مختص کر دی ہے۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک سکول کی عمارت کی تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)۔

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) یہ بھی درست ہے۔

(د) مذکورہ عمارت کی تعمیر کے لیے رواں مالی سال کے بجٹ میں پندرہ لاکھ روپے مختص کیے جا چکے ہیں محکمہ بلڈنگز نے ٹنڈر طلب کر لیے ہیں اور مزید کارروائی کی جا رہی ہے سکول کی عمارت سال 91-1990ء میں مکمل ہو جانے کا امکان ہے۔

## کھیلوں کی بنیاد پر داخلہ نہ دینے کی وجوہات

* 927۔ چودھری شاہ نواز چیمہ، کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ پنجاب میں تمام یونیورسٹیوں میں میرٹ کے علاوہ کھیلوں کی بنیاد پر بھی داخلے دیے جاتے ہیں۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا بی۔اے کے داخلوں میں بھی کھیلوں کی بنیاد پر داخلے دیے جاتے ہیں اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)،

(الف) صوبہ پنجاب کی جنرل یونیورسٹیوں کی حد تک یہ بات درست ہے۔

(ب) یونیورسٹیاں حکومت کے تحت خود مختار ادارے ہیں اور وہ دیگر قواعد سمیت داخلے کے قواعد خود مرتب کرتے ہیں اس کے برعکس سرکاری کالجوں میں داخلے قواعد حکومت کے منظور کردہ ہیں ان قواعد کے مطابق ایف۔اے ' ایف ۔ ایس۔سی میں داخلے کے لیے کھیلوں کی بنیاد پر داخلے کی گنجائش ہے جب کہ یہ گنجائش بالواسطہ طور پر بی۔اے' بی۔ایس۔سی میں بھی موجود ہیں وہ اس طرح کہ وہ تمام طلبا اور طالبات جو ایف۔اے' ایف۔ایس۔سی میں کھیلوں کی بنیاد پر داخل ہوتے ہیں یہ امتحان پاس کرنے پر بغیر کسی میرٹ کے اسی کالج میں تھرڈ ایئر میں داخلے کیے جاتے ہیں اس لیے کھیلوں کی بنیاد پر بی۔اے' بی۔ ایس۔سی میں داخلے کے لیے کوئی علیحدہ کوٹہ نہیں کیا گیا۔

## سکول کی چار دیواری کی تعمیر کے لیے اقدام

* 930- جناب احمد بخش تھیم، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مڈل سکول زنانہ سلارونس تحصیل کبیر والا کی چار دیواری اور لیٹرین نہیں ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ سکول کی لیٹرین اور چار دیواری تعمیر کرنے کو تیار ہے اگر ایسا نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)،

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) گرلز مڈل مدارس کی چار دیواری اور لیٹرین کی تعمیر کی سکیم سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل ہے سکول مذکورہ اس سال کی ترجیحات میں شامل نہیں۔ اگلے سال کے ترقیاتی پروگرام کے تحت استحقاق کی بنیاد پر اس سکول کے لیے فنڈز فراہم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

## لائبریرینز اور لائبریریوں کی بہتری کے لیے اقدام

* 937- میاں محمد سرور کھوکھر، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لائبریریاں تعلیمی نظام میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کالج لائبریریوں کی بہتری اور کالج لائبریرینز کے ملازمتی ڈھانچے کے سلسلے میں ورکنگ پیپر تیار ہوئے مدت گزر چکی ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو جب ورکنگ پیپر تیار ہوئے مدت ہو چکی ہے تو اس پر آج تک عملدرآمد کیوں نہیں ہوا۔ کیا حکومت نے عملدرآمد نہ کرنے والے افسران کے خلاف کوئی کارروائی کی ہے اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں اور اگر کی گئی ہے تو اس کی مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے۔

(د) کیا حکومت اس ورکنگ پیپر کو ایوان کی میز پر رکھنے کو تیار ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)،

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے مورخہ 19 نومبر 1989ء کو محکمہ تعلیم میں ایک اجلاس منعقد کیا گیا جس میں مختلف امور و معاملات پر غور و خوض کیا گیا۔ اجلاس میں یہ طے پایا کہ لائبریرین کے ملازمتی قواعد اور ورکنگ پیپر اور فرائض کی تفصیلات تیار کر کے محکمہ خدمات و عمومی انتظامیہ اور محکمہ خزانہ کو بھیجے جائیں چنانچہ مذکورہ مواد تیار کر کے ان محکموں کو بغرض حتمی

منظوری کے لیے مورخہ 16-1-1990 کو بھیجا جا چکا ہے یہ تمام امور لائبریرین کی نمائندہ ایسوسی ایشن کے مشورے سے طے کیے گئے۔

(ج) مندرجہ بالا وضاحت کے پیش نظر مزید جواب کی ضرورت نہ ہے۔

(د) حتمی سفارشات منظور ہی ہونے پر ایوان کے سامنے پیش کرنا مناسب ہو گا۔

## مڈل سکول کو عمارت مہیا کرنے کے لیے اقدام

* 952 ۔ حاجی سردار خان، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ مڈل سکول فتح پور ضلع قصور کو اپ۔ گریڈ ہوئے سولہ سال ہو چکے ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سکول ابھی تک پرائمری سکول کی عمارت میں چل رہا ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ سکول کی عمارت برائے حصہ مڈل کی تعمیر زیر غور ہے اگر ہے تو کب تک عمارت مہیا کی جائے گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)،

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) اہل دیہہ کی طرف سے ابھی تک زمین مہیا نہیں کی گئی۔ زمین (چار کنال مقررہ حد) ملنے پر عمارت کی تعمیر کے لیے باضابطہ عملی اقدامات شروع کر دیے جائیں گے۔

## آرٹیکل 15/3 کے تحت کی گئی تقرریوں کی تفصیل

* 979- ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پنجاب یونیورسٹی سینٹ کا اجلاس آخری بار کب طلب کیا گیا تھا۔

(ب) پنجاب یونیورسٹی کے کتنے بجٹ سینٹ کی منظوری کے بغیر خرچ کیے گئے۔

(ج) پنجاب یونیورسٹی کی کتنی تقرریاں اور کتنی ترقیاں آرٹیکل 15/3 کے تحت کی گئیں۔

(د) اگر جز (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو اس امر کی وضاحت کی جائے کہ آرٹیکل 15/3 کے تحت ترقیاں کیوں کی گئیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)۔

(الف) جامعہ پنجاب کی سینٹ کا آخری اجلاس 30 جون 1986ء کو منعقد ہوا تھا۔

(ب) دو میزانیہ جات سال 88-1987ء اور سال 89-1988ء رپورٹ کی قبل از منظوری خرچ کیے گئے یہ دونوں میزانیہ جات مع میزانیہ سال 90-1989ء آئندہ ماہ سینٹ کے اجلاس میں پیش کیے جا رہے ہیں۔

(ج) آرٹیکل 15/3 کے تحت 233 اساتذہ اور "اے" کلاس ملازموں کی تقرری عمل میں آئی۔ اساتذہ کی تقرری ہوتی ہے ترقی نہیں ہوتی۔

(د) اساتذہ کی ترقیاں نہیں کی گئی تھیں بلکہ تقرریاں کی گئیں کیونکہ اساتذہ کی تقرریوں کے بغیر تعلیمی کام کو احسن طریقہ سے سرانجام دینا ممکن نہ تھا۔

## پابندی کے دوران کیے گئے تبادلے کی تفصیل

* 981- ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع خانیوال کی تحصیل کبیر والا میں پابندی کے دوران کتنے پی۔ٹی۔سی اساتذہ کے تبادلے کیے گئے۔ کیا ان تبادلوں کے لیے حکام بالا سے اجازت لی گئی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ تبادلوں کے سلسلہ میں اساتذہ میں بے چینی یا ہیجان پیدا ہوا۔

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا اس کے تدارک کے لیے کوئی اقدامات کیے گئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)۔

(الف) درست ہے لیکن حکام بالا سے اجازت نہیں لی گئی۔

(ب) درست ہے۔

(ج) ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن افسر تحصیل کبیر والا کو تبدیل کر دیا گیا ہے اور اس کے خلاف تادیبی کارروائی کی جا رہی ہے۔

## غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

## سکول کی عمارت میں توسیع کے لیے اقدام

136۔ سردار شوکت حسین خان مزاری، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ عمر کوٹ میں ایک بوائز ہائی سکول 1974 میں قائم ہوا تھا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ سکول میں اس سال میں ٹی۔سی کلاس کا اجراء بھی ہو چکا ہے جس کی وجہ سے طلباء کی تعداد میں مزید اضافہ ہو چکا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول ہذا صرف چار کمروں پر مشتمل ہے اور اس کی کوئی چار دیواری بھی نہیں ہے۔ طلباء اور اساتذہ کھلے آسمان کے نیچے درس و تدریس حاصل کر رہے ہیں۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت متذکرہ سکول کی عمارت میں توسیع کرنے کے لیے کوئی اقدامات کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)،

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) یہ کلی طور پر درست نہیں ہے کہ سکول کی عمارت آٹھ کمروں پر مشتمل ہے جن میں سے دو بارشوں کی وجہ سے ناقابل استعمال ہو گئے ہیں چھ کمرے قابل استعمال ہیں البتہ سکول کی چار دیواری نہیں ہے۔

(د) سکول مذکور کی تعداد طلباء کے پیش نظر عمارت کم ہے۔ مالی وسائل کی کمیابی کی بناء پر رواں مالی سال کے دوران اضافی کمروں کی تعمیر کے لیے فنڈز کی فراہمی ممکن نہیں۔ البتہ اگلے مالی سال میں فنڈز فراہم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

## اساتذہ کو موو اوور دینے کے لیے اقدام

144۔ میاں محمود الحسن ڈار، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) حکومت تعلیمی شعبہ میں موو اوور کیسوں پر عمل پیرا ہو رہی ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کن لیکچراروں کو موو اوور دے رہی ہے۔

(ج) کیا حکومت میانوالی کے تعلیمی اداروں میں متعین اساتذہ کو موو اوور دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)۔

(الف) باقاعدگی سے عمل پیرا ہو رہی ہے۔

(ب) وہ تمام لیکچرار صاحبان جو اپنے موجودہ گریڈ کے اختتام تک پہنچ چکے ہوں نیز آڈٹ آفس نے اس ضمن میں تصدیقی سرٹیفکیٹ جاری کر دیا ہو اور ان کی آخری پانچ سال کی سالانہ خفیہ رپورٹیں بھی تسلی بخش ہوں ان کی محکمانہ پروموشن کمیٹی کی منظوری سے اگلے گریڈ میں موواوور کی اجازت دی جاتی ہے۔

(ج) اساتذہ اپنا REGULARLE گریڈ ختم کر لیتے ہیں تو ان کو متعلقہ کاغذات پیش کرنے پر موواوور دے دیا جاتا ہے میانوالی میں متعلقہ اساتذہ کرام کے لیے بھی یہی طریق کار ہے میانوالی کے جو بھی اساتذہ اپنے سکیل کی حد تک پہنچ چکے تھے ان کو قانون کے مطابق وقتاً فوقتاً موو اوور دیا جا چکا ہے۔

## ضلع راجن پور اور ضلع ڈیرہ غازی خان میں سکولوں، کالجوں کی تعداد اور داخلوں کی تفصیل

150- سردار شوکت حسین خان مزاری، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ڈی۔ای۔او ضلع راجن پور کا گریڈ کیا ہے اور اس پوسٹ پر تعینات افسر کا نام اور گریڈ کیا ہے نیز سینئر حضرات کو چھوڑ کر اس کی تعیناتی کی کیا وجوہات ہیں۔

(ب) ضلع راجن پور میں پرائمری گرلز اور بوائز سکول کی تحصیل وار تعداد کیا ہے ان کے نام اور مقام کی تفصیل کیا ہے۔

(ج) 1986-87 '1987-88 '1988-89ء میں کتنے طلباء و طالبات پی۔ٹی۔سی میں داخل ہوئے کتنے نہیں ہوئے ہیں اور اس وقت کتنے طلباء و طالبات تعینات کیے گئے ہیں اور بقایا پاس شدہ طلباء و طالبات کی تعیناتی کے بارے میں کیا کاروائی کی جا رہی ہے۔

(د) ضلع راجن پور صوبہ کا پسماندہ ترین ضلع ہے طلباء اور طالبات جنہوں نے بی۔اے پاس کیا ہے بی۔ایڈ میں داخلہ کے لیے کیا کوٹہ مقرر کیا گیا ہے نیز سی۔ٹی میں داخلہ کے لیے بھی طریق کار اور کوٹہ کیا ہے۔

(ہ) ضلع راجن پور اور ضلع ڈیرہ غازی خان پسماندہ اضلاع ہونے کی وجہ سے تھرڈ ڈویژن طلباء و طالبات کے داخلہ کے لیے کیا سہولت دی گئی ہے۔ وضاحت فرمائی جائے۔

(ی) ضلع راجن پور اور ضلع ڈیرہ غازی خان کے ان علاقوں کے بارے میں وضاحت کی جائے کہ جہاں تربیت یافتہ اساتذہ دستیاب نہ ہیں خاص کر پولیٹیکل ایریا میں میٹرک پاس تھرڈ ڈویژن کو تعینات کرنے کے لیے حکومت غور کر رہی ہے اگر ایسا ہے تو کیا ایسی ہدایات جاری کر دی گئی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)۔

(الف) ڈی۔ای۔او کی اسامی گریڈ 18 کی ہے۔ نام مختار احمد ہے۔ افسر مذکور گریڈ 17 میں ہے انتظامی امور کے تحت تعیناتی کی گئی ہے۔

(ب) ضلع راجن پور میں گرلز بوائز پرائمری مدارس کی تعداد حسب ذیل ہے۔

| | تحصیل راجن پور | جام پور | روجھان |
|---|---|---|---|
| بوائز پرائمری سکول | 285 | 304 | 147 |
| گرلز پرائمری سکول | 160 | 149 | 65 |

نام اور مقام کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع راجن پور میں سال وار پی۔ٹی۔سی طلباء و طالبات داخل شدگان کی تعداد حسب ذیل ہے۔

| | 1986-87ء | 1987-88ء | 1988-89ء | میزان |
|---|---|---|---|---|
| بوائز | 240 | 310 | 310 | 860 |
| گرلز | 110 | 121 | 129 | 360 |

تعینات شدہ پی۔ٹی۔سی طلباء و طالبات کی تعداد حسب ذیل ہے۔

| | |
|---|---|
| بوائز | 582 |
| گرلز | 360 |

بقایا پی۔ٹی۔سی پاس شدگان کی تعیناتی کے لیے سالانہ ترقیاتی پروگرام 1989-90ء کے دوران اسامیاں مہیا کی جا رہی ہیں اور مرحلہ وار کی جاتی رہیں گی۔

(د) ضلع کی پسماندگی دور کرنے کے لیے حکومت پنجاب نے 1989ء سے کالج آف ایجوکیشن

کی منظوری بمقام ڈیرہ غازی خان دے دی ہے جس میں صرف ڈیرہ غازی خان ڈویژن کے طلباء و طالبات کو بی۔ایڈ میں داخلہ دیا جائے گا اور یہ داخلہ اسی سال دیا جائے گا۔ نیز سی۔ٹی کلاس میں داخلہ کے لیے ڈیرہ غازی خان غازی خان شہر میں طلباء و طالبات کے لیے دو علیحدہ علیحدہ ایلیمنٹری کالج کا اجراء ہو چکا ہے مردانہ ایلیمنٹری کالج ڈیرہ غازی خان میں ضلع راجن پور کا کوٹہ 80 ہے جب کہ زنانہ ایلیمنٹری کالج ڈیرہ غازی خان میں ضلع راجن پور کی طالبات کے لیے 30 طالبات کے داخلہ کے لیے سی۔ٹی کلاس میں داخلہ محض ہے تمام داخلہ جات میرٹ کی بنیاد پر ہوتے ہیں۔

(ہ) حکومت پنجاب نے نوٹیفکیشن نمبر ایس۔ او (پی۔ای۔سی) 86/2006 مورخہ 26-1-1989 کے ذریعے تھرڈ ڈویژن طلباء و طالبات کے داخلہ کی اجازت ہے کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے نوٹیفکیشن نمبر ایس۔او (پی۔ای۔سی) 84/35-6 پارٹ III مورخہ 23-11-88 کے تحت دیہی علاقوں میں رہنے والے مڈل پاس طلباء و طالبات کے لیے بھی داخلہ کی اجازت ہے۔ کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ی) پولیٹیکل ایریا جیسے پسماندہ علاقوں کے لیے طلباء و طالبات کے لیے بھی تربیت اساتذہ کا بندوبست موجود ہے اور داخلہ کے لیے سیٹیں مختص ہیں البتہ تربیت یافتہ اساتذہ کی عدم دستیابی کی صورت میں ان۔ٹرینڈ اساتذہ بھی تعینات کیے جاتے ہیں۔

## ہیڈ مسٹریس اور ہائی کلاسز کے عملہ کی تعیناتی کے لیے اقدامات

167 ۔ حاجی سکندر حیات بوسن، کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول 16 ایٹ پی آر میاں چنوں کو ہائی کا درجہ ملے ہوئے تقریباً ایک سال کا عرصہ ہو چکا ہے مگر ابھی تک ہائی کلاسز کے لیے کوئی عملہ تعینات نہیں کیا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہائی کلاسز کا عملہ نہ ہونے کی وجہ سے اکثر والدین اپنی بچیاں اسکول میں داخل نہیں کراتے اور جو لڑکیاں داخل ہیں ان کی پڑھائی کا نقصان ہو رہا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ دو تین ماہ سے ہیڈ مسٹریس کی اسامی بھی خالی پڑی ہے۔

(د) اگر جزائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ہیڈ مسٹریس اور ہائی کلاسز کے لیے

عملہ تعینات کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)۔

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ متبادل انتظام کر دیا گیا ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) تقرری اور تبادلوں پر پابندی ختم ہونے کے بعد عملہ کی تعیناتی کر دی جائے گی۔

## بہاولنگر میں پی۔ٹی۔سی ٹیچروں کی تعیناتی کی تفصیلات

169۔ جناب علی اکبر مظہر وینس، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع بہاولنگر میں کتنے لڑکوں نے پی۔ٹی۔سی پاس کیا اور آج تک کتنے لڑکے میرٹ لسٹ پر ہیں۔

(ب) سال 1989ء میں کتنے امیدواروں کو تعینات کیا گیا اور کس بنیاد پر نیز 85-1984ء سے لے کر آج تک کتنے امیدوار تعیناتی کے انتظار میں ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ میرٹ لسٹ کو نظر انداز کر کے تعیناتیاں کی گئی ہیں۔

(د) سال رواں کے بقیہ حصہ میں کتنی اسامیاں دی جا رہی ہیں اور ان کی تعیناتی کن بنیادوں پر کی جا رہی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)۔

(الف) (i) ضلع بہاولنگر میں 95-1984 سے 2056 لڑکوں نے پی۔ٹی۔سی کورس کی تربیت حاصل کی۔

(ii) 762 پی۔ٹی۔سی تربیت یافتہ اساتذہ میرٹ لسٹ پر موجود ہیں۔

(ب) سال 1989ء میں 112 امیدواران کی تقرری مجاز اتھارٹی کے حکم کے مطابق کی گئی۔ اس وقت 650 تربیت یافتہ امیدوار تعیناتی کے انتظار میں ہیں۔

(ج) جملہ تقرریاں مجاز اتھارٹی کے حکم کے مطابق عمل میں لائی گئیں۔

(د) سال رواں کے دوران 79 اسامیوں کی منظوری دی گئی ہے جو پابندی ختم ہونے پر قواعد و ضوابط کے مطابق پر کر دی جائیں گی۔

## پی-پی 172 کے سکولوں میں خالی اسامیوں کی تفصیل

188 ۔ ملک محمد طیب خان اعوان، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پی پی 172 میں کل کتنے گرلز اور بوائز ہائر سیکنڈری اور ہائی سکول ہیں۔

(ب) جز (الف) میں بیان کیے گئے سکولوں میں اساتذہ کی منظور شدہ اسامیاں کیا ہیں ہرسکول کی علیحدہ علیحدہ تفصیل فراہم کی جائے۔

(ج) متذکرہ ہائی اور ہائر سیکنڈری سکول میں کتنی اسامیاں کس کس کیڈر میں خالی ہیں اور کتنے عرصہ سے خالی ہیں تفصیل ہرسکول کی الگ الگ بتائی جائے۔ نیز ان کی وجوہات کیا ہیں۔

(د) خالی اسامیوں کو پر کرنے کے لیے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے تفصیل فراہم کی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)،

(الف)

| کل ہائر سیکنڈری | | کل ہائی سکولز | |
|---|---|---|---|
| بوائز | گرلز | بوائز | گرلز |
| 1 | 1 | 15 | 8 |

(ب) تفصیل منظور شدہ اسامیاں منسلک ہے

(ج) جز (ب) میں جواب دے دیا گیا ہے۔

(د) تقرریوں پر پابندی ختم ہونے پر بھرتی کر دی جائے گی۔

## پی پی 172 کے گرلز پرائمری سکولوں میں معلمات کی تعیناتی

189۔ ملک محمد طیب خان اعوان، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی 172 میں اس سال نئے اجراء شدہ گرلز پرائمری سکولوں میں معلمات کی شدید کمی کی وجہ سے سکول بند پڑے ہیں۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان سکولوں میں ٹرینڈ یا ان۔ٹرینڈ معلمات تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ طالبات کی پڑھائی کا حرج نہ ہو اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)،

(الف) سال 1988-89 میں کل 46 نئے گرلز پرائمری سکولوں کا اجراء کیا گیا جن میں 25 اس وقت کام کر رہے ہیں اور 21 ابھی تک بند پڑے ہیں۔

(ب) جی ہاں۔ تقرریوں پر پابندی ختم ہونے کے بعد فوری کارروائی کی جائے گی۔

## ٹاؤن کمیٹی فقیر والی میں ہائی سکول کا اجراء

197۔ جناب علی اکبر مظہر وینس، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹاؤن کمیٹی فقیر والی پنجاب میں واحد ایک ایسی ٹاؤن کمیٹی ہے جس میں طلباء کا کوئی سکول نہیں ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب ہاں میں ہے تو اب تک اس ٹاؤن کمیٹی کے رہائشی بچوں کو تعلیم سے محروم رکھنے کی کیا وجوہات ہیں کیا حکومت مذکورہ ٹاؤن کمیٹی فقیر والی میں ہائی سکول کا اجراء کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)۔

(الف) یہ درست نہیں ہے۔ ٹاؤن کمیٹی فقیر والی میں طلباء کے مدارس کی تعداد درج ذیل ہے۔

| | |
|---|---|
| ہائی - 1 | پرائمری - 3 |
| مڈل - 1 | مسجد سکول - 9 |
| موذب سکول 1 | |

(ب) جز الف کے جواب کی روشنی میں اس کی ضرورت نہیں رہتی۔

## سینارٹی کا تعین کرنے میں کوتاہی کی وجوہات

203۔ جناب عبدالقادر شاہین، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ملک محمد حسن اسسٹنٹ کی ترقی اسمبلی سوال نمبر 1987/2414 ، کے جواب میں بروئے آرڈر نمبر 4312/ جی۔اے مورخہ 11 مارچ 1987 ، ناظم تعلیمات لاہور قسمت نے کی اور سینارٹی برقرار رکھنے کا وعدہ کیا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ملک محمد حسن کو تحریری معاہدہ اور جناب ڈی۔پی۔آئی پنجاب سکولز کی دوبارہ واضح ہدایات بروئے حکم ہذا نمبر ای-5375/1 مورخہ 13 اپریل 1988، اور نمبر 2۔ای۔4210/1 مورخہ 25 فروری 1989، کے باوجود سینارٹی کا تعین آج تک نہیں کیا گیا۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس دانستہ کوتاہی کی کیا وجہ ہے ملک محمد حسن کی سینارٹی کا تعین کب تک کیا جائے گا اس مقصد کے لیے کتنا عرصہ درکار ہے اور اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)۔

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔

(ج) ملک محمد حسن کے خلاف جج انٹی کرپشن کی عدالت میں مقدمہ زیر سماعت تھا جس کی وجہ سے اس کی ترقی کا مسئلہ التواء میں تھا۔ مقدمہ کے فیصلہ کی کاپی دفتر میں وصول ہوتے ہی اس کی ترقی کے آرڈر جاری کیے گئے اسی آرڈر نمبری 4312/G.I بتاریخ 11-3-87 میں نوٹ نمبر 11 کے تحت اس کی سینارٹی کا تعین بھی کر دیا گیا سینارٹی لسٹ پر اس کا نمبر انعام الرحمٰن کے بعد 91-A نوٹیفکیشن نمبر 25147/G.I. بتاریخ 17-12-1989 ہے۔

## سلیکشن گریڈ نہ دینے کی وجوہات

204۔ ملک شاہ محمد محسن، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کے تمام محکموں میں منظور شدہ اسامیوں کے مطابق سلیکشن گریڈ دیا جاتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن لاہور میں سٹینو ٹائپسٹوں کو سلیکشن گریڈ کل منظور شدہ سات اسامیوں پر دیا گیا جبکہ وہاں پر سات ملازمین میں سے صرف چار ملازم ہیں اس طرح چار سٹینو ٹائپسٹوں میں سے تین ملازمین کو سلیکشن گریڈ دے دیا گیا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن لاہور کے کمپیوٹر سیکشن میں ڈاٹا انٹری اپریٹرز کی کل منظور شدہ اٹھارہ اسامیاں موجود ہیں جن میں سے چھ کی بجائے صرف چار اہل کاران کو ہی سلیکشن گریڈ دیا گیا ہے۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں۔ کیا حکومت اس تعداد کو ختم کر کے ملازمین کے ساتھ انصاف کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو

اس کی وجوہ کیا ہیں؟

**پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)۔**

(الف) جزوی طور پر درست ہے تمام محکموں میں تمام منظور شدہ اسامیوں کے مطابق نہیں بلکہ صرف ان اسامیوں پر سلیکشن گریڈ دیا جاتا ہے جن کی قواعد و ضوابط میں اجازت ہے۔

(ب) بورڈ آف انٹر میڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن لاہور میں سٹینوگرافر بی۔ایس 12 کی کل 8 اسامیاں ہیں جن میں سے قواعد کے مطابق 33 فی صد کے حساب سے 3 کو سلیکشن گریڈ نمبر 15 دیا ہوا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ ڈاٹا انٹری آپریٹر کی اور کی پنچ آپریٹر کی کل اسامیاں 18 ہیں لیکن یہ درست نہیں ہے کہ ان میں سے صرف چار کو سلیکشن گریڈ دیا گیا ہے صحیح یہ ہے کہ ان اسامیوں کے 33 فی صد کے برابر چھ کو سلیکشن گریڈ دیا گیا ہے۔

(د) جز (ج) کے جواب کی روشنی میں جز (د) کا جواب ضروری نہیں ہے۔

## سکول کے بچوں سے پرچوں کے پیسے لینے کی وجوہات

205۔ **چودھری جاوید محمود گھمن،** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ ماضی میں سرکاری سکولوں میں امتحانات کے انعقاد سے پہلے بچے خود گھر سے پرچہ جات لے کر جاتے تھے۔

(ب) کیا یہ امر واقع ہے کہ امسال سرکاری سکولوں میں پرچے حل کرنے کے لیے خود حکومت مہیا کر رہی ہے جس کو انھوں نے پیپر منی (Paper Money) کا نام دیا ہے بچوں سے مبلغ -/10 روپے فی بچہ وصول کر رہی ہے جو کہ سراسر زیادتی ہے جبکہ پرچہ جات پر کسی سکول کا نام بھی تحریر نہیں ہوتا۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایسے سکولوں کی ایڈمنسٹریٹر کے خلاف کاروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

**پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)۔**

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) اگر کسی سکول میں اس قسم کی بے قاعدگی کی نشان دہی کی جائے تو یقیناً بے قاعدگی کرنے والوں کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

## کھڈیاں میں کالج سٹاف مہیا کرنے کے لیے اقدام

207۔ حاجی سردار خان، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول کھڈیاں میں کالج بنانے کے لیے عمارت تعمیر ہوئے تین سال ہو چکے ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ کھڈیاں کے گردونواح میں محمود پورہ کوٹلی رائے ابوبکر کھودے، کچہ پکہ، ڈھولن، عثمانوالہ، نجابت اور جوڑہ میں ہائی سکول موجود ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ سکولوں کے طلباء کو ایف۔اے اور بی۔اے کی تعلیم کے لیے قصور جانا پڑتا ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ قصور میں طلباء کی رہائش کے لیے کوئی ہوسٹل نہیں اور طلباء روزانہ بسوں کے ذریعے کالج جاتے اور واپس آتے ہیں جس کی وجہ سے طلباء کا کافی وقت ضائع ہو جاتا ہے۔

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کھڈیاں میں کالج کے اجراء کے لیے سٹاف مہیا کرنے کے لیے تیار ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)۔

(الف) یہ درست نہیں ہے بلکہ ہائی سکول کو ہائر سیکنڈری کا درجہ دینے کے لیے عمارت سینیٹر جناب محمد علی صاحب کے فنڈز سے تیار ہو چکی ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) یہ درست ہے۔

(د) یہ بھی درست ہے۔

(ہ) سینیٹر مذکورہ نے اپنے پروگرام میں سے تنخواہوں اور فرنیچر کے لیے جو رقم فراہم کرنی تھی وہ فراہم نہیں کی اس لیے اس میں سٹاف مہیا نہیں کیا جا سکا۔ 91-1990ء کے ترقیاتی

پروگرام کے تحت اس کا اجراء کر دیا جائے گا۔

## کالج میں اساتذہ کی کمی دور کرنے کے لیے اقدام

209۔ چودھری منور حسین تارڑ : کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) انٹر گرلز کالج پھالیہ ضلع گجرات کس سال قائم ہوا تھا اور اس میں کلاسوں کا اجراء کب ہوا۔

(ب) مذکورہ کالج میں منظور شدہ کیڈر وائز اساتذہ کی تعداد کیا ہے اور اس وقت کتنے اساتذہ کام کر رہے ہیں۔

(ج) مذکورہ کالج میں اساتذہ کی کمی کی وجوہات کیا ہیں اور حکومت اس سلسلہ میں کیا اقدام کر رہی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)۔

(الف) یہ کالج ستمبر 1986ء میں قائم ہوا اور اس میں باقاعدہ کلاسز کا اجراء ستمبر 1986ء ہی میں ہوا۔

(ب)

| منظور شدہ کیڈر وائز اساتذہ | | اساتذہ جو کام کر رہے ہیں۔ | |
|---|---|---|---|
| پرنسپل (بی۔ایس۔ 18) | 1 | ایکٹنگ پرنسپل (بی۔ایس 17) | 1 |
| اسسٹنٹ پروفیسر (بی۔ایس 18) | | | 2 صفر |
| لیکچرار (بی۔ایس 17) | 13 | لیکچرار | 5 |
| ڈی۔پی۔ای (بی۔ایس 16) | 1 | ڈی۔پی۔ای | 1 |

(ج) مندرجہ بالا 5 لیکچرارز کے علاوہ مزید دو مضامین انگلش اور سوکس میں لیکچرارز کی تقرری کر دی گئی ہے باقی ماندہ مضامین کے اساتذہ کی تقرری کی جلد ہی کوشش کی جا رہی ہے حکومت کا ارادہ ہے کہ پنجاب کے تمام کالجز میں اساتذہ کی تقرری جلد از جلد عمل میں لائی جائے لیکن اس میں درج ذیل رکاوٹیں درپیش ہیں۔

1۔ دور افتادہ کالجز میں رہائشی سہولتوں کی کمیابی

2۔ خواتین اساتذہ کا دور افتادہ علاقوں میں تعیناتی سے گریز

## پی۔ایز (P.As) کے گریڈوں میں فرق کی وجوہات

216۔ حاجی محمد نواز : کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) مدارس اور کالجز ڈائرکٹریٹس کب وجود میں آئے اور ان کے ناظم تعلیمات (مدارس اور کالجز)

کے تنخواہ کا بنیادی گریڈ کیا گیا ہے۔

(ب) ناظم تعلیمات (کالجز) لاہورقسمت لاہور کے پی۔اے کا تنخواہ کا بنیادی گریڈ کیا ہے اور کب سے ہے۔

(ج) ناظم تعلیمات (مدارس) لاہورقسمت لاہور کے پی۔اے کا تنخواہ کا بنیادی گریڈ کیا ہے اور کب سے ہے جبکہ تعداد مدارس لاہورقسمت لاہور اور دیگر مسائل بمقابلہ کالجز لاہورقسمت لاہور ہر لحاظ سے زیادہ ہے۔

(د) اگر جز (ب) اور جز (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو پی۔ ایز (P.As) کے گریڈوں میں نمایاں تضاد کی کیا وجہ ہے اور ایک عرصہ گزر جانے کے بعد یہ نمایاں فرق کیوں دور نہیں کیا گیا حکومت کب تک ان پی۔ایز (P.As) کے گریڈوں میں یکسانیت پیدا کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (میاں عبدالستار)،

(الف) مدارس اور کالجز ڈائرکٹریٹس یکم جنوری 1982ء کو معرض وجود میں آئے ان کے ناظم تعلیمات کی تنخواہ کا بنیادی گریڈ انیس ہے۔

(ب) نظامت تعلیمات کالجز لاہورقسمت لاہور میں پی۔اے کی کوئی اسامی نہ ہے بلکہ سٹینو گرافرز کی اسامیاں ہیں جو کہ بنیادی گریڈ 12 کی ہیں تاہم ایک اسامی گریڈ 15 کی بھی ہے یہ گریڈ مورخہ 1-7-1983 سے لاگو ہے۔

(ج) نظامت تعلیمات (مدارس) لاہورقسمت لاہور میں بھی پی۔اے کی کوئی اسامی نہ ہے بلکہ نظامت تعلیمات (کالجز) کی طرح یہاں بھی سٹینوگرافر کی اسامیاں ہیں یہ اسامیاں گریڈ 12 کی ہیں اور یہ گریڈ مورخہ 1-7-1983 سے دیا جا رہا ہے اس میں شک نہیں کہ مدارس کی تعداد کالجز کی نسبت زیادہ ہے لیکن کام کی نوعیت اور سطح مختلف ہے۔

(د) جیسا کہ جز (ب) اور (ج) میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ نظامت تعلیمات (مدارس) و کالجز میں پی۔اے کی کوئی اسامی نہیں ہے اس لیے ان کے گریڈوں میں تضاد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

## پوائنٹ آف آرڈر

## حذف شدہ کارروائی کی اخبارات میں اشاعت

**چودھری محمد فاروق** (پارلیمانی سیکرٹری قانون و پارلیمانی امور)۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! 11 فروری کے روزنامہ "مشرق" میں اور 12 فروری کے روزنامہ "توائے وقت" میں میرے اور اس ایوان کے معزز رکن جناب وصی ظفر صاحب کے درمیان تلخ کلامی، گرما گرمی کے عنوان سے خبریں شائع ہوئی ہیں جن میں انتہائی نازیبا قسم کے الفاظ اور غیر شائستہ قسم کے فقرے اخبارات میں آئے ہیں اور اس میں ایک معزز رکن جناب وصی ظفر کا نقطۂ نظر تو پیش کر دیا گیا لیکن جس وجہ سے میں نے پوائنٹ آف آرڈر پیش کیا تھا میرا نقطۂ نظر بھی ان دونوں اخبارات میں پیش نہیں ہوا۔ میں اس بحث میں تو نہیں پڑنا چاہتا یہ کیسے ہوا؟ وصی ظفر صاحب بہتر سمجھتے ہیں کہ اس قسم کے الفاظ فقرے ایوان میں استعمال کرنا کیا ان کی شان تھی اور ایک معزز رکن کی شان کے مطابق تھے یا نہیں؟ لیکن آپ سے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس قسم کی خبریں پڑھ کر عوام میں ہمارے ممبران اسمبلی کے بارے میں ردعمل پیدا ہوتا ہے اس لیے میرے خیال میں یہ مناسب نہیں۔ میری اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ اگر آپ اور وصی ظفر صاحب ان الفاظ اور فقروں کو مناسب سمجھتے ہیں تو پھر اسے بے شک کارروائی کا حصہ بنایا جائے بصورت دیگر ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کروایا جائے اور اخبارات کے نمائندوں سے بھی میری یہ گزارش ہے کہ ایسے فقرے جو ایوان کے وقار کے مطابق نہیں اخبارات کی زینت نہیں بننے چاہییں۔

**جناب سپیکر**، اس میں کوئی ابہام نہیں ----- وصی ظفر صاحب آپ ذرا تشریف رکھیے۔ جو باتیں اخبار میں منسوب کی گئیں ہیں جو چودھری فاروق صاحب سے متعلق ہیں۔ چودھری فاروق صاحب کے متعلق میں نے وہ باتیں پڑھی ہیں وہ واقعی ایسی باتیں ہیں جن کو کارروائی سے حذف کیا جانا چاہیے میں ان کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ اور یہ توقع کرتا ہوں کہ دونوں طرف سے اگر کوئی بات کی جاتی ہے تو اخبارات میں دونوں طرف کا نقطۂ نظر آنا چاہیے۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ایسے الفاظ جو حذف نہ کیے جائیں وہ آنے چاہییں یا نہیں آنے چاہییں تو اس بارے میں اخبارات کا یہ نقطۂ نظر ہے کہ جو یہاں ایوان میں جو بھی باتیں کی جاتی ہیں اگر آپ ان کو کارروائی سے حذف نہ کریں اور ان کی اشاعت کے لیے اجازت ہو تو معزز اراکین اسمبلی اور زیادہ سنبھل کر بولیں گے، ذرا اور زیادہ احتیاط کا دامن تھامیں گے کہ ان کے منہ

سے ملی ہوئی ہر بات اخبارات کی زینت بنے گی اور آپ کے electorate میں دن اس کو پڑھیں گے اور آپ کے بارے میں ایک image built ہوگا۔ تو میں آپ کو یہ بتا رہا ہوں کہ اخبارات کا جو نقطہ نظر ہے وہ یہ ہے کہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ہر بات چھپنی چاہیے اور کوئی بھی بات حذف نہیں ہونی چاہیے تاکہ آپ کی ہر بات عوام تک پہنچے کیونکہ آپ عوام کے نمائندے ہیں' آپ کے پیار کا لب و لہجہ بھی وہ دیکھیں' وہ آپ کے غصے کا لب و لہجہ بھی دیکھیں اور ہمیں اپنے آپ کو ذرا تحمل میں رکھنے میں زیادہ آسانی ہو گی اور اس سے ہاؤس کی کارروائی میں احتیاط برتنے کا پہلو آئے گا۔ یہ میں آپ تک پہنچانے کے لیے بات کر رہا ہوں۔ بہرصورت آپ اس پر غور کیجیے لیکن سر دست میں الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

**چودھری محمد وصی ظفر**، جناب سپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

**جناب سپیکر**، وصی ظفر صاحب' آپ تشریف رکھیے۔ اب بات ہو گئی۔ اب ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

**چودھری محمد وصی ظفر**، جناب والا! چودھری صاحب قانون و پارلیمانی امور کے پارلیمانی سیکرٹری تھے۔ میں سپیکر صاحب سے بات کر رہا تھا تو انھوں نے interrupt کیا۔ میں نے جو بات کی تھی میں نے ان کے پاس جا کر اس کی معذرت کی تھی۔ میں جناب کو اور اس معزز ہاؤس کو یہی بات بتانے والا تھا کہ اس میں ایسی کوئی بات نہیں۔

**جناب سپیکر**، شکریہ چودھری صاحب۔

**چودھری محمد وصی ظفر**، اب جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

**جناب سپیکر**، جی۔

**چودھری محمد وصی ظفر**، جناب والا! ایک قرارداد پیش کی جائے آیا وہ اس بنیاد پر مسترد کی جا سکتی ہے کہ وہ قانون سازی سے متعلقہ ہے اور اس میں قانونی ترامیم بھی نہیں۔ تو جناب اس بارے میں رول 93 موجود ہے جو میں پڑھ دیتا ہوں۔

**جناب سپیکر**، آپ کی قرارداد کے بارے میں کوئی ابہام نہیں۔ آپ کی قرارداد آ سکتی ہے۔

**چودھری محمد وصی ظفر**، جناب وہ آ سکتی ہے' غلط مسترد ہوئی ہے۔

**جناب سپیکر**، ہمارے ساتھ جو بات طے ہوئی ہے اب اس کو نئے سرے سے نہیں ہونا چاہیے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں اسے ریکارڈ پہ لانا چاہتا ہوں کہ وہ غلط مسترد ہوئی ہے۔

جناب سپیکر، جب مسئلہ resolve کر دیا تو پھر اسے ریکارڈ پر لانے کی ضرورت نہیں۔ تو اب تحاریک استحقاق کو take up کر لیا جائے۔

جناب نذرحسین کیانی، جناب والا! کچھ تحاریک استحقاق تھیں ان کی رپورٹ ایوان میں آنی چاہیے تھی وہ نہیں آسکی لہذا میں اس میں توسیع کے لیے آپ کی اجازت سے تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی۔ ارشاد فرمایئے۔

## مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب نذرحسین کیانی، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

" کہ تحریک استحقاق نمبر 20 پیش کردہ چودھری محمد وصی ظفر ایم۔پی۔اے کے بارے میں استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 30 اپریل 1990ء تک توسیع کی جائے۔"

جناب سپیکر، تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

" کہ تحریک استحقاق نمبر 20 پیش کردہ چودھری محمد وصی ظفر ایم۔پی۔اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 30 اپریل 1990ء تک توسیع کی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب نذرحسین کیانی، جناب والا! آگے دو اور تحریکیں ہیں اگر اجازت دیں تو میں ان دونوں کو پڑھ دوں؟

جناب سپیکر، جی نہیں۔ ایک' ایک کر کے پڑھیں۔

جناب نذرحسین کیانی، میں تحریک پیش کرتا ہوں۔

" کہ تحریک استحقاق نمبر 66 پیش کردہ نوابزادہ غضنفر علی گل' ایم۔پی۔اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 30 اپریل 1990ء تک توسیع کی جائے۔"

جناب سپیکر، تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

" کہ تحریک استحقاق نمبر 66 پیش کردہ نوابزادہ غضنفر علی گل' ایم۔پی۔اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 30 اپریل 1990ء تک توسیع کی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب نذرحسین کیانی، میں تحریک پیش کرتا ہوں۔

" کہ تحریک استحقاق نمبر 47 پیش کردہ جناب شریف گل' ایم۔پی۔اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 30 اپریل 1990ء تک توسیع کی جائے۔"

جناب سپیکر، تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

" کہ تحریک استحقاق نمبر 47 پیش کردہ جناب شریف گل ' ایم۔پی۔اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 30 اپریل 1990ء تک توسیع کی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب نذرحسین کیانی، جناب ۔ بہت بہت شکریہ۔

## مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

**چودھری اصغر علی گجر،** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں مسودہ قانون ترمیم یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور مصدرہ 1989ء مسودہ قانون نمبر 27 بابت 1989ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

**جناب سپیکر:** رپورٹ پیش کی گئی۔------ جی چودھری محمد دین صاحب۔

## مجلس قائمہ برائے مالیات کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

**چودھری محمد دین:** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ میں مسودہ قانون ترمیم غیر منقولہ شہری جائیداد ٹیکس پنجاب مصدرہ 1989ء مسودہ قانون نمبر 29 بابت 1989ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مالیات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

**جناب سپیکر:** رپورٹ پیش کی گئی۔---------- جی سردار اللہ یار خان ہراج صاحب۔

## تحاریک استحقاقات پر مجالس خصوصی کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

**سردار اللہ یار خان ہراج:** تحریک استحقاق پیش کردہ مسز زبیدہ ملک ایم۔پی۔اے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

**جناب سپیکر:** رپورٹ پیش کی گئی۔

**سردار اللہ یار خان ہراج:** میں تحریک استحقاق نمبر 26 پیش کردہ چودھری غلام قادر ایم۔پی۔اے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

**جناب سپیکر:** رپورٹ پیش کی گئی۔---------- حاجی سردار خان صاحب

## مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

**حاجی سردار خان:** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں۔

> "کہ مسودہ قانون ترمیم کورٹ فیس مصدرہ 1989ء مسودہ قانون نمبر 26 بابت 1989ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 مارچ 1990ء تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر، تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

"کہ مسودہ قانون ترمیم کورٹ فیس مصدرہ 1989ء مسودہ قانون نمبر 26 بابت 1989ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 مارچ 1990ء تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

## مسئلہ استحقاق

## پنجاب حکومت کا پیپلز ورکس پروگرام ناکام کرنے کا عزم

(۔۔۔۔ بحث جاری)

جناب سپیکر، اب تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ ہمارے پاس تحاریک استحقاق نمبر 9, 10, 11 اور 12 pending ہیں۔

راؤ طارق محمود، یہ اس دن بھی بات طے ہوئی تھی کہ تحریک استحقاق کے وقفے میں سب سے پہلے میری تحریک استحقاق لی جائے گی۔

جناب سپیکر، راؤ صاحب! جو pending ہیں پہلے ان کو نمٹا لیں۔

راؤ طارق محمود، جناب اس وقت پھر ٹائم نہیں رہے گا یہ بہت ضروری اور اہم ہے اس پر بڑا دباؤ ہو رہا ہے مجھ پہ بھی اور ملازمین پہ بھی۔

جناب سپیکر، راؤ صاحب! pending تحاریک استحقاق کو پہلے نمٹایا جاتا ہے ان سے پہلے اور کوئی نہیں آ سکتی۔

راؤ طارق محمود، جناب والا! اس دن بھی یہی کہا گیا تھا۔

جناب سپیکر، آپ فکر نہ کریں۔

راؤ طارق محمود، آپ ہاؤس سے پوچھ لیں یہ اس کے بارے میں ہے ہاؤس کے سٹاف کے بارے میں ہے۔

جناب سپیکر، بلاشبہ آپ کی تحریک استحقاق نہایت اہم ہے لیکن پہلے pending کو نمٹا لیں، پھر آپ

سوال اٹھایے گا۔

راؤ طارق محمود، جناب والا! ہاؤس سے دریافت کریں۔

جناب سپیکر، میں ہاؤس سے دریافت کر لوں گا کوئی بات نہیں یہ کل آجائے گی۔

یہ تحاریک استحقاق نمبر 9، 10، 11 اور 12 ہیں یہ پیش ہو گئی تھیں اور ان پر مختصر بیان بھی آ گیا تھا جناب وزیر قانون ان پر اپنا نقطہ نظر پیش کرنا چاہتے تھے کہ ٹائم ختم ہو گیا تھا۔ تو میں اب وزیر قانون سے کہوں گا کہ وہ ان تحاریک استحقاق پر اپنا نقطہ نظر پیش کریں۔

وزیر قانون (سردار نصراللہ خان دریشک)، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق خاص طور پر پیپلز ورکس پروگرام سے متعلقہ ہے جس میں اے۔ سی ماڈل ٹاؤن کو ایک اخباری خبر کے ساتھ منسوب کیا گیا ہے اور اس کو ایک تحریک استحقاق کی بنیاد بنایا گیا ہے اور دوسری تحریک استحقاق جس میں چیف منسٹر کا Civil Servants کے سالانہ ڈنر میں جو خطاب تھا اس کو بنیاد بنایا گیا ہے۔

جناب والا! جہاں تک اے سی ماڈل ٹاؤن کے ان الفاظ کا تعلق ہے اس نے اس کی تردید کی ہے اور اخبارات میں بھی شاید mis-reporting ہوئی ہے صرف جنگ اخبار میں ان کو quote کیا گیا ہے ۔ تمام اخبارات جن کا تعلق پریس ٹرسٹ سے ہے مساوات ہے کسی اخبار میں اس کا ذکر نہیں۔

جناب والا! جہاں تک پیپلز ورکس پروگرام کا تعلق ہے اس کے بارے میں پنجاب حکومت کا موقف شروع سے لے کر آج تک بالکل واضح ہے ۔ پیپلز ورکس پروگرام کے ساتھ ہمیں کوئی اختلاف نہیں۔ یہ ایک ڈویلپمنٹ پروگرام ہے اس پروگرام کو ہم بنظر تحسین دیکھتے ہیں جھگڑا صرف اس بات کا ہے کہ اس پر عمل درآمد کا طریق کار غلط ہے۔ کبھی غیر منتخب ایڈمنسٹریٹر منتخب کر دیے جاتے ہیں جن کی کوئی accountability نہیں ۔ جن کی کوئی sanctity نہیں نہ ان کا کوئی moral status ہے نہ ان کا کوئی legal status ہے پھر خود فیڈرل گورنمنٹ بھی بہت confused ہے کبھی کہتے ہیں کہ ان کو ہم نکال رہے ہیں اور ہم منتخب لوگوں کو مقرر کر رہے ہیں۔ دراصل یہ پروگرام حقیقت میں موجودہ حکومت کو بدنام کرنے کے لیے اور state within state بنانے کا ایک پروگرام ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے ڈویلپمنٹ فنڈز جو ہماری پنجاب گورنمنٹ کا due right بنتا تھا ان ڈویلپمنٹ فنڈز کو کاٹ کر پیپلز ورکس پروگرام کا حصہ بنا کر غیر منتخب لوگوں کے ذریعے ہمارے

صوبے میں ان پر عمل درآمد کرانا میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ہماری مرکزی حکومت کی شان میں اضافہ نہیں ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! سرحد میں بھی یہ پروگرام چل رہا ہے، سندھ میں بھی یہ پروگرام چل رہا ہے اس پروگرام کے لیے جو طریق کار سندھ اور سرحد کے لیے اختیار کیا گیا ہے اگر وہی طریق کار پنجاب میں اختیار کیا جاتا اس پر پنجاب حکومت کو قطعی طور پر کوئی اعتراض نہ ہوتا۔

جناب سپیکر! اس قسم کے مسئلہ میں میں سمجھتا ہوں کہ اپنے آپ کو الجھا کر مرکزی حکومت کوئی اچھی روایات قائم نہیں کر رہی۔ جناب سپیکر! ہم کہتے ہیں کہ آپ سی۔سی۔آئی کی میٹنگ بلائیں۔ آئینی باڈیز ہیں انھیں یہ فیصلہ کرنا ہے جو کچھ ہو رہا ہے آیا یہ صحیح یا غلط ہو رہا ہے۔ ہم کہتے ہیں یہ آئین کی صریحاً خلاف ورزی ہو رہی ہے ۔ سی سی آئی کی میٹنگ بلانے کی بجائے ہمیں صوبائی co-ordination کا راستہ دکھایا جا رہا ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں ۔ آپ وزیر صاحب کی تقریر میں مداخلت نہ کریں۔ ڈاکٹر صاحب آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کر رہا تھا کہ پیپلز ورکس پروگرام کا جہاں تک تعلق ہے اس کے بارے میں پنجاب حکومت کا مؤقف شروع سے لے کر اس وقت تک یہی رہا ہے جناب والا! بہت دکھ سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے بھائی یہ کہہ رہے تھے کہ جس لائن پر مرکزی حکومت آپ کے ایم۔این۔اے کو deal کر رہی ہے اسی لائن پہ آپ ہمیں deal کریں۔

جناب سپیکر! میں آپ کو ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں ۔ میں نے اپنی انتخابی مہم کے دوران ایک بستی کو بجلی دینے کا اعلان کیا تھا۔ بستی دینا اس کا نام ہے وہ میرے حلقہ انتخاب میں ہے اس کام کے لیے میں نے 13-3-1989 کو ایک لاکھ چھپن ہزار روپیہ سپیشل گورنمنٹ سے منظوری لے کر واپڈا کو جمع کرایا اور آج سے دس دن پہلے واپڈا نے اس پر کوئی کام نہیں کیا۔ پاکستان کے سب سے بڑے صوبے پنجاب کا میں وزیر آب پاشی و قوت برقی ہوں۔ یہاں جو بجلی سے متعلقہ پاورز سے متعلقہ سوالات آتے ہیں چاہے حزب اختلاف کے ہمارے بھائی ہوں یا حزب اقتدار کے ہوں ان کے جواب دینے کی میری ذمہ داری بنتی ہے۔ 13-3-1989 کو ایک لاکھ چھپن ہزار سات روپے میں نے

جمع لرانے آج سے دس دن پہلے مجھ سے جو امیدوار ہارا تھا وہ واپڈا کے ملازمین کو ساتھ لے جا کر بجلی کے پول لے گیا اور کہا کہ آپ کے وزیر صاحب نے اس پر عمل درآمد نہیں کرایا اور میں اس پر آپ کو عمل درآمد کرا کے دیتا ہوں ۔ جناب اس پر عمل درآمد کیا ہوتا ہے عمل درآمد یہ ہوتا ہے کہ علاقے کے لوگ جو ہمارے ووٹرز ہیں ان کو بجلی نہیں ملتی اور ان کے آدمیوں کو بجلی ملتی ہے اس پر جناب سپیکر علاقے کے لوگوں نے سول کورٹ میں جا کر حکم امتناعی واپڈا کے خلاف لیا ہے پھر جا کر وہ کام بند ہوا ہے ورنہ وہاں جھگڑے کا خطرہ تھا۔

(قطع کلامیاں)

**چودھری محمد وصی ظفر،** پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔۔

**جناب سپیکر،** وصی ظفر صاحب! آپ تشریف رکھیں ۔ ڈاکٹر ضیاء اللہ بنگش صاحب' آپ بھی تشریف رکھیں۔

میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو پریویلج موشن پیش کی گئی ہے یہ چار معزز حزب اختلاف کے ممبران کی طرف سے پیش کی گئی ہے انھوں نے اپنی پریویلج موشن کو پڑھا ہے اس کے بعد انھوں نے اپنی short statement دی ہے اب وزیر قانون بطور وزیر قانون اور بطور قائم مقام قائد ایوان کے ہی فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ انھوں نے آپ کی پریویلج موشن کا جواب دینا ہے اگر آپ ان کو سنیں گے نہیں ۔ مداخلت کریں گے تو یہ کوئی مناسب بات نہیں۔ میں کبھی اس ایوان میں اجازت نہیں دیتا کہ قائد حزب اختلاف کو کوئی معزز رکن ٹوکے۔

**چودھری محمد وصی ظفر،** *******

**جناب سپیکر،** وصی ظفر صاحب! آپ پھر اشتعال میں آ کر بات کر رہے ہیں' آپ نے وزیر قانون اور پارلیمانی امور کی باتوں کو فضول باتیں کہا ہے یہ باتیں آپ کو زیب نہیں دیتیں میں آپ کے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں اور آپ کو یہ کہتا ہوں کہ آپ جوش کے ساتھ ہوش کا دامن ضرور تھامے رکھیے اور بات حوصلے سے کیجیے۔ ذرا ہوش سے کیجیے۔

**چودھری محمد وصی ظفر،** جناب والا! ہم دوبارہ پیپلز پروگرام پر بات کرنے کے لیے تیار ہیں انھوں نے اس پر بحث شروع کر دی ہے اگر نہیں تو پھر technicality کے بارے میں رولز کو دیکھیں۔

*** بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا۔

جناب سپیکر، آپ مجھے رولز بتایئے جس میں وزیر پریویلج موشن کا جواب دیتے ہوئے صرف technicality پر بات کر سکتے ہیں facts کا جواب نہیں دے سکتے۔

چودھری محمد وصی ظفر، وہ facts کا جواب نہیں دے رہے ہیں۔ وہ تو اپنے حلقے کا حال بتا رہے ہیں وہ facts کا قطعاً جواب نہیں دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ مجھے رولز کا حوالہ دیجیے۔ آپ مجھے رولز بتایئے کہ جس میں منسٹر پریویلج موشن کا جواب دیتے ہوئے صرف technicality پر بات کر سکتا ہے facts کا جواب نہیں دے سکتا۔

چودھری محمد وصی ظفر، وہ facts کا جواب نہیں دے رہے وہ تو اپنے حلقے کی بات کر رہے ہیں وہ facts کا قطعاً جواب نہیں دے رہے۔

جناب سپیکر، آپ رولز کا حوالہ دیجیے۔

چودھری محمد وصی ظفر، میں بتا رہا ہوں رول 56 ہے۔

Mode of raising of question of privilege

اور 57 اس کے ساتھ آئے گا۔

The Speaker shall after the disposal of question .....

جناب سپیکر، وہ رولز بتایئے جس میں وزیر متعلقہ یا وزیر قانون آپ کی تحریک استحقاق پر صرف technicality پر بات کر سکتا ہے اور legal facts پر بات نہیں کر سکتا۔

چودھری محمد وصی ظفر، نہیں' جناب میں نے یہ بات نہیں کہی۔ میں نے یہ کہا ہے کہ وہ غیر متعلقہ نہیں ہو سکتا۔ وہ اپنے حلقے کے دکھ نہیں سنا سکتا وہ قدیر خان پر بات کر سکتا ہے وہ اسے سی پر بات کر سکتا ہے ' اس نے کہا تھا یا نہیں وہ fact ہو گیا جناب اور آگے یہ کہ اس کی یہ legal position ہے۔ اس میں قصہ خوانی نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر، آپ رولز کی بات کیجیے۔

چودھری محمد وصی ظفر، میں 56 کی بات کر رہا ہوں،

" The Speaker shall, after the disposal of question and before the List of Business is entered upon, call upon the member

who gave notice and thereon the member shall raise the question of privilege and may make a short statement relevant thereto:"

جناب سپیکر، تو یہ کیا ہوا؟

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! آگے بھی ہے۔

جناب سپیکر، متعلقہ رول کا حوالہ دیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، وہ میں عرض کرتا ہوں میں نے جناب 58 کا consideration تک کہا ہے examination کی پھر بعد میں بات آتی ہے۔

" Provided that where a member is allowed to raise a question of privilege during the course of sitting under the proviso to rule 54 he shall raise the question immediately aftrer his being allowed to do so, or at such other time as the Speaker directs."

"A question of privilege shall have precedent over adjournment motions."

**Rule 58-** "If the Speaker holds the motion to be in order, the Assembly may consider and decide a question of privilege may, on a motion either by a member. ."

اس میں تو منسٹر کہیں آتا ہی نہیں ہے ممبر نے موشن دینی ہے۔

جناب سپیکر، آپ سارا chapter پڑھنا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد وصی ظفر، نہیں جناب۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اس کے بعد تو وہ 58 میں آ کے refer ہو گئی ۔ 56 میں پیش ہوئی، 57 میں اس کا precedence ہے اور 58 میں جناب نے اس کو consider کرنا ہے اس میں منسٹر تو کہیں آتا ہی نہیں۔ رولز کے مطابق منسٹر نے کوئی جواب نہیں دینا۔ رولز کے مطابق کسی منسٹر نے تحریک استحقاق کا کوئی جواب دینا ہی نہیں۔

جناب سپیکر، وصی ظفر صاحب' آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں۔ I can't entertain it.

چودھری محمد وصی ظفر، مجھے وہ رول بتایا جائے جس کے تحت لاءمنسٹر نے تحریک استحقاق کا جواب دینا ہے۔

جناب سپیکر، مجھے افسوس ہے سید ذاکر حسین شاہ ۔ وصی ظفر ' میں آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کو valid نہیں سمجھتا اور میں سید ذاکر حسین شاہ صاحب کو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت دے چکا ہوں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! قواعد و ضوابط کے قاعدہ 177 کے مطابق ہر رکن بشمول وزیر' مشیر' پارلیمانی سیکرٹری ' اس ایوان کا ہر رکن غیر متعلق گفتگو نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! اس میں متعلقہ بات یہ ہے کہ کیا وزیر متعلقہ ' وزیر قانون و پارلیمانی امور کسی تحریک استحقاق پر وہ صرف اس کی admissibility پر بات کر سکتا ہے یا facts پر بات کر سکتا ہے؟ بات یہ ہے اگر آپ قواعد کا حوالہ دے سکتے ہیں کہ جن کے مطابق وہ بات نہیں کر سکتا تو مجھے بتایئے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! قاعدہ 177 تمام پر لاگو ہے۔

جناب سپیکر، آپ قواعد کی بات کیجیے۔

سید ذاکر حسین شاہ، میں قاعدے کی بات کر رہا ہوں آپ نے یہ پوچھا تھا کہ کس قاعدے کے تحت وہ غیر متعلق بات نہیں کر سکتے ہر رکن چاہے وہ وزیر ہو' چاہے وہ سرکاری ممبر ہو' غیر سرکاری ہو ' پارلیمانی سیکرٹری' مشیر،

> 177- اگر کوئی رکن جو بار بار غیر متعلقہ گفتگو یا اپنے دلائل کی یا مباحثہ میں پیش کیے گئے دیگر ارکان کے دلائل کی پریشان کن تکرار کرے تو سپیکر رکن مذکور کو اس کے طرز عمل کی طرف متوجہ کرنے کے بعد اسے تقریر بند کرنے کی ہدایت کر سکتا ہے۔

تو تحریک استحقاق پیپلز ورکس پروگرام کے بارے میں ہے اور وہ واپڈا کی بجلی کا جواب دے رہے ہیں اکثر اوقات وزیر قانون ایسا کرتے ہیں وہ یہ بتائیں کہ اس طرح پیپلز پروگرام کی یہ تحریک نہیں بنتی یہ بھی بتائیں کہ اس تحریک استحقاق میں دیے گئے facts بھی غلط ہیں لیکن وہ ہر بار یہ نہیں کر سکتے۔

وہ تیسری بار یہ واقعہ بیان کر رہے ہیں یا چوتھی بار کہ ان کے گاؤں میں بجلی نہیں لگی۔ جناب سپیکر! میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں کہ وہ فیکٹس کا جواب دے سکتے ہیں لیکن وہ تحریک استحقاق میں دیے گئے فیکٹس کا جواب دے سکتے ہیں کیا ان سے یہ پوچھا گیا ہے کہ گاؤں میں بجلی لگ سکتی ہے یا نہیں؟ چار تحاریک استحقاق میں جو نکات اٹھائے گئے ہیں وہ ان کے بارے میں بتائیں کہ نمبر ایک یہ فیکٹ غلط ہے نمبر دو یہ فیکٹ غلط ہے اور نمبر تین یہ فیکٹ ہے اور ٹیکنیکلی یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ لیکن ہم وزیر قانون کو یہ اجازت نہیں دے سکتے کہ وہ اپنے گاؤں کا رونا روئیں کہ وہاں بجلی نہیں لگی۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! یہ آپ نے وزیر قانون کو اجازت نہیں دینی۔ آپ کے اس پوائنٹ آف آرڈر کو کسی رول کی سپورٹ حاصل نہیں۔ (قطع کلامیاں)۔ آرڈر پلیز ۔ یہ بڑا اہم نکتہ اٹھایا گیا ہے کہ کیا کسی تحریک استحقاق کے پیش ہونے کے بعد متعلقہ وزیر یا وزیر قانون اس تحریک استحقاق کی صرف admissibility پر بات کر سکتا ہے یا اس تحریک استحقاق کے جو فیکٹس ہیں ان کے بارے میں بھی وزیر قانون بات کر سکتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: وہ صرف تحریک استحقاق میں دیے گئے فیکٹس پر بات کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں ۔ اس بارے میں جو نکات اٹھائے گئے ہیں اس پر میری رولنگ یہ ہے کہ جب کوئی تحریک استحقاق پیش ہوتی ہے اس پر متعلقہ رکن short statement دیتے ہیں اور اس کے بعد وزیر متعلقہ یا وزیر قانون حکومت کا نقطہ نظر پیش کرتے ہیں اس میں وہ فیکٹس پر بھی بات کرتے ہیں اور اس میں وہ admissibility کے بارے میں بھی بات کرتے ہیں اس لیے یہ پوائنٹ آف آرڈر متعلقہ نہیں ۔

چودھری محمد وصی ظفر، آپ کوئی رول بتا دیں جس کے تحت منسٹر کو یہ اختیار حاصل ہو ----

جناب سپیکر، اس پر بات ختم ہو جانی چاہیے۔ میں نے رولنگ دے دی ہے۔ لاءمنسٹر صاحب، آپ اپنی بات کر چکے ہیں؟

وزیر قانون، اجازت دیں تو میں دو منٹ میں ختم کر لیتا ہوں۔ یہ بہت مداخلت کرتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر، بیرسٹر صاحب! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر پہلے سن لیں یا لاءمنسٹر صاحب اپنی بات ختم کر لیں۔ آپ کا کوئی علیحدہ پوائنٹ آف آرڈر ہے؟--- ارشاد فرمایئے۔

MR KHALID LATIF KARDAR: My humble submission is that your

honour has to conduct this House according to rules and regulations. My learned friend kept on speaking six to seven times, According to rule 184(5), whenever any member of this House raises a point of order you have to listen to him. On the other hand the Law Minister went on speaking. It was your duty your honour to listen to Dr. Bangash. You have to listen to the member whenever he raises the point of order. This is my point of order whether you under obligation or not to listen to a member whenever he raises a point of order.

MR SPEAKER: I don't entertain this point of order as valid because this is the Speaker's eye which catches the member's intention to speak and if the Speaker's eye does not catch the member who intends to speak he cannot be forced to ask the member concerned to speak.

اور پھر اس میں یہ ہے کہ متعلقہ ممبر کی intention بھی سپیکر نے دیکھنی ہے کہ ان کی intention کیسی ہے اور اس وقت ان کو بولنے کی اجازت دینی ہے یا نہیں۔ بیرسٹر صاحب میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں آپ کی بات کو اس لیے entertain نہیں کرتا کہ سپیکر کو آپ مجبور نہیں کر سکتے کہ آپ اپنی سیٹ پر کھڑے ہوں تو وہ ساری کارروائی بند کروا دے اور آپ کی بات سنے۔ اگر آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں تو انڈین پارلیمنٹری پریکٹس میں پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کے لیے اتنی restrictions ہیں، اگر آپ اس کو دیکھیں۔ یہاں ہمارے ہاں بھی یہ traditions ہیں لیکن انڈیا میں اتنی restrictions ہیں کہ جب آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہیں تو سب سے پہلے آپ ان رولز کا حوالہ دیں گے کہ جن رولز کی خلاف ورزی ایوان میں ہو رہی ہے اور اس پر آپ پوائنٹ آف آرڈر اٹھانا چاہتے ہیں تو ہمیں ان باتوں پر تھوڑی restriction لگانی ہوں گی ورنہ پوائنٹ آف آرڈر کی تو یہاں کوئی حد ہی نہیں ہو گی کئی معزز اراکین بیک وقت کھڑے ہو جاتے ہیں، بیس بیس آدمی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں تو اس کا کوئی criteria مقرر کرنا ہوگا اور وہ criteria سپیکر کو مقرر کرنا ہے۔

جناب سپیکر، آپ اس کو فارغ اوقات میں دیکھ لیجیے گا یہ انڈین پریکٹس ہے اس پر آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ پوائنٹ آف آرڈر میں رولز کتنے سخت ہیں۔

DR ZIA ULLAH BANGASH: Sir, I want your ruling on the point that when a privilege motion is presented in the House, is there any rule that the Law Minister or any other Minister can speak on its admissibility?

جناب سپیکر، ڈاکٹر بنگش کیا آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

ڈاکٹر ضیاء اللہ بنگش، جناب سپیکر! تحریک استحقاق پیش ہونے کے بعد میں وہ رول جاننا چاہتا ہوں جس کے تحت وزیر قانون یا کوئی اور وزیر تحریک استحقاق کی admissibility پر بات کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، ڈاکٹر بنگش اس ایوان میں مسلسل پریکٹس جاری ہے اس میں یہ کہنا کہ رول میں اس کو support کیا گیا ہو گا آپ میرے پاس تشریف لے آیے میں آپ کو بتاؤں گا۔

جناب نذرحسین کیانی، جناب سپیکر! آپ محبت اور شفقت کے ساتھ آپ کے ماتھے پر بل پڑے بغیر میں کچھ عرض کر سکوں کہ جناب وزیر قانون صاحب کو اس بات کا علم ہونا چاہیے اگر کوئی ممبر اس طرف سے پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھے تو انھیں خود بیٹھ جانا چاہیے زحمت ہی نہ کرنی پڑے انھیں خود پارلیمانی روایات کا علم ہے اور پتا بھی ہے لیکن رولز میں ایسی کوئی بات نہیں۔ آپ نے خود دیکھ لیا پارلیمانی روایات اس میں موجود ہیں آپ اس کو follow کر سکتے ہیں۔ میری یہی گزارش ہے کہ ماحول کو بہتر رکھنے کے لیے اب منسٹر صاحب یہ فرما دیں کہ اس طرف سے پوائنٹ آف آرڈر چاہے valid ہو یا invalid ہو یہ فیصلہ کرنا آپ کا فرض بنتا ہے۔ وہ اگر تشریف رکھ لیا کریں تو ان کی عظمت میں اضافہ ہو گا۔

جناب سپیکر، وزیر قانون اپنی بات کو مکمل کریں۔

وزیر قانون، میں یہی گزارش کر رہا تھا کہ ہمارے اپنے ترقیاتی پروگرام جو ہوتے ہیں میرا مطلب یہ ہے کہ پنجاب گورنمنٹ کے تعمیر وطن کے جو ترقیاتی پروگرام ہیں ان کے لیے ہم اس وقت تک سکیمیں وغیرہ نہیں بنا سکتے جب تک وہ زمین محکمہ تعلیم کو ٹرانسفر نہ ہو جائے۔ کوئی ہیلتھ سنٹر نہیں بنا سکتے جب تک وہ زمین محکمہ ہیلتھ کو ٹرانسفر نہ ہو جائے ہم کوئی سڑک نہیں بنا سکتے جب تک ہم زمین کو حاصل نہ کر لیں۔ اب جو کام کر رہے ہیں یا جو کچھ بھی بنانے والے ہیں بنانے والے کون ہیں ان

کے ایڈمنسٹریٹو کون ہیں جو لوگ الیکشن میں ہارے ہوئے ہیں یا ان کا کسی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ نہ وہ کونسلر ہیں نہ زمین اس محکمے کے نام ٹرانسفر ہوتی ہے نہ ان کا کوئی وہ جواب دہ ہیں۔

جناب سپیکر، سلمان تاثیر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سلمان تاثیر، جناب سپیکر! وزیر قانون بڑے تجربہ کار سیاستدان ہیں اور بڑی پارٹیوں میں رہ چکے ہیں ہم تو ان کو مستقبل کے وزیر اعلیٰ بھی سمجھتے ہیں لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ اس طرح کے غلط بیانات اس ایوان کے سامنے دیتے ہیں پہلے بات کی ہے کہ ہمارے یہاں تعمیر وطن پروگرام ہے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پنجاب بجٹ میں کہیں بھی تعمیر وطن پروگرام کا نام ہی نہیں۔ اس فنڈ کا نام ہے سپیشل فنڈ برائے تعلیم۔ نمبر دو یہ کہ اس کا کوئی رول نہیں۔ جہاں وزیر اعلیٰ کی مرضی ہو وہ وہاں پیسہ تقسیم کرتے ہیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ جہاں بھی وزیر اعلیٰ پہنچے وہاں انھوں نے اعلان کر دیا کہ یہاں کالج بنے گا یہ کس رول کے تحت بنے گا کیا اس کے زمین کا انتقال پنجاب حکومت کے نام ہوا ہے اور یہ جو بیانات ہیں اور یہ جو تقاریر کرتے ہیں کہ پنجاب حکومت کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے جو سرحد اور سندھ میں کیا گیا تو ہم بھی پیپلز ورکس پروگرام ماننے کے لیے تیار ہیں حقیقت یہ ہے کہ جس دن پیپلز ورکس پروگرام کا اعلان ہوا اسی دن وزیر اعلیٰ نے یہ اعلان کر دیا ہم اس کو قبول نہیں کرتے اور یہ تو پیپلز پارٹی کے ورکرز کے لیے ہے یہ تمام باتیں ریکارڈ میں ہیں یہ تمام باتیں پہلے پڑھیں اور غلط بیانی بند کریں یہ وزیر قانون ہیں اور وزیر قانون کو قانون کے بارے میں بھی تھوڑا بہت پتا ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر کیا ہوا؟

جناب سلمان تاثیر، یہ جناب غلط بیانات ہو رہے ہیں ان کو ایوان کے سامنے غلط بیان نہیں دینا چاہیے۔

جناب سپیکر، ایوان میں غلط بیانی کرنے کے متعلق آپ کے پاس ایک اور ذریعہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر کوئی منسٹر ایوان میں غلط بیانی کرتا ہے تو آپ اس کے متعلق تحریک استحقاق پیش کر سکتے ہیں۔ میرے خیال میں وزیر قانون صاحب کو اپنی بات مکمل کر لینے دیجیے تاکہ ہم اگلی تحریک استحقاق کو لے سکیں۔ اسی ایک تحریک استحقاق کو dispose of نہیں کرنی بلکہ میرے پاس اور بھی تحاریک استحقاقات ہیں اور میرے پاس تقریباً 40 کے قریب تحاریک استحقاقات ہیں میں ان تمام کو take up

کرنا چاہتا ہوں ۔

سردار سکندر حیات خان، جناب سپیکر! میں وزیر قانون کو کچھ بتانا چاہتا ہوں کہ میرے حلقہ انتخاب میں جو فتح جنگ اور پنڈی گھیب میں باقاعدہ محکمہ تعلیم کو اور ہیلتھ کو مفت رقبہ دے دیا ہے اور پھر بھی کچھ نہیں کیا جا رہا ہم نے محکمہ تعلیم کو صحت کے محکمے میں سڑکوں کے لیے خود زمین دی ہے یہ نیکی ہمارے ساتھ کریں۔

جناب سپیکر، مجھے بہت افسوس ہے' یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

وزیر قانون، میں یہی عرض کر رہا تھا کہ ہمارے اپنے ترقیاتی پروگرام کے لیے بھی جب تک متعلقہ محکموں کو زمین ٹرانسفر نہ ہو جائے ہم کام نہیں کر سکتے۔ پھر پرائیویٹ لوگوں کے علاوہ جہاں بھی کوئی ترقیاتی کام وہ ایڈمنسٹریٹر کراتے ہیں خود بخود ہی دو لاکھ کا کام کرایا اور اس کام کو دس لاکھ روپے کا ظاہر کیا اور خود ہی توڑ پھاڑ کر کے وہاں ٹی وی والوں کو لے گئے اور اس طرح حکومت پنجاب کو بدنام کرنے کی ایک زبردست مہم شروع کی ہوئی ہے۔ پیپلز ورکس پروگرام کی اصل بات یہ نہیں بتاتے کہ انھوں نے پنجاب کے ترقیاتی فنڈز کو کاٹ کر یہ اپنے پیپلز ورکرز نوازش پروگرام کو چلا رہے ہیں۔ جناب سپیکر! جناب والا! نے فرمایا تھا کہ اس پر بہت لمبی بات نہ کی جائے میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں پچھلی دفعہ بھی ہمارے بھائیوں نے اس قسم کی تحریک استحقاق پیش کی تھی اس پر بھی میں نے کہا تھا کہ یہ تحریک استحقاق نہیں اس میں کیا ہے اگر اس کا کچھ بن سکتا ہے تو اس کی بنیاد تحریک التوائے کار تو بن سکتی ہے ' ہمارے بھائیوں کا کون سا استحقاق مجروح ہوا ہے اور یہ آئین میں کہا ہے کہ پیپلز ورکس پروگرام پر یہ عملدرآمد کرائیں۔ اگر اس کا base بن سکتا ہے تو وہ تحریک التوائے کار کا base بن سکتا ہے جب تحریک التوائے کار کا base بنتا ہے تو تحریک التوائے کار کے متعلق ایک رولنگ بھی دی ہوئی ہے اول تو انھوں نے تحریک دی نہیں اگر دی بھی ہے تو جنرل بحث کے تحت 67-E کے تحت یہ آ سکتا تھا۔ میں ان الفاظ کے ساتھ میں جناب والا! کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی ' یہ تحریک التوائے کار کا base بن سکتا تھا اور تحریک التوائے کار انھوں نے نہیں پیش کی اور جنرل بحث پیپلز ورکس پروگرام پر بات کر سکتے ہیں ان الفاظ کے ساتھ اس تحریک استحقاق کو oppose کرتا ہوں اور آپ کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ اس کو out of order قرار دیا جائے۔

جناب نذرحسین کیانی، جناب وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ ہمارا استحقاق کس طرح مجروح ہوتا ہے جناب والا! ہمارے بچے اسکی سن کالج میں نہیں پڑھ سکتے ہم غریب لوگ ہیں اور ہمارے بچوں نے ان سکولوں میں پڑھنا ہے جہاں ہم رہتے ہیں جب ہمارے بچوں کے لیے وہاں تعلیمی ماحول، بلڈنگ، سکول نہیں ہوں گے تو ہم کس طرح سے اپنے بچوں کو تعلیم دلا سکتے ہیں اس لیے وہاں سکولوں کی چاردیواری کو گرایا جانا ہمارے استحقاق کی خلاف ورزی ہے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس کو admit کیا جائے۔

جناب سپیکر، میں اس تحریک استحقاق کے فیصلے کو pending کرتا ہوں اور نصف گھنٹے سے زیادہ وقت گزر گیا ہے اب اور تحاریک استحقاقات کو لینا ہے یا دوسری کارروائی شروع کی جائے۔

راؤ خالد محمود، جناب والا! میری تحریک استحقاق نمبر 30 کو out of turn لیا جائے۔

جناب سپیکر، وزیر قانون صاحب! راؤ خالد محمود صاحب چاہتے ہیں کہ میری تحریک کو out of turn لیا جائے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میری تو جناب والا سے گزارش ہے کہ یہ Out of turn لینے والی پریکٹس سے مجھے بڑی problem ہوتی ہے۔ ایک تو متعلقہ محکمے والوں کو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ چار پانچ privilege motions آئیں گی یا ایک آدھ آتی ہے ایک تو properly وہ ہاؤس میں مجھے brief کرنے کے لیے موجود نہیں ہوتے اس کے علاوہ کوئی پریویلج موشن جس میں کسی معزز رکن کا براہ راست استحقاق involve ہو اس کی حد تک تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر out of turn بھی لے لیا جائے اور کوئی بہت ہی ایسا سنگین مسئلہ ہو تو اس پر مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ تو میں اپنے بھائی طارق صاحب سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ سیشن کے بعد مجھے اس سلسلے میں مل لیں اور ان شاء اللہ العزیز اس معاملے کو میں کوشش کروں گا کہ ان کی تسلی کے مطابق ہم sort out کریں اگر ضرورت پڑی تو پھر ہم دوبارہ آپ کی خدمت میں پیش کریں گے۔

جناب نذرحسین کیانی، جناب سپیکر! جب آپ اجازت دے چکے ہیں تو کیا وزیر قانون صاحب کو یہ زیب دیتا ہے کہ وہ آپ کو پھر مشورہ دیں۔

جناب سپیکر، نہیں۔ میں نے ان کو ابھی اجازت نہیں دی۔ میں نے تو منسٹر لاء سے یہ دریافت کیا ہے کہ آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے کہ راؤ طارق محمود صاحب پریویلج موشن کو out of turn

take up کرنا چاہتے ہیں اس پر لاجسٹر صاحب نے اپنی رائے دی ہے کہ ان کا خیال یہ ہے کہ راؤ طارق محمود صاحب اور ہم بیٹھ کر اس مسئلے پر بات کر لیتے ہیں۔

راؤ طارق محمود، جناب والا! یہ کوئی چار دن قبل بات ہوئی تھی اور یہ اسی ایوان کے اندر وعدہ کیا گیا تھا کہ یہ تحریک out of turn لے لی جائے ۔ جہاں انھوں نے یہ کہا ہے کہ ذات کی بات ہو تو جب اسمبلی کے سٹاف کی عزت نہیں ہو گی ان کا تحفظ نہیں کیا جائے گا تو یہاں پر تمام ارکان بھی محفوظ نہیں رہ سکیں گے اور یہ تمام ایوان سے آپ رائے لے سکتے ہیں۔ اگر یہ تمام چاہتے ہیں کہ اس تحریک کو out of turn لیا جائے تو میں ان کا ساتھ دوں گا ورنہ میں اصرار نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر، سردار صاحب! اس میں کیا حرج ہے یہ ایک بات پچھلے دنوں بھی ہوئی تھی اور اس پر بات یہ ہوئی تھی کہ اس کو out of turn لینے پر آپ غور کر لیں گے تو اگر ان کا یہ اصرار ہے کہ اسے out of turn لیا جائے تو میرے خیال میں ہاؤس کو اجازت دینے میں کیا حرج ہے۔

وزیر قانون، جی ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ راؤ صاحب! آپ اس کو take up کریں اس کی اجازت ہے۔

آوازیں، جی ہاں۔

## پنجاب اسمبلی کے ملازم کی بلاوجہ حراست اور ارکان اسمبلی کے ساتھ پولیس کا نامناسب رویہ

راؤ طارق محمود: جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 5 فروری 1990ء کو تقریباً شام سات بجے پنجاب اسمبلی کے ملازم غلام احمد ولد غلام رسول سکیورٹی گارڈ کو تھانہ اچھرہ کی پولیس (نیامت اے۔ایس۔آئی اور اکبر سپاہی) وغیرہ نے نہایت ہی بے دردی سے مارتے ہوئے گھسیٹ کر گھر سے باہر لائی اور گاڑی میں پھینک کر تھانہ اچھرہ لے آئے۔ حالانکہ مذکورہ اسمبلی ملازم نے اپنی شناخت گھر پر ہی کروائی اور اسمبلی کا کارڈ دکھایا اس موقع پر سب انسپکٹر نیامت اور اکبر سپاہی نے اسمبلی کے معزز ادارہ اور اسمبلی کے معزز اراکین کو گندی گالیاں نکالیں اور نازیبا کلمات کہتے رہے رات تھانہ اچھرہ میں مذکورہ اسمبلی ملازم کے ساتھ تشدد ہوتا رہا اور تشدد

کرتے ہوئے اے۔ ایس۔ آئی نیامت اور سپاہی اکبر اسمبلی کے متعلق نہایت گھٹیا اور گندی زبان استعمال کرتے رہے اور اسمبلی ملازمین کو نہایت گندی زبان میں گالیاں دیتے رہے حالانکہ رات کو تھانے کے اندر شراب پی کر اسی شراب میں دھت ہو کر مذکورہ ملازم پر تشدد کرتے رہے اور دوسرے ملزموں کو پیسے لے کر چھوڑ دیا حالانکہ مذکورہ اسمبلی ملازم ان کو اپنی شناخت اور اسمبلی کے اجلاس کے متعلق بار بار چیخ چیخ کر کہتا رہا کہ پرسوں سات فروری کو اسمبلی کا اجلاس ہے لہٰذا مجھے چھوڑ دیں لیکن پولیس والوں نے ایک نہ سنی ۔ اسمبلی ملازم نے یہ بھی کہا کہ میں نے تین چار روز قبل اپنی بہن کو ہسپتال میں خون دیا ہے میں جسمانی طور پر کمزور ہوں اور دو تین دن سے بخار میں ہوں مگر پولیس کے کانوں جوں تک نہ رینگی اور برابر پیٹتے رہے اتنی زور زور سے تھپڑ مارے کہ ملازم اسمبلی کے دائیں کان سے سننا بند ہو گیا۔

دوسرے روز چھ فروری کو میں اسمبلی پہنچا تو مجھ تک یہ خبر پہنچی تو میں نے دریافت کیا تو پتا چلا کہ سکیورٹی آفیسر نے صبح سے ہی لاہور کے تمام تھانوں سے رابطہ کیا ہے اور کوئی سراغ نہیں مل رہا اور سکیورٹی آفیسر اسمبلی نے اسمبلی سیکرٹری کو لکھ کر با ضابطہ اطلاع بھی کر دی اسمبلی کا ایک آفیسر خود گاڑی میں دو دفعہ اچھرہ تھانہ سے پتا لگایا مگر انھوں نے بتانے سے گریز کیا اور کہا کہ یہاں کوئی اسمبلی کا آدمی بند نہیں تقریباً 2-30 بجے دن خود میں نے تھانہ اچھرہ فون کیا تو محرر نے کہا کہ صاحب نہیں ہیں میں نے کہا کہ ان کے علاوہ کوئی اور تو اس نے کہا کہ نیامت اے۔ایس۔آئی صاحب ہیں تو میں نے کہا کہ اس سے بات کراؤ متعلقہ اے۔ایس۔آئی صاحب کو جب محرر نے کہا تو اس نے اسمبلی کے ملازم کے سامنے مجھے اور تمام اراکین اسمبلی کو گالیاں دیں اور کہا کہ میں نے کوئی فون نہیں سننا تو محرر نے مجھے کہا کہ وہ نہیں آ سکتے تو میں نے کہا آپ کے تھانہ میں اسمبلی کا ملازم کوئی قید میں ہے تو اس نے بھی بتانے سے انکار کر دیا میں بھی پریشان ہوا کہ اسمبلی کا بے چارہ ملازم کس پولیس کے ہاتھ لگ گیا تو اتنے میں 3 بجے کے قریب اسمبلی ملازم نے ایک اور پولیس افسر سے منت سماجت کی کہ میں بے گناہ ہوں اور مجھے چھوڑ دو کل اسمبلی کا اجلاس ہے اگر آپ کہیں تو میں آپ کو ضمانتی لا کر دیتا ہوں تو اس پولیس افسر نے میرے ساتھ والے لڑکے کو ضمانتی لانے کے لیے چھوڑ دیا جو اسمبلی پہنچا اور یہاں سے تین چار آدمی گئے اور تقریباً 3-30 بجے تھانہ سے چھڑا کر لائے۔ اسمبلی میں میں بھی اس وقت موجود تھا جب مذکورہ اسمبلی ملازم نے ساری کہانی خود آ کر سنائی اور بتایا کہ اے۔ایس۔آئی

نیامت اور سپاہی اکبر نے اسمبلی اراکین اور معزز ادارہ کو کیسے کیسے گالیاں دیں اور نہایت بدتمیزی کرتے رہے اس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے معزز ایوان کے اراکین کا اور اس معزز ادارے کا استحقاق مجروح ہوا ہے اور اس کے وقار کو ٹھیس پہنچی ہے لہٰذا اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب والا! اس پر میں short statement دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی راؤ صاحب۔

راؤ طارق محمود، جناب سپیکر! اس واقعہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ پولیس کے لمبے ہاتھ ہیں کہ وہ اب پیپلز پارٹی کے اراکین اسمبلی سے ہوتے ہوئے پنجاب اسمبلی کے سٹاف تک پہنچ گئے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کسی ادارے کو غلط سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کیا جائے گا تو وہ غلط ناجائز فائدہ خود بھی ضرور حاصل کرے گا جب آپ پولیس کو یہ کہیں گے کہ پیپلز پارٹی کے اراکین اسمبلی کو گرفتار کریں ان کے مکانوں، ان کی فصلوں کو تباہ کریں تو پنجاب پولیس خود بھی ناجائز فائدہ حاصل کرے گی اور ناجائز کارروائیاں کرے گی جناب والا! یہ واقعہ انتہائی افسوس ناک ہے اچھے مالکوں کی ہمیشہ یہ ریت رہی ہے کہ وہ اپنی ذات سے زیادہ اپنے ملازموں کا خیال کرتے ہیں آپ اس ہاؤس کے Custodian ہیں آپ اس ایوان کے Custodian ہیں اس ادارے کے Custodian ہیں، تمام سٹاف آپ کی سرپرستی میں چل رہا ہے اور ان کے ساتھ یعنی سٹاف کے ساتھ جو زیادتی ہوتی ہے وہ میرے خیال میں ڈائریکٹ آپ کے ساتھ بلکہ یہاں تمام اراکین اسمبلی کے ساتھ ہو رہی ہے اور اس کے علاوہ وہ معزز اراکین کو گالیاں دے رہے ہیں اور جناب والا! ہمارے استحقاق کی صورتحال یہ ہے کہ پنجاب اسمبلی کی بلڈنگ کے اندر بیٹھ کر میں تھانے میں ٹیلیفون کر رہا ہوں کہ مجھے بتائیں کہ یہاں پر اسمبلی ملازم قید ہے یا نہیں تو جناب والا! کہتے ہیں کہ یہاں پر قید نہیں۔ اور مجھ سے بات کرنے سے انکار کر دیتے ہیں جب پنجاب اسمبلی کے اندر بیٹھ کر ہمارے استحقاق کی یہ صورتحال ہے تو آپ اندازہ لگائیں کہ اس اسمبلی کے باہر ہماری کیا شنوائی ہو گی جب ہم حلقوں میں جاتے ہوں گے جب پنجاب اسمبلی کے باہر جاتے ہوں گے تو وہ ہمارا ٹیلیفون یا ہمارے جانے کی کیا عزت کرتے ہوں گے۔ جناب والا! یہ جو صورت حال ہے یہ انتہائی افسوس ناک ہے میری آپ سے humble submission ہے کہ آپ اس کو یہی سمجھتے ہوئے کہ اگر آج سٹاف کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے تو کل اراکین اسمبلی کے ساتھ

ہوسکتی ہے اور کل یہ زیادتی آپ کے ساتھ بھی ہوسکتی ہے تو جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ اس زیادتی کو روکنے کے لیے اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور اس پر فوری کارروائی کی جائے۔

جناب سپیکر، جی سردار صاحب۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! ایک بات جس کے بارے میں میں نے پہلے بھی جناب کی خدمت میں گزارش کی تھی کہ ہمارے لیے ہماری اسمبلی کے جو ملازمین بہت قابل احترام ہیں ہماری خدمت کرتے ہیں، ہم ان کا دل و جان سے احترام کرتے ہیں لیکن اسمبلی کے ملازمین کا آئین کے مطابق کوئی اس قسم کا استحقاق نہیں جس کو میرے معزز بھائی نے بنیاد بنا کر تحریک استحقاق پیش کی ہے ہم گورنمنٹ میں ہیں ہمیں ان کی پاس خاطر اپوزیشن سے زیادہ مطلوب ہے اور اس سلسلہ میں مجھے یہ اعلان کر کے خوشی ہوتی ہے کہ ہم نے متعلقہ اہل کاران جو اس بات کے لیے preliminary enquiry میں ملوث پائے گئے ہیں ان کو ہم نے معطل کر کے لائن حاضر کر دیا ہے اور اس پر مزید بھی ہم انکوائری کر رہے ہیں اور اگر ان کے خلاف انکوائری ثابت ہوئی تو ان شاء اللہ ہم ان کو قرار واقعی سزا دیں گے اس میں حکومت ان کے ساتھ کسی قسم کی رعایت نہیں برتے گی ہمارے معزز اراکین اسمبلی ہمارے لیے قابل صد احترام ہیں ہمارے اسمبلی کے ملازمین ہوں یا صوبہ پنجاب کے دوسرے متعلقہ محکموں کے ملازمین ہوں لیکن اتنی ضرور میں عرض کروں گا جناب والا! ہمارے معزز بھائی نے فرمایا کہ میں نے ٹیلیفون کیا اور میرا ٹیلیفون کسی نے نہیں سنا اس پر بھی ہم نے ان کی سرزنش کی ہے لیکن جناب والا! بات یہ ہے کہ آج کل بعض اوقات ایسے بھی ہوتا ہے میرے ایک دو کیسز پر میرے جعلی دستخط کر کے لوگوں نے جا کر آرڈر کرائے ہیں اور میں نے ان کے خلاف کارروائی کی ہے جھنڈے والی گاڑیوں پر چڑھ کر لوگ ہیروئن کا کاروبار کر رہے ہیں بعض اوقات ایسے بھی ہوتا ہے کہ کوئی پتا نہیں ہوتا کہ جو صاحب ٹیلیفون پر بول رہے ہیں واقعی وہی ہیں اگر معزز رکن خود تھانے میں گئے ہوتے اور وہ اس قسم کی حرکت کرتے تو ہم اس کا اور بھی سختی سے نوٹس لیتے۔ تو جناب والا! میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ پولیس کے ملازمین جو اس میں ملوث پائے گئے ہیں انھیں ہم نے معطل کر دیا ہے مزید انکوائری under progress ہے اور ان شاء اللہ العزیز ہم ان کو کسی قیمت پر معاف نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر، اس سلسلے میں میرا خیال یہ ہے کہ راؤ صاحب اپنا نقطہ نظر پیش کر چکے ہیں اور وزیر قانون صاحب بھی پیش کر چکے ہیں لہٰذا اب اس معاملے کو ملتوی کر دیتے ہیں اور آپ آپس میں اس سلسلے میں بات کر لیں اور اگر آپ اس مسئلے کا کوئی amicably حل نکال سکیں تو پھر ٹھیک ہے اگر نہیں تو پھر ہم اس پر فیصلہ دے دیں گے۔

راؤ طارق محمود، جناب والا! انھوں نے کہا ہے کہ اسمبلی سٹاف کا کوئی استحقاق نہیں ہے۔ جناب والا! میں تو اپنے استحقاق کی بات کر رہا ہوں کہ انھوں نے نہ صرف میرے ساتھ زیادتی کی بلکہ انھوں نے تمام ممبران کو گالیاں دی ہیں تو اس بات پر استحقاق مجروح ہوتا ہے۔

دوسری بات وہ کہتے ہیں کہ مطل کیا ہے تو میں ان سے پوچھتا ہوں کہ انھوں نے کس بندے کو مطل کیا ہے کون کونسے اہل کار کو انھوں نے مطل کیا ہے ان کے نام بتائیں اور ان کے دفاتر بتائیں جناب والا! یہ ملتوی کرنے والی بات نہیں اس پر اگر انھوں نے کچھ کیا ہے تو پھر اسے کمیٹی میں بھیجنے پر انھیں کیا اعتراض ہے اگر تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد ہو جائے تو اس پر انھیں کیا اعتراض ہے وہاں پر بات سامنے آ جائے گی پھر بھی ہم ہی وہاں پر فیصلہ کریں گے یہ کوئی ایسی بات نہیں۔

جناب سپیکر، تو راؤ صاحب میرے خیال میں یہ ٹھیک ہے کہ آپ اور وزیر قانون اس پر آپس میں بات کر لیں اگر اس پر کوئی فیصلہ ہو جائے تو ٹھیک ہے ورنہ میں کل پھر اسے take up کر لوں گا۔

راؤ طارق محمود، ٹھیک ہے جی۔

جناب سپیکر، اب تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہوتا ہے اور اب درخواست ہائے رخصت کو لیا جاتا ہے۔

## اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر، اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

### ملک خلیل اللہ لابر

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست ملک خلیل اللہ لابر رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"میں مورخہ 17 اور 18 دسمبر 1989ء بوجہ بیماری اجلاس میں حاضر
نہ ہو سکا براہ کرم ان دو ایام کی رخصت عطا فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

سید علی ہارون شاہ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست سید علی ہارون شاہ رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"میں بوجہ بیماری مورخہ 90-2-7 کے اجلاس میں
شمولیت نہ کر سکا۔ رخصت منظور کی جائے۔"

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں مہدی حیات

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست میاں مہدی حیات رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"مورخہ 7، 13، 14-12-89 کو بوجہ مصروفیات میں اجلاس میں نہیں
آسکا مہربانی فرما کر تین یوم کی رخصت عطا فرمائی جائے"۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

بیگم بشریٰ رحمٰن

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست بیگم بشریٰ رحمٰن رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"7 فروری سے 12 فروری تک چند ناگزیر وجوہات کی بناء پر اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکی براہ کرم رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

**مسز طاہرہ خان**

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست مسز طاہرہ خان رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

" Dear Sir,

This is to inform your kindself that I was unable to attend the session yesterday due to medical reasons. This is to request that my absence be condoned."

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

**مخدوم محمد عبداللہ شاہ**

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست مخدوم محمد عبداللہ شاہ رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

" گزارش ہے کہ بندہ گزشتہ سال 1989ء کے آخری مہینہ میں بیمار رہا اور باقاعدہ طور پر اجلاس میں بھی شرکت نہ کر سکا لہٰذا ملتمس ہوں۔ کہ براہ کرم مجھے مورخہ 7 دسمبر 1989ء، 10 دسمبر 1989ء، 13 اور 14 دسمبر 1989ء اور 17 و 18 دسمبر 1989ء کی رخصت عطا فرمائی جائے"

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

سردار شوکت حسین مزاری

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب سردار شوکت حسین مزاری رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"I could not attend the last session due to some private business. My leave may kindly be sanctioned".

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

سردار محمد عمر خان لغاری

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست سردار محمد عمر خان لغاری رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

" گزارش ہے کہ میں اپنے والد محترم سردار عطاء محمد خان لغاری سابق سنیٹر اور سابق ایم۔پی۔اے کی شدید بیماری کی وجہ سے مورخہ 7 دسمبر 1989ء تا 18 دسمبر 1989ء کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا از راہ کرم مندرجہ بالا تاریخ کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری عبدالحمید

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست چودھری عبدالحمید رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول

ہوئی ہے۔

" The undersigned would not be in a position to attend the the session on 17th to 19th instant. Kindly grant me leave for these days."

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

ملک محمد وزیر اعوان

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست ملک محمد وزیر اعوان رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"میں مورخہ 7-2-90 کے اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا۔
رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب فضل حسین راہی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب فضل حسین راہی رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

" گزارش ہے کہ میں ایک ضروری کام کے سلسلہ میں مصروف تھا مورخہ 17-12-89 کو اجلاس میں شامل نہ ہو سکا براہ کرم میری رخصت ایک دن کی منظور فرمائی جائے"

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

## چودھری الطاف احمد رانجھا

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست چودھری الطاف احمد رانجھا رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

" گزارش ہے کہ مورخہ 11-12-89 کو میرے تایا چودھری محمد ولایت رضائے الہٰی سے وفات پا گئے اس لیے میں مورخہ 12-13-14 کو اسمبلی کے اجلاس میں شمولیت نہ کر سکا لہذا مندرجہ بالا ایام کی رخصت منظور کی جاوے۔

میرے تایا موضع شیرے والا تحصیل پھالیہ میں فوت ہوئے۔"

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

## حافظ محمد داؤد

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست حافظ محمد داؤد رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

" گزارش ہے کہ میں بوجہ ناسازی طبع مورخہ 12-12-89، 13-12-89 اور 18-12-89 کو اجلاس میں شرکت نہ کر سکا از راہ کرم رخصت منظور فرمائی جاوے۔"

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

## جناب محمد افضل ساہی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد افضل ساہی رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

" گزارش ہے کہ میں ضروری کام کی وجہ سے مورخہ 12-12-89 تا 14-12-89 کو پنجاب اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا لہذا تین یوم کی رخصت منظور فرمائی جاوے۔"

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

سردار نذر محمد جتوئی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست سردار نذر محمد جتوئی رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

" بندہ بخار آ جانے دی وجہ سے مورخہ 18-12-89 کو اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا لہٰذا استدعا کی جاتی ہے کہ اس یوم کی رخصت منظور فرمائی جاوے۔"

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

ملک ارشد حسین

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ملک ارشد حسین رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

" گزارش ہے کہ مورخہ 17-12-89 کو میری طبیعت ناساز تھی جس کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ براہ مہربانی 17 دسمبر 1989ء کی میری رخصت منظور فرمائی جاوے۔"

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری وجاہت حسین

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چودھری وجاہت حسین رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

" گزارش ہے کہ میں مورخہ 17-12-89 کو بوجہ ناساز طبیعت اجلاس attend نہ کر سکا رخصت منظور فرمائی جائے "

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب محمد اسلم بھروانہ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد اسلم بھروانہ رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

" گزارش ہے کہ بندہ ضروری کام کی وجہ سے مورخہ 17-12-89 کو حاضر نہ ہو سکا لہٰذا چھٹی کے لیے مہربانی کی جائے "

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب دریوس پستونجی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب دریوس پستونجی رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

" گزارش ہے کہ بندہ ناسازی طبع مورخہ 17-12-89 کو اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا رخصت منظور فرمائی جائے"۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

میاں محمد فاروق

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست میاں محمد فاروق رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

" گزارش ہے کہ میرے دوست کی والدہ صاحبہ فوت ہو گئی تھی جس کی وجہ سے میں دو یوم مورخہ 13-12-89 اور

4-12-89 کو اجلاس میں نہیں حاضر ہو سکا برائے اطلاع"

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

بیگم راج حمید گل

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست بیگم راج حمید گل رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

" گزارش ہے کہ مورخہ 7 فروری اور 10 فروری 1990ء کو طبیعت ٹھیک نہ تھی جس کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہ کر سکی۔ مہربانی فرما کر 7 فروری اور 10 فروری 1990ء کو رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب وقار عظیم چودھری

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب وقار عظیم چودھری رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

" گزارش ہے کہ بندہ مورخہ 7-2-1990, 10-2-1990 اور 11-2-1990 کو بوجہ بیماری اسمبلی میں حاضر نہ ہو سکا لہذا مذکورہ ایام کی چھٹیاں عنایت فرمائی جاویں۔"

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

## جناب نذیر احمد چودھری

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب نذیر احمد چودھری رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"گزارش ہے کہ بندہ بوجہ بیماری لاہور ہی میں رہا لیکن اسمبلی میں حاضر نہ ہو سکا مورخہ 1-2-90 کی چھٹی عنایت فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

## سردار عاشق حسین گوپانگ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست سردار عاشق حسین گوپانگ رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"گزارش ہے کہ میں بوجہ ناسازی طبع مورخہ 2 فروری اور 12 فروری کو اجلاس attend نہ کر سکا رخصت منظور فرمائی جاوے"

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

## میاں محمود الرشید

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست میاں محمود الرشید رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"گزارش ہے کہ میں ایک ضروری کام کے سلسلے میں مصروف تھا جس کی وجہ سے مورخہ 17، 13 اور 18 دسمبر 1989ء کو اجلاس میں شامل نہ ہو سکا۔ براہ کرم میری رخصت تین یوم کی منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

محترمہ فوزیہ بہرام

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست محترمہ فوزیہ بہرام رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Dear Sir,

This is to inform you that on the 7th of February, 1980 I was unable to attend the session due to unavoidable reason. Kindly grant me leave for 7th Feb:, 1990."

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سجاد اکبر

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب سجاد اکبر رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"Sir,

Respectfully I submit that I was not able to attend the session on 7th Feb., 1990 due to my official commitments at Islamabad.

Kindly leave may kindly be granted of the said date."

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

## میاں منظور احمد موہل

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست میاں منظور احمد موہل رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"گزارش ہے کہ سائل 13,14 فروری 1990ء کو منعقدہ اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر ہے کیونکہ میرا منشی محمد حسین فوت ہو گیا ہے اس مجبوری کی بنا پر رخصت درکار ہے۔"

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

## جناب محمد صفدر شاکر

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد صفدر شاکر رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"گزارش ہے کہ میں اپنے ایک عزیز کے انتقال کی وجہ سے مورخہ 12-12-90 کو اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ ایک یوم کی رخصت منظور فرمائی جاوے۔"

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

## جناب محمد صفدر شاکر

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد صفدر شاکر رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"میں عمرہ کی ادائیگی کی وجہ سے مورخہ 7-2-90 اور 10-2-90 کو اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ دو یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

محترمہ عفیفہ ممدوٹ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست محترمہ عفیفہ ممدوٹ رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"I would like to excuse myself for being absent from attending the Assembly session from the 7th Feb:1990 as after my return from Umrah and visit to Iraq for Ziariats I was strauded in Karachi due to serious circumstances I would only return on the 12th Feb."

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

راجہ محمد خالد خان

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست راجہ محمد خالد خان رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"معروض ہوں کہ میں 7 فروری کے اجلاس میں حاضر نہ ہو
سکا لہذا میری ایک یوم کی رخصت منظور فرمائی جاوے"

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب منور احمد خان

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب منور احمد خان رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول

ہوئی ہے۔

" گزارش ہے کہ میں ذاتی مصروفیات کی وجہ دو دن اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکوں گا براہ مہربانی مجھے دو یوم یعنی کہ 7-2-90 اور 8-2-90 کی رخصت عطا فرمائی جاوے۔ نوازش ہو گی"

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ضیاء بخت بٹ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب ضیاء بخت بٹ رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

" مودبانہ گزارش ہے کہ میں بوجہ سازی طبیعت اجلاس پنجاب اسمبلی مورخہ 10-12-1989 سے 16-12-1989 تک حاضر نہ ہو سکا۔ براہ مہربانی میری رخصت 10-12-1989 سے 16-12-1989 تک منظور فرمائی جاوے۔"

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

مہر اختر عباس بھروانہ، میرے خیال میں آپ کو آنکھوں کی ضرورت ہے میں تو ہمیشہ آتا ہوں۔

جناب نذر حسین کیانی، جی۔ جی۔ آپ کے ماتھے پر محراب نظر آ رہا ہے۔

جناب سپیکر، تو یہ غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ سردار عاشق حسین گوپانگ صاحب تشریف رکھتے ہیں؟

(12.00 بجے سردار عاشق حسین گوپانگ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

## پوائنٹ آف آرڈر

## اجلاس کے انعقاد کے لیے اوقات کار کا تعین

جناب سپیکر، یہ تحریک التوائے کار کے بارے میں تو وہی بات ہے کہ جس صاحب کی تحریک التوائے کار اس perview میں نہیں آتی جو under discussion ہے وہ مجھے point out کر دیں میں اس کو take up کر لوں گا۔

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Sir, I want to make a personal request.

The time fixed for the morning session is 9.00 a.m.

جناب سپیکر، سردار صاحب' personal request میرے پاس personally آ کر کیجیے۔

سردار سکندر حیات خان، جناب سپیکر! یہ دراصل ٹائم کے بارے میں درخواست ہے کہ 9 بجے صبح آپ نے اسمبلی کا ٹائم مقرر کیا ہے۔

Sir, it took 37 minutes to reach the Assembly Chambers from Garden Town because there was a tremendous traffic jam. یہاں ٹریفک کا بہت رش ہوتا ہے۔ In other parts of the city, there is also similar traffic jam. اس وقت عام طور پر سکولوں اور دفتروں کا ٹائم ہوتا ہے۔ مہربانی فرما کر اس کو 10 بجے کر دیا جائے تاکہ I would be the first person to reach here.

دوسری درخواست یہ ہے کہ کل ہم بہت سارے ممبر آئے تھے لیکن ٹریفک کے رش کی وجہ سے لیٹ پہنچے تو رجسٹر اٹھا لیا گیا تھا اس کے بعد ہم نے درخواست کر کے بعد میں حاضری لگائی حالانکہ ہم اسمبلی میں آ چکے تھے اس لیے مہربانی فرما کر ٹائم کو ذرا 10 بجے کر دیا جائے۔

آوازیں، 9 بجے ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، میں نے یہاں یہ تجویز خود پیش کی تھی کہ سیشن کو 10 بجے اگر ہم کر لیں تو سب لوگوں کے آنے میں آسانی ہو گی لیکن اس پر رانا شوکت محمود صاحب اس وقت تشریف رکھتے تھے انھوں نے یہ کہا کہ ان کی رائے یہ تھی کہ اس کو 9 بجے ہی رہنا چاہیے تو پھر میں نے اس کو 9 بجے رہنے دیا میں نے یہ خود تجویز پیش کی تھی جو آج سردار صاحب کہہ رہے ہیں کہ یہاں حاضری 9 بجے بہت کم ہوتی ہے اور عام طور پر ممبران 10 بجے کے قریب اکٹھے ہوتے ہیں تو اس کو 10 بجے کر لیں آج کل سردیوں کے دن ہیں 10 بجے سے 3 بجے تک سیشن کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب جب یہ 10 بجے ہو گا تو پھر یہ 11 بجے آنا شروع کر دیں گے اس کا کیا علاج ہے؟ یہ صبح اٹھیں نماز پڑھیں ٹائم سے چل پڑیں کیا ہے 9 بڑی دیر سے بجتے ہیں۔ 5 بجے نماز ہوتی ہے اگر 5 بجے آدمی اٹھ کر نماز پڑھ لے تو پھر چار گھنٹے اس کے پاس ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ چودھری صاحب۔ جی مہر صاحب۔۔۔

مہر اختر عباس بھروانہ، جناب والا! میں وینس صاحب سے اتفاق کرتا ہوں کہ اگر ہم شام کو آرام سے وقت پر سو جائیں اور بارہ ایک بجے تک نہ جاگیں تو ہم بڑی آسانی سے صبح کی نماز پڑھ کر وقت پر یہاں آ سکتے ہیں۔ تو اجلاس کا وقت 9 ہی رکھیں کیونکہ 9 کے بعد اگر 10 کریں گے تو پھر یہ 11 بجے آئیں گے تو اچھے بچوں کی طرح سردار صاحب وقت پر عشاء کی نماز کے بعد سو جایا کریں۔ صبح اٹھیں فجر کی نماز ادا کریں اور وقت سے چل پڑیں تو انشاء اللہ یہ 9 بجے کی بجائے ساڑھے آٹھ بجے پہنچ جائیں گے۔

جناب سپیکر، جی چودھری صاحب۔

چودھری مظہر علی گل، جناب والا! گزارش یہ ہے کہ جب ہم صبح اٹھتے ہیں اور اسمبلی کے سیشن کی طرف آنے لگتے ہیں تو دیہاتوں سے ہمارے حلقوں کے لوگ اپنے کام کروانے کے لیے ہمارے پاس یہاں لاہور میں آتے ہیں تو صبح جب دس پندرہ بیس آدمیوں کی اگر بات بھی نہ سنی جائے اور ہم اپنا بستہ بغل میں دبائیں اسمبلی کو چلیں تو یہ بھی کوئی اچھی بات نہیں۔ اگر جناب والا! اسمبلی کا اجلاس شام کے ٹائم 3 بجے سے لے کر 8 بجے تک کر دیا جائے تو صبح کے سارے کام سارے دوست نمٹا لیں گے اور 3 بجے سے لے کر 8 بجے تک یہاں اجلاس میں شریک ہو جائیں گے یہ میری ایک تجویز ہے اگر اس پر غور کیا جائے تو بہت اچھا ہو گا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، اس پر سب کو اتفاق ہے۔

معزز ایوان، جی اتفاق ہے۔

جناب سپیکر، وزیر قانون صاحب ذرا توجہ فرمائیں۔ یہ یہاں ایک تجویز دی گئی ہے کہ سیشن morning کی بجائے evening کیا جائے تاکہ لوگ اپنے کام کاج دفتروں میں کر کے شام کو evening session میں آئیں اور تسلی سے 3 بجے سے لے کر 8 بجے تک سیشن کر لیں مجھے ایسے لگتا ہے کہ زیادہ ممبران اس کے حق میں ہیں۔

وزیر قانون، اچھی بات ہے۔ میں نے تو پہلے آپ کی خدمت میں ایک دفعہ گزارش کی تھی کہ جس طرح قومی اسمبلی میں ہوتا ہے ویسے کرلیں۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ بے شک درمیان میں ایک دن چھٹی بھی کر لیا کریں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں تاکہ ایک دن میں یہ اپنا پورا کام نمٹا لیا کریں۔

معزز ایوان، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، تو اس وقت قائم مقام لیڈر آف دی اپوزیشن نذر کیانی صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ آپ کی کیا رائے ہے؟

جناب نذر حسین کیانی، جناب والا! اس کے باوجود کہ قائد حزب اختلاف نے آپ کی خدمت میں کوئی اور بات عرض کی تھی اور آپ نے اس سے agree بھی کیا تھا یہ تمام ہاؤس ایک بات پر اپنی رائے کا اظہار کر رہا ہے تو پھر میں اس سے روگردانی نہیں کر سکتا۔ میں لاہنسٹر تو نہیں ہوں جناب کہ ہاؤس پورا چیختا رہے اور میں اس کی بات نہ مانوں اگر کوئی ایسی بات ہاؤس کی طرف سے آئی ہے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جو فیصلہ آپ کریں گے وہ ہمارے لیے قابل قبول ہوگا۔

جناب سپیکر، تو پھر ٹھیک ہے۔ کل سے شام کا سیشن کریں گے۔

ملک طیب اعوان، جناب سپیکر! اس میں تھوڑی سی ترمیم بھی ہونی چاہیے کہ منسٹر صاحبان دفتروں میں ہوں تو تب ہی کام ہوگا اگر یہ نہ ہوئے تو کام کیسے ہم کروائیں گے۔

جناب سپیکر، تو یہ بات طے ہوگئی۔ سردار صاحب اب اس پر مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔

سردار سکندر حیات خان، یہ بات طے ہوگئی لیکن مہر اختر عباس بھروانہ صاحب تو عام طور پر سیشن میں نظر ہی نہیں آتے وہ تو گھر میں بھی نہ صبح ہوتے ہیں اور نہ شام ہوتے ہیں مہربانی کر کے ان کو بھی پابند کیا جائے۔ نماز وہ پڑھیں گے تو میں ان کے پیچھے ضرور پڑھوں گا۔۔۔۔۔۔ (قہقہے)

## غیر سرکاری کارروائی

## مسودات قانون

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب سپیکر! پچھلے اجلاس میں ایک سپیشل کمیٹی ایریگیشن کے متعلق تشکیل کی تھی جس پر ہمارا اجلاس پچھلے مہینے کی دس تاریخ کو ہوا تھا اور اس میں طے ہوا تھا کہ ایک ماہ

کے اندر اندر محکمہ اس پر اپنی رپورٹ پیش کرے گا اگر یہاں پر وزیر اب پاسی و برنی وقت تشریف رکھتے ہیں یا اس محکمہ کے مشیر یہاں تشریف رکھتے ہیں تو میں ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ محکمہ نے اپنی رپورٹ میں ہماری تجاویز بھیجی ہیں یا نہیں۔

جناب چیئرمین، براہ مہربانی پہلے آپ ہمیں غیر سرکاری کارروائی پیش کرنے کی اجازت دیں کیونکہ اس کے لیے ہفتے میں صرف ایک دن ہوتا ہے۔ وزیر قانون سے گزارش ہے کہ اب ہم غیر سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

وزیر قانون، ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین، جناب کاردار صاحب۔

## مسودہ قانون "سیاسی اسیران" مصدرہ 1989ء

**MR KHALID LATIF KARDAR:** Mr Speaker Sir, I move with your permission -

"The Political Prisoners Bill, 1989."

**MINISTER FOR LAW:** I oppose it.

**MR KHALID LATIF KARDAR:** Sir, my humble submission is that this bill is for the privilege of the politicians who have created Pakistan and at present which is the law, all depends on the discretion of the home Secretary and this bill is only introduced in the House that in future if any politician is put behind the bars or he is victimized he would be entitled to see his children. He should not be victimized, he should not be transferred to any district to which he does not belong. This bill also says in case there is failure on the part of the prison authorities to provide treatment to the political prisoners he will be entitled to be admitted to civil hospital. If there is any highhandedness by the police or by the prison authorities there is also provision that he will be liable to be punished under the crime would say and submit that the permission should be

granted to hand over this bill to the Standing Committee So I would request to the honourable Minister that to this effect an amendment should be moved. He is talking about the rules and regulations. I would submit when there is a statutory right then it does not require the discretion of any Home Secretary or any officer.

جناب چیئرمین، کاردار صاحب شکریہ۔ وزیر قانون۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! یہ بل جو میرے فاضل بھائی نے پیش کیا ہے اس میں ایک تو انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ سیاسی اسیروں کے ورثاء کو ہفتے میں ایک دن ملنے کی اجازت دی جائے۔ موجودہ قانون کے قاعدہ نمبر 556 کے تحت پہلے ہی پندرہ دن میں سے ایک دفعہ ملنے کی اجازت موجود ہے اور اس سے زیادہ بھی خصوصی اجازت لے کر وہ مل سکتے ہیں اس لیے اس کی کوئی خاص ضرورت نہیں۔ دوسرا انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ اسے کلاس میں ریڈیو اور ٹیلی ویژن رکھنے کی اجازت دی جائے یہ بھی پہلے ہی Prisoners Act کے سیکشن 30 کے تحت موجود ہے سیاسی اسیران اے اور بی کلاس میں ہوتے ہیں، سیاسی اسیران عام قیدی نہیں ہوتے لہذا ان کو ریڈیو اور ٹیلی ویژن رکھنے کی اجازت ہے۔

ایک اور بات انھوں نے یہ فرمائی کہ سیاسی اسیروں کو ہتھکڑی نہ لگائی جائے یہ ہمیشہ جرائم پیشہ اشخاص کو لگائی جاتی ہے کسی سیاسی قیدی کو ہتھکڑی قطعی طور پر نہیں لگائی جاتی ان لوگوں کو ہتھکڑی لگائی جاتی ہے جن کے بارے میں خطرہ ہو کہ یہ بھاگ جائیں گے اور بہت ہی سخت جرائم پیشہ ہوں اسی طرح سے قاعدہ نمبر 10 اور 66 کے تحت اگر کوئی محکمہ جیل کا ملازم کسی قیدی کے ساتھ زیادتی کرتا ہے تو اس کو سزا دی جا سکتی ہے معزز رکن نے اس بل میں جو سہولیات مانگی ہیں وہ ساری کی ساری پہلے کسی نہ کسی شکل میں موجود ہیں اس لیے میں اس بل کی مخالفت کرتا ہوں یہ غیرضروری ہے اس لیے اس بل کو اس ایوان میں زیر بحث لانے اور اسے پیش کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔

**MR KHALID LATIF KARDAR:** Mr Speaker, Sir, I am sorry to say this he is the Law Minister. He should know what is the difference betwen the statutory right and rules and regulations. What he has submitted every thing depends on the Home Secretary. He does not have exercised this discretion. No facility is

provided to the political prisoners. I would say and request to the honourable Minister and he would kindly agree with me that it is in the interest of politicians, it is the interest of all politicians whether they belong to one party or the other they should not be deprived of such facilities. He should know the situation of tomorrow, nobody know what will be the political sitution in Pakistan tomorrow and who will be put to jail.

جناب چیئرمین، جناب کاردار صاحب' آپ اپنی بات پہلے بھی کر چکے ہیں اور اس کے جواب میں جناب وزیر قانون آپ کی بات کا جواب دے چکے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ۔

"مسودہ قانون سیاسی اسیران مصدرہ 1989، پیش کرنے کی اجازت دی جائے"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب نذرحسین کیانی، جناب والا! سب سے پہلے تو میں جناب کو چیئرمین کی کرسی پر بیٹھنے کے لیے آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ دوسری میری گزارش یہ ہے کہ ہمیں اس ایوان میں کچھ اچھی روایات بھی قائم کرنی چاہیں۔ جناب خالد لطیف کاردار نے یہ بل پیش کیا تھا جو سیاسی قیدیوں سے متعلق تھا پیپلز پارٹی والوں کے لیے نہیں تھا۔ سیاسی قیدی کوئی بھی ہو سکتا ہے۔ وزیر قانون نے یہ بھی فرمایا کہ 15 دن بعد پہلے ہی ملاقات کی اجازت ہے۔ ہم نے 11 سال جیلیں کاٹی ہیں' مصائب اٹھائے ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ کس طریقے سے ہمارے لواحقین کو ہم سے ملنے نہیں دیا جاتا تھا۔ میں گزارش کروں گا کہ آپ نے ووٹنگ کروانے میں بہت جلدی کی۔ اگر آپ کوئی تھوڑا سا ہمیں موقع دیتے تو ہم شاید وزیر قانون کو قائل کر لیتے جیسے یہ پچھلے دور میں وزارت سے محروم رہے تھے آئندہ کچھ اور بھی ہو سکتا ہے اس لیے اگر وہ ہماری بات سن لیتے تو اچھا ہوتا۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ---

" سائیں کجھ چنگیاں روایتاں وی ایتھاں قائم کر ونجوں"

جناب چیئرمین، شکریہ کیانی صاحب' قواعد و ضوابط کے مطابق اسے نمٹایا گیا ہے میرے خیال میں اب اگلی تحریک پیش ہونی چاہیے۔

جناب جاوید محمود گھمن، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! معزز وزیر صاحب نے دو چیزیں ایسی

کہی ہیں جن کا حقائق سے تعلق نہیں ہے۔ مثلاً پہلی بات تو انھوں نے یہ کہی ہے کہ سیاسی قیدیوں کو ہتھکڑی نہیں لگائی جاتی۔

جناب چیئرمین، گھمن صاحب یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

جناب جاوید محمود گھمن، جناب والا! انھوں نے حقائق سے ہٹ کر اور غلط بات کی ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ اس غلط بات کا ایوان میں پتہ چل جائے جو بات انھوں نے کہی ہے وہ ٹھیک نہیں۔

جناب چیئرمین، گھمن صاحب' اس کے لیے قواعد و ضوابط کے تحت دوسرے طریقے موجود ہیں آپ براہ مہربانی کارروائی کو چلنے دیں۔

جناب جاوید محمود گھمن، وزیر موصوف سے میری گزارش ہے کہ میں یہاں پر بجائے اس کے کوئی تحریک استحقاق پیش کروں وزیر موصوف میرے معزز ساتھی ہیں دوست ہیں بڑے بااخلاق ہیں اچھے ہیں لیکن آپ سنیں تو سہی۔

جناب چیئرمین، گھمن صاحب' آپ تشریف رکھیں۔ کاردار صاحب کو اگلی تحریک کے لیے میں دعوت دینا چاہتا ہوں۔

جناب جاوید محمود گھمن، آپ میرا نکتہ وضاحت ہی سمجھیں بے شک پوائنٹ آف آرڈر نہ سمجھیں۔

جناب چیئرمین، گھمن صاحب' آپ میری بات سنیں۔ میرے خیال میں سپیکر صاحب کے بعد جب کوئی اور صاحب یہاں تشریف فرما ہوتے تو میرے خیال میں ایوان کا موڈ تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس لیے میری آپ دوستوں سے استدعا ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر پر تو جائز بات کریں لیکن کارروائی میں غیرضروری مداخلت نہ کریں میں پہلے ہی یہ عرض کر چکا ہوں کہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ اگر آپ نے کوئی نجی باتیں کرنی ہیں تو وزیر قانون و پارلیمانی امور کے کمرے میں کریں۔ بڑی مہربانی۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب چیئرمین، آپ کی بڑی مہربانی' تشریف رکھیں۔ آپ کے متعلق کوئی ایسی بات نہیں کہی گئی جس کی آپ وضاحت کرنا چاہتے ہیں۔ میرے خیال میں آپ اجازت دیں تو آگے چلیں--- جناب لطیف کاردار صاحب---

(فاضل ممبر ایوان میں موجود نہ تھے)

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری محمد فاروق)، جناب والا! کاردار صاحب موجود نہیں ہیں وہ اپنا بل پیش

نہیں کرنا چاہتے۔

جناب چیئرمین، اگلے ممبر میاں محمود الرشید صاحب ہیں ۔ جی محمود الرشید صاحب۔۔۔۔(فاضل ممبر ایوان میں موجود نہ تھے)۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے یہ بھی موجود نہیں ہیں تو پھر ہم تیسرے نمبر پر جاتے ہیں۔ سید ذاکر حسین شاہ صاحب۔ (ترمیم)

## ہنگامی قانون/مقامی حکومت و دیہی ترقی/پنجاب مجریہ 1979ء

**SYED ZAKIR HUSSAIN SHAH:** Sir, I would present further to amend: -

" The Punjab Local Government (Ordinance),

1979 (Punjab Ordinance VI of 1979)."

جناب چیئرمین، شاہ صاحب' آپ اپنی statement دیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! پہلے میں ترمیم پڑھوں گا اس کے بعد میں statement of reasons پڑھوں گا۔ میری ترمیم یہ ہے کہ " The Punjab Local Government (Ordinance) 1979." ۔ جناب والا! میں ترمیم تو پڑھ سکتا ہوں اس میں تو کوئی ایسی بات نہیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! میں جناب کی وساطت سے جناب شاہ صاحب سے عرض کروں گا کہ ترمیم تو اس وقت پیش ہوسکتی ہے جب کوئی بات' جب کوئی مسودہ' جب کوئی قرارداد سامنے ہو' پہلے مسودہ پیش کریں پھر ترمیم پیش کریں۔

جناب چیئرمین، شاہ صاحب' رولز کے مطابق ترمیم سے پہلے مسودہ قانون جو آپ پیش کرنا چاہتے ہیں اس کو لاءمنسٹر صاحب oppose کر چکے ہیں اور قواعد و ضوابط کے مطابق میں آپ کو اجازت دیتا ہوں لیکن اس کے حوالے سے صرف مختصر بیان کے لیے' تو آپ براہ مہربانی اس سلسلے میں اپنا مختصر بیان دیں۔ اس کے بعد لاءمنسٹر صاحب اس کا جواب دیں گے' اس کے بعد ہاؤس سے اس کی اجازت لینے کی نوبت آئے گی۔ جب ہاؤس اجازت دے گا تو اس کے بعد ترمیم آئے گی۔ براہ مہربانی اب اسے اپنے مختصر بیان تک ہی محدود رکھیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! آپ رول 74 ملاحظہ فرمائیں۔ میں آپ کے سامنے اس رول کو پڑھتا ہوں۔ " غیرسرکاری ارکان کے مسودہ قانون پیش کرنے کی اجازت طلبی کی تحاریک جن کی سپیکر نے اجازت دے دی ہو اس دن کی فہرست کارروائی میں شامل کی جائے گی جو غیرسرکاری ارکان کے کام

آئے گی" تو یہ فہرست میں تو شامل ہو چکا ہے۔ سپیکر اجازت دے چکے ہیں اب رول نمبر 74 کے تحت اگر وہ اس کی اجازت نہ دیتے تو یہ فہرست ہی میں شامل نہ ہوتا۔ اب یہ دنیا کا کوئی قاعدہ ہے کہ میں کیا پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر میری پوری بات سن لیں کہ میری بات یہ ہے کہ میں statement of reasons کیا پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جو پیش کرنا چاہتا ہوں وہ میں بتاؤں گا کہ میں یہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ پھر اس کی وجہ بتاؤں گا کہ میں یہ اس لیے پیش کر رہا ہوں آپ ملاحظہ فرمائیں کہ اس سے پہلے میں نے جتنے ہی بل پیش کیے اس میں میں نے ترامیم پڑھی ہیں اور میں نے یہ statement of reasons یہاں لکھ کر بھی دی ہے۔ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس میں میری ترمیم یہ ہے کہ----

جناب چیئرمین، شاہ صاحب! میری بات سن لیں' آپ نے جس قاعدے کا حوالہ فرمایا ہے آپ اس کی sub-clause ملاحظہ فرمائیں' اس میں واضح لکھا ہے کہ۔

> If a motion for leave to introduce a bill is opposed the Speaker, after permitting, if he so thinks fit, a brief explanatory statement by the member seeking leave and by the member or by the Minister opposing it, may without further debate....

تو آپ اس کے حوالے سے ذرا ملاحظہ فرمائیں کیونکہ بل کی کاپی میں جو آپ ترمیم دینا چاہتے ہیں وہ تمام ممبرز کو پہنچ چکی ہے اس لئے اس پر بات کرنے کی اس وقت نوبت آئے گی جس وقت یہ ہاؤس اس کی باقاعدہ اجازت دے دے گا۔ اس وقت آپ اس حوالے سے اپنا مختصر بیان دے سکتے ہیں اس کے بعد لاءمنسٹر صاحب اپنا point of view بیان فرمائیں گے۔ براہ کرم آپ مہربانی فرمائیں اور اس کے مطابق چلیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! سب رول تھری 74 کو پڑھیں۔

جناب چیئرمین، میں بھی سب رول تھری کی بات کر رہا ہوں۔

سید ذاکر حسین شاہ، میں بھی sub-rule 3 کی بات کر رہا ہوں میں rule 74 کا sub-rule 3 پڑھ کر سناتا ہوں۔

> سب رول (3)۔ اگر کسی مسودہ قانون کو پیش کرنے کی اجازت طلبی کی تحریک کی مخالفت کی جائے تو سپیکر اگر مناسب سمجھے تو اجازت طلب کرنے والے رکن یا اس کی مخالفت کرنے والے رکن یا وزیر کو مختصر توضیحی بیان دینے کی اجازت کے بعد بغیر مزید بحث مباحثہ کے سوال بغرض استصواب پیش کر سکتا ہے۔

اب ایوان میں جتنی بھی یہ روایت رہی ہے کہ اگر وزیر قانون مخالفت کریں تو سپیکر ہمیشہ رکن کو توضیحی بیان دینے کی اجازت دیتے ہیں' ایسا ایک بار بھی نہیں ہوا کہ اس رکن کو جس نے کوئی مسودہ قانون پیش کیا ہو اس کو توضیحی بیان دینے کی اجازت نہ دی گئی ہو اس سے پہلے کوئی ایک بھی مثال موجود نہیں۔

جناب چیرمین، آپ کی بات بجا ہے اس لیے تو میں نے یہ عرض کیا ہے کہ میں بحیثیت سپیکر آپ کو توضیحی بیان دینے کی اجازت دے رہا ہوں تو آپ اپنا بیان جاری فرمائیں' لیکن آپ ترمیم کو پڑھنے کا اصرار کر رہے تھے' تو اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ چونکہ وہ تمام متعلقہ ممبران صاحبان کو پہنچ چکی ہیں اس لیے اس کو پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ آپ توضیحی بیان فرمائیں اور اس کے جواب میں لاءمنسٹر صاحب اپنی بات کریں گے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! یہ پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس میں جو دوھرے دوھرے عہدے دیے گئے ہیں چیئرمین' وائس چیئرمین' منسٹر' چیف منسٹر' ایڈوائزر' یہ چیئرمین اور وائس چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل اور یونین کونسل کے عہدے نہیں رکھ سکتے اس لیے کہ خود ان ہی لوگوں نے ایکٹ تھری آف 1987ء میں ترمیم کی تھی کہ یہ عہدے نہیں رکھ سکتے اور اس وقت ان ہی کی حکومت تھی اب جب اس وقت ان کو ضرورت محسوس ہوئی چیئرمین اور وائس چیئرمین کو ادھر فٹ کرنا ہے جب ان کو ضرورت پیش آئی تو انھوں نے کہا کہ جناب یہ نہیں رکھ سکتے اور جب انھوں نے حالات بدلے ہوئے دیکھے تو پھر 22 دسمبر کو فوری طور پر رات کے 12 بجے یہ ترمیم کی کہ جناب اب وہ رکھ سکتے ہیں کیا اس وقت کے حالات 1987ء میں اور 1988ء میں ایک سال میں وہ کون سی قیامت آ گئی تھی پہلے تو یہ خود ہی پاس کرتے ہیں کہ جناب یہ نہیں رکھ سکتے ایکٹ تھری 1987ء میں کہتے ہیں کہ چیئرمین وزیر کا عہدہ نہیں رکھ سکتے اور پھر 22 دسمبر 1988ء کو خود یہ کہتے ہیں کہ اب رکھ سکتے ہیں۔

جناب والا! آئین کے آرٹیکل 223 میں دوھری رکنیت رکھنے کی مخالفت کی گئی ہے کہ کوئی رکن صوبائی اسمبلی قومی اسمبلی کا بیک وقت رکن نہیں بن سکتا۔ تو آئین کی سپرٹ اور روح کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر قومی اور صوبائی کی نشست بیک وقت نہیں رکھ سکتا تو یہ لوکل باڈیز کے دو منتخب عہدے' لوکل باڈیز میں بھی منتخب اور صوبائی اسمبلی میں بھی منتخب اور پھر دو profitable office منسٹر بھی وہی مراعات لے رہے ہیں۔ چیئرمین کی بھی وہی مراعات لے رہے ہیں' ایڈوائزر کی بھی وہی

مراعات لے رہے ہیں اور چیئرمین اور وائس چیئرمین کی بھی مراعات لے رہے ہیں یہ جو double benefit ہے یہ آئین کے تحت کوئی شخص دو منفعت بخش عہدے نہیں رکھا سکتا' یہ چیئرمین کا بھی عہدہ منفعت بخش ہے۔ یہ وزیر کا عہدہ بھی منفعت بخش ہے وائس چیئرمین' ایڈوائزر اور پارلیمانی سیکرٹری کے عہدے منفعت بخش ہیں۔ تو جناب والا! یہ مخصوص لوگوں کو اپنے ساتھ رکھنے کے لیے انھوں نے خود جو 1987ء میں قانون بنایا تھا یہ خود اس قانون کی ایک سال بعد خلاف ورزی کر رہے ہیں جس طرح آئین کے آرٹیکل 223 کے تحت صوبائی اسمبلی اور قومی اسمبلی دو نشستیں ایک شخص نہیں رکھ سکتا دو منفعت بخش عہدے ایک شخص نہیں رکھ سکتا۔ اس لیے یہ دو عہدے صوبائی منسٹرز صوبائی پارلیمانی سیکرٹری' یہ لوکل باڈیز کے چیئرمین' وائس چیئرمین کی نشستیں بھی نہیں رکھ سکتے۔ چنانچہ میری جناب کی خدمت میں یہ استدعا ہے کہ میری ترمیم کو قبول کیا جائے اور یہ جو دو عہدے رکھنے کا قانون ہے اس کو delete کیا جائے۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ جناب شاہ صاحب۔۔۔ جناب وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون، جناب والا! سید ذاکر حسین شاہ صاحب جو بل لے آئے ہیں یہ بہت دلچسپ بل ہے۔ اس میں یہ صوبہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ کو وزراء کو' سپیشل اسسٹنٹ کو اور ایڈوائزرز کو نکالنا چاہتے ہیں کہ ان کو دوہری ممبرشپ رکھنے کی اجازت نہ دی جائے لیکن ماشاء اللہ مرکزی وزراء وزیر اعظم ان کے بارے میں یہ چاہتے ہیں کہ ان کو اس قانون میں اجازت ہونی چاہیے ۔ جناب والا! ایم۔این۔اے بھی ہیں فیڈرل وزیر بھی ہیں جو چیئرمین بھی ہیں ایسی بات نہیں۔ قانون سب شہریوں کے لیے برابر کا ہوتا ہے۔ جناب والا! قومی اسمبلی لوکل گورنمنٹ کا کوئی قانون نہیں بنا سکتی وہ قانون ہم نے ہی بنانا ہوتا ہے ان کو اگر باہر کرنا ہے تو ہم ہی کریں گے پہلے جو 1987ء کا بل بنا تھا اس میں وہ بھی شامل تھے۔

جناب چیئرمین، میرے خیال میں اس وقت تک وزیر قانون یا کسی دیگر معزز رکن نے ایسی کوئی بات نہیں کی جو کہ تنازعہ کا موجب بنی ہو۔ کوئی تلخ بات نہیں ہوئی لیکن کسی نہ کسی جگہ پر اگر مرکزی حکومت کا حوالہ آ جاتا ہے یا مرکز میں صوبائی حکومت کا حوالہ آتا ہے تو اس میں اعتراض کی بات نہیں یقیناً وہ بات اچھی نہیں جو کسی کی دل شکنی کا موجب ہو یا کوئی ایسی تنازعہ بات کی جائے وہ یقیناً یہاں نہیں ہونی چاہیے۔ وزیر قانون اپنی بات جاری رکھیں۔

ملک محمد اسلم گرداسپوری، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ بجا ہے کہ یہاں کوئی ایسی بات وزیر قانون کی طرف سے نہیں ہوئی جو قابل اعتراض ہو اصل میں بات یہ ہے کہ جب پنجاب حکومت کی کوئی لاقانونیت ہم اس ہاؤس میں اجاگر کرتے ہیں اور اس کی اصلاح چاہتے ہیں اس کا جواب صرف مرکز پر ڈال کر پردہ پوشی کر دی جاتی ہے جو اس ہاؤس کے ساتھ انصاف نہیں۔ پنجاب کے عوام کے ساتھ انصاف نہیں۔ ہمارا کہنے کا مقصد یہ ہے جیسے سید ذاکر حسین شاہ کہہ رہے ہیں کہ اگر سنٹر میں ایسا ہے جب ہم یہاں کہتے ہیں تو وہاں بھی غلط ہے لیکن یہ کہہ کر چونکہ مرکز میں ہے ایک وزیر کے پاس وزارت بھی ہے اور وہ کونسل کا ممبر بھی ہے صحیح بات نہیں۔

جناب چیئرمین، میرے خیال میں یہ پوائنٹ آرڈر نہیں بنتا۔

ملک محمد اسلم گرداسپوری، میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اس بات پر ایک دفعہ فیصلہ ہو جائے یہ بہت ضروری ہے جناب والا! مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی لاقانونیت پنجاب میں ہو رہی ہے اس کو یہ کہہ کر رد نہیں کیا جا سکتا چونکہ یہ مرکز میں ایسا ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین، آپ کی بات اس انداز میں بجا ہے لیکن یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا ہے۔ آپ تشریف رکھیں ۔ وزیر قانون کو اپنی بات مکمل کرنے دیں۔ اس حوالے سے یہاں جو کچھ بھی ہوتا ہے اس کا ذکر اس انداز میں تو ہو سکتا ہے حوالے کے طور پر بات ہوسکتی ہے اور ہونی چاہیے لیکن ایسی کوئی بات جس سے کسی کی دل شکنی ہو دل آزاری ہو وہ نہیں ہونی چاہیے۔ یہی طے ہوا تھا اور ماشاء اللہ اس ہاؤس میں اس وقت تک عمل درآمد ہو رہا ہے اور آئندہ بھی ہمیں ایسی ہی توقع رکھنی چاہیے۔ وزیر قانون۔

وزیر قانون، جناب والا! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ موجودہ قانون کو ہمارے Opposition کے بھائی لاقانونیت کہہ رہے ہیں اور اپنی ترمیم کو قانون کا درجہ دے رہے ہیں۔ کسی بھی قانون میں finality نہیں ہوتی ہے۔ 1987 میں اس کی ضرورت محسوس کی گئی کہ دوہری ممبرشپ نہیں ہونی چاہیے اس وقت اسمبلی نے وہ قانون پاس کیا موجودہ اسمبلی نے یہ ضرورت محسوس کی جناب والا اگر عوام ایک آدمی کو ووٹ دیتے ہیں اس کو لوکل کونسل کا چیئرمین بھی بناتے ہیں ڈسٹرکٹ کونسل کا چیئرمین بھی بناتے ہیں ایم۔پی۔اے بھی بناتے ہیں اس پر اسمبلی کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے بلکہ یہ ایک زبردست عوامی مطالبہ تھا۔ یونین کونسل کا چیئرمین بننے کے لیے بھی آپ کو پتہ ہے کہ اتنی محنت

کرنی پڑتی ہے کہ بعض اوقات ایم۔پی۔اے کے الیکشن میں اتنی محنت نہیں کرنی پڑتی۔ بیک قلم قانون کے ساتھ ایک منتخب آدمی کو آپ ختم کر دیتے ہیں کہ نہیں چونکہ آپ کے پاس وزارت ہے اس لیے ہم آپ کو چیئرمین ضلع کونسل نہیں رہنے دیتے۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ یہ قانون جمہوریت کو مزید مستحکم کرنے کے لیے ہے جمہوریت کو مزید طاقتور بنانے کے لیے ہے اس قسم کا قانون ہماری سندھ کی اسمبلی نے بھی پاس کیا تھا اور وہاں پر بھی اس قسم کا قانون رائج ہے کہ دونوں سیٹ بیک وقت رکھ سکتے ہیں۔

جناب والا! ان الفاظ کے ساتھ اس بل کی مخالفت کرتا ہوں اور میں اس کو جمہوریت کش ترمیم سمجھتا ہوں اس کو کسی صورت میں پیش نہیں ہونا چاہیے۔

**ملک محمد اسلم گرداسپوری:** پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں دوبارہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھا رہوں ہوں میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں انھوں نے یہ کہا ہے کہ جمہوریت کش ترمیم ہے۔ وزیر قانون کو دوبارہ سمجھائیے کہ جمہوریت کا مقصد اختیارات کو بانٹنا ہوتا ہے زیادہ سے زیادہ انسانوں میں اختیارات کو تقسیم کر دینا جمہوریت ہے۔ آمریت کے نظام میں ایک ہی شخص کے پاس تمام اختیارات اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ یہی سب سے بڑا بنیادی تضاد جمہوریت اور آمریت میں ہے۔ براہ کرم آپ وزیر قانون کی اصلاح فرمائیں۔ میں پھر گزارش کروں گا کہ یہاں قانونی باتیں ہوں اس ایوان میں انصاف کے تقاضے پورے کیے جائیں۔ جمہوریت کی آج جو تشریح اس صوبے کے محترم وزیر قانون نے کی ہے یہ دنیا کی تاریخ میں جمہوریت کی ایسی تشریح نہیں ملے گی کہ ایک شخص کے پاس وزارت ہو ایک شخص ایم۔این۔اے ہو ایک شخص ایم۔پی۔اے ہو ایک شخص چیئرمین یونین کونسل ہو ایک شخص کوآپریٹو سوسائٹی کا چیئرمین ہو کبھی ایسا ہوا ہے؟ یہ آمریت کا نظام ہے ان کی وراثت میں نظام آمریت ہے جس سے یہ جمہوریت کی تشریح نہیں کرسکتے۔ یہ جمہوریت کی تشریح نہیں۔

**جناب چیئرمین:** جناب اسلم گرداسپوری صاحب' آپ تشریف رکھیں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں تھا آپ نے اپنے دل کی بات کہہ دی ہے اس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں تھا سید ذاکر حسین شاہ' اس سوال کو ایوان میں پیش کیا جائے۔

**سید ذاکر حسین شاہ:** جناب والا! اس پر رائے شماری کرائی جائے۔ اور فوری طور پر رائے شماری کرائی جائے۔

(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مسودہ قانون (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1989ء

پیش کرنے کی اجازت دی جائے"

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

آوازیں، آپ رائے شماری کرائیں۔

جناب چیئرمین، میں رائے شماری کراتا ہوں۔

(رائے شماری کے بعد تحریک منظور نہیں کی گئی)

آوازیں۔ تعداد بتائی جائے۔

جناب چیئرمین، میں تعداد بھی بتاتا ہوں۔ میں نے پہلے اپنی تسلی کر لی ہے اس کے بعد اپنے فیصلے کا اعلان کیا ہے۔ 31 ممبر اس قرارداد کے حق میں تھے اور 38 ممبر اس قرارداد کے حق میں نہ تھے۔ میں نے تسلی کرنے کے بعد اس فیصلے کا اعلان کیا تھا۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

ملک حاکمین خان، جناب سپیکر! میں تحریک التوائے کار پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ اسمبلی کی کارروائی معطل کر دیں۔ میری تحریک فوری نوعیت کی ہے لہذا آپ ترجیحی بنیادوں پر مجھے موقع دیں۔

## تحاریک التوائے کار

جناب چیئرمین، آپ تشریف رکھیں اور میری بات سنیں۔ محترم بھائی ' آپ نے جو سوال اٹھایا ہے کہ آپ کو تحریک التوائے کار پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔ اس سلسلے میں گزارش ہے کہ اس کے لیے طریق کار مقرر ہے ۔ آپ قواعد و ضوابط کے مطابق اپنی تحریک ایوان میں پیش کریں گے آپ اسمبلی سیکرٹریٹ میں دیں گے۔

ملک حاکمین خان، میں آپ کی خدمت میں انتہائی اہم بات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ مجھے تحریک پڑھنے کی اجازت دیں۔ جناب والا! یہ ملکی بقاء کا مسئلہ ہے آپ مجھے ترجیحی بنیادوں پر اجازت دیں۔ کوئی گنجائش نہیں۔ موجودہ ملکی حالات جس ڈگر پر جا رہے ہیں ' آپ اس کو کیوں اہمیت نہیں دیتے۔ آپ رولز اینڈ ریگولیشنز کی بات کرتے ہیں۔ میں ان سب چیزوں کو جانتا ہوں میری آپ سے درخواست ہے کہ

آپ مجھے تحریک پیش کرنے کی اجازت دیں۔ فوری طور پر اسمبلی کی کارروائی معطل کریں۔ میں تحریک پڑھنا چاہتا ہوں' آپ مجھے پڑھنے کا موقع دیں۔

(ملک حاکمین خان صاحب نے اپنی تحریک التوائے کار پڑھنی شروع کر دی)۔

جناب چیئرمین، آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو پڑھنے کی اجازت نہیں دیتا۔

(ملک حاکمین خان صاحب تحریک پڑھتے رہے)

محترم بھائی' آپ تشریف رکھیں۔ آرڈر پلیز (قطع کلامیاں --- شور)

جناب کیانی صاحب' میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ اپنے محترم ممبر صاحب کو سمجھائیں ۔ ملک صاحب' آپ ایک منٹ تشریف رکھیں ۔ محترم حاکمین صاحب' آپ تشریف رکھیں۔

**********

(ملک حاکمین صاحب نے تحریک پڑھ لی جو بے پناہ شور کے باعث سنی نہ جا سکی)۔

چودھری محمد فاروق، آپ کی اجازت کے بغیر ملک حاکمین صاحب نے جو تحریک پیش کی ہے---

ملک حاکمین خان، یہ ملک کی بقاء کا مسئلہ ہے۔ یہ جمہوریت کی خدمت ہے۔ خدارا' آپ انصاف کریں' ملک کے حالات کیا ہیں۔ دنیا جانتی ہے ملک کو نواز شریف سے بچایا جائے۔ کراچی میں کیسے حالات پیدا کیے جا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین، آپ تشریف رکھیں ۔ --- محترم بھائی' تشریف رکھیں ۔ میں ایک منٹ کے لیے آپ کا وقت لوں گا۔ بڑے افسوس کی بات ہے اور عموماً اس طرح کے واقعات اس معزز ایوان میں پیش آتے رہتے ہیں ۔ میں تو خیر اتنا تجربہ نہیں رکھتا۔ لیکن ایسے تمام ارکان جو ایک عرصے سے اس معزز ایوان کے ممبر چلے آتے ہیں' ان سے اس طرح کے سلوک کی کم از کم میں توقع نہیں کرتا۔ اور پھر یہ ہے کہ اس طرح کی کارروائی سے اس ایوان کا وقار ہمیشہ مجروح ہوا ہے۔ میں محترم جناب قائد حزب اختلاف جناب رانا صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ براہ مہربانی اپنے معزز ارکان کی خدمت میں میری طرف سے یہ گزارش کریں کہ وہ قواعد و ضوابط کے مطابق اس ہاؤس کو چلنے دیں او ساتھ ہی ساتھ اس وقت چونکہ جناب لاءمنسٹر قائد ایوان کی حیثیت سے یہاں پر موجود ہیں' میں ان سے بھی یہ توقع کرتا ہوں کہ براہ مہربانی ایوان کو قواعد و ضوابط کے مطابق مجھے چلانے کی اجازت دیں۔ اس طرح سے لابی میں موجود ہمارے دوست جب ہماری اس طرح کی کارروائی کو دیکھتے ہیں تو وہ یہاں سے ہمارے

***** (بحکم جناب سپیکر کارروائی سے حذف کیا گیا)۔

متعلق کیا تصور لے کر جاتے ہیں اور جب یہ کارروائی اخبارات میں شہ سرخیوں کے ساتھ چھپتی ہے تو پھر ہمارے متعلق قوم کس انداز میں سوچتی ہے۔ بڑی مشکل سے جمہوریت بحال ہوئی ہے' بڑی کوششوں سے یہ جمہوریت بحال ہوئی ہے۔ میں تمام دوستوں کی خدمت میں بڑے ادب کے ساتھ گزارش کرتا ہوں کہ براہ مہربانی اس ہاؤس کو قواعد و ضوابط کے مطابق چلنے کی اجازت دی جائے اور اس طرح کے واقعات سے کوئی مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ تو میں ان الفاظ کے ساتھ اس وقت تک محترم بھائی نے جو کچھ یہاں فرمایا ہے اس کو اجلاس کی کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ اور توقع کرتا ہوں کہ تمام ممبر صاحبان میرے ساتھ تعاون فرمائیں گے اور آئندہ اس طرح کی کارروائی عمل میں نہیں لائی جائے گی۔

جناب شاہ صاحب' آپ کی بات پر تو فیصلہ ہو چکا ہے۔ ہم اگلی کارروائی لیتے ہیں۔ (مداخلت)۔ دیکھیے' آج پرائیویٹ ممبرز کا دن ہے وقت ضائع ہو جائے گا اور آپ کے تمام بل ویسے رہ جائیں گے۔ اس لیے بہتر ہے کہ آپ براہ مہربانی تشریف رکھیں اور اس ایوان کو چلنے دیں۔

**سید ذاکر حسین:** جناب سپیکر! ہمارے اراکین کی تعداد 35 تھی اور آپ نے 31 کا اعلان کیا ہمارے ارکان کی تعداد جس وقت رائے شماری ہوئی اس وقت 33 تھے اور ان کی تعداد 37 تھی آپ نے ان کی تعداد 38 بتائی ہے۔ اور ہماری 31 بتائی یہ تصحیح کر لی جائے۔

**جناب چیئرمین:** شاہ صاحب' آپ کی بڑی مہربانی۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ گزارش یہ ہے کہ سیکرٹری صاحب نے گنتی کی ہے اس کے بعد میں نے اس کی تسلی کی یہ تو ہو سکتا ہے کہ کوئی ممبر یہاں سے چلا گیا ہو اور ادھر آ گیا ہو یہ غلطی ہو سکتی ہے۔ میں آپ کی اس بات کو رد نہیں کرتا جس وقت گنتی کی گئی تھی اس وقت آپ کے ممبران کی تعداد 31 تھی اور ان کے ممبران کی تعداد 38 تھی یہ غلطی ہوسکتی ہے ممبر آتے اور جاتے رہتے ہیں اس لیے آپ کو یہ چیز تسلیم کر لینا چاہیے۔ اگلا مسودہ پیش کیا جائے۔

**میاں محمود الرشید:** جناب والا! میرا مسودہ قانون نمبر 2 پر تھا میں چند منٹوں کے لیے ایوان سے باہر گیا تھا تو مجھے اسے پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

**سید ذاکر حسین:** جناب والا! فاضل رکن کا نام پکارا گیا اور وہ ایوان میں موجود نہیں تھے اب ان کی باری اگلے منگل کو آئے گی ایسا نہیں کہ جس وقت ان کا دل چاہے اسے ٹیک اپ کر لیا جائے۔ اب نمبر

3 ٹیک اپ ہو چکا ہے اس لیے نمبر 2 لینے کی ایوان کی کوئی روایت نہیں اس لیے ان کو پیش کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔

**جناب چیئرمین:** شاہ صاحب، آپ کی بات بجا ہے۔ میاں صاحب اگر کوئی رول ہے تو آپ اس کی support میں پیش کریں۔ لیکن شاہ صاحب کی بات صحیح ہے۔

**میاں محمود الرشید:** یہ آپ کی مرضی ہے اگر آپ اجازت دیں۔

**جناب چیئرمین:** خالد لطیف کاردار۔

**چودھری محمد وصی ظفر:** اس کو pending کر لیا جائے۔

**جناب چیئرمین:** اس کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی بھی خالد لطیف کاردار کی ہے اس کو بھی pending کیا جاتا ہے۔

## قراردادیں

## (مفاد عامہ سے متعلق)

**جناب چیئرمین:** اب مفاد عامہ کے متعلق قراردادیں پیش ہوں گی۔

**چودھری محمد وصی ظفر:** جناب والا! یہ ایک قرارداد کراچی کے حالات کے بارے میں ہے اور اس ضمن میں لاءمنسٹر صاحب سے بھی بات کی اور جناب سپیکر صاحب سے بھی بات کی ہے کہ اس قرارداد کو out of turn لے لیا جائے۔ یہ مشترکہ قرارداد ہے۔

**جناب چیئرمین:** لاءمنسٹر صاحب، آپ نے یہ قرارداد دیکھ لی ہے۔

**وزیر قانون:** جناب والا! یہ وصی ظفر اور محمود الرشید صاحب کی مشترکہ قرارداد ہے اس کو out of turn لے لیا جائے۔

**جناب چیئرمین:** کیا ایوان اس کی اجازت دیتا ہے۔

(تحریک منظور ہوئی)

## کراچی کے مظلوم عوام کے وحشیانہ قتل کی مذمت

**چودھری محمد وصی ظفر:** جناب والا!

"یہ ایوان کراچی میں پیدا شدہ صورت حال پر شدید دکھ کا اظہار کرتا ہے اور بے گناہ

مظلوم عوام کے وحشیانہ قتل عام پر شدید مذمت کرتا ہے یہ ایوان اس بات کی توقع کرتا ہے کہ لوگوں کی جان و مال کے تحفظ کے لیے حکومت سندھ تمام سیاسی سماجی اور فلاحی تنظیموں کو اعتماد میں لے وہ تمام بھی ہر طرح کے اختلافات سے بالا تر ہو کر حکومت سندھ سے تعاون کریں تاکہ شہریوں کے جان و مال کا تحفظ ہو سکے۔"

جناب چیئرمین، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! اس پر اظہار خیال کا موقع دیا جائے۔

جناب چیئرمین، بات یہ ہے کہ جو بات متفقہ طور پر طے پائی اس کو ہمیں follow کرنا چاہیے کیونکہ یہ قرارداد متفقہ طور پر پاس ہوئی ہے اس قرارداد کے متعلق تمام اراکین متفق ہیں۔ اگر بولیں گے تو پھر محمود الرشید صاحب بھی بولیں گے جس بات پر تمام ہاؤس متفق ہے اس کو زیر بحث لانا میرے خیال میں مناسب نہیں۔ اس لحاظ سے اس قرارداد کو پڑھتا ہوں۔

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ۔

"یہ ایوان کراچی میں پیدا شدہ صورت حال پر شدید دکھ کا اظہار کرتا ہے اور بے گناہ مظلوم عوام کے وحشیانہ قتل عام پر شدید مذمت کرتا ہے یہ ایوان اس بات کی توقع کرتا ہے کہ لوگوں کی جان و مال کے تحفظ کے لیے حکومت سندھ تمام سیاسی سماجی اور فلاحی تنظیموں کو اعتماد میں لے وہ تمام بھی ہر طرح کے اختلافات سے بالا تر ہو کر حکومت سندھ سے تعاون کریں تاکہ شہریوں کے جان و مال کا تحفظ ہو سکے۔"

(قرارداد اتفاق رائے سے منظور ہوئی)

راجہ محمد خالد، جناب والا! پی پی پی کے ایک رکن نے اس کی مخالفت کی ہے ان کا نام اخبار میں آ جائے۔

جناب چیئرمین، رائے صاحب نے اس کی وضاحت فرما دی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے مخالفت نہیں کی اس لیے یہ قرارداد متفقہ طور پر پاس کی جاتی ہے۔

رانا محمد اکرام ربانی، جناب والا! چیئر کی طرف سے جب کوئی موشن ووٹنگ کے لیے پیش کی جاتی

ہے۔ چیئر کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے جو صاحبان اس کے حق میں ہیں اور اس ایوان میں اس کی support میں کھڑے ہو جاتے ہیں یہاں خواتین موجود ہیں انھوں نے ووٹ بھی دیا ہے لیکن ان کی گنتی نہیں ہوئی اس لیے یہ کہنا جو معزز اراکین درست ہے۔

جناب چیئرمین، آپ کی بات بجا ہے۔

## گرلز کالجوں میں خواتین انسٹرکٹرز کا تقرر

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں۔

"کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ ملک کے گرلز کالجوں میں N.C.C. کی ٹریننگ کے لیے مرد انسٹرکٹروں کی بجائے خواتین انسٹرکٹرز مقرر کی جائیں۔"

جناب چیئرمین، قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

"کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ ملک کے گرلز کالجوں میں N.C.C. کی ٹریننگ کے لیے مرد انسٹرکٹروں کی بجائے خواتین انسٹرکٹرز مقرر کی جائیں۔"

(قرارداد بااتفاق رائے منظور کی گئی)

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب والا! ہم اس قرارداد کو ہاؤس میں پاس نہیں ہونے دیں گے یعنی جن غریبوں کو وہاں نوکری ملتی ہے تو مولانا صاحب ان کے خلاف یعنی اپنے ہم جنسوں کے خلاف قرارداد پاس کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین، وینس صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب والا! ہماری بہنیں یہاں پر تھوڑی ہیں اور ہم زیادہ ہیں ہم اپنے خلاف خود قرارداد پیش کر رہے ہیں اور پاس کر رہے ہیں میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ایسا نہیں ہو سکتا۔

## مرکز اور پنجاب کے درمیان محاذ آرائی کا خاتمہ

**جناب چیئرمین:** اگلی قرارداد عبدالقادر شاہین صاحب کی ہے جی شاہین صاحب۔

**جناب عبدالقادر شاہین:** جناب والا! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں۔

"کہ یہ ایوان حکومت پنجاب اور مرکزی حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ پاکستان کی بقا اور سلامتی کے پیش نظر مرکز اور صوبہ پنجاب کے درمیان محاذ آرائی فوری طور پر ختم کی جائے۔"

**وزیر قانون:** جناب والا! اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کی support میں کچھ بولنا چاہتا ہوں۔

(قطع کلامیاں)

**وزیر قانون:** جناب والا! ٹھیک ہے اگر اس کے حق میں میرا بولنا یہ پسند نہیں کرتے تو اس قرارداد کو اسی طرح پاس کر دیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

**جناب چیئرمین:** میرے خیال میں بات یہ ہے کہ جناب عبدالقادر شاہین صاحب نے بھی اس قرارداد کے پیش کرنے پر ہی اکتفا کیا ہے۔ وہ میرے خیال میں اس بات کے پیش نظر کہ ہاؤس میں کوئی تلخی پیدا نہ ہو اور انھوں نے قرارداد پیش کرنے پر اکتفا کیا ہے تو میں وزیر قانون صاحب سے یہی گزارش کروں گا اس میں تمام قوم متفق ہے تمام معزز اراکین اس پر متفق ہیں کسی کو اس پر اختلاف نہیں۔ اگر کوئی اختلاف ہے تو دوسرے انداز میں ہے لیکن اس بات پر کسی کو اختلاف نہیں۔ اس لیے میں یہ قرارداد ہاؤس کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

"کہ یہ ایوان حکومت پنجاب اور مرکزی حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ پاکستان کی بقا اور سلامتی کے پیش نظر مرکز اور صوبہ پنجاب کے درمیان محاذ آرائی فوری طور پر ختم کی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور کی گئی)

**جناب علی اکبر مظہر وینس:** جناب والا! قرارداد بہت اچھی ہے لیکن اس سے میرے بہت سے بھائیوں کے مفاد مجروح ہو جائیں گے یہاں میرے کئی بھائی بیٹھے ہوئے ہیں وہ بالکل فارغ ہو جائیں گے قرارداد بہت اچھی ہے۔ ---------- (قطع کلامیاں)

**جناب چیئرمین:** شکریہ۔ محترم بھائی تشریف رکھیں۔

چودھری محمد فاروق، جناب والا! علی اکبر مظہر وینس صاحب ایک نئے فارورڈ بلاک کی بنیاد رکھنا چاہتے ہیں۔

جناب چیئرمین، آپ تشریف رکھیں۔ اگلی قرارداد علی اکبر مظہر وینس صاحب کی طرف سے ہے۔ جی جناب وینس صاحب۔

## آئینی تقاضوں کی تکمیل کے لیے انتظامیہ کی عدلیہ سے علیحدگی

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں۔

"کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت انتظامیہ کو عدلیہ سے فی الفور علیحدہ کر کے آئینی تقاضے پورے کرے۔"

جناب والا! اس کو بھی متفقہ طور پر پاس کر لیا جائے۔۔۔۔۔۔(قطع کلامیاں)۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین، تو یہ قرارداد پیش کی گئی ہے ۔۔۔(قطع کلامیاں)۔۔۔۔ جی لاءمنسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب والا! یہ چاہتے ہیں کہ یہ قرارداد پاس نہ ہو۔

چودھری محمد اعظم چیمہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ ۔۔۔۔۔(قطع کلامیاں)۔۔۔۔

جناب چیئرمین، جناب چیمہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔۔۔(قطع کلامیاں)۔۔۔۔

میاں محمود الحسن ڈار، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! آپ کی اجازت سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین، آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی بہت مہربانی۔ جی جناب چیمہ صاحب۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! وینس صاحب نے بڑی اچھی قرارداد پیش کی ہے۔ میری طرف سے ایک ترمیم ایزاد کیجیے۔ "کہ وفاقی حکومت اس نیک مقصد کے لیے فوری طور پر فنڈ مہیا کرے اور جونہی فنڈ مہیا کریں، صوبائی حکومت فوری طور پر اس پر غور کرے۔"

جناب چیئرمین، چیمہ صاحب، آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ ترمیم دینا چاہتے ہیں تو اس کے لیے اجازت نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! مجھے ترمیم پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین، آپ تشریف رکھیں۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب والا! جناب چیمہ صاحب کی ترمیم اس میں شامل کر لی جائے۔

**چودھری محمد اعظم چیمہ،** جناب والا! یہ آپ کے نوٹس میں آ گئی ہے میں اس ضمن میں ایک ترمیم پیش کرنا چاہتا ہوں اور Rule suspend کر کے مجھے پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

**جناب چیئرمین،** گزارش یہ ہے کہ جیسا کہ میں نے محسوس کیا ہے کہ لاءمنسٹر صاحب اور اپوزیشن کے اراکین کے درمیان آج بڑی گپ شپ ہو رہی ہے تو میرے خیال میں اس ماحول کو برقرار رکھنے کے لیے قواعد و ضوابط suspend کرنا مناسب نہیں ہو گا۔ اس لیے کہ اس خوبصورت ماحول کو میں کسی صورت میں بھی سبوتاژ ہوتا ہوا نہیں دیکھ سکتا اور تمام صاحبان کی یہ خواہش ہے کہ اس ماحول کو برقرار رکھا جائے اس لیے جناب چیمہ صاحب' آپ تشریف رکھیں۔

**چودھری محمد اعظم چیمہ،** جناب والا! میں دوبارہ پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتا ہوں۔

**جناب چیئرمین،** آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

**چودھری محمد اعظم چیمہ،** جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ عالیجاہ یہ قرارداد پاس بھی ہو جائے۔ سارا مسئلہ ہو جائے جب تک مرکزی حکومت فنڈ نہیں دے گی صوبائی حکومت اس بات پر کیسے عمل درآمد کرے گی۔

**جناب چیئرمین،** چیمہ صاحب' آپ تشریف رکھیں۔ میں رولنگ دے چکا ہوں۔۔۔۔ وینس صاحب' آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کی قرارداد پڑھنے لگا ہوں آپ اس میں رکاوٹ ڈال رہے ہیں۔ پلیز تشریف رکھیں۔ تو علی اکبر مظہر وینس صاحب کی طرف سے یہ قرارداد آئی۔

"کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت انتظامیہ کو عدلیہ سے
فی الفور علیحدہ کر کے آئینی تقاضے پورے کرے۔"

(تحریک بااتفاق رائے منظور ہوئی)

**جناب علی اکبر مظہر وینس،** جناب والا! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

**جناب چیئرمین،** اگلی قرارداد جناب جاوید محمود گھمن صاحب کی طرف سے ہے۔ جی گھمن صاحب۔

**جناب جاوید محمود گھمن،** جناب والا! آپ کی اجازت سے میں ایک بڑی اہم قرارداد پیش کر رہا ہوں اور میرا خیال ہے کہ اس قرارداد سے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اور نہ ہی دوسری طرف بیٹھے ہوئے بھائیوں کو اس پر اعتراض ہونا چاہیے۔

# ضلع سیالکوٹ کی دو اضلاع میں تقسیم

جناب چیئرمین، گھمن صاحب' اپنی قرارداد پڑھیے۔

جناب جاوید محمود گھمن، جناب والا! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں۔

" کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ پانچ تحصیلوں پر مشتمل ضلع سیالکوٹ جو رقبہ اور آبادی کے لحاظ سے صوبہ پنجاب کا سب سے بڑا ضلع ہے اسے انتظامی لحاظ سے دو ضلعوں میں تقسیم کر دیا جائے۔"

جناب عالی! سیالکوٹ وہ ضلع ہے جو کہ پاکستان بننے سے پہلے صرف چار تحصیلوں پر مشتمل تھا۔

جناب چیئرمین، گھمن صاحب' ایک منٹ تشریف رکھیں۔ جناب لاہنسر صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں اس تحریک کو oppose کروں گا۔

جناب چیئرمین، ایسا ہے کہ اب گھمن صاحب آپ کے بات کرنے سے پہلے میں صرف اتنی گزارش کروں گا کہ آج جس طرح کا ماحول ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسی کوئی بات نہیں ہونی چاہیے کہ جس سے کسی کی دل آزاری ہو۔ تو میں آپ دونوں طرف کے دوستوں سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ اس ماحول کو برقرار رکھا جائے۔ جناب گھمن صاحب' اپنی قرارداد کے حق میں مختصراً اپنا بیان فرمائیں۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب والا! جناب وزیر قانون نے ہماری اس قرارداد کی مخالفت کر کے ہمارا دل دکھایا ہے۔

جناب جاوید گھمن، جناب والا! سیالکوٹ وہ واحد ضلع ہے جس میں لیڈر کے نام پر تو بڑے بڑے لیڈر پیدا ہوئے لیکن انھوں نے سیالکوٹ کے مفاد کا کبھی بھی کوئی خیال نہیں رکھا۔ صرف اپنی سیاست کو چمکانے کے لیے صرف اپنی سیاست کو آگے بڑھانے کے لیے وہ سیالکوٹ کے نام پر دھبہ ہیں اس وقت اس ایوان میں میں نے جو قرارداد پیش کی ہے اس ایوان میں ضلع سیالکوٹ کے جتنے ممبران بیٹھے ہوئے ہیں ان سے بھی رائے لے لی جاتی یہ زیادہ بہتر ہوتا بہرحال وزیر قانون صاحب نے یہ نہیں کیا۔ اس کے بعد میری اس کے متعلق صرف اتنی عرض ہے کہ ضلع سیالکوٹ پاکستان بننے سے پہلے چار تحصیلوں پر مشتمل تھا۔ پاکستان بننے کے بعد ضلع سیالکوٹ کی تحصیل جو گورداس پور کا ایک حصہ تھی اس کو سیالکوٹ کے ساتھ شامل کر دیا گیا اور اسے انتظامی لحاظ سے وقتی طور پر شامل کیا گیا تھا کیونکہ جب پاکستان اپنے مضبوط پاؤں پر کھڑا ہو جائے گا اس وقت اس ضلع کو دو حصوں میں تقسیم کر

دیا جائے گا آج پنجاب میں تیس ضلعے پیدا ہو چکے ہیں پنجاب میں خوشاب، ٹوبہ ٹیک سنگھ، چکوال، بھکر اور یہ اور جو ایسے دوسرے ضلعے قائم ہوئے ہیں میں ان کی مخالفت نہیں کرتا یہ ضلعے بہت چھوٹی چھوٹی یونٹوں پر قائم ہیں اور مالی لحاظ سے بھی ان کے اس ضلع کے لحاظ سے بہت کم فنڈ ہیں تو جناب والا! میں دوبارہ وزیر قانون صاحب سے گزارش کروں گا کہ سیاست تو وقتی ہوتی ہے یہ ایک منٹ کے لیے تعصب کو دور ہٹا کر صرف ایمانداری سے سوچیں اور یہ دیکھیں کہ آیا یہ ضلع جو ایک کونے سے لے کر دوسرے کونے تک تقریباً سو، ڈیڑھ سو میل بنتا ہے اور جس کی تحصیلیں صرف دوری کی وجہ سے پسماندہ رہ رہی ہیں اور شکرگڑھ اور نارووال تو انتہائی پسماندہ رہ گئی ہیں اور وہ ضلع جو کہ سارے کا سارا بارڈر پر ہے جہاں پر کہ اگر چھوٹی سی بھی کوئی بات ہو جائے دور سے اسے کنٹرول کرنا انتہائی مشکل ہوتا ہے۔ defence point of view کے لحاظ سے اور لوگوں کی فلاح و بہبود کے لحاظ سے بھی اسے کنٹرول کرنا مشکل ہو جاتا ہے تو جناب والا! براہ مہربانی تعصب کو چھوڑ کر اس ضلع کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے۔ شکریہ۔

**جناب محمد لطیف مغل،** جناب والا! میں اس بارے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

**جناب چیئرمین:** میرے خیال میں پہلے وزیر قانون صاحب کا point of view لے لیا جائے اس کے بعد آپ کو خیالات کے اظہار کا موقع فراہم کیا جائے گا۔

**جناب جاوید محمود گھمن ،** جناب والا! میری ایک بات رہ گئی تھی کہ اب جبکہ ساہیوال کی تحصیل پاکپتن کو ایک ضلع بنا دیا گیا ہے اور جس کے فنڈز بھی کوئی نہیں جسے خالصتاً سیاسی بنیادوں پر بنایا گیا ہے اگر جناب والا پیروں کے نام پر ہی بنانا ہے تو وہاں پر بھی بڑے بڑے پیر ہیں۔ نارووال میں بھی بڑے بڑے پیر ہیں جیسے چن پیر صاحب ہیں ان کے والد وہاں ہیں۔ چن پیر صاحب ایم۔پی۔اے ہیں وہاں بھی وہ دعا مانگیں گے پیروں کے نام پر ہی بنانا ہے تو نارووال یا شکرگڑھ کو ضلع بنا دیا جائے۔

**جناب محمد لطیف مغل،** جناب والا۔۔۔۔۔۔

**جناب چیئرمین،** میں آپ کی بات سمجھ چکا ہوں آپ ایک منٹ کے لیے تشریف رکھیں آپ کو بات کرنے کا موقع دیا جائے گا۔

جناب جاوید گھمن صاحب، میں آپ کو یہ یاد دلانا چاہتا ہوں اور آپ کی خدمت میں گزارش

کرتا ہوں کہ آپ نے بہت اچھی باتیں کی ہیں اور جو کچھ بھی فرمایا ہے آپ نے اس قرارداد سے متعلقہ فرمایا ہے لیکن اس میں تھوڑی سی احتیاط کی ضرورت ہے آخر میں آپ ادھر ادھر دیکھ رہے تھے براہ مہربانی آپ اس خوبصورت ماحول کو برقرار رکھیں۔۔۔۔

جناب جاوید محمود گھمن، جناب والا! میں ان کی تعریف کرتا ہوں وہ میرے بھائی ہیں۔

جناب چیئرمین، آپ تشریف رکھیں۔ اصل بات تو یہ ہے کہ چونکہ یہ قرارداد ضلع سیالکوٹ سے متعلق ہے اس لیے وزیر قانون کے بات کرنے سے پہلے میں چاہوں گا کہ سیالکوٹ کے معزز اراکین اس پر مختصراً اپنے اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں لیکن۔۔۔۔۔

جناب محمد لطیف مغل، جناب والا! میں آپ کی خدمت میں صرف یہ عرض کروں گا کہ یہ ضروری نہیں کہ اگر ایم۔پی۔اے کوئی قرارداد پیش کرے اور وہ عوام کے فائدے اور نقصان کو نہ دیکھے۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین، آپ تشریف رکھیں۔ گزارش یہ ہے میری بات سنیں۔ ایک منٹ کے لیے میری بات سن لیں۔ اس کے بعد آپ جو کچھ کہنا چاہیں کہیں۔

گزارش یہ ہے کہ اس میں کوئی پابندی نہیں۔ چونکہ یہ قرارداد اس ایوان کی ملکیت ہے اس لیے اس پر تمام معزز اراکین اپنی اپنی بات کر سکتے ہیں لیکن جیسے کہ میں نے عرض کیا ہے اس پر صرف سیالکوٹ سے تعلق رکھنے والے اراکین بات کریں گے تو یہ مناسب اس لیے ہو گا کہ اس میں کوئی تلخی کی بات نہیں ہو گی اگر اس debate کو ہم کھلا چھوڑ دیتے ہیں تو پھر سارے معزز اراکین جو حزب اختلاف سے تعلق رکھتے ہیں وہ بھی بات کرنا شروع کر دیں گے تو میری گزارش یہ ہے کہ پہلے سیالکوٹ سے تعلق رکھنے والے بھائی بات کرلیں اور اس کے بعد اگر کوئی بات رہ جاتی ہے تو میں اپنی صوابدید کے مطابق آپ کو موقع دوں گا اس لیے میں اپنے تمام دوستوں سے یہ استدعا کروں گا کہ اس قرارداد کو متنازع نہ بنائیں۔ وزیر قانون حکومت کا تفصیلی نقطہ نظر پیش کریں گے تو اس لحاظ سے پہلے میں سیالکوٹ سے تعلق رکھنے والے دوستوں کی خدمت میں عرض کروں گا۔

جناب محمد لطیف مغل، جناب والا! ابھی چند دن ہوئے کہ ضلع ساہیوال کے حصے کو کاٹ کر ضلع پاکپتن بنایا گیا جناب والا! میں اس بارے میں ضرور بات کروں گا کہ اس کی اہمیت کیا ہے اب یہ چاہتے ہیں کہ سیالکوٹ کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے اس کے بعد اگر سیالکوٹ کے ایم۔پی۔اے صاحبان بات کرنا چاہتے ہیں تو وہ بات کریں لیکن میں اس بارے میں ضرور بات کروں گا۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد لطیف مغل: یہ ضروری نہیں کہ ایم پی۔اے کے کہنے پر یا پانچ ایم۔پی۔اے صاحبان کے کہنے پر ضلع کو توڑ دیا جائے یا اور ضلعے یا اور تحصیلیں بنا دی جائیں۔۔۔

جناب محمد لطیف گھمن: جناب والا۔۔۔

جناب محمد لطیف مغل: جناب چیئرمین! آپ پہلے ہماری بات سنیں اس کے بعد ان کی بات کریں۔

جناب چیئرمین: گھمن صاحب' آپ براہ مہربانی تشریف رکھیں۔

جناب محمد لطیف مغل: جناب والا! اگر یہ ضلع بنتا ہے تو بنائیں۔

جناب جاوید محمود گھمن: جناب والا! میں عرض کرتا ہوں۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد اسلم گورداس پوری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! آپ انتہائی عمدگی کے ساتھ کے ساتھ آج اس ایوان کو برقرار کیے ہوئے ہیں اور پہلے بھی بہت اچھی کارروائی ہوتی رہی ہے لیکن میں آج اسے مثالی کہتا ہوں جو کارروائی اب تک ہوئی میں وزیر موصوف کی جو بھی بات ہے آپ کے ساتھ جو تقریر کی جا رہی ہے اس کو میں آپ کے conduct میں مداخلت سمجھتا ہوں جب آپ فرما چکے ہیں کہ اس ضلع سے متعلقہ لوگ پہلے بات کریں اس کے بارے میں جو کچھ کہنا چاہیں وہ آپ کی اجازت سے کہہ سکتے ہیں آپ کے conduct کی مداخلت کو بند کیا جائے۔

جناب چیئرمین: بہت' بہت مہربانی۔ بجا ہے لیکن میں نے صرف اپنی رائے ظاہر کی تھی۔ فیصلہ نہیں دیا تھا۔ فیصلہ تو ایوان نے کرنا ہے کہ اس پر ہمیں کیا کرنا ہے۔ تو میری تو یہ ایک رائے تھی کہ اگر اس پر کوئی بھی معزز رکن بات کرنا چاہتا ہے وہ قواعد و ضوابط کے مطابق کر سکتا ہے لیکن اس کے لیے پھر ہمیں وقت مقرر کرنا پڑے گا کہ ایک معزز رکن کتنا وقت لے گا تاکہ اس پر پابندی کو برقرار رکھا جا سکے۔ اس لیے یہ میری گزارش تھی کہ اگر دو ممبر ادھر سے اور دو ممبر ادھر سے مختصراً اپنی اپنی بات کر لیں اس کے بعد جناب وزیر قانون حکومت کا نقطہ نظر پیش کریں گے اس کے بعد اس قرارداد کو ایوان میں پیش کیا جائے گا تو میری گزارش یہ ہو گی اس طرف سے جو دو معزز ارکان بات کرنا چاہتے ہیں اور اس طرف سے بھی جو دو معزز اراکین بات کرنا چاہتے ہیں اس کے بعد وزیر قانون

صاحب بات کریں گے۔

جناب مجتبیٰ حیدر شیرازی، جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین، پہلے آپ دونوں آپس میں طے کر لیں۔

رانا اکرام ربانی، جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے ایک مختصر سی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے بعد میری ایک قرارداد ہاؤس کے سامنے ہے میں نے کئی دفعہ یہ قرارداد پیش کی ہے اور ہر دفعہ یہ وقت کی کمی کے پیش نظر discussion میں نہیں آئی۔ یہ غیر متنازعہ ہے میں آپ کی وساطت سے اپنے بھائیوں سے گزارش کرتا ہوں کہ اگر اس پر بھی discussion کر لی جائے تو مہربانی ہو گی۔

جناب چیئرمین، محترم بھائی بات یہ ہے کہ اگر یہ قرارداد پیش ہو چکی ہوتی تو پھر یہ ہاؤس کے سامنے لائی جا سکتی تھی لیکن ایک قرارداد under discussion آ چکی ہے تو اس کو dispose ہو لینے دیں ابھی بہت ٹائم ہے۔ اگر ہاؤس اس پرامن طریقے سے چلتا رہا تو میرا خیال ہے کہ ابھی ایک گھنٹہ باقی ہے پھر ہمارا تمام بزنس ختم ہو جائے گا۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب نذرحسین کیانی، جناب چیئرمین! میں ایک عرض کرنی چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین، جناب کیانی صاحب۔

جناب نذرحسین کیانی، آپ نے جو فیصلہ فرمایا ہے یہ بہت اچھا ہے جو متعلقہ لوگ سیالکوٹ سے ہیں' اس جانب سے بھی دو سیالکوٹ کے ایم۔پی۔اے اس جانب سے بھی دو سیالکوٹ کے ایم۔پی۔اے اس پر گفتگو کر لیں۔ یہ مناسب رہے گا آخری میری عرض یہ ہے کہ آج ہمیں یہ سمجھ میں آ گیا ہے کہ آپ کو وزیر کیوں نہیں بنایا جا رہا۔

جناب چیئرمین: جناب کیانی صاحب' گزارش یہ ہے کہ قواعد و ضوابط کے مطابق کسی بھی حلقے کو محدود نہیں کیا جا سکتا کہ فلاں صاحبان بولیں گے اور فلاں صاحبان نہیں بولیں گے۔ اس لیے میری گزارش یہ ہے کہ میں جناب لاءمنسٹر صاحب سے تعاون چاہوں گا اور آپ کی طرف سے بھی میں تعاون چاہوں گا کہ آپ اپنی طرف سے دو ممبر نامزد کر دیں جن کو آپ کرنا چاہتے ہیں چاہے سیالکوٹ سے ان کا تعلق ہو چاہے وہ باہر سے ہوں تو وہ دو صاحبان بات کر لیں۔ ادھر سے لاءمنسٹر صاحب consult کر لیں گے کہ کون سے دو صاحبان بات کرنا چاہیں گے اس کے بعد لاءمنسٹر صاحب اپنا point of view پیش کریں گے تو جناب کیانی صاحب آپ کی طرف سے کون کون بات کریں گے۔

ملک امان اللہ خان، جناب والا! صرف سیالکوٹ کے ممبر کو اس پر اظہار خیال کا موقع دیا جائے۔ میری گزارش سن لیں۔ بات یہ ہے کہ سیالکوٹ کے اکثر ممبروں کا الیکشن میں ایک نعرہ تھا کہ سیالکوٹ کو دو ضلعوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ اب وہ حضرات کسی پریشر کے تحت نہیں بولیں گے۔ ہم چاہتے ہیں کہ وہ سٹیج پر آ کر سیالکوٹ کی نمائندگی کریں کہ دوضلعوں کی ضرورت ہے یا نہیں۔ وہ پانچ سات آدمی ہیں انھیں ایک' ایک منٹ دے دیں۔ ایک ' ایک منٹ میں ہماری رائے ہی لے لیں کہ ایسا ہونا چاہیے یا نہیں ہونا چاہیے۔

سید مجتبیٰ حیدر شیرازی، جناب مجھے اجازت ہے؟

جناب چیئرمین، ایک منٹ کے لیے آپ تشریف رکھیں۔ میری بات سنیں۔ اب دیکھیں گزارش یہ ہے کہ اس میں پابندی نہیں ہے دس منٹ تک ہرمعزز رکن اس پر بات کر سکتا ہے لیکن گزارش یہ ہے کہ اب ایک بج چکا ہے اور پھر اس کے بعد ایک قرارداد بچتی ہے اور وہ بھی چاہتے ہیں کہ dispose of ہو جائے اس لیے بہتر یہی ہے کہ جو میں نے پہلے گزارش کی ہے اگر تمام دوست اس سے متفق ہو جائیں تو وہ مناسب بات ہے۔

چودھری محمد ظہیر الدین خان، ایک' ایک ممبر بول لیں۔

جناب چیئرمین، ایک نہیں۔ دو ممبر' پھر دل شکنی ہو گی۔ دو معزز رکن اپوزیشن سے بات کریں گے اور دو معزز رکن حزب اقتدار سے بات کریں گے۔

ملک امان اللہ خان، میں بھی سیالکوٹ سے تعلق رکھتا ہوں۔

جناب چیئرمین، آپ بھی بات کرنا چاہیں گے۔

سید مجتبیٰ حیدر شیرازی، جناب سپیکر! میں بھی بات کرنا چاہوں گا۔

جناب چیئرمین، آپ اور آپ۔ ٹھیک ہے تو لاءمنسٹر صاحب' آپ بات کریں گے۔

وزیر قانون، جی۔

جناب چیئرمین، اور جناب۔۔۔۔

وزیر قانون، چودھری صداقت علی صاحب۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے ایک گزارش میں کرتا ہوں کہ مختصراً اور ایسی بات جس سے کسی کی دل

آزاری نہ ہو کسی کی توہین نہ ہو کسی کی دل شکنی نہ ہو۔ ہمیں ایسی تمام باتوں سے گریز کرنا چاہیے۔ براہ مہربانی آپ مختصراً اپنے دلائل بیان فرمائیں۔

چودھری صداقت علی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔۔ جناب سپیکر! آج جب میں اس ہاؤس میں آیا تو مجھے ایسے محسوس ہوا کہ میں شاید آج کسی ایسی جگہ پر بیٹھا ہوں کہ جہاں میں پہلے کبھی نہیں بیٹھا کیونکہ میں نے اس ہاؤس کا ایسا ماحول پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اور یہ ideal ماحول جو آج میں نے یہاں پر دیکھا ہے ہماری یہ خواہش تھی اور ہماری یہ خواہش ہونی بھی چاہیے کہ ہماری اسمبلی کا ماحول ہمیشہ ایسا ہی رہے۔ لیکن میرے ایک دوست نے آج یہاں پر ایک ایسی قرارداد پیش کی ہے کہ جس کی ہمیں مجبوراً مخالفت کرنا پڑ رہی ہے اور یہ قرارداد بلا جواز اور بلا وجہ پیش کی گئی ہے۔ اس لیے کہ ضلع سیالکوٹ ایک ایسا ضلع ہے کہ جہاں پر عوام بڑے سکون کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور تعمیر و ترقی کے حوالے سے ضلع سیالکوٹ اگر میں یہ کہوں کہ پنجاب کے سارے ضلعوں سے بہتر جا رہا ہے تو یہ بات غلط نہ ہو گی وہاں پر بہت زیادہ سڑکیں بنی ہیں بہت زیادہ سکول بنے ہیں ۔ بہت زیادہ ہسپتال بنے ہیں اور ایک ریکارڈ ترقیاتی کام ہوا ہے اس سے پہلے تو شاید یہ بات جاوید صاحب کی درست ہو گی کہ پہلے ضلع سیالکوٹ میں تعمیر و ترقی کے اتنے کام نہیں ہوئے اس کے ذمہ دار وہ خود ہیں کیونکہ اس سے پہلے ان کے چچا چودھری عبدالغنی صاحب ضلع کے چیئرمین رہے ہیں اور اس دور میں میں یہ بات دعوے سے اور صاف کہہ سکتا ہوں۔

جناب جاوید محمود گھمن، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جناب گھمن صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں گے۔

جناب جاوید محمود گھمن، جناب والا! چودھری عبدالغنی گھمن نے اپنے ضلع میں جتنا کام کیا ہے اگر یہ 10 سال بھی لگے رہیں اور ان کی ساری نسل بھی پیدا ہو جائے تو وہ اتنا کام نہیں کر سکتی۔ آپ سیالکوٹ ضلع میں کہیں بھی جا کر پوچھ لیں کہ چودھری عبدالغنی گھمن نے ایک' ایک گاؤں ایک ایک جگہ پر سڑکیں بچھا دی ہیں اب جس سڑک پر سے یہ گزرتے ہیں انھوں نے یہ جھوٹ کا پلندا ہاتھ میں پکڑ کر باتیں کرنی شروع کر دی ہیں ۔ He should not be personal please. It is coming from his side.

جناب چیئرمین، محترم گھمن صاحب۔ آپ تشریف رکھیں۔

سید مجتبیٰ حیدر شیرازی، جناب سپیکر! آپ نہایت خوش اسلوبی سے اس ایوان کو چلا رہے تھے ملاحظہ فرمائیں آپ فاضل رکن کی نیت کہ انھوں نے ایک منٹ میں اپنی خوش بیانی سے سارے ماحول کو برباد کر دیا۔ یہ ان کی نیک نیتی ہے۔

جناب چیئرمین، آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی بات بجا ہے۔ ایک منٹ کے لیے تشریف رکھیں۔ جناب گزارش یہ ہے کہ جیسے میں نے پہلے عرض کیا ہے میں اپنے محترم بھائی کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ کسی کا نام نہ لیں بلکہ اپنے نقطہ نظر کے حق جس طرح کے بھی دلائل دے سکتے ہیں وہ دیں لیکن کسی بھی محترم بھائی کا نام نہ لیں اس سے تلخی پیدا ہوتی ہے اور ہاؤس کا وقار مجروح ہوتا ہے۔ محترم بھائی اپنی بات شروع کریں۔ اور مختصر کریں۔

چودھری صداقت علی، ٹھیک ہے جی۔ ٹھیک ہے۔

ہمارے ضلع میں اس وقت ڈسٹرکٹ کونسل لیول، ضلع لیول پر جو ہمیں قیادت میسر ہے اور جو اتفاق ہمارے دوستوں کا ہے وہ ایک مثالی ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر اس سے پہلے ہمیں اس انداز کی قیادت میسر ہوتی تو ہمارا جو ضلع سیالکوٹ تھا وہ سارے پاکستان میں مثالی ہوتا۔ اب ہمیں یہ حالات میسر ہیں جس کی وجہ سے ہم نے وہاں پر بہت زیادہ کام کیے ہیں بلکہ ہم نے اتنے زیادہ کام کیے ہیں کہ ہمارے اب مزید کام کرنے کے لیے لوگوں کے مطالبات نہیں۔ وہاں پر اب ترقی کی روشن مثالیں قائم ہوئی ہیں۔ میرے دوست شاید چاہتے ہیں کہ یہ جو سارے حالات ہیں ان کو خراب کیا جائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے جو دوست نارووال، شکرگڑھ کے ہیں ان کا بھی یہ مطالبہ نہیں کہ ضلع سیالکوٹ کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے اور ایک نیا ضلع بنایا جائے۔ میرے فاضل دوست جنھوں نے یہ تحریک پیش کی ہے ان کا تعلق ڈسکہ سے ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ نارووال اور شکرگڑھ کی تحصیلوں پر مشتمل ایک نیا ضلع بنایا جائے اس لیے ان کا تو کسی طرح سے بھی یہ interest نہیں بنتا کہ یہ نارووال اور شکرگڑھ کی بات کریں۔ ان کو تو چاہیے کہ اپنے حلقے کی بات کریں۔ اپنے علاقے کی بات کریں۔ وہ لوگ جو وہاں پر رہتے ہیں ان کا یہ مطالبہ نہیں۔ لیکن میرے دوست کا یہ مطالبہ ہے کہ اس کو تقسیم کر دیا جائے اور یہ صرف اس لیے مطالبہ نہیں کیا جا رہا کہ یہ چاہتے ہیں کہ ضلع سیالکوٹ کی کوئی welfare ہو یا پبلک کی کوئی welfare ہو بلکہ یہ ایک سیاسی بات ہے اس وقت سیالکوٹ کے موجودہ حالات میں میرے دوست adjust نہیں ہو سکے۔ یہ چاہتے ہیں کہ ضلع کو تقسیم کیا جائے تاکہ

ان کی مقامی سیاست چمک سکے اور یہ بات انتہائی غلط ہے کہ ہم قومی خزانے کا کروڑوں روپیہ صرف اپنے ذاتی مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے ضائع کر دیں ۔ یہ بات بالکل غلط ہے۔ اس سے پہلے ہمارے نارووال اور شکرگڑھ کے دوستوں کو ایک تکلیف تھی کہ انھیں تاریخیں بھگتنے کے لیے سیالکوٹ جانا پڑتا تھا اب یہ مسئلہ بھی حل ہو چکا ہے اور نارووال میں دو ایڈیشنل سیشن جج اس وقت کام کر رہے ہیں۔

راجہ محمد خالد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، راجہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری صداقت علی، جناب سپیکر! میں ایک منٹ میں اپنی بات ختم کر رہا ہوں۔

راجہ محمد خالد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب نماز عصر کی جماعت کا وقت ڈیڑھ بجے ہے تو اس کے لیے وقفہ کریں۔

جناب چیئرمین، جناب راجہ صاحب' ایک منٹ میں یہ اپنی بات ختم کر رہے ہیں تو میرے خیال میں ایک منٹ میں آپ اپنی بات کو ختم کریں۔

چودھری صداقت علی، نارووال اور شکرگڑھ کے لوگوں کو صرف ایک مسئلہ تھا۔۔۔۔

جناب چیئرمین، میرے خیال میں ایک منٹ میں آپ اپنی بات ختم کریں۔

چودھری صداقت علی، نارووال اور شکرگڑھ کے لوگوں کو صرف ایک مسئلہ تھا کہ جب انھوں نے کوئی تاریخ وغیرہ بھگتنا ہوتی تھی تو انھوں نے سیالکوٹ جانا ہوتا تھا اور اس کے لیے انھیں بہت زیادہ فاصلہ طے کرنا پڑتا تھا یہ مسئلہ ان کا اب حل ہو چکا ہے ۔ نارووال میں اس وقت دو ایڈیشنل سیشن جج کام کر رہے ہیں۔ اس طرح ان کا یہ مسئلہ حل ہو چکا ہے اس طرح عوام میں اب نیا ضلع بنانے سے بلاوجہ اشتعال پیدا ہو گا' انتشار اور پریشانی ہو گی۔ اس لیے میری اس معزز ایوان سے استدعا ہے کہ اس قرارداد کو منظور نہ کیا جائے اور ضلع سیالکوٹ میں جو امن اور خوش حالی کی فضا ہے اس کو اسی طرح سے رہنے دینا چاہیے۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ جناب مجتبیٰ حیدر شیرازی صاحب۔

سید مجتبیٰ حیدر شیرازی، جناب چیئرمین! آج جاوید محمود گھمن صاحب کی ایک انتہائی اہم ضرورت کے مطابق قرارداد اس ایوان میں پیش ہے مجھے افسوس ہے کہ ہمارے سیالکوٹ ضلع سے متعلق ایک فاضل

رکن نے اس قرارداد کی مخالفت کی ہے انھوں نے اس قرارداد کی مخالفت میں جو دلائل پیش کیے ہیں ان کی اساس یہ تھی کہ آج سیالکوٹ میں جو ترقیاتی کام ہو رہے ہیں---- جناب چیئرمین! میں ان سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب بھی نئے اضلاع بناتے ہیں تو ترقیاتی کام رک نہیں جایا کرتے اور قیادتوں کے سلسلے بند نہیں ہو جایا کرتے۔ جناب سپیکر! اس قرارداد کو میں نے ضرورت کے قریب ترین اس لیے قرار دیا ہے کہ پورے پنجاب میں بلکہ یوں کیوں نہ کہہ دوں کہ پورے پاکستان میں سیالکوٹ واحد ایسا بدقسمت ضلع ہے جو آج بھی پانچ تحصیلوں پر مشتمل ہے اور آپ یقین کیجیے کہ سیالکوٹ کے ایک کونے میں بسنے والے شخص کو ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر تک پہنچنے کے لیے کم از کم 70 اور 80 میل کا فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے میرے فاضل دوست نے یہ کہا کہ یہ ڈسکے سے متعلق ہیں لہذا ان کا سیالکوٹ کے معاملے سے کوئی تعلق نہیں میں ان سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ خود بھی تحصیل ڈسکہ سے متعلق ہیں۔ جاوید گھمن صاحب نے اپنی تحریک میں نارووال یا شکرگڑھ کا نام نہیں لیا بلکہ انھوں نے یہ کہا ہے سیالکوٹ کے دو اضلاع بنا دیے جائیں اگر انھیں بےخبری ہے یا ان کی لاعلمی ہے یا انھیں غلط فہمی ہے کہ نارووال اور شکرگڑھ کے لوگ' یہ ممکن ہے کہ میرے اس جانب بیٹھے ہوئے نارووال اور شکرگڑھ سے منتخب اراکین اپنی سیاسی مصلحتوں کی بنا پر آج کے اس ایوان میں اپنی رائے دینے سے بچنے کے لیے ایوان سے چلے گئے ہوں تو علیحدہ بات ہے لیکن اگر آزادانہ طور پر ان کی مرضی لی جائے تو وہ بھی اس حق میں ہیں انھوں نے بھی انتخابات انہی بنیادوں پر لڑے ہیں کہ ہم نارووال اور شکرگڑھ کو علیحدہ ضلع بنائیں گے۔

جناب والا! میرا اپنا حلقہ نیابت split up ہے۔ نارووال اور تحصیل پسرور کے درمیان جناب چیئرمین آپ اندازہ فرمائیں کہ 80 میل دور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز میں موجود ضلعی انتظامیہ کے افراد آج کے اس دور میں کیونکر اور کیسے ان کے لیے ممکن ہو گا کہ وہ اتنے بڑے sphere اتنے بڑے احاطے کو ' اتنے بڑے جغرافیہ کو کنٹرول کریں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایک انتہائی مفلس اور غریب شخص جو ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر سے 80 میل کے فاصلے ہے اس کے لیے بھی انصاف کا حصول مشکل ہے۔ اس کے لیے بھی اپنی روزمرہ کی زندگی میں جہاں اس کو سرکاری اعانت اور تعاون کی ضرورت پڑتی ہے اس کے لیے بھی یہ ایک انتہائی مہنگا سودا بنا ہوا ہے لہذا کسی بھی اصول کسی بھی پیمانے' کسی بھی معیار سے آپ ناپیں آپ کو یہ بات قرین احسن نظر آئے گی۔ یہ اب ناگزیر ہو چکا ہے کہ

سیالکوٹ کو اب دو اضلاع میں تقسیم کیا جائے۔ میں اس قرارداد کی مکمل حمایت کرتے ہوئے آج کے اس ایوان سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اس قرارداد کو منظور کیا جائے اس کے ساتھ ہی میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔ خدا حافظ۔

**جناب محمد لطیف مغل،** جناب والا! اب مجھے بھی اس پر بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

**ملک محمد امان اللہ،** جناب والا! ان کا تو سیالکوٹ ضلع سے تعلق بھی نہیں ۔

**جناب چیئرمین،** قواعد و ضوابط کے تحت اس پر کوئی پابندی نہیں۔ پہلے میرا یہ خیال تھا بلکہ میں نے اپنی رائے کا اظہار کیا تھا کہ اگر اس بات پر یہ معزز ایوان متفق ہو جائے کہ صرف سیالکوٹ سے تعلق رکھنے والے معزز اراکین اس بحث میں حصہ لیں۔ لیکن اس پر اتفاق نہ ہو سکا۔ اس لحاظ سے یہ طے ہوا کہ دو معزز رکن اپوزیشن سے اور دو معزز اراکین حکومتی پارٹی کی طرف سے بات کریں گے۔ اب ان کے بعد آپ کی باری آتی ہے پھر آپ بات کریں گے۔ آپ کو ضرور موقع دیا جائے گا۔ لیکن ایک بار پھر میں جناب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ اب صرف ایک قرارداد باقی رہتی ہے ۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ قرارداد بھی آج نمٹا دی جائے ۔ مختصراً آپ اپنی بات جاری رکھیں۔ جناب لطیف مغل۔

**جناب محمد لطیف مغل،** جناب چیئرمین! سیالکوٹ کے دوستوں کو میرے کھڑے ہونے پر بار بار محسوس ہو رہا ہے یہ خیال رکھیں کہ میں سیالکوٹ کی سیاست میں ملوث نہیں ہوں گا اور نہ ہی میں اس بات میں دلچسپی رکھتا ہوں کہ آپ کے کچھ سیاسی اختلافات ہیں پنجاب کا ہر رکن پنجاب کے کسی حصہ کے بارے میں بات کرسکتا ہے ۔ میں صرف اور صرف یہ بات کروں گا کہ یہ ضلع بننا چاہیے یا نہیں بننا چاہیے۔ پہلے اضلاع بھی بنے ہیں ان سے کیا فائدہ حاصل ہوا ہے۔ جناب چیئرمین! جہاں تک یہ قرارداد ایوان میں پیش ہوئی ہے میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ ضلع سیالکوٹ کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کا کوئی جواز نہیں۔ اس سے پہلے کہ جب لوگوں کو ضروریات میسر نہیں تھیں اس وقت تو یہ اضلاع موجود تھے ۔ آج جب ہر آدمی کے پاس کار ہے یا دوسری ضروریات زندگی میسر ہیں اضلاع تو بنائے جا رہے ہیں جبکہ لوگوں کے پاس بسوں کی سہولت موجود ہے دوسرے ذرائع آمدورفت بھی موجود ہیں لیکن اس کے باوجود ضلع پر ضلع بنایا جا رہا ہے کیا آپ نے بھی کبھی سوچا کہ اس کے لیے فنڈز کی کیا پوزیشن ہے؟ جس جگہ اضلاع بن گئے ہیں کیا وہاں پر تمام سہولیات بہم پہنچا دی گئی ہیں ملازموں کو رہائشیں مل گئی ہیں آج سے 15 سال پہلے جو اضلاع بنائے گئے تھے لیکن آج تک ان کو وہ سہولیات نہیں مل سکیں۔

ایک ضلع بنانے میں کم از کم 70 کروڑ روپے کا خرچ آتا ہے۔ لیکن آج کل ضلع کا تو اعلان کر دیا جاتا ہے لیکن وہاں پر نہ تو عوام کو اور نہ ہی ملازمین کو یا دوسرے لوگوں کو تمام سہولیات مہیا کی جاتی ہیں حالانکہ اگر یہی 70 کروڑ روپے اگر ضلع پر لگایا جائے آج تک جہاں پر سیشن جج کی رہائش کے لیے جگہ نہیں، ڈپٹی کمشنر یا ایس۔ پی صاحبان کی رہائشیں نہیں اگر انھیں رہائشیں یا دوسری سہولتیں میسر ہو جائیں اور ایک ضلع میں اگر 70 کروڑ روپے خرچ ہو جائیں تو وہاں پر نہ تو کوئی نالیوں کا مسئلہ رہے اور نہ ہی سڑکوں کا مسئلہ پیدا ہو۔ لیکن صرف ایک ایم۔پی۔اے یا دو ایم۔پی۔ایز کا یہ مطالبہ کر دینا کہ اسے ضلع بنایا جائے میرے خیال میں ایک غلط بات ہے۔ بے شک سیالکوٹ کے تمام ایم۔پی۔ایز بھی اگر یہ کہہ دیں کہ ہمارا ضلع دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے تو میں اس کو تسلیم نہیں کرتا۔ اس طرح تو پھر یہ جواز پیدا ہو جائے گا سرائیکی صوبے والے ایم۔پی۔ایز یہاں بیٹھے ہیں وہ کہتے ہیں کہ پنجاب کو دو حصوں میں کر دیں تو کیا آپ ان ایم۔پی۔ایز کے کہنے پر پنجاب کو بھی دو حصوں میں تقسیم کر دیں گے۔ یہ ضروری نہیں کہ ایم۔پی۔ایز کے مطالبات پر ان کو مان لیا جائے ۔ جیسے میرے ایک فاضل دوست نے کہا کہ یہ سب سیاسی چودھراہٹ ہے ابھی چند دن ہوئے ایک واقعہ پنجاب میں پیش آیا سیالکوٹ کی طرح ساہیوال بھی بہت بڑا ضلع تھا آج سے چند سال پہلے ایک سیاستدان آیا مارشل لاء کے دور میں اس نے اوکاڑہ کو علیحدہ ضلع بنوا لیا پاکپتن کے لیے اس وقت بھی مطالبہ کیا گیا لیکن پاکپتن علیحدہ نہ ہوا لہذا راؤ فرمان علی کا زور پڑ گیا تو ضلع اوکاڑہ بن گیا۔ آج جب کہ کوئی جواز نہیں تھا کہ پاکپتن کو علیحدہ ضلع بنایا جائے لیکن ہوا یہی وزیر اعلیٰ پنجاب نے وہاں جا کر انکار بھی کیا لیکن پھر سیاسی دباؤ بڑھا اور وہ بھی ضلع بن گیا جو یہاں پر مثال دی گئی ہے وہ میں یہاں پر بیان نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن میرے ایک معزز دوست نے یہ کہا ہے کہ صرف اگر پاکپتن تحصیل کا ضلع بن سکتا ہے تو کیوں نہیں سیالکوٹ دو تحصیلوں کا ضلع بن سکتا ۔ میں کہتا ہوں کہ وہ بھی غلط بنا ہے۔ پاکپتن کو ضلع نہیں بنانا چاہیے تھا یہ ایک سازش تھی اگر اس کا اعلان نہیں کیا گیا تو مصطفےٰ کھر صاحب وہاں پر گئے اور انھوں نے یہ اعلان کیا کہ ضلع بننا چاہیے ہم اس کے لیے روپیہ دیں گے۔ بیگم نصرت بھٹو صاحبہ گئیں انھوں نے اعلان کیا کہ پاکپتن کے لیے ہم پیسہ دیں گے مجبوراً رائے عامہ اور حالات خراب ہوئے لیکن آج اگر ضلع کا اعلان کر دیا گیا ہے تو اس کے لیے کوئی فنڈ مہیا نہیں کیا جا رہا میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ صرف سیاسی پلیٹ فارم کے لیے لوگوں کا نقصان نہ کریں عوام کا نقصان نہ کریں یہ ظلم ہے۔

دیکھنا یہ ہے کہ آپ جو کچھ کر رہے ہیں ضلعے پہ ضلع سیاسی طور پر announce کر دیں' پیسہ نہیں دیا اب پنجاب حکومت کے لیے پوزیشن یہ ہو جاتی ہے' عوام کے لیے یہ پریشانی ہے کہ آپ تو اضلاع announce کر دیتے ہیں اس کے بعد فنڈز مہیا نہیں ہوتے تو یہ کوئی جواز نہیں کہ آپ ضلع پہ ضلع بناتے جائیں جو سیالکوٹ کی پوزیشن ہے میں سمجھتا ہوں ٹھیک ہے کہ آئندہ بھی ایک ضلع بنا ہے اس کے بعد پوزیشن یہ ہو گی کہ سیالکوٹ کو دو حصوں میں تقسیم کریں گے تو وہاں کے لوگوں میں resentment ہو گی' ہمارے لوگوں میں resentment ہے آج تک ہے ' میں یہ نہیں کہتا اس میں قصور آئی۔جے۔آئی کا بھی ہے پیپلز پارٹی کا بھی ہے لیکن مقامی طور پر ہمارے لیے پریشانی پیدا ہو گی اگر آپ نے سیالکوٹ کو بھی دو حصوں میں تقسیم کیا تو یہی ایم۔پی۔ایز میرے دوست جو بیٹھے ہوئے ہیں ان کے لیے پریشانی ہو گی کسی کو فائدہ ہو گا اس کے علاوہ ایک مثال چلے گی' پنجاب میں جو دوسرے علاقوں والے بھی یہ demand کریں گے کہ ہمارا بھی ضلع بنایا جائے اسی طرح سے اور بہت سی demands ہیں آپ چھوٹے چھوٹے ضلعے بنا کر' ان کی بجائے یہی فنڈز انہی ضلعوں پہ لگائیں اور ان کو ترقی دیں عوام کو خوش حالی دیں' میں مطالبہ کرتا ہوں کہ یہ بات مت بھولیں کہ جس نے ضلع announce کروایا وہ کبھی نہیں جیتا۔ آپ کے سامنے مثال ہے راؤ فرمان علی نے ضلع اوکاڑہ تو بنا لیا لیکن وہ ممبر نہ بن سکے۔ اسی طرح اور بھی مثالیں ہیں یہ وقت آپ کا ساتھ نہیں دے گا آپ قوم سے دشمنی نہ لیں ' محض ضلعے ہی نہ بناتے جائیں۔ عوام کے لیے فنڈز کو استعمال کریں' عوام کے لیے کام کریں' اس لیے میری آپ سے التجا ہے اور ہاؤس سے بھی التجا ہے کہ ضلعے مت توڑیں یہ ریت چلتی چلتی پنجاب کو توڑنے تک جائے گی اس لیے آپ اس سلسلے کو ختم کریں۔

جناب چیئرمین، آپ تشریف رکھیے۔ بہت مہربانی۔ آپ کو موقع ملے گا۔ گزارش یہ ہے کہ اب آپ تقریر فرمائیں گے اس کے بعد محترم بھائی فرمائیں گے اس کے بعد صرف لاء منسٹر صاحب فرمائیں گے ایسا نہیں اس میں پھر یہ ہو گا شاہین صاحب دیکھیں ' گزارش یہ ہے کہ اس میں آپ اندازہ لگائیں کہ آپ ہی کی ایک قرارداد موجود ہے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ ایک ایسی روایت ہو کہ یہ تمام قراردادیں آج کے اس اجلاس میں نمٹائی جائیں' پہلے آج تک ایسی کبھی نہیں ہوا کہ اتنی قراردادیں اجلاس میں پیش ہوئی ہوں یہ بڑی مشکل سے نمٹائی جاتی ہیں تو میں یہ گزارش کروں گا کہ محترم بھائی بہت اصرار کر رہے تھے ان کو بات کرنے کا موقع دیا جائے اور دو منٹ کے لیے محترم بھائی بات کریں گے اس کے بعد لاء

منسٹر صاحب کریں گے میرے خیال میں اگر آپ مجھے اجازت دیں خواجہ صاحب ایک منٹ کے لیے تشریف رکھیں آپ کو موقع دے رہے ہیں پہلے وہ بات کرلیں پھر آپ کو موقع دیں گے۔ محترم بھائی آپ فرمائیں۔

جناب جاوید محمود گھمن، اس قرارداد کو باقاعدہ طور پر منظور کرنے کے لیے ایوان میں ڈویژن کر لیں' اس کے بعد تقاریر کروالیں آپ پہلے ڈویژن کروالیں کہ آیا یہ قرارداد منظور ہوتی ہے یا نہیں اس کے بعد تقریریں کروالیں۔

جناب چیئرمین، گھمن صاحب تشریف رکھیں۔ جی محترم بھائی آپ بات کریں۔ اور ایک منٹ میں گزارش کر دیں۔

ایک معزز ممبر، جی ہاں۔ ایک منٹ میں' گھمن صاحب نے جو کچھ کہا ہے میں اس کی حمایت کرتا ہوں' یہ انتہائی ضروری ہے پانچ تحصیلیں ہیں انھوں نے کہہ دیا ہے کہ پہلے pre-partition یہ ضلع چار تحصیلوں پر مشتمل تھا' partition کے بعد اس کی پانچ تحصیلیں ہوئی ہیں یہ اس علاقے کی ایک ضرورت ہے وہاں پر مطالبہ کرتے ہیں شکرگڑھ ' نارووال سے جو ممبر تعلق رکھتے ہیں انھیں باہر دھکیل دیا گیا ہے اگر وہ یہاں پر بات کرتے تو وہ ضرور مطالبہ کرتے۔ تو میں ان کی تائید کرتا۔ میں رائے شماری کا مطالبہ کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ محترم ممبر' جناب خواجہ صاحب۔

خواجہ محمد یوسف، جناب والا! بہت سے دوستوں نے سیالکوٹ کی مخالفت کی ہے۔ سب سے پہلے میں جناب جاوید گھمن صاحب کی اس تحریک کی حمایت کرتا ہوں' میں اپنی تقریر کو اتنا لمبا نہیں کرنا چاہتا کہ لوگ گھروں سے بھی آ کے ڈویژن کے لیے تیار ہو جائیں میری صرف اتنی گزارش ہے کہ یہ اس ضلع کی ضرورت ہے اور یہ ضلع پورے 80 میل میں پھیلا ہوا ہے اور ڈپٹی کمشنر صاحب سیالکوٹ میں بیٹھے ہوئے اس کو کنٹرول نہیں کر سکتے اور نہ ہی ضلع سیالکوٹ کا ایک ضلع کونسل کا ممبر کنٹرول کر سکتا ہے جس کے ساتھ ضلع کونسل کے 110 ممبران ہیں آپ اندازہ کریں کہ اس ہاؤس کی strength 260 ہے اور وہاں پہ ضلع کونسل کے ممبران کی تعداد 110 ہے' 110 ممبران تو کبھی اکٹھے بھی نہیں ہوتے' تو میں اس تقریر کو زیادہ لمبا اس لیے نہیں کرنا چاہتا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ دروازے کھل رہے ہیں اور دوستوں کو بلایا جا رہا ہے ' انھیں لایا جا رہا ہے ان کو یہ سوچنا چاہیے کہ ڈسٹرکٹ کے نمائندے'

ہمارے یہاں پر چودہ ممبران ہیں ہمیں محسوس ہوتا ہے اور ہم کہتے ہیں کہ یہ ضلع اب unwieldly ہو چکا ہوا ہے اس ضلع میں جنگ بھی ہوتی ہے انڈیا نے ہر بار ادھر حملہ کیا ہے' نالے برستے ہیں اور ان سب چیزوں کے لیے ہمیں اس ضلع کی انتظامیہ ' اس کی ترقی اور اس میں تعلیم اور تمام چیزیں suffer کر رہی ہیں اس لیے ضلع بہت بڑا ہے اور انتظام پورا نہیں ہو سکتا اور نہ ہی ترقی ہو سکتی ہے۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ اب لاءمنسٹر صاحب گورنمنٹ کا point of view بیان کریں گے۔

وزیر قانون، جناب والا! جیسا کہ میرے بھائی مغل صاحب نے اپنی تقریر کے دوران بڑی تفصیل سے اس چیز کی نشان دہی کی ہے کہ مسئلہ یہ نہیں کہ اضلاع بنائے جائیں بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ موجودہ اضلاع میں اتنی سہولتیں فراہم کر دی جائیں کہ اس ضلع کے رہنے والے عوام کو مشکلات سے دوچار نہ ہونا پڑے۔ جناب والا! ضلع بنانے میں تو ہم بڑے سرگرم ہیں' اور بڑی تیزی سے ہم نے تین ڈویژن اور آٹھ نئے اضلاع بنائے ہیں لیکن صورت حال یہ ہے کہ اس میں سے کسی ایک ضلعے میں بھی بنیادی ضروریات' وہاں کے افسروں کے لیے' دفتر' رہائش اور سٹاف وغیرہ ہے وہ اس وقت تک ہم میسر نہیں کر سکے ہیں آگے دوڑ پیچھے چوڑ والی بات ہم نہیں کرنا چاہتے۔ ایک ضلع بنانے میں تقریباً 20 کروڑ روپیہ خرچ ہوتا ہے اس وقت ہمارے وسائل محدود ہیں جیسا کہ مغل صاحب نے بھی فرمایا ہے کہ وعدہ کرنے میں کوئی بھی دیر نہیں لگاتا صرف پنجاب حکومت کو embarrass کرنے کے لیے کہ جی آپ ضلع بنا دیں ہم فنڈز دے دیں گے جس طرح انھوں نے فرمایا کہ پاکپتن کا ضلع بنا ہے اس کے لیے مرکزی حکومت ابھی تک ایک ٹیڈی پیسہ بھی نہیں دے سکی ہے۔ یہ تو ان کو بابا فرید ہی پوچھے گا۔

جناب والا! اس کے علاوہ جہاں تک سیالکوٹ کا تعلق ہے یہ ایک ایسا اہم ضلع ہے ہمارے معزز رکن نے اپنی قرارداد میں یہ کہا کہ یہ سب سے بڑا ضلع ہے یہ ضلع آبادی کے لحاظ سے تیسرے نمبر پر ہے رقبے کے لحاظ سے بیسویں نمبر پر ہے اور یہ ضلع بارڈر پر ہے' اس کے ساتھ نارووال شکرگڑھ سے بارڈر کی حد پندرہ تا سو میل اور نارووال سے صرف پانچ چھ میل کے فاصلے پر ہے۔ تو یہ ایک بڑا حساس علاقہ ہے اس میں تو ہمیں زیادہ ہم آہنگی زیادہ یکجہتی اور اس ضلعے کو ہم جتنا متحد رکھیں اور مضبوط رکھیں یہ دفاعی نقطہ نظر سے بھی بڑا ضروری ہے اگر ہم نے اس میں کسی قسم کی تبدیلی کی تو اس کے لیے ہمیں دفاع والوں کو بھی اعتماد میں لینا پڑے گے۔ جناب والا! اس کے علاوہ اب مردم شماری ہو رہی ہے ہمارے صوبے میں اس کے لیے بھی جو مردم شماری والا محکمہ ہے انھوں نے لکھا ہے کہ

مہربانی کر کے 1991 تک مردم شماری ہوئی ہے اس لیے کسی ضلعے کی حدود وغیرہ کو تبدیل نہ کریں کیونکہ اس سے بہت سی مشکلات کا سامنا ہو گا تو میں ان الفاظ کے ساتھ ہی اس قرارداد کی مخالفت کرتا ہوں اور میں جناب والا کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ یہ ایک غیر ضروری قرارداد ہے او اس کو پاس نہ کیا جائے۔ شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین، ایک منٹ کے لیے، وینس صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بات کرنا چاہتے ہیں۔ فرمائیے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، ہمارے بھائی لطیف مغل نے تو فرمایا ہے کہ ایک ضلع پہ 70 کروڑ روپیہ لگتا ہے اور جناب وزیر صاحب فرما رہے ہیں کہ 20 کروڑ روپیہ لگتا ہے تو ان میں سے سچا کون ہے۔

جناب چیئرمین، تشریف رکھیں۔ تو یہ قرارداد پیش کی گئی ہے۔

" کہ پانچ تحصیلوں پر مشتمل ضلع سیالکوٹ جو رقبہ و آبادی کے لحاظ سے صوبہ پنجاب کا سب سے بڑا ضلع ہے اسے دو ضلعوں میں تقسیم کر دیا جائے۔"

(قرارداد نامنظور ہوئی)

قطع کلامیاں-----

جناب چیئرمین، آپ تشریف رکھیں۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ ایک مثال اس طرح کی بھی پیدا ہونی چاہیے کہ کسی بات پر واک آؤٹ نہیں ہوا تھا۔ اب ہم اگلی قرارداد لیتے ہیں۔ رانا اکرام ربانی صاحب، آپ اپنی قرارداد پیش کریں۔

## ضلع اوکاڑہ میں ملٹری فارم کے دیہات میں 7 مرلہ سکیم کا اجراء

رانا اکرام ربانی، جناب میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں۔

"کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت ضلع اوکاڑہ میں واقع ملٹری فارم کے دیہات میں 7 مرلہ سکیم کا فوری اجراء کرے تاکہ ان دیہات میں رہنے والے لوگ بھی اپنے گھر کے مالک بن سکیں۔"

جناب چیئرمین، وزیر قانون صاحب آپ اس پر بات کرنا چاہیں گے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! ہمارے معزز بھائی رانا اکرام ربانی صاحب نے معقولیت پر بات کی ہے کبھی

معقولیت کا دامن نہیں چھوڑا۔ میں دو منٹ کے لیے ان کی قرارداد کے حق میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

(قطع کلامیاں)

**وزیر قانون،** بہت افسوس کی بات ہے انھوں نے جو قرارداد پیش کی ہے اس میں گورنمنٹ کا نقطہ نظر پیش کرنا میرا حق ہے میں ان کی قرارداد کی حمایت کر رہا ہوں۔

جناب والا! اس سلسلے میں ضلع اوکاڑہ کے مشری فارموں کے ملازمین کی طرف سے سات مرلہ پلاٹ دیئے جانے کے مطالبہ پر چیف منسٹر پنجاب کی ہدایت پر آرمی جنرل ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم کیا گیا اور یہ تجویز کیا گیا کہ مشری فارموں کی کچھ زمین اس مقصد کے لیے مختص کی جائے اس سلسلہ میں 24 ایکڑ زمین کے لیے انھوں نے ہمارے ساتھ اتفاق کر لیا ہے اور ڈپٹی کمشنر اوکاڑہ آرمی ویلفیئر ٹرسٹ سے اس زمین کی نشان دہی اور قبضہ حاصل کرنے کی کارروائی کر رہے ہیں جس کے بعد یہ زمین مشری فارموں کے مزارعین کو سات مرلہ کالونی کے طور پر دی جائے گی۔

جناب والا! یہ قرارداد منظور کی جائے مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

**جناب چیئرمین،** شکریہ۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

"کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت ضلع اوکاڑہ میں واقع مشری فارم کے دیہات میں 7 مرلہ سکیم کا فوری اجراء کرے تاکہ ان دیہات میں رہنے والے لوگ بھی اپنے گھر کے مالک بن سکیں۔"

(قرارداد بااتفاق رائے سے منظور کی گئی)

**جناب چیئرمین،** قبل اس کے کہ اجلاس ملتوی کرنے کے لیے اعلان کروں میں اپنے تمام معزز دوستوں کا، حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے دوستوں کا اور حزب اقتدار کے بنچوں پر بیٹھنے والے دوستوں کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ میرے ساتھ بہت تعاون کیا گیا ہے۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

(اس مرحلے پر اجلاس کی کارروائی کل بدھ 14 فروری 1990ء تین بجے شام تک کے لیے ملتوی کی گئی)

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## صوبائی اسمبلی پنجاب کا نواں اجلاس

بدھ 14 فروری 1990ء
(چہار شنبہ 17- رجب المرجب 1410ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 50 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب ڈپٹی سپیکر سردار حسن اختر موکل کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری عمور احمد ایوبی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۝

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ
الْحَكِيْمِ ۝ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ
وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ
مُّبِيْنٍ ۙ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ ذٰلِكَ
فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

(سورۃ الجمعہ آیات 1 تا 4)

ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتی ہے۔ جو بادشاہ ہے نہایت مقدس ہے زبردست ہے، حکمت والا ہے۔ وہی اللہ ہے جس نے امیوں میں ایک رسول انہی میں سے مبعوث فرمایا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کے دلوں کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ اگرچہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں تھے اور دوسرے لوگوں کا بھی ان میں سے (تزکیہ کرتا ہے اور تعلیم دیتا ہے) جو ان سے آ کر ابھی نہیں ملے اور وہی سب پر غالب حکمت والا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے اسے عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے۔

وما علینا الا البلاغ۝

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب سپیکر! میں متعدد بار عرض کر چکا ہوں کہ میرے نام کو صحیح لکھا جائے۔ ہمارے اخباری نمائندے جب چاہتے ہیں مجھے وائین لکھ دیتے ہیں حالانکہ میں وائین کے سخت خلاف ہوں اور میں وائین کی شکل بھی دیکھنا نہیں چاہتا۔ میں صوفی آدمی ہوں۔ یہ مجھے بار بار وائین لکھتے ہیں۔ اس طرح یہ میرے ساتھ زیادتی کرتے ہیں۔ مجھے وینس ( Wains ) لکھا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پریس والے دوستوں سے عرض ہے کہ یہ ذرا خصوصی طور پر نوٹ فرمالیں۔ اب ہم وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔ میاں محمود الحسن ڈار صاحب کا سوال نمبر 30 ہے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ)

ڈھائی سال سے زائد عرصہ تعینات رہنے والے ملازمین کو تبدیل کرنے کے لیے اقدامات

30۔ میاں محمود الحسن ڈار، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ایل ڈی اے' ایم ڈی اے اور ایف ڈی اے انجینئرنگ برانچ میں گریڈ 16 اور اس سے اوپر کے گریڈوں میں اس وقت کتنا عملہ کام کر رہا ہے؟ متذکرہ عملہ کا نام عہدہ اور تاریخ تعیناتی گریڈ وار کیا ہے؟

(ب) اس وقت ہر اتھارٹی میں جز (الف) میں بیان کیے گئے افسران میں سے کتنا عملہ ایک ہی برانچ اور ایک ہی سیٹ پر عرصہ ڈھائی سال اور اس سے زیادہ عرصہ سے کام کر رہا ہے۔

(ج) متذکرہ افسران کو حکومت کب تک اس برانچ سے تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جو ڈھائی سال سے زیادہ عرصہ سے ایک ہی برانچ اور ایک ہی دفتر میں تعینات ہیں؟

وزیر قانون (سردار نصر اللہ خان دریشک)،

(الف) ایل ڈی اے' ایم ڈی اے اور ایف ڈی اے کی انجینئرنگ برانچ میں گریڈ16 اور اس سے اوپر کے گریڈوں میں اس وقت کل 208 افراد کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

| | |
|---|---|
| ایل ڈی اے | 81 |
| ایم ڈی اے | 54 |

ایف ڈی اے 73

کل تعداد، 208

متذکرہ عہدہ کے نام، عہدہ اور تاریخ تعیناتی گریڈ وار کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جز (الف) میں بیان کیے گئے افسران میں سے 63۔ افسران ایک ہی برانچ اور ایک ہی سیٹ پر عرصہ ڈھائی سال اور اس سے زائد عرصہ سے کام کر رہے ہیں۔

(ج) ان محکموں کے قواعد و ضوابط کے تحت کوئی ایسی قانونی شق نہیں ہے کہ جس کے تحت ڈھائی سال کے عرصہ کے بعد تبدیلی ضروری ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے قاعدہ نمبر 49 (4) میں ہے کہ "سوالات کے جوابات متعلقہ وزیر یا پارلیمانی سیکرٹری دے گا"۔ متعلقہ محکمے کے وزیر سید افضال علی شاہ صاحب موجود نہیں ہیں۔ قاعدہ نمبر 44 کے proviso کے تحت وزیر قانون کو سوال address تو کیا جا سکتا ہے۔ یہ دو قاعدے ہیں۔ ایک قاعدہ نمبر 44 ہے اور دوسرا قاعدہ نمبر 49 (4) ہے۔ اگر ان دونوں کو ملا کر پڑھا جائے تو وزیر قانون کسی دوسرے وزیر کے سوالات کے جوابات نہیں دے سکتے۔ اس سے پہلے جناب سپیکر کے نوٹس میں یہ بات لائی گئی اور انھوں نے یہ رولنگ بھی دی تھی۔ اس وقت تعلیم کے وزیر موجود نہیں تھے، یہی طے ہوا تھا۔ آج اگر وزیر قانون سوالات کے جوابات دیں گے تو وہ قاعدہ نمبر 49 (4) کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوں گے۔ اس پر پہلے ہی جناب سپیکر کی رولنگ موجود ہے کہ متعلقہ وزیر یا پارلیمانی سیکرٹری ہی سوالات کے جوابات دے سکتے ہیں۔

وزیر قانون، جناب والا! اس دن بھی جناب سپیکر نے یہ فرمایا تھا کہ وزیر قانون ایجوکیشن کے سوالات کے ساتھ شاید انصاف نہ کر سکیں۔ کچھ دوستوں کی رائے تھی کہ سوالات آج ہونے چاہئیں اور ایجوکیشن کے جوابات آ جانے چاہئیں۔ کچھ حزب اختلاف کے دوستوں کی رائے تھی کہ آج نہیں آنے چاہئیں یا وزیر تعلیم ان کا جواب دیں یا پارلیمانی سیکرٹری ان کا جواب دیں۔ اس پر سپیکر صاحب نے فیصلہ دیا تھا۔ جب میں نے دوبارہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کے متعلق جوابات دیے تھے تو اس دن جناب سپیکر نے اس پر واضح طور پر کہا تھا کہ ایسی کوئی پابندی نہیں۔ اگر متعلقہ وزیر موجود نہ ہوں یا چیف منسٹر موجود نہ ہوں تو وزیر قانون جواب دے سکتے ہیں۔ اب آپ جس طرح حکم فرمائیں گے میں اس کی

تعمیل کروں گا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، اس روز سردار نصر اللہ خان دریشک وزیر اعلیٰ کے ایماء پر جواب دے رہے تھے کیونکہ ہوم منسٹر تو کوئی نہیں۔ یہ عہدہ وزیر اعلیٰ کے پاس ہے۔ وزیر اعلیٰ کے ایماء پر یعنی قائد ایوان کے ایماء پر ان کو جواب دینے کی اجازت دی گئی تھی لیکن اس سے قبل کی رولنگ ہے کہ اگر اس محکمہ کا وزیر بنایا ہی نہ گیا ہو تو اس صورت میں وزیر قانون جوابات دے سکتے ہیں۔ اگر وزیر موصوف موجود ہوں اور ان کے ساتھ پارلیمانی سیکرٹری بھی ہوں تو اس صورت میں کوئی دوسرا وزیر جوابات نہیں دے سکتا۔ اس پر جناب سپیکر کی رولنگ بھی موجود ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! وزیر قانون نے جو بات کی ہے میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب قائد ایوان یہاں نہیں ہوتے تو قائم مقام قائد ایوان وزیر قانون ہوتے ہیں۔ اس حوالے سے اس دن جناب سپیکر نے کہا تھا کہ چونکہ یہ قائم مقام قائد ایوان ہیں اس لیے قائد ایوان کے ایماء پر سوالات کے جوابات دے سکتے ہیں۔ لیکن یہاں تو ایک قاعدہ نمبر 44 اور ایک قاعدہ نمبر 49 ہے کہ "اگر کوئی وزیر نہ ہو تو ان سے دریافت کیے جا سکتے ہیں"۔ مثلاً ہم سوال لکھ کر دیتے ہیں کہ کیا وزیر تعلیم فرمائیں گے تو وہاں اگر وزیر تعلیم نہیں تو ہم لکھیں گے کہ کیا وزیر قانون فرمائیں گے۔ لیکن قاعدہ نمبر 49 میں وضاحت کر دی گئی ہے۔ وہ پہلے جنرل قاعدہ ہے۔ قاعدہ نمبر 49 مخصوص ہے۔ اس میں صاف طور پر کہا گیا ہے کہ متعلقہ وزیر یا پارلیمانی امور۔ کہاں لکھا ہوا ہے کہ متعلقہ وزیر یا پارلیمانی امور نہیں ہو گا تو سوالات کے جوابات وزیر قانون دیں گے؟ اگر اس قسم کا کوئی قاعدہ ہے تو وزیر قانون مجھے بتا دیں۔ ورنہ میرا پوائنٹ آف آرڈر درست ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! وزیر قانون صرف اس وقت جواب دیتے ہیں جب کسی محکمے کا وزیر مقرر ہی نہ ہوا ہو اور portfolio چیف منسٹر کے پاس ہو اور یہ بھی روایتی طور پر ہے۔ قاعدہ نمبر 49 کی ایک ہی سطر ہے جو بڑی واضح ہے۔ قاعدہ نمبر 44 میں متعلقہ قاعدہ ہی نہیں۔ قاعدہ نمبر 44 یہ ہے کہ جب سوال اسمبلی میں دینا ہے کہ address کس کو کرنا ہے۔ اس کا جواب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ قاعدہ نمبر 44 ہے کہ جب آپ نے سوال کرنا ہے تو آپ نے کس طرح اور کس کو address کرنا ہے۔ اس کو آپ چھوڑ دیں۔ وہ بالکل اس بحث میں ہی نہیں آتا اور یہ بالکل واضح ہے۔ It is mandatory. The question shall be answered by the Minister or Parliamentary

Secretary concerned. اس میں تو کوئی گنجائش ہی نہیں' mandatory ہے۔

The question shall be answered by the Minister or Parliamentary Secretary.

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ اب دو ہی صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ چونکہ منسٹر صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ اس سلسلے میں' میں دریشک صاحب سے بھی عرض کروں گا کہ پہلے بھی سپیکر صاحب متعدد بار فرما چکے ہیں کہ وہ وزراء صاحبان کی موجودگی کو یقینی بنائیں یا تو یہ ہو سکتا ہے کہ اگر ایوان چاہے تو قواعد کو معطل کر کے ان سوالات کے جوابات ایوان میں آ جائیں یا پھر دوسری صورت یہ ہے کہ یہ سوالات نہ آئیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ ایسی پہلے کوئی روایت نہیں اور قواعد کی معطلی ایسے مواقعوں پر ہوتی ہے جو انتہائی ضروری ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اسی لیے میں نے عرض کیا ہے کہ اگر ہاؤس کی مرضی ہو تو۔۔۔

چودھری محمد وصی ظفر، ہاؤس کی مرضی کی بھی بات درست ہے۔ اگر غیر معمولی حالات ہوں تو معطل کر دیں۔ ہمیں آج سات دن صرف یہ کہتے ہو گئے ہیں کہ وزراء کو بلائیں۔ اجلاس جاری ہے۔ سپیکر صاحب کو بھی کہا ہے کہ اکیس وزراء میں سے چار بیٹھے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب! آپ کیا تجویز کرتے ہیں؟

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! ہم درخواست یہ کرتے ہیں کہ ان سوالات کے بارے میں آپ کل کی تاریخ دیں اور باقی شیڈول کو آگے کریں اور ان وزیر صاحب کو بلائیں۔ اب یہ سپیکر صاحب کو یقینی بنانا ہوتا ہے کہ منسٹرز آئیں۔ ان سوالات کو کل پر رکھیں اور باقی سارے سوالات کو ایک ایک دن آگے کریں۔ منسٹر صاحب کو کل بلائیں اور وہ جوابات دیں کیونکہ لامنسٹر صاحب ان سوالات کی پوری تیاری نہیں کر سکیں گے۔ جو محکمہ چلاتے ہیں پالیسی کا بھی انھیں پتا ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر صاحب! ایک اور چیز سامنے آئی ہے کہ ہفتے یا جمعرات کو وقفہ سوالات ہوتا ہی نہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! کل سے مراد ہے کہ جو آئندہ دن سوالات کے لیے ہے' ان سوالات کو اس دن کے لیے رکھیں۔ آپ منسٹر صاحب کو by order بلائیں۔ چیئر آرڈر کر سکتی ہے۔ وہ

آ کر جواب دیں۔ انھیں تو پتا نہیں ہو گا کہ اس ضمن میں ہماری پالیسی کیا ہے اور یہ انتہائی اہم محکمہ ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر کا بھی یہی حکم تھا اور آپ کی بھی یہی خواہش ہوتی ہے کہ اس ایوان کو ہمیں ہر قیمت پر ٹھیک انداز سے چلانا چاہیے۔ میں ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کے سوالات کے لیے تیار ہو کر آیا ہوں۔ اگر میرے معزز بھائی چاہیں تو میں ان کے جواب دینے کے لیے تیار ہوں۔ اب متعلقہ وزیر کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ فرض کریں کہ اگر شاہ صاحب کی طبیعت اتوار یا پیر تک بھی ٹھیک نہ ہوئی تو پھر انھیں نہ تو میں مجبور کر سکتا ہوں۔۔۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب دے سکتے ہیں۔

وزیر قانون، پارلیمانی سیکرٹری صاحب کے والد صاحب بھی عمرے سے تشریف لا رہے ہیں۔ وہ کراچی گئے ہوئے ہیں۔ انھیں تین چار دن لگیں گے۔ اس وجہ سے میں کہتا ہوں کہ اگر انھوں نے اتوار یا پیر تک سوالات ملتوی کرائے ہیں تو اس دن بھی پھر میں ہی شاید ان کی خدمت کے لیے حاضر ہوں گا۔ اس سے تو بہتر ہے کہ یہ آج ہی سوالات کرا لیں۔ اگر یہ ان سوالات کے جوابات منسٹر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ سے ہی لینا پسند کرتے ہیں تو پھر آپ کو ان سوالات کو اس اجلاس کے آخر تک کے لیے یا اگلے سیشن تک کے لیے ملتوی کرنا پڑے گا۔ یہ آپ کی صوابدید پر ہے۔ جس طرح آپ مناسب سمجھیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! ہماری منسٹر آف ہاؤسنگ کی شرط نہیں ہے۔ ہماری شرط یہ ہے کہ جو ان کے جوابات دینے کا مجاز ہے۔ یہ تو نہیں ہے کہ آج ہی کرا لیں۔ یہ کوئی بکرا تو نہیں کہ کل کرا لیں، آج کرا لیں۔ یہ ایسی باتیں نہ کریں۔ free hand strategy بات نہ کریں۔ آپ پیر کے دن پارلیمانی سیکرٹری کو طلب فرما لیں۔ اگر وزیر ہاؤسنگ نہ آئیں تو نہ سہی۔ ان کی بجائے پارلیمانی سیکرٹری اس موڑ پر بیٹھ کر آئے جو اسے سرکاری ملی ہے اور یہاں آ کے جواب دے۔

جناب مجتبیٰ حیدر شیرازی، جناب والا! میری مودبانہ گزارش ہے۔ میں آپ کی رولنگ چاہوں گا۔ میں نے اجلاس کے پہلے دن نشان دہی کی تھی کہ معزز وزراء کرام ہاؤس میں تشریف نہیں لاتے۔ پھر جناب سپیکر نے رولنگ دی تھی کہ معزز وزراء کرام کی یہاں حاضری یقینی بنائیں۔ جناب وزیر قانون نے ان کی اس رولنگ سے اتفاق فرمایا تھا اور وعدہ کیا تھا کہ وہ وزراء کرام سے یہ کہیں گے کہ وہ یہاں تشریف

لائیں۔ ستم کی بات یہ ہے کہ اس رولنگ کے باوجود، وزیر قانون کی یقین دہانی کے باوجود وہی وزراء کرام اس دن تشریف نہیں لاتے جس دن ان کے سوالات کے جوابات مقرر ہوتے ہیں۔ اب بات یہ ہے کہ بدقسمتی سے افضال علی شاہ صاحب کسی وجہ سے تشریف نہیں لا رہے۔ تو پارلیمانی سیکرٹری کا کیا مقصد ہوتا ہے؟ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ وہ وزراء کرام جو غیر ذمہ دارانہ رویہ اختیار کیے ہوئے ہیں ان کے بارے میں تو کم از کم کچھ نہ کچھ کیا جانا چاہیے۔ کس قدر وقت ضائع ہوتا ہے۔ پھر سوالات ملتوی ہوتے ہیں اور ملتوی کیے جانے کی تجاویز دی جاتی ہیں۔ یہ رویہ قطعاً غیر ذمہ دارانہ ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری خزانے پر بوجھ ہیں۔ وہ کیوں تشریف نہیں لاتے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ بجا فرماتے ہیں۔ میں پہلے بھی وزیر قانون سے عرض کر چکا ہوں کہ وہ آئندہ کے لیے اس امر کو یقینی بنائیں کہ وزراء صاحبان ایوان میں تشریف لایا کریں۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، اس سلسلے میں میری تجویز ہے کہ وزیر قانون ذرا نظر دہرائیں۔ ہمارے جن بھائیوں کو ابھی تک کوئی عہدہ نہیں ملا ان کو بھی سیکرٹری مقرر کر لیں۔ اس کے علاوہ ہم اور کیا کہہ سکتے ہیں؟ یہ ایک تجویز ہے۔ ہمارے کسی اور بھائی کا بھی کام بن جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

راجہ محمد خالد خان، جناب والا! میں آپ سے یہ جاننا چاہوں گا اور اپنے علم میں اضافہ کرنا چاہوں گا کہ جب سپیکر ایوان سے مخاطب ہو تو کیا ایوان کا کوئی معزز ممبر اٹھ کر ان سے سوال کر سکتا ہے یا مداخلت کر سکتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ بجا فرماتے ہیں۔ سپیکر کی بات میں مداخلت نہیں کی جا سکتی۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، پوائنٹ آف آرڈر۔ سپیکر کی بات میں مداخلت نہیں کی جا سکتی لیکن One can always try to catch eyes. یہ پارلیمانی روایات میں لفظ ہیں کہ جو سپیکر کی eye کو catch کرے تو اس کی نظر میں آ جائے، ان کو وہ بلائیں گے۔ اٹھنے اور کھڑے ہونے کا مطلب مداخلت نہیں ہوتا۔ اس سے آپ کی توجہ مبذول کرانا ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس میں صورت یہ ہے کہ یا تو ان کو آئندہ کے لیے ملتوی کیا جائے یا جیسے پہلے تجویز آئی ہے اگر یہ سوالات ہاؤس میں آتے ہیں اور ہاؤس اس بات کی اجازت دے تو وزیر قانون اس کا جواب دے لے۔ اگر ہاؤس فرمائے جو ان دونوں چیزوں میں سے اراکین فرمائیں تو اس کے مطابق

کر لیں۔

**نوابزادہ غضنفر علی گل:** جناب والا! اس کے لیے رولز تبدیل کرنے کی ہاؤس اجازت نہیں دے سکتا کیونکہ رولز میں ترمیم کرنا اس وقت زیر غور نہیں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** نوابزادہ صاحب! رولز کو معطل کرنے کی اجازت ہاؤس دے سکتا ہے۔ پھر اس کو آئندہ کے لیے رکھ لیں۔

**نوابزادہ غضنفر علی گل:** آئندہ پیر کے لیے رکھ لیتے ہیں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** اس میں یہی ہو سکتا ہے۔ میں وزیر قانون سے بھی یہی عرض کرتا ہوں کہ ان کی موجودگی کے متعلق یا پارلیمانی سیکرٹری کی موجودگی کے متعلق یہ یقین دہانی کرائیں جیسے وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی کوئی مجبوری ہے اس لیے اس کو آئندہ کے لیے رکھ لیں۔

**نوابزادہ غضنفر علی گل:** اس کو 19 تاریخ تک کے لیے رکھ لیں۔

## مسئلہ استحقاق

**جناب ڈپٹی سپیکر:** نوابزادہ صاحب! 25 تاریخ تک کا تو پروگرام آ چکا ہے۔ آپ اس تمام پروگرام کو کیسے موخر کریں گے۔ یہ سوالات آئندہ پروگرام تک کے لیے defer کیے جاتے ہیں۔ اب ہم تحاریک استحقاقات کو لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 8 محمود الحسن ڈار صاحب کی ہے۔

**نوابزادہ غضنفر علی گل:** میری کل ایک تحریک استحقاق آ چکی ہے اور اس پر شارٹ سٹیٹمنٹ بھی آ چکی ہے۔ کل اس کی admissibility پر بحث ہونا تھی۔ اس سلسلے میں مجھے فرمائیں کہ کیا حکم ہے؟

**وزیر قانون:** جناب والا! اس پر سپیکر صاحب نے فیصلہ محفوظ کیا ہوا ہے۔

**نوابزادہ غضنفر علی گل:** انھوں نے پیپلز پروگرام پر فیصلہ محفوظ رکھا ہوا ہے۔ یہ دونوں ایک جیسی نہیں ہیں۔

**وزیر قانون:** یہ انھوں نے اکٹھی لی تھیں۔

**نوابزادہ غضنفر علی گل:** جناب والا! ایک تحریک identical ہے اور ایک identical نہیں ہے۔ میری عرض یہ ہے کہ ایک تحریک استحقاق نمبر 9 اے سی ماڈل ٹاؤن کے خلاف ہے اور ایک تحریک

استحقاق نمبر 10 چیف منسٹر صاحب کے خلاف ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نوابزادہ صاحب! آپ میری عرض سن لیں۔ اس پر سپیکر صاحب نے لکھا ہوا ہے۔ نمبر 9 سے نمبر 12 تک اکٹھی لی گئی ہیں۔ اس میں بھی فرمایا ہوا ہے کہ اس کا فیصلہ ملتوی کیا ہوا ہے۔ وہ اس پر بعد میں فیصلہ دیں گے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، فیصلہ یہ ہوا تھا کہ نمبر 9 اور نمبر 10 کو اکٹھا پڑھ لیں۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ نمبر 9۔ اے سی کے خلاف ہے اور نمبر 10 چیف منسٹر کے خلاف ہے۔ یہ اس لیے ایک جیسی نہیں کہ ایک سرکاری ملازم کے خلاف ہے اس میں پوزیشن اور ہوتی ہے اور جو اس ایوان کے ممبر کے خلاف ہو اس کی پوزیشن اور ہوتی ہے۔ ان دونوں کو ایک ساتھ پڑھا جانا تھا لیکن رولنگ ان کی الگ الگ ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ ان کے فیصلے جو ہیں---

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! میں تو کل ایوان میں نہیں تھا۔ میری تو تحریک take up نہیں ہو سکتی جب تک میں ایوان میں موجود نہ ہوں۔ یہ بھی قانون ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا یہ 10 تاریخ کی بات ہے؟

نوابزادہ غضنفر علی گل، کل کی بات ہے۔ یہ کل دوبارہ take up ہوئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں کل کی بات نہیں کر رہا ہوں۔ اس پر 10 تاریخ اور 13۔ فروری 1990ء لکھا ہوا ہے۔ وزیر قانون نے اپنا point of view دیا ہے اور سپیکر صاحب نے اس پر فیصلہ ملتوی کیا ہوا ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، سپیکر صاحب نے اس کو پڑھنے کی اجازت دی تھی لیکن اس کے مختلف فیصلے ہوتے ہیں۔ ایک سرکاری ملازم کے خلاف ہے۔ اس کے استحقاق کا معاملہ علیحدہ ہے اور ایک نمائندہ آدمی جو اس ایوان کا ممبر ہے اس کے استحقاق کا مسئلہ علیحدہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں بھی وہی بات عرض کر رہا ہوں جو سپیکر صاحب نے اس پر لکھی ہوئی ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، ٹھیک ہے۔ ان کو آنے دیجیے۔ جب وہ تشریف لے آئیں گے تو پھر بات ہو جائے گی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب سپیکر! میری ایک تحریک استحقاق اسمبلی کے ملازمین کے متعلق تھی جو کہ out of turn پیش کی گئی تھی۔ وزیر قانون نے کہا تھا کہ میں اس کو پڑھ نہیں سکا۔ اس لیے اس کو اگلے دن پر رکھ لیا جائے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ یہ چونکہ اسمبلی کے ملازمین کے متعلق ہے۔ ہم سب کے متعلق ہے اور جس کرسی پر آپ زینت افروز ہیں اس کے متعلق بھی ہے۔ آپ کو بھی چاہیے کہ آپ اس کی حمایت کریں کیونکہ یہ آپ کے ملازمین کے متعلقہ قرار داد ہے۔ اس کو out of turn پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ اس کی پہلے اجازت نہیں ہو سکی تھی کیونکہ وزیر قانون نے اس کا مطالعہ نہیں کیا تھا۔ انھوں نے اس کے لیے تھوڑی سی مہلت مانگی تھی۔ اب چونکہ تین دن گزر گئے ہیں۔ اب وہ مطالعہ کر چکے ہیں۔ یہ اسمبلی کے تمام ملازمین سے متعلق ہے۔ اس لیے سب معزز ارکان کا یہ فرض ہے کہ وہ اس جائز بات کو زیر بحث لائیں تاکہ ان ملازمین کو اطمینان ہو سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مجھے تو اس کا علم نہیں۔ لاءمنسٹر صاحب کیا آپ کو علم ہے کہ اس کی اجازت جناب سپیکر نے فرما دی تھی کہ اس کو out of turn لے لیا جائے؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! اس کا نمبر 31 ہے۔

وزیر قانون، مولانا صاحب نے اس دن اجازت چاہی تھی۔ اس پر میں نے جناب سپیکر کی خدمت میں گزارش کی تھی۔ مجھے تو پتا ہی نہیں کہ تحریک کس بارے میں ہے اور نہ ہی میرے پاس اس کا جواب آیا ہے۔ میں اس وقت اس پوزیشن میں نہیں کہ اس بارے میں کوئی جواب دے سکوں۔ اس کو out of turn لینے کا کوئی مناسب موقع بھی نہیں۔ ویسے بھی out of turn تو اسی صورت میں لیا جا سکتا ہے جب کہ خدانخواستہ کسی ممبر کا کوئی ذاتی مسئلہ ہو۔ وگرنہ out of turn لینے کی کوئی بات نہیں۔ مجھے تو ابھی تک جواب ہی نہیں پہنچا۔ عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ چار پانچ تحاریک استحقاقات ہوتی ہیں اور ان کے متعلق متعلقہ محکمہ مجھے brief کرتا ہے جن کی توقع ہاؤس میں آنے کی ہوتی ہے۔ اس ضمن میں، میں نے اپنے طور پر بات کی تھی اور میں مولانا صاحب کی خدمت میں بھی یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس ضمن میں میری جناب سپیکر سے بھی بات ہوئی ہے کہ اسمبلی کے ملازمین کے حقوق کا تحفظ کرنا ہم اپنا فرائض منصبی سمجھتے ہیں۔ میں مولانا صاحب سے مل کر جناب سپیکر کی خدمت میں عرض کر دوں گا کہ جناب سپیکر یہ ایک ریزولیوشن ہوا تھا کہ اسمبلی ملازمین کی رہائش کا بندوبست کیا جائے۔ اس

کو بنیاد بنا کر انھوں نے تحریک استحقاق دی ہے۔ ریزولیوشن کسی تحریک استحقاق کی بنیاد نہیں بن سکتا۔ فنی طور پر یہ تحریک استحقاق بن ہی نہیں سکتی۔ چونکہ یہ اسمبلی کے ملازمین کے بارے میں ہے۔ لہذا اس سلسلے میں، میں نے سپیکر صاحب سے بھی بات کی ہے۔ ہم مولانا صاحب سے مل کر ان کے ساتھ بات کر کے ان کا یہ مسئلہ حل کرنے کے لیے کوئی طریق کار وضع کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مولانا صاحب! ٹھیک ہے۔ میری گزارش ہے کہ آپ وزیر قانون سے مل لیں اور اگر اس کا کوئی حل نظر نہ آئے تو پھر اس کو دیکھ لیں گے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب سپیکر! میری اپنی ایک تحریک استحقاق ذاتی تھی لیکن میں نے اس پر اپنے ان ملازمین کی تحریک استحقاق کو فوقیت دے کر out of turn کی اجازت چاہی تھی۔ حالانکہ میری اپنی دو تحاریک ہیں۔ اس لیے ہم سمجھتے ہیں کہ ہم سب کا فریضہ ہے کہ ان کے حقوق کے لیے مثبت سعی کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ یہ مسئلہ ایک دو ماہ میں حل ہو جائے گا۔ میں نے پہلے بھی محمود الحسن ڈار صاحب کو نمبر 8 پڑھنے کے لیے کہا تھا۔ اگر وہ تشریف رکھتے ہیں تو ہم نمبر 8 کو take up کریں۔ جی شاہ صاحب!

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! میں اس وقت قائم مقام اپوزیشن لیڈر کے فرائض انجام دے رہا ہوں۔ اس دن طے یہ ہوا تھا۔ جناب سپیکر کے سامنے مولانا منظور احمد چنیوٹی کی تحریک استحقاق پیش ہوئی تھی تو یہ طے پایا تھا کہ لیڈر آف دی اپوزیشن اور جناب قائم مقام قائد ایوان مل کر اس تحریک استحقاق کے بارے میں فیصلہ کریں گے۔ اس دن وزیر قانون کا موقف کچھ اور تھا اور آج ان کا موقف کچھ اور ہے۔ جناب سپیکر نے یہ فیصلہ دیا تھا۔ اس کی ایک کاپی رانا ثوکت محمود قائد حزب اختلاف کو دی گئی تھی۔ انھوں نے مجھے یہ کاپی دی ہے کہ آپ ان سے مل کر فیصلہ کر لیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ میں مولانا منظور احمد چنیوٹی کی اس تحریک استحقاق کی حمایت کرتا ہوں۔ اس کو take up کیا جائے کیونکہ یہ اسمبلی ملازمین سے متعلق ہے۔ اس تحریک استحقاق کو لیا جائے جیساکہ پہلے فیصلہ ہو چکا ہے کہ اپوزیشن اور وزیر قانون مل کر کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب! ایسے ہے کہ آپ پہلے مل بیٹھ کر اس کا کوئی way out نکالیں۔ اگر یہ فیصلہ نہ ہو تو پھر اسے ہاؤس میں لے آئیں گے۔ آپ پہلے مل کر فیصلہ کر لیں۔ اگلی تحریک

استحقاق نمبر 8 میاں محمود الحسن ڈار صاحب کی ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! اس کے لیے ہمیں کوئی یقین دہانی کرائیں یا وہ کوئی تاریخ مقرر کریں تا کہ یہ مسئلہ حل ہو سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' لاہنسٹر صاحب! آپ بتا دیں جس دن آپ لیڈر آف دی اپوزیشن سے مل سکتے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! اسے پیش ہوئے تین روز گزر چکے ہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اس معاملے میں ہاؤس میں اس دن لیڈر آف دی اپوزیشن کی بات ہوئی تھی۔ یہ مولانا صاحب محرک ہیں۔ ان میں سے کسی نے میرے ساتھ رابطہ نہیں کیا۔ میں خود سپیکر صاحب کے پاس گیا ہوں۔ سیکرٹری اسمبلی بھی وہاں موجود تھے۔ میں نے خود یہ معاملہ ان کے ساتھ چھیڑا ہے۔ ان سے جتنے یہ سنجیدہ ہیں اتنا ہی میں بھی سنجیدہ ہوں۔ ہم بیٹھ کر ایک لائحہ عمل تیار کر لیں گے۔ ان سرکاری ملازمین کے بارے میں بہت سارے معاملات involved ہیں۔ فنانس involved ہو گا۔ میں ہاؤس کے Floor پر commitment کر دوں کہ جب تک میں متعلقہ لوگوں کے ساتھ یہ پورا مسئلہ طے نہ کر لوں اس وقت تک میں اس پوزیشن میں نہیں ہوں کہ ہاؤس کے Floor پر میں کوئی ایسی commitment کروں۔ میں مولانا صاحب اور لیڈر آف دی اپوزیشن' سپیکر صاحب کے ساتھ بیٹھ کر اس کا کوئی لائحہ عمل تیار کر کے اس مسئلے کو حل کرنے میں ان کے ساتھ بھرپور تعاون کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' بجا فرمایا ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، ٹھیک ہے۔ لیکن اس کی کوئی تاریخ رکھ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب تحریک استحقاق نمبر 13 نوابزادہ غضنفر علی گل صاحب کی ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! فی الحال میں اس کو take up نہیں کرنا چاہتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ take up نہیں کرتے یا withdraw کرتے ہیں؟

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! میں اسے withdraw کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تحریک استحقاق نمبر 14 جناب عبدالقادر شاہین صاحب کی identical ہے اور وہ

ویسے بھی تشریف نہیں رکھتے۔ تو اگلی تحریک استحقاق نمبر 17 ہے۔

میاں محمود الرشید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' میاں صاحب!

میاں محمود الرشید: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ یہ اجلاس ہمارے اپوزیشن کے دوستوں کی ریکوزیشن پر طلب کیا گیا تھا لیکن انتہائی افسوس کے ساتھ یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ آج بھی یہاں اپوزیشن کے چار پانچ افراد موجود ہیں۔ باقی ممبر صاحبان یہاں پر نہیں آئے۔ لہذا اس جانب ان کی توجہ مبذول کرائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! یہ بات پہلے ہو چکی ہے۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ اب ہم اس پر وقت نہ لیں۔ جی' مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب! تحریک استحقاق نمبر 17۔

## امریکی ٹیلی وژن پر دکھائے جانے والے پروگرام میں حدود آرڈیننس کی تضحیک

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ حال ہی میں مجھے تبلیغی سلسلہ میں برطانیہ' امریکہ اور کینیڈا کے دورہ پر جانے کا اتفاق ہوا۔ اس دوران بے شمار لوگوں نے میری امریکی ٹیلی وژن سے دکھائے جانے والے پروگرام "ٹوئنٹی ٹوئنٹی" جو پاکستانی خواتین کے انٹرویوز پر مشتمل تھا اور جسے بی بی سی کے نامہ نگار جیرال نے فلم بند کیا تھا' کی طرف توجہ دلائی بلکہ شکاگو میں پاکستانی احباب نے مجھے یہ پروگرام دکھایا اور ریکارڈ کے لیے اس کی ایک کاپی بھی دی جو میرے پاس موجود ہے۔ اس کے بارے میں ایک خبر روزنامہ "جنگ" لندن میں مورخہ 2۔ اکتوبر 1989ء کو شائع ہو چکی ہے۔ جس کی فوٹو سٹیٹ کاپی لف ہے۔

اس پروگرام میں پاکستانی خواتین کو مظلوم بنا کر پیش کیا گیا ہے اور خود ساختہ کرداروں کے ذریعے گھناؤنا نقشہ پیش کرتے ہوئے نہ صرف حدود آرڈیننس اور اسلامی احکام کا مذاق اڑایا گیا ہے بلکہ قوانین کو غیر منصفانہ اور انسانی حقوق کے منافی قرار دیا گیا ہے۔ یہ انتہائی ستم ظریفی ہے کہ حکومت کے ذمہ دار حضرات کے انٹرویوز سے ان باتوں کی تائید کی گئی ہے۔

اس پروگرام سے نہ صرف بیرون ملک پاکستان کے وقار کو ٹھیس پہنچی ہے اور اسلامی احکام کا مذاق اڑایا گیا ہے بلکہ پاکستانی باشندوں کو بے حد شرمساری کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور خود مجھے ایک

منتخب رکن اسمبلی کی حیثیت سے جا بجا جواب دہی کی صورت حال پیش آئی ہے جو انتہائی پریشان کن رہی ہے۔ اس واقع سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کے ہر محب وطن معزز رکن کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری استدعا ہے کہ اس اہم مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی روک کر بحث کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، آپ نے وہاں کچھ دیکھا ہے؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جی ہاں۔ میں نے دیکھا ہے اور آپ کو دکھانے کے لیے اس کی کاپی بھی لایا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، cross talk نہ کیجیے۔ مولانا صاحب! آپ شارٹ سٹیٹمنٹ دیجیے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں خود ایسے پروگرام نہ دیکھتا ہوں، نہ شوقین ہوں اور نہ میرے پاس ٹیلی وژن ہے۔ میں چونکہ امریکہ گیا ہوا تھا۔ وہاں پر ہمارے پاکستانی بھائی اس پروگرام سے سخت پریشان تھے اور انھوں نے مجھ سے اپنی پریشانی کا اظہار کیا۔ میرے سامنے یہ بات رکھی کہ یہ پروگرام جو یہاں دکھایا گیا ہے جس کی کئی دن تک تشہیر ہوتی رہی اس سے ہمارے پاکستانیوں کی گردنیں شرم سے جھک گئی ہیں اور ہم اس سے سخت پریشان ہیں۔ اس بنا پر انھوں نے مجھے وہ فلم دکھائی اور اس کی ایک کاپی مجھے مہیا کر دی۔ وہ میں یہاں ایوان میں بھی پیش کر سکتا ہوں تاکہ یہ حضرات خود اسے دیکھیں کہ کس طرح اسلام کا مذاق اڑایا گیا اور یہاں پر اس فلم کو دکھایا گیا اور جو خواتین کہیں کوئی جیل میں ہیں یا کوئی ایسی پسماندگی کی حالت میں ہیں ان کو دکھایا گیا اور پھر حدود آرڈیننس جو اللہ تعالیٰ قرآن حکیم کے اندر حدود مقرر کرتا ہے ان کا مذاق اڑایا گیا۔ ان کو ظالمانہ اور وحشیانہ سزائیں قرار دیا گیا۔ اس طریقے سے صرف مسلمانوں کو نہیں بلکہ اسلام کو اور پاکستان کو بدنام کیا گیا۔ جس میں ہم لوگ جو اس ایوان میں بیٹھے ہیں بھی متاثر ہیں۔ اس لیے اس تحریک کو آپ منظور فرمائیں اور استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں تاکہ اس کے پہلوؤں پر بحث کی جائے اور آئندہ اس قسم کی بدنامی کی کوئی چیز اور حرکت کا انسداد کیا جا سکے۔ یہ انتہائی ضروری ہے۔ آپ اگر اس دوران بیرون ملک گئے ہوں اور آپ کو بھی سابقہ پڑا ہو تو پتا چلے گا۔ وہاں مجھے ایک ڈاکٹر صاحب ملے انھوں نے مجھے کہا کہ میں اپنی بچی کو تیار کر رہا تھا کہ پاکستان بھیج دوں اس لیے کہ یہاں ماحول صحیح نہیں۔ لیکن یہ پروگرام دیکھ کر بچی کہنے لگی کہ ابو میں تو پاکستان نہیں جاؤں گی اس لیے کہ وہاں تو پاکستان میں

عورتوں پر بڑا ظلم ہو رہا ہے۔ حالانکہ اس پاکستان میں اگرچہ وہ شریعت کے حکم کی خلاف ورزی ہے اور اس کے باوجود ایک عورت وزیر اعظم ہمارے ملک پر مسلط ہے۔ عاصمہ جہانگیر جو اس ظلم میں پورا کردار ادا کر رہی ہے وہ ایک غیر ملکی نامہ نگار کے ساتھ اور غم کاسٹ کرنے والوں کے ساتھ اکیلی کار میں سفر کر رہی ہے۔ اس نے پوری غم کہانی ہے۔ یہ اسلام کے ساتھ اس طرح کھلا مذاق کیا گیا ہے۔ اس سے امریکی باشندہ سوال کرتا ہے کہ اگر میں تجھے ہاتھ لگا دوں اور چھیڑ دو تو کیا ہو گا؟ وہ کہتی ہے کہ نہ نہ مجھے دس سال قید ہو جائے گی۔ حالانکہ وہ خود اس کے ساتھ اکیلی پھر رہی ہے۔ اس طریقے سے اسلام کو اور پاکستان کو بدنام کیا گیا ہے۔ لہذا میں آپ سے درخواست کروں گا کہ یہ نہایت ہی اہم مسئلہ ہے اور بیرون ملک اس سے پاکستان کا وقار اور مسلمانوں کا وقار انتہائی مجروح کیا گیا ہے۔ ایسی گھناؤنی تصویر پیش کی گئی ہے جس سے لوگوں کو اسلام سے متنفر کیا گیا ہے۔ حالانکہ اسلام نے جو عورتوں کو حقوق دیے ہیں ہم چیلنج کرتے ہیں کہ وہ کسی مذہب میں بھی نہیں ہیں۔ اسلام وہ مذہب ہے جس نے عورت کو برابری کے ایسے حقوق دیے ہیں جہاں پر عورت اور مرد کتنی باتوں میں برابر قرار دیے گئے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود عورتوں کے لیے اپنی حدود ہیں اور مردوں کے لیے اپنی حدود ہیں۔ یہ حدود آرڈیننس صرف عورتوں کے لیے ہی نہیں مردوں کے لیے بھی ہے۔ جو بھی جرم کرے گا' چاہے عورت کرے' چاہے مرد کرے' دونوں کے لیے ایک ہی سزا ہے۔ لیکن یہاں پر اس آڑ میں حدود آرڈیننس کی مخالفت کر کے صریحاً قرآن کی مخالفت کی جا رہی ہے۔ اسلام کی مخالفت کی جا رہی ہے۔ عورتوں کو مظلوم ثابت کر کے کہ ان پر بڑا ظلم ہو رہا ہے یہ اس طریقے سے بدنامی کا باعث ہے۔ لہذا میری آپ سے درخواست ہے کہ اس اہم مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے آپ اسے فوری طور پر منظور فرمائیں۔

**جناب محمد اسلم گورداسپوری، پوائنٹ آف آرڈر۔**

**جناب ڈپٹی سپیکر،** گورداسپوری صاحب! کیا آپ یہ موقع دیں گے کہ وزیر قانون صاحب ذرا بات کر لیں۔

**چودھری محمد وصی ظفر ، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔**

**جناب ڈپٹی سپیکر،** وصی ظفر صاحب! میری آپ سے درخواست ہے کہ پہلے اس پر بات کر لیں اور اس پر فیصلہ کر لیں۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر بھی یہی ہے کہ وزیر قانون صاحب اس پر کیوں جواب دیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں، میں نے ان کی assistance مانگی ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! پہلے آپ میرا پوائنٹ آف آرڈر سن لیں اور اس پر اپنی رولنگ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر صاحب! میں نے ان کی صرف assistance مانگی ہے۔ فیصلہ تو میں نے کرنا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! یہ صرف دو منٹ کی بات ہے۔ اگر میرا پوائنٹ آف آرڈر غیر متعلقہ ہو گا اور اگر آپ مجھے بیٹھنے کے لیے کہیں گے تو میں بیٹھ جاؤں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! یہی پوائنٹ آف آرڈر میں نے کل بھی اٹھایا تھا۔ ہم نے جو تحاریک استحقاق اس ایوان میں پیش کرنی ہیں ان کے بارے میں طریق کار قواعد نمبر 56، 57 اور 58 میں ہے اور جو تحاریک استحقاق ہم نے رولز کے مطابق ایوان میں پیش کرنی ہیں ان کے بارے میں رول 56 ہے اور وہ یہ ہے کہ۔۔۔

56- The Speaker shall, after the disposal of question and before the List of Business is entered upon, call upon the member who gave notice and thereupon the member shall raise the question of privilege and may make short statement relevant thereto.

جناب والا! ممبر نے تو اپنی شارٹ سٹیٹمنٹ دے دی۔

Provided that where a member is allowed to raise a question of privilege during the course of sitting under the proviso to rule 54 he shall raise the question immediately after his being allowed to do so, or at such other time as the

Speaker directs.

57- A question of privilege shall have precedence over adjournment motions.

58- If the Speaker holds the motion to be in order, the Assembly may consider and decide a question of privilege or may, on a motion either by the member who raised the question or by any other member, refer it to the Committee on Privileges for report.

اس میں وزیر قانون کا ذکر کہیں نہیں آتا۔ اس میں سپیکر کا استحقاق ہے کہ وہ ممبر کی تحریک استحقاق پر خود غور کرے یا وہ ایوان کے سامنے خود پیش کر دے کہ ایوان کی کیا رائے ہے؟ پھر جو اکثریت کہہ دے۔ ادھر تو total procedure ہی غلط چل رہا ہے۔ اس میں دو باتیں ہیں۔ ایک تو سپیکر کی اپنی مرضی ہے کہ وہ ایوان میں اسے پیش کرے اور زیادہ یہ بہتر ہے کہ سپیکر کو اسے ایوان میں پیش کرنا چاہیے تاکہ ایوان یہ فیصلہ کرے یا پھر اس کی اپنی صوابدید ہے۔ وزیر قانون ہر تحریک استحقاق پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ہر تحریک استحقاق میں وہ غیر ضروری طور پر مداخلت کرتے ہیں۔ ایسا کوئی رول یا قاعدہ موجود نہیں اور اگر کوئی روایت ہے تو روایت کا بھی صحیح استعمال ہونا چاہیے۔ وہ روایت اس حد تک ہی ہو سکتی ہے کہ کوئی ایسی technicality آگئی ہے یا کوئی ایسا fact آگیا ہے جس کا جواب جناب سپیکر ضروری سمجھیں کہ وزیر قانون صاحب یا حکومت دے تو وہ صرف اس حد تک وزیر قانون کو اجازت دے سکتے ہیں کہ آپ اس بات کا جواب دیں کہ آیا یہ واقعہ درست ہے یا غلط؟ باقی تمام کا تمام اختیار سپیکر صاحب کا ہے۔ یہ سپیکر اور حکومت میں divide نہیں ہونا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر صاحب! میں اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ غالباً اس سے پہلے بھی یہ پوائنٹ اٹھایا گیا ہے۔ جناب سپیکر نے یہ فرمایا تھا کہ یہ روایت چلی آ رہی ہے۔ جب پہلے ہی ایوان میں ایک چیز کا فیصلہ ہو چکا ہے اور سپیکر صاحب کی طرف سے رولنگ آ چکی ہے باقی کیا رہ گیا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، نہیں، جناب والا! انھوں نے فرمایا تھا کہ اسے چیمبر میں discuss کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چلو! اس پر discuss کر لیں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، انھوں نے فائنل نہیں کہا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ ہم اس پر مزید discussion کر لیں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! جتنی دیر یہ discuss نہیں ہوتا آپ اتنی دیر رولز کے مطابق چلیں اور وزیر قانون صاحب کو خاموش رکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں ۔ اس پر ہم فیصلہ کریں گے۔ کیا اس میں وزیر قانون صاحب کچھ فرمانا پسند کریں گے؟

وزیر قانون، جناب والا! میں صرف اتنی گزارش کرتا ہوں کہ ایک غیر ملکی کمپنی نے اکتوبر 89ء میں یہ فلم دکھائی۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش، جناب والا! ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ بڑی خوبصورت بات ہے۔ آپ اسے ذرا سنیے۔ وہ جو کچھ فرما رہے ہیں آپ اس سے اتفاق کریں گے۔

وزیر قانون، اس پر ہماری صوبائی حکومت پنجاب کا کوئی دائرہ اختیار بھی نہیں۔ اس وجہ سے اگر ہم اسے استحقاق کمیٹی کو دے بھی دیں گے تو ہم اس پوزیشن میں نہیں ہوں گے کہ امریکہ سے جس کمپنی نے اسے نشر کیا ہے اس کے خلاف ہم کسی طریقے سے کوئی کارروائی کر سکیں۔ اس کا زیادہ تر تعلق وزارت خارجہ سے بھی ہے۔ اس لیے اگر مولانا صاحب پسند فرمائیں تو اس سلسلے میں یہ ایک ریزولیوشن لے آئیں جو ہم مرکزی حکومت کو بھیجیں گے اور مرکزی حکومت امریکن حکومت یا اس سے متعلقہ ادارے سے اس بارے میں احتجاج کرے۔ یہ میری تجویز ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس میں ایک تو بات یہ ہے کہ اس طرح کی دو تحاریک پچھلے سیشن میں آ چکی ہیں۔ چونکہ یہ معاملہ recent occurrence بھی نہیں بنتا اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ صوبائی معاملہ بھی نہیں۔ اس لیے میں اس کو خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! مولانا صاحب میرے علم کے مطابق انگلستان بھی گئے تھے اور امریکہ بھی گئے ہیں۔ انھوں نے اس فلم کے علاوہ اور بھی بہت کچھ دیکھا ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نماز کے لیے ایوان کی کارروائی 15 منٹ کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

(4 بج کر 35 منٹ پر ایوان کی کارروائی نماز عصر کے وقفہ کے لیے ملتوی کی گئی)

(نماز عصر کے وقفہ کے بعد 5 بج کر 3 منٹ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

راؤ طارق محمود، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! کل میری ایک تحریک استحقاق آج کے لیے pending ہوئی تھی اور آج تک کے لیے اس پر فیصلہ ملتوی کیا گیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کی تحریک استحقاق pending ہوئی تھی؟ کون سا نمبر تھا؟

راؤ طارق محمود، اس پر میری short statement ہو گئی تھی اور وزیر قانون کی بھی short statement ہو گئی تھی۔ آج تک کے لیے اس پر فیصلہ ملتوی تھا۔ یہ نمبر 30 ہے۔ یہ اسمبلی کے ملازم کو جو مارا پیٹا گیا ہے اور اس پر تشدد کیا گیا ہے اس کے بارے میں تھی۔ اس پر پورا ہاؤس متفق ہے کہ یہ admit ہونی چاہیے۔ میں دونوں طرف کے لیڈران سے ملا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس سلسلے میں سپیکر صاحب نے کچھ فرمایا تھا؟

راؤ طارق محمود، جی ہاں۔ آج تک کے لیے کہا تھا کہ آج فیصلہ کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس میں انھوں نے غالباً یہ بھی فرمایا تھا کہ آپ لاءمنسٹر صاحب سے مل کر اس کو sort out کر لیں۔ کوئی ایسی بات ہوئی تھی؟

راؤ طارق محمود، جی ہاں۔ ایسی بات ہوئی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو اب آپ پہلے لاءمنسٹر صاحب سے ملے ہیں؟

راؤ طارق محمود، میرا خیال یہ تھا کہ شاید یہ مجھے ہاؤس کا وقت ختم ہونے کے بعد خود ہی بلائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، گزارش یہ ہے کہ جب سپیکر صاحب سے یہ بات طے ہو گئی تھی تو آپ اسی طرح کر لیتے۔ اب آپ لاءمنسٹر صاحب سے بیٹھ کر بات کر لیں۔ اگر یہ sort out نہ ہو تو پھر ہم اسے لے لیں گے۔ یہ pending تو ہے۔

راؤ طارق محمود، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جب یہ کمیٹی میں جائے گی تو ہم وہاں بیٹھ جائیں گے۔ اس میں کیا حرج ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، گزارش یہ ہے کہ آپ ان سے ملیں تو سہی۔ اگر یہ sort out نہیں ہوتی تو پھر

اس کو ہاؤس میں لے آئیں گے اور کمیٹی کے سپرد کر دیں گے۔ آپ ان سے مل لیں۔ کمیٹی کی کارروائی تو کافی لمبی ہوتی ہے۔ شاید اس کا فیصلہ جلدی ہو جائے۔ کمیٹی کی بجائے جو بھی بات اس طرح سامنے آتی ہے وہ جلدی ہو جاتی ہے۔ آپ لاءمنسٹر صاحب سے مل لیجیے۔ اگر یہ sort out نہ ہوا تو پھر اسے کمیٹی میں لے آتے ہیں۔

راؤ طارق محمود، اگر آپ اسے آج ہی ہاؤس میں لے آئیں تو اس میں کیا اعتراض ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، اعتراض کی بات نہیں۔ میری صرف یہ گزارش ہے کہ جو فیصلہ سپیکر صاحب کے سامنے ہوا ہے' آپ ایک بار اسے sort out تو کریں۔ اسے دیکھیں تو سہی۔ اگر وہ ہو جائے تو ہو سکتا ہے کہ کمیٹی کی بجائے جلدی کوئی ایسی بات نکل آئے۔ کمیٹی کی کارروائی تو کافی لمبی ہو جاتی ہے۔

راؤ طارق محمود، جناب سپیکر! اس سے یہ تاثر پیدا ہو رہا ہے کہ ہم اسمبلی کے ملازمین سے تعاون نہیں کرنا چاہتے۔ اس کو pending کرنے سے یہ تاثر پیدا ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ یہ بات نہیں ہے۔ اگر آپ رولز پر جائیں تو اسمبلی کے ملازمین کی کوئی privilege نہیں بنتی۔ آئین میں کہیں بھی نہیں ہے کہ اسمبلی کے ملازمین کے لیے کوئی privilege بنے۔ آپ کا ان کو تحفظ دینے کے لیے فیصلہ ہوا ہے اور ان کو تحفظ دینا ہم سب پر فرض ہے اور ان کو تحفظ ملے گا۔ لیکن آپ تھوڑا سا ایسے کریں کہ جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ آپ لاء منسٹر صاحب سے ملیں تو سہی۔ اگر فوری طور پر ایک تحفظ ملتا ہے تو اس سے کہیں بہتر ہے کہ آپ اسے دو تین مہینے کے لیے کمیٹی میں لے جائیں۔

راؤ طارق محمود، جناب سپیکر! وہ دو چار تھپکیاں دے کر بٹھا دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ان کی تھپکیوں میں نہ آئیں۔ آپ ان سے بات کریں۔ اگر آپ ان کی تھپکیوں میں آتے ہیں تو پھر بات تو نہ ہوئی۔ آپ کہیں کہ جناب تھپکیوں کے بجائے یہ فیصلہ کریں۔

راؤ طارق محمود، جناب سپیکر! اگر آپ کہتے ہیں تو یہ کر لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں۔ ایسے کر لیں ورنہ پھر اسے ہاؤس میں کل لے آئیں گے۔

راؤ طارق محمود، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تحریک استحقاق نمبر 18 سید ذاکر حسین شاہ صاحب کی ہے۔

## صوبائی دارالحکومت میں نئے سال کے موقع پر رقص و سرور کی محفلوں کا انعقاد

سید ذاکر حسین شاہ، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ یکم جنوری 1990ء کو نئے سال کے موقع پر لاہور کی انتظامیہ کی طرف سے رقص و سرور کی محفلوں پر پابندی لگائی گئی تھی لیکن اس پابندی کے باوجود اخبارات کے مطابق گارڈن ٹاؤن، گلبرگ، ڈیفنس اور دیگر فیشن ایبل علاقوں میں ایسی تقاریب منعقد کرنے کا اہتمام کیا گیا اور حیا سوز محفلیں منعقد ہوتی رہیں۔ انتظامیہ کی طرف سے جان بوجھ کر ایسی تقاریب کے انعقاد کو نظرانداز کیا گیا اور حیا سوز اور گھناؤنے پروگراموں کو نہ روکا گیا۔ دراصل حکومت پنجاب نے عوام کو دھوکہ دینے کے لیے ایک طرف تو حیا سوز محفلوں پر پابندی کا اعلان کیا اور دوسری طرف عملاً اس کے انعقاد کی اجازت دے دی۔ نئے سال کی پہلی شب لاہور کی مختلف جگہوں پر جس انداز سے پینے پلانے اور رقص و سرور کا مظاہرہ کیا گیا ہے وہ انتہائی قابل مذمت ہے۔ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے اور پنجاب اس کا سب سے بڑا صوبہ ہے اور اس صوبے کا حکمران گو کہ اسلامی نظام کے نفاذ کا دعوے دار ہے۔ نئے سال کے موقع پر لاہور کے متذکرہ بالا علاقوں میں جو حیا سوز اور فحش محافل رقص و سرور برپا ہوئیں یہ اسلامی تعلیمات اور قرآن و سنت کی صریحاً خلاف ورزی ہے اور اس سے اسلام کا تقدس پامال کرنے کی دانستہ کوشش کی گئی۔ صوبائی دارالحکومت میں کھلے عام خلاف اسلام حرکات اور محافل سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میری تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! میری یہ تحریک استحقاق انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ اسلام پاکستان کا سرکاری مذہب ہے اور صوبے میں جن لوگوں کی حکومت ہے انھوں نے 1988ء میں اسلامی نظام کے نفاذ کی بنیاد پر لوگوں سے ووٹ مانگے اور لوگوں سے ووٹ لیے۔ انھوں نے وعدہ کیا کہ ہم صوبہ میں اسلامی نظام نافذ کریں گے اور اس کے بعد بھی بارہا وزیر اعلیٰ پنجاب نے کہا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب! ایک منٹ کے لیے میں آپ کی تقریر میں مداخلت کروں گا۔ مجھے افسوس ہے کہ میں نے ایک بات پہلے کی تھی کہ اسمبلی ملازمین کی privilege نہیں بنتی۔ مجھے بہت افسوس ہے۔ ان کی privilege بنتی ہے۔ میں ہاؤس کو واضح کرنا چاہتا تھا۔ ایک رول quote کیا گیا ہے۔ میں نے اس کو دیکھا ہے۔ اسمبلی کے ملازمین کی privilege بنتی ہے۔ میں ہاؤس کو یہ واضح کرنا

چاہتا تھا۔ پہلے میں نے ایک بات روانی میں کہہ دی تھی۔

راؤ طارق محمود، یہ اور زیادہ موثر بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' شاہ صاحب! اب آپ فرمائیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! آئین کی دفعہ 2 (a) کے تحت قرار داد مقاصد پاکستان کے آئین کا حصہ بن چکی ہے اور قرار داد پاکستان میں یہ بات شامل کی گئی ہے کہ ہماری زندگیاں' ہمارا انداز زندگی' ہمارا رہن سہن' ہمارا نظام یہ سب اسلام کے مطابق ہو گا۔ اس ملک میں قرآن و سنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بن سکتا۔ قرار داد مقاصد میں یہ کہا گیا ہے کہ "پاکستان عدل عمرانی کے اسلامی اصولوں پر مبنی ایک جمہوری ملک ہو گا"۔ اس پوری قرار داد مقاصد میں اسلام کی روح کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ ایک طرف تو حکومت پنجاب اسلام کا دعویٰ کرتی ہے کہ ہم اسلامی نظام نافذ کریں گے تو دوسری طرف جہاں صوبائی حکومت کا ہیڈ کوارٹر ہے' دارالحکومت ہے' وہاں اس قسم کے ناچ گانے کی محفلیں سرعام ہو رہی ہیں اور اس میں اہم شخصیات بڑی بڑی بااثر شخصیات شامل ہوئیں۔ انتظامیہ نے کہا پابندی ہے لیکن کسی کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ اسلام کی دھجیاں بکھیرنے پر' قرار داد مقاصد کی مخالفت کرنے پر' آئین کی روح کی مخالفت کرنے پر اور ان دفعات کی جن میں کہا گیا ہے کہ قرآن و سنت کے منافی کوئی قانون اس ملک میں نہیں بن سکتا' انتظامیہ کی طرف سے ان فحش حرکات' ان خلاف اسلام محفل رقص و سرور کی اجازت سے نہ صرف میرا بلکہ ہر مسلمان' اس صوبے میں بسنے والے ہر مومن اور مومنہ' ہر مسلم اور مسلمہ کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ یہ انتہائی اہم نوعیت کی تحریک استحقاق ہے۔ آپ اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں۔ نہ صرف دنیا کی نظر میں بلکہ قیامت کے روز خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں بھی آپ سرخرو ہوں گے اور آپ کو ایک اچھے نام سے یاد کیا جائے گا۔

جناب والا! میری آپ سے گزارش ہے اور آپ خود بھی ماشاء اللہ باریش ہیں۔ آپ کا حلیہ شریعت کے مطابق ہے اور آپ کا انداز زندگی بھی میری اطلاع کے مطابق خلاف اسلام نہیں۔ اس لیے آپ پارٹی پالیٹکس سے بالاتر ہو کر اسلام کے احکامات کو سامنے رکھتے ہوئے امر بالمعروف نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے میری تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، آپ کی ریش اسلام کے مطابق ہے لیکن اس طرح سے مونچھیں رکھنا شعار

اسلامی میں سے نہیں۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب اس بارے میں کچھ فرمائیں گے۔ پھر میں کوئی بات کروں گا۔

وزیر قانون، جناب والا! اس موقع پر پنجاب حکومت نے خصوصی اہتمام کیا تھا۔ سپیشل مجسٹریٹ کی ڈیوٹیاں لگائی گئی تھیں۔ کسی بھی ہوٹل میں، کسی بھی public place میں اس قسم کے واقعہ کی رپورٹ نہیں ہوئی۔ اگر گھر میں پرائیویٹ طور پر کسی آدمی نے اس قسم کا کام کیا ہے تو اس بارے میں ہم نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ یہ پہلا موقع ہے کہ حکومت کے انتظامات کو باقاعدہ پریس میں سراہا گیا ہے۔ خاص طور پر "نوائے وقت" اخبار میں اس کو سراہا گیا ہے کہ کتنے اچھے انتظامات تھے کہ اس موقع پر ہمیں کہیں سے کوئی رپورٹ نہیں ملی۔ ویسے بھی یہ تحریک استحقاق جو سید ذاکر حسین شاہ صاحب نے پیش کی ہے یہ فنی لحاظ سے بھی نہیں بنتی۔ اس میں شاہ صاحب کا استحقاق بالکل مجروح نہیں ہوا۔ اگر یہ زیادہ سے زیادہ بن سکتی تھی تو یہ تحریک التوائے کار کی بنیاد بن سکتی تھی اور وہ تحریک التوائے کار بھی لاء اینڈ آرڈر کے زمرے میں آتی اور وہ 67 (c) کے تحت ہم پہلے ہی لاء اینڈ آرڈر پر بحث کر رہے ہیں۔ اس لحاظ سے بطور تحریک التوائے کار بھی اس ہاؤس میں discussion نہیں کی جا سکتی۔ اس وجہ سے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس تحریک استحقاق کو خلاف ضابطہ قرار دیا جائے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! صرف ایک بات کرنے کی اجازت چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب! اگر اس کی admissibility پر بات کریں تو پھر ٹھیک ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! میں صرف اس پوائنٹ پر آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ کیا حکومت پنجاب کے خلاف اسلام اقدام سے اراکین اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوتا ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب! استحقاق کا مجروح ہونا breach of Privileges Act کے تحت آتا ہے جو آئین ممبر کو اس کا حق دیتا ہے وہ آئین میں واضح طور پر آیا ہے۔ اس میں کسی حکومت یا عام آدمی کے privileges نہیں ہیں۔ جو privileges معزز ممبران کے لیے ہیں وہ آئین میں اور آپ کے صوبائی ایکٹ میں باقاعدہ طور پر درج کیے گئے ہیں۔ اس لیے ان privileges کے بارے میں ہی بات ہو سکتی ہے۔

**نوابزادہ غضنفر علی گل:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** نوابزادہ صاحب! مجھے بات تو کرنے دیں۔

**جناب ایم۔ لطیف مغل:** پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ سید ذاکر حسین شاہ صاحب نے جو حقائق یہاں پیش کیے ہیں وہ توڑ مروڑ کر پیش کیے ہیں۔ یہ واقعی درست ہے کہ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے۔ انھوں نے جو نشاندہی کی ہے وہ یہاں واقعی نہیں ہونا چاہیے۔ دراصل بات یہ ہے کہ پہلی دفعہ اس ملک میں بلکہ کراچی جیسے شہر میں بھی عوام کے دباؤ سے کوئی ایک function نہیں ہوا اور جو یکم جنوری کے تمام اخبارات میں آیا ہے کہ ملک بھر میں ایسا کوئی function نہیں ہوا۔ کراچی کے تمام کلب عوام کے ڈر سے بند رہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسلام آباد واقعی انتظامی طور پر پنجاب کے زیر اثر نہیں۔ لیکن صبح ہر اخبار میں یہ لکھا تھا کہ اسلام آباد کی سڑکوں پر نہ کوئی سپاہی نظر آ رہا تھا۔ تمام ملک کے جتنے بھی عیاش لوگ اس function کو منانا چاہتے تھے وہ تمام ہوٹلوں میں، کلبوں میں اسلام آباد میں رہائش پذیر تھے۔ وہاں پر کھلے عام اجازت تھی۔ کسی سپاہی، کسی انتظامیہ کو یہ اجازت نہیں تھی کہ وہ وہاں کسی کو روک سکے۔ وہ رات ملک میں صرف اسلام آباد کی کلبوں میں، اسلام آباد کے ہوٹلوں میں منائی گئی حالانکہ صوبہ پنجاب میں نہیں منائی گئی۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر جائز نہیں۔

**نوابزادہ غضنفر علی گل:** پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میں بحیثیت مسلمان اسلامی شعار کو اپنانے اور اسلام کے مطابق زندگی گزارنے کا حق رکھتا ہوں۔ اگر کوئی غیر اسلامی حرکت میرے ہوتے ہوئے اس صوبے کے اندر ہو رہی ہو، آپ کو علم ہو گا کہ اگر کوئی غیر اسلامی حرکت آپ کے سامنے ہو رہی ہو تو آپ تو اس کو blasphemy میں بھی لے کر جا سکتے ہیں کہ اس کی فلاں حرکت نے میرے جذبات کو مجروح کیا ہے۔ لاہور کے ہوٹلوں میں رقص و سرور کی محفلیں ہوئی ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ جس سے پوچھیں گے، یہ ہوا ہے اور وزیر قانون کو یہ علم ہے کہ ناؤ نوش کی محفلیں ہوئی ہیں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

**نوابزادہ غضنفر علی گل:** میں پوائنٹ آف آرڈر پر آ رہا ہوں۔ اسلام اور اسلامی شعار کے مطابق میرا رہنے کا جو حق ہے وہ مجروح ہوا ہے۔ کیونکہ اس معاشرے میں اسلامی انداز کو پامال کیا گیا ہے۔ کیا اس

سے میرا استحقاق مجروح نہیں ہوتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جو آئین کے مطابق ہے وہی باتیں آئیں گی۔ آپ تشریف رکھیں۔ مجھے رولنگ دینے دیں۔

The matter does not relate to a privilege granted by the Constitution, any law or rule made under any law, Therefore, I rule out the motion.

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔ وزیر قانون نے تحریک استحقاق پر کچھ بیان فرمایا تو ذاکر شاہ صاحب نے اس کا جواب دینا چاہا' آپ نے فرمایا کہ آپ کا حق نہیں۔ آپ قاعدہ 179 ملاحظہ فرمائیں۔ ممبر کا حق ہے کہ جو بھی بات ہو وہ اس کا جواب دے۔ میں آپ کو پڑھ دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب اس پر رولنگ آچکی ہے اور میں نے فیصلہ دے دیا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، اس فیصلے کو چھوڑ دیں۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جب کسی تحریک کا جواب دیا جائے تو دوسرے ممبر کو اس کا جواب دینے کا حق حاصل ہے۔ اس کی support میں' میں حوالہ دیتا ہوں۔

179 (1) "After the Member who makes a motion has spoken, other members may speak on the motion in the order in which the Speaker may call upon them..."

جو بالکل متعلقہ ہے میں وہ پڑھ دیتا ہوں۔

179 (4) "Sub-rule (3) shall not be deemed to give any right of reply to the mover of a cut motion or to the mover of an amendment to a Bill, resolution or motion, save with the permission of the Speaker."

سپیکر کی اجازت سے کوئی ریزولیوشن ہو' موشن ہو' کٹ موشن ہو' بل کی امنڈمنٹ ہو' اس پر فاضل ممبر جواب دے سکتے ہیں۔ یہ بات نہیں کہ جواب دینے کا حق نہیں۔ وہ چیئر کی اجازت سے جواب دے سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بجا فرمایا۔ آپ کی رہنمائی کا شکریہ۔ اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔

وزیر قانون، تحاریک التوائے کار آج نہیں ہوں گی۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، اگر جناب سپیکر تحاریک التوائے کار لینا چاہتے ہیں تو انھیں لینے دیں۔

## مسودۂ قانون

جناب ڈپٹی سپیکر، میں ایوان میں نہیں تھا۔ اس لیے مجھے علم نہ تھا جو آپ کا فیصلہ ہوا ہے۔ وزیر قانون ہنگامی قانون پیش کریں۔

## ہنگامی قانون(دوسری ترمیم) (تنخواہیں، بھتہ جات اور استحقاقات) برائے اراکین صوبائی اسمبلی پنجاب مجریہ 1990ء

Minister for Law & Parliamentary Affairs: Sir, I lay before the House:

"The Punjab Provincial Assembly Salaries, Allowances and Privileges of Members, Second Amendment Ordinance, 1990"

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ بل پیش نہیں ہو سکتا۔ یہ کمیٹی کو refer نہیں ہو سکتا۔ کم از کم وزیر قانون تو اس طرح کی غیر قانونی باتیں نہ کریں۔ آرٹیکل نمبر 115 دیکھیں۔ یہ Money Bill ہے اور Money Bill کا باقاعدہ ایک procedure ہے۔ اس کے ساتھ گورنمنٹ کی consent چاہیے۔ پہلے تو یہ بتائیں کہ جب یہ بل سیکرٹری صاحب کو دیا ہے تو ساتھ گورنمنٹ کی previous consent لگائی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ آرڈیننس ہے، بل نہیں ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، آرڈیننس ہے تو پھر کیا ہوا؟ وہ بھی ہے تو Money Bill ۔ میں وہ پڑھ دیتا ہوں۔ میں رول 77 پر آتا ہوں۔ آرڈیننس ہے تو اس کو پیش کرنے کا اور طریقہ ہے۔ consent کو ساتھ circulate ہونا چاہیے۔ اگر یہ آرڈیننس ہے تو اس کے ساتھ statement of objects نہیں ہونا چاہیے۔ یہ کہیں نہیں لکھا ہوا کہ گورنمنٹ کی consent سے بھی مبرا ہے۔ میں statement of objects پر بات نہیں کرتا۔ وہ تو proviso ہے کہ اگر آرٹیکل 128 (c) کے تحت پیش کیا جائے گا تو اس کے ساتھ statement of objects کی ضرورت نہیں۔ لیکن Money Bill کو ایسے straight way پیش نہیں کیا جا سکتا۔ وہ ہمیں نوٹس کے ساتھ گورنمنٹ consent کی

کاپیاں دے۔ آپ آرٹیکل 115 ملاحظہ فرمائیں۔

115-" (1) A Money Bill, or a Bill or amendment which if enacted and brought into operation would involve expenditure from the Provincial Consolidated Fund or withdrawal from the Public Account of the Province shall not be introduced or moved in the Provincial Assembly except by or with the consent of the Provincial Government."

جناب! یہ آئینی پابندی ہے۔ اس وقت جو بل آپ کے سامنے پیش کیا گیا ہے اس میں کہتے ہیں کہ ہم نے پہلے جو امنڈمنٹ کر کے سٹینڈنگ کمیٹیوں کے چیئرمینوں کو کاریں دی تھیں اور الاؤنسز دیے تھے' اس میں سے لفظ "سٹینڈنگ" ہٹا دیں تاکہ جو ہاؤس کمیٹیاں ہیں' ان کے چیئرمینوں کو بھی کاریں مل جائیں اور جو کبھی کوئی سپیشل کمیٹی بنے اس کے چیئرمین کو بھی کار ملے۔ اس طرح تمام ہاؤس کو نواز دیا جائے۔ سپیشل کمیٹیاں تین چار اور بنا دیں اور تین چار اور کاریں بانٹ دی جائیں۔ اس بل کے objects تو یہ ہیں جو وہ آرڈیننس کے ذریعے بیان نہیں کرنا چاہتے۔ آگے قاعدہ 75 آ جاتا ہے۔

"75 (1) A Minister may introduce a Bill after giving to the Secretary a written notice of his intention to do so.

(2) The notice shall be accompanied by a copy of the Bill together with a statement of objects and reasons..."

یہ اس سے مبرا ہے۔ کیونکہ یہ آرڈیننس ہے۔

Under Article 115 of the Constitution:

(2) "..... if the Bill is one that requires the previous consent, sanction or recommendation of the Government or the President for its introduction the notice shall also be accompanied by such consent, sanction or recommendation"

تو نوٹس کے ساتھ وہ بھی ہونی چاہیے۔ آپ کو سیکرٹری صاحب نے جو بتایا ہے وہ بھی میں آپ کو بتا دوں۔ انھوں نے second proviso کا آپ کو بتایا ہے۔

> Provided further that the requisite previous consent. sanction or recommendation of the Government or the President shall be furnished to the Secretary before any motion under Rule 79 is made.

یہ رول 79 والی تب آتی ہے جب کمیٹی نے اس کو approve کر دینا ہے۔ پھر دوبارہ consent ہونی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ نے جو 115 پڑھا ہے۔ اس میں ایک چیز یہ لکھی ہوئی ہے کہ---

> Acticle 115 (1) ". . . . . shall not be introduced or moved in the Provincial Assembly except by or with the consent of the Provincial Government "

یہ گورنمنٹ ہی introduce کرا رہی ہے۔ اس میں تو وہ پابندی نہ رہی۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! اس میں کابینہ کی میٹنگ ہوتی ہے۔ وہ approve کرتی ہے اور اس approval کی کاپیاں ساتھ ہوتی ہیں۔ لاءمنسٹر صاحب کو بھی پتا ہے۔ وہ کیبنٹ میٹنگ میں approve ہوتا ہے اور اس approval کا نوٹ بل کے ساتھ آتا ہے۔ سیکرٹری صاحب کے پاس آتا ہے۔ بل کا یہ procedure ہے۔ لاءمنسٹر صاحب انکار کر دیں۔ یہ کابینہ کی میٹنگ ہوتی ہے۔ یہ پہلے اس میٹنگ میں منظور ہوتا ہے اور کابینہ اس کی منظوری دیتی ہے۔ پھر اس منظوری کے نوٹ کی نقل سیکرٹری صاحب کے پاس آتی ہے۔ اس کے بعد وہ اس بل کو اسمبلی کے بزنس پر لاتے ہیں۔ پھر جب وہ ایجنڈے کے ساتھ تقسیم ہوتا ہے تو اس کے ساتھ ممبران کو اس کی کاپیاں بھی دی جانی چاہییں۔ یہ میری پہلی بات ہے۔ سپیکر صاحب نے متعدد بار اتفاق کیا ہوا ہے۔ آگے آتا ہے کہ کاپی circulate ہونی چاہیے یا نہیں؟ اس پر انھوں نے کہا تھا کہ بعد میں فیصلہ کر لیں گے اور وہ رولنگ پینڈنگ ہے۔ اس بات پر کوئی تضاد نہیں۔ لاءمنسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ انھیں کہیں کہ وہ میری بات سے انکار کر دیں کہ جو Money Bill ہوتا ہے وہ پہلے کیبنٹ میں جاتا ہے۔ کیبنٹ منظور

کرتی ہے اور اس منظوری کا نوٹ قاعدہ 75 کے تحت سیکرٹری صاحب کے پاس آتا ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! چونکہ آئین کے آرٹیکل 115 میں یہ بات درج ہے کہ اگر گورنمنٹ کی طرف سے بل ہو تو consent کی ضرورت نہیں۔ لہذا اسمبلی کے رول اس سلسلے میں relevant نہیں۔ آرٹیکل 115 بالکل واضح ہے۔ گورنمنٹ کی طرف سے یہ بل پیش ہو رہا ہے۔ اس میں کوئی consent کی ضرورت نہیں۔ یہ ایسے confuse کر رہے ہیں۔ ابھی یہ سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس جائے گا۔ پھر دوبارہ بھی آپ کے پاس آئے گا۔ انھیں اعتراض ہو گا تو پھر بھی کر سکتے ہیں۔ آپ امن عامہ پر بحث کرائیں۔ یہ ایسے ہی وقت ضائع کر رہے ہیں۔ ایسی بات کوئی نہیں۔ بل ابھی متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کو جائے گا' گورنمنٹ خود پیش کر رہی ہے۔ آرٹیکل 115 بالکل واضح ہے کہ گورنمنٹ کو کسی consent کی ضرورت نہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے تو یہ پہلے بھی پڑھا ہے۔ اس میں تو یہ واضح لکھا ہوا ہے کہ ---

. . . moved in the Provincial Assembly except by or with the consent of the Provincial Government.

اور گورنمنٹ تو خود ہی introduce کر رہی ہے تو پھر وہ کس سے اجازت لے گی؟

چودھری محمد وصی ظفر، میں آپ کو عرض کرتا ہوں - A Money Bill or a Bill or amendment which if enacted.... اب enact کس نے کرنا ہے؟ گورنمنٹ نے کرنا ہے۔ and brought into operation اس کی enactment گورنمنٹ کرتی ہے۔ کوئی پرائیویٹ آدمی enact نہیں کیا کرتا - amendment کرتا ہے - Brought into operation would involve expenditure from Provincial Consolidated Fund. صوبائی فنڈ اس میں involve ہو اور پبلک اکاؤنٹس میں سے اس کی withdrawal ہو - shall not be introduced تو یہ introduce نہیں کیا جائے گا - صوبائی اسمبلی میں accept by or with the consent of the Provincial Government - گورنمنٹ بل پیش کرتی ہے۔ اب گورنمنٹ نہیں لا منسٹر پیش کر رہے ہیں۔ لا منسٹر میں اور گورنمنٹ میں فرق ہے۔ Minister is Minister, Government is cabinet. - گورنمنٹ کیبنٹ ہوتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ لا منسٹر کو گورنمنٹ سے علیحدہ کر رہے ہیں۔ آپ یہ بتائیں کہ یہ بل کیسے

introduce ہوتا ہے؟ کیا پوری کیبنٹ introduce کراتی ہے؟
چودھری محمد وصی ظفر، میں آپ کو پوری تشریح کر دیتا ہوں۔

Accept by or with the consent of the Provincial Govt. Government means Govt. of the Punjab.

جناب ڈپٹی سپیکر، گورنمنٹ آف دی پنجاب آپ کس کو کہتے ہیں؟

چودھری محمد وصی ظفر، یہ آرٹیکل 131 ہے۔ میں یہ عرض کروں Government means Cabinet, Chief Minister and the Governor میں آپ کو بتاتا ہوں۔ یہ آرٹیکل 129 ہے۔ There shall be a cabinet of Ministers یہ میرا سوال 129 کے متعلق ہے۔ گورنمنٹ کیا گورنر کے بغیر مکمل ہو جائے گی؟ آگے کیبنٹ ہے۔

The executive authority of the Province shall vest in the Governor and shall be exercised by him, either directly or through officers subordinate to him, in accordance with the Constitution.

آپ اس کو ملاحظہ فرمائیے۔ یہ 131 میں بڑا واضح ہے۔

It shall be the duty of the Chief Minister:-

(a) to communicate to the Governor all decisions of the Cabinet relating to the administration of the affairs of the Province and proposals for legislation;

(b) to furnish such information relatng to the administration of the affairs of the Province and proposals for legislation as the Governor may call for; and

آپ کو آئین کی دھجیاں اس طرح نہیں اڑانی چاہئیں۔

(c) if the Governor so requires, to submit for consideration of the Cabinet any matter on which a decision has been taken by the

Chief Minister or a Minister but which has not been considered by the Cabinet.

جناب والا! پارلیمانی نظام میں گورنمنٹ یہ ہو گی کہ کیبنٹ، چیف منسٹر اور گورنر ان تینوں کو ملائیں گے تو گورنمنٹ بنے گی۔ اس میں کوئی شک و شبہ ہے ہی نہیں۔

Governor alone is not a government, Chief Minister alone is not a government, Minister alone is not a government.

اس کا مطلب یہ ہے کہ تینوں ہوں گے تو گورنمنٹ بنے گی اور آرٹیکل 131 کے تحت انھوں نے جو بھی بل بنانا ہے They are bound to submit it to the Governor وہ ایک علیحدہ بات ہے۔ جناب! کیا آئین بھی جھوٹ بولتا ہے؟ آپ آئین پڑھ لیں۔ آپ میں سے بہت سے ممبران نے پڑھ لیا ہو گا۔ ہمیں اس کی پابندی کرنی چاہیے۔ اس میں حرج ہی کیا ہے؟ اگر وہ اس آئین کی پابندی کر لیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر صاحب! بات یہ ہے کہ آپ جو یہ بتا رہے ہیں کہ تینوں مل کر گورنمنٹ بنتی ہے۔ یہ Money Bill ہے۔ جب یہ introduce ہوتا ہے تو وہ کون کرتا ہے؟

چودھری محمد وصی ظفر، وہ لاء منسٹر کرتا ہے۔ with the consent of the government. لاء منسٹر ہی کرے گا اور جو بھی بل آئے گا چاہے وہ پیسے کا ہو یا کوئی اور وہ لاء منسٹر ہی کرے گا۔ اگر ریونیو کا بل ہے تو وہ لاء منسٹر ہی کرے گا۔ اگر فوڈ کا بل ہے تو وہ بھی لاء منسٹر ہی کرے گا۔ جو بھی بل آئے گا اسے لاء منسٹر نے ہی پیش کرنا ہے۔ اس میں تو کوئی تضاد نہیں۔ یہ نہیں ہے کہ ہیلتھ کا بل آئے گا تو وہ ہیلتھ منسٹر ہی کریں گے۔ وہ بھی لاء منسٹر ہی کرے گا۔ بل تو لاء منسٹر نے ہی پیش کرنا ہے لیکن Money Bill کے لیے ایک خصوصی provision دی ہوئی ہے کہ اس میں پیسے کی involvement ہے اور اس میں کاٹ چھانٹ کابینہ بھی کر سکتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ایک بات اس میں یہ ہے کہ یہ بل نہیں ہے بلکہ آرڈیننس ہے۔ جب بل کی بات آئے گی تو پھر دیکھا جائے گا۔

چودھری محمد وصی ظفر، ٹھیک ہے۔ یہ آرڈیننس ہے۔ آرڈیننس کے لیے اس کے نیچے proviso دیا ہوا ہے۔ That is only regarding statement of objects. جو آرڈیننس lay ہو گا اس

میں statement of objects ضروری نہیں ہو گی۔ یہ Rule 75 کا First Proviso ہے۔

Provided that no statement of objects and reasons shall be required for a Bill which stands introduced under clause (3) of Article 128 of the constitution

کیا آرڈیننس 138 کے تحت نہیں آتا؟ کیونکہ یہ statement of objects سے مبرا ہے اور کسی چیز سے یہ مبرا نہیں۔ اگر categorically statement of objects کی بات آتی تو آرڈیننس کے بارے میں پھر وہی آ جاتی Intention of legislation is quite clear. یہ لکھنے میں کیا حرج تھا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، دریشک صاحب! آپ کیا فرماتے ہیں؟

وزیر قانون، میں نے یہی گزارش کی ہے کہ گورنمنٹ پر آرٹیکل 115 کے تحت کوئی پابندی نہیں ہے۔ میں نے آرڈیننس lay کیا ہے۔ یہ متعلقہ کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے اور کمیٹی سے دوبارہ اسمبلی میں ہی آنا ہے۔ اس پر اسمبلی میں ہی بحث ہونی ہے۔ میں نے پہلے بھی آرڈیننس lay کیا تھا۔ اس لیے آپ اس کو متعلقہ کمیٹی کے سپرد کر دیں۔ جب دوبارہ آئے گا تو پھر اگر اس پر اعتراض ہو گا تو اسے دیکھ لیں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر، وزیر قانون کہہ رہے ہیں کہ گورنمنٹ پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ میں خود یہی کہتا ہوں کہ گورنمنٹ پر کوئی پابندی نہیں۔ میں تو اس وقت سے یہی عرض کر رہا ہوں کہ گورنمنٹ پیش کرے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن گورنمنٹ کو پیش کرنا چاہیے۔

A single minister is not a government. As far as his Department is concerned he can act on behalf of the government. He is not a complete government.

گورنمنٹ کرے۔ میں تو خود کہہ رہا ہوں کہ گورنمنٹ پر کوئی پابندی نہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، ایسا کر لیں کہ دستی صاحب جو وزیر خزانہ ہیں وہ پیش کر دیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، نہیں جناب! نہیں۔ یہ بڑا serious issue ہے۔ اس میں صرف دو دن کی بات ہے۔ اس میں ان کا کوئی نقصان ہو رہا ہے۔ میں تو خود کہتا ہوں کہ گورنمنٹ پر کوئی پابندی نہیں۔ گورنمنٹ پیش کرے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! رولز آف بزنس کے رول 2 کے مطابق گورنمنٹ کی طرف سے اسمبلی میں

بل پیش کرنے کا اختیار جناب چیف منسٹر کے حکم سے دیا جاتا ہے اور متعلقہ محکمہ کا وزیر یا وزیر قانون اس کے نتیجے میں اسمبلی میں بل پیش کر سکتا ہے۔ یہ 22 (2) ہے۔ میں اسے آپ کی خدمت میں پڑھ کر سناتا ہوں۔

> Notwithstanding the provision of the sub rule (1) the Chief Minister may, in cases of urgency or other exceptional circumstances, give directions as to the manner of disposal of a case, without prior reference to the cabinet, but such case shall be reported to the Cabinet at the earliest opportunity thereafter.

**چودھری محمد وصی ظفر،** جناب والا! لاءمنسٹر سے کہیں کہ وہ کابینہ والا آرڈر دکھا دیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ لاءمنسٹر، چیف منسٹر صاحب کا وہ آرڈر پیش کر دیں کہ انھوں نے کہا ہے کہ یہ کابینہ کی منظوری کے بغیر پیش کیا جا سکتا ہے۔ وہی دکھا دیں۔ اگر کابینہ والا نہیں دکھاتے۔ (قطع کلامیاں) جناب والا! وہ آرڈر دکھا دیں جس میں چیف منسٹر نے کہہ دیا ہے کہ اس میں اتنی ایمرجنسی ہے۔ ان کا argument میرے argument کو support کرتا ہے۔ وہ تو میرے arguments کی support ہے کہ چیف منسٹر کے پاس اختیار ہے کہ وہ relax کر دیں۔ اس کو کابینہ میں جانے کی ضرورت نہیں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر،** لاءمنسٹر صاحب کو چیف منسٹر صاحب کی طرف سے اجازت ہے۔

**ایک معزز ممبر،** جناب والا! یہ confusion ہو رہی ہے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر،** نوابزادہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

**چودھری محمد وصی ظفر،** جناب والا! آپ نے انصاف کے مطابق فیصلہ دینا ہے اور اس ہاؤس کی روایات کو درست کرنا بھی آپ ہی کی ذمہ داری ہے۔

**وزیر قانون،** جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ یہ بلاوجہ ایک چھوٹی سی بات پر ایوان کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ اگر میں نے غلط بیانی کی ہے تو یہ ثابت کریں کہ میرے پاس چیف منسٹر صاحب کی اجازت نہیں اور میرے خلاف تحریک استحقاق لے آئیں۔ یہ تو کوئی طریقہ نہیں کہ اب میں ان کو

لکھا ہوا دکھاؤں۔ میری جو statement ہاؤس کے floor پر ہے اس کی کوئی value نہیں ہے ؟ اس کی legal sanctity کوئی نہیں ؟ جو بات یہ کر رہے ہیں اس کی legal sanctity ہے ؟ I made a statement on the floor of the House. They say کہ ہمیں لکھا ہوا دکھائیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب! چونکہ کچھ آتا نہیں تو غصے میں آجاؤں۔ یہ تو کوئی طریقہ نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ بات یہ ہے کہ لاءمنسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ اگر یہ بات نہیں تو ان پر اعتماد کریں۔ وہ لاءمنسٹر ہیں۔ وہ یہی تو فرما رہے ہیں کہ اگر یہ بات غلط ہو تو آپ ان کے خلاف تحریک استحقاق لے آئیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! ہم نے ان کی بات سرنگوں ہو کر مان لی کہ چیف منسٹر صاحب نے When law say something under General Clauses Act, it has to do like that. جنرل کلاز ایکٹ درمیان میں آ جاتا ہے۔ It has to do like that when the law say something۔ اس میں اس کی کلاز ہیں۔ When the law say something it has to do like that. اگر لاء یہ کہتا ہے کہ یہ sanction ساتھ آئے گی تو پھر خود بخود لاء کا مطلب یہ ہے کہ وہ جو relaxation چیف منسٹر صاحب کی ہے وہ نوٹس بھی ساتھ سیکرٹری صاحب کو آئے گا۔ یہ غصے میں نہ آئیں۔ ان کا یہ فرض بنتا ہے کہ یہ لکھا ہوا دکھائیں۔ قانونی پابندیاں کریں۔ یہ مصدقہ قانون ہے کہ جب قانون پر ایک طریقے پر عمل درآمد ہونا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اسی طریقے سے عمل درآمد ہونا ہے۔ اگر اس کی relaxation ہے تو پھر وہ relaxation کی کاپی سیکرٹری صاحب کو آئے گی۔ وہ relaxation تو ہم نے مان لی کہ چیف منسٹر صاحب نے کی ہے۔ ابھی آپ کے سامنے انھوں نے بیٹھے بیٹھے تین stand لیے ہیں۔ پہلے کہا ہے کہ یہ نہیں ہے۔ پھر کہا ہے کہ یہ نہیں ہے۔ پھر انھوں نے کہا ہے کہ ہمیں چیف منسٹر صاحب نے relaxation دے دی ہے۔ کیونکہ کابینہ کے تو minutes آ گئے ہیں۔ ہم نے مان لیا کہ دے دی ہے۔ ہم قبول کرتے ہیں لیکن اگر لاء کی requirement یہ ہے کہ وہ cabinet sanction سیکرٹری صاحب کے پاس ساتھ آنی چاہیے تھی۔ تو پھر جنرل کلاز ایکٹ کے تحت اس کی sanction بھی آنی چاہیے یا میری بات کو جھٹلا دیں کہ جنرل کلاز ایکٹ یہ نہیں کہتا اور سارا ملک جنرل کلاز ایکٹ میں چلتا ہے۔ جناب! ایسا نہیں۔ وہ دینا ان پر فرض بنتا ہے کہ وہ relaxation دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر صاحب! میں اس سلسلے میں آپ سے ایک عرض کروں گا کہ جو آئین کا آرٹیکل 115 ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! وہ تو کہتے ہیں کہ چیف منسٹر صاحب نے اس کو کابینہ میں پیش کرنے سے under rules of business relax کر دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ نے جو رولز آف بزنس کا حوالہ دیا ہے اس کے جواب میں انھوں نے فرمایا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! اس کے جواب میں انھوں نے فرمایا کہ relax کر دیا اور غصے میں آ کر فرمایا کہ اب میں ان کو گھر گھر پہنچاؤں۔ نہ پہنچائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' یہ بات نہیں۔ آئین تو ہمیشہ رولز آف بزنس کو rule کرتا ہے۔ آئین تو ان سے زیادہ مقدس ہے۔ آئین میں جب یہ بات آئی ہے اور آپ کی بات کے جواب میں رولز کے تحت انھوں نے کہا ہے کہ یہ چیف منسٹر صاحب نے بنائے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! انھوں نے کہا ہے کہ کر دیا ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب سپیکر! یہ رولز جو ہوتے ہیں۔

They are subordinate Rules cannot supersede the constitutional provision.

یہ بھی ہمیں بتائیں کہ۔

whether the rules can supersede the constitutional provisions

جناب ڈپٹی سپیکر، میں تو یہی کہہ رہا ہوں کہ constitutional provisions رولز سے زیادہ مستند ہیں۔

خواجہ محمد یوسف، جناب والا! جب انھوں نے یہ مان لیا ہے اس کے بعد رولز constitutional provisions کو over rule تو نہیں کر سکتے۔ ان کی جو زبانی بات ہے کہ ان کو انھوں نے relaxation دے دی ہے۔ یہ تو صرف ان کی زبانی بات ہے۔ یہ ان کی relaxation خود تو نہیں بن

گئے۔ یہ چیف منسٹر تو نہیں ہیں۔

**چودھری محمد وصی ظفر:** جناب والا! وہ کہتے ہیں کہ انھوں نے رولز آف بزنس کو exempt کر دیا ہے۔ ہم بھی قبول کرتے ہیں کہ exempt کر دیا ہے۔ آگے پھر یہ سوال اٹھتا ہے کہ جب انھوں نے exemption دی یا relaxation دی تو جنرل کلاززز ایکٹ کے تحت جس طرح sanction کو ساتھ ہی سیکرٹری صاحب کے پاس آنا چاہیے تھا اسی طرح relaxation کو بھی ساتھ آنا چاہیے۔

**چودھری جاوید محمود گھمن:** جناب سپیکر! محترم وزیر قانون اکثر بڑے ہنس کر باتیں کرتے ہیں لیکن آج خلاف معمول یک دم غصے اور جوشیلے انداز میں اٹھ کر بولے ہیں۔ مسئلہ تو صرف یہ ہے کہ اگر relaxation کا ان کے پاس کچھ ہے تو بلیک اینڈ وائٹ آپ کو بتا دیں تو مسئلہ ختم ہو۔ ورنہ اسے کل پیش کر دیں۔ اس کے بعد پیش کر دیں۔ آج اس بحث کا اور اس پر زور دینے کا فائدہ کیا ہے؟ یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں کہ کوئی چیز چلی جائے گی۔ انھوں نے جو سٹینڈنگ کمیٹیاں بنائی ہیں اور ان کو کچھ استحقاقات دیئے ہیں تو یہ بعد میں بھی ہو جائے گا۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** گھمن صاحب! تشریف رکھیں۔

**سید ذاکر حسین شاہ:** جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں صرف ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ صرف ایک منٹ دے دیں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی۔

**سید ذاکر حسین شاہ:** جناب والا! آپ نے ابھی فرمایا ہے' جب وصی ظفر صاحب نے کہا تو آپ نے ایک بات کہی کہ یہ آرڈیننس ہے بل نہیں۔ یہ بڑی اہم بات ہے۔ آپ نے کہا کہ یہ آرڈیننس ہے بل نہیں اور جب بل پیش ہو گا تو پھر بات ہو گی۔ اس پر میں ذرا آپ کو آئین کا آرٹیکل 128 پڑھ کر سناتا ہوں:۔

> 128 ۔ "صوبائی اسمبلی کے روبرو پیش کیے جانے والے کسی آرڈیننس کو صوبائی اسمبلی میں پیش کردہ بل تصور کیا جائے گا۔"

جناب والا! یہ 128 میں ہے کہ ہر آرڈیننس کو صوبائی اسمبلی میں جو بھی پیش کیا جائے گا اس کو بل تصور کیا جائے گا۔ لہذا یہ آپ نہیں کہہ سکتے کہ یہ آرڈیننس ہے اور بعد میں بل آئے گا۔ اس آرڈیننس کو بل ہی تصور کیا جائے گا اور اس پر وہی رولز لاگو ہوں گے جو ایک بل پر لاگو ہوتے

ہیں اور پھر Article 115 بھی effect ہو گا اور جس طرح باقی وصی ظفر صاحب نے دلائل دیے ہیں تو آپ کا یہ کہنا کہ بعد میں بل آئے گا اور یہ آرڈیننس ہے۔ یہ نہیں۔ یہ آرڈیننس جو ہے یہ بل ہی متصور ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب نماز مغرب کے لیے ہاؤس کی کارروائی 15 منٹ کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

(5 بج کر 50 منٹ پر ایوان کی کارروائی نماز مغرب کے لیے ملتوی کی گئی)

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد 6 بج کر 22 منٹ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! آپ کے تشریف لانے سے قبل ایک مسئلہ زیر غور تھا۔ جناب ڈپٹی سپیکر صاحب نے آپ کو بتا دیا ہو گا' مسئلہ یہ تھا کہ ایک Money Bill پیش ہوا تھا جو میں نے آرٹیکل 116 کا حوالہ دیا۔ لاءمنسٹر صاحب نے اس پر فائنل سٹیٹمنٹ دی کہ چیف منسٹر صاحب نے relaxation کر دی ہے اور اب اس کی ضرورت نہیں۔ اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ جنرل کلاز ز ایکٹ کے تحت جس طریقے سے وہ sanction with the previous consent of the government ساتھ آئی تھی اسی طریقے سے وہ relaxation بھی ساتھ آئے گی۔

جناب سپیکر، جی' نوابزادہ صاحب!

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! میں عرض کروں کہ آپ نے میری غیر موجودگی میں تحاریک استحقاق کو pending کیا تھا اور میں اس وقت ہاؤس میں موجود نہیں تھا۔ میری تحریک استحقاق نمبر 9 اور تحریک استحقاق نمبر 10 تھی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ چونکہ ان کا نفس مضمون ایک ہی ہے اس لیے ان کو ایک ساتھ ہی پڑھ دیں۔ میں نے ان کو ایک ساتھ ہی پڑھ دیا۔ لیکن تحریک استحقاق نمبر 9 میں جو استحقاق کا مسئلہ تھا وہ اسے۔ سی ماڈل ٹاؤن سے متعلق تھا اور تحریک استحقاق نمبر 10 میں جو استحقاق کا مسئلہ تھا وہ وزیر اعلیٰ سے متعلق تھا۔ ویسے بھی 140 ملازم اور آفیسرز ہیں ان سے استحقاق کا مسئلہ کچھ اور نوعیت کا ہوتا ہے اور جو اس ہاؤس کا ممبر ہوتا ہے اس کا استحقاق کا مسئلہ کچھ اور نوعیت کا ہوتا ہے۔ لہذا میری ان دونوں تحریکوں پر الگ الگ رولنگ دی جائے۔ میرا نکتہ آپ نے واضح کر لیا؟

جناب سپیکر، جی' نوابزادہ صاحب! میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، یہ جو 99 سے متعلق ہے یہ نمبر 9 اور نمبر 10 ہے۔

راجہ محمد خالد خان، 99 ہی سوار ہے ذہنوں پر۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جی ہاں۔ وہ بہت سے ذہنوں پر سوار ہے۔ نمبر 9 جو ہے وہ اے۔ سی ماڈل ٹاؤن سے متعلق ہے اور جو نمبر 10 ہے وہ وزیر اعلیٰ سے متعلق ہے۔ یہ دونوں الگ الگ ہیں۔

جناب سپیکر، جی، چودھری صاحب! کوئی بات باقی رہ گئی؟

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! اب پوائنٹ یہ ہے کہ جنرل کلاز ایکٹ کے تحت قانون یہ ہے کہ جو بھی مسئلہ قانون میں ایک طریقہ سے کیا جاتا ہے اگر اس کا کوئی اور طریقہ اختیار کیا جائے تو قانون وہی رہے گا۔ یہ بڑا واضح ہے۔ تو جس طرح سے انھوں نے relaxation کی، جس طرح سے کیبنٹ میٹنگ کا یا گورنمنٹ کا نوٹ انھوں نے بھیجنا تھا پھر اس پر پابندی لازم تھی کہ وہ relaxation کا نوٹ چھاپتے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ چودھری صاحب! میں آپ کی بات سمجھ گیا۔ جی، لا منسٹر صاحب!

وزیر قانون، جناب والا! یہ جو proposed amendment ہے یہ formal amendment ہے اور رولز آف بزنس کے رول 31 کے تحت یہ ہے کہ:

> "Provided that where the proposed legislation involves only a verbal or formal amendment of an existing law, it shall not be necessary to obtain the Cabinet's approval before asking the Law & Parliamentary Affairs Department to give legal shape to it."

یہ ایک formal amendment ہے۔

جناب سپیکر، اگر یہ formal amendment ہو تو پھر اس کی کیبنٹ کے پاس جانے کی ضرورت ہی نہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، اگر اس کی کیبنٹ میں جانے کی ضرورت ہی نہیں ہے تو پھر چیف منسٹر نے relaxation کیوں کی؟ چیف منسٹر نے یہ فالتو کام ضرور کرنا تھا۔ انھوں نے فرمایا ہے کہ relax کر دیا ہے۔

جناب سپیکر، یہ آپ رولز آف بزنس کا رول 31 دیکھیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، یہ رولز آف بزنس وغیرہ سب کچھ چھوڑ دیں' وہ میں بات نہیں کر رہا۔ انھوں نے اپنی سٹیٹمنٹ میں بات کی ہے کہ انھوں نے relax کر دیا تھا اور انھوں نے کہا کہ آپ مجھ پر اعتبار نہیں کرتے ہیں۔ انھوں نے ڈانٹا اور ہم ڈر گئے اور فوراً بیٹھ گئے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب لاہنسٹر آج غصے میں ہیں۔

جناب سپیکر، اس لیے تو لاہنسٹر صاحب اب آپ کے پاس گئے ہیں۔ اس بارے میں آپ سے relaxation لینے کے لیے آپ کے پاس گئے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! ہم پھر ان کو relaxation دے دیتے ہیں۔ فیصلہ تو چیئر نے کرنا ہے۔ آئندہ وہ وعدہ کریں کہ اس طرح کیس کو deal نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر، آئندہ سردار صاحب relaxation کی بات نہ کریں تو ٹھیک ہے۔

The Punjab Provincial Assembly (Salaries, Allowances and Privileges of Members) (Second Amendment) Ordinance, 1990 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 75(6) of the Rules of Procedure It is referred to the appropriate Standing Committee for report by 20.2.1990.

نوابزادہ غضنفر علی گل، یہ بل کمیٹی میں جائے گا۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! اسمبلی ملازمین کے بارے میں گزارش ہے کہ اجلاس تین بجے طلب کیا جاتا ہے اور اسمبلی ملازمین ادھر رات دس گیارہ بجے تک کام کرتے ہیں۔ وہ صبح آٹھ بجے آتے ہیں۔ اگر ان کو اجازت دیں تو وہ صبح دس گیارہ بجے کے قریب آ جایا کریں تاکہ ان کو بھی کچھ آرام کا وقت مل جائے۔ آٹھ بجے صبح سے لے کر رات دس گیارہ بجے تک کام کرنا ویسے ہی ناممکن ہے۔ وہ صبح دس بجے یا گیارہ بجے آ جایا کریں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس سلسلہ میں' میں بھی گزارش پیش کرنی چاہتا ہوں۔ کچھ مختلف محکموں کے لوگوں کو اور ہمارے محکمہ قانون کے لوگوں کو بھی یہاں آنا پڑتا ہے۔ ہمارے کافی سرکاری

ملازمین جو یہاں آتے ہیں' آج کل آپ کو پتا ہے کہ تنخواہیں قلیل ہیں' مہنگائی کا زمانہ ہے' شام کو ان میں سے اکثر کہیں نہ کہیں کام کرتے ہیں۔ کوئی کالج میں پڑھاتا ہے۔ کوئی کہیں اور ملازمت کرتا ہے۔ اس طریقے سے وہ کام چلاتے ہیں۔ وہ میرے پاس آئے تھے اور کہتے تھے کہ ایک دن کے لیے تو شام کا اجلاس ٹھیک ہے لیکن روزانہ شام کے اجلاس سے ہمیں بڑی پریشانی ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں مہربانی کریں۔ میں قائد حزب اختلاف کی خدمت میں بھی گزارش کروں گا کہ اس فیصلہ پر نظرثانی فرمائیں۔ بے شک صبح اجلاس 9 بجے کی بجائے 10 بجے کرلیں۔ دوپہر کو 2 کی بجائے 3 بجے تک کر سکتے ہیں۔ شام کے اجلاس کے متعلق میرے پاس بہت سے لوگ آئے ہیں۔ اس پر اگر آپ غور فرما سکیں تو بہت سے لوگوں کی پریشانی ختم ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: سردار نصراللہ خان دریشک صاحب! اس کے متعلق یہ کریں۔ ہاؤس نے اس بارے میں اپنی رائے کا اظہار کیا تھا۔ اس وقت کافی حضرات یہاں موجود تھے۔ ان سب کا خیال یہ تھا کہ صبح کے اجلاس کی بجائے شام کا اجلاس ہونا چاہیے تاکہ ہم دن کو اپنے کام دوسرے دفاتر میں جا کر کروا سکیں۔ اب اگر اس فیصلہ پر نظرثانی کرنا ہے' دوبارہ غور کرنا ہے تو اس کا فیصلہ اسی طرح ہاؤس میں کرنا چاہیے۔ اگلے روز ہم ہاؤس میں آپ کی طرف سے یہ تجویز پیش کر دیں گے۔ پھر اس پر فیصلہ لے لیں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر: اسمبلی کے ملازمین اگر 10 بجے آ جایا کریں تو ان کو اس کی اجازت دے دی جائے۔

جناب سپیکر: چودھری وصی ظفر صاحب! یہ ممکن نہیں۔ آپ کی یہ تجویز تھی۔ ابھی ہم اگلے روز اس پر فیصلہ کریں گے۔ ہو سکتا ہے کہ فیصلہ یہ کرلیں کہ اجلاس ہم نے صبح بلانا ہے۔ دوسرا یہ اگر شام کا اجلاس بھی ہو اور زیادہ کام بھی کرنا پڑے تو میں یہ چاہوں گا کہ آپ یہ move کریں کہ اسمبلی ملازمین کو زیادہ کام کرنے پر اوورٹائم کے لیے سپیشل الاؤنسز دیے جائیں۔ وہ اس بارے میں زیادہ کام کرنا محسوس نہیں کریں گے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! ایڈوائزر کے فلیگ اڑانے کے متعلق رولنگ ہے۔ اس کا مجھے انتظار ہے۔ یہ کب تک آ جائے گی۔ یہ مجھے بڑی خلش ہے اور مجھے چین سے بیٹھنے نہیں دیتی۔ کچھ لوگ بلاوجہ ہمارے مقدس ہلالی پرچم کا تقدس پامال کر رہے ہیں۔ اس لیے ان کے جھنڈے اتار دیں۔ اس پر

میں آپ کی رولنگ مانگنا چاہ رہا تھا۔

جناب سپیکر، نوابزادہ صاحب! میں نے اس پر وعدہ کیا ہے کہ اس اجلاس میں ہی میں رولنگ دوں گا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! یہ بھی بعید تو نہیں ہے کہ قیامت آنے والی ہے۔

جناب سپیکر، نہیں، فکر نہ کریں۔ اس اجلاس کے دوران انشاء اللہ رولنگ دوں گا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، ہم انتظار کریں گے۔

خواجہ محمد یوسف، ہلالی فلیگ کی بجائے پارٹی فلیگ لگا لیا کریں۔ ان کو فلیگ لگانے کا بڑا شوق ہے تو اپنا پارٹی فلیگ اڑا لیں۔

## امن عامہ کی صورت حال پر بحث

جناب سپیکر، اب main discussion شروع کریں۔ میں آپ کے علم میں یہ لانا چاہتا ہوں کہ آج بھی ہم بحث بڑی دیر سے شروع کر رہے ہیں اور ہمارے پچھلے ایام کار میں خاطر خواہ بحث نہیں ہو سکی۔ بہت کم تعداد میں اراکین بول سکے ہیں۔ اس سیشن کو چلاتے ہوئے کتنے دن گزر چکے ہیں۔ 7 تاریخ سے یہ سیشن چل رہا ہے اور بہت کم اراکین اس پر اظہار خیال کر سکے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ہمیں تھوڑی تبدیلی لانا ہو گی۔ ایک تو یہ ہے کہ سنجیدگی سے ہم بحث پر توجہ مرکوز کریں اور باقی باتوں کو تھوڑی سی ثانوی حیثیت دیں۔ دوسرے ہم نے اس وقت یہ طے کیا تھا کہ آدھ گھنٹہ تک بے شک ممبران بولیں، کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر یہی بات قائم رہے گی تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر سارے صاحبان بات نہیں کر سکیں گے۔ مجھے خدشہ ہے کہ آپ سارے صاحبان اس پر بات نہ کر سکیں، جو کرنا چاہتے ہیں۔ اس میں مناسب ہو گا کہ اس پر ہم نظرثانی کر لیں اور اس میں ٹائم تھوڑا سا کم کر دیں۔ آدھے گھنٹے سے کم کر کے میرے خیال میں اگر دس پندرہ منٹ وقت کر دیا جائے تو بھی مافی الضمیر بیان کیا جا سکتا ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! میرے کیس میں ایسا نہ کریں۔

جناب سپیکر، آپ کا تو ایک استثنائی کیس ہے۔ جناب نذر حسین کیانی صاحب تقریر کر چکے ہیں؟

جناب نذر حسین کیانی، نہیں۔

جناب سپیکر، نذر حسین کیانی صاحب بھی تقریر نہیں کر چکے۔ میرے پاس جو نام ہیں وہ یہ ہیں:۔

جناب نذرحسین کیانی، سردار سکندر حیات، جناب عبدالقادر شاہین، جناب راؤ طارق محمود، باجی نصرت رشید، جناب فضل حسین راہی، جناب محمودالحسن ڈار، جناب خورشید خان، جناب منورحسین تارڑ، ملک محمد وزیر اعوان۔

یہ نام حزب اختلاف کی طرف سے ہیں جو بات کرنا چاہتے ہیں۔ سرکاری بنچوں کی طرف سے یہ نام ہیں۔

مس شاہلہ نسیم فاروقی، ملک طیب خان اعوان، سردار زادہ ظفرعباس۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتے۔ چودھری مہدی خان، میاں محمودالرشید۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتے۔ میاں منظور احمد موہل۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی۔۔۔ وہ تشریف رکھتے ہیں۔

مجھے کہا گیا ہے کہ نوابزادہ غضنفر علی گل آج اس بحث کا آغاز کرنا چاہتے ہیں۔

میاں اظہرحسن ڈار، جناب والا! میرا نام بھی اس میں شامل کرلیں۔

جناب سپیکر، معزز خواتین و حضرات! مجھے اس بات کا آپ کے سامنے اظہار کرتے ہوئے انتہائی خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ آج ہماری اسمبلی میں His Excellency Mr. Lages Horvath ڈپٹی سپیکر، نیشنل اسمبلی، ہنگری اور ان کے ساتھ ہنگری کی پارلیمنٹ کے معزز اراکین بھی تشریف لائے ہیں۔ یہ ہمارے لیے انتہائی خوش قسمتی کی بات ہے اور ہم ان کو دل کی گہرائیوں سے یہاں پنجاب اسمبلی میں خوش آمدید کہتے ہیں۔۔۔۔ (نعرہ ہائے تحسین) جی، نوابزادہ غضنفر علی گل صاحب۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ رب شرح لی صدری ویسرلی امری۔ واحلل عقدہ من لسانی۔ یفقھو قولی۔ صدق اللہ العظیم۔

آج کے اس اجلاس میں ہمارے سامنے جو موضوعات رکھے گئے ہیں ان میں یہ موضوعات سرفہرست ہیں۔

(i) Law and order, police excesses and peoples' clashes with Police & administration.

(ii) Hinderance in programmes relating to public welfare.

(iii) Appointments, postings and transfers under political influence and for political motives and corruption in government departments.

(iv) Admission in medical colleges; and

(v) Failure of Punjab Government in doing any healthy legislation specially relating to pre-emption.

ان پر میں ایک ایک کر کے آؤں گا اور ابھی آپ کے سامنے حکومت کی انتہائی بے قاعدگی بتاؤں گا۔

Today on the Floor of the House, the Law Minister has introduce an Ordinance which is completely in contravention of the rules and regulations and Constitution. He has done so by a primitive nature and with your interavention otherwise, Mr Speaker Sir, legally and constitutionally that ordinance would not have been possible to be laid before the House.

MR. SPEAKER:- Nawabzada Sahib, mind it, that ordinance is not under discussion. We are discussing Law & Order situation.

NAWABZADA GHANZAFAR ALI GUL:- Yes Sir, that ordinance is not under discussion. The irregularities of the Punjab Government are under discussion and this is a most blatant irregularity shown by the Punjab Government. I start from today. That is my prerogative, Mr. Speaker Sir.

راجہ محمد خالد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ واضح قواعد موجود ہیں کہ جب بھی کوئی فاضل رکن اپنی زبان سے ہٹ کر انگلش یا پنجابی میں بولنا چاہے گا تو وہ کرسی سے اجازت لے گا۔ میں نوابزادہ صاحب سے آپ کی وساطت سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا وہ غیر ملکی مہمانوں کو یہ تاثر دے رہے ہیں کہ وہ اچھی انگلش بول سکتے ہیں یا ان کو اپنے حالات بتا رہے ہیں؟

نوابزادہ غضنفر علی گل، غیر ملکی مہمانوں کو تاثر دینے کی ضرورت نہیں۔ تاثر تو آپ کو دینے کی ضرورت ہے جو قبول ہی نہیں فرماتے۔

I am not creating an impression on any one. I have to create an impression on the society which we are living in.

جناب سپیکر، آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ وہ خود انگریزی نہیں سمجھتے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: آپ کی بات ٹھیک ہے۔

But I fully understand that all the European countries do understand English to some extent although they do not like to speak English sometime At the level of the parliaments of the European countreis they understand Englsh and the kind of English I speak, it is very easy to understand. I hope they are not allergic to my English Sir, if it is feared that the Punjab Government may not be exposed internationally, then they can make a request to speak in Urdu to hide the illegal activities of the Punjab Government and I can consider that request. Otherwise, it is our duty to speak something with the hon'ble delegation which has come to our Assembly, can understand and not just to go away without knowing as to what is being done. They should make out something as to what is going on in Pakistan in violation of the human rights and the democratic values and what is being done to the Constitution even after the promulgation of the Constitution in this country and the lifting of Martial Law However, as the Treasury Benches are feeling extremely uneasy and it has become difficult for them to stand this explosure, I revert back to my national language.

جناب والا! بات یہ ہے کہ امن عامہ کا مسئلہ ہر ملک میں، ہر سوسائٹی میں ہمیشہ رہا ہے۔ انبیائے کرام کے زمانے میں، خلفائے راشدین کے زمانے میں، صحابہ کے زمانے میں، دیگر خلفاء کے زمانے میں، ارضی حکومتوں میں ہمیشہ جرائم ہوتے رہے ہیں۔ جرائم کا ہونا کوئی نئی بات نہیں۔ یہ تو ہابیل اور قابیل سے شروع ہو گئے۔ میں اس طرف آؤں گا کہ خرابی کہاں سے شروع ہوتی ہے۔ ہر سوسائٹی میں جرائم ہوتے ہیں اور اگر جرائم نہ ہوں تو اس سوسائٹی کا عدل و انصاف اجاگر نہیں ہو سکتا۔ اس کی جو facilities ہیں یا اداروں کی کارکردگی اور ان کی مضبوطی ہے وہ اس وقت تک سامنے نہیں آ سکتی کہ اگر قانون ہے تو وہ کہاں implement ہو رہا ہے؟ اب اسلام میں ہے کہ زانی کو سنگسار کر دیا جائے

اور چور کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ یہ حقیقت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں لوگوں کو سنگسار کیا گیا ہے اور ہاتھ کاٹے گئے ہیں لیکن ان کی تعداد کیا ہے؟ اور جو قانون نافذ کرنے والے ادارے ہیں وہ اپنی ذمہ داریاں کیسے نبھا رہے ہیں؟ بات یہاں پر آ کر ٹوٹتی ہے۔ ہونا خطرناک بات نہیں۔ قانون کو نافذکرنے والے اور جرائم پر قابو پانے والے اداروں کے طرز عمل کی جو practices ہیں' ان کی جو کارکردگی ہے وہ ملحوظ خاطر ہے۔ میں اس theam کو develop کر رہا ہوں کہ خرابی کہاں ہے۔ یہ تو اخبار میں روز آتا ہے کہ اتنے قتل ہو گئے۔ اتنے حادثات ہو گئے۔ اتنی ڈکیتیاں ہو گئیں۔ یہ تو ہیں خبریں۔ یہ خبریں بنتی کیوں ہیں؟ اخبار کے اندر کے صفحوں میں لکھا ہوتا ہے جو کہ ہم نہیں پڑھتے۔ میں آپ کو وہ باتیں بتانا چاہتا ہوں کہ یہ جو تمام کچھ ہمارے ساتھ ہو رہا ہے اس کی وجہ کیا ہے؟

جناب والا! اس کے پیچھے بات یہ ہے کہ جب تک ملزمان اور مجرمین جرم کرتے ہیں' خلاف قانون اور خلاف ضابطہ حرکات کرتے ہیں' ادارے ان کو سزا دیتے ہیں' ان کو apprehend کرتے ہیں' ان کی سرزنش کرتے ہیں' ان کو پکڑتے ہیں اور ان لوگوں کو یہ پتا ہوتا ہے کہ اگر ہم نے ارتکاب جرم کیا تو ہم قانون کے شکنجے سے بچ نہیں سکیں گے۔ تو اس سے جرائم کی رفتار اور تعداد کنٹرول میں رہتی ہے اور ملزمان' مجرمان اور سماج دشمن عناصر قانون سے چھپتے پھرتے ہیں۔ اب ہمارے ہاں ایسا کیوں ہے کہ قانون بھی موجود ہے' قانون بنانے والے ادارے بھی الحمدللہ ایک سوا سال سے وجود میں آ چکے ہیں۔ قانون نافذ کرنے والی ایجنسیاں بھی موجود ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ اسی قانون کے تابع' انہی ایجنسیوں کے تابع' انہی حکومتوں کے تابع ماضی میں اتنے گھناؤنے اثرات مرتب نہیں ہوئے یا اتنے گھناؤنے جرائم نہیں ہوئے جو اب ہو رہے ہیں۔ آج بھی سائیکل پر دو بٹھانے والوں کے لیے قانون وہی ہے۔ تانگے میں بتی کا نہ ہونا آج بھی جرم ہے۔ آج بھی تانگے میں چھ سواریوں سے زیادہ بٹھانا جرم ہے۔ آج بھی لاریوں کے اندر اوور لوڈنگ جرم ہے۔ آج بھی لاریوں کی بریک لائٹس نہ ہونا جرم ہے۔ لیکن پھر یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے؟ قانون وہی ہے۔ ادارے موجود ہیں۔ قانون ساز ادارے موجود ہیں لیکن جرائم بڑھتے جا رہے ہیں اور کیوں بڑھتے جا رہے ہیں؟ میں آپ کو وہاں پر لا رہا ہوں۔ یہ سوچنے کی باتیں ہیں۔ میرا اپوزیشن میں ہونا' اِن بنچوں پر بیٹھنا یا اُن بنچوں پر بیٹھنا It is totally immaterial میں اپنی اوسط عمر گزار چکا ہوں۔ I am living on bonus. اب جتنے بھی دن ہیں میں بونس پر رہ رہا ہوں۔ لیکن اس ملک کے اندر آپ کے اور میرے بچوں نے

رہنا ہے۔ اس صوبے میں آپ کے اور میرے بچوں نے رہنا ہے۔ آئندہ آنے والی نسلوں نے رہنا ہے۔ ہمیں سوچنا ہے کہ ہم آئندہ آنے والوں کو کیا دے کر جا رہے ہیں؟ کیا ہم انہیں ایسے حالات دے کر جا رہے ہیں جن کے اندر وہ عزت سے رہ سکیں؟ کیا ہم انہیں ایسے حالات دے کر جا رہے ہیں کہ وہ اپنے گھروں کے اندر رات کو بلاخوف و خطر سو سکیں؟ کیا وہ اپنے جان و مال سے بے پرواہ ہو کر اپنے معاملات کو، اپنے تحفظ کو، حکومت کے ان اداروں پر چھوڑ کر آرام سے استراحت فرما سکیں گے؟ کیا وہ اپنی مرضی کے مطابق، قانون اور آئین کے مطابق اپنی زندگی گزار سکیں گے؟ آپ نے دیکھنا ہے کہ

Whether the conditions we are living in, are conductive to be lived in? Is it possible or not?

میرے لیے آپ نے کیا کیا ہے؟ کیا میں آ جا سکتا ہوں؟ کل جا سکتا ہوں؟ کیونکہ میرے پیچھے ایسے عناصر ہیں لیکن جو زندگی کا دن مقرر ہے وہ تو ہر صورت پورا ہونا ہے۔ میں نے اپنی زندگی میں جو کچھ بھلا چنگا کرنا تھا وہ کر لیا ہے اور اس اسمبلی تک آ گیا ہوں۔ اس سے آگے نہیں ہے کہ میں نے آنا ہے یا رہنا ہے لیکن یہ میری ذمہ داری ہے۔ یہ آپ کی بھی ذمہ داری ہے کہ اس ایوان میں بیٹھنے والے ہر رکن کی ذمہ داری ہے۔ میرے لیے بھی، اپنی آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے بھی، اس طرف یا اُس طرف بیٹھیں، ایسا نہیں کہ نسلیں مٹ جائیں۔ یہ ایوان مٹ جائیں۔ یہ ادارے گر جائیں۔ یہاں پر انارکی ہو جائے اور طوائف الملوکی پھیل جائے اور کسی انسان کے رہنے کے حالات پیدا نہ ہو سکیں۔ یہ خرابیاں کیوں پیدا ہوتی ہیں؟ آج بھی تھانے دار میرا پرچہ درج نہیں کرتا۔ تھانے دار سات ہزار روپیہ مانگتا ہے۔ وہ کیوں مانگتا ہے؟ وہ کیوں پرچہ درج نہیں کرتا؟ اس کی مجال ہے۔ وہ مسلمہ قانون سے کیوں انحراف کرتا ہے؟ اس سے انکار کرتا ہے۔ اس لیے کہ ہم اور جو ہماری حکومت ہے ان اداروں کو قانون نافذ کرنے کے لیے استعمال نہیں کر رہے ہیں۔

They are being used to enforce law and order. These institutions are forced and are being used to achieve their political ends.

ان کو الیکشن لڑنے کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ پولیس کو کہا جا رہا ہے کہ آج رات یا کل میرا کاہنہ میں جلسہ ہے اور ٹھوکر نیاز بیگ پر لوگوں کو لانے کے لیے ایک سو گاڑیاں پہنچ جانی چاہئیں۔ اب جو سارجنٹ رات کو سو گاڑیاں ٹھوکر نیاز بیگ کے سامنے لا کر کھڑا کرے گا وہ پھر کس کی بات سنتا

ہے؟ جس نے چیف منسٹر کے جلسے کا انتظام کرنا ہے وہ اپنے کسی افسر کی بات نہیں سنتا اور افسر کسی کو بات نہیں سنا سکتا۔ اس لیے اس سے وہ کام لیا جا رہا ہے جس کی اس کو تربیت نہیں۔ اس کا جو کام نہیں۔ اس سے الیکشن کے ووٹ ڈلوائے جا رہے ہیں۔ اس سے لوگوں کے عزیزوں کو ڈرایا' دھمکایا جا رہا ہے۔ جب ہم ان اداروں کو اپنے مقاصد کے لیے' میں سیاسی مقاصد نہیں کہتا' اپنے مقاصد اور اغراض کے لیے استعمال کریں گے تو یہ لوگ تھانے دار' ایس پی' تو پھر تھانے دار بیچارہ کیا کرے۔ اصل میں چنیوٹ میں جو سپاہی اور تھانے دار مارے گئے ان کا اتنا قصور نہیں۔ یہ قصور اوپر کی مشینری کا ہے۔ ایس پی' تھانے دار کو کہتا ہے کہ مجھے 60 ہزار روپے ماہانہ دو۔ اگر تھانے دار اتنا امیر ہوتا تو وہ بطور تھانے دار کیوں بھرتی ہوتا؟ وہ اپنے گھر میں رہتا۔ اس نے وہ 60 ہزار روپے مجھ میں سے اور آپ میں سے نکالنے ہیں۔ اس نے لوگوں سے رشوت لینی ہے۔ اس نے اپنے ایس پی اور ڈی آئی جی کو ماہانہ پہنچانا ہے۔ اس نے وہ پہنچا کر اپنی نوکری کرنی ہے۔ اس کو پتا ہے کہ یہ ایس پی مجھے پوچھ نہیں سکتا۔ ایس پی نے مجھ سے پیسے لینے ہیں اور اس نے مجھ سے سیاسی کام لینے ہیں۔

(اس مرحلے پر جناب چیئرمین سردار عاشق حسین گوپانگ کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا! شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ گلستان سعدی میں یہ واقعہ ہے جو بادشاہوں کے باب کے متعلق ہے۔ نوشیرواں عادل نے شکار کھیلا اور اس نے ایک لشکری سے کہا کہ یہ پیسے لے جاؤ اور نمک لے آؤ۔ اس نے کہا کہ جناب والا پیسوں کی کیا ضرورت ہے؟ میں نمک لے آؤں گا۔ نوشیرواں عادل نے کہا کہ میں ناانصافی کی بنیاد نہیں رکھنا چاہتا۔ اگر بادشاہ مرغی کا ایک انڈا مفت لے گا تو اس کے لشکری ہزار مرغ یخ پر چڑھا دیں گے۔ اگر بادشاہ کسی کے باغ سے ایک سیب توڑے گا تو اس کے لشکری تمام باغ کو جڑوں سے اکھیڑ دیں گے۔ یہ وہ فلسفہ ہے۔ جب حاکم مرغی کا انڈا اپنے جبر اور حکومت کا اختیار استعمال کرتے ہوئے مفت لے گا تو اس کے اہل کار ایک سو مرغ یخ پر چڑھا دیں گے۔ اگر بادشاہ ایک سیب یا ایک مالٹا توڑے گا یا انگور کا خوشہ توڑے گا تو اس کے لشکری باغ اکھاڑ کر لے جائیں گے۔ یہ وہ بنیادی چیز ہے۔ جب اداروں کو ان کے اپنے فرائض انجام دینے کی بجائے ان کو اس کام پر لگا دیں گے جو ان کا کام نہیں تو پھر یہ خرابیاں پیدا ہوں گی۔

جناب والا! گجرات کے حوالے سے میری ایک تحریک استحقاق آج بھی چل رہی ہے جو ایک ایس پی کے خلاف ہے۔ اب وہ ایس پی استحقاق کمیٹی میں یہ کہتا ہے کہ جس کے خلاف انھوں نے نشان دہی کی ہے اس نے ان کے خلاف الیکشن لڑا ہے۔ تو میرے خلاف الیکشن لڑنے سے نہ تو آدمی

بدمعاش بن جاتا ہے اور نہ ہی وہ نیک بن جاتا ہے۔ وہ بار بار کہتا ہے کہ وہ آدمی تو بڑا ہی شریف ہے اور اس آدمی کے متعلق میں نے آئی جی پولیس کو لکھ کر دیا ہے۔ ڈی سی اور ایس پی پنجاب کو لکھ کر دیا ہے کہ ان کے پاس فلاں فلاں ناجائز اسلحہ ہے۔ آپ اس کو نکالیں۔ اس درخواست پر کوئی عمل درآمد نہیں ہوا۔ حالانکہ پولیس کا ایک ٹاؤٹ یا مخبر خبر دیتا ہے اور پولیس نے میرے فارم پر چھاپا مارا اور انھوں نے ڈیڑھ سو فورس کے ساتھ چھاپا مارا کہ میں نے بدمعاش چھپائے ہوئے ہیں یا میں نے اسلحہ رکھا ہوا ہے۔ جب کچھ نہیں ملا اور جو ایس پی نے تحریک استحقاق کمیٹی کے سامنے بیان دیا ہے وہ یہ ہے کہ "ہمارے مخبر نے اطلاع دی تھی کہ ان کے ہاں کوئی مفرور چھپا ہوا ہے' وہ ملا نہیں"۔ ایک مخبر کی خبر سے وہ ایک ایم پی اے کے گھر پر ڈیڑھ سو پولیس نفری کے ساتھ چھاپا مار سکتے ہیں لیکن ایک ایم پی اے کی مخبری پر جو دو لاکھ کی آبادی کا نمائندہ ہے' وہ لکھ کر دیتا ہے کہ فلاں مجرم یا ملزم کے پاس اتنا اسلحہ ہے اس کو پکڑو۔ تو ایس پی کہتا ہے کہ یہ تو اس لیے لکھ کر دیتا ہے کہ اس نے اس کے خلاف الیکشن لڑا ہے۔ آئی جے آئی کا وہ امیدوار جس نے میرے خلاف 1988ء میں الیکشن لڑا۔ وہ بھلوال میں ایک ڈکیتی میں پکڑا گیا۔ اس کے پاس سے وہ کلاشنکوف نکلی ہے جس سے اس نے میرے چھوٹے معصوم بھائی کو 19 نومبر 1988ء میں موٹر میں اغوا کر کے زخمی کیا اور وہ اس کو قتل کرنا چاہتے تھے کہ اسی اثناء ادھر سے آرمی آ گئی اور وہ اسے چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اس کی ضمانت بھی ہو گئی اور وہ پھر بعد میں confirm بھی ہو گئی۔ اس کے خلاف میں نے پولیس میں درخواست دی کہ بھلوال کے ڈی ایس پی نے اسلحہ برآمد نہیں کیا۔ انہیں سڑک پر پکڑا ہے اور ان کی جیپ خاکی رنگ کی ہے۔ یہ الفاظ ایف آئی آر کے ہیں۔ خاکی رنگ کی جیپ ہے اور اس کے اوپر نیلے رنگ کی ریوالونگ بتی لگی ہوئی ہے۔ اس میں پولیس کی وردیاں ہیں۔ ڈی ایس پی نے اس سے پوچھا تو وہ کہتا ہے کہ میں ممبر ضلع کونسل ہوں یا میں فلاں ہوں یا فلاں ہوں۔ انہوں نے راستے میں جاتے ہوئے سکوٹر پر لوگوں کو روکا اور رائفل چھینی کہ میں ڈی ایس پی ہوں۔ اس نے شکایت کی ہے اور بھلوال کا جو ڈی ایس پی ہے' مجھے نہیں پتا کہ اس نے ان حالات میں کیسے جرم کیا؟ میں نہیں مان سکتا۔ یہ ایک معجزہ لگتا ہے۔ وہ ڈی ایس پی مجھے کوئی قانون کا' انسانیت کا' اس کا اتنا زندہ ضمیر ہے کہ اس نے ایف آئی آر کاٹی اور اس نے چالان کیا اور اسلحہ برآمد کیا۔ اس میں تمام حقائق لکھ دیے۔ اب آئی جے آئی کی حکومت اپنے اس امیدوار کو کیسے بچاتی ہے؟ یہ میں اکثر بیان کرتا رہتا ہوں۔ رانا شمیم صاحب نے اب جس ڈی ایس پی کو promote کروا کے گجرات میں سیاسی مخالفین کو مارنے کے لیے لگوایا ہے وہ

صرف اپنے سیاسی مخالفین کو مارنے کے لیے لگوایا ہے۔۔۔

جناب چیئرمین، محترم! گزارش یہ ہے کہ بہتر یہ ہے کہ آپ کسی کا نام نہ لیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، میں نے کسی کا نام نہیں لیا۔

جناب چیئرمین، آپ نے رانا شمیم صاحب کا نام لیا ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، نہیں، نہیں۔ میں نے ان کا نام نہیں لیا۔ رانا شمیم صاحب کوئی نعوذ باللہ ڈی ایس پی ہیں یا ایس پی ہیں؟ رانا شمیم صاحب تو اس ہاؤس کے ممبر ہیں۔

جناب چیئرمین، نوابزادہ صاحب! گزارش یہ ہے کہ آپ کتنا ٹائم لیں گے؟

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! آدھا گھنٹہ تو میرا normal ume ہے۔ اس پر میرا جو stammering allowance ہے وہ سپیکر صاحب مجھے allow کر کے گئے ہیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی، اعظم چیمہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! میں آپ کے توسط سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ نوابزادہ صاحب بڑی اچھی شخصیت ہیں اور بڑے اچھے پارلیمنٹیرین ہیں۔ اچھے پارلیمنٹیرین اور اچھے لوگ ہمیشہ ذاتیات کے بارے میں بالا رہتے ہیں۔ اگر کوئی تکلیف ہو بھی تو پھر بھی ان کا قد و قامت اتنا بلند ہے۔۔۔

جناب چیئرمین، چیمہ صاحب! یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ براہ مہربانی تشریف رکھیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! سن تو لیں کہ عوامی نمائندے صرف رفاہی اور اجتماعی کاموں کے لیے ہیں، ذاتیات کے بارے میں نہیں۔

جناب چیئرمین، چیمہ صاحب! آپ اپنی باری پر نوابزادہ صاحب کی باتوں کا جواب دے سکتے ہیں۔ جی، نوابزادہ صاحب!

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! میں کسی کی ذات پر حملہ نہیں کر رہا۔ میں نے تو اس ایک آدمی کے بارے میں بات کی ہے کہ جس نے بات کی ہے کہ جس نے ناجائز اسلحہ کے ساتھ اور خاکی رنگ کی جیپ پر ریوالونگ لائٹ کے ساتھ اپنے آپ کو ایک ڈی۔ ایس۔ پی ظاہر کر کے لوگوں کو لوٹا ہے۔ مجھے

افسوس ہے کہ اگر ان باتوں سے چیمہ صاحب کا دل دکھا ہے۔

جناب والا! میں امن و امان کے متعلق عرض کروں گا۔ مری کے اندر ایک سکول تھا لیکن اس کی عمارت نہیں تھی۔ حکومت پنجاب کی ذمہ داری تھی کہ وہ اس پرائمری سکول کی عمارت بنائے۔ لوگوں نے پنڈی کے پیپلز پروگرام کے ایڈمنسٹریٹر کو approach کیا تو وہاں مری میں پرائمری سکول کے بچوں کے لیے دو کمروں کی عمارت بنائی گئی۔ پھر یہ خبر آئی کہ وہاں کی انتظامیہ اور پولیس نے جب اس سکول کے کمروں پر چھتیں ڈال دی گئیں تو انھوں نے ان کو توڑ دیا۔ اس کی تصویریں اخباروں اور ٹیلی وژن میں آئیں۔ جب انتظامیہ سے عوامی فلاحی کام روکنے کے لیے کہا جائے گا تو پھر امن و امان کیسے قائم رہے گا۔ اگر ایک ڈون سکول سوسائٹی کو 446 کنال زمین بھی دے دی جائے اور اس کو 80 لاکھ روپے کی گرانٹ بھی دے دی جائے اور اس میں ایک اینٹ نہ رکھی جائے تو وہ سب ٹھیک ہے اور اگر پیپلز پروگرام کے تحت ایک بغیر عمارت پرائمری سکول کے دو کمرے بنا دیے جائیں تو وہ حاکم وقت کو گوارا نہیں۔ وائے برحال ما کہ ناطقہ سراپا گریباں ہے اسے کیا کہیے۔ لاہور شہر کی نہروں پر ایک نئی بات دیکھنے میں آئی ہے کہ لاہور کی نہروں کے دونوں جانب فٹ پاتھوں پر بجلی کے نئے کھمبے لگائے جا رہے ہیں۔ پہلے جو نئے کھمبے لگے تھے اگر ان پر سلور رنگ کر دیا جاتا تو وہ نئے کے نئے تھے۔ ابھی پرانے کھمبے بھی کھڑے ہیں اور ان کے ساتھ نئے کھمبے بھی لگائے جا رہے ہیں۔ آپ جا کر دیکھ لیں۔ دو دو کھمبے کھڑے ہیں اور پتا نہیں ان پرانے کھمبوں کو اتار کر کہاں پھینک دیا جائے گا۔ کس کو نوازنے کے لیے نئے کھمبے لگائے جا رہے ہیں؟ مجھے اعتراض نہیں۔ آپ شوق سے وہاں نہر کی سڑکوں پر double carpeting کرائیں۔ اس کی rehabilitation کرائیں۔ آپ لاہور کو جنت نظیر بنا دیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن اگر کوئی دوست غریب بچوں کے لیے سکول کے کمرے بنا دیتا ہے تو خدارا انہیں نہ گرائیں۔ اگر ان کو گرائیں گے تو پھر یہ پولیس امن و امان قائم نہیں رکھ سکے گی۔ یہ آپ کے وہ کام کرے گی۔

جناب والا! جب پی۔ سی آفیسرز کا ڈنر ہوا تو اس کے اندر وزیر اعلیٰ اور دوسرے لوگوں نے تقاریر کیں۔ وزیر اعلیٰ تو سیاسی آدمی ہیں۔ انھوں نے اپنے سیاسی مخالفوں کی مخالفت کرنی ہے۔ ہم نے اپنے سیاسی مخالفوں کی مخالفت کرنی ہے۔ انہیں حق ہے کہ وہ پاکستان پیپلز پارٹی کی مخالفت کریں۔ انہوں نے کہا کہ ہم پاکستان پیپلز پارٹی کا پیپلز پروگرام نہیں چلنے دیں گے۔ بات وزیر اعلیٰ نے کہی اور پھر ختم ہو گئی۔ اسے سی ماڈل ٹاؤن کو جوش آیا۔ وہ سٹیج پر تشریف لاتے ہیں اور ہاتھ لہرا کر کہتے

ہیں کہ ہم ہرگز ہرگز پیپلز پروگرام کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ جیسا کہ بابری مسجد کی جگہ مندر نہیں بننے دیں گے۔ اس انداز میں انہوں نے اسے اچھالا۔ یہ وہ رویہ ہے کہ جو ایک اسسٹنٹ کمشنر کے اختیار میں نہیں ہے۔ اس صوبے کا وزیر اعلیٰ جو آپ کا بھی وزیر اعلیٰ ہے' جو میرا بھی وزیر اعلیٰ ہے اور ہم اسے dejure وزیر اعلیٰ مانتے ہیں کیونکہ وہ عوام کے مینڈیٹ کے ساتھ وزیر اعلیٰ بن کر آیا ہے۔ اس وزیر اعلیٰ کی موجودگی میں ایک اسسٹنٹ کمشنر سٹیج پر اگر ایک عامیانہ اور بازاری انداز میں نعرے بازی کرتا ہے تو اس اسسٹنٹ کمشنر کی حدود کیا ہوں گی؟ اس کی قیود کیا ہوں گی؟ وہ کل کو کیا نہیں کرے گا؟ وزیر اعلیٰ نے اسے روکا نہیں کہ سیاست میں آنا تمہارا کام نہیں' میرا کام ہے۔ اگر وزیر اعلیٰ اسے کچھ کہتے کہ اے سی تم نے غلط کیا ہے۔ سیاسی بیان میرا کام ہے تمہارا کام نہیں تو میری نظر میں وزیر اعلیٰ کا مقام اور بلند ہوتا۔ حکومتوں کا وقار کبھی جبر و تشدد سے نہیں بڑھا۔ حکومتوں کا وقار عدل و انصاف سے بڑھتا ہے۔ حکومتوں کا وقار غریبوں کی عمارتیں گرانے سے نہیں بنتا بلکہ غریبوں کے لیے وسائل مہیا کرنے سے بنتا ہے۔ حکومتوں کا وقار اپنے سیاسی مخالفین کو ختم کرنے اور مارنے سے نہیں بنتا' حکومتوں کا وقار اپنے سیاسی مخالفین کو اعتماد میں لینے سے بنتا ہے۔ یہ انداز نرالا ہے۔ یہ ایک نئے انداز سے حکومت کی جا رہی ہے جو ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ لاء اینڈ آرڈر ہمارے ملک میں اس لیے نہیں ہے کہ ہم لاء اینڈ آرڈر کی مشینری کو اپنے لیے استعمال کر رہے ہیں۔

جناب والا! آگے آتا ہے appointment and postings اور جو out of turn ترقیاں ہیں۔ ملکی قانون کے اندر promotion,transfer and postings کا قانون موجود ہے۔ ہر سروس کے اپنے رولز ہیں۔ سول سروس کے اپنے رولز ہیں۔ پی سی ایس کے اپنے رولز ہیں۔ سپیریئر سروسز کے اپنے رولز ہیں۔ جوڈیشری کے اپنے رولز ہیں۔ ماتحت جوڈیشری کے اپنے رولز ہیں اور چھوٹے ملازمین کی سروسز کے اپنے رولز ہیں اور جو ایڈمنسٹریٹو رولز کنڈیکٹ آف سروس ہوتا ہے اس کے تحت کچھ پوسٹیں ایسی ہوتی ہیں جو مقابلے پر ہوتی ہیں۔ تھانے داروں اور تحصیل داروں کی بھرتی۔ یہ competative examination ہیں اور سول ججوں کی بھرتی۔ یہ competative ہیں۔ اس پر صوابدید استعمال نہیں کرنی چاہیے۔ ہوتا یہ ہے اور وہ سوال کے جواب میں آیا ہے کہ 25 ٹریفک انسپکٹر پنجاب میں بھرتی کیے گئے اور 25 کے 25 ہی وزیر اعلیٰ کی صوابدید پر بھرتی کیے گئے۔ یہ ان لوگوں کی حق تلفی ہے جو ان پوسٹوں کے لیے زیادہ اہل ہیں۔ میں نہیں کہتا کہ مجھے دے دو۔ وہ چیمہ صاحب کا بھائی بھی ہو سکتا ہے۔ سردار صاحب کا بھائی ہو سکتا ہے۔ پیر صاحب کا بھائی ہو سکتا ہے۔ ان کا بیٹا

ہو سکتا ہے۔ ان کا عزیز ہو سکتا ہے۔ لیکن اہلیت کی بنیاد پر آئے گا تو اس پر کوئی انگلی نہیں اٹھائے گا۔ اب اگر وہ اہل ہو بھی اور اسے صوابدید پر رکھا گیا ہے تو وہ لوگ کہیں گے کہ یہ گھپلہ ہوا ہے۔ اگر سارے کے سارے رکھ لیے جائیں تو یہ تو ان رولز کی بھی خلاف ورزی ہے۔ یہ انڈا مفت لینے والی بات ہے۔ نوشیرواں نے کہا کہ اگر بادشاہ مرغی کا انڈا مفت لے گا تو یہ ہو گا۔ اگر وزیر اعلیٰ خود یہ کریں گے کہ رولز relax کرنے کی ایک jurisprudence ہے۔ آفیشل باکس میں بیٹھے ہوئے لوگ سمجھتے ہیں کہ jurisprudence of law and relaxation of the rules کیوں کیا ہے۔ کن حالات میں کیے جاتے ہیں اور ڈائریکٹوز کیوں دیے جاتے ہیں؟ وہ ان حالات میں ہوتے ہیں کہ جہاں نارمل قانون کے تحت، نارمل رولز کے تحت کوئی آدمی اس معیار میں نہ آ رہا ہو لیکن اس کی ضرورت ہو، وہ اپاہج ہے، معذور ہے یا اس کے حالات ایسے ہیں یا وہ backward area سے ہے تو ایک آدھ کیس میں رولز relax کر کے اسے پوسٹ کیا جا سکتا ہے۔ (وقت ختم ہونے کی نشاندہی) --- ابھی میرا آدھا وقت باقی ہے۔ کیونکہ آدھی گھنٹی بجائی گئی ہے۔ میں پندرہ منٹ میں wind up کر رہا ہوں۔

**جناب چیئرمین،** نوابزادہ صاحب! ایک منٹ کے لیے میری بات سنیں۔ آپ نے خود ہی فرمایا تھا کہ مجھے تیس منٹ بات کرنے کی اجازت دی جائے۔ آپ کے تیس منٹ ہو رہے ہیں۔

**نوابزادہ غضنفر علی گل،** جناب والا! آدھا گھنٹہ ہوا ہے۔

**جناب چیئرمین،** آدھا گھنٹہ اور تیس منٹ ایک ہی ہوتے ہیں۔

**نوابزادہ غضنفر علی گل،** جناب والا! میرے لیے انہوں نے آدھا گھنٹہ مقرر کیا تھا۔

**جناب چیئرمین،** آدھا گھنٹہ تو ہو چکا ہے۔

**نوابزادہ غضنفر علی گل،** جناب والا! آدھا گھنٹہ ابھی نہیں ہوا۔

**جناب چیئرمین،** کتنا ہو چکا ہے؟

**نوابزادہ غضنفر علی گل،** یہ اتنا چھوٹا آدھا گھنٹہ کہاں سے آ گیا۔

**راجہ محمد خالد خان،** جناب والا! نوابزادہ صاحب جھوٹ بول رہے ہیں۔

**نوابزادہ غضنفر علی گل،** جناب والا! میں جھوٹ بولنے کا عادی نہیں۔ میں جھوٹ بول ہی نہیں سکتا۔

**جناب چیئرمین،** محترم نوابزادہ صاحب! ایک منٹ بات ہو لینے دیں۔ پھر آپ کی مرضی۔ بات یہ ہے کہ

آپ نے 6 بج کر 40 منٹ پر بات کرنی شروع کی تھی اور اس کے بعد 10 منٹ ہو چکے ہیں۔ یہ بات میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ چونکہ آپ بڑی لمبی تقریر کرتے ہیں۔ آپ کو وقت کا پتا نہیں چلتا۔ وقت تو اتنا ہو گیا ہے۔ اب آپ فرمائیں کہ آپ کیا چاہتے ہیں؟

**نوابزادہ غضنفر علی گل**، جناب والا! مجھے آخری سات منٹ اور دے دیں۔

**جناب چیئرمین**، سات منٹ تو بہت ہوتے ہیں۔

**نوابزادہ غضنفر علی گل**، جناب والا! میں بالکل متعلقہ باتیں کر رہا ہوں۔

**جناب چیئرمین**، آپ اپنے دوستوں کا تو خیال کیجیے۔

**نوابزادہ غضنفر علی گل**، جناب والا! میں کوئی غیر متعلقہ باتیں نہیں کر رہا۔

**جناب چیئرمین**، نوابزادہ صاحب! اب آپ مزید پانچ منٹ لے لیں۔

**نوابزادہ غضنفر علی گل**، جناب والا! میں کچھ اور باتیں کرنا چاہتا تھا۔ اگر آپ نے مجھے پانچ منٹ ہی دینے ہیں تو پھر آپ کی مرضی۔

**مولانا منظور احمد چنیوٹی**، جناب والا! آدھ گھنٹے کا وقت مقرر تھا۔ آدھا گھنٹہ تو ہو چکا ہے۔ نوابزادہ صاحب باتیں تو بڑی اچھی کر رہے ہیں لیکن میری گزارش ہے کہ انہیں آدھ گھنٹہ یا جتنا وقت دیا جائے اتنا ہی وقت مجھے بھی دیا جائے۔

**نوابزادہ غضنفر علی گل**، آپ کو ضرور دیا جائے گا کیونکہ آپ نے میرے جیسی ہی باتیں کرنی ہیں۔

**جناب چیئرمین**، نوابزادہ صاحب! آپ براہ مہربانی چیئر کو مخاطب کریں۔

**چودھری محمد اعظم چیمہ**، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ نوابزادہ صاحب relaxation کے خلاف ہیں اور خود اس اصول کے خلاف بات کر رہے ہیں۔ وہ relaxation سے قطعاً پرہیز کرتے ہیں۔ یعنی اگر آپ سے وہ relaxation کی استدعا کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے خود ہی اپنے اصول کے خلاف بات کی ہے۔

**جناب چیئرمین**، شکریہ چیمہ صاحب۔

**نوابزادہ غضنفر علی گل**، جناب والا! بولتے ہوئے میری زبان رکتی ہے اور یہ مجھ میں نقص ہے۔ یہ میرے اختیار میں نہیں۔

جناب چیئرمین: ہاں، آپ اپنی تقریر کریں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میں handi-capped ہوں۔ یہ کتنے ظالم لوگ ہیں۔ کہ میری زبان پر بھی ترس نہیں کھاتے۔ میں آخری سات منٹ میں اپنی بات ختم کروں گا۔

جناب والا! ہر ایکٹ کے اندر رولز کی relaxation کی provision ہوتی ہے۔ اس لیے کہ وہ rigid نہ بن جائیں اور وزیر اعلیٰ یا وزیر اعظم کا جو ڈائریکٹو ہوتا ہے وہ اس لیے ہوتا ہے کہ اگر کوئی علاقہ laid down criteria کے تحت نہ آئے، اگر وہاں بجلی نہ پہنچ سکتی ہو یا انڈسٹری نہ جا سکتی ہو اور cost benefit analysis, specific analysis کے تحت وہاں پر جو پراجیکٹ ہے اگر وہ feasible نہ ہو تو human beings are not to measure the cost benefit analysis اور ابھی انسانوں کا پی۔ سی فارم نہیں بنا۔ تو ان کو relax کرنے کے لیے، انسانوں کو provision دینے کے لیے وزیر اعلیٰ ڈائریکٹو بھیجتا ہے۔ لیکن چپڑاسی کی بھرتی بھی ڈائریکٹو پر اور تحصیل دار کی بھرتی بھی ڈائریکٹو پر۔ تھانے دار کی بھرتی بھی ڈائریکٹو پر تو رولز کو relax کر کے کس طرح سے impose کیے جا رہے ہیں۔

If you relax the rules where will be the rule of law. There are no rules It means 'gone'. If rules were put aside in this way, how can you ensure rule of law I don't know its philosophy. We want rule of law in this country. We want supremacy of rule and laws and the constitution in this country.

If the rules are relaxed then unfortunately it will be anarchy. تو اس کی فلاسفی کیا ہے؟ انتشار آ جائے گا، طوائف الملوکی آ جائے گی اور یہ ملک ایک test سے دوچار ہو جائے گا۔ جب پروموشن کی بات آتی ہے۔ میری تو آپ سے یہ اپیل ہے کہ ایک خاص گریڈ کی جو پوسٹیں ہیں ان پوسٹوں سے اوپر تمام پوسٹوں کو competitive کر دیں اور یہ پوسٹیں پہلے بھی پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہی پر کی جاتی ہیں۔ حاجی چن صاحب سنیں گے کہ گجرات کے ایک 45 سال کے آدمی کی عمر relax کر کے اے ایس آئی بھرتی کیا گیا تو جس کی عمر 18 سال اور 25 سال کے درمیان ہے تو اس بے چارے کا کیا قصور ہے۔ ان بے چاروں کی کیا حالت ہو گی اور جو میٹرک فیل ہیں ان کو تحصیل دار کیا گیا اور ان سے جو لائق ہیں ان کی کیا حالت ہو گی اور جو پروموشنز ہیں۔۔۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، میں آپ کی اطلاع کے لیے عرض کر دوں کہ خدا کی قسم میں نے کوئی بھی ایسا آدمی بھرتی نہیں کروایا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، نہیں، انھوں نے نہیں کروایا۔ میں تو انھیں بتا رہا ہوں اور انھیں پتا ہے کہ وہ کیا ہیں۔ کیونکہ حاجی چن صاحب کو پتا ہے کہ پنجاب میں کیا کیا ہو رہا ہے۔ وہ زندہ ضمیر ہیں اس لیے خاموش رہتے ہیں۔ مگر ان کا ضمیر جاگتا ہے۔ وہ میرا مخالف ہے لیکن میں یہاں پر کہتا ہوں کہ وہ میری پارٹی کا نہیں۔ وہ میرے دھڑے کا نہیں۔ میری برادری کا نہیں۔ لیکن اس کا ضمیر زندہ ہے اور میں اسے اس ایوان کے فلور پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ اسے پتا ہے کہ پنجاب میں کیا ہو رہا ہے۔ اس لیے میں اس کا نام لے رہا ہوں۔ میں کسی اور کا نام کیوں نہیں لے رہا۔ میں تو حاجی چن صاحب کا نام لے رہا ہوں۔ اگر وہ زندہ ضمیر نہیں تو وہ روشن ضمیر ہیں۔

جناب چیئرمین، نوابزادہ صاحب! پانچ منٹ ہو گئے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! میں آخری تین منٹ میں ختم کر رہا ہوں۔ جناب والا! جو پروموشنز ہوتی ہیں ان کے لیے outstanding performance ہوتی ہے۔ اس کا یہ criteria ہے کہ اگر کسی کی outstanding performance ہے تو اس کو آپ out of turn ترقی دے کر ڈی ایس پی لگا دو مگر شرط ہے کہ تمہارے حلقے میں سے اتنے ووٹ نکلتے ہیں۔ خدا کی قسم اس میں کسی پارٹی کو کوئی دخل نہیں۔ ہم نے رہنا ہے۔ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں کہ آپ کی وساطت سے جناب چیمہ کو کہتا ہوں کہ ادھر کون بیٹھتا ہے اور ادھر کون بیٹھتا ہے۔ خدا کی قسم اس سے مجھے کوئی غرض نہیں۔ لیکن اس سے غرض ضرور ہے کہ ادھر اور ادھر بیٹھتا ضرور رہے۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ یہ process جاری رہنا چاہیے لیکن یہ جو ہو رہا ہے کہ "ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات"۔ پتر کبوتر پنگھوڑیوں سے پہچانے جاتے ہیں مگر آپ نے جو کام شروع کر رکھے ہیں یہ ادھر ادھر بیٹھنے والے نہیں ہیں۔ اب اگر مجھ پر غصہ ہے تو یہ میری offer ہے اور یہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے لیے ہے کہ اگر میں ناپسند ہوں تو آپ میرا پستول لے کر مجھے مار دو لیکن میرے پیچھے بدمعاش نہیں لگانے چاہئیں۔ میرے پیچھے سماج دشمن عناصر نہیں لگانے چاہئیں۔ میری روزی کے جو ذرائع ہیں یا میری آزادیوں پر قدغن نہ لگائیں اگر وزیر اعلیٰ مجھے کہے کہ گل تمہارا وجود مجھے گوارا نہیں تو خدا کی قسم میں اپنا پستول ان کے ہاتھ میں دوں گا کہ آپ مجھے گولی مار دیں لیکن میرے پیچھے ان لوگوں کو نہ لگائیں جو سماج کے

دشمن ہیں اور جو اس نظام کے دشمن ہیں۔

جناب چیئرمین، نوابزادہ صاحب! اب آپ مہربانی کر کے اپنی تقریر کو ختم کریں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! اب میں wind up کر رہا ہوں۔ اب کہا یہ جا رہا ہے کہ healthy legislation نہیں ہوئی۔ تو یہ legislation کیوں نہیں ہوئی؟ ہم بھی اس میں شامل ہیں۔ اگر اس ایوان میں healthy legislation نہیں ہوئی تو اس میں حکومت کا قصور ہے اور ہم بھی اس میں شامل ہیں۔ کیونکہ مورخ یہ نہیں دیکھتا کہ حکومت کون کر رہا ہے اور حزب اختلاف میں کون ہے؟ آنے والے مورخ نے اس ایوان کی مجموعی کارکردگی کو لینا ہے۔ اس میں میرا بھی نام ہے۔ اس میں تو فضل حسین راہی بھی مورد الزام ٹھہرایا جائے گا اور آج تک ہم نے ایک بل پیش کیا ہے کہ جی گورنر سے اختیارات لے لیں یا ہماری تنخواہیں بڑھا دیں۔ ہائی وے اتھارٹی بنا دیں۔ اس کا بل کرا لیا اور ہائی وے اتھارٹی کا نام ہی نہیں ہے۔ اس کے علاوہ یہ کہ پبلک سروس کمیشن میں سے گورنر کو ہٹا دیں۔ اس کے اختیارات واپس لے لیں۔ تو یہ لیجسلیشن نہیں۔ میں آخری بات کر رہا ہوں اور میں اسے ختم کر رہا ہوں اور پھر یہ میرا winding-up portion ہے اور میں اپنی عینک بھی جیب میں ڈال لیتا ہوں۔

جناب چیئرمین، نوابزادہ صاحب! پھر دوسرے دوستوں کو دقت ہوتی ہے۔ آپ براہ مہربانی اب اسے ختم کریں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! پنجاب میں آج جو صورت حال ہے یہ شرفاء کے لیے انتہائی نامناسب ہے۔ یہ بدمعاشوں، چوروں اور ڈکیتوں کے لیے انتہائی موزوں اور conductive ہے۔ پھر یہ لڑائی مجھے دو حکومتوں کی نہیں لگتی اور ہے بھی نہیں۔ یہ تو دو نظاموں کی لڑائی ہے۔ یہ دو سوچیں ہیں۔ ایک سوچ 1977ء کے بعد سے جاری ہے اور دوسری 11 سال اس سوچ کے خلاف لڑتی ہوئی ان اسمبلیوں میں پہنچی ہے۔ پھر اس کے بعد یہ ہے کہ وسیع تر حکومت بنائی جائے تو کس کے ساتھ وسیع تر حکومت بنائی جائے؟ کیا ان لوگوں کے خلاف جنہوں نے کوڑے مارے ہیں، ان کے ساتھ وسیع تر حکومت بنائی جائے؟ کیا ان لوگوں کے ساتھ وسیع تر حکومت بنائی جائے جنہوں نے ایک بیوی کو، ایک بیٹی کو اور ایک بیٹے کو اپنے باپ خاوند اور بھائی کا منہ نہیں دیکھنے دیا اور نہتے شہریوں پر کوڑے برسائے گئے۔۔۔

جناب چیئرمین، نوابزادہ صاحب! بات یہ ہے کہ۔۔۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! میں یہ آخری بات کر رہا ہوں۔ یہ وسیع تر حکومت بنے گی مگر ان لوگوں کے ساتھ جنہوں نے گیارہ سال جبر و تشدد کے خلاف ہمارا ساتھ دیا۔ اگر وہ آج ہم سے ناراض ہیں تو ہم ان کے پاؤں پکڑ کر انہیں راضی کرلیں گے۔ لیکن ان لوگوں کے ساتھ وسیع تر حکومت نہیں بنے گی جو انسانیت پر یقین نہیں رکھتے' جو رولز آف لاء پر یقین نہیں رکھتے۔ جو انسانی قدروں میں تمیز نہیں کرتے اور میں آپ کو یہ بتاتا ہوں کہ اس پنجاب کے اندر' اس ملک کے اندر آخری فتح غریب عوام کی ہو گی۔

جناب چیئرمین، شکریہ' نوابزادہ صاحب۔ محترمہ شاہانہ نسیم فاروقی صاحبہ---- موجود نہیں ہیں۔ ملک طیب خان اعوان---- موجود نہیں ہیں۔ سردار زادہ سید ظفر عباس شاہ---- موجود نہیں ہیں۔

آوازیں، مولانا چنیوٹی صاحب بیٹھے ہیں۔ ان کو ٹائم دے دیا جائے۔

جناب چیئرمین، نہیں۔ میں نے تو لسٹ کے مطابق چلنا ہے۔ جیسے یہ طے ہوا تھا تو اس سلسلے میں اب میں دعوت دیتا ہوں جناب مہدی خان صاحب---- موجود نہیں ہیں۔ میاں محمود الرشید---- موجود نہیں ہیں۔ مولانا منظور احمد موہل صاحب---- (قہقہے)

آوازیں، بہت اچھے۔ مولانا منظور احمد موہل صاحب۔

جناب چیئرمین، نہیں۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب۔ مولانا صاحب! آپ کتنی دیر میں اپنی بات ختم کرلیں گے؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی، میں کوشش کروں گا کہ نوابزادہ صاحب سے تھوڑا وقت لیا جائے۔

جناب چیئرمین، گزارش یہ ہے کہ نوابزادہ صاحب نے تو بہت وقت لے لیا ہے۔ اس طرح سے تو دوسرے صاحبان اس سے محروم رہیں گے۔ میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ آپ براہ مہربانی جیسے طے ہوا تھا' آپ اگر مہربانی کر کے 20 منٹ لیں تو آپ کی بڑی مہربانی ہو گی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! میں کوشش کروں گا۔

جناب چیئرمین، بڑی مہربانی۔ جی' مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب۔

سردار سکندر حیات خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی' سردار صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر بولیں۔

سردار سکندر حیات خان، جناب سپیکر! جیسے اس ہاؤس میں خلاف ورزیوں پر خلاف ورزیاں ہوتی ہیں۔ پہلے چیزیں طے ہوتی ہیں اور پھر ٹوٹتی رہتی ہیں۔ اس سے پہلے یہ بتا دیں کہ ہاؤس نے کب تک چلنا ہے؟

جناب چیئرمین، گزارش یہ ہے کہ ویسے شیڈول کے مطابق تو یہ ہاؤس 8 بجے تک چلے گا۔ مولانا صاحب کے بعد آپ میں سے کسی دوست کی باری آنے گی۔ ان کے بعد آپ کی باری ہے۔

سردار سکندر حیات خان، جناب سپیکر! میں پھر درخواست کروں گا کہ اس وقت تو پھر فائدہ کچھ نہیں۔ You have not to speak to the walls.

جناب چیئرمین، نہیں۔ ایسے ہے کہ ریکارڈ پر آنے گا۔ لاءمنسٹر اور پریس موجود ہے۔

سردار سکندر حیات خان، ریکارڈ تو ہے یا تو پھر ایسے ہے کہ۔

The Chair should go systematically or it should go on according to an agreement or it should have some rule of law.

جناب چیئرمین، نہیں۔ وہ تو ایسے ہے کہ نوابزادہ صاحب نے کچھ تھوڑا سا وقت زیادہ لے لیا ہے۔ بہرحال آپ تشریف رکھیں۔

سردار سکندر حیات خان، نوابزادہ صاحب کا نام بھی پہلے بولا گیا حالانکہ ان کا نام پہلے نہیں تھا۔

جناب چیئرمین، پلیز' آپ تشریف رکھیں۔ اس کے بعد آپ کی باری ہے۔ جی' مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من اللہ نبی ، بعد امابعد۔ جناب سپیکر! مسئلہ امن عامہ کا زیر بحث ہے۔ اس پر تبصرہ کرنے سے قبل میں ایک واقعہ آپ کی خدمت میں اور ان سب معززین حضرات کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ہماری دینی تعلیمات جو مدارس عربیہ میں دی جاتی ہیں اس کو درس نظامی کہتے ہیں۔ وہ ایک نیک مسلمان بادشاہ نے جاری کیا تھا۔ وہ چلتا رہا۔ بعض دین دشمنوں نے بادشاہ سے کہا کہ آپ یہ خوامخواہ ہزاروں' لاکھوں روپیہ ضائع کر رہے ہیں۔ یہ بے کار ملا پیدا ہوتے ہیں۔ ان کا کوئی فائدہ نہیں۔ یہ خزانے پر بوجھ ہے۔ آپ اسے بند کریں۔ اس نے اپنے وزیر سے مشورہ کیا۔ وزیر نے کہا کہ ایسا نہ کریں۔ ہمیں جا کر visit کرنا چاہیے اور کچھ مدارس کو دیکھنا

چاہیے۔ اگر کوئی ایک دو چار اچھے لڑکے پڑھ رہے ہیں' تیار ہو رہے ہیں تو کوئی بات نہیں۔ بادشاہ نے وزیر کا مشورہ مانا اور اس پروگرام کے مطابق وہ ایک مسجد میں گئے۔ اس وقت دینی مدارس کی تعلیم مساجد ہی میں ہوتی تھی۔ بادشاہ سلامت اور وزیر اعظم جب دونوں گئے تو طالب علم اور اساتذہ اکٹھے ہو گئے۔ مسجد میں ایک پانی کا تالاب تھا جیسا کہ پرانی مسجدوں اور شاہی مسجد میں تالاب ہے۔ بادشاہ نے طالب علموں سے سوال کیا کہ بتائیے یہ تالاب کتنے پیالوں سے بھر سکتا ہے۔ ایک ننھا سا طالب علم تھا اس نے بادشاہ سے سوال کیا کہ بادشاہ سلامت پہلے ہمیں وہ پیالہ دکھائیں جو پیالہ آپ کا ہے تاکہ ہم پیالے کو دیکھ کر بتا سکیں کہ یہ تالاب کتنے پیالوں سے بھر سکتا ہے۔ اگر پیالہ ہی ایک تالاب جتنا بڑا ہو تو ایک پیالے سے بھر جائے گا۔ اگر پیالہ 1/2 حصہ ہو تو دو پیالوں سے بھر جائے گا۔ اگر پیالہ 1/4 حصہ ہو تو چار پیالوں سے بھر جائے گا۔ یہ تالاب تو ہم پیالے کی نسبت سے ہی بتا سکتے ہیں۔ پہلے اپنا پیالہ دکھائیے تاکہ ہم بتا سکیں۔ میں اس واقعہ کا ذکر کر کے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر تو امن عامہ کا پنجاب کا مسئلہ آج سے پہلے کی نسبت دیکھا جائے۔۔۔

جناب فضل حسین راہی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، محترم راہی صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی، یہ ابھی تک بات واضح نہیں ہوئی کہ کتنے پیالوں سے تالاب بھرا تھا اور وہ پیالہ کتنے سائز کا تھا۔۔۔ (قہقہے)

جناب چیئرمین، جناب راہی صاحب! تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی، اتنا بڑا واقعہ سنانے کا فائدہ کیا ہے جس کا نتیجہ ہی کوئی نہ ہو۔

جناب چیئرمین، راہی صاحب! تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی، تالاب لوٹوں کے ساتھ بھی بھر سکتے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب! جب آپ بول رہے ہوتے ہیں تو ہم سنتے ہیں۔

جناب چیئرمین، میں ایک استدعا کرنا چاہتا ہوں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، ہاں! یہ ہدایت کریں کہ مداخلت نہ کریں۔ ہم نے کوئی مداخلت نہیں کی۔ ہم نے ان کو صبر و تحمل سے سنا ہے اور اب ان کو بھی صبر و تحمل سے باتیں سننی چاہئیں۔

جناب چیئرمین: جناب مولانا صاحب! ایک منٹ۔ دونوں جانب مل بیٹھے دوستوں کی خدمت میں، میں گزاروں کروں گا کہ بڑے پرسکون انداز میں ہاؤس چل رہا ہے۔ ایک دوسرے کی بات کو بڑے تحمل سے اور ایک دوسرے کے احترام کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے سنیں۔ بڑی مہربانی ہو گی۔ جی، مولانا صاحب!

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا۔۔۔

جناب فضل حسین راہی: میں صرف تقریر سن سکتا ہوں **********

مولانا منظور احمد چنیوٹی: آپ میں سننے کی ہمت ہی نہیں ہے۔

جناب فضل حسین راہی: **********

(اس مرحلہ پر فضل حسن راہی ہاؤس سے باہر چلے گئے)

مولانا منظور احمد چنیوٹی: آپ سن ہی نہیں سکتے۔ آپ حقائق برداشت ہی نہیں کر سکتے۔

جناب چیئرمین: ان الفاظ کو اجلاس کی کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب سپیکر! میں یہ واقعہ صرف اس لیے عرض کرنا چاہتا تھا کہ یہ ہمارا ملک چار صوبوں پر مشتمل ہے۔ آج ہم پنجاب کی امن عامہ پر بحث کر رہے ہیں اور ہمیں کرنی چاہیے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس طرح امن عامہ چاہیے ایسا امن عامہ موجود نہیں۔ لیکن جب ہم آج سے کچھ عرصہ قبل کے حالات دیکھتے ہیں تو یہ ہمارا صوبوں بہ نسبت دوسرے صوبہ کے امن کا گہوارہ تھا اور اس کے حالات بہت ہی پرسکون تھے۔ اگر اس وقت اور آج کے وقت میں بھی دیکھا جائے، صوبہ سندھ اور پنجاب کا اگر مقابلہ کریں تو پنجاب اور صوبہ سندھ کے حالات میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ہمارے اپوزیشن کے حضرات جو باتیں کر رہے ہیں ان میں کئی باتیں ان کی صحیح ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں اور ان کا حق ہے کہ وہ نشان دہی کریں اور میں بھی یہ بات تسلیم کرتا ہوں کہ جیسا امن عامہ چاہیے، جس قسم کے حالات چاہییں وہ حالات نہیں۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اگر آج سے پہلے یہ حالات اتنے سنگین نہ تھے اور پنجاب کا صوبہ امن و امان کے مسئلے کی صورت میں ایک مثالی صوبہ تھا تو آج یہ حالات جو پیدا ہو رہے ہیں اور دن بدن خراب سے خراب تر ہوتے جاتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک منصوبے کے تحت کھر پلان تیار ہوا ہے۔ یہ سارا اس کا نتیجہ ہے اور

*** (بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

اس میں دو مقاصد ہیں۔ ایک مقصد تو یہ ہے کہ لوگوں کی نظریں سندھ کی طرف سے ہٹائی جائیں اور سندھ کے اندر جو مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی جا رہی ہے ہمیں وہ خبریں پڑھ کر شرم بھی آتی ہے اور دکھ بھی ہوتا ہے کہ ہمارے ہی بھائیوں کے خون کی کس طرح ہولی کھیلی جا رہی ہے۔ ان کو زندہ جلایا جا رہا ہے۔ وہاں کیسے کیسے واقعات رونما ہو رہے ہیں۔ آج جب کہ اس صوبے میں خالص پیپلز پارٹی کی حکومت ہے اور اس میں کوئی دوسری اپوزیشن پارٹی بھی ایسی نہیں۔ اس کے باوجود وہاں کے حالات پہلے کی نسبت جس کو یہ آمرانہ دور کہتے ہیں سے بھی زیادہ خراب ہیں اور خراب سے خراب تر ہوتے جا رہے ہیں اور اسی وجہ سے پنجاب کے حالات بھی قصداً خراب کیے جا رہے ہیں۔ ہمارے پاس اس کے بین ثبوت ہیں۔ اس کے باوجود وہاں حالات پہلے کی نسبت جس دور کو آمرانہ دور کہا جاتا ہے اس سے بھی زیادہ خراب ہیں بلکہ خراب سے خراب تر ہوتے جا رہے ہیں۔ اسی وجہ سے پنجاب کے حالات بھی قصداً خراب کیے جا رہے ہیں۔ ہمارے پاس اس کے بین ثبوت ہیں جو ہم پیش کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! چنیوٹ کا واقعہ جس پر ہمیں انتہائی افسوس ہے' ندامت ہے' اس کے ذمہ دار مجرم کون ہیں لیکن بدنام چنیوٹ کا شہر اور شہری ہو چکا ہے۔ ہمیں اس واقعہ پر انتہائی افسوس ہے اور میں اس افسوس اور ندامت کا اظہار اخبارات میں بھی کر چکا ہوں۔ لیکن آپ کو شاید اس کا علم نہ ہو کہ یہ ایک عرصہ سے یعنی چند دنوں سے وہاں مسلسل چوری کی وارداتیں ہو رہی تھیں اور وہ ایک پروگرام کے تحت ہو رہی تھیں۔ اس پر ہم ٹھیکری پہرہ اور دوسرے پرائیویٹ انتظامات بھی کر رہے ہیں۔ ایک واقعہ ہو گیا' چور آئے' چوروں نے فائرنگ کی اور ایک آدمی ان کی فائرنگ سے شہید ہو گیا۔ پانچ چھ افراد زخمی ہو گئے۔ اس کے بعد ایک پولیس پارٹی آتی ہے اور ان کو بطور امداد کے روکا جاتا ہے اور وہ رک جاتے ہیں۔ اس کے بعد جو واقعات ہوئے ہیں ان کے متعلق ابھی انکوائری کمیشن بیٹھا ہے۔ اس لیے میں اس پر زیادہ بات کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ حقائق سامنے آ جائیں گے۔ اس واقعہ کے بعد جناب کھر صاحب اور ہمارے وزیر اطلاعات جناب اعوان صاحب ایک اور وزیر صاحب یہ تینوں حضرات ہیلی کاپٹر پر تشریف لاتے ہیں' زخمیوں کی عیادت کے لیے آتے ہیں اور ایک جلوس کی شکل میں ہسپتال جاتے ہیں۔ جلوس کے شرکاء ناچتے کودتے بھنگڑا ڈالتے ہوئے جاتے ہیں۔ گویا ان کا ایک مشن تھا جس میں انہیں فتح و کامیابی حاصل ہوتی ہے اور اس کامیابی اور فتح کے لیے وہاں پہنچتے ہیں۔ جو لوگ گولیوں سے شہید ہو گئے ان کے گھروں میں وہ نہیں گئے۔ ان کی فاتحہ کے لیے بھی نہیں گئے۔

ہسپتال گئے اور وہاں پر کچھ لوگ اکٹھے ہوئے۔ وہاں پر انہوں نے تقریر کی اور کہا کہ میں نے 15 دن کے اندر نواز شریف اور اس کی حکومت کے چھکے چھڑا دیے ہیں۔ جو تین ماہ کا انھوں نے الٹی میٹم دیا تھا اس الٹی میٹم کے مطابق وہ پروگرام یہاں چل رہا ہے اور امن عامہ کو ایک منصوبے کے تحت اس لیے خراب کیا جا رہا ہے۔ ایک تو چوریاں کروا کر لوگوں کو یہ تاثر دیا جائے کہ موجودہ حکومت ناکام ہو گئی ہے۔ وہ چوری بند نہیں کر سکتی۔ کھر صاحب کی ایک ہی خوبی مشہور ہے۔ دوسری خوبیاں تو ابھی منظر عام پر آ رہی ہیں۔ البتہ ایک خوبی ان کی ضرور ہے۔۔۔

جناب چیئرمین، مولانا صاحب! آپ کسی کا نام نہ لیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! میں تو ان کی تعریف کر رہا ہوں جو خوبی ان کی مشہور ہے کہ ان کے زمانے میں چوریاں بند ہو گئی تھیں۔

جناب چیئرمین، مولانا صاحب! میں آپ سے صرف یہ گزارش کروں گا کہ آپ کسی محترم بھائی کا نام لیے بغیر واقعات بیان فرمائیں۔ نام نہ لیں تو زیادہ مناسب ہو گا۔ صرف واقعات بیان فرمائیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! یہ تو حقیقت ہے کہ وہ آئے ہیں اور ہیلی کاپٹر پر آئے ہیں۔ اب میں اگر نام نہ لوں تو کیا کہوں کہ وہ ہیلی کاپٹر جن لائے تھے یا فرشتے لائے تھے؟ آخر وہ ایک فوجی ہیلی کاپٹر تھا۔ اس میں ذمہ دار حضرات آئے تھے۔ اس لیے اس کی نشان دہی تو کرنی پڑے گی۔ میں تو ان کی تعریف کر رہا ہوں کہ کھر صاحب کا ایک کارنامہ پنجاب میں مشہور ہے کہ ان کے زمانے میں چوریاں رک گئی تھیں اور واقعی اس کی بہت تعریف کی جاتی ہے۔ ان کی باقی خامیوں کے باوجود ان کی ایک خوبی آج بھی یاد کی جاتی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ چوریاں اس لیے بھی کروائی جا رہی ہیں۔ ایک منصوبے کے تحت کروائی جا رہی ہیں تاکہ یہ باور کروایا جائے کہ یہ چوریاں جو ہو رہی ہیں ان کو موجودہ حکومت روکنے میں ناکام ہو گئی ہے۔ کھر صاحب ہی تشریف لائیں گے تو یہ چوریاں رکیں گی۔ یہ ایک بالکل کھلا منصوبہ ہے جس کے تحت یہاں یہ ساری تشدد کی کارروائیاں اور چوریاں ہو رہی ہیں۔ ڈکیتیاں، قتل اور پولیس مقابلے ہو رہے ہیں۔ تھانوں اور کچہریوں پر حملے کیے جا رہے ہیں۔ یہ سب ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ہو رہا ہے اور باقاعدہ اس کا اعلان کیا جاتا ہے۔ یہاں ہمارے سابقہ گورنر اور وزیر اعلیٰ صاحب جن کا میں نام نہیں لیتا وہ تشریف لائے تو انہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ میں نے پندرہ دن کے اندر چھکے چھڑا دیے ہیں۔ اس کا مطلب کیا ہے؟ یہ ان کا ایک پلان ہے جس کے

تحت یہ ساری کارروائی کر رہے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ حالات بہت ہی پرامن ہیں لیکن اس وقت بھی اگر دوسرے صوبوں سے موازنہ کیا جائے تو اس کے باوجود کہ دہشت گردی اور دوسرے حالات جو دیدہ و دانستہ پیدا کیے جا رہے ہیں' سندھ کے حالات سے صوبہ پنجاب کے حالات بہتر ہیں۔ لیکن ہم پھر بھی اپنے وزیر اعلیٰ صاحب سے اپنی گورنمنٹ سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ یہ ان کی ذمہ داری ہے کہ اپنی رعایا کی جان' مال' عزت اور آبرو کی پوری پوری حفاظت کریں اور جو شرپسند عناصر اور دوسرے لوگ اس امن کو تباہ و برباد کر رہے ہیں ان کے خلاف بغیر کسی رو رعایت کے' بغیر کسی لحاظ کے چاہے وہ بڑا ہو یا چھوٹا اس کو اس کی قرار واقعی سزا دینی چاہیے تاکہ ملک کے امن کو وہ تباہ نہ کر سکیں۔ میں دوسری گزارش یہ کروں گا کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان حالات کی خرابی کے دو بڑے سبب ہیں۔ ایک تو مرکز اور صوبے کی محاذ آرائی۔ مرکز صوبے کو برداشت نہیں کرتا۔ ان کے راستے میں یہ بہت بڑی رکاوٹ ہے اور اسلامی جمہوری اتحاد کی حکومت اور خاص طور پر میاں نواز شریف ان کے لیے سنگ گراں اور چٹان ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ اس کو ہٹایا جائے اور یہاں پر کسی اور کو لایا جائے۔ اس طرح صوبہ پنجاب کے جو صحیح اور جائز حقوق ہیں وہ اس کو نہیں مل رہے اور اپنے جائز حقوق کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ اس محاذ آرائی نے بھی ہمارے ملک کے حالات کو خراب کیا ہے۔ جیسا کہ ایک متفقہ قرار داد بھی پیش ہوئی ہے کہ مرکز اور صوبے کی اس محاذ آرائی کو ختم ہونا چاہیے تب ہی ہمارے ملک کے حالات درست ہو سکتے ہیں۔ صوبائی اختیارات میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے اور ہر صوبے کا جو حق ہے وہ ان کو ملنا چاہیے۔ اگر ان کی حق تلفی ہو گی تو یقینی بات ہے کہ لوگوں میں بے چینی پیدا ہو گی۔ بے چینی کا دوسرا سبب وہ پلان ہے جو ایک منصوبے کے تحت پنجاب کے حالات خراب کرنے کے لیے "کھر پلان" کے نام سے تیار کیا گیا ہے۔ چنیوٹ سے پھر وہ گوجرہ پہنچتے ہیں اور دوسری جگہوں پر پہنچتے ہیں لیکن آپ کے علم میں ہو گا' اور جہاں تک میں اخبارات پڑھتا ہوں' میں نے نہیں سنا کہ کھر صاحب کراچی بھی پہنچے ہوں۔ وہ صرف پنجاب کے ممبر نہیں' وہ صوبائی ممبر ہوتے تو چلو پھر بھی بات تھی۔ وہ قومی اسمبلی کے ممبر ہیں۔ قومی لیڈر ہیں۔ انہیں سندھ میں بھی جانا چاہیے تھا۔ سندھ میں بھی ہیلی کاپٹر لے کر جاتے۔ ان گھروں میں جاتے جہاں ہزاروں لوگ زخمی ہو گئے اور سینکڑوں لوگ وہاں پر مر چکے ہیں' شہید ہو چکے ہیں۔ ان کے گھروں میں بھی جا کر ہمدردی کرنی چاہیے تھی۔ یہ تو چنیوٹ میں اور گوجرہ میں ان کا جس انداز میں تشریف لانا ہے اور بھنگڑے ڈالتے ہوئے' خوشیاں مناتے ہوئے وہاں کے زخمیوں پر انہوں نے نمک پاشی کی۔ ہمارے ایک وزیر صاحب جب ہسپتال میں

ہمارے کارکن کے پاس پہنچے اور پوچھا جناب یہ کیا ہوا؟ اس نے آگے سے جواب دیا کہ جناب یہ سب کچھ آپ ہی کا کیا کرایا ہے۔ آپ کے بھیجے ہوئے چوروں نے ہمیں مارا ہے اور زخمی کیا ہے۔ ہم تو آپ کے ستم رسیدہ یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک اور بوڑھا سائل کھڑا ہوا۔ اس نے کہا جناب آپ کیا باتیں کرتے ہیں؟ کیا آپ کو اپنا دور بھول گیا ہے؟ چنیوٹ گوجرہ میں آ کر وہ اپنے پلان کو دیکھ رہے ہیں کہ کس حد تک وہ کامیاب ہوا ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ صوبے اور مرکز کی محاذ آرائی نے بھی امن عامہ کی صورت حال کو خراب کیا ہے۔ ایک اور بات جو میں ہر موقع پر امن عامہ کے مسئلے پر عرض کیا کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ یہاں پر یہ ملک جو اسلام کے نام پر لیا گیا تھا۔ ہماری بڑی بدقسمتی ہے کہ 42 سال کا طویل عرصہ گزرنے کے باوجود آج بھی عدالتوں میں قانون انگریز کا چل رہا ہے۔ عدالت میں جج اور مجسٹریٹ مسلمان ہیں۔ مدعی بھی مسلمان ہیں۔ مدعا علیہ بھی مسلمان ہیں۔ گواہ بھی مسلمان ہیں لیکن قانون انگریز کا چل رہا ہے۔ ابھی تک ہم اسلامی قانون کو ملک میں نافذ نہیں کر سکے ضیاء الحق مرحوم شہید نے جب حدود آرڈیننس نافذ کیا تھا' آج اس کو بھی ظالمانہ اور وحشیانہ کہہ کر اسلام کا کھلا مذاق اڑایا جا رہا ہے بلکہ بغاوت کی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حدود کو ظالمانہ کہنا' وحشیانہ کہنا جو ان کے وزراء صاحبان اور محترمہ صاحبہ کے بیانات میں بھی یہ آ رہا ہے۔ بجائے اس کے کہ اس حدود آرڈیننس پر عمل کیا جاتا' اس کے نفاذ کو موثر بنایا جاتا' الٹا اس قسم کے بیانات دیے جا رہے ہیں۔ آج جو تحریک استحقاق میں نے پیش کی تھی اس کو مسترد کر دیا گیا۔ اس میں بھی میں نے یہ کہا تھا کہ "جنگ لندن" کے اندر یہ خبر چھپی ہے کہ ابھی مجھے حالات اجازت نہیں دیتے ورنہ میں اس حدود آرڈیننس کو ختم کر دوں۔ بجائے اس کے کہ اس ملک کے اندر جو اسلام کے نام پر لیا گیا تھا اس میں اللہ کی حدود کو نافذ کیا جاتا جیسا کہ ہمارے سامنے سعودی عرب کی ایک روشن مثال موجود ہے۔ سعودی عرب کے اندر اسلامی حدود نافذ ہے لیکن آپ اندازہ لگائیں کہ پوری سعودی مملکت میں ایک سال کے اندر وہ جرائم نہیں ہوتے جو ہمارے ملک کے ایک ضلع میں ایک مہینے یا ایک ہفتے میں ہوتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کی یہ وجہ ہے کہ وہاں پر اللہ کی حدود اور قوانین نافذ ہیں۔ یہاں نفاذ کے باوجود ان پر عمل درآمد نہیں ہوتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان تمام برائیوں کی وجہ ہماری اللہ تعالیٰ سے بغاوت ہے۔ جب تک اس ملک میں قرآن و حدیث کے مطابق شرعی قانون نافذ نہیں ہوتے۔ حدود پر عمل درآمد نہیں ہوتا اس وقت تک امن قائم نہیں ہو سکتا۔ ہزاروں جانیں ضائع ہو رہی ہیں۔ ایک جان کو قتل کرنے کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک جان کو قتل کرنا گویا سب جانوں کو قتل کر

دیا۔ ایک جان کو زندہ کرنا گویا سب کو زندہ کر دیا۔ اگر قصاص میں فوری طور پر ایک قتل ہو جائے تو اور انسانوں کی جانیں بچ جاتی ہیں۔ اگر ایک کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے تو جن لاکھوں انسانوں کی نیندیں حرام ہو چکی ہوتی ہیں وہ چین کی نیند سو سکتے ہیں۔ ان کے مال کی' ان کی جان کی حفاظت ہوتی ہے۔ اس لیے اللہ کی حدود سے بغاوت نہیں کرنی چاہیے۔ ایک تو یہ ہے کہ اگر حدود نافذ نہ کی جائیں تو یہ بھی جرم ہے۔ اگر پنجاب کی حکومت یہ اختیارات رکھتی ہے اور وہ حدود نافذ نہیں کرتی تو وہ بھی خدا کے ہاں مجرم ہے۔ لیکن اس سے بڑا جرم یہ ہے کہ اللہ کی حدود کو ظالمانہ کہا جائے' وحشیانہ کہا جائے۔ جو کچھ وہ نافذ کر گیا ہے اس کو ختم کرنے کے اعلانات کیے جائیں تو یہ میں سمجھتا ہوں کہ عذاب کو دعوت دینا ہے۔ (وقت ختم ہونے کی نشاندہی) ----ابھی تو پندرہ منٹ ہوئے ہیں اور نوابزادہ صاحب نے تو پون گھنٹہ لیا تھا۔

جناب چیئرمین، مولانا صاحب! گزارش یہ ہے کہ جونہی کوئی معزز رکن اپنی تقریر شروع کرتا ہے تو میں اس کا ٹائم نوٹ کر لیتا ہوں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! مجھے کم از کم ان جتنا ٹائم تو ملنا چاہیے کہ وہ کہا کرتے ہیں کہ اس طرف اکلوتا داڑھی والا میں ہوں اور وہ میرے ساتھ مقابلہ کیا کرتے ہیں۔ مجھے بھی اتنا ہی وقت ملنا چاہیے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، مولانا مجھ سے زیادہ معزز اور میرے بزرگ ہیں۔ ان کو مجھ سے زیادہ ٹائم دیا کریں۔

جناب چیئرمین، مولانا صاحب! ذرا میری بات سنیں۔ گزارش یہ ہے کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ حاضری رفتہ رفتہ کم ہو رہی ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! میں اختصار سے ایک دو باتیں عرض کروں گا۔

جناب چیئرمین، فرمائیے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، میں اپنے محترم نوابزادہ صاحب سے عرض کروں گا کہ ان کے دل میں بھی اسلام کی محبت کا درد ہے اور میں ان کی دل سے قدر کرتا ہوں۔ باشرح آدمی ہیں' غازی ہیں' یہ بدقسمتی ہے کہ پتا نہیں ایک پارٹی کے لحاظ سے وہ ایک عورت کے ماتحت کیسے ہو گئے؛ ان کے مزاج اور طبیعت کے یہ لائق نہیں تھا۔

جناب چیئرمین، مولانا صاحب! نوابزادہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! مجھے فخر ہے کہ میں پیدا بھی ایک عورت کے بطن سے ہوا تھا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، پیدا تو تمام نبی بھی عورت کے بطن سے ہوئے ہیں لیکن عورت نبی نہیں بنی۔

جناب چیئرمین، مولانا صاحب! آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! میں نوابزادہ صاحب سے یہ گزارش کرنا چاہتا تھا کہ اگر انہیں بھی حقیقی درد ہے کہ ملک میں امن بحال ہونا چاہیے تو ایک تو اس محاذ آرائی کو ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ یہ اپنی جماعت میں موثر ہیں اور دوسرا۔۔۔

جناب چیئرمین، مولانا صاحب! کیانی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔

جناب نذرحسین کیانی، جناب والا! میں اتنی دیر سے مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات سے مستفید ہو رہا تھا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، میرا خیال ہے کہ یہ اپنی اصلاح کر لیں کہ زندہ شخص کو مدظلہ کہا جاتا ہے۔

جناب نذرحسین کیانی، اصلاح بعد میں ہو جائے گی۔ میں صرف ایک منٹ کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ 1964ء سے میں انہیں رحمۃ اللہ علیہ ہی کہتا ہوں۔ 1964ء میں جب انتخابات ہوئے تھے تو ایوب خاں کے خلاف محترمہ فاطمہ جناح کو بطور صدارتی امیدوار کھڑا کیا گیا۔ اگر وہ منتخب ہو جاتیں تو کیا وہ اس ملک کی صدر نہ ہوتیں؟ اس وقت یہ علمائے کرام ان کے پیچھے فتوے دے کر ان کا ساتھ دے رہے تھے۔ مولانا صاحب کو ایسی متنازعہ بات نہیں کرنی چاہیے۔ ان کی کتنی اچھی اور میٹھی گفتگو ہے۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ تشریف رکھیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! میں اپنے فاضل ممبر کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اس وقت بھی ہم فاطمہ جناح کے مخالف تھے۔ ہم نے اس وقت بھی فاطمہ جناح کا ساتھ نہیں دیا تھا۔

جناب نذرحسین کیانی، جناب والا! یہ تو پاکستان کے بھی مخالف تھے۔ یہ تو قائد اعظم کے بھی مخالف تھے۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین، آرڈر پلیز۔ شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! اسمبلی کے ریکارڈ کو درست کرنے کے لیے عرض کروں گا کہ مردہ شخص کے لیے جو دنیا سے چلا جائے یا جو رحلت فرما جائے اور اگر وہ نیک ہو تو اس کے لیے لفظ رحمۃ اللہ علیہ استعمال کیا جاتا ہے اور اگر وہ زندہ اور نیک ہو تو اس کے لیے مدظلہ استعمال کیا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین، شکریہ' شاہ صاحب! آپ کی بڑی مہربانی۔ تشریف رکھیں۔ جی' مولانا صاحب!

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ ان تمام مسائل' مشکلات اور مصائب کا حل اسلامی نظام ہے۔ اس میں ہمیں اور ان کو مل کر اس بات کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ اس وقت مرکز میں حکومت ان حضرات کی ہے۔ ان کو اس کی پوری کوشش کرنی چاہیے۔ اگر یہ اس بات میں مخلص ہیں کہ اس ملک میں اسلامی نظام کو نافذ کیا جائے۔ شریعت بل اس وقت سینٹ میں موجود ہے۔ اس کو اگر فوری طور پر منظور کر کے اسے نافذ کر دیا جائے تو یہ تمام کے تمام مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

جناب والا! میں چند منٹ کی اور اجازت چاہتا ہوں۔ آج کل کشمیر کا مسئلہ ہماری شہ رگ ہے اور پاکستان کے لیے یہ شہ رگ سے بھی زیادہ اہم ہے۔ یہ مسئلہ نہایت نازک ہے۔ ہمیں خوشی ہے کہ اس مسئلے پر متحدہ اپوزیشن اور برسر اقتدار دونوں نے اتحاد کیا اور یک جہتی کا ثبوت دیا اور پورے ملک میں ایک مثالی ہڑتال کر کے انہوں نے دنیا پر واضح کر دیا کہ ہم اس مسئلے پر ایک ہیں۔ لیکن میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مسئلہ اکیلے حل نہیں ہو سکتا۔

جناب چیئرمین، مولانا صاحب! آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ براہ مہربانی آپ دوسروں کو بھی موقع دیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! ابھی تو آدھا گھنٹہ بھی نہیں ہوا۔ نوابزادہ صاحب نے کہا تھا کہ مجھے ان سے زیادہ وقت دیا جائے۔ میں کم از کم اتنا وقت لینے کا تو حق رکھتا ہوں۔ دو منٹ کی مزید اجازت دیجیے۔

جناب چیئرمین، مولانا صاحب! گزارش یہ ہے۔ میری بات ایک منٹ سن لیں۔ اس طریقے سے پھر دوسرے معزز اراکین کا وقت بھی ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! مجھے آپ کا بڑا احترام ہے۔ میں صرف دو منٹ کے لیے اجازت

چاہتا ہوں اور میں اپنی بات کو wind up کرتا ہوں۔

راجہ محمد خالد خان، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ ان کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ خدا نہ کرے کہ ان کا ٹائم ختم ہو جائے۔ یہ ہمارے حکومتی بنچز کے قیمتی سرمایہ ہیں۔ آپ تصحیح فرمالیں کہ ان کی تقریر کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

جناب چیئرمین، شکریہ' راجہ صاحب۔ جی' مولانا صاحب!

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! میں آخری بات عرض کرتا ہوں کہ جنگ کے بادل منڈلا رہے ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ بغیر جہاد کے ہم کشمیر کو آزاد نہیں کروا سکتے۔ اس لیے ہماری حکومت کو اعلان جہاد کرنا چاہیے۔ اس ضمن میں' میں ایک بات اپنے محترم پیپلز پارٹی کے ممبران سے عرض کرتا ہوں۔ آپ چاہے اسے مشورہ کہہ لیجیے وہ یہ کہ پچھلی جنگ میں ایک ترانہ بڑا مشہور ہوا تھا کہ "جنگ کھیڈ نہیں ہوندی زنانیاں دی"۔ میں آپ کی وساطت سے اپنے ان محترم ممبران کو مشورہ دینا چاہتا ہوں کہ اگر جنگ چھڑ جاتی ہے تو پہلے ہماری طرف سے ترانہ تھا کہ "جنگ کھیڈ نہیں ہوندی زنانیاں دی"۔ اب اگر وہ عورت ہمارے اوپر ہو گی تو اب انڈیا والے کہیں گے کہ "جنگ کھیڈ نہیں ہوندی زنانیاں دی"۔ جناب والا! میں ایک مشورہ دینا چاہتا ہوں اور کھر صاحب کو عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب فتح کرنے کی بجائے کشمیر فتح کرنے کے لیے اس شیر کو اس محاذ پر رکھا جائے اور چند دنوں کے لیے جب تک یہ جنگ کا خطرہ ہے محترمہ بے نظیر صاحبہ کی جگہ انہیں مقرر کر دیا جائے۔ یہ میری ایک تجویز ہے۔ اگر جنگ چھڑتی ہے تو عورتوں کا کام نہیں جنگ لڑنا۔ جنگ کھیڈ نہیں ہوندی زنانیاں دی۔ ہمیں یہ طعنہ نہ ملے۔

جناب چیئرمین، شکریہ' مولانا صاحب!

مولانا منظور احمد چنیوٹی، اس لیے میں اپنے معزز ممبران کو ایک مشورہ اور تجویز پیش کر رہا ہوں کہ یہ جا کر کوشش کریں کہ کچھ عرصہ کے لیے وزیر اعظم اپنی سیٹ کھر صاحب کو یا پھر کسی اور مرد کو دے دیں تاکہ جنگ مرد لڑے۔ کیوں کہ جنگ عورت نہیں لڑ سکتی۔ میں انہی الفاظ پر آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، میں یہ بات پہلے بھی اپنے معزز ارکان کی خدمت میں کر چکا ہوں کہ جب بھی کوئی ایسا متنازعہ مسئلہ اس ہاؤس میں اٹھا ہے تو وہ دل آزاری کا موجب بھی بنا ہے اور اس معزز ایوان کے

وقار کو مجروح کرنے کا موجب بھی بنا ہے۔ میں اپنے تمام دوستوں کی خدمت میں ایک بار پھر گزارش کرتا ہوں کہ براہ مہربانی کسی بھی متنازعہ مسئلہ کو نہ اٹھایا جائے تاکہ اس معزز ایوان کا وقار مجروح نہ ہو۔

**باجی نصرت رشید، پوائنٹ آف آرڈر۔** جناب والا! آپ نے بہت دیر بعد ان کو ہدایات جاری کی ہیں۔ یہاں پر یہ ایم این اے کھر صاحب کا نام لیتے رہے ہیں۔ انھوں نے باقاعدہ وزیر اعظم کا نام لیا ہے۔ یہ جو کہتے ہیں کہ "جنگ کھیڈ نہیں ہوندی زنانیاں دی"۔ جنگاں وچ زنانیاں رہیاں نیں۔ چھڑے 90 ہزار قیدی لے گئی سی اوہ وی اک عورت ای سی۔ انہاں نوں اپنا ماضی نہیں دہرانا چاہی دا اے۔

**جناب چیئرمین،** بہن شکریہ۔ اب میں محترم نذرحسین کیانی صاحب کو تقریر کی دعوت دیتا ہوں۔

**جناب نذرحسین کیانی،** اب سردار سکندر حیات خان صاحب نے بولنا ہے۔ میں صرف ایک عرض کرنا چاہتا ہوں۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی ایک جید عالم دین ہیں۔ ان کے منہ سے تہذیب' اخلاق اور انسانیت کے دائرے میں باتیں اچھی لگتی ہیں۔ علامہ اقبال نے کہا ہے کہ "دین ملا فی سبیل اللہ فساد"۔ میں عرض کروں گا کہ یہ دین میں فساد نہ پھیلائیں۔

**جناب چیئرمین،** کیانی صاحب! شکریہ۔ اب میں سردار سکندر حیات خان صاحب کو تقریر کی دعوت دیتا ہوں۔ مولانا صاحب! بڑی مہربانی۔ آپ تشریف رکھیں۔ سردار صاحب گزارش یہ ہے کہ اس وقت اجلاس کے ختم ہونے میں پانچ منٹ باقی ہیں۔ آپ کتنی دیر تقریر فرمانا چاہیں گے؟

**سردار سکندر حیات خان،** پہلے تو آپ نے میری باری آخر میں رکھی۔ آپ براہ مہربانی وقت میں توسیع کر دیں۔

**جناب چیئرمین،** سردار صاحب! آپ اپنی تقریر کے لیے جتنا وقت چاہتے ہیں اتنی دیر کے لیے ہاؤس کا وقت بڑھایا جائے گا۔

**سردار سکندر حیات خان،** آپ آدھ گھنٹے کے لیے توسیع کر دیں۔ ویسے میں نے بولنا کم ہی ہے۔

**جناب چیئرمین،** سردار صاحب! آپ کے لیے 20 منٹ کافی ہیں۔ آپ پھر کل تقریر کرنا چاہتے ہیں؟

**سردار سکندر حیات خان،** جناب والا! میں کل تقریر کر لوں گا۔ میں ایک چیز واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میں نہایت ادب سے احتجاج کروں گا۔ ہمیں کہا جاتا ہے کہ سرکاری بنچوں کے ساتھ آپ تعاون کریں۔

لیکن جب لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہوتا ہے۔ جب کسی روز آف لاء کا مسئلہ ہوتا ہے۔ جب کسی آئینی مسئلے پر بات ہوتی ہے تب وقت کی قدر نہیں کی جاتی۔ اصولوں کی قدر نہیں کی جاتی۔ کل یہ دیکھا جائے کہ میرا نام نمبر ایک پر ہو اور اس میں مزید تبدیلی نہ کی جائے۔ آج بھی میرا نام پہلے تھا لیکن اس میں دوبارہ تبدیلی کی گئی۔

**جناب چیئرمین:** جب ہفتے کو اجلاس ہو گا تو اس میں آپ کو پہلے موقع دیا جائے گا۔

**سردار سکندر حیات خان:** جناب والا! اس وقت جو سپیکر صاحب ہوں گے براہ مہربانی ان کو کہا جائے کہ وہ اس پر عمل کریں۔

**جناب چیئرمین:** شکریہ۔

**میاں محمود الحسن ڈار:** جناب والا! میرا بھی اس میں نام ہے۔ میری درخواست ہے کہ اس لسٹ کو اسی طرح چلنے دیں۔ آپ یا کوئی اور صاحب بھی سپیکر ہوں تو ان کو چاہیے کہ اس میں کوئی تبدیلی نہ لائیں۔

**جناب چیئرمین:** جی' اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔

**میاں محمود الحسن ڈار:** ہم تیار ہوئے بیٹھے تھے کہ شاید ابھی ہمارا تقریر کرنے کا وقت آ جائے۔

**جناب چیئرمین:** آپ کی بات بجا ہے۔ ہفتے کے روز جس وقت یہ اجلاس دوبارہ شروع ہو گا اسی لسٹ کے مطابق عمل کیا جائے گا اور اسی کے مطابق معزز ارکان کو بات کرنے کا موقع فراہم کیا جائے گا۔ اب اجلاس ہفتے کے روز 3-00 بجے سہ پہر تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلے پر اجلاس کی کارروائی ہفتہ 17 فروری 1990ء سہ پہر 3-00 بجے تک کے لیے ملتوی کی گئی)

---

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## صوبائی اسمبلی پنجاب کا نواں اجلاس

ہفتہ 17 فروری 1990ء

(شنبہ 20 ۔ رجب المرجب 1410ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 22 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب ڈپٹی سپیکر سردار حسن اختر مؤکل کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اردو ترجمہ قاری عمور احمد ایوبی نے پیش کیا

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۝

اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ﴿۲۴﴾ فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ
لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى ﴿۲۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ
لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ﴿۲۷﴾ وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ
اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ﴿۲۸﴾ فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى
عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ
بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ﴿۳۰﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ
لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ﴿۳۱﴾ الَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ
كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ
الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ﴿۳۲﴾
اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ تَوَلّٰى ﴿۳۳﴾ وَاَعْطٰى قَلِيْلًا وَّاَكْدٰى ﴿۳۴﴾ اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى ﴿۳۵﴾
اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى ﴿۳۶﴾ وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓى ﴿۳۷﴾ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿۳۸﴾
وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿۳۹﴾ وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ﴿۴۰﴾ ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ﴿۴۱﴾
وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ﴿۴۲﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى ﴿۴۳﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا ﴿۴۴﴾
وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۴۵﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ﴿۴۶﴾ وَاَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى ﴿۴۷﴾
وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى ﴿۴۸﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ﴿۴۹﴾ وَاَنَّهٗ اَهْلَكَ عَادَا الْاُوْلٰى ﴿۵۰﴾
وَثَمُوْدَا فَمَآ اَبْقٰى ﴿۵۱﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى ﴿۵۲﴾
وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ﴿۵۳﴾ فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ﴿۵۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ﴿۵۵﴾

سورۃ النجم آیات 24,25,32,38 تا 43,55

کیا انسان کو ہر وہ چیز مل جاتی ہے جس کی وہ تمنا کرتا ہے۔ پس اوّل و آخرت اللہ کے دست قدرت میں ہے۔ مگر جو لوگ بڑے بڑے گناہوں سے اور بے حیائی کے کاموں سے شاذو نادر ہی بچتے ہیں آپ کا رب بلاشبہ وسیع بخشش والا ہے۔ جب اس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور اپنی ماؤں کے شکموں میں جب کہ تم حمل تھے وہ (اس وقت سے) تمہیں خوب جانتا ہے۔ پس اپنی خودستائی نہ کیا کرو کون پرہیزگار ہے وہ خوب جانتا ہے کوئی شخص دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ اور انسان کو وہی کچھ ملتا ہے مگر جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔ اور اس کی کوشش کا نتیجہ جلد نظر آ جائے گا۔ سب کو اپنے رب کے پاس پہنچنا ہے اور وہی ہنساتا اور رُلاتا ہے۔ وہی مارتا اور جلاتا ہے۔

## پوائنٹ آف آرڈر

### وزراء کی عدم موجودگی میں اجلاس کا انعقاد

**نوابزادہ غضنفر علی گل**، جناب والا! ہاؤس میں کوئی وزیر نہیں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر**، نوابزادہ صاحب! یہ فیصلہ ہوا تھا اور وزیر قانون نے فرمایا تھا کہ وہ آج اس ایوان میں نہیں ہوں گے۔ اور وصی ظفر صاحب سے بات بھی ہوئی تھی۔ لہٰذا امن عامہ پر تقریریں جاری رکھیں۔

**نوابزادہ غضنفر علی گل**، جناب والا!

**جناب ڈپٹی سپیکر**، جی میں آپ سے کہہ رہا تھا اور آپ غالباً کوئی بات کر رہے تھے۔ ہفتے کو وقفۂ سوالات تو ہوتا ہی نہیں۔

**نوابزادہ غضنفر علی گل**، جی؟ جناب والا! ٹھیک ہے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر**، تحاریک استحقاق کے بارے میں اس دن فیصلہ ہوا تھا اور آج بھی میری جناب وصی ظفر سے بات ہوئی تھی۔ وزیر قانون آج بلوچستان گئے ہوئے ہیں۔ انھوں نے اس دن کہا تھا کہ انھیں آج پر ملتوی کر لیں۔

**نوابزادہ غضنفر علی گل**، جناب والا مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ وزیر قانون بے شک انگلستان بھی چلے جائیں کیونکہ ان کا ہونا یا نہ ہونا برابر ہوتا ہے۔ میں نے ایک انتہائی اہم تحریک استحقاق دی ہے۔ وہ اگر آج نہیں آئے گی تو پھر اس کے آنے کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا۔ اس تحریک استحقاق کا آج کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ لہٰذا آپ اسے ذرا دیکھ لیں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر**، نوابزادہ صاحب! میں اسے دیکھ لیتا ہوں لیکن میری گزارش صرف اتنی سی تھی کہ جو فیصلہ آپ سے افہام وتفہیم سے ہوا ہے اور آج بھی یہاں اس ایوان میں آنے سے پہلے وصی ظفر صاحب سے میری بات ہوئی تھی اور انھوں نے کہا تھا کہ بحث امن عامہ پر ہی جاری رکھیں۔

**نوابزادہ غضنفر علی گل**، جناب والا میرا ایک اور پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ کیا جناب والا کسی وزیر کی عدم موجودگی میں اجلاس ہو سکتا ہے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر**، جی بات یہ ہے۔

**نوابزادہ غضنفر علی گل**، جناب والا! آپ اسے چھوڑیں۔ وہ تو کیا آپ نے ماننی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نوابزادہ صاحب! میرے ماننے کی بات نہیں ۔ آپ طے شدہ فیصلے کے مطابق بات کریں۔ مجھے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! آپ اسے چھوڑ دیں۔ وہ سمجھیں کہ معاملہ ختم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، جی!

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! میں آپ کی رولنگ چاہتا ہوں کہ ایوان میں کسی بھی وزیر کی عدم موجودگی میں کیا کوئی اجلاس ہو سکتا ہے ۔ آپ مجھے بتائیں کہ اگر ایوان میں کوئی بھی وزیر موجودہ نہ ہو تو کیا کوئی اجلاس ہو سکتا ہے ۔ یہ آپ مجھے بتلائیں یا پھر ہم آپ کو بتلائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ بتلا دیں ۔ آپ نے فرمایا ہے کہ ہم بتلائیں گے تو پھر آپ ہی بتلا دیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، نہیں ، آپ بتلائیں کہ ہم بتلائیں کیا۔ یہ بھی آپ ہی بتلا دیں کہ میں آپ کو کیا بتلاؤں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرتے ہیں اور خود ہی کہتے ہیں کہ ہم بتلائیں گے ۔ اس لیے میں عرض کر رہا ہوں کہ آپ بتلا دیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، نہیں آپ ہی بتلائیں ہم بتلائیں کیا۔

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! میرے خیال میں یہ پنجاب اسمبلی یا کسی اسمبلی کی روایت میں آج تک ایسا نہیں ہوا کہ ایک بھی وزیر نہ ہو۔ اور جب کوئی بھی وزیر موجود نہ ہو تو میرے خیال میں اجلاس نہیں ہو سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی آپ بجا فرماتے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! میں ضمنی پوائنٹ آف آرڈر اٹھاتا ہوں کہ آج کی تقاریر کس کو سنائی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ بجا فرماتے ہیں ۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے ۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر!

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! پہلے میرے پوائنٹ آف آرڈر پر بات ہو رہی ہے ۔ جناب سپیکر! ایڈوائزر صاحب کو یہ بتائیں کہ ایک تو وہ وزیر نہیں اور دوسرا انھیں یہ بتائیں کہ ان کے جھنڈے غیر

قانونی ہیں تیسرا آپ انھیں یہ بتائیں کہ جب کوئی پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہو تو اس پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھایا جا سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی چونکہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر جائز مان لیا گیا تھا۔ اسی لیے چیمہ صاحب اس کے بعد کھڑے ہوئے۔ جی چیمہ صاحب! آپ فرمائیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! وقفۂ سوالات بھی نہیں۔ جناب والا نے معاہدے کے مطابق تحریک استحقاق کی اجازت دے دی ہے اور انھوں نے تقریر فرمائی ہے۔ پہلے بھی نوابزادہ صاحب اخبارات کو دیکھ کر تقریر کرتے ہیں اور وزراء صاحبان کو تقریر کے بارے میں کوئی اعتراض نہیں ہے اگر کوئی قانونی یا اصولی معاملہ آیا اور وہ بڑے جوش میں آئے تو میں ان شاء اللہ ان کی منت کرنے کے لیے حاضر ہوں۔ ان کو اجازت دیں۔ اخبارات والے موجود ہیں اور فوٹو والے بھی ہوں گے۔ میرے خیال میں یہ کام جاری رکھیں ان شاء اللہ ایسی کوئی بات نہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! نکتہ وضاحت۔ اول تو چیمہ صاحب کو علم ہے کہ میں پرسوں تقریر کر چکا ہوں اور یہ اس وقت موجود تھے۔ اس لیے یہ اپنا ریکارڈ درست کرلیں۔ دوسرے میں اخبارات کو دیکھ کر تقریر نہیں کرتا۔ میں تو تقریر کر کے اخبار دیکھتا ہوں۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ جب میں تقریر کر رہا ہوتا ہوں تو میں ان حضرات کو دیکھ رہا ہوتا ہوں۔ ان کی بے بسی پر، ان کی بے چارگی پر، ان کی کم مائیگی پر، ان کی زنداں نشینی پر اور ان کی کم ہمتی پر یا یہ بھی میں نہیں کہوں گا۔ کیونکہ پھر وہ لفظ زیادہ سخت ہو جائے گا، میں تو آپ کا رونا روتا ہوں۔ اصل میں چیمہ صاحب پرانے وضع دار اور زمین دار ہیں۔ یہ ہر ادارے کا دکھ اپنے دل کو لگا لیتے ہیں اور یہ پنجاب میں وضع داری کی ایک روایت ہے اور وہ پنجابی کا ایک محاورہ ہے کہ "پھانسی نوں پھڑکن کی آکھے"۔ چیمہ صاحب جیسے میں اونج ہین ساڈے نال۔ مجھے یقین ہے کہ جو پنجاب کے مسائل ہیں اور اس وقت پنجاب کی حکومت کی جو صورت حال ہے اور جن ہاتھوں میں اس وقت حکومت ہے مجھے یہ یقین ہے چیمہ صاحب کا دل ہمارے ساتھ دھڑکتا ہے لیکن وضع داری ہے کہ بول نہیں سکتے۔

سید ذاکر حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر! یہ درست بات ہے کہ ایوان میں کوئی وزیر موجود نہیں۔ یہ بات معیوب تو ہے لیکن اسمبلی کے قواعد و ضوابط میں ایسی کوئی دفعہ، ایسا کوئی قاعدہ، ایسا کوئی رول نہیں کہ وزیر موجود نہ ہو تو اجلاس نہیں ہو سکتا۔ اور ویسے بھی آج وقفۂ سوالات نہیں تھا۔ باقی

تحاریک التوائے کار امن عامہ کی صورتحال پر بحث ہونے کے سبب ویسے ہی معطل ہیں ۔ پھر باقی تحاریک استحقاق رہ جاتی ہیں اس کے لیے ضابطہ نمبر 203 کے تحت آپ کو اختیار ہے کہ آپ جو بھی چاہیں کر سکتے ہیں ۔ اب اگر ایوان میں کوئی وزیر موجود نہیں تو اس کے لیے یہاں رولز خاموش ہیں کہ اگر وزیر موجود نہ ہو تو اجلاس ہو سکتا ہے یا نہیں ۔ اور جہاں قواعد خاموش ہوں وہاں 203 کے تحت آپ فیصلہ کرنے کے مجاز ہیں کہ اجلاس ہو سکتا ہے یا نہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب! آپ کی بات بالکل بجا ہے۔ میں تو صرف یہ پوچھ رہا تھا کیونکہ نوابزادہ صاحب نے اپنی ایک تحریک استحقاق پر بات کی تھی تو میں نے عرض کیا تھا کہ چونکہ یہ آپس میں ایک بات طے شدہ ہے تو میرا ذاتی خیال ہے کہ جب آپس میں باتیں طے ہو جاتی ہیں ان کو اگر observe کریں تو زیادہ اچھی بات ہے ۔ یہ تحریک استحقاق جو آج ہے یہ پرسوں بھی آ سکتی ہے تو کیوں نہ ہم لاء اینڈ آرڈر پر اپنی تقریر شروع کر دیں۔ میرا خیال ہے کہ یہی مناسب ہے کہ ہم لاء اینڈ آرڈر پر بحث جاری رکھیں۔

## کورم کا سوال

میاں منظور احمد موہل، پوائنٹ آف آرڈر! جناب والا ! اگر افہام وتفہیم بھی ہوتی ہے تو کسی طریقے سے ہوتی ہے ۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ایوان میں کوئی بھی وزیر نہ ہو اور کورم کی بھی ہم دھجیاں اڑا دیں ۔ یعنی آج بھی آپ دیکھ لیں میرے خیال میں بیس یا پچیس سے زیادہ ممبران نہیں ۔ جب کہ اجلاس کے لیے 65 ممبران کا ہونا لازمی ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، موہل صاحب ! آپ بجا فرما رہے ہیں ۔

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! میری بات سن لیں ۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہی ہے کہ دیکھنا یہ پڑتا ہے کہ عوام نے ہمیں منتخب کیا ہے اور ہماری ڈیوٹی یہی ہے کہ ہم یہاں ہاؤس میں حاضر ہوں لیکن یہ عدم دلچسپی کی انتہا ہے کہ دونوں طرف سے میرے خیال میں دس دس ممبران ہیں تو میں جناب والا! کورم کی نشان دہی کرتا ہوں کہ ہاؤس میں کورم نہیں ہے ۔ آپ گنتی کروائیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں ایک گزارش کرنی چاہتا ہوں

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر صاحب! میں ایک چھوٹی سی عرض کرنے لگا تھا کہ موہل صاحب نے جو یہ بات کی ہے اور یہاں پر اس دن بھی بات چلی تھی کہ یہ ذمہ داری کس کی ہے ۔ میں نے اس دن بھی عرض کیا تھا کہ یہ ذمہ داری مکمل طور پر ممبروں کی ہے جو یہ mandate لے کر آئے ہیں۔ ہم سب اپنے

ووٹروں سے یہ وعدہ کر کے آئے تھے کہ آپ کے مسائل ہم اسمبلی میں حل کریں گے ۔ اب ممبروں کو چاہیے کہ وہ ہاؤس میں آئیں اور اپنے فرائض منصبی سے عہدہ برآ ہوں۔ جہاں تک منسٹروں کا تعلق ہے یہ واقعی افسوس ناک بات ہے اور سپیکر صاحب نے بھی بار بار یہ تنبیہہ کی تھی کہ منسٹر اسمبلی کے اجلاس میں آیا کریں ۔ میں بھی آج اس بات کا نوٹس لے رہا ہوں اور یقین کریں کہ میں اس بات کا سختی سے نوٹس لوں گا کہ یہ واقعی بڑی افسوس ناک بات ہے کہ کوئی بھی منسٹر یہاں پر نہ آئے ۔ اب جہاں تک آپ کے کورم کے پوائنٹ آؤٹ کرنے کی بات ہے آپ اس بات پر با اختیار ہیں ۔ آپ یہ کر سکتے ہیں ویسے بہتر یہ تھا کہ لاء اینڈ آرڈر پر تقاریر ہو جائیں اگر آپ اس بات پر بضد ہیں تو ہم کچھ نہیں کر سکتے ۔

**چودھری محمد وصی ظفر:** [**********]

**جناب ڈپٹی سپیکر:** اب معزز ارکان کی تعداد 22 ہے ۔ اس لیے ہاؤس پانچ منٹ کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

گھنٹیاں بجائی جائیں۔(پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی گئیں۔ اس کے بعد گنتی کی گئی )

کورم نہیں ہے اجلاس کی کارروائی 15 منٹ کے لیے ملتوی کی جاتی ہے ۔

( اجلاس کی کارروائی 15 منٹ کے لیے ملتوی کر دی گئی )

(وقفہ کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے )

**جناب ڈپٹی سپیکر:** گنتی کی جائے ------- گنتی کی گئی ۔ --------- کورم پورا نہیں ہے ۔ ہاؤس 20 فروری 1990ء صبح 9:00 بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے ۔

( اس مرحلے پر اجلاس کی کارروائی منگل 20 فروری 1990ء نو بجے صبح تک کے لیے ملتوی کی گئی)

---

***( بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کیے گئے)

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## صوبائی اسمبلی پنجاب کا نواں اجلاس

منگل 20۔ فروری 1990ء

(سہ شنبہ 23۔ رجب المرجب 1410ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح 9 بج کر 48 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب ڈپٹی سپیکر (سردار حسن اختر موکل) کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری ظہور احمد ایوبی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝١ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۝٢
وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۝٣ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۝٤ بِاَنَّ
رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ۝٥ يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا
اَعْمَالَهُمْ ۝٦ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝٧ وَمَنْ
يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝٨

سورۃ الزلزال آیات 1 تا 8

جب زمین پوری شدت سے تھرتھرانے لگے گی اور زمین اپنے بوجھوں (یعنی دفینوں) کو باہر پھینک دے گی اور انسان (حیران ہو کر) اسے کہے گا کیا ہو گیا اس روز وہ اپنے سارے حالات بیان کر دے گی کیوں کہ آپ کے رب نے اسے (یونہی) حکم بھیجا ہے اس روز لوگ گروہ در گروہ پلٹ کر آئیں گے تاکہ ان کے اعمال انہیں دکھائے جائیں پس جس نے ذرہ برابر بھی نیکی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہو گی وہ (بھی) اسے دیکھ لے گا۔

وما علینا الا البلاغ ۝

نواب زادہ غضنفر علی گل، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ اور اس ایوان کی وساطت سے اہل پنجاب کو عموماً اور اہل حلقہ 99 کو خصوصاً مبارک باد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے ایک بار پھر آمرانہ ٹولے، بینک لوٹنے والوں اور سمگروں کے ٹولے کو شکست فاش دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نواب زادہ صاحب! کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

نواب زادہ غضنفر علی گل، جی ہاں، یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ اس کے بغیر ہاؤس in order ہی نہیں ہوتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں نہیں، نواب زادہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

نواب زادہ غضنفر گل، جناب سپیکر! اس ایوان میں مبارک باد دی گئی ہے اور وزیر قانون نے اٹھ کر (آئی جے آئی) کے الیکشن جیتنے کا ڈھنڈورا پیٹا ہے۔ آج پاکستان پیپلز پارٹی نے اور اس ملک کے غیور عوام نے پنجاب کے جعلی وارثوں کو مسترد کر کے پنجاب کے اصلی وارثوں کو کامیابی سے ہم کنار کرایا ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! کیا یہ آپ کی اجازت سے بول رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، نواب زادہ صاحب! یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے آپ کو بات کرنے کی اجازت نہیں دی، آپ چیئر کی اجازت کے بغیر ہی لگے ہوئے ہیں۔ آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔ اب وقفہ سوالات شروع کیا جاتا ہے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! معزز اراکین اسمبلی کو اس قسم کی باتیں زیب نہیں دیتی۔ اس لیے میں گزارش کروں گا کہ یہ تمام الفاظ کارروائی سے حذف کیے جائیں۔ دوسرا انھوں نے اجلاس طلب کیا تھا اس لیے ان کا یہ حق بنتا تھا کہ وہ اپنے ممبران کو یہاں پہ لاتے اور کورم پورا کرتے۔ عالی جاہ! سارے اجلاس میں ایک دفعہ بھی کورم پورا نہیں ہوا۔ ہم پر یہ اس قسم کے الزام لگاتے ہیں، یہ ایسی باتیں اس لیے کرتے ہیں کہ وہ اخبارات کی زینت بنیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چیمہ صاحب! آپ تشریف رکھیں کیونکہ میں نے نواب زادہ صاحب کو بولنے کی اجازت نہیں دی تھی اس لیے یہ کارروائی میں نہیں آسکتا۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں نے آپ سے اجازت لی اور پھر

پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوا۔ کیا اب آپ اس پوائنٹ آف آرڈر کو رول آؤٹ کر سکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، نواب زادہ صاحب! میں نے تو آپ کو اجازت نہیں دی' میں تو آپ سے کہتا رہا کہ آپ تشریف رکھیں۔ نواب زادہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! میں نے کوئی غیر پارلیمانی بات نہیں کی' اگر میں نے کوئی ایسی بات کی ہے تو آپ اسے حذف کروائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نواب زادہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

ملک حاکمین خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ملک سلیم اقبال صاحب قبول کر رہے ہیں کہ الیکشن بڑا fair ہوا ہے۔ جب یہ قبول کر رہے ہیں تو پھر آپس میں مبارک باد دینے میں کوئی حرج نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ملک صاحب! آپ بجا فرماتے ہیں لیکن یہ کارروائی آپ دیکھیں کہ پہلے ہی لیٹ شروع ہوئی ہے۔ ایوان کا مزید وقت ضائع نہ کریں۔

ملک حاکمین خان، جناب والا! بڑی کھل کھلا کر باتیں ہوئی ہیں۔

وزیر صحت، جناب والا! میں نے ایسی کوئی بات نہیں کی کہ الیکشن بڑا fair ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں سید ذاکر حسین شاہ سے عرض کر رہا ہوں کہ ان کا سوال ہے' وہ پیش کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس اسمبلی میں وزیر قانون نے رشید ڈوگر اور ارشد جتلا کے جیتنے کی کھڑے ہو کر مائیک پر مبارک باد پیش کی تھی۔ انھوں نے خود یہ روایت قائم کی ہے۔ اب جناب والا! ہماری طرف سے مبارک باد دینے پر انھیں تکلیف کیوں ہوتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر صاحب! اب میں سید ذاکر حسین شاہ کا نام پکار چکا ہوں۔ سید ذاکر حسین شاہ اپنا سوال پیش کریں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! میں پہلے پوائنٹ آف آرڈر پر ایجنڈے کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیں!

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! یہ دوسری بار میں نے اس ایجنڈے میں ایک قرار داد پیش کی تھی لیکن یہ دوسری بار ہوا ہے کہ پچھلے غیر سرکاری دن کو بھی میری قرارداد ایجنڈے پر نہیں آئی اور آج پھر جو ایجنڈا میرے سامنے ہے اس میں میری قرار داد پیش نہیں ہوئی۔ وہ قرار داد صرف اتنی تھی کہ حکومت پنجاب اپنے سیاسی مخالفین کے خلاف انتقامی کارروائیاں بند کرے۔ قواعد کے تحت ہر رکن اسمبلی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ قرار داد پیش کرے۔ میں نے قواعد کے مطابق یہ قرار داد پیش کی تھی، آپ اسے ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ یہ نہیں ہونا چاہیے کہ جو قرار داد ان کے حق میں ہو اسے تو یہ ایجنڈے میں شامل کر دیں اور جو ان کے خلاف ہو وہ ایجنڈے میں شامل نہ ہو۔ قرار داد پیش کرنے کا حق قاعدہ 91 کے تحت ہر رکن اسمبلی کو حاصل ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب! اس سلسلے میں میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اس پر ہم بات کر لیتے ہیں لیکن پہلے وقفۂ سوالات ختم کر لیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! دوسری بار یہ قرار داد ایجنڈے میں شامل نہیں ہوئی جبکہ میں نے یہ قرار داد ایک مہینہ پہلے دی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کا ہم نوٹس لیں گے، اس پر بات کرتے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! آپ وزیر قانون سے یہ دریافت کریں کہ ایک مہینہ پہلے جو قرار داد میں نے پیش کی تھی وہ ابھی تک ایجنڈے میں شامل کیوں نہیں کی گئی؟ ضابطہ 91 کے تحت مجھے قرار داد پیش کرنے کا حق حاصل ہے۔ ابھی تک یہ قرار داد ایجنڈے میں کیوں نہیں لائی گئی؟ اس بارے میں آپ رولنگ دیں کہ کیا یہ اراکین اسمبلی کا حق نہیں کہ وہ قرار داد پیش کریں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، بالکل اس پر اراکین اسمبلی کا حق فائق ہے اور آپ اس سلسلے میں بجا فرماتے ہیں۔ اس کا ہم نوٹس بھی لیں گے اور اس پر بات بھی کریں گے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! شاید آپ کے نوٹس میں یہ بات آئی ہو، جناب شاہ صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ جو قرار داد ان کے حق میں ہو وہ تو ایجنڈے میں رکھی جاتی ہے اور جو قرار داد ان کے حق میں نہیں ہوتی وہ ایجنڈے پر نہیں آتی۔ جناب والا! جہاں تک سپیکر سیکرٹریٹ کا کام ہے وہ independent ہے اور آپ بھی independent ہیں، غیر جانب دار ہیں۔ قرار دادیں

آفس میں داخل کی جاتی ہیں اور پھر جناب سپیکر کے حکم سے ایجنڈے میں شامل ہوتی ہیں۔ اس لیے یہ الفاظ بالکل بے جا ہیں لہذا انھیں کارروائی سے حذف کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی چیمہ صاحب! آپ بجا فرما رہے ہیں لیکن جو شاہ صاحب کا مؤقف تھا وہ یہ تھا کہ معزز ارکین اسمبلی کو قرار داد پیش کرنے کا حق حاصل ہے۔ تو شاہ صاحب بھی بالکل بجا فرماتے ہیں، ان کا یہ حق ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! مجھے وزیر قانون بتائیں کہ کس قاعدے کے تحت ، کس ضابطے کے تحت، کن وجوہات کی بنا پر یہ قرار داد ایجنڈے میں شامل نہیں کی گئی؟ اس سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا۔ اگر میں اس پر تحریک استحقاق پیش کروں گا تو پھر کہا جائے گا کہ سپیکر کے خلاف تحریک پیش کر دی ہے۔ آپ میری قرار داد کا نفس مضمون، الفاظ اور ترتیب دیکھیں۔ یہ محض ایک لائن کی قرار داد تھی کہ" حکومت پنجاب سیاسی مخالفین کے خلاف انتقامی کارروائیاں بند کرے"۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب! آپ سپیکر کے خلاف تحریک استحقاق کیسے پیش کریں گے؟ میں تو آپ سے عرض کر رہا ہوں کہ آپ کی بات بڑی اچھی ہے۔ ہم اس پر بات کر لیتے ہیں۔ میری صرف آپ سے یہ گزارش تھی کہ پہلے وقفہ سوالات کو ختم کر لیں پھر اس پر بات ہوگی۔ وزیر قانون صاحب سے پوچھیں گے کہ یہ بات کیوں ہوئی؟ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس کا ہم نوٹس لیں گے کہ ایک معزز رکن کی قرارداد ایجنڈے پر کیوں نہیں آ سکی، اس کی کیا وجوہات ہیں؟ اس معاملے کو ہم دیکھ لیں گے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آج کے اخبارات میں ایک خبر آئی ہے کہ جماعت اسلامی کے ترجمان نے یہ کہا ہے کہ ہم اپنے صوبائی وزیر کو پنجاب حکومت سے واپس بلا لیں گے۔ میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھتا ہوں کہ کیا یہ حقیقت ہے؟

## نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب! اب وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں، آپ اپنا سوال پڑھیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، سوال نمبر 96

## سیشن ججوں کی خالی اسامیاں پُر کرنے کے لیے اقدامات

* 96۔ سید ذاکر حسین شاہ، کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

اس وقت صوبہ پنجاب میں کل کتنی سیشن ججوں کی اسامیاں ہیں' ان میں سے کتنی اسامیوں پر سیشن جج تعینات ہیں' کتنی اسامیاں خالی ہیں اور ان خالی اسامیوں کو کب تک پُر کیا جائے گا؟

**وزیرمنصوبہ بندی و ترقیات** (مخدوم زادہ شاہ محمود حسین قریشی)، صوبہ پنجاب میں سیشن ججوں کی کل 29 اسامیاں ہیں۔ سب آسامیوں پر سیشن جج کام کر رہے ہیں' لہٰذا کوئی اسامی خالی نہیں ہے۔

**سید ذاکر حسین شاہ**، جناب والا! ضمنی سوال۔

**جناب ڈپٹی سپیکر**، جی شاہ صاحب' فرمائیے!

**سید ذاکر حسین شاہ**، کیا اس میں ضلع پاکپتن کی اسامی شامل ہے؟ اگر نہیں تو وہ کب تک پُر کر دی جائے گی؟

**وزیرمنصوبہ بندی و ترقیات**، جناب والا! پاکپتن جس کا ابھی ذکر ہوا ہے وہ نیا ضلع بنا ہے' یقیناً اس کی خالی آسامی بھی پُر ہو جائے گی۔ جب ضلع بنا ہے تو اس کے ساتھ ڈسٹرکٹ سیشن جج کا ہونا بھی لازمی بات ہے۔

**جناب محمد اسلم گورداسپوری**، جناب والا! میں وزیر موصوف سے آپ کی وساطت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا پاکستان کے سب سے بڑے صوبے پنجاب' جو آبادی کے لحاظ سے پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے اور جس کی لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال آج کل پوری دنیا کے سامنے ہے' اتنے بڑے صوبے میں اس قسم کی صورت حال کے ہوتے ہوئے' لاء قانونیت کے ہوتے ہوئے کیا اس صوبے کے لیے 29 سیشن جج لوگوں کو انصاف مہیا کرنے کے لیے کافی ہیں؟

**وزیرمنصوبہ بندی و ترقیات**، جناب والا! یہ جو میرے دوست نے سوال اٹھایا ہے یہ مختلف نوعیت کا ہے۔ یہاں شاہ صاحب نے جو سوال کیا تھا وہ یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ کتنے سیشن جج ضلع میں لگے ہیں۔ آیا کہ پنجاب میں کوئی ایسا ضلع ہے جہاں پر ڈسٹرکٹ سیشن جج موجود نہیں؟ اس کا جواب میں نے ایوان کے سامنے رکھا ہے۔ جہاں تک لاء اینڈ آرڈر کا تعلق ہے وہ تو اسمبلی میں debate ہو رہی ہے'

اس پر ابھی بحث جاری ہے، مختلف آراء ایوان کے سامنے دی جا رہی ہیں۔ جہاں تک ڈسٹرکٹ سیشن ججوں کا تعلق ہے تو جتنے اضلاع ہوں گے اتنے ہی ڈسٹرکٹ سیشن جج ہوں گے۔ اگر 29 اضلاع ہیں تو پھر 29 ہی ہو سکتے ہیں اس کا لاء اینڈ آرڈر کی بگڑتی اور سنورتی صورت حال سے کوئی تعلق نہیں۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری، ضمنی سوال ہے کہ آج یہاں عوام کو جس صورت حال کا سامنا ہے کہ قتل کا ایک کیس چار چار سال تک بھی نہیں نپٹایا جا سکتا، اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا 29 سیشن جج کافی ہیں؟ پنجاب کی صورت حال کے مطابق معاملات کو نپٹانے کے لیے، قتل کے معاملات کو نپٹانے کے لیے، ڈکیتیوں کے معاملات نپٹانے کے لیے کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ سیشن جج لوگوں کو انصاف مہیا کرنے کے لیے کافی ہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب والا! اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت پنجاب نے سپیشل Speedy Trial Courts بنائے تھے۔ جن میں اس قسم کے گھناؤنے جرائم قتل، ڈکیتی کو کنٹرول کرنا مقصود تھا۔ اور اس سے کرائمز کا گراف بھی پنجاب میں خاصا کم ہوا تھا۔ دوسرے صوبوں کی نسبت پنجاب میں لاء اینڈ آرڈر کی حالت بہتر تھی۔ اب بدقسمتی سے ہماری جو حزب اختلاف ہے انھوں نے ان عدالتوں کی مخالفت کی، اگر وہ چاہتے اور سمجھتے ہیں کہ ہمارے نارمل کورٹس ناکافی ہیں اور Speedy Trial کے لیے زیادہ ججوں کی ضرورت ہے تو پھر ان کورٹس کے اجراء کے لیے، انھیں دوبارہ چلانے کے لیے اپوزیشن کو ہماری مدد کرنی چاہیے۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری، جناب والا! وزیر موصوف سیشن کورٹس کا ordinary arrangement courts کے ساتھ تقابل کر رہے ہیں۔ آپ ذرا اندازہ فرمائیے کہ وزیر صاحب کو اتنا بھی علم نہیں کہ سیشن کورٹس کیا چیز ہے اور انسداد دہشت گردی کو روکنے کے لیے بننے والے ٹریبونلز کیا ہوتے ہیں۔ پہلے تو انھیں یہ سمجھا دیا جائے۔ میں تو judiciary کی بات کر رہا ہوں کہ اتنے بڑے صوبے میں صرف 29 سیشن جج کیا انصاف مہیا کر سکتے ہیں، کیا وزیر موصوف سمجھتے ہیں کہ ان کی تعداد میں اضافہ کرنا ضروری ہے؟

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! وزیر موصوف یہ کیوں نہیں فرماتے کہ سیشن جج ایک ہوتا ہے اور اس کے ساتھ 7/8 ایڈیشنل سیشن جج ہوتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال عبدالقادر شاہین صاحب کا ہے۔

## سرکاری ملازموں کی سرکاری رہائش گاہوں کی الاٹمنٹ کی تفصیلات

* 173 ۔ جناب عبدالقادر شاہین: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) 1985ء سے لے کر اب تک محکمہ امور ملازمت و انتظام عمومی نے لاہور میں گریڈ ایک سے پندرہ تک کے لیے کتنے سرکاری ملازمین کو سرکاری رہائش فراہم کی؟

(ب) 1985ء سے لے کر اب تک لاہور میں گریڈ ایک سے پندرہ تک کے لیے کتنے سرکاری ملازمین کو وزیراعلیٰ کے حکم پر سرکاری رہائش گاہیں الاٹ کی گئیں؟

(ج) محکمہ امور ملازمت و انتظام عمومی نے کن قواعد و قوانین کے مطابق وزیر اعلیٰ کے حکم پر لاتعداد سرکاری ملازمین کو سرکاری رہائش گاہیں فراہم کیں۔ ایسے ملازمین کی تعداد ' نام اور مکمل پتہ جات اور عہدے کیا ہیں؟

(د) 1985ء سے لے کر اب تک محکمہ امور ملازمت و انتظام عمومی نے درجہ چہارم کے سرکاری ملازمین کو کتنے کوارٹر/ فلیٹس الاٹ کیے ہیں ان کے نام عہدہ اور مکمل پتہ جات کیا ہیں؟

(ر) 1985ء سے لے کر اب تک محکمہ امور ملازمت و انتظام عمومی نے چوبرجی اور وحدت کالونی میں اب تک گریڈ پانچ سے گریڈ پندرہ تک کل کتنے لوگوں کو سرکاری کوارٹرز / فلیٹس الاٹ کیے ہیں اور ان میں سے وزیراعلیٰ کے حکم پر کتنے لوگوں کو کوارٹرز / فلیٹس الاٹ کیے گئے ہیں۔ ان کے نام عہدہ اور مکمل پتہ جات کیا ہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: (مخدوم زادہ شاہ محمود حسین قریشی)

(الف) محکمہ امور ملازمت و انتظام عمومی میں یکم جنوری 1985ء سے لے کر 31 جنوری 1989ء تک گریڈ ایک سے 15 تک کے 781 سرکاری ملازمین کو لاہور میں سرکاری رہائش گاہیں الاٹ کی ہیں۔

(ب) یکم جنوری 1985ء سے لے کر 31 جنوری 1989ء تک محکمہ نے وزیر اعلیٰ کے حکم پر گریڈ ایک سے پندرہ تک کے 122 سرکاری ملازمین کو لاہور میں سرکاری رہائش گاہیں الاٹ کی ہیں۔

(ج) وزیر اعلیٰ محکمہ امور ملازمت و انتظام عمومی کے منسٹر انچارج ہیں اور اپنی اس حیثیت میں وہ

Rules of Business1974 کے تحت اپنے محکمے کے امور پر اپنے احکامات صادر کرنے کے مجاز ہیں۔ وزیر اعلیٰ نے یکم جنوری 1985ء سے لے کر 31 جنوری 1989 تک جن سرکاری ملازمین کو سرکاری رہائش گاہیں الاٹ کرنے کے احکامات دیے ہیں اس کی تعداد جز(ب) میں درج ہے اور تفصیل لف ہے۔

(د) محکمہ امور ملازمت و انتظام عمومی نے یکم جنوری 1985ء سے لے کر 31 جنوری 1989ء تک درجہ چہارم کے 92 سرکاری ملازمین کو کوارٹر/ فلیٹس الاٹ کیے ہیں۔ یہ تعداد جز "الف" میں درج شدہ تعداد میں شامل ہے۔ درجہ چہارم کے ایسے ملازمین کی تفصیل لف ہے۔

(ر) محکمہ ملازمت و انتظام عمومی نے یکم جنوری 1985ء سے لے کر 31 جنوری 1989ء تک چوبرجی اور وحدت کالونی میں گریڈ 5 سے 15 تک کے 583 سرکاری ملازمین کو سرکاری کوارٹرز/ فلیٹس الاٹ کیے ہیں۔ ان میں سے وزیر اعلیٰ کے حکم پر ایک سو سرکاری ملازمین کو کوارٹرز/ فلیٹس الاٹ کیے ہیں۔ جن ملازمین کو وزیراعلیٰ کے حکم پر کوارٹرز/ فلیٹس دیے گئے ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! مجھے خیال نہیں رہا اور میں یہ سمجھ رہا تھا کہ وزیر موصوف جو سوالات کے جوابات دے رہے ہیں یہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کے وزیر ہیں۔ اس کے تو وزیر اعلیٰ انچارج ہیں۔

Under the rules he cannot answer the questions because the Minister for Services & General Administration is the Chief Minister.

اگر کوئی پارلیمانی سیکرٹری ان امور کا ہے تو وہ جواب دے سکتے ہیں۔ وزیر موصوف کتنے ہی خوب صورت انداز میں جواب دیں یہ ان سوالات کا جواب نہیں دے سکتے۔ اس پر آپ رولنگ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نواب زادہ صاحب ذرا رول کا حوالہ دیں گے؟

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! رول یہ ہے کہ،

Under rule"49(4) . The questions shall be answered by the

Minister or Parliamentary Secretary concerned.

It is the concerned Minister or the Parliamantary Secretary who alone can answer the questions. Questions cannot be answered by any other Minister on behalf of the Minister or the Parliamentary Secretary concerned.

یہ رولز ہیں اور اس پر جناب سپیکر کی رولنگ بھی موجود ہے کہ اگر اس محکمہ کا کوئی وزیر نہ ہو تو ٹھیک ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ یہ وزیراعلیٰ کے نام سے جوابات دے رہے ہیں۔ وزراء کرام کو خود ہی بطور وزیراعلیٰ suppose نہیں کرنا چاہیے۔ یہ تو حفظ مراتب کے خلاف ہے' میں اس پہ جناب والا کی رولنگ چاہوں گا۔

سید ذاکر حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا اب تک جتنے سوالات کے جوابات وزیر موصوف نے دیے ہیں وہ کارروائی سے حذف کیے جائیں۔ اس وقفۂ سوالات کے لیے از سرنو تعین کے لیے ضابطہ 203 کے تحت آپ کارروائی کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مجھے پتہ چلا ہے کہ ایک نوٹیفکیشن ہوا ہے جس میں وزیر اعلیٰ نے یہ کہا ہے کہ میری جگہ پہ سوالات کے جوابات وزیر منصوبہ بندی و ترقیات دیں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! یہ نوٹیفکیشن رولز کو supersede نہیں کر سکتا۔ آپ وہ قانون بھی quote فرما دیں جس کے تحت وزیر اعلیٰ کا نوٹیفکیشن کسی قانون یا رولز کو supersede کر جائے گا۔ یہ اسمبلی کے رولز ہیں' ان کا وزیر اعلیٰ سے ویسے ہی کوئی تعلق نہیں۔ یہ ایوان کی پراپرٹی ہے اور یہ ایوان کا معاملہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر صاحب! یہی میں نے سیکرٹریٹ کو کہا ہے کہ مجھے وہ رول دکھائیں جس کے تحت انھوں نے یہ بات کی ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! یا تو وہ نوٹیفکیشن کریں کہ ایس اینڈ جی اے ڈی کے وزیر یہ ہوں گے۔ وہ ایسا نوٹیفکیشن نہیں کر سکتے جو رولز یا کسی قانون کو supersede کر جائے۔ جناب والا! چیمہ صاحب کہتے ہیں کہ ان کی ترقی کریں ان کو وزیر قانون بنائیں۔ آپ ان کو وزیر قانون بنا دیں' یہ

کھڑے تو ہو جاتے ہیں لیکن انھیں معلوم کچھ نہیں ہوتا۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، میں آپ کی سفارش سے تو شاید وزیر نہیں بننا چاہتا۔ آپ فکر نہ کریں آپ کو جواب ضرور ملے گا۔ اگر آپ جیسے پڑھے لکھے اسی طرح کے سوالات کرتے رہے تو پھر خدا ہی حافظ ہے۔ اگر وصی ظفر صاحب جیسا قانون دان ایسی بات کرے تو پھر اس ملک کا خدا ہی حافظ ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! ایسا کوئی نوٹیفکیشن ہوا ہی نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نواب زادہ صاحب نے ایک بڑا اچھا پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے۔ اس پر میں بھی پوچھ رہا ہوں کہ یہ نوٹیفکیشن کس رول کے تحت ہوا؟ کس ضابطے کے تحت آپ نے یہ نوٹیفکیشن کیا ہے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب سپیکر! میں اس بات پر گزارش کروں گا کہ جہاں تک اسمبلی کی کارروائی کا تعلق ہے تو سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کا محکمہ مجھے مامور کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اگر ایک concept کی بات کی جائے تو پارلیمانی جمہوریت میں ایک مشترکہ ذمہ داری کا concept ہوتا ہے۔ اگر اس spirit میں دیکھا جائے تو پھر وزیر اعلیٰ موجود ہوں یا نہ ہوں ان کی کابینہ کا کوئی آدمی ان کی عدم موجودگی میں جواب دے دے تو اس سے ایوان کی تسلی ہو جانی چاہیے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! ہر وزیر اپنا خود ذمہ دار ہے۔ آپ لوگ جو ایل ایل بی ہیں انھوں نے آئینی لاء تو پڑھا ہوگا اس میں یہ چیزیں لکھی ہوئی ہیں۔ انتہائی افسوس کی بات ہے کہ اتنی لاعلمی میں ایوان میں آجاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نواب زادہ صاحب! آپ ایک منٹ تشریف رکھیں۔

The Punjab Government Rules of Business 1974:-

> "Provided that the Chief Minister may transfer any subject or matter from the department to which it stands assigned in accordance with Schedule II to any other department."

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! شیڈول 2 میں اسمبلی بزنس کا کوئی ذکر نہیں۔ یہ وہی چیزیں transfer کر سکتے ہیں جو شیڈول 2 میں دی ہوئی ہیں۔ آپ شیڈول 2 ملاحظہ فرمالیں اس میں اسمبلی کی

کارروائی کا ذکر نہیں ہے۔ وہ اسمبلی کارروائی transfer نہیں کر سکتے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، وزیر اعلیٰ صاحب، قریشی صاحب میں تو تبدیل نہیں ہو سکتے۔ یہ بہت مشکل بات ہے، بے شک یہ دونوں خوب صورت ہیں لیکن یہ ایک دوسرے کا بدل نہیں ہو سکتے۔

سید ذاکر حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! بجائے اس کے کہ غیر متعلقہ باتیں کی جائیں اور اسمبلی کا وقت ضائع کیا جائے یہ حقیقت کو تسلیم کر لیں۔ جس طرح حلقہ 99 میں رانا پھول محمد خان صاحب نے کہا ہے کہ شکست کو تسلیم کر لیں، اسی طرح یہاں بھی نواب زادہ صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر تسلیم کر لیں اور غیر قانونی کارروائی کو آپ حذف کروا دیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب سپیکر! میں رولز آف بزنس 1974ء کا حوالہ دینا چاہتا ہوں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، سوالات کے جوابات پر وزیر اعلیٰ لکھا ہوا ہے۔ آپ وزیر اعلیٰ نہیں ہیں۔ اگر آپ ہیں تو مجھے بڑی خوشی ہو گی۔

جناب عبدالقادر شاہین، چونکہ سوالات سیدھے سیدھے چیف منسٹر کے ہیں لہذا اس ایوان کا وقت ضائع کیے بغیر چیف منسٹر سے ہی رائے لے لی جائے۔ یہاں پر ایک ایک منٹ بڑا قیمتی ہوتا ہے۔ قوم کا خزانہ ضائع کیا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! کس بات پر سوچ بچار ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، میں ان سے یہی پوچھ رہا ہوں کہ انھوں نے جو نوٹیفکیشن کیا ہے وہ کس رول کے تحت کیا ہے؟ جی چودھری صاحب!

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! انہوں نے جو سوال اٹھایا ہے، تو رول 49 میں یہ درج ہے کہ۔

"Question will be answered by the Minister or the Parliamentary Secretary."

جناب عبدالقادر شاہین، جناب والا! متعلقہ وزیر، Concerned Minister۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، ذرا صبر کیجیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب کی بات سنیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! میری عرض یہ ہے کہ اس ایوان کی روایات بھی ہیں اور

گزشتہ چار پانچ سال سے بھی آپ ملاحظہ کرتے ہیں کہ حکومت جب کوئی نوٹیفکیشن کرتی ہے تو وہ نوٹیفکیشن رولز آف بزنس کے تابع نہیں ہوا کرتا۔ رولز آف بزنس اسمبلی کی کارروائی کو چلانے کے لیے lay down کیے جاتے ہیں ۔ I hope the honourable Speaker will announce that there will be no interruptions. I have a right to speak on a point of order.

چودھری محمد اصغر گجر، آپ ان کی بات تو سنیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری اصغر صاحب! آپ تشریف رکھیں اور انھیں بات کرنے دیں۔ آپ کسی سے براہ راست بات نہیں کر سکتے۔ وصی ظفر صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوں۔ آپ سے سوال کرنا اور اپنی تسلی کرنا فاضل ممبران کا بنیادی حق ہے۔ انھوں نے نکتہ اٹھایا اور چیف منسٹر کے بارے میں بات کی ہے۔ ایوان کی کارروائی اس سے قبل کی بھی ملاحظہ فرما لیں' چیف منسٹر صاحب یا پرائم منسٹر صاحبہ نے آج تک کبھی محکموں کے سوالات کے جوابات نہیں دیے۔ ان کے رولز آف بزنس کے تحت چیف منسٹر کو اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی منسٹر کو depute کرے کہ جو محکمے ان کے under ہیں ان کے سوالات کے جوابات وہ ان کے behalf پر دیں۔ جہاں تک رولز کا تعلق ہے' کچھ جنرل باتیں ہوتی ہیں۔ رول جو دیے ہوتے ہیں وہ آئین کے تابع ہوتے ہیں۔ آئین کے مطابق رول بنائے جاتے ہیں اور ان کے مطابق بنائے جانے والوں کو اختیار ہوتا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، یہ غلط بات کر رہے ہیں۔ قانون' آئین کے تابع ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ بات سنیں' میں اس پر رولنگ دیتا ہوں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، چودھری صاحب کی قابلیت کا مجھے اعتراف ہے۔ مجھے موقع دیں کہ میں آپ کے ذہن میں کچھ نہ کچھ بات ڈال سکوں۔ جناب والا! یہ بات کرنی کہ رولز میں ایسا نہیں لکھا ہوا تو چیف منسٹر نے آج تک کبھی براہ راست اس ایوان میں محکموں کے سوالات کے جواب نہیں دیے۔ بلکہ یہاں تو یہ بھی روایات رہی ہیں کہ کوئی منسٹر غیر حاضر ہو تو اس کے behalf پر پارلیمانی سیکرٹری جواب دیتا ہے۔ چیف منسٹر رولز آف بزنس میں بااختیار ہے کہ کسی اور منسٹر کی ڈیوٹی لگائیں کہ وہ جواب دے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چیمہ صاحب! بات پھر وہیں پر آ جاتی ہے کہ یہ رولز آف بزنس اسمبلی کے لیے ہیں' یہ ہاؤس کو چلانے کے لیے بنائے گئے ہیں۔ آپ مجھے کسی رول کا حوالہ دیں جس کے تحت یہ بات ہو سکے۔(نعرہ ہائے تحسین) نواب زادہ غضنفر علی گل نے ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا اور انھوں نے رول کا حوالہ دیا ہے۔ کیا آپ بھی کسی رول کا حوالے دے سکتے ہیں؟

چودھری محمد اعظم چیمہ، عالی جاہ! مجھے ایک دو لفظ کہنے کی اجازت دی جائے۔ جب چیف منسٹر حلف لیتا ہے' اس کے بعد منسٹرز depute ہوتے ہیں اور منسٹرز کے محکمے چیف منسٹر رولز آف بزنس کے تحت دیتے ہیں۔

جناب عبدالقادر شاہین، جناب والا! یہ رولز سے متعلقہ باتیں نہیں ' یہ تو تقریر کرنے کا شوق پورا کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ذرا ان کی بات تو سنیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، چیف منسٹر ہمیشہ ڈیپارٹمنٹ منسٹرز کو بطور چیف ایگزیکٹو تقسیم کرتے ہیں اور اس کے مطابق وہ منسٹرز ہوتے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ منسٹر پہلے بطور منسٹر حلف لیتا ہے' ڈیپارٹمنٹ کا حلف نہیں لیتا۔ محکمہ اسے بعد میں دیا جاتا ہے۔ Chief Executive can withdraw at any time and can depute at any time جہاں تک رولز آف بزنس کا تعلق ہے تو He is the competent authority to depute any person to give answers on his behalf مجھے آج تک کی اسمبلی کی ایسی proceeding دے دیں جہاں چیف منسٹر نے یا پرائم منسٹر نے جواب دیا ہو۔ کسی عقل مند کی باتیں قوم کے لیے understood ہوتی ہیں۔ بجائے اس کے کہ ترجیحات نکالنا اور بات کو exploit کرنا۔ پڑھے لکھے لوگوں کو اسمبلی کے پارلیمنٹیرینز کو ایسے سوالات کبھی زیب نہیں دیتے۔ اسمبلی کا ریکارڈ موجود ہے۔ اس میں سے مجھے وہ مثال دے دیں کہ چیف منسٹر نے یا پرائم منسٹر نے کبھی جواب دیا ہو' ماسوائے اس کے کہ چیف ایگزیکٹو ہونے کی حیثیت سے تقریر deliver کی ہو۔ یہ تو آپ نے نیا سوال اٹھایا ہے۔ کبھی ہر بات پر بھی رولز ہوا کرتے ہیں؟ رولز ہمیشہ understood ہوا کرتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب سپیکر! شاید میرے فاضل مشیر دوست کو یہ علم نہیں کہ انگلستان'

فرانس، ہندوستان اور پاکستان میں وزرائے اعظم سوالات کے جوابات دیتے ہیں اور یہ ریکارڈ پر موجود ہے۔ میز پر رکھی ہوئی پارلیمنٹری پریکٹس کی کتاب کو اٹھا کر دیکھیں کہ وزیر اعظم برطانیہ جواب دیتا ہے یا نہیں دیتا۔ باقی رہی یہ بات کہ وزیر اعلیٰ کسی کو محکمہ دے سکتے ہیں یا نہیں، جب کسی کو محکمہ دیں گے تو وہ اس کا حلف گورنر کے سامنے اٹھائے گا اور حلف اٹھانے کے بعد وہ اس محکمے کا وزیر ہوگا۔ اگر میرے بھائی شاہ محمود قریشی صاحب ایس اینڈ جی اے ڈی کے وزیر ہیں تو ٹھیک ہے۔ اللہ کرے کہ یہ وزیر اعلیٰ ہوں۔

چودھری محمد وصی ظفر، فاضل ایڈوائزر نے انتہائی غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ آپ 1930ء سے 1950ء تک کا ریکارڈ نکال کر دیکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر قانون صاحب! اس کی وضاحت فرمائیں۔ میں تمام اراکین سے عرض کرتا ہوں کہ وزیر قانون کو بات کرنے دیں کیونکہ میں وزیر قانون کی معاونت چاہتا ہوں۔ ان کی بات سننے کے بعد میں اپنی رولنگ دوں گا۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! سوالات کے بارے میں ہمارے اپوزیشن کے بھائیوں کا پچھلے اجلاس کی نسبت اس سیشن کے دوران جو انھوں نے خود بلایا ہے stand مختلف رہا ہے۔ میں نے اسی اجلاس کے دوران محکمہ ہوم کے سوالات کے جوابات دیے ہیں۔ یہ محکمہ بھی جناب وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس ہے اور میں ان کی طرف سے جوابات دیتا رہا ہوں۔ جناب سپیکر! ایک بات رولز کی ہوتی ہے اور ایک بات convenience کی ہوتی ہے۔ میں اپنے فاضل بھائی وصی ظفر کو quote کر کے یہ پوچھتا ہوں کہ یہ 1940ء کے بعد ایسی کوئی روایت پیش کر سکتے ہیں؟ وزیر صاحب کو باقاعدہ یہ محکمہ دیا گیا ہے، اس کا نوٹیفکیشن کیا گیا ہے کہ وہ عارضی طور پر وزیر اعلیٰ کی طرف سے ایس اینڈ جی اے ڈی کو look after کریں گے اور وہ تیار ہو کر آتے ہیں۔ میں اس ایوان کی مثال پیش کر رہا ہوں کہ میں اس اجلاس کے دوران وزیر اعلیٰ کی طرف سے محکمہ ہوم کے جوابات دیتا رہا ہوں۔ اب یہ اس طریقے سے ایوان کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ آج اتنے اہم resolutions آئے ہوئے ہیں، آج پرائیویٹ ڈے ہے۔ بل آئے ہوئے ہیں۔ یہ اپنا وقت خود ضائع کر رہے ہیں۔ منظور مولی صاحب کی غیر موجودگی سے یہ ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اگر وہ موجود ہوتے تو وہ ان کو اس طریقے سے ایوان کے

وقت کو بالکل ضائع کرنے کی اجازت نہ دیتے۔ تو جناب والا! میں آپ کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ اس ایوان کا وقت ضائع نہ کیا جائے۔ جناب سپیکر! ہم نے جو Rules of Business quote کیے ہیں کہ۔

3 (4) The Chief Minister may assign -
(a) A Department; or
(b) Part of a Department; or
(c) Parts of different Departments; or
(d) More than one Department; or
(e) One or more Departments together with part or parts of other departments;,

to a Minister:

Provided that a Department or part of a Department;, not so assigned shall be in the charge of the Chief Minister.

اس کے لیے جناب چیف منسٹر صاحب نے باقاعدہ نوٹیفکیشن کیا ہوا ہے اور میں جناب والا کی خدمت میں مزید یہ گزارش کروں گا کہ اسی اجلاس کے دوران محکمہ ہوم کے جوابات میں نے دیے ہیں اور اُس وقت سپیکر صاحب صدارت کر رہے تھے۔ لہذا آپ انھیں آج اس طریقے سے ایوان کا وقت ضائع کرنے کی اجازت نہ دیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! جب یہ جوابات دینے کے لیے کھڑے ہوئے تھے تو ہم نے اعتراض اٹھایا تھا اور رولز کی رعایت اس صورت میں دی گئی تھی کہ چونکہ وزیر قانون و پارلیمانی امور ایوان میں قائم مقام قائد ایوان ہوتے ہیں۔ اسی لیے جناب سپیکر کی طرف سے ان کو خصوصی اجازت دی گئی تھی اور یہ اجازت صرف اس دن کے لیے دی گئی تھی۔ اگر آج بھی خصوصی حالات کے تحت وزیر قانون و پارلیمانی امور اجازت مانگیں تو انھیں دے دی جائے۔ لیکن کسی غیر متعلقہ وزیر کو اجازت نہیں ہے۔ جناب والا! جو رولز آف بزنس بنائے گئے ہیں:۔

The Chief Minister can assign any department to any Minister, yes A part that Department, yes. A piece of that Department, yes. But he has to take t oath of all the portfolios.

میں کوئی ابہام نہیں، اس میں کوئی بحث نہیں۔ آپ اس کو آئندہ کے لیے رکھ لیں، اتنی دیر میں

یا تو آپ اس کا وزیر بنوا دیں' کسی ایک اور آدمی کو سیاسی رشوت دے دیں۔ منظور موبل تو بے چارہ مارا گیا کیونکہ وزیر قانون نے یہ admit کیا ہے کہ میرا کام منظور موبل کرتے ہیں۔

سید افتخار الحسن شاہ، جناب سپیکر! آپ پچھلی اسمبلی میں بھی ممبر رہے ہیں۔ میرے دوست وصی ظفر صاحب بھی سب کچھ جانتے ہیں لیکن یہ جان بوجھ کر وقت ضائع کر رہے ہیں۔ آپ ہی بتا دیں کہ اس قسم کی کوئی مثال موجود ہے کہ وزیر اعلیٰ نے ایوان میں جوابات دیے ہوں۔ جب ایسا ہوتا ہے تو کسی نہ کسی وزیر کی ڈیوٹی لگتی ہے بلکہ وزیروں کے ساتھ مشیروں کو بھی جوابات دینے کا حق ہے۔ جناب آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے' ہمارے Bills ہیں' ان کو پیش ہونا چاہیے۔

سردار سکندر حیات خان، میرے فاضل بھائی افتخار صاحب ' وزیر قانون صاحب اور چیمہ صاحب نے کہا ہے کہ کوئی مثال بتا دیں۔ میں یہ فخر سے کہوں گا کہ میرے دادا سر سکندر حیات وزیر اعلیٰ تھے اور وہ تقریباً ہر وقت ایوان میں موجود رہتے تھے اور ہر محکمے کے جوابات دیتے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ جناب والا! جب وہ اسمبلی تھی' جسے مارشل لاء کی چھتری کا سایہ تھا تو اس وقت یہی نواز شریف صاحب موجود ہوتے تھے اور یہ محکموں کے سوالات کے جوابات دیتے تھے۔ یہ سب کچھ ریکارڈ پر موجود ہے۔ اب ان کے علاوہ نواز شریف نے اپنی اتھارٹی شہباز شریف کو دی ہوئی ہے ۔ دستخط کرنے اور ایگزیکٹو آرڈر جاری کرنے کی بھی اتھارٹی دی ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار صاحب اس کا اس بات سے کوئی تعلق نہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! رول 2 کا سب رول " ایل" بہت clear ہے۔ جناب نے اس کو 49 سے ملا کر پڑھنا ہے۔ جناب والا: Minister includes Chief Minister چیف منسٹر جو ہے وہ بھی منسٹر ہی ہے ۔ This is for the purpose of the Department. یہ محکمہ کے مقاصد کے لیے ہے۔ جناب Minister includes Chief Minister. ان رولز میں چیف منسٹر کو مقرر نہیں کیا گیا۔ اگر اس ایوان کی کارروائی سو سال سے کسی بھی وجہ سے غلط چلتی رہی ہے تو کسی وقت بھی اس کی تصحیح ہونی چاہیے۔ اور اس کی تصحیح ہونا بہت ضروری ہے۔ جناب والا! آپ 49(4) کو دوبارہ اس کے ساتھ ملا کر پڑھیں تو پھر کوئی گنجائش نہیں بچتی۔ اور جو اختیارات ہیں ان کا استعمال حکومت کے رولز آف بزنس سے ہو سکتا ہے۔ انھیں اختیار ہے کہ یہ نوٹیفکیشن کر سکتے ہیں۔

اس میں اسمبلی کی کارروائی کا کوئی ذکر نہیں کہ وہ اسمبلی کی کارروائی transfer کر سکتے ہیں۔ اور نہ ہی کسی logic سے اس میں transfer ہوسکتی ہے۔ کسی logic سے بھی اسمبلی کی کارروائی کے بارے میں پنجاب حکومت کے رولز آف بزنس میں کوئی بات نہیں آئے گی' وہ انہی رولز میں آئے گی اور انہی رولز کے تحت ہمیں چلنا ہوگا۔ اگر ادھر ہو بھی تو اس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہوگی۔ تو Minister includes Chief Minister. یہ mandatory لفظ shall ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! پہلے میرے پوائنٹ آف آرڈر کا تصفیہ ہونے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نواب زادہ صاحب! ایک منٹ صبر کریں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب والا! اجازت ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمائیے!

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب والا! اس وقت اسمبلی کے سامنے جو بزنس ہے اس کے متعلق میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ عرض یہ ہے کہ آپ کے سامنے یہ جو بات کی گئی تھی کہ رولز آف بزنس حکومت کے بزنس کو نپٹانے کے لیے ہوتے ہیں اور جو رولز آف بزنس آف اسمبلی ہوتے ہیں وہ اسمبلی کے کام کو نپٹانے کے لیے ہوتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ رولز آف بزنس جو 1974ء کے ہیں جن کو یہ تسلیم کریں گے۔ میں آپ کا تھوڑا سا وقت لیتے ہوئے عرض کروں گا کہ:

Rules were framed under Article 139 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan for the conduct of business of the Government of the Punjab Then Sir, we can see that the Punjab Government Rules of Business were framed in 1974, and since then many amendments were made The Rules of Business have been printed incorporating the numerous amendments made.

یہ جو رولز آف بزنس کی کتاب ہے وہ میں نے پہلے حوالہ دیا ہے' وہ چیف سیکرٹری کی طرف سے ہے کہ یہ رولز اس مقصد کے لیے بنائے گئے ہیں اور جن کو circulate کیا جاتا ہے۔ اب

میں جناب کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ رولز آف صوبائی اسمبلی پنجاب یہ ہیں:-

Then Sir, we come to the Punjab Assembly The Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1973 were framed by the Governor of Punjab in exercise of the powers conferred on him under Article 67 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1973 for regulating the procedure and conduct of business of the Provincial Assembly of the Punjab.

اب میں جناب کو یہ بات واضح کر رہا ہوں کہ اسمبلی میں جو کارروائی ہے، جو ممبران دیں یا حکومت دے یا ممبران کے سوالات کے جوابات حکومت کو دیا جائے تو سوال یہ ہے کہ within Assembly یہ رولز چلیں گے اور اس پر جو حکومت کا بزنس ہے وہ جس کے بارے میں آپ پوچھ رہے ہیں وہ اس کے مطابق چلے گا۔ اس رول کے مطابق چیف منسٹر صاحب کو یہ اختیار ہے کہ وہ منسٹر کو اسمبلی میں depute کرے کہ وہ اپنے محکمے کے جوابات دیں جو کہ انھیں ملے ہیں یا وہ محکمے جو ان کے پاس ہیں۔ یہ بھی آئین کے مطابق بنا ہے۔ اب آئین اس پر super ہے۔ اور جب آئین اس کی اجازت دیتا ہے تو میرے خیال میں یہ بات واضح ہے۔ لہٰذا یہ معاملہ رول آؤٹ ہونا چاہیے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! وہ جو رولز آف بزنس ہیں وہ آئین کے تحت صوبائی حکومت چلانے کے لیے بنائے گئے ہیں اور یہ جو رولز آف پروسیجر ہیں یہ اس اسمبلی کو چلانے کے لیے بنائے گئے ہیں اور ان رولز آف پروسیجر کے مطابق اس اسمبلی کے اندر حکومت کا بزنس بھی ہوگا اور پرائیویٹ بزنس بھی ہوگا۔ ان رولز آف پروسیجر کے مطابق منسٹر کی definition یہ ہے کہ:-

"Minister includes the Chief Minister."

جناب ڈپٹی سپیکر، نواب زادہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آپ کے اس پوائنٹ آف آرڈر پر میں اپنی رولنگ محفوظ رکھتا ہوں اور وقفۂ سوالات کو ملتوی کرتا ہوں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ 203 کے تحت یہ انتہائی اہم سوالات ہیں اور بڑے عرصے سے نہیں آئے۔ آپ ان کا کوئی ٹائم مقرر کر دیں اور ان کو کل پر ملتوی فرمائیں۔ 203 کے تحت جناب کو اختیار ہے لہٰذا آپ ان سوالات کو کل پر ملتوی فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر صاحب! یہ پھر کرلیں گے۔ آپ ذرا تشریف رکھیں۔ اسے ملتوی کیا گیا ہے اور اس پر آئندہ فیصلہ کرلیں گے۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ابھی اس متنازعہ معاملے کا جواب دیتے ہوئے حزب اقتدار کی طرف سے وزیر قانون نے منظور موہل صاحب کا یہاں نام لیا۔ میں آپ سے اس بات کی وضاحت چاہوں گا کہ ہاؤس میں یا تو حزب اختلاف ہوتی ہے یا حزب اقتدار اور دونوں کے تعاون اور افہام وتفہیم سے ہاؤس کی کارروائی کو چلایا جاتا ہے۔ میں آپ سے پہلی گزارش یہ کرنا چاہوں گا کہ مہربانی فرما کر اس کی رولنگ دے دی جائے کہ کیا کسی بھی جمہوری ایوان میں حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے علاوہ بھی کسی حزب کی گنجائش ہے؟ نمبر 2 کیا کوئی رکن اسمبلی جو ان دونوں سے تعلق نہ رکھتا ہو وہ اسمبلی کے معاملات میں کسی قسم کی مداخلت کرنے کا اختیار رکھتا ہے؟ میں وزیر قانون کی اس بات کو بلیک میلنگ سمجھتا ہوں کہ انھوں نے یہاں ایک فارورڈ گروپ بنایا اور اسے غیر جمہوری طریقے سے بٹھا رکھا ہے۔ ہمارے درمیان طے پایا کہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھایا جائے گا لیکن یہ غیر جمہوری اور غیر آئینی گروپ اس معاہدے کو ختم کر دیتا ہے۔ اس کا قتل کر دیتا ہے' اسے sabotage کر دیتا ہے۔ جناب سپیکر! اس اسمبلی کے امن کے لیے' پنجاب میں جمہوریت کو چلانے کے لیے اور جمہوری روایات کو قائم رکھنے کے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ اس بات رولنگ دی جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ گورداسپوری صاحب! بڑی مہربانی' میاں منظور احمد موہل صاحب اس ہاؤس کے معزز ممبر ہیں اور وہ claim کرتے ہیں کہ پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر elect ہوئے ہیں اور وہ پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ اس ہاؤس کے معزز ممبر ہیں اس لیے ان کے بارے میں یہ کہا جائے کہ وہ یہاں کیوں بیٹھتے ہیں؟ مداخلت کیوں کرتے ہیں؟ یہ بات صحیح نہیں ہے۔ ان کے حقوق بھی اتنے ہی ہیں جتنے آپ کے یا کسی اور معزز ممبر کے ہیں۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری، جناب سپیکر! میں یہ نہیں کہتا کہ وہ اس ہاؤس کے رکن نہیں۔ وہ اس ہاؤس کے معزز ممبر ہیں۔ میرا خیال ہے کہ آپ پہلے کنور صاحب کی بات سن لیں۔

جناب کنور اعجاز علی، جناب والا! یہاں میاں منظور احمد موہل صاحب کی بات ہوئی' یہاں فارورڈ بلاک کی

بات ہوئی۔ میں جناب کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ میاں منظور احمد موہل صاحب ہمیشہ قانون کی بالادستی کے لیے اٹھ کر اسمبلی میں بات کرتے ہیں۔

جناب والا! میں آپ کی توجہ کورم کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ کیونکہ قانون یہ بھی اجازت نہیں دیتا کہ کارروائی بغیر کورم کے چلائی جائے۔ اگر کورم پورا ہے تو ٹھیک ہے اور اگر کورم پورا نہیں تو کارروائی معطل کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، گنتی کی جائے (اس مرحلے پر گنتی کی گئی) چونکہ کنور صاحب نے کورم کا نکتہ اٹھایا ہے۔ ویسے پرائیویٹ ممبرز ڈے پر یہ ہونا نہیں چاہیے لیکن انھوں نے نشان دہی کر دی ہے اور اس وقت 57 معزز ممبر صاحبان موجود ہیں۔ لہذا کورم پورا نہیں ہے۔ اس لیے ہاؤس پانچ منٹ کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلے پر ایوان کی کارروائی پانچ منٹ کے لیے ملتوی ہو گئی)

(10 بج کر 53 منٹ پر ایوان کی کارروائی دوبارہ شروع ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر، گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی، کورم پورا نہیں تھا)

جناب ڈپٹی سپیکر، کورم پورا نہیں ہے لہذا ایوان کی کارروائی 15 منٹ کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

(10 بج کر 55 منٹ پر ایوان کی کارروائی 15 منٹ کے لیے ملتوی کی گئی)

(جناب ڈپٹی سپیکر 11 بج کر 28 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر، جی نواب زادہ صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! according to the rules جو آدمی کورم پوائنٹ آؤٹ کرتا ہے اس کا ایوان کے اندر موجود رہنا انتہائی ضروری ہے۔ اگر وہ ایوان میں موجود نہ رہے تو اس کا پوائنٹ آف آرڈر خود بخود lapse ہو جاتا ہے۔ یہ آپ خود بھی رول دیکھ لیں اور سیکرٹری صاحب سے بھی اس سلسلے میں مشورہ فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نواب زادہ صاحب! آپ اس سلسلے میں کوئی رول quote فرمائیں گے؟

نواب زادہ غضنفر علی گل، ہاں جی میں quote کرتا ہوں، میں اسے تلاش کر لوں۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! جتنی دیر میں یہ رولز تلاش کرتے ہیں اتنی دیر میں، میں ایک عرض کرنی چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر! ہمیں جشن بہار کے ہارس اینڈ کیٹل شو کے کارڈ ملے ہیں۔ پہلے ہمیں ہر ممبر کو 20/20,25/25,30/30 کارڈز ملتے تھے اور اسی حساب سے ممبران کے گرد لوگوں کا حلقہ بنا ہوتا تھا۔ اس مرتبہ یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ ایک ممبر کو صرف ایک کارڈ مل رہا ہے۔ بیوی، بچوں کے لیے بھی کوئی کارڈ نہیں دیا گیا۔ جناب والا! اگر ہمیں اور کارڈ نہیں ملیں گے تو ہم یہ کارڈ بھی آپ کو واپس کر دیں گے کیونکہ ہم سب ایک ایک کارڈ کے ساتھ وہاں نہیں جانا چاہتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، راہی صاحب! میں اس سلسلے میں متعلقہ وزیر سے بات کرتا ہوں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! رول یہ ہے کہ -

Rule-182: "If any time during a sitting of the Assembly the attention of the Speaker is drawn to the fact that members less than one-fourth of the total membership of the Assembly are present, he shall suspend the meeting..... ..."

جناب والا! اس میں main point یہ ہے کہ جب کوئی ممبر کورم کی نشان دہی کرتا ہے تو اسی وقت گنتی کی جاتی ہے۔ اور اگر کورم کی نشان دہی کرنے والا ممبر خود بھی اٹھ کر چلا جائے، میں یہ روایت کی بات کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نواب زادہ صاحب! آپ نے فرمایا تھا کہ اس بابت رولز ہیں لیکن جو رول آپ نے ابھی پڑھا ہے اس میں تو یہ کہیں درج نہیں ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! اس میں درج ہے کہ اگر آپ کی توجہ کورم کی طرف مبذول کروائی جائے۔ اس کا مطلب ہے کہ کوئی رکن اٹھ کر آپ کی توجہ مبذول کروائے گا۔ اس کے بعد اس رکن کا ہاؤس میں موجود رہنا ضروری ہے تاکہ وہ یہ دیکھے کہ واقعی ہاؤس میں کورم ہے یا نہیں، کہیں کورم کے بغیر کارروائی شروع تو نہیں کر دی گئی۔ یہ روایت ہے۔

convention of the House is that the member who raises the point of quorum has to stay in the House till the count is taken.

اس کا Head count ہوتا ہے کیونکہ اس نے دوسروں کی کوتاہی کو point out کیا ہے اس لیے وہ خود اس کوتاہی کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔ اس کو ایوان میں حاضر رہنا پڑتا ہے اور اس کا Head بھی count ہوتا ہے۔ مثلاً ایک ممبر کی قرارداد' تحریک التواء یا تحریک استحقاق آتی ہے اور اگر وہ ممبر ایوان میں موجود ہی نہیں تو اس کو قرارداد' تحریک التواء یا تحریک استحقاق آپ اس دن نہیں لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ملک حاکمین صاحب! آپ اس سلسلے میں کیا فرماتے ہیں؟ آپ تو ماشاء اللہ پرانے پارلیمنٹرین ہیں۔ یہ رولز میں تو درج نہیں ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! آپ قاعدہ 203 ملاحظہ فرمائیں۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! یہ روایت رہی ہے کہ کوئی ممبر جب کورم کا نکتہ اٹھاتا ہے۔ اگر وہ ممبر ہاؤس کے اندر رہتا ہے تو اس کے پوائنٹ آف کورم کو deal کیا جائے گا۔ اگر وہ ہاؤس چھوڑ کر باہر چلا جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ سنجیدہ نہیں اور وہ اسمبلی بند کروانے کے لیے آیا ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! رول 203 یہ کہتا ہے کہ :-

> "Any matter arising in connection with the business of the Assembly and its Committees for which no specific provision exists in these rules shall be decided by the Speaker and his decision shall be final."

آپ نے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ اس ممبر کا ہونا ضروری ہے یا نہیں۔ یہ اس ہاؤس کی روایت چلی آ رہی ہے ۔ سیکرٹری صاحب آپ کو روایت کے بارے میں بتائیں گے کہ اس ممبر کے بغیر کورم کا سوال nullify ہو جائے گا۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! پوائنٹ آف کورم واپس لینے کے بارے میں کوئی رول موجود نہیں لیکن یہاں وزیر قانون نے بعض اوقات اگر کسی رکن نے پوائنٹ آف کورم اٹھایا تو اسے کہا کہ

آپ اسے واپس لے لیں۔ پھر اس نے کہا کہ میں اسے واپس لے لیتا ہوں اور ایوان کی کارروائی چلائی گئی۔ واپس لینے کا جس طرح کوئی مخصوص رول نہیں اسی طرح یہ بھی نہیں ۔ یہ روایت ہے کہ اگر وہ اپنا پوائنٹ آف کورم واپس لے لے تو بھی اور اگر باہر چلا جائے تو بھی کارروائی شروع ہو جاتی ہے۔ رول 203 کے تحت آپ کا اختیار ہے۔ غیرسرکاری ارکان کی کارروائی کے روز ایسا نہیں ہونا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! میں نے ملک حاکمین صاحب سے گزارش کی تھی کہ آپ پچھلی اسمبلی میں بھی رہے ہیں' اس سلسلے میں کیا روایت رہی ہے اس کے متعلق فرمائیں۔

ملک حاکمین خان: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ان کا موجود ہونا ضروری تھا۔ اگر انھوں نے نکتہ اٹھایا ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ انھیں یہاں موجود رہنا چاہیے۔ ان کی نیت میرے خیال میں کچھ اس قسم کی تھی کہ اسمبلی نہ چلے۔ اس سلسلے میں اخلاقیات کی بات بھی یہی ہے کہ اسمبلی چلنی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے روایت کے سلسلے میں پوچھا ہے۔

ملک حاکمین خان: پچھلی اسمبلی میں ایسا کوئی واقعہ وقوع پذیر نہیں ہوا کہ کوئی قابل احترام ممبر پوائنٹ آؤٹ کرے اس کے بعد وہ بھاگ جائے۔ میرے علم میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ایسی روایت بھی رہی ہے کہ وہ ممبر ہاؤس میں موجود نہ ہو اور اسمبلی چلتی رہے کیونکہ کورم کے سلسلے میں ایک مخصوص رول ہے۔

میاں اظہر حسن ڈار: جناب سپیکر! اگر وہ ممبر حاضر نہیں تو ہم سمجھیں گے کہ اپنا پوائنٹ آف کورم اس نے واپس لے لیا ہے۔

چودھری محمد اکرم: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! بات کورم کی ہو رہی ہے کہ جن صاحب نے اس کی نشان دہی کی ہے وہ یہاں موجود نہیں ۔ میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ کوئی تحریک پیش ہو جائے تو پھر کسی محرک کا اسے واپس لینے کا کوئی اختیار نہیں رہتا ' وہ چیز ہاؤس کی ملکیت بن جاتی ہے۔ اسی طرح سے جب ہاؤس میں بے ضابطگی کی نشان دہی ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ محرک جس نے نشان دہی کی تھی اس کا یہاں ہونا ضروری نہیں بلکہ اس بے ضابطگی کو ختم کرنا ضروری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر. چودھری صاحب! اس میں میری گزارش ہے' جیسے میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ غیرسرکاری ارکان کی کارروائی کے روز کورم پوائنٹ آؤٹ ہونا ہی نہیں چاہیے تھا۔ یہ ساری کارروائی آپ کے سامنے ہے' معزز اراکین کے سامنے ہے۔ اب آپ فیصلہ کرلیں کہ اجلاس کو چلانا ہے یا ملتوی کر دیں۔ ہاؤس اس بات کا فیصلہ کرے کہ غیرسرکاری ارکان کی کارروائی کو ہم نے چلانا ہے یا نہیں۔

( آوازیں آئیں کہ ہاؤس کو چلانا چاہیے)

میاں اظہرحسن ڈار. جناب والا! ایسا ہوا ہے کہ جب کسی نے نکتہ اٹھایا اور باہر چلا گیا تو اجلاس چلتا رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر. بڑی مہربانی۔ جیسے دوستوں نے فرمایا ہے' رول 203 کے تحت میں نے ہاؤس سے بھی رائے لے لی ہے اور اپنی صوابدید کے تحت میں کہتا ہوں کہ ہم اس اجلاس کو جاری رکھتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی. جناب سپیکر! میں بطور ممبر اسمبلی عرض کر رہا ہوں ' ہم پچھلی اسمبلی میں بھی رہے ہیں۔ جتنے بھی ہارس اینڈ کیٹل شو ہوتے ہیں یہاں بیس بیس' پچیس پچیس' چالیس چالیس کے قریب ہمیں کارڈز ملے ہیں۔ جناب والا! اسی ہاؤس میں انہی سیٹوں پر ہمارے چالیس چالیس' پچاس پچاس کارڈز رکھے ہوتے تھے۔ جب ہم سیشن میں آتے تھے اور وہ کارڈ لے کر لوگوں میں تقسیم کرتے تھے اور وہ لوگ شو دیکھتے تھے۔ اب آپ ایک کارڈ ایک ممبر کو دے رہے ہیں' اگر آپ ہمیں مزید کارڈ نہیں دیتے تو ہم احتجاجاً یہ کارڈ بھی واپس کر دیں گے اور ہم وہاں نہیں جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر. راہی صاحب ! میں نے تو پہلے ہی عرض کر دیا ہے۔ اب ہاؤس چلانے کی بات ہوئی ہے تو ہاؤس کو چلائیں۔ میں نے آپ کی بات پر پہلے ہی عرض کر دیا تھا کہ لوکل گورنمنٹ کے وزیر اسلام آباد گئے ہوئے ہیں وہ تشریف لاتے ہیں تو ان سے بات کروں گا کہ تمام معزز ممبران کو سابقہ روایات کے مطابق کارڈز دیے جائیں۔ میں نے تو آپ کی پہلی بات پر ہی عرض کیا تھا کہ وزیر صاحب آتے ہیں تو میں ان سے بات کرتا ہوں۔

اب میری گزارش یہ ہے کہ ہم نے ایک unprecedented فیصلہ کیا ہے ۔ لہٰذا اب اس ہاؤس کو ہم اچھے طریقے سے چلائیں تاکہ کارروائی جاری رہ سکے۔

## اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب ڈپٹی سپیکر، اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

### جناب حاجی افتخار احمد بھنگو

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب حاجی افتخار احمد بھنگو، رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

گزارش ہے کہ میں مورخہ 13/2/90 کو بیمار ہونے کی وجہ سے اسمبلی کی کارروائی میں شامل ہونے سے قاصر رہا ہوں۔ مہربانی کر کے مورخہ 13/2/90 کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

### جناب محمد عبداللہ شاہ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد عبداللہ شاہ، رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

گزارش ہے کہ میں مورخہ 10-2-90 تا 13-2-90 تک بیماری کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا لہذا مہربانی فرما کر چھٹی منظور فرمائی جاوے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

### جناب ملک خلیل اللہ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب ملک خلیل اللہ، رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول

ہوئی ہے:۔

والدہ کی فوتگی کی وجہ سے مورخہ 10-2-90 تا 12-2-90 کو حاضر نہ ہو سکا' مورخہ 17-2-90 کو میں پہنچ گیا تھا لیکن کورم پورا نہ ہونے کی وجہ سے اجلاس جلدی ختم ہو گیا۔ استدعا ہے کہ چھٹی منظور کی جاوے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے ۔

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

## جناب جلال دین ڈھکو

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب جلال دین ڈھکو ' رکن ' صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

گزارش ہے کہ ایک نہایت ہی ضروری کام کی وجہ سے حاضر نہیں ہو سکتا مہربانی فرما کر ایک یوم مورخہ 17-2-90 بروز ہفتہ کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے:۔

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

## جناب محمد صفدر شاکر

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد صفدر شاکر' رکن ' صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ 14 فروری کو بیماری کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے:۔

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

## جناب رانا اکرام ربانی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب رانا اکرام ربانی، رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

میں مورخہ 17/2/90 کے اجلاس میں بوجہ خرابی صحت حاضر نہیں ہو سکا ہوں۔
برائے مہربانی اس ایک یوم کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے:۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

## جناب جاوید علی شاہ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب جاوید علی شاہ، رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Due to illness I could not attend the session for four days from 10-2-90 to 13-2-90. Kindly grant me leave for these days.

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے:۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

## جناب محمد بشیر

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد بشیر، رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

اسلام وعلیکم، میں مورخہ 12/2/90 بروز سوموار بوجہ خرابی صحت اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا۔ مہربانی فرما کر رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے:۔

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

## چودھری وقار علی خان

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست چودھری وقار علی خان ، رکن ، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

14۔ فروری بروز بدھ کے اجلاس میں ، میں حاضر نہ ہو سکا کیونکہ مجھے ایک ذاتی کام کے سلسلہ میں راولپنڈی جانا پڑ گیا تھا۔ مہربانی فرما کر میری چھٹی منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے:۔

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

## جناب پیر اللہ یار چشتی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست پیر اللہ یار چشتی ، رکن ، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میرے ایک دوست عارف والا میں وفات پا گئے تھے جس کی وجہ سے میں 13-2-90 کو اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ برائے مہربانی فرما کر چھٹی منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

## جناب مہر غلام دستگیر لک

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست مہر غلام دستگیر لک ، رکن ، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ ایک قریبی عزیز کی فوتگی کی وجہ سے میں مورخہ 7 فروری سے لے کر 13 فروری تک اجلاس میں شریک نہ ہو سکا تھا۔ میری رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

## جناب منصور احمد خان

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب منصور احمد خان، رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میں انتہائی ذاتی مصروفیات کی بناء پر آٹھ یوم حاضر ہونے سے قاصر رہوں گا۔ برائے مہربانی مورخہ 10/2/90,11/2/90,12/2/90 اور 15/2/90, 17/2/90,18/2/90 اور 20/2/90,22/2/90 کی رخصت عطا فرمائی جاوے۔

ممنون رہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

## جناب محمد افضل ساہی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد افضل ساہی، رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں مورخہ 7/2/90 سے 12/2/90 تک بیمار رہا ہوں اور پنجاب اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ چھٹی منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے:۔

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

## جناب اعجاز احمد شیخ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب اعجاز احمد شیخ، رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

Sir,

I could not attend the current session due to sickness. Therefore, I request you to please sanction leave from 10/2/90 to 13/2/90 and oblige.

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے:۔

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

## جناب راجہ صفدر حسین

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب راجہ صفدر حسین، رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

میں مورخہ 12/2/90 کو ذاتی وجوہ کی بناء پر اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا۔ رخصت عطا فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے:۔

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

## جناب شاہ نواز چیمہ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب شاہ نواز چیمہ، رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

میں علاج کی غرض سے لندن جا رہا ہوں اس لیے موجودہ اجلاس میں حاضر نہ ہو

سکوں گا۔ برائے کرم پورے اجلاس کے لیے میری چھٹی منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے:۔

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

## جناب دریوس پستونجی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب دریوس پستونجی، رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

I had gone to Karachi on 7th Feburary, 1990 and had unfortunately met with an accident due to which I had to miss 10 days of Assembly proceedings.

Therefore, I request that leave may be granted for 10 days of the session that I have missed.

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے:۔

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

## مسئلہ استحقاق

## پنجاب اسمبلی کے ملازم کی بلاوجہ حراست اور رکن اسمبلی کے ساتھ پولیس کا نامناسب رویہ

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ سید ذاکر حسین شاہ صاحب۔

راؤ طارق محمود، جناب والا! میں نے ایک تحریک استحقاق پیش کی تھی جو اسمبلی کے ملازمین کے بارے میں ہے۔ میں آپ کی ہدایت کے مطابق وزیر قانون سے بھی مل چکا ہوں لیکن انھوں نے اس کی کوئی compensation نہیں کی۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ اس معاملے کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں۔ وہاں سارا معاملہ طے ہو جائے گا۔ اب ملازمین کو تھانے والے، پولیس والے کہتے ہیں

کہ تمھاری اسمبلی نے ہمارا کیا بگاڑ لیا ہے؟ اس سے مزید خراب حالات پیدا ہو رہے ہیں۔ آپ سے گزارش ہے کہ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ یہ کسی پارٹی کا مسئلہ نہیں ہے' یہ کوئی پیپلز پارٹی کا مسئلہ نہیں' یہ کوئی آئی جے آئی کا مسئلہ نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کی وزیر قانون صاحب سے ملاقات ہوئی تھی؟

راؤ طارق مسعود، جی ہاں' بلکہ میں ان کے پاس آپ کے سامنے گیا تھا تاکہ آپ بھی اس کے گواہ رہیں اور انھوں نے اس معاملے میں کوئی کارروائی نہیں کی۔ میں نے اس دن بھی آپ سے کہا تھا کہ وہ صرف تھپکی دے کر گزارا کریں گے اور حسب عادت انھوں نے وہی کیا ہے۔ یہ مسئلہ انتہائی اہم نوعیت کا ہے اور اس میں کوئی مزید ڈھیل کرنے کی گنجائش نہیں۔ تحریک استحقاق پیش کیے ہوئے کوئی دو ہفتے ہو گئے ہیں لیکن اس کو تاخیر میں ڈالا جا رہا ہے۔ اس پر پورا ایوان متفق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ نے جو فرمایا ہے' اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بہت عجیب واقعہ ہوا ہے۔ اگر فاضل اراکین ایوان فرماتے ہیں کہ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد ہی کرنا چاہیے تو ٹھیک ہے' ہم ایسا کر دیتے ہیں۔ تو ایوان کا کیا خیال ہے کہ اسمبلی ملازم کے سلسلے میں جو تحریک استحقاق پیش ہوئی ہے اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے؟ ہاؤس کی یہ consent ہے کہ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔ تو ٹھیک ہے' اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے اور اس کی رپورٹ 31 مارچ تک آنی چاہیے۔(نعرہ ہائے تحسین)

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ اس ایوان کے بارے میں ایک انتہائی افسوس ناک بات ہے کہ آپ نے مخدوم علی رضا کو وزیر بنایا ہے لیکن انھیں آپ نے کوئی محکمہ نہیں دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ سید ذاکر حسین شاہ!

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ یکم جنوری 1990ء کو نئے سال کے موقع پر ضلع کچہری شیخوپورہ کے قریب پیپلز پروگرام کے ضلعی دفتر پر----

نواب زادہ غضنفر علی گل، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! اخبارات والے پریس گیلری میں نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نواب زادہ صاحب! آپ بیٹھ جائیں۔ آپ کی بات وہ نوٹ کر لیں گے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، اخبارات والوں کے نہ ہونے پر ان کے پڑھنے کا فائدہ کیا ہے؟

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! اخبارات والے یہ کہتے ہیں کہ پولنگ والے دن رپورٹروں اور فوٹو گرافروں پر آئی جے آئی کے آدمیوں نے حملے کیے ہیں۔ تو ہم احتجاجاً واک آؤٹ کر رہے ہیں۔ چنانچہ وہ واک آؤٹ کر گئے ہیں۔ اِدھر سے کچھ معزز ارکان بھیجیں تاکہ وہ انھیں واپس لے آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو ٹھیک ہے۔ نواب زادہ صاحب اور وصی ظفر صاحب جا کر انھیں لے آئیں۔

راجہ محمد خالد خان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! انھی کی ملی بھگت سے تو وہ واک آؤٹ کر کے گئے ہیں لہٰذا ان کو بھیجا جائے کہ انھیں منا کر لائیں۔

(فاضل اراکین پریس والوں کو واپس لانے کے لیے تشریف لے گئے)

راؤ طارق محمود، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ایوان میں کورم نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، گنتی کی جائے۔ گنتی کی گئی۔ کورم نہیں ہے۔ اجلاس آدھے گھنٹے کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(12 بج کر 15 منٹ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر، گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی، کورم پورا نہیں تھا)

جناب ڈپٹی سپیکر، اجلاس کی کارروائی پرسوں صبح دس بجے تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! پرسوں کے لیے کیوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ قائد حزب اختلاف اور قائد حزب اقتدار کے درمیان فیصلہ ہوا ہے اور انھوں نے یہی فرمایا ہے کہ پرسوں صبح دس بجے تک کے لیے ایوان کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

(اس مرحلے پر اجلاس کی کارروائی 22 فروری 1990، صبح 10 بجے تک کے لیے ملتوی کر دی گئی)

---

## (صوبائی اسمبلی پنجاب کا نواں اجلاس)

جمعرات' 22۔فروری 1990ء

(پنج' شنبہ' 25۔رجب المرجب 1410ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 11 بجے منعقد ہوا۔ جناب ڈپٹی سپیکر سردار حسن اختر موکل کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری عمور احمد ایوبی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۝١ الَّذِيْ خَلَقَ
الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۝٢ الَّذِيْ خَلَقَ
سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ
تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۝٣ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ۝٤
وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ
وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ۝٥ وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ
وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝٦ (سورۃ الملک' آیات 1 تا 6)

وہ بڑا عالی شان ہے جس کے قبضہ میں (سب جہانوں کی) بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے اور جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ وہ تمہیں آزمائے عمل لحاظ سے تم میں سے کون بہتر ہے اور وہی دائمی عزتوالا ہے بہت بخشنے والا ہے۔ اوپر نیچے جس نے سات آسمان بنائے ہیں (خداوند) رحمٰن کی میں تمہیں کوئی خلل نظر نہیں آئے گا تجھے کیا کوئی رخنہ دکھائی دیتا ہے ذرا پھر نگاہ اٹھا کر دیکھو پھر بار بار نگاہ ڈالو (تیری) نگاہ ناکام ہو کر تیری ہی طرف لوٹ آئے گی دراصل یہ کہ وہ تھکی ماندی ہو گی اور ہم نے چراغوں سے قریبی آسمان کو بے شک آراستہ کر دیا ہے اور انھیں شیاطین کو مار بھگانے کا ذریعہ بنا دیا ہے ان کے لیے دہکتی آگ کا عذاب ہم نے تیار کر رکھا ہے۔ اور جنھوں نے اپنے رب کا انکار کیا ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور جہنم لوٹنے کی بڑی بری جگہ ہے۔

وما علینا الاالبلاغ۔

[illegible] ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، فرمائیے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ ایوان مرکزی حکومت کو مبارک باد دے اور خراج تحسین پیش کرے کہ ایک سال میں Second Atomic re-actor اور فرانس کے صدر متراں کا جو اتنا کامیاب دورہ ہوا ہے اور جو معاہدے ہوئے ہیں اس کے لیے مرکزی حکومت کو مبارک باد اور خراج تحسین پیش کیا جائے۔ یہ میری گزارش ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

ملک حاکمین خان، جناب والا! میں ان کی تائید کرتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! اس سلسلے میں ابھی ہاؤس سے باہر میری اور اپوزیشن کے بھائیوں کی بات ہوئی ہے اور میں تحاریک استحقاق کے بعد اس سلسلہ میں ایک قرار داد ایوان میں لا رہا ہوں۔

چودھری محمد وصی ظفر، مشترکہ ہونی چاہیے۔

وزیر قانون، مشترکہ ہی ہے۔

## سردار عبدالرشید ڈوگر ایم پی اے کی گرفتاری اور اس کے بعد ضمانت پر رہائی کی اطلاع

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے آپ اسے مشترکہ طور پر بنا لیں اور ایوان میں آ جائے۔ اس سے پہلے کہ ایوان کی کارروائی شروع ہو میں ایک اطلاع ایوان میں پڑھنا چاہتا ہوں۔ یہ اطلاع پشاور سے آئی ہے۔

It is about the arrest of Sardar Abdul Rashid Dogar, MPA Punjab. S. P Peshawar informed vide FIR No. 79 dated 13th February 1990 u/s 13/14 Arms Ordinance 3/4.

Sardar Abdul Rashid Dogar MPA, Constituency-140 Sheikhupura Punjab alongwith accused was arrested by local police while travelling in

flying coach No. LHO-1142.

The other information is also about release of Sardar Abdul Rashid Dogar MPA, on bail.

Accused Member Provincial Assembly of the Punjab Sardar Abdul Rashid Dogar involved in case FIR No. 79 dated 13 Feb 1990 u/s 13/14 read with Art P.O. IV alongwith other accused released on bail by this court on 17th February 1990.

نواب زادہ غضنفر علی گل، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نواب زادہ صاحب فرمائیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! میں اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر آپ کی اور ایوان کی اطلاع کے لیے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج ایک خبر اخبار میں آئی ہے جو نہایت خوش آئند ہے اور ہم سب سے متعلقہ ہے۔ وہ میں پڑھ کر سناؤں گا۔ آج کے روز نامہ نوائے وقت میں سرخی ہے کہ "انتخابات میں دھن، دھونس اور اسلحہ کی نمائش کا رجحان ختم نہ ہوا تو انقلاب آئے گا۔" کوئی بھی شخص انتخابات میں حصہ لینے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ ترقی پسند قوم بننا ہے تو ان لعنتوں سے چھٹکارا حاصل کرنا ہوگا۔ ہم وزیر اعلیٰ کے اس بیان کا انتہائی فراخ دلی سے خیر مقدم کرتے ہیں اور ہمیں یہ خوشی ہے کہ صبح کا بھولا شام کو گھر آگیا ہے۔ کیونکہ یہ تمام اسلحہ دھن، دھونس، دھاندلی یہ تمام سرمایہ داروں کی طرف سے سیاست کے اندر introduce ہوا تھا۔ اس سے قبل اسلحہ دھن، دھونس دھاندلی اور اتنا روپیہ کبھی سیاست میں involve نہیں ہوا۔ ایک بات انھوں نے چھوڑ دی ہے اور وہ ہے بدمعاشی۔ کوئی شریف آدمی اگر آج سیاست میں حصہ لینے سے کانپتا ہے تو یہ بھی ایک بڑی وجہ ہے۔ بہرحال میں ان کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں کہ اگر انھوں نے یہ بات کی ہے تو آج سے یہ عہد کریں کہ پنجاب کی سیاست۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نواب زادہ صاحب آپ نے ایک بات کی اگر اس پر آپ کوئی تحریک پیش کرتے تو زیادہ بہتر تھا۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

چودھری اصغر علی گجر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا! میں بھی آپ کی توجہ ایک اخباری بیان کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ آپ کی وساطت

بھرتی کیے جن میں88 ہندو ہیں۔ صوبائی حکومت نے 25 ہزار۔۔۔

ملک حاکمین خان، جناب والا! یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

چودھری اصغر علی گجر، یہ بھی ایک اخباری خبر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ابھی میں نے گل صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کو بھی اخباری خبر کی بنیاد پر جائز قرار نہیں دیا۔

چودھری اصغر علی گجر، صوبائی حکومت نے 25 ہزار عام ملازمتیں دی ہیں۔ جس میں صرف 84 غیر سندھی اور 14 اردو سپیکنگ ہیں۔ یہ ایک اخباری خبر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب! یہ پوائنٹ آف آرڈر جائز نہیں۔ آپ بیٹھیں، تشریف رکھیں۔ گل صاحب کا بھی پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے آپ کا بھی پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

محمد ظہیر الدین خان، جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر کا مطلب ہم آج تک یہی لیتے رہے ہیں کہ جس سے ہاؤس ان آرڈر نہ رہے۔ گل صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے اس کے جواب میں آں غزل جو چودھری اصغر علی گجر صاحب نے فرمائی ہے۔ کیا آپ ہمیشہ کے لیے رولنگ فرما دیں گے کہ ایسا پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا جائے جس سے ہاؤس آؤٹ آف آرڈر نہ ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس لیے میں نے دونوں معزز اراکین کے پوائنٹ آف آرڈر کو valid قرار نہیں دیا ہے۔ یہاں پر نواب زادہ غضنفر علی گل کے پوائنٹ آف آرڈر پر مسٹر سپیکر نے ایک رولنگ محفوظ کی تھی، وہ رولنگ اب میں دینا چاہتا ہوں۔

## وزیر اعلیٰ کے مشیروں کی گاڑیوں پر قومی پرچم لہرانے کے متعلق نکتہ اعتراض پر چیئر کی رولنگ

Ruling on the point of order raised by Nawabzada Ghazanfar Ali Gul, MPA, regarding flying of flags on the cars of the Advisors, Special Assistants

of the Provincial Government. On the 7th Feb 89 Mr Ghazanfar Ali Gul, MPA, raised a point of order inviting attention to notification No 52/89/Public dated 13 April, 1989 issued by the Ministry of Interior, Government of Pakistan challenging the entitlement of Advisors and Special Assistants of the Chief Minister to fly the Pakistan flag on their cars and residences. Mian Manzoor Ahmad Mohal, MPA, referred to Rule 184 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1973 and averred that point of order could only be raised on the business or any matter before the Assembly at the moment, and according to him since no such matter was before the Assembly at the moment, the point of order raised by Nawabzada Ghazanfar Ali Gul, MPA, was neither relevant nor tenable. Nawabzada Ghazanfar Ali Gul, MPA, argued that since the Advisors and Special Assistants were the members of this House, the Assembly was not incompetent to take cognizance of any violation or irregularity by them. He further pleaded that with the alleged committed irregularity by the said office holders of the Provincial Government, the House had gone out of order and as such he can raise a point or order.

I have heard the arguments advanced by both sides on this point of order and I am of the view that the point raised by Nawabzada Ghazanfar Ali Gul does not fulfil the requirements of Rule 184, as such the point does not specially visualize any business or matter before the Assembly warranting a point of order. The Speaker is not required to take a decision on the matter or advise Provincial Government in this behalf to abide by the instructions of Federal Government. In view of the above it is not the rightful jurisdiction of the Assembly to take cognizance of the matter as the hoisting of flags on the cars and residences of advisors and Special Assistants to the Chief Minister. I

therefore dispose of the point of order accordingly.

## اسمبلی بلڈنگ میں پولیس کے داخلہ کی ممانعت

خواجہ محمد یوسف، پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے۔

خواجہ محمد یوسف، سر اگلے دن اسمبلی میں کچھ لوگوں سے ملاقات ہوئی' جن کا تعلق سپیشل برانچ اور پولیس کے کمانڈوز سے تھا' میں یہ جاننے کے لیے آپ سے درخواست کروں گا کہ ایسے لوگوں کا یہاں پہ ڈیوٹی' یا کوئی اور ایسا طریقہ ہے کہ آئیں' پھریں اور ان کو کوئی چیک نہ کرے' اور ان کو اس دن کے لیے اسمبلی کے پاس بھی جاری نہ ہوئے ہوں۔ اگر ان کو اجازت ہے تو وہ یہاں پر کس مقصد کے لیے تشریف لاتے ہیں' اگر اجازت نہیں ہے تو پھر وہ اندر کیسے داخل ہوتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ نے یہ جو بات کہی ہے' اس میں پولیس کمانڈوز / پولیس کو اسمبلی کے اندر آنے کی اجازت نہیں' اس بات کا ابھی ہم نوٹس لیتے ہیں اگر کوئی ایسی بات ہوئی تو اس کا سختی سے نوٹس لیں گے' آئندہ یہ بات نہیں ہوگی۔ اس سے پہلے مسٹر سپیکر بار بار یہ فرما چکے ہیں کہ اس بات کی اجازت نہیں میں اس سلسلے میں آپ کی clearance پہ عرض کرتا ہوں کہ پرسوں جب اجلاس off تھا تو ایک آفیسر میرے پاس تشریف لائے' انھوں نے مجھے کہا کہ جناب چونکہ ہمیں اندر آنے کی اجازت نہیں' لیکن ہم ڈیوٹی پہ تو آتے ہیں' ہم سارا دن باہر کھڑے رہتے ہیں اگر ہمیں اتنی اجازت مل جائے کہ جہاں پر سیکورٹی کے لوگ بیٹھتے ہیں وہاں پر ہم آکر بیٹھ سکیں تو مہربانی ہوگی۔ میں نے ان سے بھی یہی کہا تھا کہ مسٹر سپیکر نے یہ فرمایا ہے کہ اب آپ اندر اسمبلی میں نہیں آسکتے' اگر ایسی کوئی بات ہے اور آپ نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے تو اس پر سختی سے نوٹس لیا جائے گا۔ کہ یہ بات کیوں ہوئی۔

جناب کنور اعجاز علی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

جناب کنور اعجاز علی، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میں آپ کی اور معزز ایوان کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے حلقے پی پی 169 میں' پولیس خود کارٹینیں تیار کروا رہی ہے'

پہلے تو یہ ہوتا تھا کہ بدمعاش کارتینیں بنواتے تھے مگر اب پولیس بنوا رہی ہے۔ وہ لوہار 80 کارتینیں تیار کر چکا ہے اور 80 ابھی مزید تیار کرنی ہیں۔ اب پتا نہیں کہ وہاں پر فساد کروانا چاہتے ہیں یا یہ ہو سکتا ہے کہ پولیس شریف لوگوں پہ وہ کارتینیں ڈال کے ان کا چالان کرنا چاہتی ہے۔ میں صرف یہ اطلاع دینا چاہتا تھا۔

## مسئلہ استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر، تشریف رکھیں' اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش، جناب والا! اسمبلی کی کارروائی زیر قانون اردو میں کی جاتی ہے ابھی آپ نے غضنفر گل کے پوائنٹ آف آرڈر پہ جو رولنگ دی ہے وہ آپ نے انگلش میں دی ہے۔ جناب والا! کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ ایوان کی اجازت کے بغیر سپیکر انگلش میں پوائنٹ آف آرڈر کا جواب دے سکتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، ڈاکٹر صاحب! تشریف رکھیں۔ یہ بات بڑی سنجیدہ ہے اور آپ کو بھی پتا ہے کہ آپ سپیکر کے conduct کو criticise نہیں کر سکتے۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کو valid قرار نہیں دیتا۔ یہ میاں محمود الحسن ڈار صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔

جناب عبدالقادر شاہین، جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ میری تحریک استحقاق کو بغیر باری کے لیا جائے کیونکہ سپیکر صاحب نے اپنے چیمبر میں وعدہ فرمایا تھا کہ جیسے ہی کوئی اجلاس شروع ہوا تو میری تحریک استحقاق کو بغیر باری کے لے لیا جائے گا۔ تحریک استحقاق نمبر 27 ہے' مہربانی ہو گی۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی چودھری صاحب!

چودھری اصغر علی گجر، جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج ہی کے اخبار میں ایک اشتہار چھپا ہے یہ اشتہار کی شکل ہے اور یہ سب ممبران دیکھ سکتے ہیں اس میں طبلے اور سارنگیوں کا فوٹو ہے اور

اس کے ساتھ جو تحریر ہے وہ یہ ہے "سروسز میوزک فسٹیول" موسیقی کی پانچ سحر انگیز شامیں۔"

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب! آپ یہ لکھ کے پیش کر دیں۔ اگر کوئی تحریک بنتی ہے تو لکھ کر پیش کریں۔ چودھری صاحب! آپ تشریف رکھیں میں آپ کو اجازت نہیں دیتا یہ بات طے ہے کہ اگر آپ کوئی بات پیش کرنا چاہتے ہیں تو لکھ کر اسے move کریں۔

چودھری اصغر علی گجر، [*****]

(اپوزیشن کی طرف سے نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب کے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے جائیں۔

چودھری صاحب اگر آپ کرنا چاہتے ہیں تو لکھ کر پیش کریں۔ اور تحریک پیش کریں۔ چودھری صاحب! تشریف رکھیں یہ کوئی طریقہ نہیں ہے جو کچھ آپ لانا چاہتے ہیں وہ لکھ کر لائیں۔ اور چودھری صاحب کے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کیے جائیں۔ جی شاہ صاحب۔

سید ذاکر حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب ڈپٹی سپیکر! آپ نے پرسوں مجھے تحریک استحقاق پڑھنے کی اجازت دی تھی اور میں اس تحریک استحقاق کا ایک تہائی پڑھ چکا تھا۔ آج اصولاً وہ تحریک استحقاق نمبر 19 جو میں آپ کے سامنے پڑھ رہا تھا اور اس وقت کورم کا نکتہ اٹھایا گیا تھا وہ میں نے آپ کے سامنے پڑھنی ہے۔ آج آپ نے میاں محمود الرشید صاحب کو تحریک استحقاق پڑھنے کی اجازت دے دی ہے۔ یہ تحریک استحقاق میں پڑھ رہا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کس کو میں نے اجازت دی ہے؟

سید ذاکر حسین شاہ، تحریک استحقاق جو میں نے پرسوں پڑھنی شروع کی تھی آج وہ میں مکمل کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کا نمبر کیا ہے؟

سید ذاکر حسین شاہ، اس کا نمبر 19 ہے اس کی تین لائنیں میں پڑھ چکا تھا اور کورم کا نکتہ اٹھایا گیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، عبدالقادر شاہین صاحب آپ کیا فرما رہے تھے؟

---

*** (بحکم جناب ڈپٹی سپیکر مندرجہ بالا الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے گئے)

جناب عبدالقادر شاہین، جناب سپیکر! میری ایک تحریک استحقاق [illegible]
فرمایا تھا کہ اسے باری کے بغیر لیا جائے گا۔ میں استدعا کر رہا تھا کہ مجھے یہ تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت دی جائے جو کہ فوری طور پر اس اہم مسئلہ کو اس معزز ایوان میں زیر بحث لانا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار نصراللہ صاحب! شاہین صاحب فرما رہے ہیں کہ سپیکر صاحب سے ان کی بات ہوئی ہے انھوں نے یہ فرمایا تھا ان کی تحریک استحقاق نمبر 27 کو آئندہ جب تحاریک استحقاق شروع ہوں گی بغیر باری کے لے لی جائے۔

وزیر قانون، جناب والا! میں نے سپیکر صاحب کی خدمت میں بھی یہ گزارش کی ہے اور آپ کی خدمت میں بھی گزارش کرتا ہوں کوئی تحریک جو بغیر باری کے لی جاتی ہے اس کے بارے میں مجھے کوئی پتا ہی نہیں ہوتا۔ جو آئی ہوتی ہیں جو آگے دو چار تحاریک ہوتی ہیں ان کے بارے میں مجھے میٹریل ملتا ہے اور ان کے بارے میں میں تیاری کرکے آتا ہوں۔ در اصل ایک دفعہ سلسلہ شروع ہوا جب جناب سلمان تاثیر صاحب نے ذاتی طور پر کہہ کر کہ میری تحریک استحقاق کو باری کے بغیر لے لیا جائے۔ میں نے سپیکر صاحب کو ذاتی طور پر گزارش کی ہے آپ مہربانی کرکے تحریک استحقاق کو باری کے بغیر لینے کی اجازت نہ دیں اس سے میں ہاؤس میں انصاف نہیں کر سکتا کیوں کہ مجھے پتا نہیں ہوتا کہ اس میں کیا ہے۔ جو تحریک استحقاق آئی ہوتی ہیں ان کے متعلق محکمہ قانون اور متعلقہ محکمہ بھی مجھے جواب دیتا ہے اور میں تیار بھی ہو جاتا ہوں۔ سپیکر صاحب سے ان کی کوئی اس قسم کی بات ہوئی ہے اس بارے میں مجھے کوئی علم نہیں۔ جب سپیکر صاحب تشریف لے آئیں گے ان کے ساتھ بات کرکے کہ اگر انھوں نے ان کے ساتھ وعدہ کیا ہے پھر مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ مجھے اس بارے میں سپیکر صاحب نے کوئی حکم نہیں دیا۔ ابھی جناب وصی ظفر نے بھی یہ کہا ہے یہ مجھے بتا دیں privilege motion آدھا گھنٹہ چلا کر ہم لاء اینڈ آرڈر پر بحث کریں۔ اگر ان کی کوئی ایسی بات ہے تو یہ مجھے باہر مل کر بتا دیں میں اس بارے میں پتا کر لیتا ہوں۔ جب سپیکر صاحب تشریف لے آتے ہیں اس بارے میں کوئی حل نکال لیں گے۔ اس کو باری کے بغیر لینے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ کیوں کہ مجھے اس کے متعلق کچھ پتا ہی نہیں۔

جناب عبدالقادر شاہین، جناب والا! اس سے مجھے ہی نہیں میرے خاندان کی قیمتی جانوں کو بھی خطرہ لاحق ہے۔ میں نے یہ تحریک استحقاق سپیکر صاحب سے بڑی تفصیل سے discuss کی تھی کہ اس

تحریک استحقاق سے اس ہاؤس کا اور آپ کی فوری دخل اندازی کا تقاضا اس لیے بھی ہے کہ میرے گھر پر جاکر کلاشنکوفوں والوں نے حملہ کیا۔ انھوں نے کہا ہم پولیس سے متعلقہ ہیں۔ لہذا میں نے اس وقت بھی عرض کی تھی میں تو اس ہاؤس میں بیٹھا ہوں۔ میرے سارے گھر والوں اور خاندان کو جانوں کا بڑا خطرہ لاحق ہے۔ اس لیے یہ تحریک استحقاق فوری دخل اندازی کا تقاضا کرتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہین صاحب سید ذاکر حسین شاہ صاحب کی تحریک استحقاق کے بعد اس پر بات کر لیتے ہیں۔ اس کو لے لیتے ہیں۔

جناب عبدالقادر شاہین، بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سید ذاکر حسین شاہ صاحب۔

## پیپلز پروگرام شیخوپورہ کے دفتر پر ایم۔ایس۔ایف کے طلبہ کا حملہ

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ یکم جنوری 1990ء کو نئے سال کے موقع پر ضلع کچہری شیخوپورہ کے قریب پیپلز پروگرام کے ضلعی دفتر پر ایم ایس ایف سے تعلق رکھنے والے طلبہ اور مسلح غنڈوں نے حملہ کرکے دفتر کا سامان توڑ پھوڑ دیا اور فرنیچر کو آگ لگا دی۔ اس دوران دفتر کا ریکارڈ اور ضروری سامان جل کر تباہ ہوگیا۔ حملہ آوروں نے بجلی کی وائرنگ بھی توڑ پھوڑ دی اور ہزاروں روپے نقدی بھی اٹھا لے گئے۔ موقع پر موجود دفتر کے عملہ نے بھاگ کر جان بچائی۔ واضح رہے کہ یہ دفتر ڈپٹی کمشنر آفس اور ڈسٹرکٹ جیل سے چند سو گز دور واقع ہے اور جیل کے باہر ہر وقت پنجاب کانسٹیبلری بھی موجود رہتی ہے۔ اس واقعہ کی ذمہ داری حکومت پنجاب پر عائد ہوتی ہے۔ کیوں کہ ایم ایس ایف کے طلبہ اور ان کے ساتھیوں نے یہ کارروائی حکومت پنجاب کی شہ پر کی ہے اور اس سلسلے میں ملزمان کو حکومت پنجاب کی مکمل اشیر باد حاصل تھی۔ مقامی انتظامیہ نے حکومت پنجاب کے حکم کے تحت ہی ملزمان کے خلاف کوئی قانونی کارروائی نہیں کی۔ حکومت پنجاب کا یہ اقدام وفاقی حکومت کے معاملات میں مداخلت ہے آئین کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔ قانون کی حکمرانی کے تصور کی نفی ہے اور پنجاب کے عوام کے ساتھ دشمنی ہے۔ اور وفاق کے خلاف کھلی باغیانہ حرکت ہے۔ حکومت پنجاب کے اس باغیانہ، غیر آئینی، غیر قانونی

اور عوام دشمن اقدام سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا اس حریف و استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر! ایک عرصہ سے پیپلز پروگرام کا تنازعہ مرکزی حکومت اور پنجاب حکومت کے درمیان چلا آ رہا ہے۔ ہم سب اس ملک کے آئین کے پابند ہیں۔ نہ مرکزی حکومت نہ پنجاب حکومت آئین کی خلاف ورزی کر سکتی ہیں اور نہ قانون کو پامال کر سکتی ہیں۔

جناب والا! اگر صوبائی حکومت کو پیپلز پروگرام کے غیر آئینی ہونے یا غیر قانونی ہونے کے بارے میں کوئی شک تھا یا ان کی رائے میں یہ پروگرام غیر قانونی تھا تو وہ عدالت عالیہ سے رجوع کر سکتے تھے۔ سپریم کورٹ میں جا سکتے تھے۔ عدالتوں کا دروازہ کھٹکھٹا سکتے تھے کہ یہ صوبائی معاملات میں مداخلت ہے' یہ صوبائی خود مختاری کی نفی ہے۔ لیکن وفاقی حکومت کے اس فلاحی پروگرام کو پولیس کے ذریعے' اپنے حامی طلبا تنظیم کے ذریعے' اپنے لوگوں کے ذریعے' مقامی انتظامیہ کے ذریعے حکومت پنجاب روک رہی ہے یہ بیان اس ملک کے قومی پریس میں شہ سرخیوں کے ساتھ شائع ہوا ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے کہا کہ ہم اس پروگرام کو نہیں چلنے دیں گے اور انھوں نے زبانی مقامی انتظامیہ کو حکم دے رکھا ہے کہ جہاں کہیں بھی یہ پروگرام ہو اس کو طاقت سے روکا جائے۔ یقین جانیں میں اس معزز ایوان میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ گوجر خان میں ایک سکول بنایا گیا جس میں مسجد بھی تھی اور پولیس نے سکول کے کمرے کے ساتھ مسجد بھی گرا دی۔ میں اسلامی جمہوری اتحاد کی حکومت کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ جناب چودھری اصغر علی گجر صاحب نے کہا ہے کہ یہ ناچ گانے کے کام کیے جا رہے ہیں۔

راجہ جاوید اخلاص، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میری گزارش ہے کہ سید ذاکر حسین شاہ صاحب جو گوجر خان کی بات کر رہے ہیں میں وہاں کا نمائندہ ہوں۔ وہاں کوئی مسجد وغیرہ نہیں گرائی گئی بلکہ یہ سراسر غلط ہے۔ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ اسلامی جمہوری اتحاد کی حکومت کسی مسجد کو گرائے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! حیات روڈ گوجر خان شہر یہ چودھری محمد ریاض کا حلقہ ہے وہاں پر مسجد والا سکول گرایا گیا ہے۔ جناب جاوید اخلاص کا دوسرا حلقہ ہے۔ یہ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔

راجہ جاوید اخلاص، جناب سپیکر اسی بات پر فیصلہ ہو جائے کہ اگر وہاں تعمیر شدہ کمرہ گرایا گیا ہے تو میں مستعفی ہو جاؤں گا۔ اگر غلط ہے تو پھر سید ذاکر حسین شاہ صاحب مستعفی ہو جائیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! آپ ہاؤس کی ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کر دیں۔

وزیر امداد باہمی (رانا پھول محمد خان)، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں نہایت ادب سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ مختصر بیان دینے کی اجازت وہاں دے سکتے ہیں جہاں تحریک استحقاق ضابطے کے مطابق ہو یہ تحریک استحقاق اس وقت پیش ہو سکتی ہے جب اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہو' یا کسی فاضل رکن کا استحقاق مجروح ہوا ہو۔ شاہ صاحب کو چاہیے تھا کہ اس کو تحریک التوائے کار کے طور پر پیش کرتے۔ یہ تحریک استحقاق بنتی ہی نہیں۔ short statement کی اجازت آپ اس وقت دے سکتے ہیں جب آپ کی نظر میں جو کہ واقعی استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا یہ تحریک استحقاق بنتی ہی نہیں۔ اس پر وقت ضائع کرنے سے کیا فائدہ؟ اسے آپ rule out کریں۔ اس پر اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اور اسمبلی میں جھوٹ بولنا اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح کرنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

زادہ غضنفر علی گل، استحقاقات کے بارے میں قاعدہ 56 ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انھیں بات کرنے دیں۔ اس پر کوئی بحث تو ہو گی نہیں۔

زادہ غضنفر علی گل، انھوں نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھا کر قواعد کے بارے میں بات کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے تو شاہ صاحب کو اجازت دی ہے کہ وہ بولیں۔

زادہ غضنفر علی گل، تو آپ کہیں ناں کہ رانا صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر آؤٹ آف آرڈر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگر آپ میری بات سنتے تو آپ کو یہ کہنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ ایسی باتوں سے ہی آپ ایوان کا وقت ضائع کرتے ہیں۔ شاہ صاحب کو بات کر لینے دیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب ڈپٹی سپیکر! میں یہ کہہ رہا تھا کہ یہ غیر اسلامی حرکت ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے کہ "علم حاصل کرو' خواہ تمھیں چین جانا پڑے۔" اور ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے کہ وہ تعلیم حاصل کرے۔ ہم تو اسلام کے حکم کے مطابق سکول بنوا رہے ہیں تاکہ ہمارے بچے اور بچیاں تعلیم حاصل کر سکیں۔ لیکن اسلامی جمہوری اتحاد کی حکومت غیر اسلامی حرکات کر رہی ہے۔ ابھی اصغر گجر صاحب نے ناچ گانے کے بارے میں کہا۔ اس دن میں نے بھی کہا تھا کہ ناچ گانے پر پابندی ہونی چاہیے یہ کیسی اسلامی جمہوری اتحاد کی حکومت ہے کہ جس کو اسلام کے کسی حکم

اور اسلام کی کسی تعلیم کی کوئی پروا نہیں۔ یہاں [illegible] بہاراں [illegible]
فلسطین میں مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی جا رہی ہے۔ کراچی میں مسلمانوں کا خون بہہ رہا ہے۔ افغانستان میں مسلمان کا خون بہہ رہا ہے۔ کشمیر میں مسلمانوں پر ہندو گولیاں چلا رہے ہیں اور یہ جشن بہاراں منا رہے ہیں۔ یہ اسلامی حکومت ہے؟

(شیم شیم کی آوازیں)

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اپنی بات کو confine کریں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! میں پیپلز پروگرام کے بارے میں کہہ رہا تھا۔ آئین کا آرٹیکل 37 میں آپ کے سامنے پڑھتا ہوں۔

"مملکت پس ماندہ طبقات کے تعلیمی اور معاشی مفادات کو خصوصی توجہ کے ساتھ فروغ دے گی۔

تو یہ مملکت کا فرض ہے کہ وہ پس ماندہ طبقات یا علاقوں کے تعلیمی اور معاشی مفادات کو فروغ دے۔ اگر پاکستان پیپلز پارٹی کی وفاقی حکومت محترمہ بے نظیر بھٹو وزیر اعظم پاکستان کی قیادت میں آرٹیکل 37 کو عملی جامہ پہنانا چاہتی ہے اور آئین کے آرٹیکل 38 کے تحت عوام کی معاشی اور معاشرتی فلاح و بہبود کو فروغ دینا چاہتی ہے تو حکومت پنجاب اس کو طاقت سے کیوں روکنا چاہتی ہے؟ اور یہ صریحاً آئین کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ آپ آئین کا آرٹیکل 149 پڑھیں۔ یہاں واضح طور پر حدود کا تعین کر دیا گیا ہے کہ وفاقی حکومت کے کیا اختیارات ہیں کیا حکومت پنجاب وفاقی حکومت کے کسی اقدام یا حکم کو روک سکتی ہے؟ جناب والا! میں آپ کے سامنے آئین کا آرٹیکل 149 پڑھتا ہوں۔

آرٹیکل 149 : ہر صوبے کا عاملانہ اختیار اس طرح استعمال کیا جائے گا کہ وہ وفاق کے عاملانہ اختیار میں حائل نہ ہو' یا اسے نقصان نہ پہنچائے اور وفاق کا عاملانہ اختیار کسی صوبے کو ایسی ہدایات دینے پر وسعت پذیر ہوگا جو اس مقصد کے لیے وفاقی حکومت کو ضروری معلوم ہو۔

جناب والا! آئین کے آرٹیکل 149' 37 اور 38 کے تحت پیپلز پروگرام آئین کے عین مطابق ہے اور ہم اس ملک کی پس ماندگی کو دور کرنا چاہتے ہیں۔ ایک طرف تو آئی جے آئی والے پیپلز پارٹی کے ارکان صوبائی اسمبلی کو ایک پیسہ فنڈ نہیں دیتے اور دوسری طرف مطالبہ کرتے ہیں کہ انھیں پیپلز

[illegible] ہے۔ پھر ان یہ وزیر اعظم پاکستان کی وسیع اخلاقی ہے کہ انھوں نے آج کہا ہے کہ آئی جے آئی والے ارکان اسمبلی منصوبے بنائیں، ہم پیپلز پروگرام سے انھیں بھی فنڈز دینے کے لیے تیار ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! اس کے بعد ان کے پاس آئینی، قانونی اور اخلاقی کوئی جواز نہیں کہ وہ اس پروگرام کو پولیس اور انتظامیہ کے ذریعے روکیں۔ جناب والا، میری اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب محمد لطیف منگل، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! شاہ صاحب نے جتنی تقریر کی ہے مجھے بتایا جائے کہ اس میں ان کی تحریک استحقاق کیا ہے؟ شاہ صاحب نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے، وہ غلط ہے اور تحریک استحقاق نہیں بنتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ فیصلہ کرنا تو چیئر کا کام ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں نے پہلے بھی پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا۔ تحاریک استحقاق والے تمام رولز پڑھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ جو کچھ فرماتے ہیں، وہ ٹھیک ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، آپ لاءمنسٹر صاحب سے کہیں کہ وہ جواب دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ میں کسی سے بھی رائے لے سکتا ہوں۔

چودھری محمد وصی ظفر، ان کا پوائنٹ آف آرڈر pending پڑا ہے اس کا فیصلہ کوئی نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کا فیصلہ بھی ہو جائے گا۔ آپ تشریف رکھیں۔ جناب لاءمنسٹر۔

جناب فضل حسین راہی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں نے ایک چیز نوٹ کی ہے کہ حزب اقتدار کے مائیک ہمیشہ کھلے رہتے ہیں اور ہمارے مائیک ہمیشہ بند رہتے ہیں۔ اور جب تک آپ کی طرف سے ہمیں اجازت نہیں مل جاتی، اس وقت تک ہمارے مائیک نہیں کھلتے۔ لیکن وہ کھڑے ہوتے ہیں، لطیف منگل صاحب کھڑے ہوئے تو ان کی آواز فوری طور پر، جیسے ہی وہ کھڑے ہوئے، پوری اسمبلی نے سنی منسٹر صاحب، یا ہر آدمی جیسے ہی کھڑا ہوتا ہے، آپ کی اجازت کے بغیر بھی کھڑا ہو تو اس کے مائیک

میں اس کی آواز آتی ہے۔ ہماری آواز مائیک میں اس وقت نہیں آتی۔ یکساں سلوک کیا جائے اور میری درخواست ہے کہ اس کو ذرا نوٹ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بالکل ٹھیک ہے جی۔ لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب والا! مینیلز ورکس پروگرام کے سلسلے میں کئی بار تحاریک استحقاق آئی ہیں اور کئی بار تحاریک التوائے کار آئی ہیں۔ پنجاب حکومت کا موقف شروع سے یہ رہا ہے اور اس پروگرام کی افادیت پر کسی کو اعتراض نہیں۔ بات implementation کی ہے۔ پنجاب گورنمنٹ کے ڈویلپمنٹ فنڈ کو کاٹ کر مرکزی حکومت نے اپنے غیر منتخب لوگوں کو غیر آئینی طور پر، غیر قانونی طور پر ایسے فنڈز دیئے ہیں۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ یہ گورنمنٹ فنڈز کی misappropriation ہو رہی ہے۔ میں نے اسی ایوان میں کئی دفعہ یہ گزارش کی ہے کہ جس طریقے سے یہ فرنٹیر اور سندھ میں مینیلز ورکس پروگرام کو چلا رہے ہیں اور execution صوبائی حکومتیں کر رہی ہیں، اسی طریقے سے یہ پنجاب میں چلائیں تو اس پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں۔ جناب والا! بات یہ ہے کہ جب یہ ہمارے فنڈز اور پنجاب حکومت کا جو genuine حق بنتا ہے، اس کو کاٹ کر اس طریقے سے جو کچھ بھی یہ کرتے ہیں صرف سیاسی طور پر پنجاب گورنمنٹ کو بد نام کرنے کے لیے ایسی باتیں کرتے ہیں کہ ہم یہاں یہ بنانا چاہتے ہیں، ہم یہاں وہ بنانا چاہتے ہیں۔ ان چیزوں کی عملی طور پر مشکلات ہیں۔ جناب والا! آپ اپنے علاقے میں کوئی سکول بنوانا چاہتے ہیں تو پنجاب گورنمنٹ آپ کو فنڈ بھی دے دیتی ہے۔ جب تک ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے نام زمین منتقل نہیں ہو جائے گی اس وقت تک وہاں پر سکول بن ہی نہیں سکتا۔ آپ کوئی رورل ہیلتھ سنٹر بنوانا چاہتے ہیں۔ وہاں جب تک زمین ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو ٹرانسفر نہ ہو، وہ سنٹر وہاں پر بن ہی نہیں سکتا۔ جناب والا! پھر ان ہیلتھ سنٹرز کو، ان سکولوں کو چلائے گا کون؟ وہ کس کی ذمہ داری ہو گی؟

سردار سکندر حیات خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں بالکل بات نہ کرتا، جب لاء منسٹر صاحب بات کر رہے تھے اور جواب دے رہے تھے۔ صرف اس لیے کہ پچھلی دفعہ بھی لاء منسٹر صاحب نے یہ بات کی کہ مینیلز ورکس پر وہاں کام کیا جاتا ہے جہاں زمین محکمے کے نام کی جائے۔ میں نے انہیں پچھلی دفعہ بھی بتایا تھا کہ ہم نے سکول کے نام، ڈسپنسری کے نام، سڑکوں کے نام، پنجاب گورنمنٹ کے اس محکمے کے نام زمین کر دی ہے اور پھر بھی یہ کچھ نہیں کر رہے۔ ہم تو کہتے ہیں کہ جہاں لڑکیوں کے سکول کی چار دیواری نہیں ہم چار دیواری کر دیتے ہیں۔

جناب محمد لطیف مغل، یہ کیا طریقہ ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر پہ پوائنٹ آف آرڈر ہو۔

سردار سکندر حیات خان، جناب والا! یہ کس طریقے سے بات کر رہے ہیں مغل صاحب کو آپ نے کیا اجازت دی ہے اور یہ کیا کر رہے ہیں؟۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ وہ بات کر رہے ہیں آپ کیا کر رہے ہیں؟ اگر آپ غلط بات کریں گے تو آپ کا کیا خیال ہے میں اسے کہوں گا کہ ٹھیک ہے۔ آپ procedure کے مطابق آئیں یہ بات ٹھیک نہیں۔

جناب محمد لطیف مغل، وہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو کر تقریر کر رہے ہیں آپ ان کو تو بند نہیں کرتے۔ یہ کس قانون کے تحت ایسا کر رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ (شور)

سردار سکندر حیات خان، جناب والا! میری صرف اتنی گزارش ہے کہ وزیر قانون ضرور بات کریں اپنا جو پوائنٹ آئے وہ ضرور بتائیں لیکن ایوان کے سامنے غلط بات نہ کریں۔ میں اس کا ثبوت دے سکتا ہوں اور یہ وعدہ کریں کہ جہاں جہاں ہم نے سکول کے لیے ڈسپنسری کے لیے، سڑک کے لیے زمین دی ہے یہ وہاں تمام چیزیں بننے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی سردار صاحب!

وزیر قانون، جناب والا! میں یہی عرض کر رہا تھا اور اب میں جناب والا اس کی ٹیکنیکل سائیڈ پر آتا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق قطعی طور پر نہیں بنتی یہ زیادہ سے زیادہ تحریک التوائے کار کے لیے میٹریل فراہم کر سکتی تھی۔ اگر یہ تحریک التوائے کار بنتی بھی ہو تو وہ بھی آپ نے جنرل بحث کے لیے ہمیں اجازت دی ہے۔ اس میں باقاعدہ پیپلز ورکس کا ایک آئٹم رکھا گیا ہے کہ پیپلز ورکس پر بھی جنرل بحث ہوگی۔ اور یہ 67-E کے تحت جنرل بحث میں آ سکتا ہے۔ اور اس پر تحریک التوائے کار بھی نہیں آ سکتی تھی۔ اور انھوں نے تحریک التوائے کار نہیں دی ہے۔ اور جہاں تک اس تحریک استحقاق کا تعلق ہے تو وہ تحریک استحقاق نہیں بنتی اور جناب والا اس کو آؤٹ آف آرڈر قرار دے دیا جائے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! میں قاعدہ نمبر 79(3) کے تحت جوابی تقریر کا حق رکھتا ہوں۔ قاعدہ یہ ہے کہ۔

کوئی رکن جس نے تحریک میں کی ہو جوابی تقریر کرے

کیونکہ وزیر قانون نے انتہائی غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ اور آج انھوں نے میری تحریک استحقاق جو پیپلز ورکس پروگرام کے بارے میں اپنے جواب میں جو کچھ کہا ہے۔ میں اس کے خلاف تحریک استحقاق پیش کروں گا کیونکہ ہر بار وزیر قانون بجائے اس کے کہ حقائق کی چھان بین کریں جناب والا! اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سامنے جانے دیں ممبران اس کی چھان بین کریں گے کہ کیا یہ پروگرام آئین کے خلاف ہے یا نہیں ادھر تو یہ بات کہ وزیر قانون کو اس پروگرام کے نام کا ہی پتا نہیں اس کا نام پیپلز پروگرام ہے۔ اور وہ بار بار اس کو پیپلز ورکس کہہ رہے ہیں۔ پیپلز ورکس کا کوئی ذکر نہیں وہ پچھلے دور میں تھا وزیر قانون صاحب یہ تو معلوم کریں کہ اس پروگرام کا نام پیپلز پروگرام ہے پیپلز ورکس پروگرام نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی موہل صاحب!

میاں منظور احمد موہل، جناب سپیکر!

سید ذاکر حسین شاہ، ۔جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں میرے پہلے پوائنٹ آف آرڈر کا فیصلہ ہونے دیں۔ پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! وہ پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں ہیں ان کی تحریک استحقاق تھی میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ 56 جس کا حوالہ شاہ صاحب۔---

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں کھڑے بلکہ آپ اپنی تحریک کے سلسلے میں کھڑے ہیں۔ اور جوابی تقریر کرنا چاہتے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! جب محرک تحریک استحقاق پیش کر دے تو اس کی admissibility سے پہلے آپ وزیر قانون کو دعوت دیتے ہیں۔ وہ short statement دے چکا ہوتا ہے۔ اس کے بعد محرک کو کوئی قطعاً جوابی تقریر کا حق حاصل نہیں اس کے بعد آپ نے فیصلہ دینا ہوتا ہے کہ ان آرڈر ہے یا آؤٹ آف آرڈر ہے۔ اگر ان آرڈر کرتے ہیں تو پھر یہ فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جاتا ہے یہ 56 سے 57 اور 58 ہے اس میں قطعاً نہیں کہ ۔ وہ میں پڑھتا ہوں۔

56. The Speaker shall after the disposal of question and before the List of Business is entered upon, call upon the member who gave notice and there upon the member shall raise the question of privilege and may make a short statement relevant thereto:

Provided that where a member is allowed to raise a question of privilege during the course of sitting under the .....

and

57. A question of privilege shall has precedence over adjournment motions.

now

58. If the Speaker holds the motion to be in order the Assembly may consider and decide a question of privilege.....

اگر آپ in order hold کر دیں گے تو پھر کیا ہوگا۔ اب ان کے بعد انھوں نے جواب دے دیا اب آپ نے فیصلہ کرنا ہے۔ کہ اس کو میں نے in order کرنا ہے یا نہیں۔ اگر in order کریں گے تو بھی یہ ہوگا کہ یہ کدھر جاتی ہے اس کا یہاں فیصلہ ہونا ہے یا کمیٹی کے پاس جانا ہے۔ جناب والا! کسی جگہ پر قطعاً یہ نہیں ہے کہ وہ جوابی بیان دیں گے۔ میرا یہ ہی اعتراض ہے۔ یہ آپ نے فیصلہ کرنا ہے۔ (شور)

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

میاں منظور احمد موہل، یہ ان کا تھا اور میں نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ وزیر قانون کے بعد وہ جوابی تقریر نہیں کر سکتے کیونکہ انھوں نے short statement دے دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف ارڈر نہیں ہو سکتا۔ آپ پہلے میرے پوائنٹ آف آرڈر کا فیصلہ کریں اس کے بعد کوئی اور بات ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر ہوتا ہی نہیں ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! آپ 179(3) دیکھیں۔

A member who has made a motion may speak by way of reply.....

جس نے motion move کیا ہے وہ جوابی طور پر بول سکتا ہے۔ بعد درست ہے کہ جناب کی اجازت ہر بات میں چاہیے اور اس میں بھی لکھا ہے کہ جناب کی اجازت چاہیے اور جناب کی اجازت کے بغیر تو وزیر قانون بھی نہیں بول سکتے اور پورے ہاؤس میں سپیکر صاحب کی اجازت کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس میں حرج ہی کیا ہے؟

A member who has made a motion may speak by way of reply.

اس نے جواب دینا ہے جواب کے طور پر دینا ہے۔ موشن اس نے اس وقت پیش کرنی ہے جب انھوں نے بولا پہلی سٹیج پر انھوں نے موشن move کی لاءمنسٹر صاحب نے جواب دیا اب وہ بھی اس کا جواب دیں اور اس کے آگے پھر procedure ہے۔

.....and if the motion has been made by a private member, the Minister or Parliamentary Secretary concerned may speak after the mover has replied.

اس کے بعد آپ پھر دوبارہ لاءمنسٹر کو کہہ سکتے ہیں۔ اس کا بھی جواب دیں گے اس میں کیا حرج ہے؟

میاں منظور احمد موہل، میرے پوائنٹ آف آرڈر کا فیصلہ کریں۔ تحریک استحقاق کا مخصوص chapter ہے۔ یہ آگے جا کر ہے جہاں پر motion regulations آتے ہیں۔ یہ ان کے بارے میں کہہ رہے ہیں۔ تحاریک استحقاقات کا ایک متعین کر دہ chapter ہے۔ ہم اس سے باہر نہیں جا سکتے۔ میں آپ کو یہی بتانا چاہتا ہوں کہ 179 یہاں پر apply نہیں ہو سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

رانا پھول محمد خان، اگر کھوتی کسی کے کھیت میں داخل ہو کر کسی کے چارے کو چر لے تو وہ

تحریک استحقاق بن جائے گی۔ یہاں وزیر قانون موجود ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! ابھی انھوں نے کہا ہے۔ motion سے مراد resolution یہ قواعد و ضوابط کا صفحہ 2 ہے اس کی تعریف لکھی ہوئی ہے جو میں آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں۔

> "Motion" means the proposal made by the member relating to any matter which may be discussed by the Assembly any matter.

یہ motion کی تعریف ہے۔ انھوں نے موشن کی تعریف اپنی کرلی ہے۔ موشن میں تحریک استحقاق تحریک التوائے کار ہر طرح کی موشن ہو اور موشن کی بہت ہی comprehensive term ہے اس لیے اس کی قواعد و ضوابط میں وضاحت کر دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب! آپ کیا کر رہے ہیں ادھر سے شاہ صاحب بول رہے ہیں آپ کھڑے ہو جاتے ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر، شاہ صاحب جب کھڑے ہوتے ہیں تو مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ موبل صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر پر ان سب کو موشن لگ گئے۔

رانا پھول محمد خان، جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ اس پر بہت بحث ہو چکی ہے یہ پیش کر سکتے ہیں لیکن یہ سپیکر صاحب کی صوابدید پر ہے کہ وہ فیصلہ دیں کہ یہ تحریک استحقاق بنتی ہے یا نہیں بنتی۔ آپ نے یہ فیصلہ کرنا ہے۔ اس پر کافی بحث ہو چکی ہے اب اس کو ختم کیا جائے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! میاں منظور احمد موبل صاحب نے پہلے بھی جتنے قواعد کا حوالہ دیا ہے وہ غلط دیا ہے۔ ان کا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہاں قاعدہ نمبر 179(3) لاگو ہوتا ہے۔ اور privilege motion includes in the definition of the motion. یہ میں نے آپ کے سامنے پڑھ کر سنائی ہے اس لیے رول 179 دفعہ 3 کے تحت میں جوابی تقریر کرنے کا حق رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب! میری ایک گزارش ہے کہ اگر آپ اس کی technicality پر بات کرنا چاہتے ہیں تو کیجئے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جی وہ کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ بات نہیں کہ اب لاء منسٹر صاحب نے [illegible]
تو آپ اس پر ڈیبیٹ کریں۔ اس کی technicality پر اگر آپ کے پاس کوئی بات ہے تو فرمائیں۔

سید ذاکر حسین شاہ ، جی اسی پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ارشاد۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی چیمہ صاحب! شاہ صاحب! ایک منٹ تشریف رکھیں۔ چیمہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔ ان کے بعد آپ اپنی بات کرلیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! تحریک استحقاق پیش کی گئی۔ اس پر short statement کے لیے جناب نے ارشاد فرمایا۔ short statement دی گئی۔ اس کے بعد لاءمنسٹر صاحب نے جواب دیا۔ جواب در جواب کا سلسلہ دعویٰ جات میں ہوتا ہے۔ کبھی ہاؤس میں اس قسم کا نہ کوئی precedent ہے نہ رولز ایسے اجازت دیتے ہیں۔ particular ہر معاملے کے chapter موجود ہیں۔ اور chapter سے دوسری چیزوں کو گھسیٹ کر لانا بعض اوقات تو جی چاہتا ہے کہ کوئی بات نہ کی جائے اور چپ رہنے میں ہی بہتری ہے۔ لیکن جب کسی بات کی دھجیاں اڑتی دیکھتے ہیں تو پھر یہ خیال آتا ہے کہ یہاں بیٹھے ہیں اور بطور ممبر آئے ہیں تو کیوں نہ کوئی رائے دی جائے۔ تو عالی جاہ اس میں میری آپ سے یہ گزارش ہوگی کہ جواب در جواب کا سلسلہ کبھی نہیں ہوتا اور نہ رولز اس کی اجازت دیتے ہیں اور نہ کسی کی مضحکہ خیز یا تضحیک والے الفاظ استعمال ہونے چاہییں۔ عالیجاہ اسے روکا جائے تاکہ آئندہ ایسا نہ ہو۔ اور ڈائریکٹ بات چیت بھی روکی جائے۔ یہ ممبران بڑے با عزت ہیں قابل احترام ہیں اور بڑی بڑی قابل ہستیاں ہیں اور کچھ حضرات تو ڈبل ٹرپل گریجویٹ ہیں اور محترم شاہ صاحب سمجھتے ہوئے بھی اور ارادتاً ایسی بات کرنا وقت کا ضیاع ہے اور اس پر صرف اور صرف دونوں باتیں سننے کے بعد جناب کا فیصلہ ہونا چاہیے کہ یہ قانونی ہے یا نہیں۔ اور اس پر جناب جو بہتر سمجھیں فیصلہ صادر فرمائیں۔ جواب در جواب کا سلسلہ بحث میں باقی باتوں کو لانے کے لیے اور وقت کے ضیا کو سختی سے روکا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی شکریہ چیمہ صاحب۔

راجہ صفدر حسین، جناب والا! میں فاضل دوست کی تصحیح کرنا چاہتا ہوں۔ کہ ابھی وہ ڈبل ٹرپل فرما

رہے تھے میں ان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ ٹریل ہوتا ہے ڈبل نہیں ہوتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب! آپ اس کی technicality پر صرف رول کا حوالہ دے دیں۔ اس کے علاوہ آپ تقریر نہیں کریں گے اگر آپ کے پاس اس سلسلے میں کوئی technically بات ہے تو وہ بتا دیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! میرا crux of the matter صلب موضوع یہ ہے کہ کسی قانون کے تحت پولیس کو تعلیمی سکولوں کے کمرے گرانے کی اجازت ہے۔ اس کا جواب وزیر قانون صاحب فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب! یہ بات نہیں آپ اپنی تحریک استحقاق کے سلسلے میں technically بات کریں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! میں کہتا ہوں کہ اس میں آئین کی خلاف ورزی ہوئی ہے اور میری نظر میں جب آئین کی خلاف ورزی ہوتی ہے جیسے ہم نے اس آئین کے تحت صوبائی اسمبلی کے ممبر ہونے کا حلف اٹھایا اور یہاں جو جناب سپیکر نے ہم سے حلف لیا وہ آئین کے دفاع کرنے کا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب! بات یہ ہے کہ آئین میں ہی آپ کے کچھ privileges mention کر دیئے گئے ہیں۔ ان privileges کے تحت اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کی breach of privilege ہوئی ہے اور اس پر آپ بات کرنا چاہتے ہیں کہ اس بنیاد پر چونکہ میری breach of privilege ہوئی ہے لہذا اسے آپ admit کریں۔ اس پر آپ بات کیجئے۔ اور آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ آپ کے privileges کیا ہیں؟

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! میں یہ کہتا ہوں کہ ہم نے پہلے دن اس آئین کے تحفظ اور دفاع کا حلف اٹھایا تھا۔ جب اس آئین کی خلاف ورزی ہوگی تو پھر رکن اسمبلی اور پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوگا۔ لہذا یہ جو حکومت پنجاب کا اقدام ہے یہ آئین کی خلاف ورزی ہے اور یہ استحقاق کا موضوع بنتا ہے اور اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب اس پر میں فیصلہ دیتا ہوں۔

**Ruling:-**

The matter does not relate to a privilege granted by the

Constitution, any law or rule made under any law. (Rule 55). The Privilege of the matter is confined to what has been said in the House, whatever may have been said or done outside the House does not form the basis of the Privilege Motion. The matter raised relates to the interpretation violation of the Constitution. Hence intervention of the house is not require. I rule it out.

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی وصی ظفر صاحب!

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ جناب نے ابھی ابھی ایک تحریک استحقاق کا فیصلہ فرمایا اور وہ ٹائپ شدہ جناب کے آگے پڑا ہے privilege motion کے طریقہ کار میں جناب نے اپنا independent mind apply کرنا ہے نہ کہ چیمبر میں سے لکھا لکھایا فیصلہ لانا ہے۔ اس میں جناب ایک privilege motion کا خالی کاغذ جناب کے پاس گیا۔ اس پر نہ short statement آئی اور نہ admissibility پر بات ہوئی۔ اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ اس پر پہلے short statement آنے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس پر short statement نہیں آئی؟

چودھری محمد وصی ظفر، نہیں جناب فیصلے سے قبل۔فیصلہ تو جناب نے چیمبر سے لکھنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر صاحب! اس پر short statement نہیں آئی؟

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! فیصلہ تو short statement سے پہلے لکھا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کی جو technicality ہے اس پر میں نے فیصلہ دے دیا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! اس کی admissibility پر بھی بولنے کا اختیار جناب کی اجازت سے محرک کو یا کسی اور ممبر کو ہے۔ اور وہ جو technicality جناب کو پہلے لکھ کر دے دی گئی وہ admissibility سننے سے بھی پہلے اور short statement سننے سے بھی پہلے دے دی گئی۔ جناب نے خالی تحریک استحقاق پڑھی۔ اس کی نہ short statement سنی اور نہ فاضل ممبر کی admissibility

پر بات کی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر صاحب! آپ کیا بات کر رہے ہیں؟ میں نے short statement نہیں سنی؟ آپ کمال کر رہے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں عرض کر رہا ہوں کہ فیصلہ اس سے پہلے لکھ لیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، فیصلہ میں نے بعد میں دیا ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے short statement نہیں سنی۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ پڑھا بعد میں ہے اور لکھا چیمبر میں پہلے ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر صاحب! آپ تشریف رکھیں آپ ایک معزز ممبر ہیں آپ مجھے سارے ہاؤس کے سامنے فرما رہے ہیں کہ میں نے short statement نہیں سنی۔ میں آدھا پونا گھنٹہ short statement ہی تو سنتا رہا اور آپ فرما رہے ہیں کہ میں نے short statement سنی نہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! آپ نے تو formality کے طور پر سنا۔ فیصلہ تو پہلے لکھ کر لے آئے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ تشریف رکھیں۔ تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہوا۔ اب ہم امن عامہ کے موضوع کو لیتے ہیں۔

## مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! ٹائم بڑھانے کے سلسلے میں میں ایک تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:-

> مسودہ قانون ( دوسری ترمیم ) تنخواہیں، بھتہ جات مراعات اراکین صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1990ء مسودہ قانون نمبر 6 بابت 1990ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ

30 مارچ 1990ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چیمہ صاحب! جو آپ پڑھ رہے ہیں یہ کارروائی میں تو نہیں ہے۔ یہ ایجنڈے میں تو رکھی ہی نہیں گئی۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! یہ ہے کہ مجلس قائمہ کی رپورٹ کسی تائم ایوان میں پیش کی جا سکتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اچھا۔ آپ رپورٹ پیش کر رہے ہیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جی ہاں۔ جناب والا! میں پھر عرض کروں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی آپ دوبارہ فرمائیے۔

(قطع کلامیاں)

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

مسودہ قانون (دوسری ترمیم) تنخواہیں، بھتہ جات و مراعات اراکین صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1990ء مسودہ قانون نمبر 6 بابت 1990ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 مارچ 1990ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے،

کہ مسودہ قانون (دوسری ترمیم) تنخواہیں، بھتہ جات و مراعات اراکین صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1990ء مسودہ قانون نمبر 6 بابت 1990ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 مارچ 1990ء تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

نوابزادہ غضنفر علی گل، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ منی بل ہے اور اس کے متعلقہ کمیٹی تو فنانس کمیٹی ہے لہذا اسے فنانس کمیٹی میں آنا چاہیے تھا اور اسے Law and Parliamentary Committee میں نہیں آنا چاہیے تھا۔ کیونکہ یہ منی بل ہے۔

جناب والا! میں آپ سے یہ رولنگ مانگ رہا ہوں کہ یہ منی بل ہے اور اسے فنانس کمیٹی کے پاس جانا چاہیے تھا۔ جناب والا! یہ فنانس کمیٹی کا معاملہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، گل صاحب چونکہ یہ مسئلہ ممبرز کے privileges کے بارے میں ہے میرے خیال میں اس میں محکمہ قانون کا تعلق ہوتا ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! یہ محکمہ قانون غلط کر رہا ہے۔ جناب والا! یہ جو منی بل ہے یہ کون سی کمیٹی کے پاس جائے گا؟ جناب آپ فرمائیں کہ فنانس کمیٹی کا کام کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، گل صاحب! بات وہیں پر ہے کہ جس محکمے سے اس کا تعلق ہوگا یہ اسی کے پاس جائے گا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! یہ غیر متعلقہ محکمے کو گئی ہے اور متعلقہ بل جو ہے privileges نے اسے کچھ دینا ہے جناب والا! کیا یہ منی بل ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، گل صاحب، میری بات سمجھنے کی کوشش کریں کہ privileges محکمہ قانون سے متعلق ہیں لہذا یہ ان کے پاس ہی جائیں گے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! privileges کی بات نہیں یہ تو منی بل ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ privileges کی تو بات ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! میں تو آپ سے یہ پوچھ رہا ہوں کہ آیا یہ منی بل ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، گل صاحب بات یہ ہے کہ without privileges of the members اب privileges کے سلسلے میں جو بھی بات ہوگی وہ محکمہ قانون سے متعلقہ ہوگی۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! آپ یہ فرمائیں کہ یہ منی بل ہے کہ نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، گل صاحب! آپ کمال کرتے ہیں میں تو آپ کو صاف بتا رہا ہوں کہ اگر یہ منی میٹر بھی ہے تو بھی یہ متعلقہ محکمہ کو جائے گا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! اگر یہ منی بل ہے تو یہ فنانس کمیٹی کو جائے گا وزیر قانون اس پر کچھ بولیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، گل صاحب! یہ محکمہ قانون میں جائے گا۔

---

نوابزادہ غضنفر علی گل، پھر جناب والا! فنانس کمیٹی کو ختم کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، گل صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی مہربانی۔

جناب جاوید محمود گھمن، جناب والا! میں کوئی دو تین دفعہ پہلے بھی اٹھا جب استحقاق کا مسئلہ چل رہا تھا لیکن آپ نے کوئی توجہ نہ دی۔ بہرحال استحقاق کا وقت ختم ہوتے ہی میں اٹھا تو جناب والا! میرا ایک نکتہ استحقاق ہے اور وہ رولز 53 کے ماتحت ہے۔ اس رول کے تحت کوئی بھی ممبر زبانی مسئلہ استحقاق اٹھا سکتا ہے۔ اب جناب کی مرضی۔ وہ مسئلہ یہ ہے کہ کل مورخہ 21 فروری 1990ء کو ہمارے محترم۔ ---

جناب ڈپٹی سپیکر، گھمن صاحب! یہ تو وقت بھی ختم ہو گیا ہے۔

جناب جاوید محمود گھمن، جناب والا! میں نے پہلے وقت پر یہ مسئلہ اٹھایا تھا اور میں دو تین مرتبہ کھڑا ہوا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی اس کے بارے میں تو میں نے پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ اس کا وقت ختم ہو گیا ہے اب آپ پھر اسے لے بیٹھے ہیں آپ کیا کرتے ہیں آپ تو ماشاء اللہ قانون کو بخوبی جانتے ہیں۔

جناب جاوید محمود گھمن، جناب والا! میں تین چار دفعہ اٹھا ہوں آپ سے اجازت چاہی۔ ---

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ وہ تو ایک بات چل رہی تھی اب دیکھیں یہی تو میں عرض کرتا ہوں کہ جو وقت ہوتا ہے اس وقت تو باتیں چلتی رہتی ہیں۔ اور کئی باتیں غیر متعلقہ ہوتی ہیں۔

جناب جاوید محمود گھمن، جناب والا! جو وقت مقرر ہوتا ہے اس وقت آپ اگر ہمیں بولنے کا موقع ہی نہ دیں تو پھر کیا کیا جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، قانون کے مطابق تو بات یہی ہے کہ جو میرے سامنے بزنس ہے میں نے تو اسی کے مطابق چلنا ہے۔ اب آپ اگر اسی بات پر سو جائیں۔ آپ سامنے بیٹھے ہیں اور آپ کو پتا ہے کہ ایک بات پر بلاوجہ کتنے دوست بولے۔

جناب جاوید محمود گھمن، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ آپ ہمیشہ دائیں اور بائیں جانب دیکھتے ہیں آپ کبھی دائیں طرف دیکھتے ہیں اور کبھی بائیں طرف دیکھتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی گھمن صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ اب امن عامہ پر تقریریں شروع کی جاتی ہیں۔

جناب فضل حسین راہی، جناب سپیکر! میں نے پرسوں بھی آپ سے عرض کیا تھا کہ آپ نے ہمیں یہاں ایک' ایک کارڈ دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، راہی صاحب! میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔ اس میں اس بار یہ ہوا ہے کہ کسی کو بھی کارڈز جاری نہیں کیے گئے یہ جو ہم تک ایک ایک چیز پہنچی ہے یہ ہمیں complimentary ticket خرید کر دیئے گئے ہیں۔ اس بار ان کا یہ فیصلہ ہے کہ کسی کو بھی کارڈز نہیں دیئے جائیں گے اور اس ایوان میں جتنے بھی معزز ممبران ہیں ان سب کو ایک ایک ٹکٹ خرید کر بھیجا گیا ہے اس لیے یہ پاسز نہیں۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! یہ ساری زندگی میں پہلی مرتبہ ایسے ہوا ہے یہ کیوں ایسے ہوا ہے؟ آپ ہمارا یہ خیال کرنا چاہتے ہیں کہ ہم نے وہ ضرور دیکھنا ہے ہم یہ ایک ایک ٹکٹ آپ کو واپس کر دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ وہ تو دیکھیے آپ کی مرضی ہے۔ مگر تمام معزز ممبران میں کوئی تفریق نہیں رکھی گئی۔

جناب فضل حسین راہی، پھر جناب والا! مطلب یہ ہے کہ کھیل تماشوں کے ذریعے آپ لوگوں سے پیسے اکٹھے کر رہے ہیں۔ اور اڑھائی' اڑھائی سو روپے آپ ایک ٹکٹ کے لے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، راہی صاحب یہ کوئی بات نہیں۔ راہی صاحب! آپ کیا کرتے ہیں؟

جناب فضل حسین راہی، آپ کے پاس اگر کوئی پیسے کم ہوگئے ہیں تو حکومت اپنے اخراجات کو کم کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ہمارے جو معزز ممبران ہیں ان میں یہ تقسیم کیے گئے ہیں ان میں کوئی امتیازی سلوک روا نہیں رکھا گیا۔

جناب فضل حسین راہی، اب آپ نے میلہ لگا کر لوگوں کو لوٹنا شروع کر دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، راہی صاحب! آپ تشریف رکھیں ۔ راہی صاحب میں نے آپ کو یہ بتا دیا ہے کہ passes جاری ہی نہیں کیے گئے۔ یہ تو complimentary tickets ہیں جو آپ کو خرید کر دیے گئے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی، پھر جناب والا! یہ جو ہاکی کا فائنل میچ ہو رہا ہے اس کے لیے ممبران کو passes مہیا کرائے جائیں۔ جناب والا! یہ کوئی طریقہ تو نہیں کہ یہاں ایک ٹیم آتی ہے اور یہاں ایسے ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، راہی صاحب، آپ تشریف رکھیں میں ہاکی کے بارے میں بات کرتا ہوں۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! جب اجلاس ہو رہا ہو پھر تو ان چیزوں کے passes یہاں آتے ہیں۔ آپ کے آفیسر تو جتنے مرضی دیکھ سکتے ہیں۔ سیکرٹری صاحبان جتنے مرضی دیکھ سکتے ہیں۔ اور آپ کے وزراء جتنے مرضی دیکھ سکتے ہیں یا تو آپ یہ کریں کہ تمام ممبران کو ایک ایک دیں پھر تو ہم کہیں گے کہ ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں میں بات کرتا ہوں۔ جی وینس صاحب۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب سپیکر! میں نے یہ عرض کرنی تھی۔۔۔۔۔۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی چیمہ صاحب! میں نے وینس صاحب کو یہ فلور دے دیا تھا۔ وینس صاحب آپ فرمائیں کہ کیا بات ہے؟

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب سپیکر! پچھلے اجلاس میں حاجی افضل چن صاحب کے سوال پر سپیکر صاحب نے اس ایوان میں irrigation پر ایک Special Committee بنائی تھی جس میں مشیر برائے آبپاشی جناب حاجی افضل چن صاحب چودھری اصغر علی صاحب اور میرا نام تجویز ہوا تھا اس کی میٹنگ پچھلے مہینے کی 20 تاریخ کو منعقد ہوئی تھی اور اس میں یہ طے پایا تھا کہ جو آئندہ سکیمیں بننی ہیں جس سے تمام نہروں کی ٹیل پوری ہوسکے محکمہ نہر کے انجینئرز اس بارے میں ایک سکیم تیار کریں گے اور وہ اس مہینے کی 20 تاریخ تک اپنی رپورٹ پیش کر دے گی جناب والا! انھیں ایک ماہ کا وقت دیا گیا تھا لیکن آج میرے خیال میں 22 تاریخ ہے اور آج تک 20 تاریخ گزر گئی ہے مگر محکمہ نہر والوں نے ہمیں کوئی رپورٹ تیار کرکے نہیں بھیجی۔ اس لیے میں گزارش کروں گا کہ متعلقہ محکمہ کے وزیر یا مشیر اس ایوان میں تشریف رکھتے ہیں وہ انھیں ہدایت کریں کہ وہ جلد از جلد اپنی رپورٹ پیش کریں تاکہ ہم اس پر عمل کریں اور اس ایوان میں پیش کرکے اس پر عمل کرایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر آبپاشی یہاں تشریف رکھتے ہیں جناب وینس نے جو کچھ فرمایا ہے کمیٹی نے 20 تاریخ تک اپنی رپورٹ دینی تھی تو وزیر صاحب اس سلسلے میں اپنے محکمے کو لکھیں کہ فوری طور پر اپنی رپورٹ تیار کرے۔

## مجلس قائمہ برائے سماجی بہبود و زکوٰۃ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

ملک خلیل اللہ لابر، جناب سپیکر! میں ایک تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، فرمائیں۔

ملک خلیل اللہ لابر، جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں کہ

> مسودہ قانون بیت المال پنجاب مصدرہ 1990ء مسودہ قانون نمبر 5 بابت 1990ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سماجی بہبود و زکوٰۃ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 اپریل 1990ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ۔

> مسودہ قانون بیت المال پنجاب مصدرہ 1990ء مسودہ قانون نمبر 5 بابت 1990ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سماجی بہبود و زکوٰۃ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 اپریل 1990ء تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! جیسے کہ وزیر قانون صاحب نے ایوان میں وعدہ فرمایا تھا وہ مشترکہ قرار داد تیار ہو چکی ہے اور انھوں نے تقاریر سے پہلے اور تحاریک استحقاق کے بعد اسے لینے کو کہا تھا تو جناب والا وہ دو قرار دادیں ہیں۔ آپ ان سے کہیں کہ وہ جناب مشترکہ طور پر پیش کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی وزیر قانون صاحب--- وزیر قانون صاحب! ذرا توجہ فرمائیں ایوان کی کارروائی میں ذرا دلچسپی لے لیجئے۔ آپ نے امن عامہ پر تقاریر سے پہلے دو resolutions پیش کرنے تھے آپ اس سلسلے میں فرمائیں۔

وزیر قانون، جناب والا! آپ امن عامہ پر تقاریر شروع کرا دیں میں وصی ظفر صاحب اور ڈاکٹر صاحب مزید بات کرکے حتمی طور پر پیش کر دیں گے۔

## امن عامہ کی صورت حال پر بحث (------جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر، اب امن عامہ پر بحث شروع کی جاتی ہے۔

سردار سکندر حیات خان، جناب والا! میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جناب فضل حسین راہی نے پارس شو کی ٹکٹوں کے بارے میں کہا تھا۔ اور اس بارے میں کہا گیا تھا کہ وہ خرید سکتے ہیں ہم نے کئی جگہ جا کر پتا کیا ہے۔ جناب والا! وی آئی پی کے جتنے دنوں کے جتنے کارڈز ہیں وہ سب کے سب جناب نواز شریف صاحب نے خود لے لیئے ہیں وہ کسی جگہ سے بھی دستیاب نہیں ہم جناب والا خریدنا چاہتے ہیں تاکہ ہم اپنے مہمانوں کو پارس شو دکھا سکیں۔ لیکن وہ سب کے سب نواز شریف صاحب نے خود لے کر رکھ لیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار صاحب! اب آپ اس پر بات نہ کریں۔ اب آپ امن عامہ پر اپنی تقریر فرمائیے گا۔ امن عامہ کی تقریر کے لیے جناب سردار صاحب۔

سردار سکندر حیات خان، جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ سے اجازت چاہوں گا کہ مجھے انگلش میں تقریر کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیے۔

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Mr. Speaker Sir, first of all I must thank you for giving me a chance to speak on the law and order situation, rather the precarious law and order situation prevailing in Punjab today.

Mr. Speaker Sir, first of all, I must thank and congratulate the opposite benches that they walked out of the House. They abdicated. They truthfully and honestly within their hearts, walked out. It was an abdication. I would not say that they walked out. I would say it was an abdication. They knew and

they knew in their heart of hearts that they cannot control the situation. [illegible] is so precarious, which is so dangerous and which is prevailing in this country

Sir, here I would like to touch upon one very important point and ask, through you Mr. Speaker, through this august House, from the Treasury Benches and the Opposition benches, why this country was created. I would challenge the Leader of the House to the fact that he does not know why this country was created. I challenge him to come to this august House.

Mr. Speaker Sir, the Law Minister as usual was creating unlawful situation. The administration cannot contribute anything as always the Law Minister is creating a law and order situation.

Mr. Speaker Sir, through you, I would like to ask the Leader of the House, why was this country created. Has there been a Chief Minister, like the one we have never before. Many Assemblies, many constituent Assemblies, many Chief Ministers have come. Even Martial Law has come but never any Chief Minister of a province rebelled against the Centre and created a situation where there is no peace, where law and order is in the hands of the culprits, where people are caught with klashanikoves. Mr. Speaker Sir, I would say that this has happened that the Punjab has rebelled. Punjab was a province which always accepted the Centre. Punjab was a bigger province and rather the custodian of this counry. Today, Mr. Speaker Sir, the Leader of the House is rebelling and asking the entire IJI Government to rebell against the country. Mr. Speaker Sir, this Punjab has become a famly. It should not be called Punjab Government Today it should be called Ittefaq Company. It is being run by two brothers who flout all the laws, who flout all

the Constitution and they are having a completely unruly province. Mr. Speaker Sir, I would like to ask you that what was done in the election which was held in NA-99. All the norms, all the proper things were broken. The administration, the Law Minister says that the Peoples Programme should not be there as it is a waste of money. We ask him what was it when all the Departments, the Police, the Revenue, the PWD and all other departments were illegally, wrongfully and maliciously put in NA 99 to create law and order situation. Why was not there any check, Mr. Speaker? The Leader of the House, issued. Cheques with thousand and five thousand rupees to obtain votes and then bogus votes were cast. Mr. Speaker Sir, there was not a peaceful man or a citizen who was not called in or threatened by the patwaris in order to create a condition where the IJI. could win.

Now Sir, IJI's days are gone, gone for ever. This was the first and the last nail in the coffin of the IJI. This is the beginning of the end.

(At this stage the Chair was occupied by Mrs. Fauzia Habib, the Chairperson)

The people have seen it. The tyrany, the dishonesty and the mal-administration will not be allowed to prosper in this province.

سید افتخار الحسن شاہ، جناب سپیکر! کورم پورا نہیں۔ میں آپ کی توجہ کورم کی طرف دلاتا ہوں کہ کورم پورا نہیں۔

بیگم صغیرہ اسلام، اب آپ حوصلہ پیدا کریں۔

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: I know, when truth is being spoken, when Mian Nawaz Sharif is brought to the book, they point out quorum. When money is spent, people are threatened, they would like to point out quorum. Therefore, I sit down.

محترمہ چیئر پرسن، اب چونکہ کورم کی نشاندہی کی گئی ہے اس لیے گنتی کی جائے۔ شاہ صاحب! چونکہ آپ نے کورم کی نشاندہی کی ہے اس لیے اب آپ بھی بیٹھیں۔

(گنتی کی گئی لیکن کورم پورا نہیں تھا)

محترمہ چیئر پرسن، پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(گھنٹیاں بجائی گئیں)

وزیر قانون، جناب چیئرپرسن! یہ طے ہوا تھا کہ امن عامہ کی بحث میں کورم کی نشاندہی نہیں کی جائے گی اب چونکہ کورم کی نشاندہی کرنے والے رکن خود بھی باہر جا چکے ہیں اس لیے مناسب ہے کہ ایوان کی کارروائی کو جاری رکھا جائے۔

THE CHAIRPERSON: Sardar Sikandar Hayat Khan to continue his speech.

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Mr. Speaker Sir, I would further like to say that it is nothing new that quorums are pointed out of the people have given their verdict. The poor people of Punjab, of Pakistan have already given the verdict in favour of the PPP, the Pakistan Peoples Party. Their days are limited when Mr. Khar's saying may be brought to action. The three months which he has given will be brought into action and as they are running from the benches, they will be running further off or they would be welcome as true members, true Pakistanis, true Punjabis and the honest Punjabis to come and ponder for this nation, for the creation of this nation, for the betterment of this nation, not to misguide the people, not to bribe them by 3 marla and 5 marla plots. We have got proof when cheques of thousand and five thousand rupees were issued. Had they forgotten these poor people for so many years. Have they forgotten about these poor people of NA 99 for two years. Even now these sympathisers have come. Now Sir, Mian Nawaz Sharif has become a Punjabi, He has become a Punjabi when the people of Karachi, the Punjabis of

Karachi are being slaughtered by his people where he goes and gives money to MQM to create condition which are anti Pakistan. So they kill the Punjabis, their bodies are brought to Punjab and not a single member of the IJI, not a single of these so called Punjabis, not these "Dawaidar" of Punjab were there to offer Fateha of the poor people. Mr. Speaker Sir, they just want to create conditions. They are against Punjab. They are against Pakistan. They are against Democracy. They are against the well being of the poor and they want to malign the administration. Here I would like to tell them, through you Sir, don't misuse the administration. I would like to tell the administration, the Patwaris, the Thanedars, the DSPs, the IG, the Commissioners, the Secretaries and so on, that be honest, be true to this country, be true to Pakistan, be true to the Constitution and not to Ittefaq. Their responsibilities lies to Pakistan and not to Mian Nawaz Sharif Here when certain Ministers like to swarm and dance in the plains of Mian Nawaz Sharif, people are being slaughtered, innocent people of PPP are caught and put into jails, the police is taking money from them, the landless are thrown out. Why cann't the administration be honest. I hereby challenge the Leader of the House to come in front of me. I would not ask him to come and talk with my leader, Rana Shaukat Mahmood or Khar. I would challenge him personally, one by one, department by department, area by area, truth by truth, whether it is domestic, social, personal or anything and see if he is true or I am true. The people of Pakistan, the poor people of Pakistan, I am honoured to say are honest to this country.

(Applause)

They might be hoodwinked but not for long. I would ask them that Mian Nawaz Sharif or those members who have gone to this constituency, to

come with me and face that Halqa again where cheques are ...
like ping pong balls, where 3 marla empty registries are being turned down. You tried to fool everybody. You can fool somebody for some time, you can fool all the people for some time but you can't fool all the people all the time.

As far as trouble is concerned, it is a favourite word of my friend Azam Cheema Sahib. As Raja Sahib has pointed out instead of "tripple" he says "trouble". If you trouble, the trouble will trouble you. You will double the trouble and trouble others too.

رانا اکرام ربانی، جناب والا! پریس گیلری میں کوئی نمائندہ موجود نہیں۔ کیا آپ اس کی وجہ جاننا پسند کریں گے کہ انھوں نے اجلاس کی کارروائی کا بائیکاٹ کیوں کیا ہوا ہے؟

محترمہ چیئر پرسن، پریس نہیں ہے؟

جناب محمد ظہیر الدین خان، میں عرض کر دیتا ہوں کہ آئی جے آئی والوں نے ان کے کچھ ذمہ دار اصحاب نے، میں سمجھتا ہوں اور جو میرے علم میں ہے، انھوں نے پریس والوں کے ساتھ زیادتی کی تھی اس سلسلے میں انھوں نے بائیکاٹ کیا ہوا ہے کیا ہی اچھا ہو کہ آپ کسی کو حکم فرما دیں کہ وہ جا کر پریس والوں کو لے آئیں۔ کیونکہ جیسا کہ سپیکر صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ اسمبلی کا سنگھار ہے اس لیے پریس والوں کو واپس بلانے کے لیے جتن کیا جائے۔

بیگم شاہانہ نسیم فاروقی، میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ وہ صبح سے یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں، ان کو اچانک ناراضگی کیسے ہوگئی ہے، اگر ان کو ناراضگی تھی تو صبح سے ہی بائیکاٹ کرتے اور بتاتے کہ وہ ناراض ہیں۔

محترمہ چیئر پرسن، بیگم صاحبہ! آپ تشریف رکھیں، اس کا یہی حل ہے کہ ایک ممبر اپوزیشن کی طرف سے اور ایک ممبر ٹریژری بنچز کی طرف سے پریس والوں کے پاس جائے اور ان سے مصالحت کی بات کریں۔

وزیر قانون، جناب والا! میں رول کو ایوان کی اجازت سے معطل کروا کے ایک قرار داد لانا چاہتا ہوں، یہ اکثر افضل اعزاز صاحب اور وصی ظفر صاحب کی آپس میں ابھی بات چیت ہوئی تھی، اس کے نتیجے میں

فیصلہ ہوا ہے۔ پھر اس دوران لاء اینڈ آرڈر پہ بحث جاری ہے جب پریس آجائے تو تب قرار داد لے لیں، کیا خیال ہے؟

محترمہ چیئر پرسن، لاءمنسٹر صاحب! آپ کی طرف سے بھی کوئی ایک ممبر چلے جائیں تو بہتر ہے۔ ادھر سے وصی ظفر صاحب چلے جائیں۔

SARDAR SIKANDAR HAYAT KAHN: Mr. Speaker Sir, two mediators have gone to discuss the issue. I think it is a disregard to the press, ask them to attend the proceedings of the Assembly, and with your permission I would like to say that the people are keen to see them.

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب والا! جب تک پریس نہیں آتا مجھے اجازت دے دیجئے میں بول لیتا ہوں۔ جب پریس آجائے گا تو سردار صاحب بول لیں گے۔ پریس کون سا ہماری بات کو چھاپتا ہے جو ہم اس کا انتظار کریں، شکریہ، مجھے اجازت مل گئی ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ کا نہایت مشکور ہوں۔

محترمہ چیئر پرسن، آپ اس طرح کس طریقے سے تقریر کر سکتے ہیں؟

جناب علی اکبر مظہر وینس، میں نے تو آپ سے اجازت لی ہے۔

محترمہ چیئر پرسن، نہیں میں نے ابھی آپ کو اجازت نہیں دی۔ سردار صاحب! آپ اپنی تقریر جاری رکھیں

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Madam, if you say so I will continue to discuss certain things, and if you give me permission to speak, I would like to submit before you the irony of fate that whenever law and order situation in the province is spoken about, first of all the Minister concerned and the member concerned are not bothered to be here in the House, especially the member belonging to Attock, since I belong to Attock I would like to mention that the Minister concerned who also belongs to Attock at least he should have been here to listen us. Madam Speaker, since a lot of time taken by raising point of orders. I would like to say some thing about Halqa 99

bye-election, where casting of votes by way of Dhandhli and rigging has taken an extreme tone, and in this connection I would like to request that such an indescent instance should not occur in future. I would request for an inqiury into the matter of rigging in the election, which will ultimately prove the interference of the Administration. We can prove that all over the place financial benefits were given to the people and LDA was open-hearted in giving them plots. I would like to say that some registeries of plots might have been in the brief case of the Chief Minister, I would like to ask how many registeries are there where no names are given whether with Shahbaz Sharif or Nawaz Sharif. No names are given but the money has been deposited with LDA. Papers have been secured and can be delivered by putting the names only. I would like to request the so called Punjabis be punjabis first of all and even in Karachi be Punjabis. When you are supporting MQM you cannot think about Punjab, but more than that be Pakistani. The condition in my area is such, Madam Speaker, that the land has been given to certain Departments. Unfortunately the Honourable Minister has given this information and he said this, perhaps he doesn't remember this and might have been ignorant of the fact in villages land has been given to the Health Department, and I can give names of villages where land has been given to Education Department, land worth crores of rupees was given by the Pakistan Peoples Party people of Fateh Jang, but the concerned departments are not willing to do any thing about it. when there are no schools ,and no colleges. There are colleges and schools without walls for which PPP is going to provide money so that some sort of pardah is there. Madam Speaker, they don't allow, one of our lady member from the other side that we made certain schools roofs of which will

we pulled down to put blame on IJI. I would openly challenge and would invite all the Members of IJI to come forward to Fateh Jang and Pindigheb to see if a single penny was defrauded with. We openly challenge them to help us out. Let us work for the future and let us work for the poor. I would say I openly challenge them and invite them to come and see. The Honourable Law Minister says we wasted the money through Peoples Works Programme, I would say it is not so, the money is wasted in the bye-election Halqa, it is wasted through discretionary funds, wasted by buying those tickets and giving them to their favourites, wasted when thousands of cars used in own Halqa and that is how the money is wasted. Money is not wasted for the poor and I would like to ask them what is the check. Is there any check, no there is none because every thing as they say is being done in relaxation of all the rules. Regarding discretionary funds, not only the Cheif Minister his brother is allowed to put thumb impression on any of the signatures. If leader of the House so wants, I can produce executive orders written by his brother for his own Halqa. Sir, there is no water to drink, there are no roads, there are no schools in my area of Fateh Jang and Pindigheb. why. If they do not give answer I would like to request to Chief Minister to come and have a bye-election in Fateh Jang and Pindigheb also. I would resign my seat, let him come personally to see the truth whether you are the well wisher of the poor or the Punjabis. It is the PPP which fight for democracy and the down trodden; fight for truth and we fight for Pakistan. It is the only party that can be seen in all the provinces. PPP is not fighting for provinces. I would like to thank you once again Madam Speaker and ask them once again that the administration Mr. Nawaz Sharif to resign to face the public rather telling lies

through its Ministers. Thank you.

## قرار دادیں

وزیر قانون، محترمہ چیئرپرسن صاحبہ! اگر آپ اجازت دیں تو رولز معطل کرکے ایک ہماری قرار داد ہے اس کو لے لیا جائے۔

محترمہ چیئر پرسن، سردار نصراللہ خان دریشک صاحب ایک قرار داد رولز معطل کرکے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ کیا تمام ممبران اس بات کی اجازت دیتے ہیں؟

آوازیں، اجازت ہے۔

محترمہ چیئر پرسن، آپ قرار داد پیش کیجئے۔

## پاکستان کو ایٹمی توانائی کا پلانٹ مہیا کرنے پر حکومت فرانس کو خراج تحسین

وزیر قانون، جناب والا! میں یہ قرار داد پیش کرتا ہوں کہ

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان صدر فرانس کے اس تاریخی اہمیت کے حامل اعلان کا خیر مقدم کرتا ہے کہ فرانس پاکستان کو ایٹمی توانائی کا پلانٹ مہیا کرے گا۔ فرانس اور پاکستان کے درمیان دوستانہ و برادرانہ تعلقات ہمیشہ موجود رہے ہیں۔ اس اعلان سے ان تعلقات کو مزید استحکام حاصل ہوا ہے"۔

"ایٹمی توانائی کے پلانٹ کی فراہمی پاکستان کی معاشی ترقی میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ ایوان امید کرتا ہے کہ دونوں ممالک کے تعلقات کو مزید فروغ ملے گا اور مستقبل میں باہمی تعاون بڑھے گا۔ اس سے قبل حکومت چین نے ایٹمی توانائی کا پلانٹ فراہم کرنے کا معاہدہ کرکے بھی پاکستان کو اقتصادی ترقی میں استحکام بخشا ہے جس پر یہ ایوان حکومت چین کا بھی شکریہ ادا کرتا ہے۔ اس کامیابی پر یہ ایوان مرکزی حکومت کو خراج تحسین و مبارک باد پیش کرتا ہے"۔

یہ میری اور جناب نذرحسین کیانی صاحب کی طرف سے مشترکہ قرار داد ہے۔

محترمہ چیئر پرسن، جناب وزیر قانون اور جناب نذرحسین کیانی کی طرف سے یہ قرار داد مشترکہ طور پر پیش کی جاتی ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان صدر فرانس کے اس تاریخی اہمیت کے حامل اعلان کا خیر مقدم کرتا ہے کہ فرانس پاکستان کو ایٹمی توانائی کا پلانٹ مہیا کرے گا فرانس اور پاکستان کے درمیان دوستانہ و برادرانہ تعلقات ہمیشہ موجود رہے ہیں۔ اس اعلان سے ان تعلقات کو مزید استحکام حاصل ہوا ہے"۔

"ایٹمی توانائی کے پلانٹ کی فراہمی پاکستان کی معاشی ترقی میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ ایوان امید کرتا ہے کہ دونوں ممالک کے تعلقات کو مزید فروغ ملے گا اورمستقبل میں باہمی تعاون بڑھے گا اس سے قبل حکومت چین نے ایٹمی توانائی کا پلانٹ فراہم کرنے کا معاہدہ کرکے بھی پاکستان کو اقتصادی ترقی میں استحکام بخشا ہے جس پر یہ ایوان حکومت چین کا بھی شکریہ ادا کرتا ہے۔ اس کامیابی پر یہ ایوان مرکزی حکومت کو خراج تحسین و مبارک باد پیش کرتا ہے"۔

(قرار داد متفقہ طور پرمنظور کی گئی۔)

(نعرہ ہائے تحسین)

(قطع کلامیاں)

محترمہ چیئر پرسن، دوسری قرار داد آ جانے دیجئے اس کے بعد بات کرلیں۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور ایک اور قرار داد پیش کرنا چاہتے ہیں وہ آ جانے دیجئے۔

## پنجاب اسمبلی کی کامن ویلتھ پارلیمنٹری ایسوسی ایشن میں شمولیت

MINISTER FOR LAW: Sir, I move:-

That this Assembly resolves that consequent upon the re-entry of Pakistan into Commonwealth the Punjab Assembly do form the Punjab Branch

of the Commonwealth Parliamentary Association so as to become a membe of the said August Association with all the members of this House as it members, and authorises Mr. Speaker to take necessary action for seeking th re-affiliation branch with the parent body The Assembly further resolves tha the annual subscription as required be remitted to the Commonwealtl Parliamentary Association.

THE CHAIR PERSON: The Law Minister has presented this Resolution in th Assembly and I read-

That this Assembly resolves that consequent upon the re-entry of Pakistan into Commonwealth the Punjab Assembly- do form the Punjab Branch of the Commonwealth Parliamentry Association so as to become a member of the said August Association with all the members of this House its members, and authorises Mr. Speaker to take necessary action for seeking the re-affiliation Branch with the parent body. The Assembly further resolves that the annual subscription as required be remitted to the Commonwealth Parliamentary Association.

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! وزیر قانون اس میں ترمیم کرلیں۔ to be affiliated through Federal Government. اس طرح channel نہیں چھوٹے گا۔ جناب سپیکر! جب application بھیجیں وہ فیڈرل گورنمنٹ کی وساطت سے بھیجیں۔ یہ ترمیم اس میں ڈال دیں۔

محترمہ چیئر پرسن: وصی ظفر صاحب کہہ رہے ہیں کہ فیڈرل گورنمنٹ کی وساطت سے بھیجیں۔ وزیر قانون صاحب! آپ اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

چودھری محمد وصی ظفر: یہ normal procedure ہے۔ فیڈرل گورنمنٹ کی وساطت سے درخواست بھیجیں۔

وزیر قانون: ان کے سیکرٹری جنرل سپیکر صاحب کے پاس آئے تھے انھوں نے یہ کہا تھا کہ آپ براہ

راست درخواست بھیج سکتے ہیں۔ آپ براہ راست بھیج دیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، آپ اپنے کسی ممبر سے پوچھ لیں۔ ڈاکٹر صاحب سے پوچھ لیں۔ کسی اور سے پوچھ لیں۔ فیڈرل گورنمنٹ کی وساطت سے درخواست بھیجنی چاہیے۔

وزیر قانون، سپیکر صاحب کی ان سے بات ہوئی ہے۔ یہ قرار داد صبح آپ نے اور میں نے ڈرافٹ کی ہے۔ اس کو اسی طریقے سے پاس کر لیتے ہیں۔ سپیکر صاحب کو میں اور آپ گزارش کرلیں گے کہ اس کو فیڈرل گورنمنٹ کی وساطت سے بھیج دیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، اس کو سپیکر صاحب سے بات کرکے پرسوں کرلیں گے۔

وزیر قانون، جناب والا! یہ قرار داد تو پیش بھی ہو چکی ہے اور put بھی ہو چکی ہے۔ آپ اس کو اس طرح پاس ہونے دیں۔ سپیکر صاحب کو آپ اور میں کہہ دیں گے تو کیا وہ انکار کریں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جدھر سپیکر صاحب کو authorise کیا ہے

Speaker would approach Commonwealth authorities through Federal Government.

وہاں ایک لفظ برائے مہربانی ڈال دیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر کو ہم اس بارے میں کہہ دیں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر، authorise سپیکر صاحب کو کیا ہے۔ لیکن through Federal Government کا لفظ بیچ میں ڈال دیں۔ باہر براہ راست خط و کتابت کوئی اچھا نہیں لگتا۔ یہ قانون کے تابع بھی نہیں ہو سکتی۔

وزیر قانون، اب میری مشکل یہ ہے کہ یہ قرار داد سپیکر صاحب نے دی ہے۔ میں نے آپ کے ساتھ بات کی۔ اسی طریقے سے آپ اس کو جانے دیں۔ سپیکر صاحب کو ہم گزارش کرلیں گے کہ فیڈرل گورنمنٹ کی وساطت سے بھیج دیں۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، گزارش نہیں۔ یا تو آپ under-taking دیں کہ یہ فیڈرل گورنمنٹ کی وساطت سے بھیجی جائے گی۔

وزیر قانون، اس میں کوئی ایسی بات نہیں۔ سپیکر صاحب نے اس میں کوئی انکار کرنا ہے۔ یہ ہاؤس

میں لانے والی بات نہیں۔

محترمہ چیئر پرسن، وزیر قانون صاحب اور وصی ظفر صاحب آپ اس طریقے سے آپس میں گفتگو نہ کریں۔

وزیر قانون، جناب والا! آپ کی observation بالکل ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر کی جنرل سیکرٹری سے بات ہوئی ہے۔ میں نے ان کو بتایا تھا۔ مجھے افسوس ہے کہ وصی ظفر صاحب ایک طے شدہ بات کو ہاؤس میں پھر اس طریقے سے لے آئے ہیں۔ میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ جب میں اور رانا ثوکت محمود صاحب سپیکر صاحب کو ذاتی طور پر گزارش کریں گے کہ قرار داد فیڈرل گورنمنٹ کی معرفت بھیجیں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ نہ بھیجیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، بس' یہی بات ہے۔ ہم یہی بات کہہ رہے ہیں۔

محترمہ چیئر پرسن، وصی ظفر صاحب! آپ کو اعتراض نہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جب لاءمنسٹر صاحب کہتے ہیں کہ سپیکر صاحب فیڈرل گورنمنٹ کے ذریعے بھیجیں گے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

محترمہ چیئر پرسن، کیا ایوان کو یہ قرار داد منظور ہے؟

(قرار داد متفقہ طور پر منظور کی گئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد ظہیر الدین خان، جناب سپیکر ! میں ایک گزارش کرنی چاہتا ہوں میں اور بیگم بشریٰ رحمٰن صاحبہ اپنے پریس والے بھائیوں کے پاس گئے تھے۔ ان سے ملاقات ہوئی۔ ہم نے ایوان کی طرف سے انھیں گزارش کی کہ آپ ہمیں چھوڑ کر آ گئے ہیں' اس کی وجہ بتائی جائے۔ اندر تشریف لے آئیں۔ تو انھوں نے ہمیں بتایا کہ اس کی خاص وجوہ ہیں جو ہم پہلے بھی بتا چکے ہیں۔ آج ہمارے بھائیوں کا اور فوٹو گرافروں کا وہاں مظاہرہ تھا۔ ہم ان کے ساتھ شامل ہونے کے لیے وہاں چلے گئے۔ ہم ان کے ساتھ ہیں۔ وہ مظاہرہ اس وجہ سے تھا کہ 18 تاریخ کو حلقہ 99 کے الیکشن میں جیا بگا کے پولنگ سٹیشن کے اوپر ہمارے پریس کے لوگوں کے ساتھ اور فوٹو گرافروں کے ساتھ بہت زیادتی ہوئی ہے۔ اور انھوں نے آئی جے آئی کے کچھ ذمہ دار لوگوں کے نام لیے ہیں۔ جو کہ بعد میں انھوں نے درخواست کی تھی کہ ان کا نام ایوان میں نہ لیا جائے۔ میں ان کی درخواست کو honour کرتے ہوئے وہ نام نہیں لینا

چاہتا۔ یونکہ میں نے ان سے وعدہ کیا ہے ...

لے رہے تھے ہم سے کاپیاں چھینی گئیں اور فوٹو گرافر سے کیمرہ لے کر توڑا گیا۔ ہمارے دو مطالبات ہیں جو لاہنسٹر صاحب کے گوش گزار کر دیں۔ وہ کہتے ہیں تو ہم آ جائیں گے۔ ہم علامتی نمائندگی کے لیے دو آدمی بھیجتے ہیں' باقی ہم بعد میں آ جائیں گے۔ ایک تو یہ ہے کہ حکومت ہمیں یقین دلائے کہ تمام صحافیوں اور فوٹو گرافروں کو ان کی ڈیوٹی کے دوران تحفظ دیا جائے گا۔ دوسرا یہ ہے کہ جن فوٹو گرافرز کے کیمرے ٹوٹے ہیں' انھیں compensation دیا جائے۔ انھوں نے کہا ہے کہ یہ ہماری درخواست ہے جو چیف منسٹر صاحب کو پہنچا دی جائے۔ اس کے بعد وہ آنے کے لیے تیار ہیں۔

محترمہ چیئر پرسن: بیگم صاحبہ! آپ بھی گئی تھیں آپ اس سلسلے میں کیا کہتی ہیں؟

بیگم بشریٰ رحمٰن، محترمہ سپیکر صاحبہ! ابھی ابھی فاضل رکن نے آپ کی خدمت میں جو کچھ عرض کیا ہے وہ بالکل درست ہے۔ اور انھوں نے اپنے یہ دو مطالبات پیش کیے ہیں کہ وہ ان شرائط پر ایوان میں آنے کے لیے تیار ہیں کہ دوران ڈیوٹی انھیں تحفظ دیا جائے اور جتنے لوگ زخمی ہوئے ہیں اور جن کے کیمرے ٹوٹے ہیں ان کے تمام اخراجات ادا کیے جائیں اور اس کا مداوا کیا جائے اور جناب وزیر اعلیٰ کی طرف سے اس کی یقین دہانی کی جائے۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر قانون کی خدمت میں التماس کرتی ہوں کہ وہ کھڑے ہو کر ان دو مطالبات کے بارے میں اظہار خیال کریں اور ان کو منظور فرمائیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون، جناب سپیکر! ہماری حکومت پنجاب اپنے پریس کے بھائیوں کا دل کی گہرائیوں سے احترام کرتی ہے اور ان کو تحفظ فراہم کرنا ہمارے فرائض منصبی میں شامل ہے۔ میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ نہ صرف حکومت انھیں تحفظ فراہم کرے گی بلکہ اس قسم کی زیادتی کرنے کے مرتکب کوئی افراد پائے گئے تو ان کے خلاف ہم سخت سے سخت اقدامات کریں گے۔ جناب سپیکر! ہمارے جس بھائی کا کیمرہ ٹوٹا ہے وہ ہمیں بتا دیں کہ وہ کیمرہ کس make کا تھا اور کیسا تھا۔ ہم انشاء اللہ انھیں پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے اسی قسم کا کیمرہ لے کر دیں گے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ چیئر پرسن: تو آپ حکومت کی طرف سے یقین دہانی کراتے ہیں کہ آئندہ ایسا واقعہ بھی نہیں

ہوگا اور ان کی جتنی بھی compensation ہے وہ ادا کر دی جائے گی۔ میرے خیال میں اب پریس کو آجانا چاہیے۔

سید ذاکر حسین شاہ، ان کے کئی آدمی ابھی تک چلنے پھرنے کے قابل نہیں ہیں۔ ان کا یہ بھی مطالبہ ہے کہ جن لوگوں نے ان پر تشدد کیا ہے ان کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔

محترمہ چیئر پرسن، اب بیگم شاہانہ فاروق ملک صاحبہ تقریر کریں گی۔

وزیر قانون، بیگم صاحبہ کی تقریر سے پہلے نذرحسین کیانی صاحب کچھ کہنا چاہیں گے؟

محترمہ چیئر پرسن، ٹھیک ہے۔

جناب نذرحسین کیانی، محترمہ سپیکر صاحبہ' اس ایوان میں ابھی وزیر قانون صاحب نے ایک مشترکہ قرار داد پیش کی ہے۔ جس جذبہ خیرسگالی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اور ایوان کی فضا کو خوش گوار رکھنے کے لیے انھوں نے جو قرار داد پیش کی ہے اس سلسلے میں ہم انھیں خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین۔)

اس ایوان میں خوش گوار فضا قائم رکھنے کے لیے حزب اختلاف اور حزب اقتدار کی آپس میں افہام وتفہیم کے لیے اس قسم کی مشترکہ قرار دادیں اس سے پہلے بھی آئی ہیں' اس سے ایک بات صاف طور پر ظاہر ہوتی ہے کہ یہ ایوان کسی طور پر بھی یہاں اختلافات کو فروغ دینے کے حق میں نہیں ہے جیسا کہ اس سے پہلے جناب عبدالقادر شاہین کی طرف سے مشترکہ طور پر قرار داد آئی تھی کہ یہ ایوان مرکزی حکومت اور حکومت پنجاب سے بھی سفارش کرتا ہے کہ آپس میں محاذ آرائی کو ختم کیا جائے۔ آج کی یہ قرار داد بھی اسی فضا میں پیش ہوئی ہے اور میں اس ایوان کو' اور حزب اقتدار کے دوستوں کو بھی یہ یقین دلاتا ہوں کہ حزب اختلاف کبھی بھی پنجاب کی حکومت یا اس کی طرف سے کیے گئے اچھے کاموں کی مخالفت نہیں کرے گی اور نہ کرتی ہے بلکہ ہمیشہ جو بھی اچھا کام کیا جائے گا اور جو بھی تعمیری کام ہوگا' جو پنجاب کے عوام کے لیے' محنت کشوں کے لیے اور یہاں کے لوگوں کے فائدے کے لیے ہوگا' اس سلسلے میں ہم نہ صرف تعریف کریں گے بلکہ جو تعاون بھی ہوگا وہ بھی کریں گے۔ میں اس جذبے کو قائم رکھنے کے لیے حزب اقتدار کے دوستوں سے یہ گزارش کروں گا کہ ایک سال میں یہ واحد حکومت ہے اور جمہوری حکومت ہے' مارشل لاء کے دور میں اینٹی ری ایکٹر معاہدہ فرانس نے کینسل کیا تھا۔ لیکن جمہوری حکومت میں محترمہ بے نظیر بھٹو وزیر اعظم پاکستان

کی کوششوں سے اور حکومت کی کوششوں سے آج چین نے بھی آپ کو ایٹمی ری ایکٹر دینے کا اعلان کیا ہے اور صدر فرانس جناب متراں نے پاکستان میں آکر ایٹمی ری ایکٹر فراہم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس امید پر ان کی اس بات کا خیر مقدم کرتے ہیں کہ ان کی فراہمی سے ملک میں خوش حالی کا دور دورہ ہوگا اور عوام کے مصائب میں کمی ہوگی۔ میں ایک بار پھر اس ایوان کو اس قرار داد کی منظوری پر مبارک باد دیتا ہوں اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

## امن عامہ کی صورت حال پر بحث (------جاری)

محترمہ چیئر پرسن: اب امن عامہ کی صورت حال پر بحث ہوگی۔ بیگم شاہانہ فاروقی صاحبہ تقریر کریں گی

(مداخلت)

رانا صاحب! یہ آپ کا طریقہ کار کچھ درست نہیں کہ آپ cross talk کریں۔ ایسا نہ کیجئے۔ بیگم صاحبہ تقریر کریں گی۔

محترمہ بیگم شاہانہ نسیم فاروقی: نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محترمہ چیئر پرسن! میں سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے اس ایوان میں کچھ کہنے کا موقع دیا۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ مختلف موضوعات پر بحث جاری ہے۔ اور دونوں اطراف سے ہمارے معزز ممبران اپنے اپنے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ اب ہمیں الفاظ کی رنگین اور خوب صورت تقریروں سے ہٹ کر حقیقت کی دنیا میں آجانا چاہیے۔ ان تقریروں اور دلکش دعووں سے ہمارے ملک و ملت کو پہلے ہی بہت نقصان پہنچ چکا ہے۔ اور یہ کوئی کلاس روم نہیں کہ جہاں پر اچھی ڈیبیٹ کرنے پر انعام دیا جائے گا۔ بلکہ یہاں پر وہ بات کہنی چاہیے جو ضمیر کی آواز ہو اور جو ملک و ملت کی بہتری کے لیے ہو۔ میں اصلی موضوع پر آنے سے پہلے اپنی بات کو۔۔۔

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

ملک محمد وزیر اعوان: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ یہ میری ذاتی بات ہے۔ ہر بات کا تو کسی کو کوئی پتا نہیں۔ جناب سپیکر! جب یہاں پر متفقہ طور پر ایک قرار داد پاس ہوئی کہ مرکز اور صوبے کو افہام وتفہیم سے رہنا چاہیے تو یہ بڑی اچھی بات ہے۔ ہمیں آپس میں مل

میں نہ رہنا چاہیے۔ تو میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ میں بھی اسی ایوان کا ممبر ہوں پچھلے دنوں میرے حافظ آباد میں پولیس نے ڈکیتیاں کرائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ملک صاحب! یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ اس کو اپنی تقریر میں لے آنا اس کے لیے کوئی اور وقت رکھ لیں۔

ملک محمد وزیر اعوان، جناب سپیکر! یہ میری زندگی کا مسئلہ ہے میں یہ آپ کے سامنے پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کے لیے آپ ایسا کریں کہ آپ کوئی موشن لے آئیں۔

ملک محمد وزیر اعوان، جناب والا! مسئلہ یہ ہے کہ مجھے ڈی ایس پی رانا رشید حافظ آباد سے اپنی زندگی کا خطرہ ہے۔ آج رات کو انھوں نے مجھ پر قاتلانہ حملہ کرایا۔ میں اس سلسلے میں آپ سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میں تو آپ سے اپنے لیے تحفظ مانگ رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہم ایسا کرتے ہیں۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں اتنا ہی اہم ہے تو آپ motion بھی move کر دیں۔ اور اس کے بعد آپ مجھے مل لیجئے اور ہم اس کا فوری طور پر ایکشن لیں گے۔ جی بیگم صاحبہ۔ ملک صاحب آپ فکر نہ کریں۔ اس ایوان کے ہر ممبر کے سلسلے میں پوری مدد کریں گے۔ آپ تشریف لائیں آپ کی مرضی کے مطابق بات ہو جائے گی۔ جی بیگم صاحبہ!

محترمہ بیگم شاہانہ نسیم فاروقی، میں اصل موضوع پر آنے سے پہلے اپنی بات نومبر 1988ء کے الیکشن کے بعد وجود میں آنے والی اسمبلی سے کروں گی۔ اسمبلی کے وجود میں آنے کے فوراً بعد مرکزی حکومت نے حکومت پنجاب کے ساتھ محاذ آرائی شروع کر دی۔ اور نہ انھوں نے زبانی طور پر بلکہ عملی طور پر کرکے دکھایا اور اس سلسلے میں انھوں نے اوپر تلے کئی حربے استعمال کیے۔ جو کہ ناکام ہوئے۔ میں ان کی تفصیلات میں جانا نہیں چاہتی جب وہ ان میں ناکام ہوئے تو انھوں نے ایک نئی سازش حکومت پنجاب کے خلاف شروع کر دی۔ آج سے دو اڑھائی ماہ پہلے انھوں نے یہ دعویٰ کرنا شروع کر دیا کہ عنقریب پنجاب کی حکومت ناکام ہو جائے گی۔ اور میاں نواز شریف کی حکومت ایک دو ماہ کی مہمان رہ گئی ہے۔ اور اس قسم کے بیانات ان کے لیڈروں نے دینا شروع کر دیئے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ کس قسم کی تبدیلی کی بات کر رہے تھے پیپلز پارٹی نے ایسا کون سا کارنامہ سر انجام دیا ہے اور انھوں نے حکومت پنجاب یا پنجاب کی عوام کے لیے ایسا کون سا کام کیا ہے۔ جس کے بل بوتے پر

وہ بڑے دعوے سے کہہ رہے ہیں کہ اب حکومت پنجاب چند دن کی مہمان رہ گئی ہے۔ میرے خیال میں جس تبدیلی کی وہ بات کر رہے ہیں وہ خود امن عامہ کو بگاڑتا ہے اور اس کی ذمہ داری حکومت پنجاب کو دیتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مختلف قسم کے کرائمز نہ صرف پنجاب میں بلکہ دنیا بھر میں روز مرہ رونما ہوتے رہتے ہیں۔ اور آج سے دو اڑھائی ماہ پہلے اس قسم کا پروپیگنڈہ امن عامہ کے متعلق نہیں تھا۔ آپ آخر یہ سب کچھ اچانک کیسے شروع ہوگیا۔ فاروق آباد' گوجرہ' منٹوپورہ' چنیوٹ اور رحیم یار خان میں جو واقعات رونما ہوئے اگر آپ ان کا بغور جائزہ لیں تو اس کا طریق کار ملتا جلتا نظر آئے گا۔ ادھر ایک واقعہ رونما ہوتا ہے۔ ادھر جلوس کی شکل میں لوگوں کا نکل آنا اور پیپلز پارٹی کے ورکرز کا اس جلوس کی قیادت کرنا' پولیس اسٹیشن پر پتھراؤ کرنا توڑ پھوڑ کرنا حکومت پنجاب کے خلاف نعرہ بازی کرنا۔ یہ کہنا کہ حکومت پنجاب ناکام ہوگئی ہے۔ اور یہ کہ وزیر اعلیٰ مستعفی ہو جائیں۔ ان کے لیے خود پیدا کردہ حالات کو بگاڑنے کی اپنی پوری کوشش کرنا نہ صرف اس موقع پر اس کے علاوہ ذرائع ابلاغ کو بے دریغ طریقے سے استعمال کیا گیا ہے۔ وہ آپ اور ہم سب جانتے ہیں۔ ٹیلی ویژن پر کئی کئی منٹ تک ان واقعات کو دکھایا گیا۔ اگر آپ ان تمام باتوں کا جائزہ لیں تو یہ بات ہمارے سامنے آجاتی ہے۔ کہ یہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ہوا ہے۔ لیکن اب پنجاب تو کیا ملک کے دوسرے حصے میں اور دوسرے صوبوں کے لوگ بھی جان چکے ہیں کہ کون کیا ہے۔ اور انشاء اللہ یہ تمام ان کے حربے ناکام ہو جائیں گے۔ قومی سطح پر لاء اینڈ آرڈر کی صورت کو ہم دوسرے صوبوں سے موازنہ کریں تو پنجاب کی حالت سب سے بہتر ہے۔ سندھ جو کہ ہمارے ملک کا ایک حصہ ہے اور جہاں کے حالات کی وجہ سے پنجاب میں اور تمام ملک میں اس کے برے اثرات مرتب ہو رہے ہیں وہاں پر جان و مال کی حفاظت نہ ہے اور سینکڑوں لوگوں کو کراچی حیدر آباد نواب شاہ سے نکالا جا رہا ہے۔ نان سندھیوں کو نکالا جا رہا ہے۔ نان سندھیوں کے لیے باقاعدہ ایک مہم چلائی گئی تاکہ ان کو وہاں سے عدم تحفظ کی وجہ سے نکالا جائے اور غیر سندھی مسلمان کے لیے کوئی تحفظ نہیں لیکن وہاں پر ایک ہندو بہت بہتر طریقے سے رہ رہا ہے۔ یہ افسوس ناک بات ہے۔ نان سندھی ایک دفعہ پہلے قربانیاں دے کر ہندوستان سے پاکستان آئے اور آج پھر انھیں ظلم و تشدد کا نشانہ بنا کر وہاں سے نکالا جا رہا ہے۔ سندھ میں پبلک ٹرانسپورٹ' شاہراہیں اور سروسز بھی غیر محفوظ ہو گئی ہیں۔ ستم تو یہ ہے کہ مرکزی حکومت ان تمام واقعات پر پردہ پوشی کر رہی ہے۔ ملک میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کی کئی وجوہات ہیں۔ ان میں سے دو یا تین جو وجوہات ہیں وہ میں بتانا چاہتی ہوں۔ بے شمار لوگوں کو بغیر

تحقیق کیے ان کی رہائی اور مرکز سے اسلحہ لائسنس بے دریغ طریقے سے چھان بین کیے بغیر لوگوں میں تقسیم کرنا اور Re-placement Bureau کے ذریعے ہزاروں کی تعداد میں لوگ رکھے گئے۔ جن میں 80% لوگ باقی صوبوں کا حق مار کر سندھ سے لیے گئے اور ان میں بھی نا اہل اور نا تجربہ کار لوگ ہیں۔ آخر کار ان تمام باتوں کے نتائج تو سامنے آنے ہی ہیں میں حکومت پنجاب کو اور میاں نواز شریف صاحب کی قیادت کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ وہ ان مشکلات کا ڈٹ کر مقابلہ کر رہے ہیں اس سے پہلا تین سالہ دور آج کا دور جو میاں نواز شریف صاحب کی قیادت میں ہے میں سمجھتی ہوں جتنی ترقی اور جتنے کام پنجاب کے لیے ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں یہ ریکارڈ ہے اور پاکستان کی تاریخ میں پنجاب کے کسی چیف منسٹر کے دور میں اتنے ترقیاتی کام نہیں ہوئے۔ جتنے سکول کالجز' بنیادی ہیلتھ یونٹ' سڑکیں' گلیاں اور نالیاں بے شمار کام ہوئے ہیں۔ وہ ہمارے اور آپ کے سامنے ہیں۔ لیکن اگر آپ کا ارادہ حکومت پنجاب اور میاں صاحب کی ذات پر تنقید برائے تنقید کرنا ہے تو اس کا ہمارے پاس کوئی حل نہیں۔

**نوابزادہ غضنفر علی گل**، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میری بہن میاں صاحب کا نام لے رہی ہے جب عورت میاں صاحب کا نام لیتی ہے تو اس کے بعد وضاحت کرنا پڑتی ہے میرے خیال میں میرے بھائی میجر صاحب کا نام نہیں لے رہیں یہ کہیں کہ نواز شریف۔

**محترمہ بیگم شاہانہ نسیم فاروقی**، یہ آپ کی گندی سوچ ہے۔ آپ اس طرح سوچتے ہیں آپ کو اس قسم کی بات کرتے ہوئے شرم آنی چاہیے اور جب آپ بات کرتے ہیں آپ اپنی wife کا نام نہیں لیتے آپ بے نظیر کا نام لیتے ہیں۔

**نوابزادہ غضنفر علی گل**، آپ کو میاں صاحب کا نام لینا چاہیے۔ نواز شریف کہنا چاہیے میاں صاحب نہیں کہنا چاہیے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر**، نواب صاحب تشریف رکھیں۔ جی بیگم صاحبہ!

**محترمہ بیگم شاہانہ نسیم فاروقی**، جناب والا! جیسے سب جانتے ہیں کہ فنڈز کی کمی کی وجہ سے حکومت پنجاب کو کئی مشکلات کا سامنا ہے جس کی وجہ سے کئی development کے کاموں میں رکاوٹ پیش آ رہی ہے۔ میں پنجاب حکومت سے اس بات کی اپیل کرتی ہوں کہ وہ مرکزی حکومت سے ڈیمانڈ کرے کہ ان کا مناسب حصہ ان کو ملے۔ تاکہ ترقیاتی کاموں میں آسانی ہو ایک اور ضروری بات ہے کہ اس سے

ہم خواتین کے لیے ایک میڈیکل کالج کا قیام یہاں پر کر سکیں۔ ایک اور ضروری بات میں کہنا چاہتی ہوں کہ اس میں کوئی شک نہیں ہماری انتظامیہ میں اچھے برے سبھی لوگ شامل ہیں۔ جہاں پر ہم ان کے برے کاموں پر ان پر کڑی تنقید کرتے ہیں اور ہمیں کرنی چاہیے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اگر کوئی اچھا کام کرتا ہے تو اس کی حوصلہ افزائی کے لیے اس کی تعریف بھی کرنی چاہیے۔ اور یہ بہت زیادتی ہوگی کہ ہم تمام لوگوں کو ایک جیسا سمجھیں۔ اور اس سلسلے میں ٹیلی ویژن پر ان کے جو negative point دکھائے جاتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ اگر وہ اچھا کام کرتے ہیں تو ان کے مثبت پہلو یا ان کی باتیں بھی ٹیلی ویژن پر دکھائی جائیں۔ اس ہاؤس میں ہم سب عوام کی فلاح و بہبود اور ملک و ملت کی ترقی کے لیے بات کرنے آتے ہیں نہ کہ ایک دوسرے پر تنقید برائے تنقید کرنے۔ جمہوری عمل کے کچھ اپنے طریقے ہیں' کچھ تقاضے ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ ہم ان اصولوں اور طریقوں پر عمل کرتے ہوئے ایک خوش گوار ماحول پیدا کریں۔ اس میں ہماری' ہمارے دین' ہمارے ملک اور جمہوریت کی بقا ہے۔ ہم جس خاص سمت تیزی سے جا رہے ہیں ہمیں اس کا سد باب اور کوئی حل نکالنا چاہیے۔ اس سے پہلے کہ حالات اتنے سنگین ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ بھی ہم سے ناراض ہو جائے تو پھر ہم سب بے بس ہو جائیں گے۔ اور کچھ نہیں کر سکیں گے۔ اس کا نقصان ہم سب کو مل کر اٹھانا ہوگا۔ آنے والا وقت اور آنے والی نسل ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔ و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین۔

جناب ڈپٹی سپیکر، عبدالقادر شاہین صاحب!۔

جناب عبدالقادر شاہین: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج جس مسئلے کے لیے ہم لوگ یہاں اپنے تئیں کچھ کہنا چاہتے ہیں اس میں سب سے اہم مسئلہ موجودہ حالات میں امن و امان کا پیدا کردہ ڈھانچا ہے۔ سب سے پہلے میں ایجنڈے کی پہلی شق کی طرف آتا ہوں۔ کہ یہ اس لیے سارا کچھ پیدا ہو رہا ہے کہ ہمارے ملک کے اندر خصوصاً پنجاب میں جس طریقے سے قانون کی دھجیاں اڑائی گئیں جس طریقے سے Rules of Procedure اور دوسرے تمام قوانین کو ایک طرف رکھ کر بھرتیاں کی گئیں' سفارشی لوگوں کو ترقیاں دی گئیں اور سیاسی دباؤ کی بنا پر اپنی پسند اور نہ پسند کی بنیاد پر لوگوں کو اپنے حلقوں میں تعینات کیا گیا اور ذہین ترین لوگوں کو چھوڑ کر ان لوگوں کو سفارشی لیٹروں پر اور چیف منسٹر صاحب کے ایک ڈائریکٹو پر بھرتی کیا گیا جن کی نہ تو تعلیم' نہ کوئی صلاحیت اور نہ ہی ان کا کوئی معیار رکھا گیا کہ آیا یہ بندہ یہ شخص اس پوسٹ پر اہل بھی ہے یا نہیں۔ اس کی بنیادی وجہ سے

یہ تمام صورت حال جیسا کہ ہم دیکھ رہے ہیں پیدا ہوئی ہے۔ محکموں میں تو اس حد تک گھپلے بازی کی گئی کہ اس ہاؤس میں پچھلے بجٹ سیشن کے دوران اپوزیشن لیڈر کی طرف سے ایک پوائنٹ اٹھایا گیا تھا کہ ہمارے ملک میں صوبہ پنجاب میں سیاسی بنیادوں پر تقریباً 73 لوگوں کو نائب تحصیل دار بھرتی کیا گیا تھا۔ جس کا کوئی merit نہیں رکھا گیا۔ یہاں تک کہ ہمارے تمام ممبران کی سفارشوں پر نائب تحصیل دار اور تحصیل دار بھرتی کیے گئے جس کی زندہ مثال اس وقت بھی ہائی کورٹ کے بنچ میں چودھری عبدالمجید کا کیس جو کہ merit پر سب سے top of the list تھا اس وقت بھی تصفیہ طلب پڑا ہے۔ تمام میرٹ ایک طرف رکھتے ہوئے ہماری سیاسی بنیادوں پر جو بھرتیاں کیں ان کی وجہ سے یہ تمام تر خرابیاں پیدا ہوئیں جناب والا! اس کے بعد پولیس کا محکمہ ہے جو کہ ملک کے اندر، صوبے کے اندر، ضلع کے اندر، تحصیل کے اندر اور علاقے کے اندر ایک تھانے میں امن و امان قائم رکھنے کا ایک موثر ترین ادارہ ہوا کرتا ہے۔ لیکن شومئی قسمت کہ صوبہ پنجاب میں خصوصی طور پر گیارہ سال کے جبر اور بربریت کے تسلسل کو پھر گستاخی کی شکل میں ایسی فورسز کو جنم دیا گیا، organize کیا گیا کہ آج مجھے یہاں فلور پر کہتے ہوئے افسوس ہو رہا ہے کہ چند دن پہلے اخبارات میں شہ سرخیوں سے یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ پنجاب کے آئی جی نے وزیر اعلیٰ صاحب کے حکم پر بیالیس بد دیانت نا اہل اور ناسور لوگوں کو ان علاقوں سے نکال کر ان کے خلاف تحقیقات کا حکم دیا تو جناب والا! انتہائی افسوس کے ساتھ کہ لاء منسٹر صاحب یا وزیر اعلیٰ صاحب اس بات کا کبھی جواب نہیں دے سکیں گے کہ وہ بیالیس پولیس افسر جن کو بد دیانت نا اہل کہہ کر الگ کیا گیا تھا آج وہی لوگ انھیں تھانوں کے اندر اسی حیثیت سے براجمان ہیں۔ اس کی وجہ یہ کہ سیاسی طور پر ہمارے اس طرف بیٹھے ہوئے ساتھیوں نے ان کو اتنے برے طریقے سے استعمال کیا ہوا ہے کہ آج وہ آفیسران black male کرتے ہوئے انھیں کی سفارشوں سے وہیں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا دنیا میں کوئی ایسی مشینری ایجاد ہو گئی کہ ان افسران کو اس مشین میں ڈال کر گھمایا گیا اور آب زم زم سے دھویا گیا اور وہ سات دن کے بعد ہی بد دیانت سے دیانت دار ہو گئے۔ نا اہل سے اہل ہو گئے؟ کیا پنجاب یونیورسٹی کی جانب سے ان کو راتوں رات کوئی بی اے یا ایم اے کی جعلی ڈگریاں بھیجی گئیں؟ یا ان کے جو کارنامے تھے وہ دھو دیئے گئے؟ کوئی جواب نہیں دے سکیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم لوگوں نے سیاسی طور پر پولیس اور انتظامیہ کو اس برے طریقے سے اپنے ذاتی مفادات کے لیے گھسیٹ رکھا ہے کہ اگر رانا ثوکت محمود کے خلاف کیس ہے تو پولیس ہتھکڑی لگانے کے لیے پہنچ جائے گی۔ اگر

سلمان تاثیر کو ملک وزیر اعوان کو یا کسی بھی معزز ممبر کو لرقار لرنا ہو تو پولیس بڑی چاق و چوبند بڑی ہوشیار ہوگی۔ یعنی تاریخ کا واقعہ ہے کہ پاکستان کی پولیس دنیا کی واحد پولیس ہے جسے واردات سے سات دن پہلے پتا ہوتا ہے کہ کہاں قتل ہونا ہے۔ کہاں بنک ڈکیتی ہونی ہے کہاں سنار کی دکان سے مال لوٹا جانا ہے۔ کہاں پر راہ چلتی ہوئی ٹرین کو روکا جانا ہے۔ اور کب کس ڈپٹی سیکرٹری کے گھر میں پولیس نے داخل ہو جانا ہے۔ یعنی دنیا میں پہلی پولیس ہے کہ جسے وقت سے پہلے ہر چیز کا علم ہو جاتا ہے۔ میں تو یہی کہوں گا کہ ہم نے بیالیس سال میں سیاسی طور پر' معاشی طور پر جو آسودگی دیکھی اسے خدا کے لیے چند مفادات اور چند مفاد پرستوں کے لیے اس طریقے سے نہ گھسیٹا جائے کہ وقت بدلتے دیر نہیں لگتی۔ کل کو یہی پولیس ' یہی سکیورٹی' یہی سی آئی ڈی کے ادارے خدا نخواستہ اس طرف بیٹھے ہوئے سب سے بڑے جگادری کو پکڑیں گے تو پھر اس کا کوئی جواب نہیں ہوگا۔ آج اس پولیس کی حالت یہ ہوئی کہ لوگوں کی نفرتوں کے پتھروں سے چنیوٹ کے اندر زندہ انسانوں کو سنگسار کیا گیا۔ جناب سپیکر فاروق آباد کا واقعہ آپ کے سامنے ہے۔ مغل پورہ کا واقعہ آپ کے سامنے ہے۔ اسی طریقے سے بے شمار واقعات ہیں۔ سب سے بڑی بات تو یہ کہ ہم نے جب سے اپنی سیاسی بصیرت کی آنکھیں کھولی ہیں ہم نے پولیس کو ایک خیر کی وردی میں ہی دیکھا ہے۔ ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ پنجاب کی حکومت یا کوئی بھی حکومت ہو' پنجاب کے لوگوں اور غریبوں کے پیسے سے پلنے والے یہ ناسور کب اس ملک سے ختم ہوں گے؟ جناب والا! جب ہم نے پچھلے سیشن میں کہا کہ پولیس کا بجٹ جو آپ رکھ رہے ہیں' جو ان کو آپ خود کار کلاشنکوف اور ہتھیار دے رہے ہیں یہ ڈاکوؤں کے لیے نہیں۔ بلکہ ان کی اپنی وردی ان کی اپنی حفاظت کرتے ہوئے ملک سے غریبوں کا خون چوسے گی۔ تاجروں کا خون کرے گی' معصوموں کو' بے گناہوں کو قتل کرے گی۔ اسی فلور پر ہمارے لا منسٹر نے کہا تھا کہ نہیں' ہم تو ان کو مضبوط کر رہے ہیں تاکہ جرائم ختم ہوں۔

جناب محترم! میں جرائم کی ایک چھوٹی سی تفصیل آج اس ایوان میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میں 1989ء کا تھوڑا سا تجزیہ پیش کروں گا کہ کل رپورٹ شدہ جرائم دو لاکھ تیس ہزار ایک سو گیارہ ہیں۔ جناب والا! یہ 1989ء کا چارٹ ہے جب کہ 1983ء میں ایک لاکھ چونسٹھ ہزار آٹھ سو پچاس جرائم درج ہوئے اب جناب میں آپ کو تھوڑا سا آگے لے کر چلوں گا اس میں صرف قتل پانچ ہزار تین سو بیس ہیں اور اقدام قتل سات ہزار نو سو ساٹھ ہیں جبکہ زخمی یا شدید زخمی گیارہ ہزار دو سو ساٹھ ہیں نیز بلوہ' سرکاری ملازمین پر حملے اٹھارہ سو ہیں۔ ضرباتِ شدید جو تھانوں میں وقوع پذیر ہوئیں میں اس کا ذکر

میں کر رہا یہ ان چادر اور چار دیواری کے تحفظ کے علاوہ غنڈہ ازم کو جنم دینے والے لوگوں کا ہے یہ ولہ سو دس ہیں' اغوا کی وار داتیں چھ ہزار' دو سو چالیس ہیں ڈکیتیاں ( ہائی ویز اور پٹرول پمپوں پر ) تقریباً نو سو دس۔ مارکیٹنگ' گھروں' دفتروں میں چوریاں چار ہزار تین سو انیس۔ رہزنی و دیگر چوریاں 26 ہزار سات سو 61۔ کاروں اور موٹر سائیکلوں کی چوریاں 16 ہزار 6 سو 13۔ اسلحہ ایکٹ کے تحت درج شدہ مقدمات 47 ہزار 6 سو۔ جناب والا! میں نے یہ چھوٹا سا چارٹ آپ کے سامنے اس لیے پیش کیا اس کے علاوہ دیگر جو مقدمات جن کا مال کے بدلے سودا ہو جاتا ہے اور وہ درج نہیں ہوتے اور وہ مقدمات جو پولیس افسر ڈنڈے کے زور پر لوگوں کو بٹھا کر عدالتوں سے تصفیہ کروا لیتے ہیں یا پھر تھانے کی چار دیواری میں مک مکا ہو جاتا ہے۔ اس کا ذکر جناب محترم میں نے ابھی نہیں کیا لیکن میں اس میں تین تھانوں کا تھوڑا سا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو لاہور میں ہمارے اس چیف ایگزیکٹو کے حلقے میں آتے ہیں ان تھانوں میں صرف ایک صاحب کی فہرست آپ کو پیش کرتا ہوں کہ ان کے اپنے علاقے میں ہونے والی ڈکیتیاں' چوریاں رہزنی اور اغوا کی وار داتوں کی تعداد 16 سو 64 ہے۔ قتل اور منشیات فروشوں کی طرف سے ایک دوسرے کے خلاف گولیوں کے نتیجے میں 37 افراد کا مرجانا۔ جناب محترم! جب اس صوبے کا سب سے بڑا آدمی اس صوبے کو اپنی جاگیر سمجھنے والا شخص نام نہاد غنڈہ ازم کو جنم دینے والی کارروائیوں کا شہنشاہ یہ صورت حال پیدا کر دے گا تو ہم لوگ اس طرف بیٹھے ہوئے پہلے ہی گیارہ سال سے معلوم تھے ہمارے لیے تو آج بھی وہی مارشل لاء دور چلا آ رہا ہے ہم تو یہی محسوس کرتے ہیں کہ کل بھی وہی ظالم تھے اور آج بھی وہی ظلم اور بربریت کا مظاہرہ کرنے والے یہی ساتھی ہیں تو جناب ہم نے تو شروع سے کہا تھا کہ ہم لوگ تو رواداری چاہتے ہیں ہم پیار چاہتے ہیں محبت چاہتے ہیں شرافت چاہتے ہیں اور اسی لیے ہماری قائد محترمہ بے نظیر بھٹو نے وزیر اعظم بنتے ہی سب سے پہلے کہا تھا کہ میں نے اپنے باپ کا قتل معاف کیا اور میں نے اپنے جوان بھائی کا قتل معاف کیا میں نے ان لوگوں کو معاف کیا جنھوں نے میرے کارکنوں پر' اور میرے عہدے داروں پر لاکھوں کوڑے برسائے جنھوں نے میری بہنوں کے اوپر سے دوپٹے کھینچے میں نے ان لوگوں کو معاف کیا جنھوں نے شاہی قلعے اور جیلوں میں سیاسی کارکنوں کو بند کیا لیکن انھوں نے اس کے ساتھ ایک بات اور بھی کہی تھی انھوں نے کہا تھا اور یہ تاریخی لفظ ہے کہ اس ملک کے قانون سے کھیلنے والوں کو اس ملک کے قومی خزانے کو لوٹنے والوں کو نہ میں معاف کروں گی اور نہ حکومت پاکستان معاف کرے گی نہ ہی تاریخ معاف کرے گی۔ تو جناب والا! میں آپ کو لے کر تھوڑا سا آگے چلتا ہوں کہ

پولیس کے لیے کروڑوں کا بجٹ رکھنے کے بعد یہ [illegible]
نہیں کہ میرے ماتحت چلنے والے تھانوں کے ایس ایچ او کو کب، کیسے اور کس وقت کس نے اور کیوں بدلوا دیا۔ ایس پی کو کوئی پتا نہیں۔ ایس پی ڈسٹرکٹ پولیس کا ہیڈ ہے۔ یا 7۔ کب سے اسے فون کیا کہ فلاں انسپکٹر کو فلاں جگہ اور فلاں ڈی ایس پی کو فلاں جگہ تبدیل کر دو اس لیے جناب والا! پنجاب پولیس میں کم از کم ایس پی صاحبان کا کوئی کردار تو رہا نہیں اس کے بعد میں آپ کو ڈی آئی جی کی طرف لے کر چلوں کہ کروڑوں روپوں کا بجٹ پولیس کے اختیارات میں اپنی جیبیں گرم رکھنے کے لیے دینے کے باوجود ہر ڈی آئی جی کے پاس جناب محترم پانچ گاڑیاں ہیں ایک گاڑی اس کی بیوی کے لیے ایک گاڑی اس کے بچوں کو سکول لے جانے اور شاپنگ کرانے کے لیے، ایک گاڑی صرف اور صرف بازار سے سبزی لینے اور لے جانے کے لیے اور دو گاڑیاں ڈی آئی جی کے پاس صرف اپنے مصرف کے لیے ہیں۔ جناب محترم! ہم نے تو اس فلور پر کہا تھا کہ قوم کا اتنا پیسہ ضائع کرنے سے کوئی فائدہ نہیں پہلے اپنے دل کا چور نکالیں پہلے اپنے دل سے اس بات کو نکالیں اس طرف بیٹھے ہوئے لوگ بھی اسی معاشرے کا حصہ ہیں اسی پنجاب کا حصہ ہیں وہ بھی لوگوں کے ووٹ لے کر آئے ہیں اور وہ بھی حکومت پاکستان کو ٹیکس دیتے ہیں اور جو بندہ ٹیکس دیتا ہو وہ کسی وقت بھی کسی مقام پر بھی آپ کا گریبان پکڑ کر پوچھ سکتا ہے کہ جناب میں نے اپنے بچوں کا پیٹ کاٹ کر جو ٹیکس آپ کو دیا اسے ناجائز طریقے سے کیوں استعمال کیا جا رہا ہے لیکن جناب اس وقت بھی مذاق اڑایا گیا اور کہا گیا کہ پولیس کو مضبوط کرنا پنجاب کو مضبوط کرنا ہے ہم نے کہا کہ آپ بالکل صحیح کہتے ہیں کہ پولیس مضبوط ہوگی پولیس سٹیٹ بنے گی تو آپ کی کرسی مضبوط ہوگی 7۔ کب مضبوط ہوگا جناب والا! اس کے ساتھ ہی میں آپ کو اپنے علاقے میں پولیس کے کردار کی طرف لے چلوں۔ تحصیل منچن آباد جہاں ابھی چند دن پہلے آپ کا بھی گزر ہوا وہاں پر ہر تھانے میں ایک معزز ایم پی اے کا بندہ انچارج مقرر ہے یہی صورت حال جناب والا! چشتیاں میں ہے اور یہی صورت حال ہارون آباد اور فورٹ عباس میں ہے وہاں پر عام زبان میں یہ کہا جاتا ہے "چولی پا کے توڑنا۔" یعنی ایک بندہ آتا ہے اس کی انگلی ٹوٹی ہوئی ہے وہ تھانے آ کے کہتا ہے کہ جناب سات بندوں نے میرے اوپر تشدد کیا لہذا پرچہ درج کیا جائے کیا ہوگیا جی انگلی ٹوٹ گئی جناب۔ سات بندوں نے مارا اور اس کی صرف انگلی ٹوٹی جناب۔ نہیں تو اس ایوان کی ایک کمیٹی بنائی جائے ان چاروں تحصیلوں کا ریکارڈ منگوایا جائے کہ بیسیوں مقدمے صرف انگلی ٹوٹنے کے ہیں اور کان کٹنے کے ہیں۔ سات آدمی دس آدمی مارنے

والے سوں دندوں اور پستول کے بٹ مارنے والے اور توئی صرف انگی۔ تو جناب والا! ہمیں غلط راستے پر ڈالا جا رہا ہے۔ اس سے افہام وتفہیم' پیار و محبت علاقے میں پیدا نہیں ہو رہی بلکہ نفرتیں جنم لے رہی ہیں۔

اب جناب والا! میں آپ کو حلقہ 99 کی طرف لے کر آتا ہوں۔ میں نہیں کہتا کہ وہاں کیا ہوگیا یہ اس پنجاب کی بدقسمتی ہے بلکہ میں اس فلور پر آپ سے سفارش کراؤں گا کہ یہ ایوان یہ پاس کرے کہ آئندہ جہاں کہیں بھی ضمنی الیکشن ہو اس دن سے قانون پاس ہو جائے کہ خواہ مرکزی حکومت ہو یا صوبائی حکومت ہو یہ حکومت مہینہ یا دو مہینے رہتی ہے یا نہیں لیکن ہمیشہ کے لیے قانون بنا دیا جائے کہ جب بھی ضمنی الیکشن ہو کوئی سیاسی حکومت یا کوئی سیاسی پارٹی نہ وہاں کوئی ڈویلپمنٹ کر سکے نہ ٹرانسفر کر سکے نہ ہی ترقی دے سکے پھر دیکھیے کہ ووٹ ملتا ہے کہ نہیں۔ ہم تو بیس سال سے ایک نظریہ لے کر اپنے چار سو چل رہے ہیں اگر نقصان ہو گا تو ان کو ہوگا لیکن ہم فراخ دلی سے کہتے ہیں کہ وہاں پر کھلے چیکوں کی تقسیم' لوگوں کو راتوں میں پیسہ دینا وہاں پر ٹرانسفریں کرنی ہزاروں بندوں کو جعلی ملازمت کے کاغذ دینے ان تمام چیزوں کو ہم سمجھتے ہیں کہ یہ سیاسی بد دیانتی ہے یہ بد دیانتی جناب محترم ہمیشہ کے لیے بند ہونی چاہیے۔ اور حلقہ 99 میں ہی جس طریقے سے پولیس والوں نے فوٹو گرافروں کو مارا ان کے ہزاروں روپوں کے قیمتی کیمرے توڑ دیے اور میں پولیس کو اس لیے مجرم کہہ رہا ہوں کہ ایم ایس ایف کے لوگوں نے سر عام لوگوں کے سامنے ان کا نقصان کیا اور ان پر تشدد کیا لیکن انتظامیہ وہاں کھڑی تماشہ دیکھتی رہی۔

**جناب ڈپٹی سپیکر،** شاہین صاحب! آپ کا وقت ہو رہا ہے لہذا آپ اپنی تقریر کو wind up کریں۔

**جناب عبدالقادر شاہین،** جناب والا! طے یہ پایا تھا کہ آدھا آدھا گھنٹہ دل کا غبار نکالنے کے لیے ملے گا۔

**جناب ڈپٹی سپیکر،** میں اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ اس میں ایک اور چیز بھی ہے کہ اپوزیشن لیڈر رانا صاحب! کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔

**جناب عبدالقادر شاہین،** جناب والا! میں صرف ایک دو باتوں کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں کہ لاہور کے اندر انتظامیہ کا ایک اور رول بھی شروع ہو چکا ہے یہ تھا تو کافی عرصے سے لیکن ذرا زیادہ ہی ہے کہ جہاں کہیں بھی کوئی خالی پلاٹ دیکھا ایک ہرے رنگ کا چھوٹا سا بورڈ بنوایا وہاں پر یہ لکھ کر لگوا دیا کہ

دفتر مسلم لیگ حلقہ نمبر فلاں' جناب والا! انتظامیہ کا یہ فرض ہے کہ نگرانی کرے پندرہ بیس دن کے بعد اس فلاں پلاٹ کو اونے پونے داموں اپنے کسی بندے کے نام کر دیا جاتا ہے اور یہ سارا کچھ وفاق کی زمینوں پر ہو رہا ہے۔ جناب والا! اب میں آپ کو تھوڑا سا تعلیم کی طرف لے کر چلوں۔ اس میں' میں بہاولنگر کا ذکر کرنا چاہتا ہوں اور خصوصاً بہاولنگر اور پھر تھوڑا سا دوسری طرف کا ذکر۔ یہ ذکر اس لیے کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب حکومت ہی نہیں بلکہ ہر حکومت کا فرض ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کو تعلیم' صحت' روزگار اور رہنے کے لیے گھر مہیا کرے لیکن جناب یہاں تو کروڑوں روپیہ محکمہ تعلیم کے کھاتے میں رکھنے کے باوجود آج کسی بہن کو نہیں پتا کہ میری کل ڈیوٹی اگر کنگن پور ہے تو شام کو میری ڈیوٹی قصور ہوگی یا پھر اگلے دن سیاسی بنیادوں پر میرا تبادلہ گوجرانوالہ کر دیا جائے گا۔ اب گوجرانوالہ سے میرے ذہن پر فوراً ایک strike ہوئی کہ وہاں ایک خاتون فرزانہ بی بی ہے۔ اب حالت یہ ہے کہ میں معزز ایوان کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ وہاں کا ایک کلرک سلیم خان ہے جو ہماری ہر بہن سے -/200 روپیہ مہینہ لیتا ہے اگر وہ اسے -/200 روپیہ مہینہ نہ دے تو اس کا بل پاس نہیں ہوتا۔ جناب محترم 17 مہینے سے ابھی تک اسے تنخواہ نہیں ملی اور اگر اس نے شکایت کی اور اخبارات کے لوگوں کو جانا چاہا تو آج سے تین دن پہلے اسے چھٹی کرا کے گھر بھجوا دیا۔ اسی فلور پر محکمہ تعلیم کے پارلیمانی سیکرٹری نے کہا تھا کہ ہم تو بڑی اچھی پالیسیاں بنا رہے ہیں اور یہی پالیسیاں مرکز بھی بنائے گا۔ اگر یہی تعلیم کا معیار ہے اور یہی تعلیم کی پالیسیاں ہیں تو ہمیں ایسی پالیسیاں نہیں چاہئیں۔ ہمیں ایسی پالیسی چاہیے کہ پیدا ہونے والے بچے کو یہ احساس نہ ہو کہ میری تعلیم کا کیا ہوگا؟ پیدا ہونے والے بچے کو یہ احساس نہ ہو کہ میرے روزگار کا کیا ہوگا؟ گھر سے نکلی ہوئی بہن کو یہ احساس نہ ہو کہ میں اپنا دوپٹہ' اپنی چادر صحیح سلامت گھر بھی لے کر جاتی ہوں کہ نہیں؟ جناب والا! بہاولنگر میں کیا ہوا؟ محکمہ تعلیم نے پچھلے گیارہ بارہ سال سے ایک بلڈنگ کرایہ پر لی ہوئی تھی لیکن 7- کب سے ایک لیٹر چلا گیا کہ یہ بلڈنگ خالی کر دی جائے اور یہاں پر بیٹھے ہوئے ایک بہت بڑے سیاسی بازی گر کی بلڈنگ جس کے دس کمرے ہیں وہ -/5000 روپیہ کرایہ پر لے لی جائے پہلی بلڈنگ میں 16 کمرے تھے اور جو 11 سال پہلے ہوئی تھی جبکہ اس ساری بلڈنگ کا کرایہ -/1800 روپیہ تھا۔ یعنی پس ماندگی کی حالت یہ ہے کہ اس کا -/1800 روپیہ کرایہ تھا لیکن حکم حاکم جان سے ذبح ہوگئے کہ -/5000 روپیہ کرایہ پر اس کی بلڈنگ لے لی گئی اور اس میں پھر ایک اور بات دیکھیے کہ دو کمرے ان کی وکالت کے لیے ہوں گے یعنی وہ محکمہ تعلیم کا خواتین کا دفتر ہے لیکن مرد مجاہد وہاں رہے گا۔ دو

کرے اس کو بھی ملیں گے اور -/5000 روپیہ کرایہ ہوگا تو جناب یہ ہمارے پنجاب کے محکمہ تعلیم کے خزانے پر بہت بڑا بوجھ ہے لہذا اس قسم کے اقدامات کرنے سے پہلے ہمیں سوچنا چاہیے کہ ایک طرف تو ہم یہ کہتے ہیں کہ ملازمین کی تنخواہ نہیں بڑھ سکتی' ہم ملازمین کو گھر نہیں دے سکتے اس لیے کہ ہمارے پاس فنڈ نہیں ہیں۔ جناب والا! اسی ہاؤس نے ایک قرار داد پاس کی تھی۔ آپ کو یاد ہوگا کہ ان تمام اسمبلی کے ملازمین کو رہنے کے لیے ایک کالونی بنا کر دی جائے گی لیکن ایک طرف تو ہمارے پاس فنڈ نہیں ہیں اور دوسری طرف سیاسی لوگوں کی جیب گرم کرنے کے لیے سب کچھ ہے۔

اب میں آپ کو اپنی آخری آئٹم پیپلز پروگرام کی طرف لے کر چلتا ہوں۔ تو جناب والا پاکستان پیپلز پارٹی کا اپنا ایک منشور ہے' اپنی ایک قیادت ہے۔ اس کے اپنے منشور کی کچھ ترجیحات ہیں ہم نے جب یہ دیکھا کہ 11 سال تک جن علاقوں میں ظلم' جبر' بربریت ہوتی رہی' وہاں کے لوگوں کے ٹیکس دینے کے باوجود ان کے کوئی ترقیاتی کام نہیں ہوئے تو محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے وفاقی حکومت کی طرف سے پیپلز پروگرام کا اعلان کیا۔ پیپلز پروگرام میں 5 ارب کے قریب روپیہ رکھا گیا اس لیے کہ دور دراز کے علاقے ہوں یا شہری علاقے ہوں وہاں پر انسان کو زندگی کی بنیادی ضروریات مہیا کرنا ہمارا فرض اولین تھا لیکن دوسری طرف پنجاب کو اپنی گرہ کا مال سمجھنے والوں نے یہ کیا کہ جناب سپیکر! میرے بہاولنگر میں ایک ایسی آبادی ہے جس کو 40 سال سے پینے کا پانی نہیں مل رہا تھا۔ وزیر اعظم صاحب نے جا کر حکومت پاکستان کے صدر صاحب کی اجازت سے' ان کے اکاؤنٹ سے 30 لاکھ روپے کی ایک واٹر سپلائی سکیم کا افتتاح کیا لیکن یہاں پر ایئرکنڈیشنڈ بنگلوں میں بیٹھنے والے اور 34 گاڑیوں کے واحد مالک کو یہ بات گوارہ نہ ہوئی۔ جس نے اپنے گھر کے سامنے 264 فوارے لگا رکھے ہیں اور وہ لوگوں کے دیکھنے کے لیے ہیں۔ پانی پینے کے لیے نہیں وہ ایک ایک فوارہ بلجیم سے 2 لاکھ 40 ہزار روپے میں تیار ہوا ہے۔ ادھر پینے کا پانی نہیں دیتے اور ادھر لوگوں کو رنگ برنگے فوارے دکھانے کے لیے 264 فوارے جناب محترم لگوا دیئے گئے ہیں اور اس سکیم کے ساتھ جناب والا! کیا ہوا کہ وزیر اعظم صاحبہ یا پاکستان پیپلز پارٹی لوگوں کو پینے کے لیے پانی' چلنے کے لیے سڑکیں' رہنے کے لیے مکان اور پڑھنے کے لیے سکول دینا چاہتی ہے تو یہاں پر حکومت پنجاب کا ہرکارہ پہنچا اور اس ہرکارے نے کیا کروایا کہ وہ تمام جو حکومت پاکستان کا 30 لاکھ روپے کا بجٹ تباہ و برباد کر دیا۔ یہی کچھ سیالکوٹ میں ہوا۔ یہی کچھ فیصل آباد اور ملتان میں ہوا۔ جناب میں تو صرف یہی کہوں گا کہ خدا کے لیے اتنا سوچیے کہ یہ سارا سرمایہ' یہ سارا پیسہ ان غریبوں کا ہے جو ہمیں یہاں بھیجتے ہیں اور ڈریں اس

وقت سے کہ جب وہ بغاوت کا نعرہ لگائیں گے [illegible]
یہ پھر پنجاب کی حکومت میں بھی وہی ہوگا جو آج سندھ کے اندر ہو رہا ہے کہ ایک طرف تو ہم ان باغیوں کو، ان قاتلوں کو ہار پہناتے ہیں جب ہمارے پنجابیوں کی لاشیں پنجاب میں آتی ہیں تو جناب محترم ہماری سب سے بڑی ایگزیکٹو کو یہ خیال نہیں آتا کہ یہ پنجابی بھی اسی پنجاب کا حصہ ہے۔ جناب آج پھر شاید ان قتلوں کا بدلہ دینے کے لیے اپنے سرمائے کے اینچی کیس لے کر گئے ہیں۔ ہم تو یہ کہیں گے کہ پنجاب میں رہیے۔ پنجاب کی حکومت چلائیے یہاں سے جرائم ختم کیجئے۔ یہاں پر غریبوں تک تعلیم پہنچائیے۔ یہی ہماری استدعا ہے۔ بہت مہربانی شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ملک طیب محمد اعوان صاحب۔۔

ملک محمد طیب خان اعوان، جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مہربانی فرمائی اور پنجاب کی صورت حال پر کچھ عرض کرنے کا موقع دیا۔ جناب سپیکر! غالباً کچھ دن ہوئے کہ ہم یہاں پر پنجاب کی امن عامہ پر بحث سن رہے ہیں اور ہمارے یہ دوست بڑے جوش و خروش سے ایسی تقریریں کر رہے ہیں کہ جن سے محسوس ہوتا ہے کہ یہ ہمیں ڈرا رہے ہیں۔ اس سے یہ محسوس نہیں ہوتا کہ یہ کوئی اصلاح کی بات کر رہے ہیں بلکہ محسوس یہ ہوتا ہے کہ یہ ہمیں دھمکا رہے ہیں ہمیں خوف زدہ کر رہے ہیں۔ اس طرح ملک میں امن عامہ کا قائم ہونا بہت مشکل ہے اگر یہ ہاؤس میں بیٹھ کر ہمیں ڈرانے والے لہجہ میں تقریریں کریں یہ باہر تو ہم سے خدا معلوم کیا کرتے ہوں گے۔ یہ جو کچھ بھی کہتے ہیں سوائے نواز شریف کے انھیں اور کوئی نام یاد نہیں خدارا یہی نواز شریف جس نے مارشل لاء سے نکال کر، اسی نواز شریف کی قیادت نے مارشل لاء سے نکال کر آپ کو ان بنچوں پر بٹھایا ہے۔ آج اسی نواز شریف کو آپ بار بار کہتے ہیں کہ نواز شریف ہے، نواز شریف ہے۔ کوئی اور نام بھی آپ اپنے ذہن میں لے آئیں۔

ملک محمد وزیر اعوان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرے معزز دوست نے فرمایا ہے کہ جناب نواز شریف کی سربراہی میں ہمیں یہاں جمہوریت ملی ہے تو میں ان کی اطلاع کے لیے یہ عرض کر دیتا ہوں کہ یہی نواز شریف صاحب مارشل لاء کی چھتری میں اسی پنجاب کے Care Taker Chief Minister بھی رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، شکریہ۔ جی ملک صاحب!

ملک محمد طیب خان اعوان، جناب والا! میں اپنے بھائی کو بھی یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ آپ کے بنچوں پر جو لوگ جھنڈے لگائے پھرتے ہیں وہ بھی مارشل لاء کی چھتری میں یہیں بیٹھے تھے۔ یہ ایک نواز شریف کا نام نہ لیں۔ انھیں بھی وہاں سے نکالیں کہ وہ مارشل لاء کے دور میں جھنڈے لگا کر ان بنچوں پر کیوں بیٹھے تھے؟ جو آج کل جھنڈے لگا کر لہرا رہے ہیں وہ بھی مارش لاء کے دور میں انھیں بنچوں پر بیٹھے تھے۔

ملک محمد وزیر اعوان، میاں صاحب کو نکالیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب بڑی مہربانی۔ آپ تشریف رکھیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ آپ interruption کے بغیر ہاؤس کو چلنے دیں تاکہ معزز ممبر زیادہ سے زیادہ بول سکیں۔

ملک محمد طیب خان اعوان، جناب سپیکر! جب یہ کہتے ہیں کہ یہ تمام رویہ پولیس پر عائد کیا جا رہا ہے۔ [*****] اس لیے یہ پولیس پر تنقید کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! جب یہ نعرے لگاتے ہیں کہ ہم غریبوں کے نمائندے ہیں۔ مجھے یہ بتائیں کہ انھوں نے آج تک غریبوں کے لیے کیا سوچا ہے۔ غریبوں کے لیے کیا کیا ہے۔ انھوں نے جو کچھ کیا ہے اپنے ورکروں کے لیے، اپنے نمائندوں کے لیے کیا ہے اور اپنے پیٹ کے لیے کیا ہے۔ غریبوں کے لیے یہاں بھی کوئی آواز نہیں اٹھائی یہاں بھی صرف نواز شریف پر تنقید کی ہے۔ اگر یہاں پر انھوں نے کسی غریب کی بات کی ہو تو میں کہوں گا کہ یہ صحیح نمائندگی کر رہے ہیں۔ غریبوں کا نام لینے والے غریبوں کو جانتے تک نہیں کہ غریب کس جانور کا نام ہے۔ غریب کا اسے پتا ہے جو خود غریب رہ چکا ہو۔ یہ وہ غریب ہیں جو غریبوں کا صرف نام فروخت کرتے ہیں غریبوں کے لیے عملی طور پر کچھ بھی نہیں کرتے۔ جناب سپیکر! آج سے ایک ڈیڑھ مہینہ پہلے ان کے پاتو ورکر حلقہ 99 میں پہنچ چکے تھے۔ اس مہینہ میں اگر پنجاب میں کوئی ایک واردات ہوئی ہے تو میں مجرم ہوں۔

سید ذاکر حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری اطلاع کے مطابق کل جو پنجاب کابینہ کا جلاس ہوا ہے اس میں سلطنت مغلیہ کے زوال کے اسباب پر غور کیا گیا ہے۔ کیا یہ بات درست ہے؟

*** (حکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کیا گیا)

جناب ڈپٹی سپیکر، میری معزز اراکین سے گزارش ہے کہ معزز اراکین کی تقریروں کے دوران مداخلت نہ فرمائی جائے۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ دوست اپنی بات کر سکیں۔ ملک صاحب اپنی بات جاری رکھیں۔

ملک محمد طیب خان اعوان، جناب سپیکر! ان کی تقریروں میں دخل نہ دینا ہم پر فرض ہے ان پر تو کوئی فرض ہی نہیں۔ یہ تو اصل فرض کو بھولے ہوئے ہیں یہ تو عارضی فرض ہے۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ان کے [*****] حلقہ 99 میں پہنچے ہوئے تھے اس لیے صوبے میں خدا کے فضل و کرم سے امن رہا ہے۔ یہ جو حلقہ 99 کی بات کرتے ہیں میں حلفاً کہتا ہوں کہ میں بھی وہاں پر گیا ہوں۔ اگر میری جیب میں ایک چاقو بھی تھا تو میں مجرم ہوں لیکن ان کی گاڑیوں میں اگر کلاشنکوفیں نہیں تھیں تو مجھے گولی مار دیں۔ کلاشنکوفیں لے کر یہ حلقہ 99 میں گئے اور انھوں نے وہاں پر دباؤ ڈالا' غریب لوگوں کو دھمکیاں دیں اور یہ دھمکیاں دینے والے کہتے ہیں کہ ہم انصاف کے متولی ہیں حلقے اور ملک میں انصاف چاہتے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) خواجہ محمد یوسف، جناب سپیکر! ابھی انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ ان کی پارٹی کے لوگ حلفاً کہہ دیں کہ وہ اپنے ساتھ کلاشنکوفیں لے کر نہیں گئے۔

ملک محمد طیب خان اعوان، میں کہتا ہوں کہ جس پولنگ سٹیشن پر میں تھا ایک میری ذات کے سوا اگر کوئی پنجاب حکومت کا نمائندہ یا کوئی ڈی آئی جی وہاں پر موجود ہو تو اور بات ہے۔ لیکن میں حلفاً کہتا ہوں کہ اور کوئی نہیں تھا [*****]۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش، جناب والا! ان سے کہیں کہ یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ڈاکٹر صاحب آپ تشریف رکھیں۔ خواجہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) خواجہ محمد یوسف، [*****]۔

ملک محمد طیب خان اعوان، [*****]۔

---

***(حکم ڈپٹی سپیکر حذف کیا گیا)

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، دونوں طرف سے جو غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کیے گئے ہیں میں ان کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

میجر (ریٹائرڈ) خواجہ محمد یوسف، اس قسم کی باتیں کرتے ہوئے انھیں شرم آنی چاہیے۔

ملک محمد طیب خان اعوان، شرم آپ کو آنی چاہیے۔ مجھے شرم نہیں آنی چاہیے۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش، جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ہر وقت اسی قسم کی باتیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب ڈاکٹر صاحب! آپ میری بات سن لیں میں نے عرض کی ہے کہ یہ دونوں طرف سے استعمال شدہ غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے جائیں۔

چودھری محمد فاروق (پارلیمانی سیکرٹری)، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں نے کوئی نئی بات نہیں کرنی۔ حزب اختلاف کے ممبران نے یہاں پر تقاریر کی ہیں انھوں نے انتہائی سخت لہجہ بھی اختیار کیا' بے بنیاد باتیں بھی کیں۔ حزب اقتدار کی طرف سے کسی ممبر نے مشتعل ہو کر ان کی تقاریر کے دوران کوئی مداخلت نہیں کی بلکہ ہم نے صبر و تحمل سے ان کی ہر نا جائز بات بھی سنی اور ہمارے معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے جب کوئی تقریر کرتے ہیں تو حزب اختلاف کے ممبران ان کی تقریر میں مداخلت کیوں کرتے ہیں۔ جناب والا! جب کہ یہ معاہدہ ہو چکا ہے کہ تقاریر کے دوران کسی قسم کی کوئی مداخلت نہیں ہوگی۔ اس لیے انھیں یہ کہا جائے کہ یہ بھی صبر و تحمل سے کام لیں اور ہمارے ممبران کو بھی تقاریر کرنے کا موقع دیں۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش، لیکن گالیاں تو نہیں سنیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ڈاکٹر صاحب! آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ سنتے کیوں نہیں کہ میں نے دوبارہ بات کی ہے مگر آپ سنتے نہیں پتا نہیں آپ کی توجہ کہاں پر ہے؟

ملک محمد طیب خان اعوان، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ان میں سنانے کی ہمت ہے تو خدارا یہ تحمل سے سننے کا حوصلہ بھی رکھیں۔ یہی ایک اچھے ممبر کے

---

***(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کیا گیا)

اصول ہیں، یہ سناتے ہیں لگتا ہے کہ ہمیں یہ ڈراتے ہیں لیکن سننے کے لیے یہ تیار نہیں ہوتے خدارا حوصلے سے سنیں بھی سہی۔ اور اللہ کرے آپ کی اصلاح ہو اور ان غریبوں کے لیے کچھ سوچیں جن غریبوں کا نام لے کر آپ یہاں پہنچے ہیں۔ ہم بھی یہاں منتخب ہو کر آئے ہیں اس اسمبلی میں بیٹھ کر ان غریبوں کے لیے کام کریں جن غریبوں سے ہم وعدے کرکے آئے ہیں۔ ہم انھیں یہ کہہ کر نہیں آئے کہ نواز شریف کو یہ کریں گے یا بے نظیر کو یہ کریں گے۔ ہم نے تو ان سے وعدے کیے تھے کہ ہم اسمبلی میں جا رہے ہیں آپ کے لیے سکول بنائیں گے، ہسپتال بنائیں گے۔ سڑکیں بنائیں گے۔ پچھلے پانچ سال سے جتنی سڑکیں بن رہی ہیں میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ یہ اپنے سات سال کا ریکارڈ لے آئیں اور اس پانچ سال کے ریکارڈ سے موازنہ کریں اگر ان سات سال میں ایک فیصد کام بھی ان سے زائد ہوا ہے تو پھر میں یہ کہتا ہوں کہ واقعی یہ حکومت بری ہے۔ لیکن اگر ان کے مقابلے میں ان کے دور اقتدار میں ایک کلہ کام بھی نہیں ہوا تو پھر یہ کہنا کہ برسر اقتدار حکومت یا پارٹی بری ہے تو میرے خیال میں یہ کوئی اچھے الفاظ نہیں۔ انھیں کم از کم اپنی اصلاح کے لیے اور ان غریبوں کی ضرورت کے لیے یہاں تنقید کرنی چاہیے۔ اس پر بولنا چاہیے ہم بھی انشاء اللہ ان کا ساتھ دیں گے۔ اگر جائز بات ہوئی تو ہم بھی ان کا ساتھ دیں گے۔ لیکن یہ ناجائز تنقید، رعب والی تنقید یہ چھوڑ دیں گے تو ہم انشاء اللہ ان سے چار دن پہلے چھوڑ کر بیٹھ جائیں گے۔ لیکن اگر یہ ناجائز ڈرانے والے بات کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ ڈرنے والے پھر ہم بھی نہیں۔ یہ انھیں مغالطہ ہے کہ ہم انھیں ڈرا کر دبا لیں گے یہ بات نہیں ہو سکے گی۔

جناب سپیکر! اب میں آتا ہوں ان کے پیپلز پروگرام کی طرف۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے غریبوں کی گلیاں بنانی شروع کیں، یار گلیاں تو بن رہی ہیں۔ آپ کے پاس ایک ایسا محکمہ ہے جس کی وجہ سے ملک اندھیرے میں ڈوبا ہوا ہے۔ غریب اندھیرے میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ رات کو پنکھا ہلاتے مرجاتے ہیں۔ اس پر روپیہ کیوں نہیں لگاتے۔ سڑکیں اور سکول تو بن ہی رہے ہیں، سڑکیں، ہسپتال یا سکول بنانا تو صوبائی حکومت کے فرائض میں ہے۔ اگر وہ نہیں بنائے گی، اگر وہ کام نہیں کرے گی تو وہ حکومت خود بخود فیل ہو جائے گی۔ جب کہ آپ کی حکومت کے پاس بجلی کا محکمہ ہے۔ لوڈ شیڈنگ تو ہماری جان نہیں چھوڑتی۔ زمیندار بل تو چوبیس گھنٹے بجلی کا ادا کرتا ہے لیکن اسے بجلی آٹھ گھنٹے میسر آتی ہے۔ اس کے لیے کوئی منصوبہ بندی کریں تاکہ لوگوں کو لوڈ شیڈنگ سے چھٹکارا مل سکے۔ جو لوگ اندھیرے میں بیٹھے ہیں جن کے پاس بجلی نہیں ان کے گھروں میں آپ بجلی پہنچائیں

تاکہ آپ کا نام پیدا ہو آپ کی اچھائی ہو۔ یہ کام آپ چھوڑ دیں چار اینٹیں آپ سڑک پر رکھتے ہیں لیکن ٹی وی پر دکھاتے ہیں کہ لاکھوں روپے کا سامان ہمارا ضائع ہوگیا ہے اور وہ لاکھوں روپے ورکروں کی جیب میں چلے جاتے ہیں۔ وہ ضائع نہیں ہوتا وہاں تو دس اینٹیں ہوتی ہیں' دس اینٹوں کے علاوہ اس سڑک پہ کچھ نہیں ہوتا' یہ صرف دکھا کے اس فنڈ کو جو کہ ان کے پرائیویٹ آدمیوں کی جیب میں ہے اسے غبن کرنا چاہتے ہیں اور غبن کر رہے ہیں۔ یہ ملک کی چوری ہے یہ غریب عوام کی چوری ہے' یہ ان عوام کی چوری ہے جن کے ساتھ انھوں نے وعدہ کیا تھا کہ آپ کے بارے میں کچھ سوچیں گے' ان کے لیے کچھ نہیں ہو رہا۔ جناب والا! اس سے آگے میں آپ سے یہ کہتا ہوں کہ ہر طرف ہر وقت یہ ایک ہی نعرہ لگاتے ہیں کہ پنجاب میں یہ ہوگیا' پولیس پہ اتنے فنڈ آگئے' تعلیم پہ اتنے فنڈز آگئے۔ کیا پنجاب حکومت کی آبادی اور سندھ حکومت کی آبادی میں جتنا فرق ہے' پولیس کو فنڈز کے حساب سے کتنا زیادہ سندھ کو دیا گیا ہے اور کتنا کم پنجاب کو آبادی کے لحاظ سے دیا گیا ہے۔ جہاں حکومت دونوں طرف پی پی کی ہے وہاں حکومت صوبے میں بھی اور مرکز میں بھی امن قائم نہیں کر سکتے' تو یہاں اتفاق سے دو گروپوں کی یا دو پارٹیوں کی حکومت ہے' وہاں تو دونوں حکومتیں ایک ہی ہیں' ہمارے غریب بھائی جنھوں نے یہاں سے زمینیں بیچ کر وہاں زمینیں خریدی تھیں' آج اپنے بغیر کسی سہارے کے اپنا سب کچھ لٹائے پنجاب میں آ رہے ہیں وہ زرداری صاحب کہتے ہیں کہ یہ زمین تو سندھیوں کی ہے آپ کہاں سے آ رہے ہیں؟ ان غریبوں کے مال' زمینیں اور فصلیں جو کچھ بھی ہے وہ سب کچھ زرداری فوج کے حوالے ہو رہا ہے اور غریب پنجاب میں آ کر اپنا سر چھپا رہے ہیں کیا وہاں پر امن عامہ میں پنجاب ہی خرابی کر رہا ہے؟ کیا وہاں پر نواز شریف کی فوج جا کر غریبوں کی زمینوں پر قبضہ کر رہی ہے؟ کم از کم انھیں اپنے پنجابی غریبوں کی فریاد کے لیے اپنی پارٹی میں اپنی حکومت میں یہ بات اٹھانی چاہیے کہ ان غریبوں کی زمینوں کو مت چھینو' وہاں پر امن قائم کرو' انشاء اللہ تعالیٰ' اللہ کے فضل و کرم سے امن ہو گا' امن رہے گا اور ہم امن کے لیے ہر وقت کوشاں رہیں گے۔

جناب والا! معاملہ آیا سکولوں کا' میرے خیال میں پنجاب حکومت نے ان پانچ سالوں میں اتنے نئے سکول بنا دیئے کہ جس کی دیہات میں اب مزید ضرورت نہیں۔ ( اپوزیشن کی طرف سے آواز۔۔ یہ بھی گرا دو۔ ) یہ گرانے والے ہمیں کہتے ہیں کہ ڈھا دو جب آپ کی اس جماعت نے اس ملک کو گرانے کی کسر اٹھا نہیں رکھی تو سکول گرانا تو آپ کے لیے معمولی بات ہے' ملک اتنا بڑا پاکستان تھا اس کے آپ نے دو ٹکڑے کیے ہیں۔ سکول گرانا تو آپ کی ایک انگلی کا اشارہ ہے' آپ کا ایک ذرہ

بھر بھی دل نہیں کانپا کہ ہم اپنے بھائی کے ایک بازو کو کاٹ کر علیحدہ کر رہے ہیں اور آپ کی نیتیں اس پنجاب کے تمام بازوؤں کو کاٹنے کی ہیں ہم انشاء اللہ آپ کے یہ عزائم قطعاً مکمل نہیں ہونے دیں گے ہماری جان میں جان رہی تو ہم انشاء اللہ پنجاب کی' پاکستان کی حفاظت کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب فضل حسین راہی صاحب۔

جناب فضل حسین راہی، شکریہ جناب سپیکر! لیکن میں بڑے ہی دکھ کے ساتھ پنجاب اسمبلی میں پنجابی زبان میں بات کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! میں یہ نہیں کہتا کہ ایسی اسمبلی دے وچ بیٹھے ہوئے پبلک دے جتے نمائندے آ ایہناں دے وچ کوئی بے ایمان آ' میں اسے وی نہیں کہندا کہ اتھے دے بیورو کریٹس بے ایمان آ' لیکن میں اسے ضرور کہناں کہ اگر اسے لوگ بے ایمان نہیں تے فیر عوام جڑی آ او اپنے دکھاں دے وچ کیوں مبتلاوا۔ او اپنیاں تکلیفاں دے وچ کیوں مبتلاوا۔ اونہاں دیا تکلیفاں نوں دور کرنا آیا ایس ہاؤس دے ممبراں دا کم نہیں' آیا اسے پالیسی میکرز دا کم نہیں' اس جہڑے ادارے بظاہر عوام دے تحفظ واسطے بنا کے دتے آ اسے اوہناں اداریاں دا کم نہیں' جدوں جناب والا! ادارے کم کر دے آ' Rules and Regulation دے مطابق کم کر دے آ' اور جدوں کسے جگہ دے اتے رولز دی violation ہوسے گی اوتھے امن و امان دا مسئلہ ضرور پیدا ہوئے گا۔ جناب والا! اسے پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح نے بنایا سی قائد اعظم محمد علی جناح دا خلوص اپنی جگہ دے اتے' اسے اک بڑی وڈی حقیقت آ کہ جس ویلے قائد اعظم محمد علی جناح مسلم لیگ وچ شامل نہیں سی ہوسے اوس ویلے تک مسلم لیگ جہڑی آ نواباں دی جماعت سی' صرف جاگیر داراں دی جماعت سی اور صرف اوہناں لوکاں دی جماعت سی جہڑے اک خاص طبقے دے نال تعلق رکھ دے سی' قائد اعظم محمد علی جناح دے مسلم لیگ وچ آن دے نال مڈل کلاس اور نچلی کلاس جہڑی آ او ایہدے وچ شامل ہوئی' اوہناں دے خلوص نے ایس پاکستان دی تحریک نو اک نقطے دے اتے لیاندا اور اونہاں نے اسے ملک پاکستان دے لوکاں دے نال مل کے create کیتا' لیکن اج اسی بڑے آسانی دے نال کہہ دینے آں کہ اسی قائد اعظم دے وارث آں اسی قائد اعظم دی مسلم لیگ نوں لے کے نکلے آں' اسے میاں نواز شریف بھی کہن گے نصر اللہ دریشک صاحب بھی ایہی کیندے' اسے فدا محمد خان وی ایہی کیندے رہے'

جونیجو صاحب بھی ایہی کیندے رہے' لیاقت علی خان صاحب بھی ایہی کیندے رہے' ہر بندہ ایہی دعویٰ کردا ریا کہ او قائد اعظم دی مسلم لیگ نوں نال لے کے ٹریا' اونے دعویٰ کیتا کہ اسی اوس جماعت دے لوگ آں جہڑی خالق پاکستان آ' لیکن جناب والا! ایسے قوم نے دنیا دے وچ اک ایسا منظر وی ویکھیا کہ اوہی create کرن والا بندہ' اوہی پتلے جیئے لمبے جیئے جیئے والا بندہ جنے ڈاکٹر دے نال اے commitment کیتی سی اپنے آپ نوں دکھا کے جدوں اونے دسیا سی کہ قائد اعظم صاحب تہانوں ٹی بی ہو چکی آ اور تسی اسے تحریک نوں جان دیو ورنہ تسی اپنی زندگی نال کھیڈ رہے او۔ فیر اوناں نے کہیا سی کہ تو اسے نہیں دسیں گا' ہندو ڈاکٹر نوں' کہ مینوں ٹی بی ہو چکی آ' صرف ایس کرکے کہ مسلمان جہڑے آ او اناں دی تحریک کمزور نہ ہو جاوے' او بندہ جنے اپنی بیماری دا خیال نہیں کیتا اوس بندے دے نال ایسے ملک دے وچ ایسے جماعت نے اسے جانت کیتی کہ جدوں بیماری دے عالم وچ او کراچی ایئرپورٹ تے اتریا اودوں اونوں receive کرن واسطے کوئی لیاقت علی خان نہیں سی' کوئی نواز شریف نہیں سی' کوئی فدا محمد خان نہیں سی' صرف اک ٹوٹی ہوئی ایمبولینس سی اور اوس ایمبولینس دے وچ اونوں پاکے اک نرس دے سپرد کرکے اونوں ٹور دتا گیا' اور اسے منظر وی لوکاں نے ایتھے ویکھیا کہ اوہی خالق پاکستان اک سٹریچر دے اتے پیا او کلا سڑک تے آیا اور کوئی اونوں پچھن والا نہیں سی' اونوں کوئی کمشنر receive کرن والا نہیں سی اونوں اوتھے کوئی ڈی آئی جی receive کرن والا نہیں سی' کوئی ایس پی receive کرن والا نہیں سی' کوئی ڈی سی receive کرن والا نہیں سی۔ لہذا اگر کوئی بندہ ایس منظر دے برپا ہون توں بعد وی اسے کہوے کہ اودا قائد اعظم دے نال کوئی تعلق آ اوہناں نوں شرم آنی چاہی دی۔ اونوں سوچنا چاہی دا' اونوں بالکل شرم آنی چاہی دی قائد اعظم دے نال اپنا تعلق جوڑ دے نیں کہ جس ویلے قائد اعظم دی زندگی دے نال کھیڈیا جا رہیا سی اور کھیلن والے لوگ وی ایہی سی کہ جہڑے اوناں نوں اوتھے تک پہنچا گئے' اوناں دا اسے خلوص سی کہ پاکستان سانوں مل گیا اور اسے وی اوناں دا اپنا کمناں دا ایہناں دی گلا دے اوتے اسی اعتماد نہیں کر سک دے مسلم لیگ دے لوکاں نوں وی اسے دیکھنا چاہی دا اور پاکستان دے لوکاں نوں وی دیکھنا چاہی دا' پنجاب دے لوکاں نوں وی دیکھنا چاہی دا کہ قائد اعظم محمد علی جناح دستور ساز اسمبلی دے وچ کھڑے ہو کے جدوں کیندے آ کہ ہن مسلم لیگ جہڑی آ ایدے اوتے جاگیر داراں' سرمایا داراں اور سامراجیاں دا قبضہ ہو چکا اور میری جیب دے اندر جنے وی سکے آ او کھوٹے آ' اوناں دا اپنا فرمان ایس مسلم لیگ دے غاتے واسطے کافی آ' ایناں دا اپنا کردار جو ایناں نے

اس خالق پاکستان دے ناں اپنا واسطے shameful آ کہ اسے کہیں' فیر جناب والا! creation of Pakistan ہوئی' پاکستان بنیا' پاکستان دے وچ لوگ دوسرے حصیاں وچوں وی آئے' یو پی' سی پی توں وی آئے۔ اور دلی کلکتے سے بھی آئے اور اینھوں جالندھر' گورداسپور سے اور امرتسر سے بھی آئے۔ لیکن جناب والا! اسے منظر وی دنیا نے ویکھیا کہ جناں لوکاں نے پاکستان بنان دے وچ اپنے اپنی کوئی وی energy waste کیتی' اونوں invest کیا۔ کوئی اپنیاں قربانیاں پیش کیتیاں' اپنیاں بھناں دیاں' اپنیاں ماواں دیاں' اپنے آباؤ اجداد دیاں اور او لوگ جناں نے جالندھر توں اپنے تک پہنچناں سی گھنٹیاں دا سفر سی اوناں نے دناں دے وچ اور مہنیاں دے وچ طے کیتا۔ لیکن او لوگ جناں دا ایس پاکستان نوں بنان دے وچ کوئی تعلق نہیں سی بلکہ اینوں روکن دے واسطے جدو جہد کر دے رہے۔ ایس پاکستان نوں بنان دے واسطے لڑ دے رہے اور انگریز دا ساتھ دیندے رہے اور دوسریاں جماعتاں دا ساتھ دے کے کہندے رہے کہ آزادی نہیں چاہی دی اپنے اسی اسے طریق کار جاہندے آں۔ اوس ویلے او لوگ جناں دا مہنیاں سفر بندا سی اوناں منٹاں اور گھنٹیاں وچ سفر کیتا اقتدار تے او اسے کہ قابض ہوگئے اور جناں لوکاں نے پاکستان بنایا او اج وی کچیاں آبادیاں دے کنارے ' گندے جوہڑاں دے کنارے اپنے بچیاں نوں مچھراں اور ڈنگراں وانگوں پال دے نے۔ اوہ آج وی تہانوں ایسے پاکستان وچ مل دے نے۔

جناب والا! میں اسے کہنا چاہندا واں اگر اسے لوگ بے ایمان نیں اگر اسی چاہیے اسی ممبر اسے پنجاب اسمبلی دے ممبر اگر چاہن ایسے قانون پنجاب دے عوام نوں دے سکدے آں کہ اپنے بھکا کوئی ناں رہوے۔ اپنے دکھ کوئی ناں رہوے۔ اپنے کوئی بیماری دی حالت وچ نہ مرے۔ کوئی دوائی دے بغیر نہ مرے۔ اپنے کوئی سکول پھت دے بغیر نہ رہوے۔ لیکن جناب والا! جہڑے رولز اور ریگولیشن بنائے جاندے نے اناں سے مطابق اگر چلیا جاوے اناں دے اناں دے مطابق حکومت ہوے آئین کے مطابق حکومت ہووے اختیارات دے اندر رہ کے حکومت کیتی جاوے اپنے حلف نوں یاد رکھیا جائے پھر جا کے اسی لوکاں دیاں اسے چیزاں دور کر سکدے آں۔ لیکن جناب والا! تسیں اسے دیکھ سکدے او 42 سال توں لے کے اج تک اپنے حکومتاں بنیاں اس کا بڑی اسانی نال تجزیہ کر لون' بڑی اسانی نال تجزیہ کر سکو گے ایس 42 سال دے اندر 27 سال ایس ملک دے اندر کسے نہ کسے شکل دے وچ بلا واسطہ یا بلواسطہ طریقے دے نال مارشل لاء رہیا۔ پھر 15 سال دا عرصہ سیاست دان دا عرصہ اسے۔ 1958ء تک ایس ملک دے اندر کوئی الیکشن نہیں ہوا۔ 1950ء وچ جہڑا الیکشن ہونا سی

بیدے نتیجے وچ اتھے تبدیلی آئی سی اوس نوں مارشل لاء لگا کے روک لیا گیا۔ او کیوں لگا کے روکیا گیا
وس ویلے حالات ایسے بن گئے سن اک خاص نظریاتی جماعت نیشنل عوامی پارٹی بھاشانی دی قیادت
وچ الیکشن جت دی پئی سی۔ اگر اتھے اک عمل شروع کیتا جاندا' اداریاں نوں مضبوط کیتا جاندا' اتھے
سیاسی اداریاں نوں کام کرن دا موقع دتا جاندا' اسمبلیاں بن دیاں' لوکاں نوں الیکشن وچ لیاندا جاندا پھر
وکاں نوں جمہوریت دے نال اور اوہدے تقدس دے نال پتا لگدا۔ لیکن اتھے پہلے گیارہ سالاں دے
وچ کوئی الیکشن نہیں ہویا۔ پھر اوس دے بعد ایوب خان نے ایک الیکشن کرایا اور اوی اپنے اقتدار
دے تحفظ واسطے کرایا۔ اوس الیکشن وچ وی عوام نوں باہر رکھیا۔ پھر 1971ء دے وچ پہلی دفعہ
پاکستان دے وچ ایسی حکومت بنی جیدی موجودگی دے اندر اتھوں دے غریب نوں پتا لگا کہ اوھدا
ووٹ وی اک سرمایہ دار دے برابر اے۔ اک مزدور نوں پتا لگا اوہدا ووٹ وی مل دے صنعت کار دے
برابر اے اتھے مزاریاں نوں پتا لگا اوہدا ووٹ وی اوہدے اتے ظلم کرنے والے جاگیر دار دے برابر
اے۔ اک پڑھی والے نوں پتا لگا اوہدا ووٹ وی اک دکاندار دے برابر اے۔ ورنہ ایس ملک دے اندر
اے جڑی بنیادی چیز سی ایس نوں متعارف نہیں سی کرایا گیا۔ کہ عوام کیتھوں تک آزاد نیں۔ اتھے
تنقید کرن لگے اپنے اپنے مخصوص نظریات نوں سامنے رکھ کے گل کر دے آں۔ اگر اسی غیر جانبدار
ہو کے ویکھیے پہلی دفعہ ایس ملک دے اندر جمہوریت دا اگر کوئی تصور آیا صحیح معنیاں دے اندر اوہ
پاکستان پیپلز پارٹی دے سابقہ دور دے وچ آیا۔ سانوں اوسے دور دے وچ پتا لگا کہ شہری آزادیاں کی
ہندیاں نیں۔ اوسے دور وچ پتا لگا کہ آئین کی چیز ہندا اے اور ایس دی ضرورت کی ہندی اے۔ آئین
کے تحت ملک کس طرح چلدا اے۔ اوسے دور دے وچ سانوں پتا لگا۔ اج بڑی آسانی نال اتھے وی اک
گل کر دیتی کہ تہاڈے نزدیک سکول توڑنا کوئی چیز نہیں۔ تسی تے او لوگ اوہ جناں ملک توڑ دتا۔
لیکن جناب والا! اگر کوئی پڑھیا لکھیا گل کرے تے اوہدے نال ضرور بحث کراں۔ اگر کوئی ایسے طرح
دان بندے گل کرن مینوں اوہدے نال بحث کرن دی ضرورت نہیں۔ اوہ ایس کرکے ساری دنیا
ل ندی سی 20 دسمبر 1971ء نوں ایس ملک دے اندر پاکستان پیپلز پارٹی دا پہلا دن اقتدار دا سی۔ جد کہ
20 دسمبر 1971 توں پہلے ملک ٹٹ چکا سی۔ اگر مینوں اے گل کہن دی اجازت دیو میں کہواں گا اوہ
ویے سن جناں نے ملک توڑیا۔ اوہی استحصال کرن والے رویے سن۔ یو۔ پی سی۔ پی دے جڑے
لاڈے اتے حکمران مسلط کیتے گئے اوناں دے رویے سن جناں دی وجہ نال اوہ ملک ٹٹا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، راہی صاحب! تین بجے تک اجلاس ہے۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! جدوں تسیں اپنے ملک دے اندر اک جھے دے وچ دس آنے دی بدن والی چیز وکن والی چیز دوسرے جھے دے وچ ڈھائی روپے دی دیکھو گے دوسرے جھے والے توانوں ضرور پچھن گے ساڈے نال خاص طور پر ظلم کیوں ہو ریا اے۔ جدوں تسیں منصوبہ بندیاں توں بغیر ملک دے وسائل دے اتے قبضہ کرکے اپنے آپ توں طاقت ور کرن واسطے ایتھے دے اختیارات نوں استعمال کرو گے۔ اپنے ایتھے دے قانون نوں استعمال کرو گے پھر جناب والا ملک مضبوط نہیں ہوگا۔ ادارہ مضبوط نہیں ہوگا۔ پھر انفرادی طور پر لوگ مضبوط ہون گے۔ ایس دی میں بڑی اسان مثال دے سکدا آں میں کئی واری اگے وی عرض کیتی اے۔ ایس ملک دے اندر اوناں لوکاں نوں لبھو جھڑے راتوں رات بیٹھے بیٹھے ایتھے امیر بن گئے۔ جناں دے کول سالاں دے وچ کروڑاں اربھاں روپیہ آیا۔ اوہ قومی مجرم نیں۔ نہ او قیادت دے اہل نیں نہ او لیڈر نیں۔ اوہ قوم دے وی باغی نیں بلکہ اسلام دے وی باغی نیں۔ اوناں نے ایتھے غلط طریقے استعمال کرکے پیسے بنائے۔ ساری دنیا جاندی اے پنجاب دا چیف منسٹر اج جھڑا پنجاب دا چیف منسٹر اے اے کدی پنجاب دا وزیر خزانہ متعارف ہویا سی۔ اوس ویلے مارشل لاء دی چھتری دے تھلے جنرل جیلانی دی گود دے وچ بہہ کے آئے سی۔ اوس ویلے جدوں اے وزیر خزانہ لگا اوس ویلے ایس دی جائداد دا احساب کرکے ویکھ لو۔ اک اتفاق فونڈری دا مالک سی اج اتفاق گروپ آف انڈسٹری کیتھوں بن گیا۔ اج اپنا سیمنٹ کیتھوں بنن لگ پیا۔ اج اٹھ اٹھ سو فٹ لمبے سریے کیتھوں نکلن لگ پئے۔ اج ایتھے ہنڈا سوک کیتھوں اسمبل ہون لگ پئی۔ ایتھے اج اپنیاں شوگر ملاں کیتھوں لگ گیاں جدوں اسانیاں حاصل کرنیاں اکو خاندان اوہ وی حکمران خاندان صرف ایسا کرے اونوں پچھن والا کوئی نیں۔ اوہدے اپنے قلم دے وچ اینی طاقت اے اوہ ہیرا منڈی دے اک دے نوں چک کے پتا نیں اس ملک دا کتنا وڈا صنعت کار بنا سکدا اے جھڑے ایس لیول تے اپنے قلم نوں استعمال کرنے والے لوگ نیں او قومی مجرم نیں۔ اوہ ایس ملک دے اندر امن و امان دے دشمن ای اوہ لوگ نے جھڑے عوام دے نال یکساں سلوک نیں کردے لیکن نہ اپنے حلف دی پرواہ کر دے نیں نہ اپنے آئین دی پرواہ کر دے نیں۔

جناب والا! اج اسمبلیاں قانون بناندیاں نیں۔ قومی اسمبلی قانون بناندی اے۔ صوبائی اسمبلی قانون بناندی اے۔ سینیٹ دے وچ اپنے معاملات چلدے نیں۔ جدوں قانون بندا اے اے کیا جاندا

اے اے عوام دے تحفظ واسطے اے اور اس دا عمل درآمد یکساں بنیاد تے ہو وے گا۔ کوئی قانون تو مبرا نئیں۔ لیکن اگر تسی اوس دے اوپر عمل درآمد ویکھن لئی جاؤ تہانوں نظر آئے گا جھڑا بندا کلب دے اندر بہہ کے جیمز خانہ کلب دے اندر بہہ کے جوا کھیلے گا یا جم خانہ کلب دے اندر بہہ کے شراب پیئے گا اونوں باہر پولیس سلوٹ کر رہی ہو وے گی۔ اندر جان لگے نوں سلوٹ کر رہی ہو وے گی۔ اوس جواریے نوں سلوٹ کر رہی ہو وے گی۔ اوس شرابی نوں سلوٹ کر رہی ہو وے گی۔ جدوں اوہ باہر واپس آئے گا اوس ویلے وی ایہی پولیس سلوٹ کر رہی ہو وے گی جد کہ دوسرے پاسے گلیاں محلیاں دے وچ وسن والے غریب لوکاں نوں اوسے جوے دے وچ پھڑیا جاندا اے اوسے شراب دیاں کپیاں وچ پھڑیا جاندا اے۔ میرا مثال دین دا مطلب اے ہے اتھے عمل درآمد صرف غریب آدمی دے خلاف اے۔ ایس قانون دی زد دے وچ غریب آدمی نوں لے کے آئیں داں۔ ورنہ جھڑے تسیں قانون دے وچ جرم ڈیکلر کر چکے او۔ جھڑے آئین بنا چکے او۔ جھڑیاں سزاواں مقرر کر چکے ہو گھبرگ دیاں کوٹھیاں وچ او زیادہ تو ں زیادہ جرم اونہاں علاقیاں وچ ہوندے نیں۔ لیکن پرچے سب توں زیادہ فیکٹری ایریا وچ ہووں گے۔ صرف ایس کرکے کہ فیکٹری ایریا تھانہ او اے جتھے مزدور کم کر دے نیں۔ جتھے قانون حرکت دے وچ آندا اے۔ اتھے اک ٹیلی فون دی گھنٹی قانون توڑ دیندی اے۔ اتھے اک ڈی او لیٹر قانون توڑ دیندا اے۔ جتھے تھانے وک دے ہون۔ جتھے عدالتاں وکدیاں ہون۔ جتھے محکمے وکدے ہون پھر اس ملک دے اندر اے تصور کرو کہ امن وی ہووے۔ امن کس طرح ہووے۔ ہم بہت پہلے توں اے کہندے آ رہے آں جنی دیر تک تسی لوکاں دے دکھ نیں گھٹاؤ گے لوگ کسے ویلے بھی اپنے دکھ دا اظہار کسی وی صورت وچ کرن گے۔ مت سوچو کہ پیپلز پارٹی نے فاروق آباد وچ تہاڈے واسطے کوئی مسئلہ کھڑا کیتا اے۔ مت سوچو مغل پورے دے وچ وی پیپلز پارٹی نے مسئلہ کھڑا کیتا اے۔ اے سوچو جھڑا اتھے 42 سالاں دا جبر اینہاں تے ہو ریا اے اونہاں نوں جس ویلے وی اظہار دا موقع ملے گا اوہ اپنے انداز دے وچ اپنا اظہار کرن گے۔ سانوں ایس دباؤ نوں ختم کرن واسطے کم کرنا چاہی دا اے۔ اے عمل درآمد غریباں دے خلاف نہیں ہونا چاہی دا اے۔ اس ملک دے اندر خدا دا واسطہ ای نرمی دیو۔ عام لوکاں نوں relaxation دیو سب توں وڈا جھڑا ذمہ دار اے ایوان اے ۔ ایس ملک دے اندر جو ہو وے گا ایس صوبے دے اندر جو ہو وے گا اوس دی ذمہ داری ایس ایوان تے ہو وے گی۔ صرف ایس کرکے اوہ ذمہ داری ایس ایوان تے ہو وے گی۔ میں اگے وی کہناں داں جدوں نا انصافی ہندے اے کسی وی سٹیج توں ہندی اے میں اک ممبر آں۔ میں اسمبلی دا ممبر آں او

وعدہ کرو۔ قرآن چکو کدی زندگی دے وچ بد دیانتی نہیں کرنی۔ او قرآن چکو کسے انسان دے کولوں ٹکہ نہیں لینا۔ کوئی رشوت نہیں لینی۔ لوکی تے الیکشن کراندے آ۔ تے جدوں الیکشن دے وچ اسیں جاندے آں' اوہناں نوں پیو مندے آں۔ اسیں اوہناں نوں دادے مندے آں۔ اسیں اوہناں دیاں پواندیاں بیٹھ کے ووٹ منگدے آں۔ داد جی' تسیں سرہانے بیٹھو' اسیں تہاڈے بچے آں' اسیں تہاڈے ممبر آں۔ جدوں اسیں ممبر بن جاندے آں اوہناں اوپر وی تئیں بہن دیندے۔ اوہناں نوں کہندے آں تھلے بیٹھو ہن اسیں ممبر بن گئے آں' ہن اسیں امیدوار نئیں رہے جناب والا! ایہہ رویہ تبدیل کرن دی لوڑ اے۔ مت ایہہ سوچو' اگر اک مجسٹریٹ دا کوئی تھوڑا بہت آ۔ اتھے بیوروکریسی دا سیلاب وی عجیب لے لیا گیا اے۔ اتھے بیوروکریسی دا مطلب ایہہ لے لیا گیا کہ جہڑے implementation کرن والے لوگ آ' اوہ بیورو کریٹ۔ اک مجسٹریٹ بیورو کریٹ آ۔ اک سیکرٹری بیورو کریٹ آ۔ اک کمشنر بیورو کریٹ آ۔ ایہہ قطعاً بیورو کریٹ نئیں۔ ایہہ بیورو کریٹ کیوں مشہور ہو گئے؟ کہ جہڑی ایتھاں دی ڈائریکٹ عوام دے نال ڈیلنگ ہوندی اے۔ بیورو کریٹ جہڑا اے' اوہ پردے دے وچ اوہندے پیچھے بیٹھا ہویا پالیسی میکر آ۔ جہڑا پالیسی بنا کے ایہناں نوں دیندا اے۔ پالیسی بنان والے لوک بیورو کریٹ آ۔ اتھے ایڈا وڈا کنفیوژن اساں سوسائٹی دے وچ پیدا کیتا کہ جہڑا کلرک ساڈی گل نئیں سندا' اسیں کہہ دیندے آں کہ جی' ایہہ بیورو کریٹ دا حصہ بن گیا ایہہ اوہ قطعاً نئیں بنیا ہندا۔ جہناں نوں implemetation کرن واسطے دتا جاندا اے' اوہ بیورو کریٹ قطعاً نئیں۔ اونہاں نوں تسیں بہتر پالیسی دیو گے' او اوہدا بہتر نفاذ کرن گے۔ جدوں تسیں آرڈر ایسی طراں دے جاری کرو گے' میں اک مثال دے کے گل کردا ہندا واں کہ جدوں اسیں کالج دے وچ پڑھدے سی' ساڈے پروفیسر نے پچھیا کہ تسیں وڈے ہو کے کی بننا چاہندے او۔ ہور وی منڈیاں نوں پچھیا۔ اک منڈا کہندا جی' میں ڈاکٹر بننا چاہندا واں۔ اوہنوں فیر پروفیسر نے پچھیا' ایہہ واقعی اپنے جاب دے وچ مخلص آں واقعی دکھی انسانیت دی خدمت کرنا چاہندا اے' ایہہ واقعی غریباں دی مدد کرنی چاہندا اے تے اوتھے ایہہ گل بالکل کھل کے سامنے آئی سی کہ ایہہ بالکل مخلص اے۔ اور ہر اوہ نوجوان جہڑا یونیورسٹی وچ پڑھا رہیا اے' جہڑا کالج تے سکول وچ پڑھ رہیا اے' اوہ مخلص اے۔ اوہ اپنی ایس commitment دے نال مخلص آ۔ لیکن جناب والا' اوہدی commitment مندی کدوں اے؟ جدوں اوہ عملی زندگی دے وچ آندا اے تے جدوں دیکھدا اے کہ میں ڈاکٹر آں تے میری میڈیکو لیگل دے وچ ڈیوٹی لگی اے۔ اک بندا آندا اے اوہ کہندا اے میرے کولوں دو ہزار روپیہ لے لا' ذرا ایہہ سٹ

ودھا دے۔ اوہ کہندا اے' نئیں۔ میں بے ایمانی نئیں کرنی۔ جہڑے پرانے بے ایمان ہندے آ اوہ کہندے آ کہ اجے نواں نواں آیا ایہنوں رستیاں دا نئیں پتا۔ اوہنوں رستیاں دا پتا ہندا اے' اوہ وچے ای رہیا ہندا اے۔ لیکن اوہ نئیں کردا۔ اوس ویلے تک نئیں کردا۔ فیر دیکھدا اے' جدوں اوہنوں پتا لگدا اے کہ ڈاکٹر خالد نے وی پیسے پھڑ لے' فلانے نے وی پھڑ لئے' میرے کولوں لوکاں نے میڈیکو لیگل کٹاناں چھڈ دتا۔ میں باراں وجے توں لے کے تن وجے تک بہندا واں' میرے کول اک دو کیس آندے آ۔ باقی سارے تن وجے دا انتظار کرناں شروع کر دیندے آ۔ خالد صاحب آن کے' اوہناں کولوں کٹاواں گے۔ اوہ جدوں ایہہ چیزاں دیکھدا اے' اور ایہہ دیکھدا اے تے اوہ roling stone بن جاندا اے۔ اوس محکمے دے اندر جدوں اوہ رولنگ سٹون بن جاندا اے اک ممبر اوہنوں ٹھڈے مار دا اے' اوہنوں چک کے راجن پور سٹ دیندے آ۔ وجہ کی؟ کہ ڈاکٹر خالد کہندا اے کہ یار' ایہدی وجہ دے نال اتھے بڑا رپھڑ پیا ہویا اے' ایہنوں وچوں کڈھاؤ۔ ٹھڈا مار کے اوہنوں راجن پور سٹ دیندے نیں تے ڈاکٹر خالد اوہدی جگہ تے آ جاندا اے۔ فیر اوہ سوچ دا اے' میں اپنے ماں پیو کولوں دور چلا گیا آں' اپنے بھین بھراواں کولوں دور چلا گیا واں' فیر اوہ ڈاکٹر خالد کولوں پچھدا اے کہ کوئی ہور طریقہ؟ آہستہ آہستہ اوہ خود اوس رستے تے ٹر جاندا اے جہدے خلاف اوہدی پرورش ہوئی ہندی اے۔ جناب والا! ہن اتھے گل کیتی گئی کہ جناب' ایناں دے دل وچ بڑا پنجاب دا درد اے۔ بڑا پنجاب دے بارے وچہ ایہہ گل کر دے نیں۔ تسیں ایسے صوبے پنجاب دے وچ ویکھیا تے اتھے ای کھڑے ہو کے چیف منسٹر صاحب تقریراں کر دے سن کہ سندھ وچوں پنجابیاں دیاں لاشاں آرئیاں نیں۔ تے اسیں کہندے سی کہ سانوں ویکھن تے دیو' کہڑے سٹیشن تے آئیاں نیں۔ اوہ کہندے سی کہ لاہور آئیاں نیں۔ فیصل آباد والیاں نوں پچھو' اوہ جھنگ سی۔ اوس ویلے لاشاں نئیں سی آئیاں جدوں چیف منسٹر کہندا سی۔ لیکن اج جدوں لاشاں آ رہیاں نیں' اوہناں دے اپنے حلقے وچ لاشاں آرئیاں نیں اوس ویلے اوہ نظر نئیں آندے۔ اج اوہ بندا جہڑا کہندا سی کہ پنجابیاں دے قاتل آ' ایم کیو ایم والے' اج اوہ ہی بندا اوسے ایم کیو ایم نوں مضبوط کرن واسطے سی اوپی نوں نال لے کے ایڈے وڈے جلسے دا انتظام کردا اے۔ جہڑا ایم کیو ایم دی پوری طاقت دا مظاہرہ بن جاندا اے۔ جدوں ایم کیو ایم دے کارکن زندگی وچ پہلی دفعہ اپنی طاقت دیکھدے آ فیر اوہناں دے دل وچ انتہا پسندی آ جاندی آ۔ اسیں تے اتھے جدوں جو مرضی کرلیے۔ ایہہ تاں مسئلہ ای کوئی نئیں۔ تہاڈی سیاست ساڈی سمجھ توں باہر اے کہ تسیں اوس جلسے دے اندر تسیں وفاق دی سیاست کر دے وی پے او کے نئیں؟ اگر

تسیں وفاق دی سیاست کر دے او تے فیر تہاڈا وفاقی لیڈر اک کیوں نئیں؛ تسیں اتھے لاہور جلسہ کرنا ہووے، نواز شریف نوں لیڈر بنا دیندے او۔ تسیں پشاور جلسہ کرنا ہووے، تسیں ولی خان نوں رکھ لیندے او۔ تسیں کوئٹے جلسہ کرنا ہووے، تسیں بگٹی نوں لیڈر بنا دیندے او۔ کراچی جلسہ کرنا ہووے تسیں الطاف نوں لیڈر بنا دیندے او۔ تسیں چاراں صوبیاں دے وچ چار چار وزیر اعظم متعارف کراندے او۔ کیوں؟ میں ایہہ گل ذمہ داری نال کہندا آں پنجاب دا درد دل وچ اودوں جاگیا سی جدوں انھاں نوں 16 نومبر 1988ء نوں شکست ہوئی سی۔ جس ویلے انھاں نوں قومی اسمبلی دیاں سیٹاں نئیں لبھیاں فیر اوہناں نے سوچیاں، ہن اک صوبے چوں سیٹاں لبھیاں نئیں۔ اوہدا نعرہ مار دیو۔ باقی صوبیاں نیں سانوں کڈھ دتا اے، اسیں ایہناں نوں چھڈ دیئے۔ فیر ایہناں نے وفاق دی سیاست چھڈ کے پنجاب دا نعرہ ماریا۔ 16 نومبر نوں۔ فیر آئی ایس آئی نے ایہناں دا ساتھ دتا، انٹیلی جنس والیاں نے انھاں دا ساتھ دتا۔ اوہ ریکارڈ کڈھ کے انھاں نوں دتے اور زہریلے پروپیگنڈے کیتے گئے۔ بے سرویا بیاناں دے حوالیاں دے نال۔ کدیں نصرت بھٹو دے بیاناں دے نال جوڑ دتا گیا کہ ایہناں نے سرگودھے دے وچ ایہہ کیہیا اے کہ پنجابی وزیر اعظم نئیں بنن دیناں۔ اتھے ایس قسم دی نفرت، پنجابی شاؤنزم پیدا کیتا گیا۔ اوس ویلے ایہناں نوں تکلیف ہوئی۔ اج پنجاب دے عوام بڑی چنگی طراں جاندے نیں کہ پنجابی اوہ بندا او جہڑا پنجاب دی رہتل دی گل کرے۔ پنجابی اوہ ہے جہڑا پنجاب دی ثقافت دی گل کرے۔ پنجابی اوہ آ جہڑا پنجاب دی زبان دی گل کرے۔ ایہناں دی پنجاب پنجابی نوازی میں گل نے سارے پنجاب دے وچ تنگی کرکے دکھا دتی۔ جدوں پہلے دن میں ایس ہاؤس دے وچ آیا، میری جدوں واری آئی تے میں پہلے دن اتھے تقریر کرن لئی کھڑا ہویا، میں پنجابی دے وچ گل شروع کیتی تے مینوں چیئر توں روک دتا گیا کہ اردو وچ گل کرو۔ میرے واسطے ایہہ انکشاف اوس دن سی کہ اسیں پنجاب دے ممبر پنجابی وچ ایوان دے اندر تقریر ای نئیں کر سکدے۔ اتھے رولز اوہدی مخالفت کر دے نیں اوس ویلے میں کہیا سی، میں پنج سال اتھے خاموش بیٹھا رہواں گا اگر تسیں مینوں پنجابی نہ بولن دیو گے۔ تے میں اوس ویلے کہیا سی کہ سپیکر صاحب، ایہہ میری زبان نئیں، نواز شریف صاحب، ایہہ میری زبان نئیں، ہو سکدا اے نواز شریف صاحب دی زبان نہ ہووے، ایس کرکے نہ ہووے کہ اوہناں دے بارے اسیں مشکوک ہے گے آں کہ اوہناں دا تعلق پنجاب نال ہے وی کہ نئیں میرا خیال آ اوہناں دا تعلق پنجاب نال بندا ای نئیں۔ اوہناں دا تعلق اوس جگہ دے نال بندا اے، جتھے اج کل آزادی دی جدو جہد چلدی پئی اے۔ لیکن میں سپیکر صاحب نوں ایہہ کہیا سی کہ

پنجابی میری زبان نئیں' ایہہ میرے آباؤ اجداد دی زبان نئیں' تہاڈے وی آباؤ اجداد دی زبان اے۔ ایہہ تہاڈے وی صوفیاں دی زبان اے۔ تہاڈے پنجاب دے ہیروز دی زبان اے۔ جے تسیں تہاڈا اپنا کلچر اپنی زبان ختم کر لئی تے فیر کدیں پنجابیت نئیں جاگ سکے گی۔ تے اج ساڈھے چار سال دے بعد میں اوسے پوزیشن دے وچ کھڑا ہاں کہ جے میں قرار داد لکھ کے بھیجدا واں کہ جناب' اسیں پنجابی زبان بغیر اجازت دے بولن دی آزادی ہونی چاہی دی اے تے مینوں سیکرٹری صاحب ولوں چٹھی آ جاندی آ کہ ایس لئی رولز دے اندر تبدیلی کرنی پئے گی لہذا سپیکر صاحب نے تہاڈی قرار داد ای نا منظور کر دتی اے۔ میں کوئی غلط نئیں کہہ رہیا۔ میں سارے پنجاب دے ممبراں نوں کہہ رہیا واں' جدوں ووٹاں منگن جاندے جے اوتھے تے پنجابی دے وچ گلاں کردے او۔ اوتھے تے اپنے اپنے لہجیاں وچ گلاں کردے او اوتھے تے اک اک مائی نوں سمجھاندے او۔ اتھے آ کے اردو دے وچ گل کردے او؟ مینوں ایہہ سمجھ نئیں آندی۔ ہن میرے بزرگ' میرے بھرا ملک طیب اعوان دا لباس چنگا بھلا پنجابی ہوندا اے۔ میں اوہناں دی بڑی عزت کردا واں۔ میں ہمیشہ اوہناں نوں کہیا کہ تہاڈا پورا لباس پنجابی ہندا اے۔ سر تے پگڑی وی بالکل اوسے طراں' سارا معاملہ۔ لیکن اوہ وی اردو بولن گے۔ مجبور! اوہ وی اردو بولن تے مجبور نیں۔ میری سمجھ وچ نئیں آندی کہ ایہہ کیوں نئیں ہندا؟

جناب والا! یہاں کرپشن کی بات کی گئی۔ میں اج وی بیان پڑھیا اے' وزیر اعلیٰ پنجاب صاحب دا' اوہناں نے اپنی پارٹی دے اراکین نوں' خطاب کردے ایہہ کہیا اے' کہ کوئی کرپشن دی حمایت نہ کرے۔ کوئی سفارش نہ کرے۔ نہ اگے نوں اسیں کرپشن ہون دینی' نہ اگے نوں ایہہ سفارش منی۔ اج دا بیان اے۔ اسیں نئیں منی۔ لیکن ہنے اتھے اک منسٹر صاحب افضل اعزاز بیٹھے سن۔ ایہناں دا اپنا بیان اے کہ میرے اپنے محکمے دے اندر دو کروڑ مہینے دا جاندا اے۔ رشوت۔ آپ اوہناں نے ارشاد فرمایا' اوہناں دا اپنا بیان اے کہ جہڑی ایہہ ٹریفک پولیس اے' دو کروڑ روپیہ مہینے دا ایہہ ٹریفک پولیس "منتھلی" لیندی اے۔ وزیر ٹرانسپورٹ نے بیان دتا اے۔ فیر گل ایہہ ہے کہ جدوں اک تحصیل دار تین لاکھ روپے دے کے تحصیل داری لے' جدوں اک اے ایس آئی تہانوں لکھ ڈیڑھ لکھ دے کے اے ایس آئی لگے گا' فیر اوہدے کولوں ایہہ توقع کرنا کہ اوہ اتھے بیٹھ کے گیارہ بارہ سو روپے وچ انصاف کرے' ایہہ تے کدیں ہو ہی نئیں سکدا۔ ایہہ تاں ممکن ای نئیں انصاف تاں اودوں ہوئے گا جدوں کسے غریب نوں بغیر سفارش دے نوکری ملے گی۔ انصاف اوہ نوکر کرے گا جہڑا بغیر پیسے دین توں نوکری حاصل کرے گا۔ بغیر سفارش دے نوکری حاصل کرے گا۔ جدوں اوہنوں اپنی تعلیم دے

اتے اعتماد ہوئے گا۔ کہ میں اپنی تعلیم حاصل کراں گا۔ مینوں اپنی تعلیم دے نتیجے وچ نوکری ملے گی۔ جدوں اوہنوں ایہہ پتا اے کہ فضل حسین راہی صاحب نال چلے جان گے' یا کوئی نصراللہ دریشک نال نہ جان گے تے اوہ سارے رولز ریلیکس کرا کے لے آن گے تے فیر اوہنوں پڑھن دی کی لوڑ اے۔ جتنی دیر تک میرٹ دے اتے نوکریاں نئیں ملدیاں' جتنی دیر تک تعلیم دی بنیاد تے نوکریاں نئیں ملدیاں' ینگ جنریشن دے اندر ایہہ ٹینشن ختم نئیں ہو سکدی۔

(وقت ختم ہونے کی گھنٹی)

جناب ڈپٹی سپیکر، راہی صاحب! آپ مہربانی کیجئے اور اپنی تقریر کو wind up کیجئے۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! میرا خیال ہے کہ ابھی میری تقریر کا وقت باقی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، دیکھ لیں آپ کے سامنے گھڑی ہے۔۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! میرا خیال ہے کہ ابھی دس منٹ ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کے سامنے گھڑی ہے دیکھ لیں۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! میں نے ٹائم دیکھا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میری یہی عرض ہے کہ آپ wind up کرلیں۔ آپ کی مہربانی۔

جناب فضل حسین راہی، ٹھیک ہے جناب! اب جناب والا پولیس ہے۔ چلیں۔ آپ یہاں دیکھتے ہیں کہ تذلیل ہو رہی ہے۔ چوک چوک میں تذلیل ہو رہی ہے۔ چوک چوک میں ناکے لگے ہوئے ہیں ایک ایک گاڑی کو روکا جاتا ہے۔ فلائنگ کوچ کو روکتے ہیں۔ یہ کریں۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ کیوں لوگوں کو تنگ کرتے ہو۔ کیوں ان کی تلاشیاں لیتے ہو؟ کیوں ان کو پریشان کرتے ہو؟ کہتے ہیں کہ جی اور کیا کریں۔ بڑے ڈاکے پڑ رہے ہیں۔ بڑی چوریاں ہو رہی ہیں۔ پھر ہم کہتے ہیں لے لو تلاشی۔ چلو اس طرح سے روک لو۔ لیکن جناب والا! چوک چوک میں ناکے لگے ہوئے ہیں پتا نہیں اس لیے ناکے لگے ہوئے ہیں کہ جو جا رہا ہے اس سے پیسے لیتے ہیں تو وہ جائے گا ورنہ وہ اس کو نہیں جانے دیں گے۔ شاید اس لیے ناکے لگے ہوئے ہیں اس لیے یہ ناکے نہیں ہیں کہ ساڈا او تحفظ کرن ۔ پھر جناب یہ تھرڈ ڈگری ایناں دا تفتیش دا طریقہ اے۔ او ہنوں یکسر ختم کر دیو۔ ایس کرکے وی ختم کر دیو کہ انسانیت دی تذلیل دی اعلیٰ ترین مثال آ۔ ایہنوں ختم کر دیو تے انسان نوں آزادی نال گل کرن دا

موقع دیو۔ افسراں دے رویے اس سطح دے اتے لے آؤ کہ ایک عام آدمی نوں افسر دے کول باندے ہوئے ڈر نہ لگے۔ اوہنوں اس طرح لگے کہ ایہ افسر میرا اپنا اے۔ میں اوہدے اگے دل کھول کے رکھ سکناں ہاں۔ پھر جناب والا! جدوں اک بندے دے خلاف جدوں اک بندہ درخواست دیندا اے۔ پولیس نوں پتا لگ جاندا اے کہ اے بے گناہ اے۔ پھیر کاہدے واسطے انتظار کر دے نیں کہ کوئی ناؤٹ آوے تے ایہنوں چھوڑا کے لے جاوے۔ یا کوئی ممبر آوے تے اپنا کردار ادا کر کے جاوے۔ پھر کیوں انتظار کر دے ہن۔ کیوں نئیں اوہنوں اوسے گڈی دے وچ بٹھایا جاندا؟ کیوں نئیں اوہدے کولوں معافی منگی جاندی۔ اوہنوں اوہدے گھر جا کے چھڈ دتا جانے۔ ایہدے اتے تاں کسے دا کوئی پیسہ ای نئیں لگدا۔ کوئی بجٹ ای نئیں خرچ ہوندا۔ اک بندے نوں جدوں تسیں لے کے جاندے او۔ ٹھیک ۔ اوہ سمجھدا اے کہ اے میرے نال ناجائز کر رہے نیں۔ جدوں تہاڈے توں ایہ گل کلیر ہو جاندی اے کہ تسیں بالکل ایہنوں ناجائز لے آئے او۔ پھر جدوں اوہنوں اوہدے گھر چھڈ کے اوہنوں کہو کہ اسیں تیرے کولوں معذرت کر دے آں۔ اسیں تیرے کولوں معافی منگدے آں۔ تیرے نال زیادتی ہوئی لیکن ساڈی وجہ نال نئیں فلاں بندے دی وجہ نال۔ اوہ بندہ خوش ہووے گا۔ وہ کہے گا کہ یہ محافظ ہے میرا اوہنوں فیر کدی ڈر نئیں لگے گا پولیس تو تا پھیر اوہ کہے گا کہ پولیس میری اپنی اے۔ لیکن جناب والا! اتھے ساڈی حفاظت اتے ڈاکو لا دتے گئے نیں۔ فرق صرف اے پیا کہ اوہ ڈاکہ مار کے پیسے گن کے، گھر رکھ کے ہیرا منڈی گانے سن کے گھر تک پہنچے ڈاکو صاحب تے پیچھے اوہناں دا اپوائنٹمنٹ لیٹر پہنچ گیا کہ جناب تسیں انسپکٹر پولیس بھرتی ہو گئے جے۔ وجہ کی؟ اوہ خواجہ ریاض محمود صاحب ہیں ڈپٹی میئر صاحب لاہور دے۔ اوہ اوہناں دے سگے پتر لگدے نیں۔ اوہناں دے پتر نوں نوکری چاہیدی اے تے چیف منسٹر نوں اے دیکھن دی لوڑ نئیں کہ ایہدے تے کوئی ڈاکے دے پرچے وی نیں۔ کوئی سمگلنگ دے پرچے وی نیں۔ اے چیزاں جویں ڈاکیاں دے پرچے کدے وی ریلیکس نئیں ہوئے۔ رولز دے وچ جو مرضی تسی کرو۔ کوالیفیکیشناں کرو لیکن ڈاکے دے پرچے کدے وی ریلیکس نئیں ہوئے۔ رولز دے وچ سمگلنگ دے پرچے وی ریلیکس ہوگئے کہ جناب ایہناں نوں تسی چھڈ دیو۔ میں بڑی ذمہ داری دے نال اتھے اک واری پریس دے وچ کہیا۔ میں کہیا کہ ایہناں دی آئی جے آئی دی حکومت دا اک سال مکمل ہوگیا اے تسیں ذرا آئی جے آئی دا ریکارڈ ذرا چک کے دیکھو کہ نواز شریف صاحب نے دو ارب روپے دے پلاٹ اک سال وچ ونڈے۔ اے ہن جتنے ونڈے نیں پتا نئیں کنیں ونڈے نیں۔ جہڑے ہن پچھلے دناں وچ ونڈے ہین۔ پھیر میں کہیا سی

کہ اک لکھ ناجائز تقرری جہڑی اسے پنجاب دے وچ ہوئی۔ تے جدوں ایس طرح کم ہون گے تے ایس طرح تقرریاں ہون گیاں جناب والا! پھر اسے میں سمجھدا واں کہ اسے نا انصافیاں ہون گیاپھر جناب والا! اسیں اسے دیکھیا۔ میں وی پڑھدا رہیاں۔ جنگاں دے حالات پڑھے۔ تے جنگاں دے وچ عموماً اسے ہوندا اسے جس ویلے اک ملک دی دوجے ملک نال جنگ لگ گئی۔ اوہ کہندے نیں ایہناں دیاں نالیاں توڑ دیو۔ ایہناں دیاں پلیاں توڑ دیو۔ ایہناں دے پل توڑ دیو۔ ایہناں دے وڈے وڈے منصوبے جہڑے بنے ہوئے نیں او توڑ دیو۔ اوہ پھر باقاعدہ حملے کرکے پل توڑ دے نیں۔ پھیر اوہ رسد دے رستے تے وڈے منصوبے توڑ دے ہین۔ ایس پنجاب دے وچ کسے دے نال کسے دی جنگ نئیں اسے پنجاب جہڑا ہے اسے ساریاں دا سانجا پنجاب اسے تے اتھے جنگ دا سامان پیدا کر دتا گیا۔ کہ اک سکول بن رہیا اسے اوتھے پولیس آسے پہنچ گئے کہ ایہناں نوں پھڑ لے آؤ۔ اسے فلم اسے اک پاسے تسیں کہندے او کہ مخیر حضرات باہر نکلن' دکھی انسانیت دی خدمت کرن پیسے جمع کران اپنی مدد آپ دے تحت اپنی نالیاں سڑکاں بنان۔ گلیاں بنان۔ دوسرے پاسے جہڑے ڈویلپمنٹ دے کم ہو رہے ہین' چھڈیا جائے ایس گل نوں کہ کون کرا رہیا اسے۔ اسے عوام دے ذریعے ای ہووے گا۔ اسے اگر فضل حسین راہی دا گھر بندا پیا اسے تاں پیپلز پروگرام دے تحت تاں ایہنوں ڈھا دیو۔ اگر پیپلز پروگرام دے وچوں گلی بندی پئی اسے تاں اوہنوں ڈھا دیو۔ اسے عوام دی نئیں گلی؟ اسے کوئی ضروری اسے کہ تہاڈی حکومت رہنی اسے؟ تہاڈی حکومت انشاء اللہ تعالیٰ رہنی وی نئیں۔ اک اتھے سانوں 42 سال مولویاں نے گھیرا پائی رکھیا۔ اتھے ساڈے اک particular مولوی صاحب نیں اوہناں ہمیشہ یا عورت دے دوپٹے دا مسئلہ چھیڑیا اسے یا قادیانی لبھ دے رہے نیں کہ محکمیاں وچ کنے نیں۔ تیسرا اوہناں نیں کم کوئی نئیں کیتا۔ میں اسے کہناں کہ اسے اوہ مولوی آ جہنیں کیمرے دی وی مخالفت کتی۔ مولویاں دی کدی پرواہ نئیں کرنی چاہی دی۔ اسے کیمرے دا مخالف سی۔ اسے کہندا سی کہ اگر فوٹو کھچی گئی اسے تا ایہدے وچ جان پونی ہینی اسے۔ کی اللہ میاں نے گھیر لیناں اسے۔ اسے ریڈیو دا مخالف سی۔ اسے ٹیلی ویژن دا مخالف سی۔ اسے لباس دا مخالف سی۔ مخالفت اس ویلے چھڈی جدوں گھراں دے وچ اپنیاں بچیاں نیں اوہ لباس پانا شروع کر دتا۔ تے ٹی وی دی مخالفت اوس ویلے چھڈی جدوں اپنے کانے ٹی وی تے نظر آنے شروع ہوئے۔ اگر ایہناں دے پیچھے لگ کے دیکھاں گے تے پھیر سانوں نقصان ہووے گا۔ پھیر اتھے اسے ہے کہ تسیں لوکاں نے نوجواناں نوں سیاست دے وچ استعمال کرنا شروع کر دتا۔ ایہدا نتیجہ بڑا غلط نکل رہیا اسے۔ ایناں غلط نتیجہ نکل رہیا اسے کہ میں

کہنداں کہ اسے کرن والے لوکاں نوں کوئی پرواہ نئیں۔ اگر کرن والے لوکاں نوں پرواہ ہوندی تاں پھیر اتھے ملک دے اندر مارشل لاء اینی طویل نہ ہوندی۔ اگر مارشل لاء دے سہارے بنن والے لوگ اتھے مارشل لاء نوں نہ ملن تاں اتھے مارشل لاء چل ای نئیں سکدی۔ لیکن اسے تاں اوہ وساکھیاں ہین جنہاں نوں مرضی نال کوئی وی بغلاں وچ لے کے استعمال کر لوے۔ پھیر ایہناں نئیں طالب علماں نوں۔ ایم ایس ایف نوں کھلی چھٹی دتی تے اوہنوں استعمال کیتا۔ اوہدا نتیجہ اسے نکلیا کہ ایم ایس ایف والیاں دے ذریعے پیپلز پروگرام دے دفتر توڑے گئے۔ کل اک بہت خطرناک معاہدہ ہویا۔ ایناں خطرناک معاہدہ ہویا کہ تسیں تصور نئیں کر سکدے۔ اسے اک روٹین سی پچھلے سال ڈیڑھ سال توں ایم ایس ایف دیال سنگھ کالج توں آندے سی رائل پارک دے وچ اوتھے دفتر میرا وی اے۔ اوہ دفتراں وچ آندے سی۔ بندیاں نوں مارنا شروع کیتا۔ پرچیاں دتیاں کہ تہاڈی نویں نظم لگی اے۔ تسیں پاس دیو۔

چودھری محمد فاروق، جناب سپیکر! فاضل رکن نے 2 بج کر 10 منٹ پر تقریر شروع کی تھی۔

جناب فضل حسین راہی، یہ نصر اللہ دریشک صاحب نے کہا ہے۔

چودھری محمد فاروق، جناب والا! میں خود ایوان میں بیٹھا ہوں۔ مجھے خود بھی معلوم ہے۔ جناب سپیکر! جب وقت مقرر ہے تو کسی اور رکن کو بھی بولنے کا موقع دیا جائے۔ فاضل رکن سے کہا جائے کہ یہ اپنی تقریر کا اختتام کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب مہربانی۔ راہی صاحب! آپ اپنی تقریر وائنڈ اپ کریں۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! میں وائنڈ اپ کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مہربانی۔ آپ وائنڈ اپ کریں۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! اوہ ڈیڑھ سال توں ایم ایس ایف دے لڑکے آندے سی۔ تے جہڑے دفتر دی نویں نظم لگدی اے اوس دفتر والے نوں پھڑ لیندے سی۔ سانوں دس بندیاں دی پرچی دیو۔ سانوں 20 بندیاں دے فری پاس دیو۔ سانوں 30 بندیاں دے فری پاس دیو۔ ساڈا علیحدہ اک شو چلواؤ۔ اسے اوہناں دے مطالبے ہین۔ پھیر جدوں اوہناں اسے کہنداں جناب اجے نویں نظم لگی اے دو ہفتے ٹھہر کے پاس جاری کرنے نیں۔ ساڈے اپنے بچے نئیں دیکھ سکدے۔ جاے رش بہت اے اسیں اتھوں پیسے کمانے نیں۔ پھیر اوہناں نئیں کہیا ہ اسیں تہانوں دیر نال دے دیاں گراں گے۔

لیکن اوہناں نے ایسے گل توں اوہناں نوں مارنا کٹنا شروع کر دتا کئی دفعہ۔ اسے تیں کہ اک دفعہ۔ کئی دفعہ اوتھے دفتر مٹے ہین کئی دفعہ اوہناں دے دفتراں دے وچوں اوہ پیسے لے گئے ہین کئی دفعہ اوہناں دیاں چیزاں بھن توڑ دتیاں ہین۔ کئی دفعہ اوہناں نوں تھپڑ مارے ہین۔ ایڈے ایڈے بزرگ آدمی جہناں دے منہ دے اتے تھپڑ مارے تے کلاشنکوفاں اوہناں دے موہڈیاں دے اتے ماریاں۔ پرسوں وی کل وی چار دن ہوئے وی۔ ہن نتیجہ کی نکلیا۔ اوہ لوک سارے اکٹھے ہو کے یعنی فلم انڈسٹری والے سارے ایتھے آکے نعرے لگاندے رہے۔ اوہ تھانے والیاں کول گئے اوہناں کیہا کہ جی کلاشنکوف وزیر اعلیٰ صاحب نے لے کے دتے اسے پرچہ وزیر اعلیٰ صاحب نوں کہو کہ درج کرن۔ اسیں نئیں کر سکدے۔ ساڈے کول اسے نئیں اسے۔ عارف چودھری بڑا وڈا ناں اسے جی۔ اسیں ڈر دے آں۔ اوہناں نیں پرچیاں توں انکار کیتا۔ اوہ ایتھے آئے پھیر اوتھے گئے۔ تے نتیجہ اسے نکلیا کہ تسیں بیٹھ کے طالب علماں نال گل کر لو۔ گل کی کیتی۔ اوہ کیہندے نیں کہ تسیں سانوں علماں دے پاس ضرور دواؤ۔ ہن کی طے ہویا کہ یونین دا جنرل صدر اسنے اوہ چٹ لکھ کے دیوے گا تے سنیاں دے پاس ایہناں نوں ملن گے۔ جے اج دیال سنگھ دی یونین دا صدر ایم ایس ایف دے زور تے ایہناں دے کولوں پاس منگے گا کل پورے پنجاب دیاں یونیورسٹیاں تے کالج ایہناں کولوں پاس منگنے شروع کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی شکریہ راہی صاحب۔

جناب فضل حسین راہی: اسے تسیں بڑی وڈی غلط بنیاد رکھوائی اسے۔ میں پھر کہنا کہ بجائے ایہدے کہ ایڈمنسٹریٹو ایہدا ایکشن لیا جاندا تے اوہناں نوں سمجھایا جاندا تے اوہناں نوں کیہا جاندا (قطع کلامیاں) جناب والا! میں تاں بیٹھ جاناں۔ میں تاں گل وی نئیں کردا۔ میں بیٹھ جاناں کوئی نئیں۔ لیکن اسے آ کہ اک دکاندار سودا وچ رہیا اسے۔ آئے نئیں۔ تے اوہدے کولوں شربت دا گلاس پیتا اسے کچہری بازار وچ۔ اوس شربت دے گلاس دے تن روپے یا اڑھائی روپے بندے سی۔ اوہنیں پیسے منگے تے اوہناں نے کٹنا شروع کر دتا۔ پھیر اوہناں نے وی ماریا۔ اوہ واپس گئے کلاشنکوف لے آندی تے بندے نوں گولی ماری۔ دکان دے اتے مار کے سٹ دتا۔ سارا شہر جاندا اسے۔ اگر ایس طرح ایس انداز دے نال استعمال کیتا جائے تے مفروراں دے اتے ہتھ رکھے جان۔ اوہناں نوں پیپلز ہاؤس دے وچ ٹھہرایا جائے تے پھیر اسے ایداں دے ای رزلٹ نکلنے ہین۔

ناب ڈپٹی سپیکر، جی شکریہ راہی صاحب۔ بڑی مہربانی۔

MR. FAZAL HUSSAIN RAHI: Thank you very much.

ناب ڈپٹی سپیکر، چودھری غلام قادر صاحب۔

ودھری غلام قادر، نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ اما بعد۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں پ کا بے حد ممنوں ہوں کہ آپ نے مجھے بھی امن و امان کی صورت حال پر کچھ کہنے کا موقع دیا۔ میں ی ٹوٹی پھوٹی پنجابی بولنے کی کوشش کروں گا۔ کیونکہ میرے فاضل دوست نے کہا ہے کہ پنجابی ں تقریر ہونی چاہیے۔ میں کوشش کرتا ہوں۔ جناب والا! گل اے ہے کہ اتھے جس طرح میرے فاضل وست نے کیہا اے کہ امن و امان دی صورت حال دے وچ وردیاں دا بڑا دخل اے۔ میرے نزدیک مرکاری بنچاں تے بیٹھیاں ساڈے دوستاں دا امن و امان دی صورت حال نوں خراب کرن وچ بہت یادہ ہتھ اے۔ اوہ ایس طرح کیونکہ ایہناں دی مرضی دے نال علاقے وچ تھانے دار لگدا اے مجسٹریٹ دا اے۔ تحصیل دار لگدا اے تے پٹواری لگدا اے۔ اوتھے جو کچھ وی اے کہندے نیں اوہ ای اوہ کرن تے مجبور ہوندے نیں۔ کیونکہ اوہ مجبور لوک نیں۔ اوہناں نوں کرنا پیندا اے۔ اگر اوہناں دا حکم منن تے اے اوہناں دی اوتھوں ٹرانسفر کرا دیندے نیں۔ جدی مثال میرے اپنے علاقے دی اے۔ یرے علاقے وچ اک تھانے دار نیں جاکے نئتے لوکاں دے اتے ڈنڈے وسانے شروع کر دتے۔ اوہ ک میرے کول آئے۔ میں اوس تھانیدار نوں جاکے پچھیا تے اوہنیں کیہا جی مینوں فلاں صاحب نے کیہا۔ اوہناں دا حکم سی۔ تے اے میرے مخالف نیں۔ تے ایہناں نوں ذرا لتاڑ دیو۔ جناب! ایہدے تے میں ایس پی صاحب نوں ملیا۔ نال محلے دے تے علاقے دے لوک وی لے کے گیا ایس پی ماحب نے مجبور ہو کے اوس تھانیدار نوں لائن حاضر کر لیا۔ دوسرے دن ای اوس تھانیدار دا بھائی چیف منسٹر صاحب دے کول گیا اونے کیہا کہ دیکھو جی تساں پیپلز پارٹی دے ایم پی اے دی گل من لئی در میرا بھرا تہاڈا بڑا وفا دار تے میں تہاڈا بڑا وفا دار تے تساں جناب اوہنوں ٹرانسفر کرکے لائن حاضر کر تا اے۔ چیف منسٹر صاحب نے بغیر سوچیاں سمجھیاں یعنی کہ قانون دے خلاف۔ اے پولیس قانون ے خلاف اے کہ جتھوں کسے نوں ٹرانسفر کرو یا لائن حاضر کرو اوتھے واپس نہ لاؤ۔ چیف منسٹر صاحب نے کیہا کہ ایسے وقت اوس تھانیدار نوں اوسے تھانے وچ لگا دیو۔ تے جناب ایس طرح دیاں جس ویلے انصافیاں تے قانون دی پرواہ نہ کیتی جاوے گی پھر کیوں نہ ایس پنجاب دے وچ لوکاں دے نال

زیادتیاں ہون۔ ایسے طرح ای ساڈے ایل ڈی اے دے وچ دو اتھے ڈپٹی مینجنگ ڈائریکٹر نیں جہڑے کہ دو سال توں اوہناں نوں گھر بٹھا دتا گیا اے۔ تنخواہ دتی جا رہی اے۔ پبلک دے پیسے اوہناں نوں دتے جا رہے نیں۔ قومی خزانے تے اوہناں دا ابوجھ موجود اے۔ مگر اوہناں نوں ڈیوٹی نئیں دتے جا رہی۔ تے دو جونیئر آدمی جہڑے اوس پوسٹ نوں کوالیفائی نئیں کر دے تے اوہ بی ایس سی نئیں۔ اوہناں نوں ڈپٹی مینجنگ ڈائریکٹر لگا دتا گیا اے۔ تے اوہناں دے متعلق اے مشہور اے کہ اے اوہ ڈپٹی مینجنگ ڈائریکٹر نیں جنہاں کول پرچی اے۔ پرچی والے ڈپٹی مینجنگ ڈائریکٹر۔ اوہ جناب والا! کیہ کردے نیں؟ جتھے وی اوہناں نوں پتا جلدا اے کہ پیپلز پارٹی دا کوئی کونسلر اے یا اوس علاقے وچ ایم پی اے ہے تے اے اوس علاقے وچ سیوریج تے واٹر سپلائی دا کم نئیں ہون دیندے (اس مرحلے پر بجلی بند ہوگئی۔)

جناب ڈپٹی سپیکر، بجلی بند ہونے کی وجہ سے ریکارڈ نہیں ہو رہا! (اس مرحلے پر بجلی نہ ہونے کی وجہ سے کارروائی کچھ دیر کے لیے رک گئی۔)

جناب نذرحسین کیانی، جناب والا! ایوان کو ملتوی فرما دیں اور اگلے دن کے اجلاس پر ان کی پہلی تقریر کرادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، دوستوں کا کیا خیال ہے کہ اگلے دن پر رکھ دیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں تو چاہتا ہوں کہ آج زیادہ سے زیادہ ممبران بول لیں جناب ڈار صاحب نے بھی بولنا ہے وہ بھی بول لیں۔

(اس مرحلہ پر بجلی آ گئی اور کارروائی ریکارڈ ہونے لگی)

جناب ڈپٹی سپیکر، جی چودھری صاحب!

چودھری غلام قادر، جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ یہ رویوں کی وجہ سے سارا کچھ ہو رہا ہے اور یہ رویے ہیں جن کی وجہ سے آج اس پنجاب میں لوگ اپنے بچوں کو سکول بھیجتے ہوئے بھی دروازوں پر کھڑی ان کی مائیں اور بہنیں دعا کرتی رہتی ہیں کہ خدا کرے میرا بیٹا یا میرا بچہ بخیریت واپس آ جائے۔ تو میرے علاقے اعوان ٹاؤن میں سیوریج بھی نہیں اور واٹر سپلائی بھی نہیں لوگوں نے ہینڈ پمپ لگائے ہوتے ہیں اور وہاں بہت گندہ پانی ہے۔ اوہ پانی اک چھپڑ وچ کھلو گیا۔ تے چھپڑ وچوں نکل کے لوکاں دے گھراں وچ آنا شروع ہوگیا۔ کل کچھ لوگ مل کے اوس ڈی ایم ڈی دے کول

پرچی لے لئے کہ جناب ساڈا پانی تاں اوتھوں کڈھ دیو۔ تے اوہ کہن لگا کہ تہاڈا ایم پی اے کیہڑا اے۔ اوہناں میرا نال لیا۔ اوہ کہن لگا پھیر اے تئیں ہو سکدا۔ تسیں اپنے ایم پی اے نوں کہو کہ تہاڈا آکے پانی کڈے۔ یا تہاڈا پیپلز پروگرام کڈے۔ اوہ اج صبح میرے کول آئے کہ جی پانی ساڈے گھراں وچ آگیا اے تے واسا والے ساڈا کم نئیں کر دے۔ بہرحال میں اے کیہا کہ انشاء اللہ اسیں پیپلز پروگرام دے تحت اے کم کراں گے کیونکہ ساڈا تاں کم اے غریب عوام دی خدمت کرنا۔ پیپلز پروگرام جہڑا اے اے غریباں نوں تعلیم دین دا پروگرام اے۔ غریباں نوں پانی دین دا پروگرام اے غریباں واسطے سڑکاں بنان دا اے پروگرام اے۔ ایس واسطے اے ساڈے پروگرام وچ ملے گا۔ جناب والا! اسی طرح میرے علاقے دے وچ 90-89 دے بجٹ وچ میرے اپنے علاقے کے لیے کوئی بجٹ نہیں رکھیا گیا اور میرے علاقے دے وچ پنجاب حکومت نے اج تک کوئی ٹیڈی پیسہ خرچ نہیں کیتا لیکن اگر کسے دوسرے پاسوں کوئی امداد پئی ملدی اے تے اوہ نہیں لین دیندے اسی طرح پنجاب دے وچ پیپلز پروگرام دی مخالفت پئی ہوندی اے۔ ایہہ تے اوہی مثال اے کہ بھئی دینا بھی نہیں تے لین بھی نہیں دینا۔ جناب والا! اگر ایہہ خود نہیں چاہندے نیں اور مرکزی حکومت غریب عوام دی امداد کرنا چاہندی اے تے کر رہی اے اور اوسدا پروگرام اے تے جناب والا بہتر تے ایہی اے کہ اوس امداد نوں ایہہ قبول کرن۔ ہن کی وجہ اے کہ مینوں مرکزی حکومت دی طرفوں بجٹ مل گیا لیکن اوس بجٹ نوں اوتھے لگن نہیں دتا ایہہ کہندے نیں کہ جی اتھے نہیں خرچ کر سکدے میرے اپنے علاقے سید پورے دے وچ اک سکول اے اور اوہ کارپوریشن دا جونیئر ماڈل سکول اے اوس سکول دے وچ دو وقت دے وچ بچیاں پڑھ دیاں نیں لیکن جناب والا! اوس سکول دی کوئی بھی چار دیواری نہیں اوتھے بجلی دی تاراں اس طرح لٹک ریاں نیں کہ کوئی بچہ کسے وقت بھی انہاں تاراں نوں ہتھ لگا سکدا اے تے اس طرح وقت اہناں بچیاں نوں ہر وقت جان دا خطرہ اے اوس سکول دیاں دیواراں ٹٹ گیاں نیں۔ لیکن میں اس لئی پیپلز پروگرام دے وچ پیسے منظور کرا لے نیں اس لئی ممبر ہوگیا لیکن جناب پنجاب حکومت وی کارپوریشن کہندی اے کہ جناب توسیں ایہہ نہیں بنا سکدے کیا جناب والا! ایہہ عوام دی خدمت اے کیا۔ جناب والا! ایہی کیہا گیا اے کہ پنجاب دے عوام دی ایہی خدمت کرو۔ کیا جناب والا! آئی جے آئی دا ایہوای منشور اے۔ جناب جتھے اہناں دیاں بیٹیاں پڑھ دیاں نیں اوتھے ہی ساڈیاں بیٹیاں وی پڑھ دیاں نیں اسیں اس سکول نوں بنانا چاہندے آں اوتھے اسیں چار دیواری کرنا چاہندے آں اسیں اوس سکول دی بجلی ٹھیک کرنا چاہندے آں اس

کے واسطے جناب والا! بلینڈر ہوگیا لیکن جناب سانوں اس نوں بنان دی اجازت نہیں ملی۔ تے جناب والا میں اپنے اوہناں دوستاں تے ساتھیاں نوں ایہوای درخواست کراں گا کہ جہڑا اسیں کم پئے کردے آں ایہہ اس دے وچ ہتھ بٹان۔ اسیں ایہی کج آکھاں گے کہ تساں ہی کرایا اے۔ ایہہ کارپوریشن نے کرایا اے لیکن کرن تے دیو۔ ایس واسطے جناب سپیکر جس وقت تک اہناں لوکاں دے رویے ٹھیک نا ہون اس وقت تک ایس پنجاب دے وچ امن و امان بحال نہیں ہوسکدا۔ ایہہ چنیوٹ دا جہڑا واقعہ اے ایہہ جناب والا اے دن نہیں ہویا۔ جناب والا! کافی دناں توں ایہہ ڈاکو آندے سن لوکاں دا کھاں روپے دا گھر اوہ لٹ کے لے جاندے سن اور اہناں نے اس علاقے دے وچ امن و امان تباہ کرکے رکھ دتا سی اور اس علاقے دے مرد بچے تے عورتاں ساری ساری رات جاگ کے گزار دے سن اور جناب والا! اوتھے خوف و ہراس اس طرح پھیلیا ہویا سی کہ اوتھے لوکاں نوں سمجھ نہیں آندی سی کہ اوہ کس طرح اپنی زندگیاں گزارن۔ اور پھر ایہہ صرف اتھے تک ہی نہیں سی بلکہ اہناں نے اوتھے انتظامیہ نوں جا کے بارہا احتجاج کیتا اور درخواستاں کیتیاں عرضاں کیتیاں کہ ساڈی حفاظت کرو مگر اہناں نے ناکام ہو کے اپنا ٹھکری پہرہ لگایا سی لیکن جناب والا! اس ٹھکری پہرے دے دوران اہناں دے اوتے فائرنگ ہوندی سی اور اوتھے بندے مردے سی اور اوہی ہویا۔ اگر جناب والا اوتھے دی پولیس یا انتظامیہ بروقت اس دا نوٹس لیندی تے چنیوٹ دے وچ ایہہ واقعہ نہ ہوندا۔ ہن ایہہ کہندے نیں کہ پیپلز پارٹی والیاں نے ایہی کیتا۔ بھئی پیپلز پارٹی تے عوام دی اے۔ اوہ تے اوتھے دے عوام دا عمل سی اور اس عمل دے وچ جناب والا اوتھے لوک مر گئے اہناں دے وچ سات پولیس والے سن۔ جناب والا ایہہ کتنی شرمناک بات اے اور ایہہ بات پاکستان دی تاریخ دے وچ لکھی جائے گی کہ پنجاب دے وچ پولیس نوں لوکاں نے اجاں مار مار کے مار دتا۔ جناب والا تاریخ دے وچ تے ایہہ گل لکھی جاوے گی کہ مسلماناں نے مسلماناں نوں اجاں مار مار کے مار دتا۔ تے ستاں بندیاں نوں جناب مار دتا گیا۔ تے جناب والا لوکاں دے ذہن دے وچ ایہہ ای گل اے کہ جناب پولیس ای ساڈے نال ایہی کرواندی اے اور ایہہ ای پولیس اہناں ڈاکواں دی حمایتی اے اس واسطے اہناں نوں مار دتا۔ جناب آساں پنجاب دے لاہور شہر دے وچ رہندے آں۔ اسیطرح فاروق آباد تے گوجرے دے وچ جو کجھ ہویا اور فاروق صاحب میرے ساتھی میرے نال بیٹھے ہوئے نیں۔ جناب فاروق آباد دے وچ سنتے لوکاں دے خون دے نال ہولی کھیڈی گئی مگر اوتھے دی انتظامیہ نے چوں تک نہ کیتی۔ اسی طرح جناب والا لاہور دے علاقے دے وچ ایم ۔ این ۔ اے جگو دی سرپرستی کر دے نیں اور اوہ اس دا رشتہ دار اے تے

ں بھرا اے۔ جگو نے عدیل دے گھر جا کے عدیل نوں ہلاک کر دتا سی اسیطرح لوجرے دے وچ
، ٹھکری پہرہ دے رہے سن اہناں لوگاں نے اپنے آپ اپنا بندوبست کیتا ہویا سی ڈاکواں نے
تھے فائرنگ کرکے بندہ مار دتا سی تے جناب سپیکر ایہہ سوچن دی گل اے کہ ایہو جے واقعات
ں دوبارہ تے سہ بارہ ہوندے جاندے نیں ایس دی وجہ ایہہ اے کہ اس پنجاب دے لوگاں دا اعتماد
، پولیس توں، اس انتظامیہ توں تے اس پنجاب دی حکومت توں اٹھ گیا اے ایہ غم و غصے، بے
ا تے بے حسی دی وجہ توں اٹھ کے قانون اپنے ہتھاں دے وچ لے لیندے نیں تے فیر اوہ اس
جواب دیندے نیں جناب سپیکر! ایہہ ای صورت حال جہڑی اے ایہہ کوئی اچھی حکومت یا کوئی
می لکھی حکومت یا کوئی مہذب حکومت دی نشان دہی نہیں کر دی اے بلکہ ایہہ تے ایس طرح پتا
ا اے کہ ایہہ کوئی جنگل دا قانون نافذ اے ایہہ جو مرضی چاہندے نیں ایہہ کر دے پھر دے نیں۔
اب سپیکر! ایہہ ہوئی چنیوٹ دا واقعہ جتھے سات پولیس والے قتل ہوئے نیں ایس توں بعد لاہور تے
وجرے والے واقعات دے بعد ہن تک اس حکومت نے اس دا کوئی سد باب نہیں کیتا۔ لوگاں نوں
کل اس طرح ہی کھلی چھٹی اے۔ جناب ایہہ کل دی گل اے کہ لاہور شہر دے مزنگ دے وچ
یل۔ ڈی۔ اے دا کلرک اک ویگن دے وچ جا رہیا سی تے جناب دو بندے آئے اہناں نے اس نوں
یگن دے وچوں کڈ کے گولی مار دتی اور چلے گئے ایہہ جناب کوئی دس بارہ بجے دا واقعہ اے نال
جناب مزنگ دا تھانہ اے تے اس تھانے والیاں اس واقعے دا کوئی پتا نہیں لیکن جناب والا! اگر کوئی
سیاسی بندہ ہوئے اس دے متعلق تے جناب اہناں نوں پتا ہوندا اے کہ جناب مصطفیٰ کھر کیتھے
اے ایہہ اس دے گھر تے چھالاں مار دیاں چلے جاندے نیں لیکن نال دے تھانے والے اس غریب
کلرک دے قاتلاں دے پیچھے نہیں جاندے۔

جناب سپیکر! میں ہن میانوالی دے متعلق عرض کرنا گا۔ جناب والا! میانوالی دے وچ بنی
افغاناں نے اوتھے دے نواباں دے خلاف بغاوت کر دتی اے تے اوتھوں تہاڈی بہادر پولیس اس
طرح نسی اے تے آخر تھانوں اوتھے فرنٹیئر کور بلانا پیا اہناں آکے اوتھے اپریشن کیتا تے جناب
اوتھے بھی کیوں ایہہ جئے حالات پیدا ہوگئے۔ جناب بنی افغان تے بڑے غریب لوگ سن اہناں دے
سینکڑوں مویشی چک کے لے گئے نیں نال اہناں نے آکھیا کہ تساں جہڑا ایہہ گوشت دا کارخانہ اے
ایہہ بھی اساں نہیں لینا۔ ایہہ واقعہ کیوں پیش آیا اے ایس لئی کہ اوہ لوگ اس حکومت دے کولوں
ناراض ہن کیوں کہ ایہہ حکومت اہناں نوں کوئی تحفظ نہیں دے سکی نواب اہناں دے اتے ظلم پئے

کر دے سن اس ظلم دا آخر اوہ لاوا پھٹیا اے تے اگر تسیں اہناں نواباں دے نال رلدے سے اوہ نواب نہ بچدے۔ اس واسطے پنجاب دے غریب لوگاں کولوں اس پنجاب دی حکومت نوں ڈرنا چاہی دا اے۔ جناب والا! خدا نہ کرے کہ اوہ وقت آ نہ جاوے کہ اہناں واقعات دا لاہور شہر ول منہ ہو جاوے۔ اج بھی میں تہانوں ایہہ ہوئی درخواست کراں گا کہ جناب اپنے رویے بدلو مل جل کے حکومت کرو وقت آ گیا اے ورنہ ایہہ قوم تہانوں معاف نہیں کرے گی پھر جناب والا! پنجاب دا بڑا نعرہ لگدا اے۔ جناب ایہہ کہڑا پنجاب اے ایہہ اوہو اے پنجاب جتھے امن و امان ہوندا سی اس نوامن و امان دا گہوارہ کیہا جاندا سی اتھے ساڈیاں دہیاں' بہناں اپنے اپنے کھیتاں دے وچ جا کے کھیتی باڑی کر دیاں سن تے اج اس پنجاب دے وچ ساڈیاں چلدی دیاں ہوئیاں بیٹیاں تے بہناں دے لوگ پرس کھچ لیندے نیں اور ایہہ ای پنجاب صوبہ جہڑا دوسرے صوبیاں توں زیادہ پڑھیا لکھیا سی اس پنجاب دی ایہہ حالت ہو گئی اے کہ کوئی بھی بندہ محفوظ نہیں لاہور شہر جہڑا پڑھیا لکھیا شہر اے اس شہر دے فیصلے ہن عدلیہ' انتظامیہ تے پولیس دی بجائے کلاشنکوف دے نال شروع ہو گئے نیں۔ تے جناب والا میں ایہہ درخواست کراں گا کہ وزیر اعلیٰ نوں اپنا رویہ بدلنا چاہی دا اے تاکہ اس پنجاب دے وچ امن و امان دی صورت حال کنٹرول ہو سکے اگر اہناں نے ایہہ ہوئی رویہ انا رکھیا تے جناب والا! اوہ دن دور نہیں جدوں اہناں کولوں اسیں استعفیٰ دا مطالبہ نہیں کراں گے بلکہ عوام دی طاقت دے نال اہناں کولوں حکومت لواں گے اس دے نال نال پھر میں ایہہ ہوئی عرض کراں گا کہ تساں خود 43 پولیس والیاں نوں چور تے ڈاکو دسیا اہناں دے اوتے مقدمے بنائے تے تساں فیر اہناں ہی 43 پولیس والیاں نوں بلا کر ترقی دے دتی ایہہ میں خود نہیں کہہ رہیا بلکہ اخباراں دے وچ کافی دن اک کالم لکھیا ہویا آندا رہیا لیکن پنجاب حکومت نوں اس دی تردید کرن دی جرأت نہ ہوئی۔ اس توں بعد پولیس دے آئی جی' ڈی آئی جی ایہہ لوگ اچھے ہن لیکن چونکہ تساں نے سارے اختیارات خود لے لیتے ہوئے نیں ایہہ تے کچھ کرنا چاہندے نیں لیکن حکومت صبح نوں اہناں نوں ایڈوائس بھیج دی اے اوہ مجبور نیں اہناں نوں اس دے اوتے عمل کرنا پیندا اے اگر تسیں اہناں نوں حکومت چلان دیو تے مینوں یقین اے کہ آئی جی اور ڈی آئی جی دے جہڑے اختیارات نیں تسیں اہناں نوں صحیح استعمال کرن دیو اس پنجاب دے وچ امن و امان دی صورت حال تے کنٹرول کیتا جا سکدا اے میں اک دفعہ پھر تہاڈے ذریعے نال پنجاب حکومت نوں ایہہ کہوں گا کہ حلقہ 129 پی پی بھی اس لاہور شہر دی اک آبادی اے اس تے بھی کرم کرو اس واسطے بھی کجھ بجٹ دے دیو اگر نہیں دے سکدے تے پھر ایہہ اجازت

دے دیو کہ اسیں پیپلز پروگرام وچ جو بنانا چاہندے آں اوہ بنان دی اجازت دتی جاوے انشاء اللہ اک سال دے اندر اندر اوہ حلقہ اگر گلبرگ لاہور شہر دے برابر نہ ہویا تے پاکستان پیپلز پارٹی اس دی ذمہ داری قبول کرے گی۔ میں تہاڈا بڑا مشکور آں کہ تساں نے میںوں موقع دتا۔ السلام علیکم۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اظہر حسن ڈار صاحب۔

میاں اظہر حسن ڈار، جناب والا! آج کی یہ امن عامہ کی بحث ایک ماہ کے بعد دوسری دفعہ شروع ہوئی ہے اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ پنجاب گورنمنٹ قانون کا احترام کروانے میں ناکام ہو چکی ہے اگر وہ قانون کا احترام کرواتی اور جرائم کا سدباب کرتی تو آج یہ امن عامہ کی بحث نہ ہوتی۔ جناب سپیکر! جس طریقے سے پنجاب گورنمنٹ کر رہی ہے اور جس طریقے سے یہ اپنی ایڈمنسٹریشن کو چلا رہی ہے اس سے یہاں پر تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب جل رہا ہے اور پنجاب میں جس طریقے سے ڈکیتیاں، قتل، غنڈہ گردی اغوا جیسے جرائم کا جو شمار ہے وہ اتنا زیادہ ہوگیا ہے کہ یہ گراف جو کم ہونا تھا وہ بڑھتا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ پنجاب گورنمنٹ کا کون سا ایسا کوئی محکمہ ہے جو کسی طریقے سے کام کر رہا ہے۔ جس کا کوئی میرٹ ہے۔ یہ کوئی ایک محکمہ بھی بتا دیں کہ جو ایسے چل رہا ہے۔ تعلیم کا محکمہ لے لیں صحت کا محکمہ لے لیں۔ یہ کوئی ایک ایسا محکمہ بتا دیں کہ جس میں میرٹ پر کام ہو رہا ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم جس سطح پر جا رہے ہیں اس سے پنجاب میں پنجاب گورنمنٹ دیدہ و دانستہ خانہ جنگی کا سماں پیدا کر رہی ہے۔

جناب سپیکر! پنجاب کے ہر محکمہ کو آپ لے لیں۔ محکمہ تعلیم ہی کو لے لیں۔ ہمیں عوام نے یہ مینڈیٹ دیا ہے کہ ہم ایم پی اے ہو کر آئے ہیں لیکن آج سوا سال ہو چکا ہے کہ گوجرانوالہ کی انتظامیہ نے کبھی بھی پیپلز پارٹی کے ایم پی اے کو نہیں بلایا کہ کوئی خواہ کتنا ہی کام ہو، چاہے کوئی امن عامہ کے سلسلہ میں میٹنگ ہو وہ ہمیں نہیں بلاتے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں اوپر سے ایگزیکٹو آیا ہوا ہے کہ پیپلز پارٹی کے اپوزیشن لیڈروں کو نہیں بلایا جائے گا۔ یہ کوئی جمہوریت تو نہیں؟ یہ تو ڈکٹیٹر شپ پیدا کی جا رہی ہے کہ جو ہارے ہوئے ہیں ان کو بلایا جاتا ہے کہ آپ بیٹھیں اور آپ پروگرام دیں ہم آپ کی من مانی کارروائی کریں گے۔ جو ہارے ہوئے ہیں ان کو وہاں مضبوط کرنے کے لیے ان کے جائز و ناجائز جتنے بھی کام ہوتے ہیں وہ پنجاب گورنمنٹ کرتی ہے اور انتظامیہ یا پولیس سے جب ہم بات کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو بے بس ہیں۔ ہمارے پاس کچھ نہیں ہماری نوکری جاتی

ہے۔ وہ ہمیں روز دھمکاتے ہیں کہ اگر تم نے یہ کام نہ کیا تو تمھیں ایسا کر دیا جائے گا۔ پولیس کا سربراہ آئی جی اگر کسی پولیس افسر کو کوئی سزا دینی چاہتا ہے تو دفتر میں جب جاتا ہے تو وہاں لسٹ میں اس کی ترقی کا نام پڑا ہوتا ہے کیوں کہ وہ پنجاب گورنمنٹ کے چہیتوں میں شامل ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! آپ دیکھ لیں کہ وزیر صحت ملک سلیم اقبال صاحب نے اپنے محکمے میں پیچھے ایک حالیہ دورہ کیا تو انھوں نے اپنے محکمے میں دیکھا کہ کتنی کرپشن تھی۔ وہ لاہور سے گوجرانوالہ تک گئے تو انھوں نے دیکھا کہ ہر ہسپتال میں ہیلتھ والے کس طریقے سے عوام کو لوٹ رہے ہیں۔ کس طریقے سے خزانے کو خالی کیا جا رہا ہے۔ صرف ایک وزیر نکلا ہے تو اس نے چھ سات ڈاکٹروں اور اس کے علاقے کے عملے کو کس طریقے سے معطل کیا اور بحال کیا اور اس طریقے سے منسٹر صاحبان تو صرف سیاسی گٹھ جوڑ پر لگے ہوئے ہیں۔ ان کو ملک سے کوئی دلچسپی نہیں یہ صرف اپنی کرسی کے لیے' اپنے وزیر کو راضی کرنے کے لیے' اپنے چیف منسٹر کو راضی کرنے کے لیے لگے ہوئے ہیں۔ ان کا عوام کے ساتھ کوئی رابطہ نہیں ہے۔ آپ دیکھ لیں کہ پاکستان کی تاریخ میں' ایشیاء کی تاریخ میں' پنجاب کی تاریخ میں کبھی گورنمنٹ پارٹی نے واک آؤٹ نہیں کیا۔ یہاں پر یہ بھی ہوا کہ پنجاب اسمبلی میں گورنمنٹ پارٹی نے واک آؤٹ کیا۔ یہ تو ہر طریقے سے چاہتے ہیں کہ یہاں قانون کسی نہ کسی رنگ سے ختم ہوتا جائے اور ہم اپنی من مانی کرتے جائیں اور جس طریقے سے یہ کر رہے ہیں جس طرح گوجرانوالہ اور پنجاب کی تاریخ بتا رہی ہے کہ وفاق کے محکموں میں جو افسران کا کام نہیں کرتا تو اس کو قتل کروا دیا گیا۔ پیچھے ایک ایکسئین کو اس کے دفتر میں قتل کروا دیا گیا اس کے ملزم نہیں پکڑے گئے اور پھر خان اسد اللہ خان جو ایس ڈی او تھا اس نے اگر کچھ میرٹ بنانے کی کوشش کی تو اس کے اوپر رشوت کا کیس ڈالا اور پھر انتظامیہ نے مجبوراً اس سے واپس لیا۔

جناب سپیکر! ان کمرشل بنکوں کو اور وفاق کے بنکوں کو کس طریقہ سے لوٹا جا رہا ہے۔ پھر جب کوئی پولیس والے ان بینکوں کے کسی ملزم کو پکڑنے کی کوشش کرتے ہیں تو گورنمنٹ کے آدمی اس میں رکاوٹ پیدا کرتے ہیں۔ وہ ان کی گرفتاری عمل میں نہیں لانے دیتے جناب سپیکر! گورنمنٹ سے پوچھیں کہ کتنے ڈاکے ڈالے گئے ہیں؟ کتنے قتل ہوئے ہیں؟ انھوں نے کتنے آدمی پکڑے ہیں؟ ملزم کہاں گئے ہیں؟ کیوں کہ ملزموں کی پشت پناہی پنجاب گورنمنٹ کر رہی ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے گوجرانوالہ میں جس طرح قتل عام شروع ہوا ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ تھانہ باغبان پورہ کی پولیس ابھی ابھی ستارہ فیکٹری کے مالک کے پاس دندناتی گئی ہے کہ ہمیں

فون کرنا ہے۔ انھوں نے دو فون کیے پھر اس نے کہا کہ اب بس کرو تو پولیس نے اس کو پکڑ کر باہر لٹا کر اتنا مارا کہ اگر ہمارے پارٹی کے کارکن وہاں پر ان کی صلح صفائی نہ کراتے تو پھر گوجرانوالہ کی تاریخ میں بھی یہ تھانہ سڑ جانا تھا اور ان فیکٹری والوں کو سرعام صرف اس لیے پیٹا گیا کہ تم نے ہمیں فون کرنے سے روکنے کی کوشش کیوں کی۔ پھر پولیس اس طرح سے کام کر رہی ہے کہ شریف آدمی کو تو رات کو دھمکاتے ہیں اور جو دوسرا ہے اس کے ساتھ ان کی ملی بھگت ہے۔ کون سا کام ہے جو نہیں ہوتا وہاں پر جتنا بھی ناجائز اسلحہ ہے وہ پکڑا نہیں جاتا۔ وہاں پر ہیروئن فروشی کا کام سرعام ہو رہا ہے لیکن یہ پکڑ نہیں سکتے۔ کیونکہ ان کی پولیس جو ہے وہ ان کی سرپرستی کرتی ہے اور اگر پکڑتے ہیں تو گاؤں سے دو توے والا آدمی پکڑ لاتے ہیں کیونکہ وہ غریب آدمی ہوتا ہے اور کہتے ہیں کہ بھئی ایک تو وہ پکڑا ہے جو سیروں والے ہیں ان سے تنخواہیں چل رہی ہیں۔ جناب والا! جس طریقے سے ہمارے گوجرانوالہ میں قتل عام ہوئے ہیں آپ دیکھیں کہ دھیر کوٹ میں چودھری محمد الٰہی سکھانہ والا ممبر ڈسٹرکٹ کونسل تھا اس کے ساتھ سات آدمیوں کو قتل کر دیا گیا۔ نوکرایاں میں محمد شفیع وغیرہ آٹھ آدمی وہاں قتل ہوئے۔ نوشکے میں دو اور اس طرح نوشکے آرائیاں میں دو آدمی قتل ہوئے۔ رکن دین کشمیری کو طارق چیمہ انسپکٹر نے قتل کروایا۔ اسی طرح نذالہ' تلونڈی' موسیٰ خان' فیروز والا' بلے والا' تھانہ موترا میں قتل ہوئے۔ اب اتنے آدمی قتل ہو رہے ہیں لیکن یہاں پر یہ کہتے ہیں کہ یہاں امن و امان کی صورت حال بہتر ہے۔ قتل ہوں گے اور اس لیے ہوں گے کہ ان لوگوں نے سیاسی رشوت کی بناء پر نوکریاں دی ہیں۔ ان لوگوں نے ایسے آدمیوں کو نوکریاں دی ہیں کہ جنھوں نے خود پیسے دے کر ان کے آدمیوں سے نوکریاں خریدی ہیں۔ ہمارے پاس ریکارڈ ہے کہ نوکریاں بکی ہیں اور پولیس میں بھرتی کی گئی ہے۔ انڈر میٹرک تحصیل دار لگے ہوئے ہیں اور انسپکٹر بھرتی کیے گئے ہیں۔ آپ دیکھ لیں کہ محکمہ ایجوکیشن کا ایک سوال تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں صاحب! اگر آپ ابھی اور بولنا چاہتے ہیں تو پھر ہمیں ٹائم بڑھانا پڑے گا۔

میاں اظہر حسن ڈار، جناب والا! دس منٹ ٹائم بڑھا لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو پھر ہم 15 منٹ ٹائم بڑھاتے ہیں۔

میاں اظہر حسن ڈار، شکریہ۔ جناب والا! میرا ایک سوال ایجوکیشن کے سلسلہ میں بروز منگل 13 تاریخ کو

تھا لیکن وہ آ نہ سکا۔ سوال نمبر 689 تھا جس میں یہ پوچھا گیا تھا کہ آپ نے ( سپیشل سبجیکٹ اساتذہ ) ایس ایس ٹی کی جو بھرتی کی ہے کیا اس میں کوئی میرٹ ہے تو انھوں نے اس کے جواب میں پہلے لکھا کہ میرٹ ہے۔ ہم میرٹ پر یہ اساتذہ لے رہے ہیں۔ لیکن اسی سوال کے جز ( ب ) میں پوچھا گیا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ براہ راست بھرتی بھی کی گئی ہے تو انھوں نے اس کے جواب میں لکھا کہ اوپر سے گورنمنٹ نے حکم دیا تھا اس لیے ہم نے وہ میرٹ ختم کرکے ان کی بھرتی شروع کر دی ہے۔ جو میرٹ ہی نہیں ہوگا جب ڈی میرٹ پر آپ ترقیاں دیں گے۔ جب سیاسی رشوت کے طور پر ایک انسپکٹر کو ڈی۔ ایس۔ پی اور ایس پی بنا دیا جائے گا وہ تو صرف اس کا احترام کرے گا جس نے اس کو بنوایا ہے وہ تو قطعاً قانون کا احترام نہیں کرے گا۔ جب وہ نوکری خریدے گا تو وہ کیوں قانون کا احترام کرے گا۔ بلکہ وہ تو خود بھی اپنے پیسے وصول کرے گا۔ جب آپ بغیر میرٹ کے لوگوں کو ترقیاں دیں گے تو قانون کا احترام قطعاً نہیں ہوگا میرٹ تو کسی محکمے میں نہیں ہے۔ نہ محکمہ تعلیم میں ہے' نہ محکمہ صحت میں ہے' پنجاب گورنمنٹ کے کسی محکمہ میں قانون کا کوئی احترام نہیں اور نہ ہی وہ قانون کا احترام چاہتے ہیں۔ یہ ملک کو اس طرح پر لے گئے جمہوری لوگ جو غریبوں کے ووٹ لے کر پیپلز پارٹی کے کارکن منتخب ہو کر آتے ہیں ان کو کسی طرح سے ڈرایا دھمکایا جائے تاکہ ممبران اسمبلی کسی طرح سے سامنے نہ آسکیں۔

آپ بات کرتے ہیں پیپلز پروگرام کی' یہ وہ پروگرام ہے جو غریب لوگوں کی بستیوں میں جہاں کوئی ترقیاتی کام نہیں ہوا ان لوگوں کا کام پراجیکٹ کمیٹیوں کے ذریعے پاک پی ڈبلیو ڈی سے کروایا جاتا ہے۔ عوامی نمائندے خود تجاویز پیش کرتے ہیں اور اس کام کی نگرانی کرتے ہیں اور ٹھیکے کے لیے ٹنڈر کال کیا جاتا ہے اور کام مکمل ہونے پر چیک کے ذریعے ادائیگی کی جاتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم تو اپنی وزیر اعظم کے مشکور ہیں کہ وہ لوگ جو صدیوں سے ہر سہولت سے محروم تھے ان کو کچھ سہولتیں ملی ہیں۔ آپ نے بھی 88-1987ء کو بیس بیس لاکھ روپے ہر ایم پی اے کو دیا تھا' آپ کا کیا طریقہ ہوتا تھا آپ کے تو زبانی تخمینے ہوتے تھے اور ایک چوتھائی ادائیگی ہو جاتی تھی۔ ساڑھے سات لاکھ روپیہ ان کے ایک ایم پی اے نے لیا اور ابھی تک اس کا کوئی حساب نہیں۔ میں نے کمشنر گوجرانوالہ کو 4-2-89 کو درخواست دی تھی کہ یہ قومی سرمایہ ہے اس کا حساب لیا جائے۔ لیکن آج تک اس کی انکوائری کا کچھ نہیں بنا۔ اس طرح سے یہ روپیہ لوٹا گیا ہے۔ یہ کس طرح سے تعمیر وطن پروگرام کی بات کرتے ہیں۔ ہم عوامی نمائندے ہیں لیکن ہمیں تو یہ بھی پتا نہیں کہ تعمیر وطن

پروگرام میں کس طرح سے پیسے استعمال ہو رہے ہیں اور کون پیسے کھا رہا ہے۔ یہ لوگ جمہوریت کی بات کرتے ہیں میں کہتا ہوں کہ جمہوریت کا قلع قمع کرنے والی یہ پنجاب گورنمنٹ ہے کیوں کہ ان کی آنکھیں مارشل لاء کے دور میں کھلی ہیں۔ انھوں نے سیاست جو سیکھی ہے وہ بھی مارشل لاء کی چھتری کے نیچے سیکھی ہے۔ اس لیے یہ جمہوری دور کے ساتھ نہیں چل سکتے ۔ جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ہماری سابقہ جمہوری حکومت میں جو جمہوری کام تھے جمہوری طریقے تھے جس طریقے سے عوامی نمائندوں کو عزت و احترام حاصل تھا اب اس گورنمنٹ میں کسی کو حاصل نہیں۔ ہمیں تو اتنا معلوم نہیں ہوتا کہ ہم گھر بھی ٹھیک طرح سے پہنچیں گے کہ نہیں۔ سکولوں کو دیکھ لیں' کالجوں کو دیکھ لیں جو مائیں خوشی سے بچوں کو سکول اور کالجوں میں بھیجتی تھیں آج یہ وقت ہے کہ ان کی مائیں امام ضامن باندھ کر سکولوں میں بھیجتی ہیں۔ سکول اور کالج تو اسلحہ خانہ بن چکے ہیں۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ یہ کس کے دور میں بنے ہیں؟ یہ ان کے دور میں بنے ہیں۔ جب مائیں بچوں کو سکول بھیجتی ہیں تو خود مصلیٰ پر بیٹھ جاتی ہیں کہ ہمارے بچے خیریت سے واپس آ جائیں۔ تاجروں کو دن دہاڑے غنڈے آ کر دکانوں پر گولیاں مار جاتے ہیں اور لوٹ کر لے جاتے ہیں مظاہرے ہو رہے ہیں۔ لڑکیوں کی عزت و احترام ختم ہو چکا ہے۔ لیکن پنجاب گورنمنٹ کہتی ہے کہ امن ہے۔ کیسا امن ہے' امن ہوگا تو ان کی جھنڈے والی گاڑیوں میں امن ہوگا' امن ہوگا تو ان کے گھر میں امن ہوگا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب حکومت لاقانونیت پر چل رہی ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے جناب صدر پاکستان سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ دیکھیں کہ یہ لوگ پنجاب کا نعرہ لگاتے ہیں اور پنجاب کے نوجوانوں کی جب لاشیں آتی ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ یہ پیپلز پارٹی کے نوجوان ہیں؟ یہ کون سا لیڈر ہے جو اس قسم کی باتیں کرتا ہے۔ جب آواز آتی ہے پنجاب کی تو اس کو دیکھنا پڑے گا پنجاب کا لیڈر کون ہے۔ کون ظلم کرتا ہے اس کے ساتھ اس کو سینہ سپر ہو کر کھڑا ہونا پڑے گا۔ تب ہی وہ پنجاب کا لیڈر بن سکتا ہے۔ کتنی ظلم کی بات ہے کہ نوجوانوں پر ڈرل مشینیں چلائی گئیں۔ زندہ لوگوں کو باندھ کر دائیں اور بائیں دونوں طرف سے ڈرل مشینوں کے ساتھ چھلنی کر دیا گیا۔ ٹائروں کے ساتھ باندھ کر آگ لگا دی گئی اور انھیں زندہ جلا دیا گیا۔ جب یہاں پر لاشیں آتی ہیں تو یہ پنجاب کے نام نہاد لیڈر ان پر فاتحہ اور درود تک نہیں بھیجتے کہ کہیں الطاف حسین ہمارے ساتھ ناراض نہ ہو جائے۔ کیوں کہ الطاف حسین کے ساتھ تو ہماری طاقت ہے یہ تو باہر کی طاقتوں کو دیکھتے ہیں باہر کے صوبوں کی بات کرتے ہیں اپنے صوبے کی بات نہیں کرتے۔ اگر الطاف حسین کل اور کام کرے گا تو

آپ کہیں گے یہ ملک ٹوٹ جائے۔ ہم تو کہتے ہیں کہ ظلم جو بھی کرتا ہے پنجاب حکومت اس پر تنقید کرے۔ وہ چاہے کوئی بھی ہو ان کو حق کی بات کرنی چاہیے۔ لیکن یہ بات کرتے ہیں ناحق کی اور ساتھ دیتے ہیں ان کا جن کا وجود ہی اس بات سے ہے کہ ملک میں خانہ جنگی ہو۔ جو چاہتے ہیں وفاق پاکستان ختم ہو جائے، جو چاہتے ہیں صوبے ختم ہو جائیں تاکہ ہماری شانتی رہے اور ہم اپنی من مانی کرتے رہیں۔

جناب سپیکر! یہ باتیں آپ کو دیکھنی پڑیں گی کہ یہ کون لوگ ہیں اور کس طریقے سے چلتے ہیں؟ یہ نعرہ لگاتے ہیں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکن کلاشنکوف کے لائسنس لے کر چلتے ہیں یہ مجھے بتائیں انھوں نے کون سے پاکستان پیپلز پارٹی کے لوگ پکڑے ہیں؟ جو لوگ پیپلز پارٹی کے سیاسی کارکن ہیں جو جمہوریت کے لیے قلعہ میں گئے اور پھانسی چڑھ گئے قیدیں کاٹیں، کوڑے کھائے انھوں نے تو جمہوریت کے لیے قربانیاں دی ہیں آج جو ملک میں جمہوریت ہے یہ تو ان لوگوں کی وجہ سے ہے۔ انھوں نے مارشل لاء کے دور میں قربانیاں دے کر یہ جمہوری ادارے آباد کیے ہیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ ڈاکو ہیں اگر یہ ڈاکو ہیں تو میں جناب والا! آپ کی وساطت سے جناب وزیر قانون سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ پیش کریں کہ کون سے پیپلز پارٹی کے لوگ انھوں نے پکڑے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو خود ہی ایسا کرتے ہیں اور خود ہی شور مچاتے ہیں خود کرتے ہیں اور خود ہی کہتے ہیں کہ وہ چور گیا اور چور پکڑو۔ کلاشنکوفوں والے کتنے لوگ پکڑے گئے ہیں، کتنا ناجائز اسلحہ پکڑا گیا ہے ہمیں بتائیں کہ وہ کون سے آدمی ہیں جن کے پاس ایسا اسلحہ پکڑا گیا ہے۔ کہتے ہیں کہ کلاشنکوفیں مرکز سے آتی ہیں۔ لیکن ہم نے جو اسلحہ حلقہ 99 میں دیکھا ہے مقصود بٹ اور دوسرے لوگ جو آئی جے آئی کے ہیں کے ان کے پاس ہم نے زیادہ اسلحہ دیکھا ہے اور ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے پھر یہ کہاں سے کلاشنکوفیں ان کے پاس آگئیں۔ ان کو تو لائسنس کی ضرورت ہی نہیں کیوں کہ یہ تو پنجاب کے قائد ہیں شہنشاہ ہیں ان کو جمہوریت کی کیا پڑی ہے۔ یہ توپیں بھی رکھیں تو ان کو کوئی چیک نہیں کرسکتا۔ اور اسی لیے غنڈہ گردی کی انتہا ہے جب خود یہ ان کی سرپرستی کرتے ہیں تو پھر امن کس طرح ہوگا۔ جناب والا! میں پھر جناب کی وساطت سے صدر پاکستان سے یہ گزارش کروں گا کہ اس جمہوری ادارے کو بچائیں۔ پنجاب جو جل رہا ہے اس کو جلنے سے بچائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک طوفان اٹھنے والا ہے۔ اس طرح لاقانونیت ختم کرنے کے لیے اور عوامی نمائندوں کا عزت وقار بحال کرنے کے لیے عوام کے مینڈیٹ کو بحال کرنے کے لیے، جمہوریت کی عزت و احترام کے سلسلے میں پنجاب

حکومت کو سمجھائیں اور اس بات کی بھی نگرانی کریں کہ پنجاب کو کس طرح سے لوٹا جا رہا ہے۔ کس طریقے سے عوامی نمائندوں کا احترام ختم کیا جا رہا ہے۔ میں اس کے ساتھ ہی آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور گزارش کرتا ہوں کہ پنجاب کے امن و امان کی یہ بحث جو آج شروع ہوئی ہے ایک ماہ بعد حکومت نے خود تسلیم کیا ہے کہ پنجاب میں امن نہیں پنجاب میں کسی کی عزت محفوظ نہیں۔ پنجاب کے کالجوں سکولوں، بازاروں میں قتل و غارت ہو رہی ہے۔ اس طرح distribution کے کروڑوں روپے کے کاروبار کو انھوں نے خراب کیا ہے اور اس سلسلے میں مظاہرے بھی ہو رہے ہیں بلکہ آئے دن مظاہرے ہوتے ہیں۔ آئے دن سڑکیں بلاک ہوتی ہیں۔ اس لیے میں پھر آپ سے گزارش کروں گا پنجاب گورنمنٹ کو کہیں کہ ان باتوں کے متعلق کچھ سوچیں اور ان کی dictatorship کی جو پالیسی ہے، جمہوریت کش پالیسی کو ختم کرنے کے لیے اقدامات کریں۔ مزدوروں، کسانوں، غریبوں کے حقوق کے لیے جنھوں نے ان کو بھی ووٹ دیئے ہیں ان کے لیے بھی کچھ سوچیں اور ان کی خدمت کا کوئی طریق کار تلاش کریں لائحہ عمل وضع کریں۔ بہت بہت شکریہ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر، آج کی لسٹ کے مطابق دو مقرر باقی رہ گئے ہیں۔ اجلاس کے وقت میں بھی ہم نے پندرہ منٹ کے لیے توسیع کی تھی وہ وقت بھی ختم ہونے والا ہے لہذا اجلاس کی کارروائی 25-2-90 اتوار کے روز 3 بجے تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔ جو مقرر رہ گئے ہیں ان کو اس روز پہلے وقت مل جائے گا۔ ان مقررین میں ایک مقرر علی اکبر وینس صاحب اور دوسرے ملک محمد وزیر اعوان صاحب ہیں۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی اتوار 3 بجے سہ پہر تک لیے ملتوی کر دی گئی)

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## صوبائی اسمبلی پنجاب کا نواں اجلاس

اتوار 25' فروری 1990ء

(یک شنبہ 28 رجب 1410ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 3 بج کر 55 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری عمور احمد ایوبی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ٥

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥

إِذَآ أُلْقُوا فِيهَا سَمِعُوا لَهَا شَهِيقًا وَّهِيَ
تَفُورُ ۝٧ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ۖ كُلَّمَآ أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ
خَزَنَتُهَآ أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ ۝٨ قَالُوا بَلَىٰ قَدْ جَآءَنَا نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا
وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللَّهُ مِن شَيْءٍ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا فِي ضَلَٰلٍ كَبِيرٍ ۝٩
وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيٓ أَصْحَٰبِ السَّعِيرِ ۝١٠
فَاعْتَرَفُوا بِذَنۢبِهِمْ ۖ فَسُحْقًا لِّأَصْحَٰبِ السَّعِيرِ ۝١١ إِنَّ الَّذِينَ
يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ۝١٢ وَأَسِرُّوا
قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِۦٓ ۖ إِنَّهُۥ عَلِيمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝١٣ أَلَا يَعْلَمُ
مَنْ خَلَقَ ۗ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ۝١٤

سورہ الملک آیات 7 تا 14

ترجمہ۔ جب اس میں وہ جھونکے جائیں گے تو اس کی زوردار گرج سنیں گے اور وہ جوش مار رہی ہوگی (ایسا معلوم ہوتا ہے) گویا غضب کے مارے پھٹنا چاہتی ہے جب بھی کوئی جتھا اس میں جھونکا جائے گا تو دوزخ کے محافظ ان سے پوچھیں گے کیا کوئی ڈرانے والا تمہارے پاس نہیں آیا تھا کیوں نہیں وہ کہیں گے بے شک ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تھا پس اس کو ہم نے جھٹلایا اور ہم نے (صاف صاف) اس کو کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے تو کوئی چیز نہیں اتاری تم لوگ کھلی گمراہی میں مبتلا ہو وہ کہیں گے کاش ہم (ان کی نصیحت کو) سنتے اور سمجھتے تو (آج) ہم دوزخیوں میں نہ ہوتے پس (اس روز) اپنے گناہوں کا اعتراف کریں گے اہل جہنم پر تو پھٹکار ہو بے شک جو لوگ بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے لیے (اللہ کی) مغفرت اور اجر عظیم ہے۔ تم اپنی بات آہستہ یا بلند آواز سے کہو (اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا) بے شک جو کچھ سینوں میں ہے وہ خوب جاننے والا ہے (نادانو) کیا وہ نہیں جانتا (بندوں کے احوال کو) جس نے (انھیں) پیدا کیا وہ بڑا باریک بین ہر چیز سے باخبر ہے۔

وما علینا الا البلاغ

## رکن اسمبلی کا حلف

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ کارروائی سے قبل ہمارے ملک کے ایک عظیم عالم اور رہنما مولانا حق نواز جھنگوی کا جو سانحہ ہوا ہے ان کے لیے دعائے مغفرت کی جائے اور ان کے لیے ہماری اسمبلی کی طرف سے ایک قرارداد تعزیت بھی پیش کی جائے۔

جناب سپیکر، مولانا صاحب آپ کی قرارداد سے پہلے یہ ایک اوتھ ہے۔ ہمارے ایک نئے ممبر ہیں۔ ان کا نوٹیفکیشن میرے پاس آیا ہے اور وہ ہاؤس میں موجود ہیں تو سب سے پہلے اوتھ ہو جانا چاہیے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جی بہتر۔

(اس مرحلہ پر جناب پیٹر گل نے بحیثیت ممبر حلف لیا)

آوازیں، مبارک ہو۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب پیٹر گل، تھینکیو۔ شکریہ بہت شکریہ۔

## مولانا حق نواز جھنگوی کی وفات پر قرارداد تعزیت

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب سپیکر! حلف ہو چکا ہے۔ میں نے گزارش کی تھی کہ مولانا حق نواز جھنگوی کو جس دردناکی کے ساتھ شہید کیا گیا ہے اس سلسلے میں ایک قرارداد تعزیت ہماری اسمبلی کی طرف سے ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر، جی مولانا صاحب آپ قرارداد تعزیت پیش فرمائیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس متفقہ طور پر مولانا حق نواز جھنگوی کے بہیمانہ قتل پر اپنے انتہائی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ مولانا مرحوم کی شخصیت ملک کی مقبول اور اہم ترین شخصیت تھی۔ اور ملت اسلامیہ کا ایک ایسا قیمتی سرمایہ تھا جس کی تلافی بظاہر ناممکن ہے۔ مولانا مرحوم نے پوری زندگی دین کی خدمت کے لیے وقف کی ہوئی تھی۔ صحابہ کرام اور امہات المومنین کی عزت و حرمت کی حفاظت میں اپنی جان کو قربان کر کے شہادت کا عظیم مرتبہ حاصل کیا ہے۔

پنجاب اسمبلی کے تمام معزز اراکین مولانا مرحوم کے ساتھیوں عقیدت مندوں اور اہل خانہ کے ساتھ گہری ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے انہیں یقین دلاتے ہیں کہ مجرموں کو کیفر کردار تک

پہنچایا جائے گا اور اس سازش میں شریک عناصر کو پوری طرح سے بے نقاب کیا جائے گا اور ہم اللہ تعالیٰ کے حضور دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عنایت فرماویں اور ان کے تمام پسماندگان کو صبر جمیل اور اجر جزیل عنایت فرماویں۔

فاتحہ بھی کر لی جائے

جناب سپیکر، کیا معزز ایوان کو یہ قرارداد منظور ہے۔

(قرارداد با اتفاق رائے منظور ہوئی)

جناب سپیکر، فاتحہ پڑھ لیں۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی نواب زادہ صاحب

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! ابھی جو ہمارے ایک اقلیتی بھائی نے حلف اٹھایا ہے۔ یہ حلف تو مسلمان ممبران کے لیے ہے اور یہ حلف اٹھا کر تو اقلیتی ممبر اپنی سیٹ کھو بیٹھتے ہیں۔ یہ کیسے ایک ہی حلف اٹھایا گیا؟

جناب سپیکر، یہ بلا امتیاز کسی مذہب کے تمام ممبران کے لیے ہے اور سب ممبران اسمبلی نے یہی حلف اٹھایا ہے۔ اس میں مسلمان بھی ہیں۔ کرسچین بھی ہیں۔ ہندو بھی ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! اس کے اندر یہ الفاظ ہیں کہ میں اسلامی نظریہ کا تحفظ کروں گا۔

جناب سپیکر، پاکستان میں اسلامی نظریہ کا تحفظ کروں گا۔ یہ ان کے لیے بھی ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! یہ ٹھیک ہے؟

جناب سپیکر، جی یہ ان کے لیے بھی ہے۔ جی ہاں۔

جناب پیر گل، پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر، پیر گل صاحب اب اس پر مزید بات کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

جناب پیر گل، ٹھیک ہے۔

## نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی)

جناب سپیکر، اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ یہ مقامی حکومت و دیہی ترقی کے سوال ہیں۔ چودھری غلام قادر صاحب۔

رانا شوکت محمود (قائد حزب اختلاف)، جناب سپیکر! میں اپنے نومنتخب ممبر اسمبلی کو اپنی طرف سے اور اپنے دوستوں کی طرف سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اس ایوان کے وقار، عزت اور بہتری کے لیے اپنی بہترین صلاحیتوں کے ساتھ کام کریں گے۔ بہت مہربانی

(نعرہ ہائے تحسین)

چودھری محمد فاروق، جناب سپیکر! جناب رانا صاحب نے گل صاحب کو حلف اٹھانے پر اپنی طرف سے اور اپنے ساتھیوں کی طرف سے مبارک باد دی ہے تو میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ نواب زادہ صاحب نے جو ریمارکس ان کی سیٹ کھو جانے کے بارے میں دیئے ہیں ان کے بارے میں رانا صاحب کا کیا خیال ہے؟ جناب رانا شوکت صاحب کیا ارشاد فرمائیں گے؟

جناب سپیکر، جی اس بات پر میں سمجھتا ہوں کہ کسی debate کی ضرورت نہیں نہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر کرنے کی ضرورت ہے۔ نواب زادہ صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی تھی اور میں نے اس کی وضاحت کر دی ہے۔ اب اس پر مزید کسی بات کی ضرورت نہیں۔ اور میں وقفہ سوالات کو شروع کر چکا ہوں۔

ملک حاکمین خان، جناب سپیکر! اخبارات والے حضرات بائیکاٹ کر گئے ہیں۔

جناب سپیکر، کس چیز کا بائیکاٹ کر گئے ہیں۔

ملک حاکمین خان، ہمیں اس چیز کی وضاحت چاہیے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! وہ کہتے ہیں کہ ہمیں لاہنسٹر صاحب نے کہا تھا کہ ہم آپ کو کیمرہ خرید کر دیں گے لیکن ہمیں کوئی کیمرہ نہیں دیا۔ compensation کہی تھی کوئی

compensation نہیں دی۔ اور مارتے بھی ہیں۔

جناب سپیکر، آپ کو انہوں نے بائیکاٹ کی وجہ بتائی ہے؟

چودھری محمد وصی ظفر : جناب۔۔

جناب سپیکر، اچھا۔

چودھری محمد وصی ظفر ، اور یہ لاءمنسٹر صاحب نے پرسوں فلور پر کہا تھا کہ ہم اس میڈ کا کیمرہ بھی لے دیں گے اور ہم جناب ان کو compensate بھی کریں گے اور جن لوگوں نے ان پر تشدد کیا ہے ان کے خلاف کارروائی بھی کریں گے۔

جناب سپیکر، لاءمنسٹر صاحب' چودھری وصی ظفر صاحب کہہ رہے ہیں کہ ان کے بائیکاٹ کرنے کی یہی وجہ ہے؟

چودھری محمد وصی ظفر ، اب لاءمنسٹر صاحب بات ہی نہیں سن رہے۔ اپوزیشن میں آ کر بیٹھ گئے ہیں۔

جناب عبدالقادر شاہین، جناب سپیکر! دراصل پریس والوں نے بائیکاٹ اس لیے کیا ہے کہ ہاکی کے فائنل کے موقع پر پولیس والوں نے "نیشن اخبار" کے ایک پریس رپورٹر کو وہاں پیٹا ہے۔ ابھی ہم نے ان سے بات کی تھی کہ آپ اس مسئلے پر سپیکر صاحب سے بات کرلیں لیکن انہوں نے کہا ہے کہ ہم بائیکاٹ کریں گے تاکہ ہمارے ساتھ کوئی بات چیت کی جائے۔ اصل حقائق یہ ہیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ ہم بات چیت کر لیتے ہیں۔ خواجہ محمد یوسف صاحب۔

میجر (ریٹائرڈ) خواجہ محمد یوسف، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! جیسا کہ کچھ دن پہلے جناب وزیر قانون نے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ قائد ایوان سے ہماری درخواست کریں گے کہ وہ ایوان میں تشریف لایا کریں۔ لیکن باوجود ان کے وعدے کے آج کے دن تک قائد ایوان ابھی تک نظر نہیں آئے۔ سمجھ نہیں آتی کہ ان کو پنجاب سے زیادہ دلچسپی' بلوچستان' سرحد' اور سندھ سے کیوں ہے؟

جناب سپیکر، پریس کے دوستوں سے بات کرنے کے لیے میں راجہ اشفاق سرور صاحب کو اور رانا اکرام ربانی صاحب کو گزارش کرتا ہوں کہ وہ جائیں اور پریس کے دوستوں سے بات کریں اور ان کو کہیں کہ وہ اپنا بائیکاٹ ختم کریں۔ اگر کوئی بات ہم سے یا اس ایوان سے متعلقہ ہے تو ہم ان کی بے

حد عزت و احترام کرتے ہیں اور ہم اس کے مطابق عمل کریں گے۔

جناب عبدالقادر شاہین، جناب والا! ہمارے نو منتخب رکن اسمبلی جنہوں نے آج حلف اٹھایا ہے کوئی بات کرنا چاہتے ہیں۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ انہیں موقع فراہم کیا جائے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ جناب پیر گل صاحب۔

جناب پیر گل، جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس معزز ایوان کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے میرے حلف پر بڑی زور دار تالی بجائی خاص طور پر مولوی صاحب کا جنہوں نے ایک نکتہ بھی اٹھایا جو کہ نہیں اٹھانے والا تھا میں پھر بھی ان کا بڑا مشکور ہوں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، چوہدری غلام قادر صاحب۔ سوال نمبر 187 پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

## سانده کلاں میں ہسپتال قائم کرنے کے لیے اقدامات

*187-چودھری غلام قادر، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 75-1974 میں سانده کلاں میں 22 بیڈ کا ایک ہسپتال تعمیر کیا گیا تھا مگر اس میں نہ تو کوئی عملہ تعینات ہے اور نہ ہی اس میں ہسپتال قائم ہے بلکہ علاقہ کے کونسلر نے اس پر ناجائز قبضہ کر کے ذاتی دفتر بنایا ہوا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس کو خالی کر کے ہسپتال کا اجراء کرنے کو تیار ہے۔ کیونکہ اس علاقہ میں کوئی اور ہسپتال یا ڈسپنسری موجود نہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ایم لطیف مغل)،

(الف) یہ بات درست نہ ہے کہ 75-1974 ء میں سانده کلاں میں 22 بیڈ کا ایک ہسپتال لاہور میٹروپولیٹن کارپوریشن نے تعمیر کیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس جگہ زچہ بچہ سنٹر اور یونانی دواخانہ بمعہ عملہ زیر نگرانی میٹروپولیٹن کارپوریشن کام کر رہا ہے۔ علاقہ کونسلر کا دفتر بھی اس عمارت میں ہے اور کسی قسم کا ناجائز قبضہ نہ ہے۔

(ب) ہسپتال قائم کرنا محکمہ صحت پنجاب کا کام ہے اس علاقے میں تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلہ پر بمقام چوہان روڈ ایک ہسپتال محکمہ صحت پنجاب کی زیر نگرانی کام کر رہا ہے۔

جناب سپیکر ، کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ جناب شاہد مرزا۔ سوال نمبر 311۔ سوال نمبر 311 پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## میونسپل کارپوریشن بہاولپور کو دی گئی گرانٹس کے خرچ کی تفصیلات

*311-جناب شاہد مرزا، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) میونسپل کارپوریشن بہاولپور کب معرض وجود میں آئی تھی اور اسے کل کتنی گرانٹس دی گئیں۔

(ب) مذکورہ گرانٹس کو کس کس مد میں اور کن ذرائع سے خرچ کیا گیا۔ اگر متذکرہ گرانٹس کو ممبران اسمبلی کے ذریعے خرچ کیا گیا تو ان اراکین کے نام اور خرچ کی گئی رقم کی تفصیل کیا ہے۔

(ج) میونسپل کارپوریشن نے جو گرانٹس حاصل کیں ان کو کس کس سکیم پر خرچ کیا گیا ہر ایک سکیم کا نام ٹھیکیدار کا نام اور ہر سکیم کی علیحدہ علیحدہ لاگت بتائی جائے جو اب تک مکمل ہو چکی ہیں اور جو مکمل نہیں ہوئیں ان کی بھی تفصیل بتائی جائے جو سکیمیں تا حال مکمل نہیں ہوئیں ان کو وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ایم لطیف مغل)۔

(الف) میونسپل کارپوریشن بہاولپور بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر 50V-3-18/87 مورخہ 15 ستمبر 1987ء جاری کردہ مقامی حکومت و دیہی ترقی معرض وجود میں آئی۔ مذکورہ نوٹیفکیشن کی کاپی تتمہ "A" پر ملاحظہ فرمائیں۔ جاری کردہ گرانٹس کی تفصیل تتمہ "B" پر موجود ہیں۔

(ب) اس ضمن میں تفصیل گوشوارہ تتمہ "C" پر پیش خدمت ہے۔

(ج) تفصیلات تتمہ "D" پر ملاحظہ فرمائیں۔

# ANNEXTURE-A

## GOVERNMENT OF THE PUNJAB

## LOCAL GOVERNMENT & RURAL DEVELOPMENT DEPARTMENT

## NOTIFICATION

**Dated Lahore the 15th September, 1987**

**No. SOV-3-18/87(B, Pur)-- In exercise of the powers conferred on him under Section 6 sub section 2-9 clause (c) of the Punjab Local Government Ordinance, 1979, the Governor of the Punjab is pleased to declare the urban areas of the Municipal Committee, Bahawalpur as Municipal Corporation.**

**BY ORDER OF THE GOVERNOR OF THE PUNJAB**

**(AMIN-ULLAH SD/- CHAUDHRY)**

**SECRETARY LOCAL GOVERNMENT.**

## ANNEXTURE-B

تفصیل موصول شدہ گرانٹس

-1 وزیراعلیٰ گرانٹ

(بذریعہ چٹھی نمبری SO-VII-6-20/82) lacs 100.00

17-4-88

-2 ایم پی اے گرانٹ

(بذریعہ چٹھی نمبری SO-VII-6-20/82) lacs 20.00

26-2-88

| | | |
|---|---|---|
| -3 | ایم پی اے گرانٹ (SO-VII-6-20/82 | lacs 27.38 |
| | 10-3-88 | lacs 147.38 |
| -4 | ترقیاتی گرانٹ بذریعہ جناب تسنیم نواز گردیزی ایم این اے (چٹھی نمبر SO-VII-10-6/89 مورخہ 25-4-1989 | lacs 50.00 |

## ANNEXTURE "C"

| نمبر | موصولہ گرانٹ | ذرائع جن سے خرچ ہوا | | |
|---|---|---|---|---|
| -1 | وزیراعلیٰ گرانٹ lacs 100.00 | -1 | تعمیر سڑکات | بذریعہ میونسپل کارپوریشن بہاولپور |
| | | -2 | خرید مشینری | |
| | | -3 | بورنگ ٹیوب ویل | |
| | | -4 | خرید تارکول | |
| | | -5 | خوبصورتی پارکس | |
| -2 | ایم پی اے گرانٹ lacs 27.38 | -1 | تعمیر سڑکات | زیر نگرانی جناب فاروق انور عباسی سابق ایم پی اے بذریعہ میونسپل کارپوریشن بہاولپور |
| -3 | ایم پی اے گرانٹ lacs 20.00 | -1 | تعمیر سیور | زیر نگرانی جناب فاروق انور عباسی صاحب سابق ایم پی اے بذریعہ میونسپل کارپوریشن بہاولپور |

## تفصیل ترقیاتی منصوبہ جات بمجاز گرانٹ ازاں ایم پی اے صاحب (جناب فاروق انور عباسی صاحب) بذریعہ میونسپل کارپوریشن بہاول پور۔

**ANNEXTURE-"D" MPA** **Rs. 4738 lacs**

| نمبر شمار | تفصیل منصوبہ | زر تخمینہ | خرچ کردہ رقم | ایجنسی جس کے ذریعے کام کروایا گیا | کیفیت |
|---|---|---|---|---|---|
| 1 | تعمیر تار کول سڑک از فرید گیٹ تا احمد پوری گیٹ براستہ ڈراوری گیٹ بند روڈ | Rs. 10.05 lacs | Rs. 9.26 lacs | صدر اینڈ کو | منصوبہ مکمل ہو چکا ہے |
| -2 | تعمیر تارکول سڑک از احمد پور روڈ تا ریلوے روڈ گھبرگ روڈ | Rs. 9.84 lacs | Rs. 9.84 lacs | عدیل اینڈ کو | ایضاً |
| -3 | تعمیر تار کول سڑک از سٹلائٹ ٹاؤن تا بستی ساطلاں | Rs 7.49 lacs | — | عبدالرحمن اینڈ کو | منصوبہ زیر تکمیل ہے مورخہ 9-10-1989 کو منڈر حاصل کیے گئے ہیں۔ |
| -4 | پکھائی سیور لائن اندرون صادق کالونی وارڈ نمبر 38 | Rs. 2.83 lacs | Rs. 2.695 lacs | الصباح کنسٹرکشن کمپنی | منصوبہ مکمل ہو چکا ہے |

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| -5 | پکھائی سیور لائن اندرون مہاجر کالونی شاہدرہ وارڈ نمبر 20 | Rs. 1.50 lacs | Rs. 1.33 lacs | محمد شفیع | ایضاً |
| -6 | پکھائی سیور لائن اندرون مہاجر کالونی بغداد وارڈ نمبر 20 | Rs. 0.59 lacs | Rs. 0.49 lacs | الصباح کنسٹرکشن کمپنی | ایضاً |
| -7 | پکھائی سیور لائن اندرون جناح کالونی دیگھی خانہ وارڈ نمبر 26 | Rs. 0.50 lacs | Rs. 0.50 lacs | مجیب بن افضل عباسی | ایضاً |
| -8 | پکھائی سیور لائن اندرون محلہ قریشیاں وارڈ | Rs. 0.75 lacs | Rs. 0.73 lacs | غلام رسول | ایضاً |
| -9 | پکھائی سیور لائن محلہ مبارک پورہ۔ مخدوم پورہ وارڈ نمبر 1 | Rs. 1.265 lacs | Rs. 1 265 lacs | غلام رسول | منصوبہ مکمل ہو چکا ہے |
| -10 | پکھائی سیور لائن اندرون بشیر شاہ کالونی وارڈ نمبر 20 | Rs. 0.60 lacs | Rs. 0.60 lacs | عاشق حسین | ایضاً |
| -11 | تعمیر نالی و سولنگ کوچہ سیف خان وارڈ نمبر 8۔ | Rs. 112 lacs | Rs. 0.81 lacs | محمد عمر | ایضاً |
| -12 | پکھائی سیور لائن اندرون محلہ اسلام پورہ وارڈ نمبر 11 | Rs 0.60 lacs | Rs. 0.60 lacs | اسامہ بن افضل عباسی | ایضاً |

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| -13 | پچھائی سیور لائن اندرون کوثر کالونی وارڈ نمبر 18 | Rs. 0.80 lacs | Rs. 0.80 lacs | محمد شریف بھٹی | ایضاً |
| -14 | پچھائی سیور لائن اندرون محلہ کمبل پورہ وارڈ نمبر 13 | Rs. 0.60 lacs | Rs. 0.60 lacs | محمد عمر | ایضاً |
| -15 | پچھائی سیور لائن اندرون فوجی بستی وارڈ نمبر 36 | Rs 1.00 lacs | Rs. 1.00 lacs | حافظ نیک محمد | ایضاً |
| -16 | پچھائی سیور لائن اندرون گوٹھ گدرا وارڈ نمبر 33 | Rs. 0.94 lacs | Rs. 1.00 lacs | عبدالقیوم لودھی | ایضاً |
| -17 | پچھائی سیور لائن اندرون نذیر آباد کالونی وارڈ نمبر 23 | Rs. 0.33 lacs | Rs. 0.464 lacs | غلام نبی | ایضاً |
| -18 | پچھائی سیور لائن اندرون ریاض کالونی، بہاول کالونی، گلستان کالونی وارڈ نمبر 26 | Rs. 3.73 lacs | Rs. 6.66 lacs | سید اینڈ کو | ایضاً |
| -19 | پچھائی سیور لائن از مسجد مولوی اختر صاحب تا محلہ چاہ فتح خان وارڈ نمبر 8 | Rs. 0.90 lacs | Rs. 1.00 lacs | عبدالقیوم لودھی | ایضاً |
| | | **Rs. 35.29 lacs** | **Rs. 47. 38 lacs** | | |



13

# تفصیل ترقیاتی منصوبہ جات بمحاز گرانٹ ازاں جناب وزیراعلیٰ صاحب پنجاب لاہور

## بذریعہ میونسپل کارپوریشن بہاول پور

ANNEXTURE "D"

Rs 100 lacs

| نمبر شمار | نام منصوبہ | زرتخمینہ | خرچ کردہ رقم | ایجنسی جن کے ذریعہ کام کروایا | کیفیت |
|---|---|---|---|---|---|
| -1 | تعمیر جدید عمارت دفتر میونسپل کارپوریشن بہاول پور | Rs. 20 lacs | Rs 15 lacs (پندرہ ہزار) | سرفراز قریشی آرکیٹکٹ | (i) جزوی ادائیگی برائے تیاری نقشہ کی گئی ہے۔ (ii) ورک آرڈر جاری کر دیا گیا ہے۔ جگہ کا تاحال تصفیہ نہ ہوا ہے اس لیے کام شروع نہ ہو سکا ہے۔ |
| -2 | تعمیر سڑک تارکول از جھانگی والا روڈ تا گوٹھ لعل وارڈ نمبر 25 | Rs.3.70lacs | Rs.3.70lacs | میسرز عبدالمجید | منصوبہ مکمل ہو چکا ہے۔ |
| -3 | تعمیر سڑک تارکول ازون یونٹ کالونی تا یزمان روڈ پانی پاس وارڈ نمبر 34-35 | Rs.9.60lacs | Rs.9.49lacs | میسرز عبدالمجید | ــــ ایضاً ــــ |
| -4 | تعمیر سڑک تارکول از نور محل روڈ ٹرسٹ کالونی وارڈ نمبر 37 | Rs.3.00lacs | Rs. 163 lacs | باہو انجینئرنگ ورکس | ــــ ایضاً ــــ |

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| -5 | تعمیر سڑک تارکول از فرید گیٹ تا احمد پوری گیٹ براستہ موری گیٹ۔ ملتانی گیٹ شکاری پوری گیٹ وارڈ 1-6-11-13-14 | Rs17.50lacs | Rs17.52lacs | عدیل اینڈ کو | ــــ ایضاً ــــ |
| -6 | تعمیر سڑک تارکول کمرشل کالونی از کونہ غلہ منڈی تا ریلوے روڈ وارڈ نمبر 18 | Rs.2.84lacs | Rs.2.84lacs | میسرز عبدالمجید | ــــ ایضاً ــــ |
| -7 | تعمیر سڑک تارکول از چوک شاہدرہ تا ریلوے روڈ وارڈ نمبر 20 | Rs.5.00lacs | Rs.4.30lacs | عاشق حسین | ــــ ایضاً ــــ |
| -8 | تعمیر سڑک تارکول بورنگ ٹیوب ویل واٹر ورکس فرید پارک، گلزار صادق سٹیلائٹ ٹاؤن بوہڑ گیٹ۔ بستی شاہدرہ سٹیلائٹ ٹاؤن وارڈ 15-16-17-32 | Rs12.27lacs | Rs 4.30 lacs | سبحان کنسٹرکشن کمپنی | ــــ ایضاً ــــ |
| -9 | خرید ٹریکٹرز 3 عدد | Rs. 4.3 lacs | Rs.4.3 lacs | عاتق آٹوز بہاولپور | ٹریکٹر خرید کیے جا چکے ہیں۔ |
| -10 | خرید سن ہول کوز و کوورز | Rs.2 60lacs | Rs 2.37lacs | صفدر اینڈ کو | سن ہول کوورز سپلائی ہو چکے ہیں۔ |
| -11 | خرید ٹرالیاں 5 عدد | Rs.1.00lacs | Rs.1.00lacs | — | ٹرالیاں خرید کی جا چکی ہے۔ |
| -12 | خرید روڈ رولر ایک عدد | Rs 4.36lacs | Rs.4.36lacs | ہیوی کمپلکس فیکٹلا | روڈ رولر خرید ہو چکا ہے۔ |
| -13 | خرید ٹار بوائلر ایک عدد | Rs. .20 lacs | Rs. .20 lacs | ندیم انجینئرنگ لاہور | ٹار بوائلر خرید ہو چکا ہے۔ |

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| -14 | خرید تار لول | Rs.2.27lacs | Rs.2.27lacs | میٹل ریفارمنری لمیٹڈ کراچی | تار لول خرید کی جا چکی ہے۔ |
| -15 | اخراجات برائے فلڈ ریلیف | Rs.2.00lacs | Rs .30 lacs | — | متوقع اخراجات کے لیے رقم مختص کی گئی |
| -16 | ارتھ ورک گندہ نالہ غریب آباد ڈسپوزل ورکس لعل باغ روڈ22 | Rs.0.50lacs | Rs. .50 lacs | — | منصوبہ مکمل ہو چکا ہے۔ |
| -17 | تعمیر دیوار گرل نزد مکان11/8 to 20/8 سٹلائیٹ ٹاؤن وارڈ نمبر 33 | Rs.1.90lacs | Rs.1.19lacs | راشد اینڈ کو | ایضاً |
| -18 | تعمیر دیوار و گرل نزد 122 to 130 سی سٹلائیٹ ٹاؤن وارڈ نمبر33 | Rs.2.00lacs | Rs 1.22lacs | مفتی سلو اینڈ کو | ایضاً |
| -19 | تعمیر و دیوار و گرل نزد 270 سی سٹلائیٹ ٹاؤن وارڈ نمبر32 | Rs.1.69lacs | Rs.1.26lacs | حاجی محمد صادق | ایضاً |
| -20 | تعمیر دیوار و گرل اطراف واٹر ورکس مہاجر کالونی وارڈ نمبر30 | Rs.100lacs | Rs73.30lacs | سید اینڈ کو | ایضاً |

جناب سپیکر، جناب مرزا صاحب اگر کوئی ضمنی سوال کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

جناب شاہد مرزا، جناب والا! عرض یہ ہے کہ میں صرف اتنا معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کل کتنی گرانٹ لی گئی اور کل کتنی خرچ ہوئی اور کتنی بقایا ہے؟ وزیر موصوف صرف مجھے اتنا جواب دے دیں۔

جناب سپیکر، کس کو؟

جناب شاہد مرزا، وزیر موصوف ہاؤس کو بتائیں مجھے بتائیں اور جناب کو بتائیں۔

جناب سپیکر، تو یہ گرانٹ کس کو ملی؟ کس بارے میں آپ دریافت کرنا چاہتے ہیں؟

جناب شاہد مرزا، جناب والا! یہ چیف منسٹر کی گرانٹ ہے جو انہوں نے مختلف لوگوں کو دی ہے۔ سابق ایم۔پی۔ایز کو بھی دی ہیں اور ایم۔این۔ایز کو بھی دی ہے۔

جناب سپیکر، آپ میونسپل کارپوریشن بہاولپور کی بات کر رہے ہیں؟

جناب شاہد مرزا، میونسپل کارپوریشن بہاولپور کی بات کر رہا ہوں۔ کیونکہ اس کا ایک سپیشل آڈٹ ہوا ہے۔ اس میں لاکھوں روپے کا غبن اور خردبرد پایا گیا ہے۔ ان کو نوٹس دیا گیا ہے۔ جس کے نوٹس کا وفاقی وزیر نے جواب نہیں دیا۔

جناب سپیکر، جناب پارلیمانی سیکرٹری۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! جیسا کہ مرزا صاحب نے کہا ہے کہ چیف منسٹر صاحب کی طرف سے ایک کروڑ روپے گرانٹ دی گئی اس کے علاوہ پچاس لاکھ روپے کی گرانٹ ایم۔ این۔ اے صاحب کی ہے۔ اس کا جواب تفصیل کے ساتھ جز(الف) اور جز (ب) میں دے دیا گیا ہے۔ اس کا خرچ بھی تفصیل کے ساتھ دیا جا چکا ہے۔

جناب شاہد مرزا، ابھی تو میرے کانوں تک ان کے الفاظ ہی نہیں پہنچے یا پھر میری سیٹ بہت پیچھے ہے۔

جناب سپیکر، آپ ان کی بات سمجھے نہیں ہیں؟

جناب شاہد مرزا، انہوں نے میری بات کا جواب دیا نہیں۔ میرا مطلب یہ ہے کہ 50 لاکھ روپے کی ایک گرانٹ ایک ایم۔ پی۔ اے کو دی گئی۔ لیکن آج تک وہ خرچ نہیں ہوا۔ لہذا یہ پتا چلے کہ وہ گرانٹ

کہاں خرچ ہوئی ہے۔ اگر خرچ ہوئی ہے تو اس کی تفصیل کیوں نہیں آئی ہے۔

جناب سپیکر، مغل صاحب ان کا سوال سمجھ گئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد لطیف مغل): جناب سپیکر! 50 لاکھ روپے کی گرانٹ جو ایم۔این۔اے کو دی گئی تھی۔ اس کے لیے پراجیکٹ کمیٹیاں بنائی گئی ہیں۔ پراجیکٹ کمیٹیوں کے خرچ محکمہ لوکل گورنمنٹ کر رہا ہے۔

جناب شاہد مرزا: لیکن میرے علم میں یہ بات نہیں۔

جناب سپیکر، کوئی اور ضمنی سوال ہے آپ کا؟

جناب شاہد مرزا: نہیں۔ جناب۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال نہیں ہے لہذا اگلا سوال۔ سردار ظفر اقبال صاحب۔ پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## سڑک کو چوڑا کرنے کے لیے اقدامات

*374-سردار ظفر اقبال: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ علامہ اقبال روڈ لاہور ریلوے اسٹیشن سے دھرمپورہ نہر کے پل تک ڈبل سڑک ہے لیکن دھرمپورہ میں یہ سڑک بہت چھوٹی ہو جاتی ہے۔ جسے ڈبل بنانے کے لیے کثیر رقم بھی مختص کی گئی تھی۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ سڑک کو کب تک ڈبل کیا جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد لطیف مغل):

(الف) یہ درست ہے کہ لاہور ریلوے اسٹیشن تا پل نہر دھرمپورہ ڈبل سڑک ہے نہر کے پل سے دھرم پورہ ریلوے کراسنگ تک سڑک سنگل ہے۔ سڑک کے اس حصہ کو ڈبل کرنے کے لیے سال رواں کے بجٹ میں کوئی رقم مختص نہ ہے۔

(ب) الف بالا میں جواب پیش کر دیا گیا ہے۔ چونکہ بلدیہ کے مالی وسائل محدود ہیں اس لیے مذکورہ سڑک کو ڈبل کرنے کا فی الحال کوئی پروگرام نہ ہے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟ کوئی ضمنی سوال نہیں ہے لہذا اگلا سوال نمبر 430۔ چودھری قربان

علی چوہان صاحب کا ہے۔ پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## ملازمین کو یکساں مراعات دینے کے اقدامات

*430 چودھری قربان علی چوہان، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ قوانین کے تحت درجہ چہارم کے تمام ملازمین وردی اور وردی الاؤنس کے حق دار ہیں۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ چپڑاسی، چوکیدار اور خاکروب کو وردی الاؤنس دیا جاتا ہے باقی تمام عملہ درجہ چہارم وردی اور واشنگ الاؤنس سے محروم ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ملازمین بلدیات، فائر بریگیڈ چونکہ خاکروب کو رخصت گزیٹڈ اور ہفتہ وار کا معاوضہ الاؤنس دیا جاتا ہے باقی عملہ جو دوران رخصت کام کرتا ہے مثلاً عملہ واٹر سپلائی چوکیداران عملہ وصولی اڈا فیس وغیرہ کو محروم رکھا گیا ہے۔ اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد لطیف مغل)،

(الف) یہ حقیقت نہ ہے کہ درجہ چہارم کے تمام ملازمین وردی اور وردی الاؤنس کے حق دار ہیں۔ البتہ نائب قاصد، فراش، چوکیدار اور خاکروب کو وردی الاؤنس دیا جاتا ہے۔ تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| 1- | نائب قاصد | 24 روپے ماہانہ |
| 2- | فراش | 21 روپے ماہانہ |
| 3- | چوکیدار/خاکروب | 21 روپے ماہانہ |
| 4- | خاکروبہ | 13 روپے ماہانہ |

(ب) جواب جز "الف" میں دیا جا چکا ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ تاہم صرف عملہ صفائی بلدیات کو ڈبل ڈیوٹی الاؤنس مورخہ 15-2-87 سے دیا جا

رہا ہے۔ جواب جز ہائے بالا واضح ہے۔ تاہم یہ مزید وضاحت کی جاتی ہے کہ تمام بلدیاتی ادارے اپنے مالی وسائل کے مطابق اپنے ملازمین کو تنخواہیں اور دیگر مراعات دیتے ہیں۔ اگر کوئی ادارہ اپنے وسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے ملازمین کو مخصوص حالات کے پیش نظر کوئی مراعات دینا چاہتا ہے تو وہ حکومت سے اس بارے میں ضروری اجازت لینے کے لیے رجوع کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟ کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ لہذا اگلا سوال نمبر 431 بھی چودھری قربان علی چوہان صاحب کا ہے۔ یہ بھی پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## بلدیاتی اداروں کے درجہ چہارم کے ملازمین کی تکالیف کا ازالہ

*431 چودھری قربان علی چوہان، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت کے مراسلہ نمبر FDSRIII-4-5/86 مورخہ 28 مئی 1985ء کے تحت یکم اکتوبر 1957ء سے ورک چارج ملازمین کو مستقل سروس میں شامل کر کے پنشن کیس بنا رہے ہیں مگر ملازمین بلدیات کو اس رعایت سے محروم رکھ رہی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ بلدیات کے ملازمین درجہ چہارم صرف اسی وقت رخصت اتفاقیہ حاصل کر سکتے ہیں۔ جب تک دوسرا ملازم دوران رخصت فرائض سر انجام دینے کی تحریر نہ لکھے۔ مزید برآں ہر ملازم کو دوران رخصت معاوضہ نہیں دیا جاتا۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بلدیاتی اداروں کے درجہ چہارم کے ملازمین کی تکالیف کا ازالہ کرنے کو تیار ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد لطیف مغل)،

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے مذکورہ مراسلہ کے تحت یکم اکتوبر 1957ء سے ورک چارج ملازمین کو پنشن دیے جانے کے احکامات جاری کیے تھے لیکن یہ احکامات حکومت پنجاب کے ورک چارج ملازمین کے بارے میں ہیں۔ تاہم لوکل کونسل ملازمین کے لیے ان احکامات پر عمل درآمد کے لیے تمام کمشنروں سے رائے طلب کی گئی ہے اور ان کی رائے کی روشنی

میں حکومت پنجاب محکمہ بلدیات و دیہی ترقی مناسب فیصلہ کرے گی۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ درجہ چہارم کے ملازمین صرف اس وقت رخصت اتفاقیہ حاصل کر سکتے ہیں جب تک دوسرا ملازم تحریری طور پر فرائض سرانجام دینے کی ذمہ داری نہ لے صرف ایسے ملازمین جن میں عملہ صفائی عملہ سڑکات و چوکیداران شامل ہیں کی رخصت اتفاقیہ کے دوران معاد کار کی خاطر ایسا کیا جاتا ہے تاکہ عوام الناس کو تکلیف نہ ہو اور سرکاری املاک کو نقصان نہ پہنچے۔ یہ غلط ہے کہ دوران رخصت ملازمین کو معاوضہ نہیں دیا جاتا۔

(ج) جواب جز ہائے بالا کی روشنی میں مزید جواب کی ضرورت نہ ہے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟ کوئی ضمنی سوال نہیں ہے لہذا اگلا سوال۔ میاں محمود الحسن ڈار۔

## فیصل آباد میونسپل کارپوریشن کا سپیشل آڈٹ

*459 میاں محمود الحسن ڈار، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ فیصل آباد کارپوریشن صوبہ کی تیسری بڑی کارپوریشن ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس وقت کارپوریشن تقریباً ایک کروڑ روپیہ خسارہ میں جا رہی ہے اور کیش بک میں بھی اس کا اندراج موجود ہے جو کہ میئر کارپوریشن کی نااہلی کی وجہ سے ہو رہا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ کارپوریشن میں اس وقت کوئی قابل ذکر تعمیری کام نہیں ہو رہا۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس کارپوریشن کا سپیشل آڈٹ کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد لطیف مغل)،

(الف) درست نہیں ہے فیصل آباد صوبے کی دوسری بڑی کارپوریشن ہے۔

(ب) میئر صاحب فیصل آباد کارپوریشن کی رپورٹ کے مطابق یہ بات درست نہیں ہے میونسپل کارپوریشن فیصل آباد کی کیش بک کبھی بھی خسارے میں نہیں گئی۔ کارپوریشن ہذا میں گورنمنٹ کی طرف سے پری آڈٹ سکیم رائج ہے اور تمام ادائیگیاں آڈٹ کی پڑتال کے بعد کی جاتی ہے۔

(ج) درست نہیں ہے۔ میونسپل کارپوریشن ہذا میں کروڑوں روپے کے ترقیاتی کام مکمل کیے گئے ہیں اور اس وقت بھی زیر تعمیر ہیں۔

(د) چونکہ متذکرہ بالا جز ہائے کا جواب نفی میں ہے اس لیے سپیشل آڈٹ کرانے کی ضرورت نہ ہے۔ نیز فیصل آباد میونسپل کارپوریشن میں پری آڈٹ سکیم رائج ہے اور تمام ادائیگیاں آڈٹ کے بعد عمل میں لائی جاتی ہیں۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب! آپ ہمیں کچھ وقت دیا کریں۔

جناب سپیکر، نواب زادہ صاحب! آپ فرمائیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب سپیکر! انہوں نے جز (د) میں فرمایا ہے کہ سپیشل آڈٹ کرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیوں ضرورت نہیں ہے؟ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ حالانکہ اس کی ضرورت ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد لطیف مغل)، جناب سپیکر! میونسپل کمیٹیوں میں یا کارپوریشنوں میں پری آڈٹ سکیم جاری ہے۔ اگر کوئی سپیشل قسم کی شکایت ہو، کونسلر حضرات کو شکایت ہو عوام کو کوئی شکایت ہو تو اس وقت آڈٹ کیا جاتا ہے۔ فی الحال کوئی ایسی شکایت موصول نہیں ہوئی جس کی وجہ سے سپیشل آڈٹ کیا جائے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سوال کے جز (ج) میں لکھا ہے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ کارپوریشن میں اس وقت کوئی قابل ذکر تعمیری کام نہیں ہو رہا۔ جب ایک ایم پی اے یہ ڈیمانڈ کر رہا ہے کہ سپیشل آڈٹ ہو تو پھر کیوں نہیں ہونا چاہیے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد لطیف مغل)، جناب سپیکر! یہ غلط ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کارپوریشن میں کروڑوں روپے کا کام ہوا ہے۔ سال 89-1988 میں تقریباً دس کروڑ روپے کا کام جاری ہوا ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب سپیکر! کروڑوں روپے کے کام میں لاکھوں روپے کے غبن اور گھپلے ہوئے ہیں، اس لیے سپیشل آڈٹ کی ضرورت ہے۔ آخر حکومت سپیشل آڈٹ کروانے سے کیوں گریزاں ہے؟

جناب سپیکر، اس سوال کا جواب آ چکا ہے۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! روایت یہ رہی ہے کہ جب سپیکر صاحب! کہہ دیں کہ سوال نمبر فلاں تو سب سے پہلے ضروری ہے کہ متعلقہ وزیر اس سوال کا جواب پڑھ کر سنائے اور پھر اس پر بحث کی جاتی ہے اس طریقے سے اس ایوان کی روایت نہیں رہی جس طریقے سے آج آپ سوالات کو نمٹا رہے ہیں۔

جناب سپیکر، میں عین روایت کے مطابق ایوان کو چلا رہا ہوں۔ آپ کو اس بارے میں علم نہیں ہے۔ آپ اس بارے میں واقفیت حاصل کریں اور یہ پریکٹس شروع سے چل رہی ہے کہ جو معزز رکن حاضر نہیں ہوتے ان کے سوالات کے جوابات کو متعلقہ وزیر یا پارلیمانی سیکرٹری کو پڑھنے کے لیے نہیں کہا جاتا اور وہ پڑھا ہوا تصور ہوتا ہے۔ جو معزز رکن حاضر ہوتا ہے ان کا سوال پڑھنے کے لیے کہا جاتا ہے تاکہ سوال کرنے والے ممبر کی دل چسپی بھی برقرار رہے۔ جب ان کو پتا ہے کہ ان کا سوال ایوان میں آ رہا ہے تو ان کا موجود رہنا بھی ضروری ہے۔

ایک آواز، بعض اوقات پتا نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر، جناب یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ سوالات کی ترتیب تو اجلاس سے پہلے کر دی جاتی ہے۔ اور اس کے مطابق سوالات آتے ہیں۔

خواجہ محمد یوسف، جناب والا! ہمیں تو یہ کتاب آج ہی ملی ہے۔

جناب سپیکر، خواجہ صاحب! آپ نے دیکھا نہیں کہ یہ سوالات اور جوابات آپ کو دیے گئے ہیں پچھلے دنوں اس کے لیے وقت مقرر کیا گیا تھا۔ اس دن یہ سوالات پیش نہیں ہو سکے اس کے بعد آج کے دن کے لیے آج سے چھ دن پہلے طے ہوا تھا کہ آج لوکل گورنمنٹ سے متعلقہ سوالات ہوں گے۔ جب لوکل گورنمنٹ کے سوالات ہونے تھے تو سب لوگوں کے علم میں ہونا چاہیے تھا کہ آج لوکل گورنمنٹ کے سوالات ہیں۔ جناب سیف علی چٹھہ صاحب۔

## سڑک کی ناقص تعمیر کی تحقیقات

*530- جناب سیف علی چٹھہ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ رسول نگر تا کوٹ بڑا تک سڑک مکمل ہونے سے پہلے ہی ٹوٹ پھوٹ

چکی ہے جس کی وجہ سے ملحقہ لوگوں کو سخت دقت پیش ہے۔

(ب) مذکورہ سڑک پر کتنی لاگت آئی تھی اور کس ٹھیکے دار نے تعمیر کی تھی۔

(ج) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس ذمہ دار ٹھیکے دار کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

**پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد لطیف مغل)،**

(الف) رسول نگر کوٹ ہذا کے درمیان سڑک کی تکمیل سال 1984ء میں مکمل ہوئی۔ سڑک ہذا جون 1985ء کے موسم برسات کی زیادہ بارشوں کی وجہ سے ٹوٹ گئی۔ کیونکہ کوٹ ہذا ایک نشیبی اور تھور زدہ علاقہ ہے۔ جو کہ زیادہ متاثر ہوا۔

(ب) اس سڑک پر 28 28 لاکھ روپے کی لاگت آئی تھی۔ جسے حسب ذیل ٹھیکے داروں نے تعمیر کیا تھا۔

1- میسرز ویلکم کارپوریشن لاہور

2- میاں فخر اینڈ کمپنی لاہور

3- چوہدری غلام عباس چٹھہ علی پور چٹھہ

4- المحمود کنسٹرکشن کمپنی گکھڑ

(ج) یہ سڑک 1984ء میں مکمل ہوئی۔ اس کا آخری حصہ بطرف کوٹ نہرا۔ سیلابی اور سیم زدہ علاقے میں واقع ہے۔ نیز علی پور قادر آباد ریلوے لائن سڑک سے 5-6 فٹ اونچی ہے۔ 1985ء کے سیلاب کے پانی کے تیز بہاؤ کی وجہ سے اس سڑک پر 2 بڑے شگاف پڑ گئے تھے۔ محکمہ نے اس جگہ پر ایک پل تعمیر کر دیا ہے۔ دوسری جگہوں پر پلیاں تعمیر کرنی ہیں۔ جن کے لیے تخمینہ جات تیار کیے جا رہے ہیں۔ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کو لکھا جائے گا کہ اس کی مرمت کے لیے مبلغ 15 لاکھ روپے فراہم کرے۔

**نواب زادہ غضنفر علی گل،** میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ج) میں یہ پوچھا گیا ہے کہ کیا حکومت اس ٹھیکے دار کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟ اس کا جواب نہیں دیا گیا۔

**جناب سپیکر،** پارلیمانی سیکرٹری صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد لطیف مغل)۔ (ج) یہ سڑک 1984ء میں مکمل ہوئی۔ اس کا آخری حصہ بطرف کوٹ ہڑا۔ سیلابی اور سیم زدہ علاقے میں واقع ہے نیز علی پور قادر آباد ریلوے لائن سڑک سے 6/5 فٹ اونچی ہے۔ 1985ء کے سیلاب کے پانی کے تیز بہاؤ کی وجہ سے اس سڑک پر دو بڑے شگاف پڑ گئے تھے۔ محکمہ نے اس جگہ پر ایک پل تعمیر کر دیا ہے۔ دوسری جگہوں پر پلیاں تعمیر کرنی ہیں جن کے لیے تخمینہ جات تیار کیے جا رہے ہیں۔ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کو لکھا جائے گا کہ اس کی مرمت کے لیے مبلغ 15 لاکھ روپے فراہم کرے۔ جہاں تک ضمنی سوال کا تعلق ہے' جناب والا! جزو (ج) کے جواب میں آ چکا ہے کہ سڑک بوجہ سیلاب کے' اور سیم کے ٹوٹی ہے اس میں ٹھیکے دار کا کوئی قصور نہیں ہے' اس کو سیکیورٹی دی جا چکی ہے وہ مدت بھی ختم ہو چکی ہے اس لیے ٹھیکے دار کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا کوئی جواز نہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، اب جواب آیا ہے' اس میں لکھنا چاہیے تھا کہ اس میں ٹھیکے دار کا کوئی قصور نہ ہے اس لیے اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جا رہی۔

جناب سپیکر، اگلا سوال حاجی سکندر حیات بوسن صاحب۔۔۔

## چونگیات کے ٹھیکے کی تفصیل

*542- حاجی سکندر حیات بوسن : کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) میونسپل کمیٹی میاں چنوں نے 1985ء سے لے کر 1989ء تک چونگیات کا ٹھیکہ کس کس ٹھیکے دار کو الاٹ کیا گیا۔ ان کے نام اور مکمل پتا جات کیا ہیں۔

(ب) ہر سال کتنی رقم کا ٹھیکہ دیا گیا اور کتنے ٹھیکے داروں نے بولی میں حصہ لیا ان کے نام اور مکمل پتا جات کیا ہیں۔

(ج) کیا چونگیات کا ٹھیکہ دینے سے پہلے اس کی باقاعدہ طور پر تشہیر کی گئی تھی تو اس کی نقل لف کریں اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد لطیف مغل)۔

(الف) ٹھیکہ نیلام چونگیات 86-1985ء

## نام ٹھیکے دار و مکمل پتا

1- 1985-86ء محمد اشفاق ولد راؤ محمد رفیق چک نمبر67/10-R تھانہ خانیوال جسونت نگر خانیوال

2- 1986-87ء ذوالفقار علی ولد ریاست علی مکان نمبر221۔ شریف پورہ ملتان

3- 1987-88ء نعیم خاں ولد محمد طفیل خاں مکان 22/5 میاں چنوں برائے نعیم اینڈ کمپنی میاں چنوں

4- 1988-89ء مقبول احمد ولد چودھری ولی محمد برون دھولی محلہ مکان نمبر 227 ساہیوال

1- زر نیلام کل رقم ٹھیکہ سال 1985-86ء مبلغ =/2712000 روپے۔

## بولی میں حصہ لینے والے ٹھیکے داروں کے نام و پتا

1- باسط اینڈ کمپنی 2- نعیم اینڈ کمپنی 3- نیک محمد بلاول

4- محمد لطیف میاں چنوں 5- محمد اشفاق ولد راؤ پور کبیر والا

محمد رفیق67/10-R تھانہ

خانیوال جسونت نگر خانیوال۔

2- زر نیلام کل رقم ٹھیکہ سال1986-87ء مبلغ=/3555000 روپے

1- خاں زمان خان میاں چنوں 2- رشید اینڈ کمپنی بورے والا

3- رضا محمد 4- عبداللطیف میاں چنوں

5- محمد سلیم اینڈ کمپنی میاں چنوں 6- میاں علیم میاں چنوں

7- راؤ محمد حنیف کبیر والا 8- ذوالفقار علی ولد ریاست علی مکان نمبر 221 شریف پور ملتان

3- زیر نیلام کل رقم ٹھیکہ سال 1987-88ء مبلغ=/3566000 روپے

1- راؤ سعید احمد۔ کبیر والا 2- نعیم اقبال میاں چنوں

3- نعیم خان اینڈ کمپنی۔ میاں چنوں 4- نعیم خاں ولد محمد طفیل خاں مکان

5- راؤ محمد حنیف کبیر والا نمبر22/5 میاں چنوں ضلع خانیوال

3- زر نیلام کل رقم ٹھیکہ سال 1988-89ء مبلغ =/5210000 روپے

(ب) ٹھیکے داروں کے نام جنہوں نے بولی میں حصہ لیا

1- محمد لطیف میاں چنوں 2- زاہد خاں میاں چنوں 3- راؤ سعید احمد کبیر والا

4- فہم انور میاں چنوں 5- محمد عظیم کچا کھوہ

6- مقبول اینڈ کمپنی ساہیوال 7- مقبول احمد ولد چوہدری ولی محمد بیرون دھوبی محلہ مکان نمبر 227 ساہیوال۔

(ج) ڈائرکٹر پبلک ریلشین پنجاب لاہور کے ذریعے مشتہری اخبارات میں کی گئی اور مقامی طور پر مشتہری کی گئی جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

جناب سپیکر، سوال نمبر 569' جی۔۔۔

## سلیکشن گریڈ دینے کے لیے اقدامات

*569-جناب عبدالقادر شاہین، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ پنجاب میں بلدیاتی ملازمین کو سلیکشن گریڈ دیا گیا جبکہ عملہ چونگی کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ بلدیاتی ملازمین کے چندہ پنشن نظام کو بند کر دیا گیا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ بلدیہ بہاول نگر کے ملازمین کے لیے ہاؤسنگ سکیم جسے سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی نے منظور کیا تھا اس پر تاحال عمل درآمد نہیں کیا جا رہا۔

(د) اگر جزائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بلدیات کے عملہ چونگی کو سلیکشن گریڈ دینے پینشنی چندہ نظام کو بحال کرنے اور بلدیہ بہاول نگر کے ملازمین کے لیے رہائش سوسائٹی پر عمل درآمد کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد لطیف مغل)۔

(الف) یہ درست ہے کہ پنجاب میں ان بلدیاتی ملازمین کو سلیکشن گریڈ دیا گیا ہے جو کہ محکمہ خزانہ

کے نوٹیفکیشن کے مطابق حق دار تھے۔ یہ بات درست نہیں ہے کہ عملہ چوکی کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ بلکہ عملہ چوکی کے جو ملازمین سلیکشن گریڈ کے حق دار ہیں انہیں سلیکشن گریڈ دے دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں جاری کردہ نوٹیفکیشن کے بمطابق ضمیمہ (الف) لف ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے بلدیاتی ملازمین کے چندہ پنشن نظام کو ختم نہیں کیا گیا۔

(ج) یہ درست نہیں ہے بلدیہ کے ملازمین کے لیے ہاؤسنگ سکیم کا بنانا یا اسے منظور کرنا سیکرٹری بلدیات کے عمومی دائرہ کار میں نہیں ہے۔ البتہ اگر کوئی لوکل کونسل اپنے ملازمین کے لیے ایسی سکیم بناتی ہے تو اس کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے بمطابق رپورٹ بلدیہ بہاول نگر ہاؤسنگ سکیم پر عمل درآمد جاری ہے۔ بلدیہ بہاول نگر کی رپورٹ ضمیمہ (ب) میں لف ہے۔

(د) اس کا جواب جزو الف' ب اور ج میں دیا جا چکا ہے۔

ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر، جی شاہین صاحب کوئی ضمنی سوال ہے۔

جناب عبدالقادر شاہین، وزیر موصوف کے ایماء پر سیکرٹری صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ یہ درست نہیں کہ بلدیہ کے ملازمین کے لیے ہاؤسنگ سکیم بنانا یا اسے منظور کرنا بلدیہ کے سیکرٹری کے عمومی دائرہ کار میں نہیں البتہ اگر کوئی لوکل کونسل اپنے ملازمین کے لیے ایسی سکیم بناتی ہے جس کے لیے جناب والا! میں جناب کے توسط سے سیکرٹری صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ بلدیاتی ملازمین کے لیے ایک ہاؤسنگ سکیم بنائی جا رہی ہے' یہ بتائیں کہ وہ کس مقام پر واقع ہے اور اس پر کتنی لاگت آئے گی؟

جناب سپیکر، شاہین صاحب! آپ یہ سوال دہرا دیجئے۔

جناب عبدالقادر شاہین، انہوں نے فرمایا ہے کہ وہاں پر اس قسم کی کوئی سکیم نہیں ہے لیکن آگے وہ کہتے ہیں کہ بلدیاتی ملازمین کے لیے وہاں ایک سکیم بنائی جا رہی ہے تو کیا یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ یہ کس مقام پر واقع ہے اور اس پر کتنی لاگت آئے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد لطیف مغل)، جناب والا! میں نے یہ نہیں کہا کہ بلدیہ کے۔ میں نے جواب یہ دیا ہے کہ ایک سکیم بلدیاتی ملازمین کی طرف سے جاری

ہے انہوں نے وہ apply کی ہوئی ہے' اس پہ کام ہو رہا ہے۔ ڈپٹی کمشنر کے آفس میں کام ہو رہا ہے لیکن یہ سیکرٹری بلدیات کے دائرہ کار میں نہیں ہے کہ وہ کسی سکیم کو منظور کرے یا نا منظور کرے۔ ایک سکیم جاری ہے اس پہ کام ہو رہا ہے جب وہ منظور ہوگی اس طرح ان ملازمین میں یہ تقسیم کر دی جائے گی۔

جناب عبدالقادر شاہین، جناب والا! ایک طرف تو وہ فرماتے ہیں کہ ایسی کوئی سکیم نہیں لیکن دوسری طرف وہ خود ہی فرما رہے ہیں کہ ایسی سکیم زیر غور ہے۔ جب کہ حقائق اس سے مختلف ہیں کہ بلدیاتی اداروں کے ملازمین کے لیے یہ سکیم بنائی گئی۔ چند دنوں کے بعد ڈپٹی کمشنر بہاولنگر نے اس زمین کو اپنی پسند کے لوگوں میں ہمارے ایم پی اے صاحب کے اشارے پر منتقل کر دیا۔ اب ملازمین جو ہمیں ان کیلئے وہاں پر کسی قسم کی کوئی ہاؤسنگ سکیم نہیں بنائی جا رہی۔ تو میرا سوال یہ ہے کہ جہاں پر یہ ہاؤسنگ سکیم بنائی جا رہی ہے اس کی کوئی لوکیشن بتانا پسند فرمائیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد لطیف مغل)، جناب والا! تازہ سوال ہے۔ بن تو شہر ہی میں رہی ہے لیکن وہ کس جگہ پر بن رہی ہے' ان کا سوال جیسا کہ انہوں نے کہا ہے کہ یہ غلط ہے کہ سکیم نہیں بن رہی۔ میں نے یہ کہا ہے کہ سیکرٹری لوکل گورنمنٹ کے دائرہ اختیار میں کسی سکیم کو رد کرنا یا منظور کرنا نہیں ہے' بلدیہ ملازمین کی طرف سے ایک سکیم کی منظوری کے لیے لکھا گیا ہے یہ ان کی طلب ہے وہ ابھی تک ڈپٹی کمشنر آفس میں چل رہی ہے لیکن اس میں بلدیہ کا کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے جسے سیکرٹری نے نامنظور یا پاس کیا ہو' ابھی تک یہ اس حالت پہ نہیں آئی کہ سیکرٹری لوکل گورنمنٹ اسے منظور کرے یا نامنظور کرے۔

جناب عبدالقادر شاہین، سیکرٹری صاحب صرف اتنا ہی فرما دیں کہ اس متعلقہ سکیم پر حکومت پنجاب یا ان کی متعلقہ منسٹری کچھ خرچ کرنے کا' بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر، یہ آخری ضمنی سوال ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد لطیف مغل)، لوکل باڈیز کی یہ پالیسی ہے' جیسے کہ گورنمنٹ کی پالیسی ہے کہ تین' پانچ اور سات مرلہ سکیم ہم چھوٹے ملازمین درجہ چہارم کے لیے پلاٹ تین مرلہ کے حساب سے ملازمین کو کرانے پر بھی دے رہے ہیں۔ لیکن یہ سکیمیں

منظور کروائی جا رہی ہیں لیکن ہم چاہتے ہیں کہ ان کی جو بھی سکیم ہو اسے منظور کیا جائے۔

جناب سپیکر۔ اگلا سوال جناب عبدالقادر شاہین۔

## ٹاؤن کمیٹی منچن آباد میں خورد برد کی تحقیقات

*571- جناب عبدالقادر شاہین ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ جناب غلام حسین ایم پی اے کے والد نذر محمد اور ماموں نے ٹاؤن کمیٹی منچن آباد کی کروڑوں روپے کی زمین فروخت کر دی ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ جو اراضی انہوں نے جعلی کلیموں کے ذریعے حاصل کی۔ وہ ٹاؤن کمیٹی کی جگہ نہ تھی بلکہ کھنڈرات پر مشتمل تھی۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ تھانہ والی جگہ پر پراجیکٹ منیجر کا دفتر بھی فراڈ ہے۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس معاملہ کی تحقیقات کروانے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد لطیف مغل)،

(الف) یہ غلط ہے۔

(ب) مبینہ جعلی کلیموں یا ان سے حاصل کردہ اراضی ٹاؤن کمیٹی یا محکمہ لوکل گورنمنٹ کو علم نہ ہے۔

(ج) یہ غلط ہے کیونکہ تھانہ سے ملحقہ اراضی ٹاؤن کمیٹی نے بذریعہ قرارداد نمبر 2 مورخہ 16-2-87 برائے تعمیر دفتر پراجیکٹ منیجر منتقل کی تھی جس پر گذشتہ 8 سال سے دفتر تعمیر شدہ ہے۔

(د) جزوہائے بالا کے جوابات کی روشنی میں تحقیقات کی ضرورت نہ ہے

جناب عبدالقادر شاہین، جناب والا! آپ نے اس فلور پر اس بات کی گارنٹی دی تھی کہ جب بھی کبھی وقفہ سوالات ہوں گے تو ان کا متعلقہ محکمہ کا وزیر یہاں پر موجود ہوگا ساتھ ہی آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ ہاؤس کے سامنے حقائق کو لانا ہم سب کا فرض ہے کیونکہ یہ تمام چیزیں عوام کی امانت

ہوتی ہیں جو کہ ہاؤس میں آنے کے بعد ہاؤس کی پراپرٹی بن جاتے ہیں' انہوں نے میرے پہلے سوال کو اس طریقے سے گول کیا ہے کہ میرا سوال تھا کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ خادم حسین ایم پی اے کے والد نذر محمد اور ماموں ٹاؤن کمیٹی منچن آباد کی کروڑوں روپے کی زمین فروخت کر دی ہے جس کے جناب والا! ہمارے پاس ثبوت ہیں اور انہوں نے کتنی خوبصورتی سے کہا کہ یہ غلط ہے جب کہ وہ بلدیہ کی زمین تھی اور انہوں نے اسے غلط طریقے سے بیچ ڈالا ہے۔ اس میں وہ دوبارہ کہتے ہیں' میں نے سوال کیا تھا کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ جو اراضی انہوں نے جعلی کلیموں کے ذریعے حاصل کی وہ ٹاؤن کمیٹی کی جگہ نہ تھی بلکہ کھنڈرات پر مشتمل تھی؟ تو کیا سیکرٹری صاحب یہ فرمانا پسند کریں گے کہ اس کے حقائق کیا ہیں؟ کیا انہیں سیاسی رشوت کے طور پر معاف کر دیا گیا ہے یا اس کی کوئی تحقیقات ہو رہی ہے۔؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد لطیف مغل)، جناب والا! جیسا کہ میں نے جزو (الف) میں یہ کہا ہے کہ یہ غلط ہے۔۔۔

جناب سپیکر، یہ کسی گورنمنٹ کے ادارے کے بارے میں سوال نہیں ہے یہ ایک معزز رکن کے معزز والد کے بارے میں سوال ہے میں اسے disallow کرتا ہوں۔

## گندگی کے ڈپو کو دوسری جگہ منتقل کرنے کے لیے اقدامات

*581- میاں محمد سرور کھوکھر، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ اوکاڑہ ڈسٹرکٹ ہسپتال سے قریباً ایک سو گز کے فاصلے پر شہر کا سب سے بڑا گندگی کا ڈپو قائم ہے جس کی وجہ سے عوام کو سخت پریشانی کا سامنا ہے۔

(ب) اگر ایسا ہے تو کیا حکومت اس گندگی کے ڈپو کو کسی اور جگہ منتقل کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اسے منتقل کر دیا جائے گا اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد لطیف مغل)،

(الف) یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ ڈپوڈ ڈسٹرکٹ ہسپتال سے سو گز کے فاصلہ پر ہے مگر یہ مذکورہ ڈپو طویل عرصہ سے اسی جگہ پر قائم ہے جس کی ہر روز باقاعدہ صفائی کی جاتی ہے ہسپتال کی عمارت ماضی قریب میں ہی تیار کی گئی ہے۔

(ب) بلدیہ ہذا متذکرہ فلتھ ڈپو کی منتقلی کے لیے کوشاں ہے۔ جب بھی مناسب جگہ دستیاب ہوئی اسے منتقل کر دیا جائے گا۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! انہوں نے پوچھا ہے کہ "کیا یہ امر واقع ہے کہ اوکاڑہ ڈسٹرکٹ ہسپتال سے قریباً ایک سو گز کے فاصلے پر شہر کا سب سے بڑا گندگی کا ڈپو قائم ہے" جواب میں فرماتے ہیں "یہ حقیقت ہے کہ فلتھ ڈپو ڈسٹرکٹ ہسپتال سے سو گز کے فاصلہ پر ہے" اس کی موجودگی کا جواز یہ ہے "یہ فلتھ ڈپو طویل عرصہ سے اسی جگہ پر قائم ہے اور ہسپتال کی عمارت ماضی قریب میں بنی ہے"۔

جواب کے جزو (ب) میں فرماتے ہیں کہ "بلدیہ ہذا متذکرہ فلتھ ڈپو کی منتقلی کے لیے کوشاں ہے۔ جب بھی مناسب جگہ دستیاب ہوئی اسے منتقل کر دیا جائے گا" جناب والا! کیا اس کی موجودہ جگہ ہسپتال کے پاس مناسب ہے۔ ان کو کوئی سی مناسب جگہ نہیں مل رہی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! بلدیاتی اداروں کو یہ پریشانی ہے کہ جہاں پر بھی ہم فلتھ ڈپو بنانے لگتے ہیں وہاں کے لوگ ہمیں اپنے گھر کے سامنے فلتھ ڈپو نہیں بنانے دیتے۔ یہ فلتھ ڈپو ہسپتال بننے سے پہلے کا ہے۔ جیسا کہا گیا ہے سینٹری انسپکٹر کی بھی ڈیوٹی ہے اور عملے کی بھی ڈیوٹی ہے وہ روزانہ اس کی صفائی کرتے ہیں۔ پھر ہسپتال کی گندگی اور دوسری چیزیں بھی وہاں پر ڈالی جاتی ہیں۔ صبح شام دن میں دو دفعہ اس کی صفائی ہو رہی ہے۔ ہم چاہتے بھی یہ ہیں کہ اس کے نزدیک ہی کوئی جگہ ملے تاکہ ہسپتال کا کوڑا اس میں پھینکا جا سکے۔ جیسے ہی جگہ ملے گی بہت جلد اسے ختم کر دیا جائے گا۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ہسپتال کو کسی مناسب جگہ پر منتقل کر دیا جائے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ اگر فلتھ ڈپو نہیں ہٹایا جا سکتا تو یہ ممکن ہے کہ ہسپتال کو کسی مناسب جگہ پر لے جایا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ یہ فلتھ ڈپو بہت جلد ہٹا لیا جائے گا لیکن اگر فوری طور پر اسے ہٹا لیا جاتا ہے۔ آج تو وہاں صفائی ہو رہی ہے لیکن وہی ہسپتال کا گند اور اردگرد کے لوگوں کی گندگی سرعام سڑک پر پڑی رہے گی۔ جس سے

مریضوں اور دوسرے لوگوں کے لیے نقصان کا باعث ہے۔ ہم اس کا متبادل انتظام کر رہے ہیں جو بہت جلد ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، اس بارے میں آپ کوئی حتمی ٹائم کا اعلان فرما سکتے ہیں۔ کہ کب تک یہ فلتھ ڈپو وہاں سے ہٹا لیا جائے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! بہت جلد آپ جتنا ٹائم کہیں کر لیں گے۔ ہم وہاں سے اٹھا تو لیں گے لیکن اس کے نزدیک بنانا ہمارے لیے فوری طور پر مشکل ہو گا۔

جناب سپیکر، بہتر ہے کہ آج اس کے بارے میں گورنمنٹ کی طرف سے کوئی commitment ہو جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! متبادل کا ہم نہیں کہہ سکتے لیکن اٹھانے کے لیے اگر آپ کہتے ہیں ایک ماہ کے اندر اندر اسے اٹھا دیں گے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، فلتھ ڈپو مہیا کرنا مقصود ہے تو کیا اس فلتھ ڈپو کو ہسپتال کے اندر منتقل نہیں کیا جا سکتا۔

جناب سپیکر، نواب زادہ صاحب! تو ازراہ تفنن یہ سوال فرما رہے ہیں لیکن میں چاہتا ہوں یہ فلتھ ڈپو کا مسئلہ جو نواب زادہ صاحب نے اٹھایا ہے اس کو سنجیدگی سے حل کیا جائے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! اگر فلتھ ڈپو کو ہٹا دیا تو ہسپتال کی گندگی کہاں جائے گی۔ اس لیے میں نے کہا کہ ہسپتال کی گندگی کے لیے فلتھ ڈپو کو ہسپتال کے اندر بنا دیں۔

جناب سپیکر، آپ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کا شکریہ ادا کیجئے انہوں نے واضح طور پر commitment کی ہے کہ ایک مہینے کے اندر وہ فلتھ ڈپو ہٹا دیا جائے گا۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! اگر ایک مہینے کے اندر نہ ہوا تو میں استحقاق کی تحریک لاؤں گا۔

جناب سپیکر، اس لیے تو commitment آئی ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! نماز عصر کا وقت ہو چکا ہے۔ صلوۃ کے لیے وقفہ کیا جائے۔

جناب سپیکر، اب ہم وقفہ نماز کرتے ہیں۔ اس کے بعد پونے پانچ بجے دوبارہ وقفہ سوالات شروع کریں گے۔

(وقفہ برائے نماز عصر کے بعد 4.45 پر اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی)

(کرسی صدارت پر جناب سپیکر)

جناب محمد اسلم گورداسپوری، جناب سپیکر! کیا اس ایوان میں کوئی ایم این اے تشریف لا کر اندر بیٹھ سکتا ہے؟ میں آپ کی رولنگ چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جب ہاؤس نہ چل رہا ہو' پھر تو کئی وزٹرز بھی یہاں آتے رہتے ہیں۔ تو اس وقت کوئی ایم این اے بھی یہاں آ سکتے ہیں۔ لیکن جب ہاؤس سیشن میں ہو تو پھر کوئی نہیں آ سکتا۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری، جناب سپیکر! آپ کی موجودگی میں کیا کوئی ایم این اے' یا اس ایوان سے غیر متعلق کوئی شخص ایوان میں لمحہ بھر کے لیے بھی ٹھہر سکتا ہے؟ جب آپ موجود ہوں' جب کہ آپ کی موجودگی میں ایم این اے صاحب کافی عرصے تک کھڑے رہے۔

جناب سپیکر، اگر ایوان کی کارروائی جاری ہو تو پھر نہیں ہو سکتا۔ چاہے میں نہ ہوں' چاہے ڈپٹی سپیکر صاحب بیٹھے ہوں یا پینل آف چیئرمین کے کوئی ممبر صدارت کر رہے ہوں۔ سوال میرے بیٹھنے کا نہیں۔ سوال ایوان کے سیشن میں ہونے کا ہے۔ جب ایوان سیشن میں ہو تو کوئی نہیں بیٹھ سکتا۔ ممبر صاحبان کے علاوہ اور کوئی نہیں آ سکتا۔ میاں محمد سرور کھوکھر صاحب کا سوال ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! یہ سوال تو فزیکل پلاننگ اینڈ ہاؤسنگ سے متعلق ہے۔ یہاں کیسے آ گیا؟

جناب سپیکر، یہ سوال یہاں کیسے آ گیا؟

نواب زادہ غضنفر علی گل، اور جواب اس کا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی دے رہے ہیں! وہ تو اس سوال کا جواب نہیں دیں گے۔ بڑی عجیب و غریب صورت حال پیدا ہوگئی ہے۔ کیونکہ سیوریج تو مقامی حکومت کے تحت نہیں آتا۔

جناب سپیکر، ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کا سوال لوکل باڈیز میں کیسے آ گیا؟

نواب زادہ غضنفر علی گل، بڑی سوچنے والی بات ہے جناب والا۔

جناب سپیکر، یہ سوال مقامی حکومت کے متعلق نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی تکنیکی غلطی ہے۔ سیکرٹری صاحب، آپ کی اپنی بھی کوئی سمجھ ہے۔ وہ آپ کے سیکرٹریٹ کی، یا ہاؤسنگ والے لوکل گورنمنٹ کو براہ راست بھیج دیں۔ اور لوکل گورنمنٹ والے ہاؤسنگ والوں کو براہ راست بھیج دیں۔۔ یہ آپ کیا کرتے ہیں؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ نہیں ہو سکتا۔۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ کوئی ڈیپارٹمنٹ دوسرے ڈیپارٹمنٹ کو اپنی مرضی سے سوال بھیج دے۔ یہ سیکرٹریٹ کو تعین کرنا ہے کہ یہ کس ڈیپارٹمنٹ کا سوال ہے۔۔۔ تو نواب زادہ صاحب، یہ ہاؤسنگ کا سوال ہے اور یہ یہاں نہ آ سکتا تھا۔ آپ درست فرماتے ہیں۔ یہ لوکل باڈیز کا سوال نہیں۔ یہ ہاؤسنگ کا سوال ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، سید افضال علی شاہ صاحب ہوں یا ان کو کوئی پارلیمانی سیکرٹری ہو تو وہ جواب دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، یہ وہاں جائے گا۔ اس سوال کو ڈیفر کیا جاتا ہے اور یہ ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ کو جائے گا۔ اور آئندہ کے لیے یہ کسی محکمہ کا صوابدید نہیں ہے۔ وہ یہ سمجھے کہ یہ میرے محکمہ کا سوال نہیں ہے۔ اور وہ از خود اس کو دوسرے محکمہ کو بھیج دے۔ اس سیکریٹریٹ نے معلوم کرنا ہے کہ یہ کس محکمہ کا سوال ہے۔ اور آئندہ اس قسم کی اورمشن نہیں ہونی چاہیے۔

## ڈسپنسری کا اجراء

*597-میاں عزیز الرحمٰن چن، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ غازی آباد مغلپورہ لاہور کی آبادی تقریباً چار لاکھ نفوس پر مشتمل ہے لیکن اس علاقے میں تا حال علاقہ کے لوگوں کے لیے علاج معالجہ کی غرض سے کوئی ڈسپنسری قائم نہیں کی گئی۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس علاقہ میں ڈسپنسری قائم کرنے کے لیے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد لطیف مغل)،

(الف) میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور کے اس وقت غازی آباد مغلپورہ اور ملحقہ آبادیوں میں مندرجہ ذیل

ڈسپنسریاں اور زچہ بچہ سنٹر کام کر رہے ہیں۔

| ڈسپنسری | زچہ و بچہ سنٹر |
|---|---|
| 1- راجگڑھ ڈسپنسری | 1- درس بڑے میاں |
| | 2- ساہو وازی |
| | 3- الفیصل ٹاؤن غازی آباد |

نیز غازی آباد میں مزید ایک ڈسپنسری زیرتعمیر ہے۔ جس کا افتتاح آئندہ مالی سال میں ہو جائے گا۔

ب) جواب جز (الف) میں دے دیا گیا ہے۔

اب زادہ غضنفر علی گل، کیا وزیر موصوف ازراہ کرم فرمائیں گے کہ جز (ب) میں جواب دیا گیا ہے۔ ر غازی آباد میں مزید ایک ڈسپنسری زیرتعمیر ہے جس کا افتتاح آئندہ مالی سال میں ہو جائے گا۔ اس ، کیا مطلب ہے۔ کیا وہ اس مالی سال میں مکمل نہیں ہوگی کیا اس کا سنگ بنیاد اگلے مالی سال میں کھا جائے گا۔ آپ جز (ب) کا جواب پڑھیں۔ اس کی وضاحت فرمائی جائے۔

ناب سپیکر، نواب زادہ صاحب پوچھنا چاہتے ہیں کہ جز (الف) کی آخری سطر میں یہ ہے کہ نیز غازی باد میں مزید ایک ڈسپنسری زیرتعمیر ہے جس کا افتتاح آئندہ مالی سال میں ہو جائے گا۔ کیا کوئی اور سپنسری زیرتعمیر ہے۔

ریلیانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد لطیف مغل)، یہ ڈسپنسریاں تریباً دو فرلانگ سے لے کر ایک میل کے اندر اندر کام کر رہے ہیں۔ ایک ڈسپنسری جو زیرتعمیر ہے۔ ہ آئندہ سال میں مکمل ہو جائے گی۔ افتتاح کا مقصد یہ ہے کہ کام کرنا شروع کر دیا جائے گا۔

اب زادہ غضنفر علی گل، جناب سپیکر! ان کا مالی سال سے کیا مراد ہے۔ کیونکہ آئندہ مالی سال جون 1990 سے شروع ہو کر جون 1991 تک ہے۔ یہ تو ابھی زیرتعمیر ہے یہ فرمائیں کہ یہ ایک ماہ میں دو ہ میں چھ ماہ میں فرمائیں کیونکہ ان کا یہ جواب بہت ہی مبہم ہے۔ یہ اس کا واضح جواب دیں۔

ریلیانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد لطیف مغل)، جب کسی سپنسری یا سکول کی عمارت بن جاتی ہے۔ تو اس کے چلانے کے لیے فنڈز درکار ہوتے ہیں اس مالی

سال میں فنڈز نہیں ہیں آئندہ مالی سال میں اس کے مجملے کے لیے اور دیگر ضروریات کے لیے فنڈز درکار ہوں گے آئندہ سال میں وہ چالو ہو جائے گی۔ یہ مکمل ہو چکی ہے۔ صرف آئندہ مالی سال میں صرف فنڈز مہیا ہوں گے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! کیا یہ جون سے پہلے مکمل ہو جائے گی۔ لیکن یہ چالو آئندہ مالی سال میں ہو جائے گی۔ کیا یہ فرمانا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ نے درست سمجھا۔ حاجی سکندر حیات بوسن صاحب۔

مولانا منظور احمد چینوٹی، جناب والا! ابھی تک پریس گیلری خالی ہے۔

جناب سپیکر، مولانا صاحب! ابھی بات کر رہے ہیں۔

## سڑک کی مرمت اور ناقص تعمیر کی تحقیق

*610- حاجی سکندر حیات بوسن ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رانجھا روڈ سمن آباد لاہور حال ہی میں تعمیر کی گئی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک کی ناقص تعمیر کی وجہ سے مذکورہ سڑک پر تعمیر کے فوراً بعد گڑھے پڑ گئے ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک پر گڑھے پڑ جانے کی وجہ سے عوام کو شدید مشکلات کا سامنا ہے۔

(د) آیا حکومت مذکورہ سڑک کی ناقص تعمیر کی تحقیقات کروانے اور اس کی فوری مرمت کروانے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کیا وجوہات ہیں؛

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد لطیف مغل)،

(الف) اس سڑک کی تعمیر ایم۔پی۔اے پروگرام کے تحت 87-1986 میں شروع کی گئی۔ اور 1987ء میں مکمل ہوئی۔

(ب) سڑک کو مکمل ہونے دو سال ہو چکے ہیں سڑک پر سے لوگوں کی طرف سے سیور پائپ بچھاتے وقت اور بعض جگہوں پر پانی کے نکاس کی خرابی کے باعث سڑک ٹوٹ گئی ہے۔

جب کہ بیشتر حصہ تسلی بخش حالت میں ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) متعلقہ ٹھیکے دار نے مرمت کا کام پر شروع کر دیا ہے۔ جو چند دنوں میں مکمل ہو جائے گا۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جز الف میں جواب ہے کہ اس سڑک کی تعمیر ایم پی اے پروگرام کے تحت 87-1986ء میں شروع کی گئی اور 1987ء میں مکمل ہوئی۔ سڑک کو مکمل ہوئے دو سال ہو چکے ہیں۔ سڑک پر سے لوگوں کی طرف سے سیوریج یا پائپ بچھاتے وقت اور بعض جگہوں پر پانی کے نکاس کی خرابی کے باعث سڑک ٹوٹ گئی ہے۔ جب کہ بیشتر حصہ تسلی بخش حالت میں ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کتنا حصہ سڑک کا ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری، جناب سپیکر! اس کے لیے فریش سوال درکار ہے۔ کہ لوگوں نے سیوریج بچھاتے وقت سڑک کو کافی جگہوں سے توڑ دیا ہے۔ لیکن اس کی ساتھ ساتھ مرمت شروع ہو چکی ہے۔ اور جلد ہی مکمل ہو جائے گی۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! اس کی "د" میں لکھا ہے۔ متعلقہ ٹھیکے دار نے مرمت کا کام موقع پر شروع کر دیا ہے جو چند دنوں میں مکمل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، آپ اپنا سوال دہرا دیجئے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے۔ کہ سڑک کا کچھ حصہ خراب ہو چکا ہے۔ میں نے ان سے یہ پوچھا ہے کہ حقیقت میں کتنے میٹر حصہ سڑک کا خراب ہو چکا ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ اس کے لیے فریش سوال درکار ہے۔ لیکن جواب کے "د" میں فرماتے ہیں۔ متعلقہ ٹھیکے دار نے مرمت کا کام موقع پر شروع کر دیا ہے۔ جو چند دنوں میں مکمل ہو جائے گا۔ اگر ٹھیکے دار کو ٹھیکہ دیا گیا تو کتنے میٹر کا ٹھیکہ دیا گیا وہ تو ان کو پتا ہو گا۔

جناب سپیکر، اسی لیے تو ان کو فریش سوال چاہیے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، یہاں تو ٹھیکے دار نے کام شروع کر دیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ٹنڈر ہو گیا ہے۔ جناب! ٹنڈر کیا ہوتا ہے۔ کہ اتنے گز یا اتنے میل یا اتنے فرلانگ سڑک کی مرمت درکار ہے۔ اس کے لیے ٹنڈر مقصود ہیں۔ یہ فرمائیں کہ ٹینڈر دے کر ٹھیکیدار کو کام بھی دے دیا گیا ہے۔

ان کو پتا نہیں کہ لمبائی کتنی ہے؟

جناب سپیکر، یہ تو وہ مان رہے ہیں کہ ان کو یہ پتا نہیں کہ کتنی لمبائی ہے؟

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب سپیکر! یہی تو میں پوچھ رہا ہوں کہ ان کو پتہ کیوں نہیں ہے اس میں فریش سوال در کار نہیں۔

جناب سپیکر، ضمنی سوال جناب گورداسپوری

جناب محمد اسلم گورداسپوری، جناب والا! جز (ب) میں ہے کہ ناقص تعمیر کی وجہ سے سڑک میں گڑھے پڑے ہوئے ہیں۔ وزیر موصوف بیان دے رہے ہیں۔ کہ پانی والوں نے سیوریج والوں نے سڑک کو اکھاڑ دیا ہے اس وجہ سے گڑھے پڑ گئے ہیں۔ بنیادی سوال یہ ہے کہ سڑک کی ناقص تعمیر کی گئی جس کی بناء پر وہ سڑک اتنی جلدی ٹوٹ گئی ہے۔ کیا اس کی تحقیق کی گئی۔ اس کا کیا وزیر موصوف کے پاس جواب ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد لطیف مغل)، جناب سپیکر! میں نے اس بارہ میں جواب دیا ہے کہ لوگوں نے اپنے سیوریج کے pipe cross کیے ہیں جس کی وجہ سے ٹوٹی ہے اس سڑک کو ٹوٹے ہوئے دو سال ہو چکے ہیں۔ سڑک ویسے بھی ٹوٹ سکتی ہے۔ بہرحال اس کا کام اسی ٹھیکے دار کو دے دیا ہے۔ اور اب وہ مرمت کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، جناب گھمن صاحب۔

جناب جاوید محمود گھمن، جناب سپیکر! میں یہ ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ عام طور پر جو سڑکیں بنائی جاتیں ہیں ان کی کتنی میعاد ہوتی ہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ وہ کتنی میعاد کے اندر ٹوٹنی چاہیے۔ کیا اس کی کوئی میعاد مقرر ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد لطیف مغل)، اس میں جناب والا! میعاد مقرر ہوتی ہے۔ ٹھیکے دار کی 10% سیکورٹی رکھی جاتی ہے۔ اس میں چھ ماہ کی مدت ہوتی ہے۔ اگر چھ ماہ میں کوئی سڑک ٹوٹ جاتی ہے یا تھوڑا بہت نقصان ہوتا ہے تو اس کی مرمت وہی ٹھیکے دار کرتا ہے جب وہ کلیئر ہو تو اس کے بعد اس کو سیکورٹی واپس کی جاتی ہے۔ اس کی مختلف اداروں میں مختلف مدت ہوتی ہے۔

جناب سپیکر، ان کا مطلب یہ ہے کہ لوکل باڈیز کے اداروں میں نئی سڑک کی تعمیر کی کتنی مدت ہوتی ہے۔ اس کو کتنی دیر ٹھیک رہنا چاہیے۔

پارلیمانی سیکرٹری، چھ ماہ کی مدت تک۔

جناب سپیکر، چھ ماہ۔

## ڈسپنسری کی مرمت

*613-چودھری محمد صفدر شاکر، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ پچھلے سال سیلاب کی وجہ سے رورل ڈسپنسری برنالی ضلع گجرات کی عمارت کو سخت نقصان ہوا تھا اور ڈسپنسری کی چار دیواری بھی ٹوٹ گئی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ابھی تک ڈسپنسری کی عمارت اور چار دیواری کی مرمت نہیں کی گئی۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک ڈسپنسری کی مرمت کرانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد لطیف مغل)،

(الف) یہ درست ہے کہ پچھلے سال بارشوں کی وجہ سے ڈسپنسری برنالی کی چار دیواری کو نقصان پہنچا تھا۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) ضلع کونسل گجرات نے عمارت اور چار دیواری کی مرمت کے لیے بجٹ برائے سال 90-1989ء میں رقم مختص کر دی ہے اور ٹنڈرز کی طلبی اور ضابطے کی کارروائی کے بعد جلد ہی کام شروع کرا دیا جائے گا۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! یہ فرمایا گیا ہے کہ ضلع کونسل گجرات نے عمارت اور چار دیواری کی مرمت کے لیے بجٹ برائے سال 90-1989ء میں رقم مختص کر دی ہے۔ اور ٹنڈر کی طلبی اور ضابطے کی کارروائی کے بعد جلد ہی کام شروع کرا دیا جائے گا۔" میرا سوال یہ ہے کہ کتنی رقم چار

دیواری کے لیے مختص کی گئی ہے؟ یا اس کے لیے فریش سوال چاہیے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد لطیف مغل)، جناب سپیکر! یہ فریش سوال ہے۔ اس کے لیے آئندہ بتا دیا جائے گا۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! رقم مختص کر دی گئی ہے۔ میں پوچھ رہا ہوں کہ اس کے لیے فریش سوال چاہیے؟

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ سپیکر صاحب کا کام ہے کسی سوال کو فریش سوال قرار دینا یا منسٹر صاحب کا؟

جناب سپیکر، منسٹر نے یا پارلیمانی سیکرٹری نے یہ determine نہیں کرتا ہے کہ اس کے لیے فریش سوال چاہیے۔ بلکہ اگر وہ کہتے ہیں کہ اس کے لیے فریش سوال درکار ہے تو ان کا مطلب یہ ہے کہ اس سلسلے میں ہمارے پاس اس وقت تک مطلوبہ معلومات نہیں ہیں۔ جو معزز رکن پوچھنا چاہتے ہیں اور ان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ جو ضمنی سوال کیا گیا ہے یہ اس سوال کے تمام جزویات پر پورا نہیں اترتا اس لیے اس کے بارے میں فریش سوال درکار ہے تو اس پر determine سپیکر نے ہی کرنا ہے۔ میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ determine سپیکر نے ہی کرنا ہے کہ آیا فریش سوال درکار ہے یا نہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! اس میں میری ایک گزارش ہے کہ جب کوئی فاضل رکن ضمنی سوال پیش کرے گا اور سپیکر صاحب allow کر دیں یا آگے pass on کر دیں پارلیمانی سیکرٹری یا منسٹر کے پاس تو پھر وہ suggest تو کر سکتا ہے decision نہیں دے سکتا۔ اور سپیکر صاحب کو request کر سکتا ہے یا ان کا جواب یہ ہونا چاہیے کہ میرے پاس اس وقت اس کا جواب نہیں۔ میں حاصل کر کے اتنے دن کے اندر ٹیبل کر دوں گا۔

جناب سپیکر، یہ درست ہے کہ وہ فریش سوال کے لیے suggest کر سکتا ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! آپ ذرا سوال کے جز (ج) کے جواب کو پڑھیں۔ "ضلع کونسل گجرات نے عمارت اور چار دیواری کی مرمت کے لیے بجٹ برائے سال 90-1989ء میں رقم مختص کر دی ہے۔۔" جناب سوال یہ ہے کہ کتنی رقم مختص کر دی ہے۔ اس کے لیے فریش سوال کی کیا

ضرورت ہے؟ یہ already determine ہے allocated ہے۔ میں allocated رقم پوچھ رہا ہوں کہ کتنی ہے۔

جناب سپیکر، نواب زادہ صاحب! اسی کے لیے تو فریش سوال درکار ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جی، جناب والا! آپ ہی بتلائیں ہم بتلائیں کیا کہ ان کو جواب آیا ضلع کونسل سے لیکن میری اطلاع ہے کہ رقم نہیں رکھی گئی۔

جناب سپیکر، یہ آپ بات کر سکتے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میری اطلاع یہ ہے کہ رقم نہیں رکھی گئی۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ رقم مختص کر دی گئی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ the funds have been allocated. ان کو تو پتا ہونا چاہیے کہ کتنی رقم مختص کی ہے۔ ضمنی سوال کا مطلب ہوتا ہے کہ probe into the question.

جناب سپیکر، اس بارے میں آپ اسے مزید clear کر لیں کہ آیا رقم واقعی مختص کر دی گئی ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! کتنی رقم مختص کر دی گئی ہے۔ اگر کی ہے تو پھر پتا ہے کہ کتنی مختص کی ہے۔ اگر نہیں کی تو نہیں پتا۔

جناب سپیکر، اور وہ categorically اس کو بتائیں گے۔ اگر یہ بات غلط ثابت ہوتی ہے تو آپ اس پر پریویلج موشن لے آئیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! وہ اگلی بات ہے۔ اگر تو رقم مختص کی گئی ہے۔

Then he must know the amount. If does not know the amount it means it has not been allocated.

جناب سپیکر، آپ جانتے ہیں کہ کتنی رقم ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد لطیف مغل)، جناب والا! سوال کا جز (الف) یہ ہے " کیا یہ حقیقت ہے کہ پچھلے سال سیلاب کی وجہ سے رورل ڈسپنسری برنالی ضلع گجرات کی عمارت کو سخت نقصان ہوا تھا اور ڈسپنسری کی چار دیواری بھی ٹوٹ گئی تھی۔" ان کا سوال یہ ہے کہ جو نقصان پہنچا کیا چار دیواری مکمل یا مرمت ہو جائے گی؟ تو میں نے یہ جواب دیا ہے کہ اس

سال رقم جو رکھ دی گئی ہے۔ یہ بتا دینا کہ مرمت جو ہوتی ہے وہ چالیس ہزار میں ہو، پچاس ہزار میں ہو یا ایک لاکھ میں ہو۔ اس کی ہم feasibility report نہیں دے سکتے کہ وہ ایک لاکھ میں مکمل ہو گی۔ یہ مرمت کا کام ہے۔ یہ ہے کہ اس سال ہم نے رکھی ہے اور اس سال میں مکمل ہو جائے گی۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! یہ کہا گیا ہے کہ رقم مختص کی گئی ہے۔ یہ نہیں کہا کہ منصوبہ مختص کر دیا گیا ہے۔ اگر تو انہوں نے پراجیکٹ allocate کیا ہے تو اور بات ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ رقم مختص کر دی گئی ہے۔ the funds have been allocated. جناب والا کتنے فنڈز allocate کیے گئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری، جناب سپیکر! بجٹ بناتے وقت عمارتوں کی مرمت کے لیے بجٹ رکھا جاتا ہے۔

جناب سپیکر، آپ ایسے کیجئے کہ یہ جو ضمنی سوال ہے کہ اس کے لیے کتنی رقم مختص کی گئی ہے۔ یہ آپ اسمبلی میں ٹیبل کر دیں۔ اور یہ آپ کو ایک ہفتے کے اندر کرنا چاہیے۔

پارلیمانی سیکرٹری، جناب سپیکر! اس میں یہ بھی ہے کہ بجٹ بناتے وقت ہم عمارتوں کی مرمت کے لیے بجٹ رکھتے ہیں۔ اس میں سے ہم نے یہ لگانا ہے جتنا بھی لگ جائے۔ اس میں علیحدہ کسی عمارت کے لیے نہیں۔ ہر شعبے کے لیے ہے، تعلیم کی عمارتوں کے لیے۔ ہیلتھ کی عمارتوں کے لیے ایک رقم درکار ہوتی ہے۔ پانچ لاکھ یا سات لاکھ۔ اس میں ہم نے دیکھنا ہے جتنی بھی رقم انہیں درکار ہو گی وہ مرمت پر لگا دی جائے گی۔ اسی طرح دوسری ڈسپنسری کے لیے درکار ہو گی وہ لگا دی جائے گی۔ اس میں یہ نہیں رکھا جاتا کہ فلاں عمارت کے لیے اتنا روپیہ اور فلاں عمارت کے لیے اتنا روپیہ۔ بجٹ بناتے وقت مختلف محکموں کے لیے بجٹ رکھا جاتا ہے۔ ہم نے کہا ہے کہ بجٹ میں ان کا نام ہے۔ جتنے میں بھی وہ مکمل ہو گی مکمل کر دی جائے گی۔ بہرحال اگر یہ چاہتے ہیں تو ہم اس کا نذر یا statement فراہم کر دیں گے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! یہ فرما رہے ہیں کہ کیا نذر کی طلبی اور ضابطے کی کارروائی بھی ہو رہی ہے۔ تو نذر کس رقم کے against طلب کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر، نواب زادہ صاحب! یہ ان کو اس وقت علم نہیں ہے کہ کتنی رقم ہے۔ وہ اس رقم کے بارے میں معلومات ایوان کی میز پر رکھیں گے۔ اب وقفۂ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری، جناب والا! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔ جی۔

## نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

## میڈیکل ٹیکنیشن کو سکیل نمبر 15 دینے کے لیے اقدامات

*633- جناب فضل حسین راہی ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ ہیلتھ کے نوٹیفکیشن نمبر 3-E/53-16/E-283-6' مورخہ 3 جون 1987 ، کے تحت میڈیکل اسسٹنٹ کو مورخہ 1-9-87 سے گریڈ نمبر 15 دیا جا رہا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ضلع قصور کی کوٹ ناصر خان ڈسپنسری میں تعینات میڈیکل ٹیکنیشن کو سکیل نمبر 15' 1987، سے دیا جا رہا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ محکمہ لوکل گورنمنٹ نے اپنے نوٹیفکیشن نمبر 80/31-4(LG)4-SO مورخہ 8 اپریل 1989 ، کے تحت لوکل گورنمنٹ کی ڈسپنسریوں میں تعینات میڈیکل اسسٹنٹس/میڈیکل ٹیکنیشنز کو مورخہ 8-4-89 سے گریڈ نمبر 15 دینے کا اعلان کیا ہے۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس تفاوت کو ختم کرتے ہوئے لوکل گورنمنٹ کی ڈسپنسریوں میں تعینات میڈیکل اسسٹنٹس / میڈیکل ٹیکنیشنز کے کیس پر نظر ثانی کرتے ہوئے ان کو گریڈ نمبر 15 ,1-9-87 سے دینے کو تیار ہے نیز مستقبل میں بھی محکمہ ہیلتھ کے میڈیکل اسسٹنٹس /میڈیکل ٹیکنیشنز کے برابر مراعات دینے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ایم لطیف مغل)،

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) یہ درست ہے۔

(د) محکمہ صحت کے ملازمین حکومت پنجاب کے مقرر کردہ اصولوں کے تحت کام کرتے ہیں اور جن مراعات کا حکومت پنجاب وقتاً فوقتاً محکمہ صحت کے ملازمین کے لیے اعلان کرتی ہے وہ از خود لوکل کونسلوں کے ملازمین پر لاگو نہیں ہوتے۔ لوکل کونسل کے ملازمین کو مراعات دینے سے پہلے متعلقہ لوکل کونسل کی مالی حالت بھی مد نظر رکھنا پڑتی ہے اکثر لوکل کونسلوں کی مالی حالت اس قابل نہ ہے کہ میڈیکل اسسٹنٹس /میڈیکل ٹیکنیشنز کو 1-9-87 سے گریڈ 15 دیا جا سکے۔ بہرحال ان ملازمین کو 8-4-89 سے گریڈ 15 دے دیا گیا ہے۔ مستقبل میں جب بھی محکمہ صحت کے میڈیکل اسسٹنٹس /میڈیکل ٹیکنیشنز کو جو مراعات ملیں گی وہ مراعات لوکل کونسلوں کی مالی حالت کو مد نظر رکھتے ہوئے اگر ممکن ہوا تو ضرور دی جائیں گی۔

## سڑک کی مرمت اور اس پر سے غلاظت ہٹانے کے لیے اقدام

*669۔ بیگم صغیرہ اسلام، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ فضل الٰہی روڈ رحمان پورہ نہایت خستہ حالت میں ہے اور جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ چکی ہے جس کی وجہ سے ٹریفک میں مشکلات کا سامنا ہے

(ب) یہ درست ہے کہ سڑک کے اردگرد غلاظت کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے تعفن کے باعث عوام میں طرح طرح کی بیماریاں جنم لے رہی ہیں۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کی مرمت کرنے اور اس سڑک سے غلاظت کے انبار اٹھوانے کے لیے کوئی اقدام کر رہی ہے اگر ایسا ہے تو اس کی تفصیلات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ایم لطیف مغل)۔

(الف) درست ہے سڑک ہذا پر وقتاً فوقتاً پیچ ورک/مرمت کا کام کیا جاتا رہا ہے۔

(ب) اس سڑک پر ایک ڈسٹ بن کوڑا کرکٹ اکٹھا کرنے کے لیے تعمیر شدہ ہے۔ جس میں تمام اہلیان آبادی اپنے گھروں کا کوڑا کرکٹ پھینکتے ہیں۔ نیز سڑک پر تعینات سینٹری ورکر بھی اس جگہ کوڑا کرکٹ اکٹھا کرتا ہے۔ جو کہ روزانہ اٹھوا دیا جاتا ہے۔

(ج) تفصیلات پیرا "الف" اور "ب" بالا میں تحریک کر دی گئی ہیں۔

# حضرو میونسپل کمیٹی کے فراڈ کیس کی تفصیل

*712- آغا ریاض اسلام، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازاہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) حضرو میونسپل کمیٹی کے فراڈ کیس حضرو فراڈ کیس بنام محمد افضل ڈار چیئرمین وغیرہ کے سلسلہ میں آج تک کیا کارروائی عمل میں لائی جا سکی ہے زمین بارہ کنال چودہ مرلے جو کہ چونگی کے پاس موجود ہے کو چیئرمین نے اپنے اور اپنے ایک حواری کے نام ننانوے سال کے لیے الاٹ کرا لیا تھا جو کہ بعد ازاں کمشنر راولپنڈی نے منسوخ کر دیا تھا۔ کہ واقعتاً محمد افضل ڈار نے اپنے اثر و رسوخ کا ناجائز استعمال کر کے یہ زمین ہتھیانے کی کوشش کی تھی جس کی مارکیٹ قیمت موقع پر پچاس ہزار روپے فی مرلہ بیان کی جاتی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ انٹی کرپشن میں یہ فراڈ ثابت ہونے کے بعد اب مزمان وزیراعلیٰ پنجاب و صوبائی وزیر متعلقہ کی سفارش و تعاون سے انٹی کرپشن والی فائل لاہور صوبائی ڈائرکٹر انٹی کرپشن سے منگوا کر مقدمہ چلانے سے اپنے آپ کو بچا رہے ہیں اور کمشنر کے فیصلہ کو وزیروں کی وجہ سے عمل درآمد سے روک رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ایم لطیف مغل)،

(الف) حضرو میونسپل کمیٹی کے سابقہ چیئرمین حاجی عبدالقیوم نے ایوان میونسپل کمیٹی کی منظوری سے بارہ کنال چودہ مرلے اراضی بذریعہ نیلام عام 99 سالہ پٹہ پر خواجہ عبدالحمید ولد حسن دین کو 1500 روپے سالانہ کرایہ پر الاٹ کی تھی جس کا باقاعدہ معاہدہ مابین فریقین مورخہ 25-11-86 کو تحریر ہوا تھا۔ بعد ازاں اپوزیشن کونسلرز کی شکایت پر کمشنر راولپنڈی نے ڈائرکٹر لوکل گورنمنٹ کو انکوائری پر مامور کیا تھا۔ انکوائری رپورٹ موصول ہونے پر کمشنر صاحب نے مذکورہ اراضی کا پٹہ منسوخ کرنے اور دوبارہ نیلامی کا حکم صادر کیا جس پر محمد افضل ڈار موجودہ چیئرمین میونسپل کمیٹی نے ایک اپیل برائے منسوخی احکامات کمشنر پیش کی۔ چیئرمین کی اپیل پر سابقہ الاٹمنٹ بحال رکھنے کا فیصلہ کیا گیا ہے کیونکہ منسوخی پٹہ کی صورت میں بلاوجہ مقدمہ بازی کا احتمال ہے۔

(ب) جز "ب" کا تعلق محکمہ بلدیات سے نہ ہے اس لیے محکمہ انسداد رشوت ستانی سے اصل حقائق

معلوم کرنے کے لیے علیحدہ سوال کیا جانا ضروری ہے۔

## بجلی کے کنکشن کی منظوری کے لیے اقدام

*713-جناب نذرحسین کیانی، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی میرے نشان زدہ سوال نمبر 290 جس کا جواب ایوان میں 11 جون 1989ء کو دیا گیا تھا کے حوالہ سے بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) رورل ڈسپنسری برنالی ضلع گجرات میں بجلی کے کنکشن کے لیے درخواست کس تاریخ کو دی گئی تھی درخواست کا نمبر اور تاریخ کیا ہے۔

(ب) کیا واپڈا سے بجلی کے کنکشن کی منظوری مل چکی ہے۔ یا نہیں اگر نہیں تو کب تک متوقع ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ایم لطیف مغل)،

(الف) رورل ڈسپنسری برنالی ضلع گجرات میں بجلی کے کنکشن کے لیے مورخہ 21-3-89 کو درخواست دی گئی، درخواست کی رسید ہائے کی نقول ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

نمبر درخواست 320,321,322/21-3-89

(ب) واپڈا نے بذریعہ ڈیانڈ نوٹس رورل ڈسپنسری برنالی میں بجلی کی سپلائی کے لیے کنکشن چارجز مبلغ -/76370 طلب کیے ہیں مگر اس سال کے بجٹ میں اس رقم کی مخصوصیت کے ساتھ گنجائش نہ ہونے کے باعث رقم مطلوبہ نہیں جمع کروائی جا سکی تاہم آئندہ سال کے بجٹ یعنی 91-1990ء کی تیاری کے وقت اس پر غور کیا جائے گا۔

## ناجائز تعمیرات مسمار کرنے کے لیے اقدامات

*726 - چودھری محمد وصی ظفر ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہاؤسنگ سکیم 212 ماہ لاہور شمالی سانده روڈ میں چھ کنال بارہ مرلے ایک سو دس مربع فٹ قطعہ اراضی پبلک پارک کے لیے مختص ہے جس کسی قسم کی تعمیر از روئے قانون ہمیشہ کے لیے ممنوع ہیں اور نہ ہی یہ رقبہ از روئے قانون کسی بھی دیگر مصرف میں لایا جا سکتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مندرجہ بالا پارک کے دو کنال رقبہ پر مسمیان تسلیم احمد ماجد و محمد صدیق نے خلاف قانون تعمیرات کھڑی کر دی ہیں۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ بلدیہ عظمیٰ اور اہلیان ہاؤسنگ سکیم کی مشترکہ قانونی چارہ جوئی کے نتیجہ میں غیر قانونی تعمیرات کے خلاف سول کورٹ سے لے کر سپریم کورٹ تک فیصلہ ہو چکا ہے مگر اس کے باوجود بلدیہ عظمیٰ کے مجاز حکام نے غیر قانونی تعمیرات کی مسماری نہیں کی۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا ناجائز تعمیرات مسمار کرنے اور اس بے اعتنائی کے ذمہ داران کے خلاف تحقیات کرنے کو تیار ہے۔ تاکہ پبلک پارک کی رفاہ عامہ کی اس بنیادی شہری سہولت سے عوام کو فائدہ پہنچے جو کہ روئے شرائط ہاؤسنگ سکیم ان کا قانونی حق ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ایم لطیف مغل)۔

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) بلدیہ عظمیٰ نے مسماری کے لیے قانونی چارہ جوئی کی۔ لیکن ہر دفعہ عدالتوں کے احکامات امتناعی آڑے آئے۔ ہائی کورٹ کا حکم امتناعی تاحال چل رہا ہے۔

(د) عدالت عظمیٰ سے حکم امتناعی خارج ہوتے ہی ناجائز تعمیرات کی مسماری کے لیے بلدیہ عظمیٰ قانونی کارروائی عمل میں لائے گی۔

## صفائی کے ناقص انتظام کو ختم کرنے کے لیے اقدام

*731۔ میاں محمود الحسن ڈار، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میونسپل کارپوریشن فیصل آباد کی حدود میں صفائی کا ناقص انتظام ہے جس کی وجہ سے شہریوں کو بے حد تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(ب) میونسپل کارپوریشن فیصل آباد کی ہر وارڈ میں خاکروبوں کی علیحدہ علیحدہ تعداد کیا ہے مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ایم لطیف منل)۔

(الف) یہ درست نہ ہے۔

میونسپل کارپوریشن فیصل آباد کی حدود میں صفائی کا نظام تسلی بخش ہے۔

(ب) فیصل آباد کارپوریشن 87 وارڈوں پر مشتمل ہے کسی وارڈ میں آبادی زیادہ ہے اور کسی میں رقبہ ان 87 وارڈوں کے صفائی کے 43 حلقہ جات بنائے گئے ان حلقہ جات میں صفائی کی نگرانی کے لیے 37 سینٹری انسپکٹرز متعین ہیں ان حلقہ جات میں کام کے حجم کے مطابق 2174 سینٹری ورکر ہیں۔ عملہ صفائی کی کارکردگی کی نگرانی 3 چیف سینٹری انسپکٹر کرتے ہیں جو ضرورت کے مطابق سینٹری ورکروں سے کام کرواتے ہیں عملہ کی موجودہ صورت حلقہ وار لف ہے۔

| نمبر شمار | حلقہ نمبر (صفائی) | وارڈ نمبر | مقدار سینٹری ورکرز | |
|---|---|---|---|---|
| 1 | 1 | 1 | 65 | علاقہ گنجان آباد ہے ٹریفک بہت زیادہ |
| 2 | 2 | 2 | 45 | " " |
| 3 | 3 | 3 | 19 | |
| 4 | 4 | 4 | 52 | وسیع علاقہ۔ آفیسرز کوٹھیاں |
| 5 | 5 | 5 | 39 | علاقہ میں جابجا لومز نصب ہیں آبادی کم |
| 6 | 6 | 6 | - | |
| 7 | 7 | 7 | 79 | علاقہ وسیع ہے اس میں گاؤں شامل ہیں۔ |
| - | - | 8 | - | " |
| - | - | 22 | - | " |
| - | - | 8 | - | " |
| - | - | 9 | - | " |
| 7 | 7 | 13 | 97 | " |
| - | - | 14 | - | " |
| - | - | 15 | - | " |
| 8 | 8 | 19 | 35 | " |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| - | - | 20 | - | " |
| - | - | 10 | - | " |
| 9 | 9 | 11 | 78 | گنجان آبادی ہے۔ |
| - | - | 12 | - | " |
| 10 | 10 | 16 | 31 | وسیع علاقہ کالونیاں۔ گنجان آباد |
| 11 | 11 | 17 | 34 | " |
| 12 | 12 | 13 | 33 | " |
| 13 | 13 | 23 | 63 | وسیع علاقہ، گنجان آباد |
| - | - | 24 | - | " |
| 14 | 14 | 25 | 33 | آبادی زیادہ نہ ہے۔ وسیع علاقہ۔ |
| - | - | 26 | - | " |
| 15 | 15 | 21 | 54 | گنجان آبادی ۔ کھلا علاقہ ۔ |
| - | - | 27 | - | " |
| 16 | 16 | 28 | 44 | گنجان آبادی کچی آبادی |
| - | - | 29 | - | |
| 17 | 17 | 38 | 29 | گنجان آباد کھلا علاقہ۔ |
| - | - | 31 | - | |
| - | - | 34 | - | |
| 18 | 18 | 32 | 73 | وسیع و عریض علاقہ، کالونی |
| - | - | 33 | - | |
| - | - | 37 | - | |
| 19 | 19 | 35 | 22 | کھلا علاقہ |
| 20 | 20 | 36 | 23 | " |
| 21 | 21 | 38 | 42 | کھلا علاقہ ۔ گنجان آباد |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| | - | 39 | - | - |
| گنجان آباد | 21 | 44 | 22 | 22 |
| " | 63 | 49 | 22/A | 22/A |
| | - | 50 | - | - |
| | - | 52 | - | - |
| " | 110 | 40 | 23 | 23 |
| | - | 41 | - | - |
| | - | 42 | - | - |
| | - | 43 | - | - |
| کھلا علاقہ | 33 | 45 | 24 | 24 |
| | - | 46 | - | - |
| | - | 47 | - | - |
| " | 39 | 48 | 25 | 25 |
| | - | 51 | - | - |
| " | 38 | 53 | 26 | 26 |
| | - | 56 | - | - |
| " | 46 | 54 | 27 | 27 |
| | - | 55 | - | - |
| " | 40 | 57 | 28 | 28 |
| | - | 58 | - | - |
| " | 67 | 59 | 29 | 29 |
| | - | 61 | - | - |
| " | - | 62 | - | - |
| گنجان آباد | 28 | 60 | 30 | 30 |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| " | 76 | 63 | 31 | 31 |
| | - | 64 | - | - |
| گنجان آباد | 40 | 65 | 32 | 32 |
| | - | 66 | - | - |
| " | 51 | 67 | 33 | 33 |
| | - | 68 | - | - |
| " | 63 | 69 | 34 | 34 |
| | - | 70 | - | - |
| " | 80 | 71 | 35 | 35 |
| | - | 72 | - | - |
| | - | 73 | - | - |
| " | 22 | 74 | 36 | 36 |
| " | 25 | 75 | 36/A | 37 |
| " | 35 | 76 | 37 | 38 |
| | - | 77 | - | - |
| " | 33 | 79 | 38 | 39 |
| " | 25 | 81 | 38/A | 40 |
| " | 35 | 80 | 39 | 41 |
| " | 64 | 82 | 40 | 42 |
| | - | 83 | - | - |
| " | 68 | 84 | 41 | 43 |
| | - | 85 | - | - |
| " | 30 | 86 | 42 | 44 |
| " | 52 | 87 | 43 | 45 |

## جنرل بس سٹینڈ کو چلانے کے لیے اقدام

*738 ۔ میجر (ریٹائرڈ) خواجہ محمد یوسف ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کے کاغذات کے مطابق جسٹر بائی پاس کے قریب جنرل بس سٹینڈ 4 نومبر 1987ء کو تعمیر ہو چکا ہے اور میونسپل کمیٹی نارووال کی طرف سے سال بہ سال مطلوبہ لائسنس فیس سیکرٹری R.T.A. کی منظوری کے بعد کمشنر آفس گوجرانوالہ میں جمع کی جا رہی ہے اگر ایسا ہے اب تک میونسپل کمیٹی نارووال اس اڈہ پر کتنی رقم خرچ کر چکی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ابھی تک مذکورہ جنرل بس سٹینڈ کو بسوں کے لیے چالو نہیں کیا گیا اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں نیز چالو نہ کرنے کی وجہ سے اب تک میونسپل کمیٹی نارووال کو اڈہ فیس کی وصولی کی مد میں کتنا نقصان ہوا ہے۔

(ج) کیا حکومت متذکرہ جنرل بس سٹینڈ کو چلانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ایم لطیف مغل)۔

(الف) یہ درست نہ ہے کہ جنرل بس سٹینڈ بلدیہ نارووال 4 نومبر 1987ء سے مکمل ہو چکا ہے۔ یہ درست ہے کہ مطلوبہ لائسنس فیس سیکرٹری آر۔ٹی۔اے کی منظوری کے بعد کمشنر آفس گوجرانوالہ میں جمع کرائی جا رہی اور بلدیہ اب تک اس مد میں مبلغ -/2400 روپیہ جمع کرانے کے بعد لائسنس و تجدید لائسنس حاصل کر چکی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ بس سٹینڈ چالو نہیں کیا گیا۔ اڈہ کو نہ چالو کرنے کی وجوہات کی تفصیل یوں ہے کہ جنرل بس سٹینڈ کی ناقص تعمیر کے بارے میں ڈپٹی کمشنر صاحب سیالکوٹ کے پاس شکایات ہوئی تھی۔ جس پر قائم مقام ڈپٹی کمشنر صاحب سیالکوٹ خسرو پرویز ملک صاحب نے مورخہ 11-6-89 کو متعلقین کی موجودگی میں موقع پر تحقیقات کرنے کے بعد فیصلہ فرمایا کہ بوجہ ناقص تعمیر موجودہ base اڈہ کو sub-base قرار دے کر مزید "4 کا base ڈالنے کے

بعد tarring مکمل کی جائے۔ جس پر چیئرمین گروپ مزید ڈیڑھ لاکھ روپیہ کے اخراجات نارووال کے معززین سے بطور عطیہ اکٹھا کر کے اسسٹنٹ کمشنر صاحب نارووال کے پاس جمع کرائے گا اور اسسٹنٹ کمشنر صاحب یہ منصوبہ اپنی زیر نگرانی مکمل کرائیں گے یہ بھی فیصلہ ہوا کہ ٹھیکے دار کو مزید کوئی ادائیگی نہ کی جائے گی اور ٹھیکے دار کو بقایا جات بھی اس منصوبہ کی تکمیل پر خرچ کیے جائیں گے علاوہ ازیں اڈہ کی تعمیر سے متعلق مرزا بشیر احمد وغیرہ نے درخواست اخراج حکم امتناعی عارضی کے خلاف ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج صاحب نارووال کی عدالت میں اپیل کر رکھی ہے۔ جس میں معزز عدالت نے status quo بحال رکھنے کا حکم جاری کیا ہوا ہے۔ آئندہ تاریخ پیشی مورخہ 89-10-14 مقرر ہے۔ نیز بلدیہ اب تک اڈہ کی تعمیر پر -/45,6000 خرچ کر چکی ہے۔

(ج) بلدیہ نارووال بس سٹینڈ کو چالو کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ جونہی اڈہ کی تعمیر سے متعلق نقائص دور ہو گئے اور سول کورٹ کی طرف سے status quo کا حکم خارج ہوا اڈہ کو فوری طور پر چالو کر دیا جائے گا۔

## چیئرمین اور وائس چیئرمین کا انتخاب نہ ہونے کی وجوہات

*757۔ حاجی اسرار احمد خان، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) میونسپل کمیٹی میلسی کے انتخابات منعقدہ سال 1987ء کے نتیجہ میں چیئرمین اور وائس چیئرمین کے انتخابات اب تک نہیں ہوئے اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(ب) میونسپل کمیٹی کے انتخابات بابت مخصوص نشست ہائے میں رکاوٹ ڈالنے کے لیے غلط اور بے بنیاد دستاویز تیار کر کے سیکرٹری بلدیات پنجاب سے 23 دسمبر 1987ء کو حکم امتناعی حاصل کیا جو بعد میں خارج ہوا جعلی دستاویز تیار کرنے میں بلدیہ میلسی کے اہلکار بھی ملوث پائے گئے اس ضمن میں ہائی کورٹ پنجاب لاہور کا فیصلہ بھی واضح ہے مزید اس ضمن میں اب سپریم کورٹ کے فیصلے سے بھی اس کی تصدیق ہو گئی ہے۔ کیا وزیر بلدیات اس سلسلے میں وضاحت بیان فرمائیں گے کہ ذمہ داران کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ایم طیف مغل)۔

(الف) غلط ہے۔ مسلم نشستوں پر انتخابات کے بعد مخصوص نشستوں پر انتخابات مورخہ 24-12-1987 کو منعقد ہوئے اور مندرجہ ذیل نمائندے منتخب ہوئے۔

(1) علم دین ورکر

(2) زیتون اختر خاتون ممبر

(3) مامن بی بی خاتون ممبر

مخصوص نشستوں کے انتخابات کو ناکام امیدواروں نے ہائی کورٹ میں چیلنج کیا جس پر ہائی کورٹ نے چیئرمین اور وائس چیئرمین کے انتخابات کو روک دیا۔ عدالت عالیہ نے اپنے حکم مورخہ 21/1/89 کے تحت مخصوص نشستوں کے انتخابات کو کالعدم قرار دیا۔

اس حکم کی وصولی پر مخصوص نشستوں پر دوبارہ انتخابات منعقد ہوئے اور کامیاب نمائندوں کا نوٹیفکیشن مورخہ 22-5-89 کو جاری ہوا جس کے تحت مندرجہ ذیل نمائندے منتخب ہوئے۔

(1) حسینہ بیگم خاتون ممبر

(2) شریفاں بی بی خاتون ممبر

(3) اصغر علی ورکر

مخصوص نشستوں پر انتخابات کے بعد چیئرمین اور وائس چیئرمین کے انتخابات کا انعقاد ہوا اور توفیق احمد خان اور موج دین راؤ علیٰ ترتیب چیئرمین اور وائس چیئرمین بلدیہ میلسی منتخب ہوئے جن کا نوٹیفکیشن الیکشن اتھارٹی نے مورخہ 22-6-89 کو جاری کر دیا ہے۔ مطابق خط نمبر 390/07 مورخہ 22-6-89 جاری کر دیا گیا۔

(ب) غلام قادر اور منشی خان کی درخواست اور بیان حلفی غلط ثابت ہونے پر کارروائی برخلاف عاشق حسین جاوید اور رشید احمد نواز ممبران بلدیہ میلسی داخل دفتر کر دی گئی اور کمشنر ملتان ڈویژن کو مورخہ 14-2-89 کو حکم دیا گیا کہ غلام قادر اور منشی خان کے خلاف غلط درخواست اور بیان حلفی دینے اور عبدالرشید ہیڈ کلرک بلدیہ کو بوگس سرٹیفکیٹ جاری کرنے کے کارروائی عمل میں لائی جاوے۔

عبد الرشید ہیڈ کلرک نے درخواست دی کہ اس کے خلاف بوگس سرٹیفکیٹ مرتب کرنے کا

الزام غلط ہے۔ لہٰذا مزید کارروائی سے قبل دوبارہ تحقیقات کر لی جائیں۔

حکومت پنجاب نے مورخہ 28-3-89 کو کمشنر ملتان کو مطلع کیا کہ دوبارہ انکوائری تحقیقات کرانے پر حکومت کو کوئی اعتراض نہ ہے۔ دوبارہ تحقیقات مکمل ہونے پر مزید کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

لہٰذا یہ کہنا غلط ہے کہ جھوٹی درخواست دینے اور بوگس سرٹیفکیٹ مرتب کرنے کے سلسلہ میں کوئی کارروائی نہ کی جا رہی ہے۔

## تفریحی پارک بنانے کے لیے اقدام

*764۔ خواجہ محمد یوسف، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سیالکوٹ میں کوئی تفریحی پارک بنانے کی تجویز منظور ہو چکی ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ تفریحی پارک کن مراحل میں ہے اگر نہیں تو حکومت کب تک اہلیان سیالکوٹ کو کوئی تفریحی پارک فراہم کرنے کو تیار ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ایم لطیف مغل)۔

(الف) جی ہاں یہ درست ہے سیالکوٹ شہر میں ایک تفریحی پارک بنانے کی تجویز منظور ہو چکی ہے۔

(ب) پارک بنانے والی تعمیراتی کمپنیوں کی پری کوالیفکیشن کے لیے درخواستیں بذریعہ اخبار طلب کی گئی ہیں۔ پری کوالیفکیشن کے فوراً بعد ٹنڈر طلب کر لیے جائیں گے۔ اس کے علاوہ کارپوریشن نے سیالکوٹ میں شہریوں کی تفریحی سہولتوں کے لیے مندرجہ ذیل پارک بنائے ہیں۔

(1) حیدر پارک (2) لیڈیز پارک (عبدالحکیم پارک) (3) شہاب الدین جوبلی پارک

(4) پارک شوالہ لیجا سنگھ (5) جناح پارک امام صاحب شہاب روڈ۔

## سکول ٹیچروں کو پلاٹ دینے کے لیے اقدام

*769۔ چودھری محمد اکرم، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ میونسپل کمیٹی بہاولنگر نے سکول ٹیچروں کو پلاٹ دینے کے لیے پانچ

مرلہ ' آٹھ مرلہ ' دس مرلہ ' بارہ مرلہ کے پلاٹ بنا رکھے ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ میونسپل کمیٹی بہاولنگر نے چند ٹیچروں کو پلاٹ دے دیے ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ کچھ ٹیچروں کی درخواستیں ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں پڑی ہوئی ہیں۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی نے اپنی کارکردگی کی بنا پر چند ٹیچروں کی درخواستیں ڈپٹی کمشنر بہاولنگر کو ارسال کی ہیں۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ایم۔سی پرائمری سکول ٹیچروں کو کب تک پلاٹ دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ایم لطیف مغل)،

(الف) یہ درست نہ ہے بلدیہ بہاولنگر نے ٹیچروں کو دینے کے لیے کوئی پلاٹ نہیں بنائے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ میونسپل کمیٹی بہاولنگر نے کسی ٹیچر کو کوئی پلاٹ الاٹ نہیں کیا۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔

(د) اس قسم کی کوئی درخواست دفتر ڈپٹی کمشنر کو موصول نہیں ہوئی۔

(ہ) فی الحال اس قسم کی کوئی سکیم میونسپل کمیٹی کے زیر غور نہیں ہے۔

## سڑکوں کی تعمیر کی تفصیلات

*781۔ جناب محمد اشرف کلیار، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) 1۔ تعمیر لنک روڈ چک نمبر 121-120 شمالی ضلع سرگودھا

2۔ تعمیر لنک روڈ چک نمبر 123 شمالی ضلع سرگودھا

3۔ تعمیر لنک روڈ چک نمبر 124 شمالی ضلع سرگودھا

4۔ تعمیر سڑک چک نمبر 157 شمالی و گھیاں وغیرہ ضلع سرگودھا

5۔ تعمیر لنک روڈ چک نمبر 153-151 شمالی ضلع سرگودھا

6۔ تعمیر سڑک چک نمبر 85 جنوبی ضلع سرگودھا

7۔ تعمیر چک نمبر 109 شمالی سے چک نمبر 110 شمالی تک

8۔ تعمیر سڑک چک نمبر 96 شمالی سے پنڈی رسول ریلوے اسٹیشن تک مندرجہ بالا سڑکات کی تعمیر کب شروع ہوئی تھی۔ تکمیل کی مدت کیا تھی اور ان کی موجودہ صورت حال کیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ عرصہ تقریباً چار سال سے ان سڑکات پر صرف پتھر ڈال دیا گیا ہے۔ جس سے لوگوں کو آمدورفت میں بہت تکلیف ہے اور گاڑیوں کو بھی نقصان پہنچ رہا ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مندرجہ بالا سڑکات پر تارکول کا کام کب تک شروع کرنے کو تیار ہے؟

**پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ایم لطیف مغل)۔**

(I) ٹھیکے دار کام چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ جس کی وجہ سے اب تک کام نامکمل ہے۔ دوبارہ ٹنڈر طلب کر لیے ہیں امید ہے آئندہ ٹارنگ سیزن میں کام مکمل کر لیا جائے گا۔

(II) ٹھیکے دار کام چھوڑ گیا تھا۔ جس کی وجہ سے اب تک کام نامکمل ہے۔ دوبارہ ٹنڈر طلب کر لیے ہیں۔ امید ہے آئندہ ٹارنگ سیزن میں کام مکمل کر دیا جائے گا۔

(III) " "

(IV) کام جاری ہے۔ آئندہ ٹارنگ سیزن میں کام مکمل ہو جائے گا۔

(V) صرف ڈیڑھ میل کا ٹکڑا باقی ہے جو کہ آئندہ ٹارنگ سیزن میں مکمل کر دیا جائے گا۔

(VI) ٹھیکے دار کو کام جلد مکمل کرنے کا نوٹس دے دیا ہے۔ آئندہ ٹارنگ سیزن میں کام مکمل ہو جائے گا۔

(VII) کام مکمل ہو چکا ہے۔

(VIII) یہ سڑک لوکل گورنمنٹ کی نہ ہے۔ تمام سڑکوں کی موجودہ صورت حال اوپر بیان کر دی گئی ہے۔

(ب) یہ سکیمیں 87-1986ء میں شروع کی گئی تھیں فنڈز کی کمی اور ٹھیکے داروں کے بھاگ جانے کی وجہ سے مکمل نہ ہو سکی ہیں۔

(ج) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے یہ سڑکیں آئندہ ٹارنگ سیزن تک مکمل کرا دی جائیں گی۔

## سڑک کی تعمیر و مرمت کے لیے اقدام

*815 ۔ چودھری محمد صدر شاکر ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بسپالی تا جبر درویش ضلع راولپنڈی سڑک کی تعمیر 73-1972 میں شروع ہوئی تھی اور ڈھوک سیداں کے نزدیک ابھی تک سڑک تعمیر نہیں کی گئی۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ یہ چھ میل لمبی سڑک پر 73-1972ء سے لے کر آج تک تارکول وغیرہ بھی نہیں ڈالا گیا ہے۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس سڑک کی سپیشل مرمت کا حکم دیا تھا اور اس کا تخمینہ بھی تقریباً پانچ لاکھ روپیہ کا تیار ہو چکا ہے۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ کافی عرصہ گزر جانے کے باوجود ابھی تک محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات نے محکمہ مقامی حکومت کو پانچ لاکھ روپیہ کے فنڈ مہیا نہیں کیے جس کی وجہ سے سڑک کی تعمیر / مرمت کا کام رو کا ہوا ہے۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت بسپالی تا جبردرویش سڑک کی تعمیر / مرمت کا کب تک ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ایم لطیف مغل) ۔

(الف) یہ سڑک 73-1972 میں شروع کی گئی تھی اور 86-1985 میں مکمل کی گئی اس سڑک کا کوئی کام بقایا نہیں ۔

(ب) یہ سڑک چھ میل لمبی ہے اس کا تمام کام 86-1985 میں مکمل کر دیا گیا تھا لیکن یہ سڑک نشیبی جگہوں سے ٹوٹ گئی تھی۔

(ج) درست ہے۔

(د) اس سڑک کی مرمت کے لیے مبلغ پانچ لاکھ 18 ہزار روپے حکومت نے 89-10-31 کو جاری کیے ہیں جو کہ متعلقہ دفتر راولپنڈی کو بھیج دیے ہیں۔ تاکہ مرمت کا کام فوری طور پر شروع کیا جا سکے۔

## نااہل شخص کو بطور انجینئر تعیناتی کی وجوہات

*820۔ راجہ صفدر حسین ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میونسپل کارپوریشن فیصل آباد میں ایک غیر مستند شخص بشیر اختر کو انجینئر تعینات کیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ انجینئر کا میٹرک کا سرٹیفکیٹ جعلی ہے جو کہ معاملہ بہاولپور ہائی کورٹ بہاولپور تک پہنچ گیا اور اس بناء پر بہاول پور سے ملازمت سے علیحدہ کر دیا گیا۔ اس طرح اس کا ڈپلومہ بھی جعلی ہے۔

(ج) اگر مندرجہ بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ اس کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کو تیار ہے۔

(د) کیا وزیر موصوف بتانا پسند کریں گے کہ کس کے حکم سے بشیر اختر کو انجینئر تعینات کیا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ایم لطیف مغل)۔

(الف) درست نہ ہے۔ بشیر اختر کے پاس انجینئرنگ میں ڈپلومہ ہے جس کی بناء پر اس کی تعیناتی بطور سب انجینئر 1962ء میں کمشنر بہاولپور ڈویژن نے کی بعد ازاں اسے مارچ 1980ء میں محکمانہ طور پر بطور اسسٹنٹ انجینئر سکیل 17 میں ترقی دی گئی۔

(ب) بشیر اختر نے دو مختلف میٹرک سرٹیفکیٹ کمشنر بہاولپور ڈویژن کو پیش کیے تھے جو کہ سیکنڈری بورڈ آف ایجوکیشن ملتان سے تصدیق کرانے پر جعلی ثابت ہوئے لیکن لاہور ہائی کورٹ بہاولپور بنچ کے فیصلہ کے مطابق اس میں بشیر اختر کا کوئی قصور نہ تھا۔ کیونکہ اس وقت ڈپلومہ کے لیے میٹرک کا پاس ہونا ضروری نہ تھا۔ لہٰذا عدالت کے فیصلہ کے مطابق اس کی تقرری بطور سب انجینئر درست قرار پائی۔

(ج) بشیر اختر کے خلاف ابتدائی انکوائری رپورٹ چیف انجینئر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد سے موصول ہونے پر یہ کیس محکمہ انسداد رشوت ستانی پنجاب لاہور کے سپرد کیا گیا جس کی حتمی رپورٹ ابھی تک موصول نہیں ہوئی ۔ رپورٹ موصول ہونے پر بشیر اختر کے خلاف کارروائی

عمل میں لائی جائے گی۔

(د) بشیر اختر کو بطور سب انجینئر 1962ء میں کمشنر بہاولپور ڈویژن نے تعنیات کیا تھا۔ بعد ازاں محکمہ نے اسے بطور اسسٹنٹ انجینئر سکیل نمبر 17 میں مارچ 1980ء میں ترقی دی۔ اب میں میونسپل کارپوریشن فیصل آباد کی درخواست پر اسے بطور قائم مقام میونسپل انجینئر کارپوریشن فیصل آباد تعینات کیا گیا ہے۔

## نالیوں کی مرمت نہ کرنے کی وجوہات

*830 ۔ جناب احمد بخش تھہیم ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

ٹاؤن کمیٹی کبیر والہ ان اہلیان کے مکانوں کے ساتھ گزرتی ہوئی ٹاؤن کمیٹی کی نالیوں کی مرمت نہیں کرتی جن کا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی سے ہے جیسا کہ مثال کے طور پر اقبال احمد کی تین منزلہ بلڈنگ گلی نمبر 42 نواں شہر غربی میں واقع ہے کیا اس سلسلہ میں حکومت کی جانب سے ایسا کوئی حکم تو جاری نہیں ہوا۔ اگر نہیں تو پھر ایسے حالات کے سدباب کے لیے کیا حکومت احکامات جاری کرنے کو تیار ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ایم لطیف مغل) ،

یہ درست نہ ہے۔ شہر میں نالیوں کی مرمت کرتے وقت جانبداری سے کام نہ لیا گیا ہے چونکہ بلدیہ کی مالی حالت کمزور ہے اس لیے تمام کام ایک ہی وقت میں مکمل نہ ہو سکتا ہے۔ 89-1988 میں مذکورہ محمد اقبال کے مکان کے ساتھ ساتھ جانب مشرق نالی تعمیر کی گئی تھی۔ بقایا کام کے لیے مورخہ 31-10-1989 کو اخبار میں نالیوں کی مرمت کے لیے اشتہار دے دیا گیا ہے۔ جس میں اقبال احمد کی گلی بھی شامل ہے۔

## گلیاں پکی کرنے کے لیے اقدام

*839 ۔ ملک امان اللہ ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گاؤں موڑ تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی کی تمام گلیاں پکی کر دی گئیں

ہیں اور اس گاؤں کے ڈھوک تلنی داخلی سڑک کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ڈھوک کی گلیاں کب تک پکی کی جائیں گی۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ایم لطیف مغل)،

(الف) درست ہے۔ مزید برآں ڈھوک تلنی کو نظر انداز نہیں کیا گیا بلکہ نصف آبادی کے لیے گلیاں پختہ کر دی گئی ہیں۔

(ب) موضع سڑور کے بقایا کام کی تکمیل کے لیے چیئرمین یونین کونسل کو تاکید کر دی گئی ہے۔ کہ وہ دیہی آبادی کو زیادہ سے زیادہ اپنی مدد آپ کے تحت فنڈز اکٹھا کرنے کی طرف مائل کرے۔ تاکہ بقایا کام جس پر مبلغ 1.50 لاکھ روپے خرچ آتے ہیں۔ مکمل کیا جا سکے۔

## گلیاں پکی نہ کرنے کی وجوہات

*841۔ ملک امان اللہ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 88-1987ء۔ 89-1988ء اور 90-1989 کے بجٹ میں نیا میلہ پورہ مشرقی سیالکوٹ شہر کے محلہ دوہلہ کنواں کی گلیوں کو پکا کرنے کے لیے کوئی رقم رکھی گئی تھی اگر ایسا ہے تو اس کی تفصیل بیان کریں۔

(ب) مذکورہ سالوں میں مذکورہ محلہ کی کتنی گلیاں پکی کی گئیں اور کب تک تمام گلیوں کو پکا کر دیا جائے گا؟

(ج) کیا یہ درست نہ ہے کہ کاغذات میں اس محلہ کی بہت سی گلیوں کو پکا کر دیا گیا ہے جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے اور گلیاں نہ بنی ہیں اگر ایسا ہے تو غلط اندراج کرنے والوں کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی جائے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ایم لطیف مغل)،

(الف) سال 88-1987ء، 89-1988ء اور 90-1989ء گلیوں کو پکا کرنے کے لیے محلہ چاہ دوہلہ میلہ پورہ نیا میں کوئی رقم وہاں کے کونسلر نے نہیں رکھوائی اور نہ ہی علاقہ کونسلر نے کوئی تحریری

مطالبہ کیا۔

(ب) چونکہ علاقہ کونسلر نے کوئی مطالبہ نہیں کیا اور میونسپل کارپوریشن صرف وہی کام کرواتی ہے جس کی علاقہ کونسلر نشان دہی کرے اس لیے چاہ دوپلہ میں کوئی تجویز زیر غور یا زیر تکمیل نہ ہے۔

(ج) کوئی کام نہیں کیا گیا اس لیے کوئی غلط اندراج نہیں ہوا ہے البتہ ان گلیوں میں درج ذیل انتظامات مکمل ہیں۔

1۔ واٹر سپلائی کا مکمل انتظام ہے۔

2۔ سٹریٹ لائٹ کا انتظام موجود ہے۔

3۔ گندے پانی کے نکاس کا انتظام موجود ہے۔

یہ سب کام 1987-88 سے پہلے ہوتے ہیں۔

## گلیوں اور نالیوں کی تعمیر

*844۔ خان غلام سرور خان ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنے حکم مورخہ 11 اپریل 1989ء کے ذریعہ موضع برنالی تحصیل کھاریاں ضلع گجرات میں گلیوں اور نالیوں کی تعمیر کا حکم دیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی نے سکیم تیار کر کے اپنے مراسلہ نمبر SOXCRD/9-4189 مورخہ 29 مئی 1989ء کے ذریعے محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کو فنڈ مختص کرنے کا لکھا تھا۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس وقت تک سکیم پر کام شروع نہیں ہوا ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک اس سکیم پر عملدرآمد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ایم لطیف مغل)۔

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) اس سکیم کی منظوری ڈویژنل ترقیاتی کمیٹی نے دینی ہے۔ محکمہ ہذا نے 7 اکتوبر کو یہ سکیم ڈویژنل ترقیاتی کمیٹی گوجرانوالہ کو بھیجی ہے۔ جونہی اس کی منظوری مل گئی۔ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کو فنڈز کی فراہمی کے لیے لکھا جائے گا اور فنڈز فراہم ہونے پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

## ڈاکٹر پرویز سرفراز میڈیکل آفیسر ایم۔سی۔ایف کے خلاف کارروائی

*847۔ راجہ صفدر حسین، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈاکٹر پرویز سرفراز اس وقت میونسپل کارپوریشن فیصل آباد میں میڈیکل آفیسر کی ڈیوٹی سرانجام دے رہا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ڈاکٹر موصوف کی ڈگری جعلی ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ڈاکٹر موصوف کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ایم لطیف مغل)،

(الف) یہ درست ہے کہ ڈاکٹر پرویز سرفراز اس وقت میونسپل کارپوریشن فیصل آباد میں میڈیکل آفیسر کی ڈیوٹی سرانجام دے رہا ہے۔

(ب) اس بارے میں تحقیقات جاری ہیں محکمہ میں موجود ریکارڈ کے مطابق ڈاکٹر موصوف کی ڈگری لندن یونیورسٹی سے جاری ہوئی اور پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل نے اسے درست تسلیم کرتے ہوئے سرٹیفکیٹ جاری کیا۔ جس کی بناء پر ڈاکٹر کو ملازمت دی گئی۔

(ج) جونہی حکومت کو اس بارے میں علم ہوا ڈاکٹر موصوف کو معطل کر دیا اور انکوائری آفیسر مقرر کر دیا گیا ہے محکمہ مزید کارروائی انکوائری رپورٹ موصول ہونے کے بعد کرے گا۔

## سٹریٹ لائٹ لگانے کے لیے اقدام

*874۔ بیگم صغیرہ اسلام، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ رحمان پورہ اور سلطان پورہ لاہور گنجان علاقے ہیں۔ لیکن ان علاقوں میں

ابھی تک سٹریٹ لائٹ کا کوئی بندوبست نہیں کیا گیا جس کی وجہ سے یہاں چوری اور ڈاکہ زنی کی وارداتوں میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت رحمان پورہ اور سلطان پورہ روڈ پر سٹریٹ لائٹ کا انتظام کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو مذکورہ علاقے میں کب تک ایسا کر دیا جائے گا اگر نہیں اسکی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ایم لطیف مغل)،

(الف) درست ہے۔ سلطان پورہ اور رحمان پورہ کی دو آبادیاں میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور کی حدود میں ہیں لیکن وہاں سٹریٹ لائٹ کا انتظام موجود ہے۔ چوری و ڈاکہ زنی کی وارداتوں کا تعلق پولیس کے محکمہ سے ہے۔

(ب) سٹریٹ لائٹ کی بہتری کا پروگرام موجودہ ترقیاتی بجٹ میں رکھا گیا ہے اور لاہور شہر کی آبادیوں اور سڑکوں میں سٹریٹ لائٹ کا انتظام بہتر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ مزید ساڑھے تین ہزار ٹیوب فٹنگ گزشتہ ماہ میں بنوائی گئی ہیں جو کہ اس آبادی میں بھی مزید ضرورت کے مطابق سٹریٹ لائٹ لگوا دی جائے گی۔

## پی پی۔87 کی ترقیاتی سکیموں کے لیے فراہم کی گئی رقم کی خرچ کی تفصیلات

*916۔ میاں اظہر حسن ڈار، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ سال 88-1987 میں پی پی۔ 87 میں مبلغ بیس لاکھ روپے کی گرانٹ برائے ترقیاتی سکیموں کی تکمیل مہیا کی گئی تھی۔

(ب) کیا یہ امر واقع ہے کہ اس میں سے مبلغ 7 لاکھ 50 ہزار روپے 88-11-5 تک مختلف نام نہاد یونین کونسلوں کے گاؤں کی کمیٹیوں کو زبانی تخمینہ جات بذریعہ چیک ادا کیے گئے تھے۔

(ج) کیا یہ بھی امر واقع ہے کہ نام نہاد کمیٹیوں نے قومی خزانہ کی رقم کو ترقیاتی سکیموں کے بہانے مختلف طریقوں سے خورد برد کیا ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت قومی خزانہ کو لوٹنے والوں کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات

ہیں نیز مکمل اور نامکمل ترقیاتی سکیموں کی تفصیل بمعہ بقایا رقم کی تفصیل ایوان میں پیش کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری (جناب ایم لطیف مغل)،

(الف) سال 88-1987ء میں حلقہ پی پی - 87 میں -/1735,000 روپے کی سکیمیں منظور کی گئیں تھیں تاحال ان سکیموں کے لیے -/1071,100 روپے موصول ہوئے بقایا رقم -/6,63,900 روپے موصول نہیں ہوئی۔

(ب) مورخہ 88-11-5 تک کوئی گرانٹ موصول نہ ہوئی۔ اس لیے کسی کو 88-11-5 تک یونین کونسل یا کسی کمیٹی کو رقم بذریعہ چیک یا نقد جاری نہ کی گئی۔ منظور شدہ سکیموں کے تخمینہ جات مرتب کیے گئے۔

(ج) حلقہ پی پی-87 میں کوئی بھی نام نہاد کمیٹی نہ ہے۔ بلکہ ایم-پی-اے صاحب کی منظور کردہ پراجیکٹ کمیٹیاں ہیں۔ اس لیے رقم کے خورد برد ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(د) ابھی تک کسی رقم کے خورد برد ہونے کا واقعہ پیش نہیں آیا۔ نیز وضاحت کی جاتی ہے کہ حلقہ پی پی-87 میں ترقیاتی سکیموں کے لیے -/17,35,000 روپے منظور کیے گئے تھے تاحال -/1071,100 روپے موصول ہوئے ہیں۔ بقایا رقم -/663,900 روپے موصول نہیں ہوئے مکمل جاریہ نامکمل و بقایا رقم کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

## غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

## گلیوں اور سڑکوں کو پختہ کرنے کے لیے اقدامات

52 - چودھری غلام قادر ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ فضل کالونی، عمر کالونی، راوی پوائنٹ بند روڈ، لاہور کی آبادی دس ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ علاقوں کی دیگر گلیاں، سڑکیں پختہ نہیں ہیں جس کی وجہ سے برسات کے دنوں میں چلنا پھرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس آبادی کی گلیوں اور سڑکوں کو پختہ کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ایم لطیف مغل)۔

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) یہ آبادیاں دریائے راوی کے بیڈ میں واقع ہیں اور فلڈ ایریا ہونے کی وجہ سے رہائش کے لیے ممنوع ہیں اس لیے ترقیاتی کام نہیں ہو سکے۔

## ہیلتھ مرکز کے قیام کے لیے اقدامات

55۔ چودھری غلام قادر، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ فضل کالونی، عمر کالونی، ابوبکر صدیق کالونی اور راوی پوائنٹ بند روڈ لاہور جس کی آبادی پندرہ ہزار نفوس پر مشتمل ہے کے لیے کوئی بھی مرکز صحت نہیں ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ان آبادیوں میں سیوریج سسٹم نہ ہونے کی وجہ سے گندے پانی سے مچھروں کی بہتات کی وجہ سے اس علاقے میں بیماریاں پھیل جاتی ہے اور مریضوں کو دور دراز علاقوں میں علاج کے لیے لے کر جانا پڑتا ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت جز (الف) میں مندرج علاقے میں ہیلتھ مرکز قائم کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ایم لطیف مغل)۔

(الف) یہ درست ہے کہ ان آبادیوں میں میٹرو پولیٹن کارپوریشن کی کوئی ڈسپنسری نہ ہے۔ لیکن ان ملحقہ آبادیوں میں مندرجہ ذیل ہیلتھ سنٹر قائم ہیں اور کام کر رہے ہیں۔

1۔ جعفریہ کالونی ڈسپنسری

2۔ سوڈیوال ڈسپنسری

3۔ سانده کلاں ڈسپنسری

4۔ نواں کوٹ موڑ سمن آباد ڈسپنسری

5۔ سانده کلاں میونسپل ہیلتھ سنٹر

6۔ بند روڈ میونسپل ہیلتھ سنٹر

یہ تمام ڈسپنسریاں / ہیلتھ سنٹر آبادیوں سے دو یا تین فرلانگ پر واقع ہیں۔ جن سے مذکورہ آبادیاں بھی طبعی سہولتیں حاصل کر سکتی ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ ان آبادیوں میں کوئی سیوریج سسٹم نہ ہے جس کی وجہ سے پانی جا بجا کھڑا رہتا ہے لیکن ان مچھروں کی افزائش کے خلاف دوائی کا باقاعدہ استعمال کیا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے مچھروں کی بہتات نہیں ہوتی۔

(ج) تفصیلی جواب جز "الف" بالا میں دیا گیا ہے۔ ہیلتھ مرکز قائم کرنے کی کوئی تجویز زیر غور نہیں اور نہ ہی موجودہ مالی سال میں گنجائش ہے۔

## زیادہ آبادی کو کم آبادی پر ترجیح دینے کی وجوہات

100۔ جناب محمد اسلم گورداسپوری، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیروز پور روڈ نہر کے پل سے پار قینچی پل کی طرف سڑکوں پر بجلی کی فراہمی اور لائیٹوں کا جو بندوبست ہے وہ پل سے پیچھے وحدت روڈ فیروز پور روڈ ' گارڈن ٹاؤن' مسلم ٹاؤن اور ماڈل ٹاؤن میں نہیں ہے۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو تقریباً دس لاکھ نفوس پر مشتمل آبادی کی نسبت میاں نواز شریف پارک سے ملحقہ صرف ہزاروں نفوس کی آبادی کو اس قدر ترجیح دینے کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ایم لطیف مغل)۔

(الف) فیروز پور روڈ چوک شمع سینما تا نہر کے پل سے پار قینچی پل کی طرف بجلی کی تنصیبات کا تعلق محکمہ ایل۔ڈی۔اے سے اور ماڈل ٹاؤن میں سڑکوں پر بجلی کی فراہمی ماڈل ٹاؤن

کواپریٹو سوسائٹی کی ذمہ داری ہے۔ نیز جہاں تک وحدت روڈ، گارڈن ٹاؤن اور مسلم ٹاؤن کا تعلق ہے یہ میٹرو پولیٹن کارپوریشن سے متعلق ہے جہاں پر بجلی کی تنصیبات سڑک کی ضرورت کے مطابق درست ہے۔

(ب) چونکہ اس پارک میں بجلی کی تنصیبات محکمہ مقامی کے فرائض میں شامل نہ ہے۔ اس لیے متعلقہ محکمہ سے وضاحت طلب کرنا مناسب ہو گا۔

## ناجائز تقرریوں کی تفصیل اور اہل ملازم کے ساتھ زیادتی کی وجوہات

133۔ سردار شوکت حسین مزاری : کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ڈیرہ غازی خان ڈویژن 1982ء میں قائم ہوا تھا اور متذکرہ ڈویژن میں بارہ ٹاؤن کمیٹیاں پانچ میونسپل کمیٹیاں اور چار ضلع کونسلیں ہیں ٹاؤن کمیٹی اور میونسپل کمیٹی میں چیف آفیسر گریڈ 8 اور 11 میں تعینات ہیں۔ لیہ، ڈیرہ غازی خان میونسپل کمیٹی میں ٹیکسیشن آفیسر گریڈ 11 تعینات ہیں۔ متذکرہ کمیٹیوں میں 1982ء کے مطابق گریڈ 8 اور گریڈ 11 کی منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل کیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ وہ ڈیرہ غازی خان ڈویژن میں مخدوم اللہ بخش گریڈ 11، رضا ٹوانہ گریڈ 8 نازک حسین گریڈ 8، مجاہد حسین گریڈ 11 اور خورشید احمد شاہ گریڈ 8 بغیر کسی اسامی بلا اشتہار اور بلا سفارش سلیکشن بورڈ تعینات کیے ہیں جبکہ ڈویژن کے سینئر اہلکار دفتر ڈائرکٹر لوکل گورنمنٹ ڈیرہ غازی خان میں احکام تعیناتی کے منتظر بیٹھے ہیں۔

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو تعیناتی کے منتظر ملازمین کی تفصیل اور ان کو کب تک تعینات کیا جائے گا نیز بلا جواز تقرر شدہ افراد کے بارے میں کیا کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے نیز ان کے علاوہ ایسے ملازمین کی تفصیل دی جائے جو بلا سفارش بورڈ تعینات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ایم لطیف مغل)۔

(الف) یہ درست ہے کہ ڈیرہ غازی خان ڈویژن جولائی 1982ء میں معرض وجود میں آیا لیکن ان میں

ضلع کونسلوں، میونسپل کمیٹیوں اور ٹاؤن کمیٹیوں کی تعداد درست نہ ہے اصل تعداد حسب ذیل ہے۔

ضلع کونسلیں: (1) ڈیرہ غازی خان (2) مظفر گڑھ (3) لیہ (4) راجن پور

میونسپل کمیٹیاں: (1) ڈیرہ غازی خان (2) لیہ (3) مظفر گڑھ (4) کوٹ ادو (5) راجن پور (6) جام پور

ٹاؤن کمیٹیاں: (1) علی پور (2) جتوئی (3) شہر سلطان (4) خان گڑھ (5) ڈیرہ دین پناہ (6) کروڑ (7) چوک اعظم (8) فتح پور (9) تونسہ شریف (10) کوٹ مٹھن (11) روجھان

نوٹ: ٹاؤن کمیٹی چوک اعظم و ٹاؤن کمیٹی فتح پور 1983ء میں معرض وجود میں آئیں۔

(ii) یہ بھی درست ہے کہ بلدیہ ڈیرہ غازی خان اور بلدیہ لیہ میں ٹیکسیشن آفیسر کی اسامیاں گریڈ 11 میں منظور شدہ ہیں۔

(iii) متذکرہ بالا لوکل کونسلوں میں گریڈ 11 اور گریڈ 8 کی ایڈمنسٹریٹو کیڈر کی منظور شدہ اسامیاں حسب ذیل ہیں۔

(الف) گریڈ نمبر 8 (4) سی او ٹاؤن کمیٹی شہر سلطان، تونسہ چوک اعظم اور فتح پور

(ب) گریڈ نمبر 11-10 (i) سی۔او میونسپل کمیٹی، راجن پور، جام پور، کوٹ ادو

(ii) سی۔او ٹاؤن کمیٹی علی پور، کوٹ مٹھن

(iii) ٹی۔او ضلع کونسل لیہ، راجن پور اور میونسپل کمیٹی ڈیرہ غازی خان اور لیہ

(iv) ایل۔سی۔ایس اسسٹنٹ

نوٹ: ٹی۔او بلدیہ ڈیرہ غازی خان اور بلدیہ لیہ کی اسامیاں 1982ء کے بعد تخلیق ہوئیں۔

(ج) پرسنل سکیل نمبر 11-5 سی۔او ٹاؤن کمیٹی جتوئی، خان گڑھ، ڈیرہ دین پناہ، کروڑ روجھان

(ب) (1) درج ذیل ملازمتوں کی عارضی تقرری ان کے آگے درج اتھارٹی کے حکم پر عمل میں لائی گئی۔

(1) مخدوم اللہ بخش (گریڈ 11) چیف آفیسر بلدیہ لیہ (وزیر اعلیٰ)

(2) نازک حسین (گریڈ 8) چیف آفیسر ٹاؤن کمیٹی علی پور (وزیر اعلیٰ)

(3) مظہر محمود حیات نوانہ (گریڈ 8) چیف آفیسر ٹاؤن کمیٹی ڈیرہ دین پناہ (وزیر اعلیٰ)

(4) مجاہد حسین (گریڈ 11) چیف آفیسر ٹاؤن کمیٹی تونسہ شریف (وزیر اعلیٰ)

(5) خورشید احمد شاہ (گریڈ 8) چیف آفیسر ٹاؤن کمیٹی مٹھن کوٹ (وزیر بلدیات)

(ii) پنجاب لوکل گورنمنٹ بورڈ لاہور نے ملتان ڈویژن کے ارشاد احمد چیف آفیسر ٹاؤن کمیٹی دنیا پور اور لاہور ڈویژن کے محمد سلیم خان اکاؤنٹس آفیسر بلدیہ قصور کو تبدیل کر کے ڈیرہ غازی خان ڈویژن میں بالترتیب ٹیکسیشن آفیسر ضلع کونسل راجن پور تعینات کیا ہے اور انکے درج ذیل پیش رو کو کمشنر آفس ڈیرہ غازی خان میں رپورٹ کرنے کی ہدایت کی ہے جو کہ اس وقت ڈویژن میں ایل۔سی۔ایس کی کوئی اسامی خالی نہ تھی۔ لہٰذا ان دو افسران کی وجہ سے یہ ملازمین (surplus) ہو کر اپنے نام کے آگے درج ذیل تاریخ سے تعیناتی کے منتظر ہیں۔

1۔ ملک سلطان محمود سابق ٹیکسیشن آفیسر ضلع کونسل راجن پور 25-4-89

2۔ حاجی اللہ وسایا قادری سابق اکاؤنٹنٹ ضلع کونسل راجن پور 30-5-89

نوٹ : سردست ڈویژنل کیڈر کی کوئی اسامی چیف آفیسر یا ٹیکسیشن آفیسر خالی نہ ہے جس پر ان میں سے کسی ملازم کو تعینات کیا جا سکے۔ چونکہ پنجاب لوکل گورنمنٹ بورڈ لاہور کے بھیجے ہوئے افسران کی وجہ سے یہ ملازمین (surplus) ہوئے ہیں لہٰذا یہ بورڈ مذکورہ کی ذمہ داری ہے کہ انہیں کسی دوسری جگہ تعینات کرے۔

(ج) (i) جز الف و ب کے جوابات کلی طور پر اثبات میں نہ ہیں۔

(ii) مندرجہ بالا دونوں ملازمین کی تعیناتی زیر غور ہے جونہی کوئی جگہ دستیاب ہوئی ان کا تقرر فوراً کر دیا جائے گا۔

(iii) مندرجہ بالا ملازمین میں سے چار پر شمار نمبر 2 تا 5 کی ایڈہاک تقرریوں کو بار آور کرا دیا گیا ہے۔

(iv) مندرجہ بالا تقرریوں کے علاوہ درج ذیل عارضی و ایڈہاک تقرریاں بھی کی گئی ہیں۔

(1) محمد شاہد گلفام اکاؤنٹنٹ گریڈ 8 اور اپ گریڈ 11 بلدیہ لیہ

(2) جمال فرید اکاؤنٹنٹ (گریڈ 8) ضلع کونسل لیہ

(3) احمد خان سب انجینئر (گریڈ 11) ٹاؤن کمیٹی کروڑ

<u>نوٹ</u> : ان تینوں ایڈہاک تقرریوں کو بھی اب باقاعدہ کر دیا گیا ہے۔ نیز ان ملازمین کی تقرری بھی حاجی اللہ وسایا قادری اور ملک سلطان محمود کے (surplus) ہونے سے قبل عمل میں لائی گئی۔

## مضر صحت پانی سے شہریوں کو بچانے کے لیے اقدام

158 ۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چنیوٹ کے محلہ معظم شاہ میں نصب شدہ واٹر ورکس کے ٹیوب ویلز جو شہریوں کو پینے کا پانی سپلائی کرتے ہیں اس کے نزدیک ہی گندے پانی کا جوہڑ موجود ہے۔ جس کی وجہ سے پانی کا مضر صحت ہونا یقینی امر ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے مضر اثرات سے شہریوں کو محفوظ کرنے کے لیے کیا تدابیر اختیار کی ہیں اور ان کی تکمیل کب تک ہو گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ایم لطیف مغل):

(الف) یہ درست ہے۔ مگر پانی کو مضر صحت ہونے سے محفوظ کرنے کے لیے بلدیہ چنیوٹ نے مناسب اقدامات کر رکھے ہیں۔

(ب) حکومت نے پانی کے مضر اثرات سے محفوظ کرنے کے لیے جوہڑ کے ارد گرد مٹی کی بھرتی ڈال رکھی ہے۔ جس سے ٹیوب ویل کا پانی متاثر نہ ہوتا ہے۔

## پٹہ پر حاصل کردہ اراضی کے استعمال کی تفصیل

159 ۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بلدیہ چنیوٹ نے محکمہ متروکہ وقف سے ایک قطعہ اراضی واقع محلہ لاہوری گیٹ عقب پوسٹ آفس پٹہ پر حاصل کیا ہوا ہے اگر ایسا ہے تو مذکورہ اراضی کو کس مقصد کے لیے حاصل کیا گیا تھا اس پر عمل درآمد میں کیا عمل مانع ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ اراضی پر تجاوزات ہو گئے ہیں اگر ایسا ہے تو وہ کس مجاز اتھارٹی کے حکم سے ہوئے ہیں۔

(ج) مذکورہ اراضی بلدیہ کو پٹہ پر لیے ہوئے کتنا عرصہ ہو چکا ہے اور اب تک محکمہ اوقاف کو کس قدر زر پٹہ ادا کیا گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ایم لطیف مغل)۔

(الف) یہ درست ہے ۔ بلدیہ نے یہ اراضی برائے چلڈرن پارک حاصل کی تھی 1971ء میں اس کی چار دیواری تعمیر کی اور اس وقت سے ہی بچوں کے کھیلنے کے لیے استعمال ہو رہی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) یہ اراضی تقریباً 19 سال سے بلدیہ چنیوٹ کے پاس پٹہ پر ہے اور مبلغ -/7322 روپے بطور زر پٹہ محکمہ اوقاف کو ادا کیا گیا ہے۔

## شمالی لاہور سے مویشیوں اور گوالوں کا انخلاء

178 ۔ چودھری محمد شاہ نواز چیمہ ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ حکومت نے لاہور شہر سے مویشیوں کو نکالنے کے احکامات صادر فرما رکھے ہیں۔

(ب) کیا یہ امر واقع ہے کہ اس کے باوجود ابھی تک لاہور میں مویشیوں کی کثیر تعداد موجود ہے۔

(ج) کیا یہ امر بھی واقع ہے کہ شمالی لاہور گوالوں کی اماجگاہ ہے جس کی وجہ سے اس علاقہ میں بے انتہا گندگی پائی جاتی ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت شمالی لاہور اور لاہور کے دیگر حصوں سے مویشیوں اور گوالوں کو نکالنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ایم لطیف مغل)۔

(الف) جی ہاں درست ہے۔

(ب) جی ہاں لاہور کے بعض علاقوں میں جانوروں کی موجودگی کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ یہ وہ جانور ہیں جو کہ گوالے جرمانے اور مصالحتی فیس کی ادائیگی کے باوجود دوبارہ ان علاقوں میں غیر قانونی طور پر لے آتے ہیں۔

(ج) شمالی لاہور کے بعض علاقوں میں مویشیوں کی موجودگی پائی جاتی ہے ان مویشیوں کو وہاں سے گرفت کر کے گوالہ کالونیوں میں پہنچانے کے لیے وقتاً فوقتاً ضلعی انتظامیہ کی مدد سے کارروائی کرتے ہیں کارروائی کے دوران گرفت شدہ مویشیوں کو پکڑ کر گوالہ کالونی ہربنس پورہ کے پھاٹک میں بند کر دیا جاتا ہے۔ بعد ازاں ان جانوروں کو مقررہ مصالحتی فیس کی ادائیگی پر واگزار کر دیا جاتا ہے میٹروپولیٹن کارپوریشن کا سینیٹیشن سٹاف موقع سے گندگی اور گوبر اٹھانے کے لیے ہما وقت مصروف عمل ہے اور اس گندگی اور گوبر کو اٹھا کر ڈمپنگ گراؤنڈ میں پہنچا دیا جاتا ہے۔

(د) میٹرو پولیٹن کارپوریشن نے گوالوں کو آباد کرنے کے لیے شہر سے باہر دو کالونیاں ہربنس پورہ اور رکھ چندرا بنائی ہوئی ہیں جہاں انہیں آباد کیا گیا ہے۔ تمام گوالوں کو پلاٹ الاٹ ہو چکے ہیں۔

## رورل ڈیپارٹمنٹ ورکرز / سیکرٹری یونین کونسلز کی سروس کو گورنمنٹ سروس شمار کرنا۔

180 ۔ صاحب زادہ محمد احمد ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی کے رورل ڈیپارٹمنٹ ورکرز / سیکرٹری یونین کونسلز جو 1960ء سے اکتوبر 1973ء تک ملازم ہوئے ہیں ان کی سروس کو گورنمنٹ سروس شمار کرنے کے لیے کارروائی ہو رہی ہے اور اگر ایسا ہے تو اس میں کیا رکاوٹ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ایم لطیف مغل) ،

درست ہے کہ سیکرٹری یونین کونسلز کی سروس 1960ء سے اکتوبر 1973ء تک کو قابل پنشن قرار دینے کے لیے وزیر اعلیٰ پنجاب نے منظوری دے دی ہے۔ قواعد و ضوابط کے تحت محکمہ مالیات سے رجوع کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں جلد ہی احکامات جاری کر دیے جائیں گے۔

## چو کی بھاگٹ سے کوٹ مومن تک سڑک کی تعمیر

184 ۔ حاجی محمد افضل چن ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) چو کی بھاگٹ سے کوٹ مومن تک سڑک کی کب اور کتنی لاگت سے تعمیر ہوئی تھی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک جگہ جگہ سے ٹوٹ چکی ہے اور قابل استعمال نہیں ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سڑک کی مرمت کروانے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔ نیز متذکرہ سڑک سے وصول شدہ ٹول ٹیکس کی تفصیل سال وار فراہم کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ایم لطیف مغل)،

(الف) سڑک کی تعمیر 1964-65 سے شروع ہو کر 1967-68ء تک مختلف حصوں میں ہوتی رہی ہے۔ اس سڑک پر مبلغ 6 لاکھ روپے خرچ آئے تھے۔

(ب) سڑک مرمت طلب ہے اور اس کی حالت بہت خراب ہے۔

(ج) اس سڑک کی مرمت کے لیے 5 لاکھ روپے کا تخمینہ تیار کیا گیا ہے۔ فنڈ بھی ہو چکا ہے۔ کام چند دنوں میں شروع کر دیا جائے گا۔ مذکورہ سڑک سے وصول شدہ ٹول ٹیکس کی تفصیل لف ہے۔

## سال وار وصول شدہ ٹول ٹیکس کی تفصیل

| برائے سال | (لاکھوں میں) رقم وصول شدہ | برائے سال | وصول شدہ رقم |
|---|---|---|---|
| 1970-71 | 0.19 | 1980-81 | 1.81 |
| 1971-72 | 0.35 | 1981-82 | 2.10 |
| 1972-73 | 0.35 | 1982-83 | 1.69 |
| 1973-74 | 0 26 | 1983-84 | 1.63 |
| 1974-75 | 0.53 | 1984-85 | 1.63 |
| 1975-76 | 0.31 | 1985-86 | 1.65 |
| 1976-77 | 0 41 | 1986-87 | 2.10 |
| 1977-78 | 1.22 | 1987-88 | 2.30 |
| 1978-79 | 1.31 | 1988-89 | 3.00 |
| 1979-80 | 1.61 | 1989-90 | 6.76 |

تفصیل ٹھیکہ ٹول ٹیکس 71-1970ء سے 90-1989ء تک چوکی بھاگٹ سے کوٹ مومن تک کا ہے۔ جبکہ 90-1989ء کا ٹھیکہ چار سڑکوں کا مشترکہ ہے۔ جن کے نام یہ ہیں۔

1۔ بھاگٹانوالہ تا کوٹ مومن 2۔ کوٹ مومن تا سالم 3۔ کوٹ مومن تا مڈھ رانجھا

4۔ کوٹ مومن تا بھابھڑہ۔

## کوٹ مومن سے سالم تک سڑک کی مرمت

186۔ حاجی محمد افضل چن : کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کوٹ مومن سے سالم تک سڑک ٹوٹ پھوٹ چکی ہے اور ٹریفک کے قابل نہیں ہے۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کی مرمت کروانے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اسکی وجوہات بیان کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ایم لطیف مغل) :

(الف) اس سڑک کی بھیرہ تک لمبائی 21 میل ہے جبکہ سالم تک یہ لمبائی 11 میل ہے۔ اس تمام سڑک کی تعمیر عالمی ادارہ خوراک پروگرام کے تحت سال 83-1982ء میں پانچ مرحلوں میں 88.80 لاکھ روپے کی لاگت سے محکمہ لوکل گورنمنٹ سرگودھا نے کی تھی۔ جس کے آخری 2 میل ابھی تک بقایا ہیں۔ سڑک کی کافی عرصہ سے مرمت نہیں ہوئی ہے۔ جس کی وجہ سے سڑک کی حالت خراب ہو چکی ہے۔

(ب) امسال سڑک کی مرمت کے لیے ایک لاکھ روپے کا تخمینہ ہو چکا ہے۔ مرمت کا کام جلد شروع کر دیا جائے گا۔

## گلیوں کو پکا کرنے کے لیے اقدام

218۔ ملک امان اللہ : کیا وزیر مقامی و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گاؤں مئوتحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی کی تمام گلیوں کو پکا کر دیا گیا ہے۔ مگر اس گاؤں کی ڈھوک تلنی داخلی مئور کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

(ب) اگر ایسا ہے ہو تو ڈھوک تلنی داخلی مئور کی گلیوں کو کب تک پکا کر دیا جائے گا اگر نہیں

تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ایم لطیف مغل)۔

(الف) درست ہے۔ مزید براں ڈھوک تلنی کو نظر انداز نہیں کیا گیا۔ بلکہ نصف آبادی کے لیے گلیاں پختہ کر دی گئی ہیں۔

(ب) موضع مٹور کے بقایا کام کی تکمیل کے لیے چیئرمین یونین کونسل کو تاکید کر دی گئی ہے۔ کہ وہ دیہی آبادی کو زیادہ سے زیادہ مدد ذاتی اکٹھ کرنے کی طرف مائل کرتے تاکہ بقایا کام جس پر مبلغ ڈیڑھ لاکھ روپے خرچ آتے ہیں کو مکمل کیا جا سکے۔

## اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر، اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جاتی ہیں۔

### آغا ریاض الاسلام

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست آغا ریاض الاسلام رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں 14 فروری 1990ء کو اسمبلی میں حاضر نہ ہو سکا اس لیے
میری رخصت قبول فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

### چودھری محمد اشفاق

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست چودھری محمد اشفاق رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

بندہ کو ضروری کام کی غرض سے اسلام آباد جانا پڑ گیا لہٰذا تین
یوم 11 تا 13 فروری 1990ء کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

## چودھری خالد جاوید ورک

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست چودھری خالد جاوید ورک رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ بندہ 30 فروری 1990ء کو بیمار ہوا 14 اور 17 فروری کو بھی علاج کروانا تھا۔ اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ مہربانی کر کے میری چھٹی منظور کی جائے۔ عین نوازش ہو گی۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

## چودھری عبد الوکیل خان

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست چودھری عبد الوکیل خان رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ آج مورخہ 22-2-90 کو بندہ کی طبیعت اچانک ناساز ہو گئی ہے۔ لہٰذا مہربانی فرما کر مورخہ 22 فروری 1990ء ایک یوم کی رخصت عطا فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

## سید محمد اکبر

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست سید محمد اکبر رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی

ہے۔

گزارش ہے کہ مورخہ 10-2-90 کو ایک ضروری کام کے
سلسلے میں دیر سے پہنچا اور حاضر نہ ہو سکا براہ کرم استدعا
ہے کہ چھٹی منظور فرمائی جائے۔ عین نوازش ہو گی۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

## چودھری شاہد نواز

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چودھری شاہد نواز رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

جناب والا! میں 5 فروری 1990ء کو عمرہ کی سعادت کے لیے
روانہ ہو گیا تھا۔ اس لیے 8 فروری سے 16 فروری تک میری
رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

## جناب غلام محمد ٹوانہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست جناب غلام محمد ٹوانہ رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

چند ناگزیر وجوہات کی بناء پر 14 فروری 1990ء کو اسمبلی
کے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ برائے مہربانی باضابطہ چھٹی
منظور فرمائیں۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

## سردار عاشق حسین گوپانگ

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست سردار عاشق حسین گوپانگ رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میں مورخہ 20-2-90 کو بوجہ ناسازی طبع اجلاس attend نہیں کر سکا۔ برائے مہربانی میری ایک یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

## جناب علی اکبر مظہر وینس

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست جناب علی اکبر مظہر وینس رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

السلام علیکم! بندہ طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے مورخہ 17 فروری 1990ء کو اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ لہذا گزارش ہے کہ بندہ کو ایک یوم کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

## میاں منظور احمد موہل

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست میاں منظور احمد موہل رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

بذریعہ تحریر ہذا دی جاتی ہے کہ بندہ بوجہ ناسازی طبیعت
مورخہ 20 فروری 1990ء کو اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا ہوں۔
از راہ کرم ایک یوم کی رخصت عطا فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

## ملک محمد وزیر اعوان

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست ملک محمد وزیر اعوان رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

جناب والا! میں مورخہ 20 فروری 1990ء کو حیات آباد سے
اجلاس میں شرکت کے لیے آ رہا تھا تو راستے میں میری
گاڑی کا حادثہ ہو گیا جس کی وجہ سے میں اجلاس میں لیٹ
آیا تو اجلاس کو 11 بجے ختم کرایا گیا۔ مجھے اس دن کی چھٹی
عطا کی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

## چودھری خادم حسین

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست چودھری خادم حسین رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میں مورخہ 22 فروری 1990ء بروز جمعرات
بوجہ بیماری حاضر نہیں ہو سکا۔ مورخہ 22 فروری 1990ء کی
رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

## میاں شہباز شریف

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست میاں شہباز شریف رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I regret that due to my other pressing engagements , I could not attend the Assembly Sessions from 7-2-90 to 22-2-90 leave for the said period may kindly be granted.

With regards.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

## ڈاکٹر اعجاز احمد

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ڈاکٹر اعجاز احمد رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

It is for your information that I was sick and admitted in hospital from 11-2-90 to 20-2-90 Kindly grant leave.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

## صحافیوں سے پولیس کے نامناسب رویہ کی تفتیش کی یقین دہانی

رانا اکرام ربانی ، جناب والا! آپ کے حکم کی تعمیل میں میں اور راجہ اشفاق سرور صاحب ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے تو انہوں نے اپنے آج کے اجلاس کی وجہ یہ بتائی تھی کہ الیکشن کے دن ان کے ساتھ جو زیادتی ہوئی تھی جناب دریشک صاحب نے ان کو یقین دہانی کرائی تھی لیکن ان کے ساتھ پھر ڈی۔ایس۔پی اپھرہ اور کچھ دیگر پولیس والوں نے ہاکی کے فائنل میچ والے دن زیادتی کی تھی لہٰذا انہوں نے ہمیں کہا ہے کہ جناب دریشک صاحب پہلے ہمارے پاس تشریف لائیں پھر ہم اس پر نظر ثانی کریں گے تو جناب والا! اب دریشک صاحب ہی بتا سکیں گے کہ آیا انہوں نے ان کو یقین دہانی کرائی ہے اور وہ on the floor of the House پر یقین دہانی کے بعد اپنا احتجاج ختم کر کے تشریف لائیں گے۔

جناب سپیکر، کیا وزیر قانون صاحب ارشاد فرمائیں گے؟

وزیر قانون ، جناب والا! ابھی میری پریس کے بھائیوں سے اس سلسلے میں بات ہوئی ہے اور میں نے انہیں اس سلسلہ میں یقین دہانی کرائی دراصل مجھے آج صبح ہی اس بارے میں پتا چلا تھا اور میں نے صبح ہی اس بارے میں کوشش کی تھی کہ شاید انتظامیہ کو اس بارے میں کچھ پتا ہو اور میں اس سلسلے میں صورت حال کا پتا کر کے یہاں پر اگر کوئی اس قسم کا کوئی مسئلہ آتے تو میں بات کرنے کی پوزیشن میں ہوں تو ابھی ان کے ساتھ بات کرنے کے بعد میں نے نماز کے بعد آئی۔جی صاحب سے بات کی ہےا ور ایس۔پی کینٹ جو کہ ہمارے انتظامی سینئر آفیسر ہیں آئی۔جی صاحب کو کہہ کر انہیں انکوائری افسر مقرر کروایا ہے اور انشاء اللہ العزیز حکومت اس کا serious نوٹس لے گی اور جو لوگ اس واقعہ میں ملوث پائے گئے اور جنہوں نے ہمارے صحافی بھائیوں کے ساتھ اس قسم کی زیادتی کی ہے اور خاص طور پر جناب والا! جبکہ میں نے اس ایوان کے فلور پر میں نے یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ ہماری

حکومت ہمارے صحافی بھائیوں کو نہایت عزت اور احترام کی نظر سے دیکھتی ہے اور ان کو تحفظ فراہم کرنا ہمارے فرائض منصبی میں شامل ہے اور اس میں ہم کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہیں کریں گے تو اس سلسلے میں جناب والا! میں ایک بار پھر اپنے صحافی بھائیوں کو یقین دہانی کراتا ہوں کہ ہم نے اس کے انکوائری آرڈر کر دیے اور اس میں جو بھی ملوث پایا گیا یا کسی پولیس افسر نے ان کے ساتھ زیادتی کی ان کو ہم کسی قیمت پر معاف نہیں کریں گے اور اس کو ہم قرار واقعی سزا دیں گے تو اس کے ساتھ ہی میں اپنے صحافی بھائیوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ مہربانی کر کے اب وہ تشریف لے آئیں اور ہماری کارروائی میں شامل ہوں۔

(اس مرحلہ پر پریس گیلری میں صحافی صاحبان تشریف لے آئے)

(تالیاں)

## مسئلہ استحقاق

**میاں اظہر حسن ڈار** ، جناب والا! ایک تحریک استحقاق ہے میں چاہوں گا کہ اسے out of turn لے کر ایوان میں لایا جائے۔

**جناب سپیکر**، تحاریک استحقاق میں میاں اظہر حسن ڈار صاحب کی ایک تحریک استحقاق ہے جسے یہ چاہتے ہیں کہ out of turn take up کیا جائے۔ تو.....

**مولانا منظور احمد چنیوٹی** ، جناب والا! میری بھی ایک تحریک استحقاق ہے اور یہ قتل کے بارے میں ہے جسے میں نے پیش کیا ہوا ہے اور جناب والا! ہمارے ایک ساتھی قتل ہو چکے ہیں اور دوسرا نشانہ مجھے بنایا ہوا ہے آج اجلاس کا شاید آخری دن ہے اس لیے میری درخواست ہے کہ میری اس تحریک کو out of turn لیا جائے۔

**جناب سپیکر**، جی۔ مولانا صاحب! میں اس بارے میں ابھی دریافت کرتا ہوں۔

**مولانا منظور احمد چنیوٹی** ، جی۔

**جناب سپیکر**، آپ تشریف رکھیں۔ میں اس بارے میں ابھی ایوان سے پوچھتا ہوں۔

**ملک محمد وزیر اعوان** ، جناب والا! میری بھی ایک تحریک استحقاق ہے اور میری بھی درخواست ہے

کہ اسے out of turn لے لیا جائے۔

جناب سپیکر، جناب اظہر حسن ڈار کا جو تحریک استحقاق کا مسئلہ ہے اس بارے میں میں سمجھتا ہوں کہ میں تھوڑی سی وضاحت کر دوں تو شاید جناب اظہر حسن ڈار صاحب کو تحریک استحقاق پیش کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔ وہ یہ ہے اور یہ بالخصوص پریس کے لیے ہے کہ جناب اظہر حسن ڈار صاحب کے ساتھ مسلسل ایک زیادتی ہو رہی ہے اور وہ یہ ہے کہ ان کے بڑے بھائی جناب محمود الحسن ڈار ہیں اور وہ بھی اسی معزز ایوان کے ممبر ہیں تو ہوتا یہ ہے کہ جب بھی جناب اظہر حسن ڈار کوئی تقریر کرتے ہیں یا کوئی ان کی تحریک التوائے کار ہوتی ہے یا کوئی تحریک استحقاق ہوتی ہے یا کوئی بھی معاملہ ان کی طرف سے ایوان میں آتا ہے تو جناب اظہر حسن ڈار صاحب کا نام تو ہمارے پریس کو تو ازبر نہیں ہو سکا۔ جناب محمود الحسن ڈار چونکہ ان سے بڑے ہیں اور جسامت میں بھی ان سے بڑے ہیں اس لیے شاید جب بھی کبھی یہ بات کرتے ہیں تو وہ محمود الحسن ڈار صاحب کے نام سے اخبارات میں چھپتی ہے اور یہ صرف اخبارات میں ہی نہیں بلکہ ریڈیو میں بھی محمود الحسن ڈار صاحب کے نام سے اور ٹیلی ویژن میں بھی محمود الحسن ڈار کے نام سے منسوب ہو جاتی ہے۔

میاں اظہر حسن ڈار ، لیکن جناب والا! میرا یہ استحقاق ہے۔

جناب سپیکر، آپ سنیئے ذرا۔ تو باوجود اس بات کے کہ----------

جناب نذر حسین کیانی ، جناب والا! کیا یہ ان کا گھریلو معاملہ نہیں۔

جناب سپیکر، نہیں - یہ ان کا گھریلو معاملہ نہیں یہ اسمبلی کا معاملہ ہے اور یہ بڑا سنجیدہ معاملہ ہے کہ باوجود اس بات کے کہ محمود الحسن ڈار صاحب فیصل آباد سے ممبر ہیں اور اظہر حسن ڈار صاحب گوجرانوالہ سے ممبر ہیں تو ان کے اضلاع بھی الگ الگ ہیں تو اس کے باوجود یہ جناب اظہر حسن ڈار سے زیادتی ہو رہی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ آج اس تفصیلی تشریح کے بعد اظہر حسن ڈار صاحب آپ کے سامنے کھڑے ہیں تو مجھے یقین ہے کہ اظہر حسن ڈار صاحب کے بارے میں آئندہ نہ کوئی غلطی ہو گی اور نہ ہی کوئی زیادتی ہو گی تو اظہر حسن ڈار صاحب اب آپ تشریف رکھیے۔ لہٰذا اب آپ کو تحریک استحقاق پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔

میاں اظہر حسن ڈار ، شکریہ جناب والا۔

راجہ صفدر حسین ، جناب والا! آپ نے صحافی حضرات کے لیے تو فرما دیا ہے۔ آپ ذرا پولیس والوں کو بھی بتا دیں۔ ایسا نہ ہو تو پھر ان کی جگہ ان کو پکڑ لیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! آج تک سنتے آئے ہیں کہ مالی معاملات یا جائیدادوں کے معاملات کے بارے میں استحقاق تو عدالتوں میں ہوتے رہتے ہیں آج میرے بھائی نے سیاسی استحقاق کی آپ سے گزارش کی ہے اور سیاسی استحقاق واقعی اس بناء پر کہ ان کے بھائی کا نام روشن ہو رہا ہے اور ہمارے بھائی جن کا تعلق گوجرانوالا سے ہے ان کا نام روشن نہیں ہو رہا ۔ جناب والا! سب سے پہلے آج یہ بات اسمبلی میں آئی ہے کہ یہاں سیاسی استحقاق کا ذکر کیا گیا ہے اور جناب نے بڑی مہربانی فرمائی ہے کہ آج سیاسی استحقاق کا اعلان کر دیا ہے ۔ ہمیں اس بات پر خوشی ہے اور گوجرانوالا کو ان کا حصہ مل گیا ہے۔

جناب سپیکر ، جی ۔ اب میں یہ چاہتا ہوں کہ ہم اس کارروائی کو آگے بڑھائیں اور اس میں مزید وقت ضائع نہ کریں مجھے پتا ہے کہ حزب اختلاف کے کئی معزز اراکین آج ڈیبٹ میں حصہ لینا چاہتے ہیں اور آج اجلاس کو prorogue بھی کرنا ہے وزیر قانون صاحب نے winding up تقریر بھی کرنی ہے تو میں چاہتا ہوں کہ اس کو آگے بڑھایا جائے اور تحاریک استحقاق کو ہم لیں۔ یہ وزیر قانون اور قائد حزب اختلاف کی متفقہ رائے ہے انہوں نے مجھے لکھ کر دیا ہے کہ ہم صرف پندرہ منٹ کے لیے تحاریک استحقاق لیں گے۔ اس میں کئی تحاریک استحقاق بڑی ضروری ہیں۔ مثلاً مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔ ان کو اپنی زندگی کے بارے میں خطرہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو لے لیا جائے۔ یہ چاہتے ہیں کہ اس کو out of turn take up کیا جائے۔ تو اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ میرے خیال میں اس کی اجازت ہونی چاہیے۔ یہ ایک ممبر کا ذاتی مسئلہ ہے۔

معزز ایوان ، آؤٹ آف ٹرن ٹیک اپ کر لیں۔

جناب سپیکر، تو مولانا صاحب کو میں اجازت دیتا ہوں کہ وہ اپنی تحریک استحقاق پیش کریں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ، جناب سپیکر! شکریہ -------

سید ذاکر حسین شاہ ، جناب سپیکر! میری بھی تحریک استحقاق ہے۔

جناب سپیکر، جی شاہ صاحب! آپ کی تحریک استحقاق کا کیا نمبر ہے؟

سید ذاکر حسین شاہ ، جناب والا! میری تحریک استحقاق ٹرن پر ہے اور وزیر قانون نے میرے ساتھ وعدہ بھی کیا تھا.....

جناب سپیکر، آپ اپنی تحریک استحقاق کا نمبر بتایئے۔

سید ذاکر حسین شاہ ، میری تحریک استحقاق کا نمبر 20 ہے اور 19 ہو چکی ہے۔ نمبر 20 میری ہے۔ میری تحریک استحقاق کے بعد مولانا صاحب کی تحریک استحقاق لے لیجیے۔

جناب سپیکر، آپ کی تحریک استحقاق take up ہو گی۔

سید ذاکر حسین شاہ ، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، جی ہاں ۔ آپ فکر نہ کریں ۔ جی۔

ملک محمد وزیر اعوان ، جناب سپیکر! میری تحریک استحقاق جو ہے وہ نہایت اہم ہے۔ وہ میری زندگی کے بارے میں ہے۔ مجھے بھی اجازت دی جائے کہ میں اسے out of turn پیش کر سکوں۔

جناب سپیکر، کون سے نمبر پر ہے؟

ملک محمد وزیر اعوان ، نمبر تو مجھے نہیں معلوم جی .....

جناب سپیکر، آپ دیکھ کر بتایئے کہ کون سے نمبر پر ہے۔ میں دیکھ کر آپ کو بتاؤں گا۔

ملک محمد وزیر اعوان ، میں دیکھتا ہوں۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری ، پوائنٹ آف آرڈر.....

جناب سپیکر، جی گورداسپوری صاحب ! آپ کیا فرمانا چاہتے ہیں ؟

جناب محمد اسلم گورداسپوری ، جناب سپیکر! آپ ہر سیشن میں اسمبلی کے ملازمین پر مہربانی فرمایا کرتے ہیں انہیں اعزازی تنخواہ دیا کرتے ہیں۔ میری آپ سے سفارش ہے کہ اس مرتبہ بھی آپ ان کے ساتھ وہی سلوک کریں۔

جناب فضل حسین راہی ، جناب سپیکر! ایہہ ہمیشہ ہوندا اے۔ میں راتی دیکھیا اے کہ سارا سٹاف بڑی دیر تک کم کر رہیا سی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ، جناب سپیکر! میں اپنی ذاتی تحریک استحقاق سے قبل جو میری ایک تحریک

استحقاق اسمبلی کے ملازمین کے بارے میں پیش ہو چکی ہے اور وزیر قانون صاحب نے اس پر کوئی یقین دہانی کرانی تھی وہ میں چاہتا ہوں کہ پہلے اس پر یقین دہانی ہو جائے اس کے بعد میں اپنی یہ تحریک استحقاق پیش کروں گا۔

جناب سپیکر، وہ کون سے نمبر پر ہے؟ 31 ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ، شاید 31 تھا۔ وہ پڑھی جا چکی ہے۔

جناب سپیکر، یہ تحریک استحقاق نمبر 31 ہے۔ یہ اسمبلی سیکرٹریٹ کے ملازمین کے لیے رہائشی کالونی کے بارے میں ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : جی ہاں! یہ اسمبلی سیکرٹریٹ کے ملازمین کی رہائشی کالونی کے بارے میں ہے اور اس بارے میں جو قرار داد منظور ہوئی تھی اس پر ابھی تک عمل در آمد نہیں ہوا۔ وہ اس سلسلے میں تھی۔ وہ پڑھی جا چکی ہے اور وزیر قانون نے اس پر کچھ وقت مانگا تھا۔

جناب سپیکر، یہ درست ہے۔ جناب لاءمنسٹر اس کو جانتے ہیں۔ میرے خیال میں وہ اس بارے میں کچھ کہنا مناسب خیال فرمائیں گے۔

سردار صاحب یہ تحریک استحقاق نمبر 31 ہے۔ یہ پڑھی جا چکی ہے اور یہ آپ کی سٹیٹمنٹ کی وجہ سے پینڈنگ ہے کہ آپ اس پر کچھ اظہار خیال کرنا چاہیں گے۔

## اسمبلی سیکرٹریٹ کے ملازمین کے لیے رہائشی کالونی

وزیر قانون : جناب والا! اس سلسلے میں' میں آپ کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ اگر جناب والا! کے سیکرٹریٹ کی جانب سے اس سلسلہ میں جو requirement ہے' جو ضرورت ہے' آپ کے ملازمین کو سرکاری طور پر رہائش فراہم کرنے کے لیے جو کالونی چاہیے گورنمنٹ کو اس سے آگاہ کر دیا جائے۔ کوئی proposal بنا کر دے دی جائے تو گورنمنٹ اس پر انشاء اللہ العزیز عمل درآمد کرنے کے لیے مثبت اقدامات کرے گی۔

جناب سپیکر، اس بارے میں پہلے یہ چونکہ ایک قرار داد متفقہ طور پر ایوان میں پاس ہوئی تھی اور پھر اس کے بعد ہم نے یہاں اسمبلی سیکرٹریٹ میں اس سلسلے میں ایک میٹنگ کی۔ جس میں تمام متعلقہ

ڈیپارٹمنٹس کے لوگ شامل تھے اور اس میٹنگ میں، میں بھی شامل تھا۔ ہم نے اس سلسلے میں یہ تجویز کیا کہ آپ یہ propose کریں کہ کس جگہ زمین دستیاب ہے اور یہ زمین اسمبلی سیکرٹریٹ کے ملازمین کے لیے رہائشی سہولتیں فراہم کرنے کے لیے مختص کی جا سکتی ہے تو اس سلسلے میں ابھی تک میرے خیال میں کوئی دو تین مہینے ہو گئے ہیں کوئی positive response ان ڈیپارٹمنٹس کی طرف سے نہیں ملا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اس معاملے کو بالکل lightly لیا ہے۔ یہ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے یہ بڑی relevant ہے اور اس سلسلے میں، میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ مہربانی فرماتے ہوئے اس بارے میں categorically کوئی بات کریں تاکہ یہ ڈیپارٹمنٹس جو ہیں یہ سمجھیں کہ گورنمنٹ کی طرف سے یہ commitment ہے اور اس کو ہم نے honour کرنا ہے اور اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ، جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ اسے آپ منظور فرمائیں اور استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں۔ اس کو کتنا عرصہ ہو چکا ہے اس کے لیے ڈی۔سی صاحب کو بار بار یاد دھانی بھی کرائی گئی ہے لیکن اس پر ابھی تک کوئی عملی اقدام نہیں ہوا۔ یہ ایک جائز بات ہے اور ملازمین کی بات ہے۔ اس بارے میں قرار داد یہاں منظور ہوئی ہے۔ اس پر اب سال گزر گیا ہے اور اب تک عمل در آمد نہیں ہوا تو اس کو منظور فرما کر استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں تاکہ اس کا مؤثر حل ہو سکے۔

جناب سپیکر ، مولانا صاحب! استحقاق کمیٹی کی بجائے لاءمنسٹر صاحب اس بارے میں اگر کوئی واضح سٹیٹمنٹ دیتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس سلسلے میں زیادہ وزنی بات ہو گی۔ جناب لاءمنسٹر اس بارے میں کچھ ارشاد فرمائیے۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! اس سلسلہ میں، میں نے پہلے بھی جناب والا! کی خدمت میں گزارش کی ہے کہ جناب والا! کے ساتھ ان کی میٹنگ میں جو کچھ طے پایا ہے اس سلسلہ میں، میں گورنمنٹ پنجاب کی طرف سے جناب والا! کو یقین دہانی کراتا ہوں کہ اسمبلی کے ملازمین کے رہنے کی سہولت کے لیے، گورنمنٹ کا کوارٹر فراہم کرنا یا انکو دوسری سہولت دینا پنجاب گورنمنٹ کے فرائض منصبی میں شامل ہے اور خاص طور پر جب اسمبلی نے یہ ریزولیوشن پاس کیا ہے تو اس سلسلے میں، میں ایل۔ڈی۔اے اور دوسرے جو متعلقہ محکمے ہیں ان کو آج ہی ہدایات جاری کروں گا کہ اس مسئلہ کو on the floor of the House آج ٹیک اپ کیا گیا ہے اور اس معاملہ میں اب مزید تاخیر ہم کسی قیمت پر برداشت نہیں

کریں گے اور اس مسئلے کو ہم top-priority basis پر حل کریں گے۔

جناب سپیکر ، شکریہ ! تو آئندہ میٹنگ میں آپ بھی اس میں شامل ہو جائیں ۔ منسٹر ہاؤسنگ بھی اس میں شامل ہو جائیں اور یہ ایل۔ ڈی۔ اے اور دوسری سب ایجنسیز اس میں شامل ہوں تاکہ اس کا way out نکالا جا سکے۔

وزیر قانون ، میں بھی شامل ہوں گا۔ منسٹر ہاؤسنگ کو بھی شامل کر لیں گے ایل۔ڈی۔اے اور دوسری سب ایجنسیز کو بھی بلا لیں گے۔ ٹھیک ہے شکریہ۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ، جناب سپیکر! اس کے لیے اگر ہاؤس کے اندر مدت متعین کر دی جائے تو پھر میں اس کو پریس نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر، جی شکریہ مولانا صاحب ۔ یہ میرے خیال میں مسئلے کا جائز حل تلاش کر لیا گیا ہے۔ تو دوسری جو آپ کی تحریک استحقاق ہے اس کا نمبر کیا ہے؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی ، وہ تحریک استحقاق نمبر 28 ہے۔

## مشتبہ افراد کی جانب سے قاتلانہ حملہ کی غرض سے رکن اسمبلی کی گاڑی کا تعاقب

جناب سپیکر، نمبر 28 لیک اپ کیجیے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میری اہلیہ تقریباً اڑھائی ماہ سے سروسز ہسپتال میں زیر علاج تھی۔ 27 جنوری 1990ء کو انہیں ہسپتال سے فارغ کر دیا گیا تھا۔ میرے لڑکے حافظ محمد الیاس کا لاہور سے فون آیا کہ صبح سویرے گاڑی لاہور بھیج دیں تاکہ انہیں چنیوٹ لایا جائے۔ 28 جنوری صبح آٹھ بجے میں نے اپنی گاڑی ہنجارو SD 95 بھیج دی۔ میرا چھوٹا لڑکا حافظ محمد بدر عالم ' میرا بھانجا حافظ عطا الرحمٰن اور ایک ہمارا طالب علم قاضی اللہ یار گاڑی کے ڈرائیور ظہور احمد کے ہم راہ تھے۔ چنیوٹ سے نکلتے ہی دو گاڑیاں ایک ٹیوٹا گاڑی بالکل نئی نمبر 6262 جھنگ برنگ سفید ' دوسری ٹیوٹا گاڑی نمبر 786 فیصل آباد کلچی رنگ ہماری گاڑی کے پیچھے ہوگئیں اور

راستے میں آگے پیچھے ہوتی رہیں۔ دس بج کر بیس منٹ کے قریب جب ہماری گاڑی شیخوپورہ کے پہلے پھاٹک کے قریب پہنچی تو ایک گاڑی ہائی ایس رنگ سفید سبز پٹی بغیر نمبر پلیٹ پرانا ماڈل ہماری گاڑی کے آگے بڑھی اور تین چار آدمیوں نے ریوالور دکھا کر ہماری گاڑی رکوائی۔ گاڑی مذکورہ میں مشتبہ قسم کے 15/16 مسلح جوان سوار تھے۔ ان میں سے چند مسلح نوجوان اسلحہ تان کر نیچے اترے اور ہمارے ڈرائیور کو بھی نیچے اترنے کو کہا۔ ڈرائیور گاڑی سے نیچے آیا تو انہوں نے پوچھا کہ کہاں سے آ رہے ہو؟ اس نے کہا کہ چنیوٹ سے۔ پھر پوچھا کہ یہ کس ایم۔پی۔اے کی گاڑی ہے؟ ڈرائیور نے کہا کہ سردار ظفر عباس صاحب کی گاڑی ہے۔ انہوں نے پھر پوچھا کہ یہ لڑکا کون ہے؟ اس نے کہا کہ یہ سردار صاحب کا عزیز ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو؟ ڈرائیور نے کہا کہ ایک مریض ہے اسے لینے جا رہے ہیں۔ انہوں نے پھر پوچھا کہ سردار صاحب کہاں ہیں؟ ڈرائیور نے کہا کہ رجوعہ میں ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ ان کو ہمارا سلام کہیں اور دوسرے ساتھیوں سے کہا کہ دوسرے ایم۔پی۔اے کی گاڑی ہے انہیں جانے دو۔ اس کے بعد ہمارا ڈرائیور سوار ہو کر لاہور کی طرف آہستہ آہستہ چلنے لگا۔ ہائی ایس مذکور ہماری گاڑی کے پیچھے رہی۔ جب یہ تھانہ شیخوپورہ کراس کر چکے تو گاڑی مذکور واپس مڑ گئی۔ لاہور پہنچنے پر انہوں نے بذریعہ ٹیلیفون مجھے اطلاع دی اور لاہور کے دیگر ذمہ دار افسران کو بھی بذریعہ فون اس واقعہ سے آگاہ کیا۔ جب ساڑھے تین بجے کے قریب لاہور سے واپس ہوئے تو نیازی چوک سے پہلے پٹرول پمپ پر کھڑی صبح والی دونوں گاڑیاں پھر ان کے ہمراہ ہوگئیں۔ جب یہ راوی پل پار کر چکے تو ان دونوں مشتبہ گاڑیوں کو پل پر متعین پولیس نے روک لیا اور یہ لوگ راستہ تبدیل کر کے بخیریت چنیوٹ پہنچ گئے۔ میں نے اس واقعہ کی اطلاع (تحریری) جناب آئی۔جی پولیس اور جناب ہوم سیکرٹری کو دوسرے روز 29 جنوری کو کر دی۔ اخبارات میں بھی یہ خبر شائع ہو چکی ہے۔ اخباری تراشہ لف ہذا ہے۔

اس سے قبل 3 دسمبر کو بھی گڑھ مہاراجہ میں مجھ پر قاتلانہ حملہ ہو چکا ہے جس پر میں نے تحریک استحقاق پیش کی تھی وہ ابھی تک پینڈنگ پڑی ہے۔ میرے قتل کے لیے ایک لاکھ روپیہ نقد اور سات مربعہ زمین کا اعلان بھی ہو چکا ہے۔

جناب عالیٰ! کچھ لوگ مبینہ طور پر میرے قتل کے درپے ہیں۔ سو میری جان خطرے میں ہے لہٰذا جناب سے استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو منظور فرما کر استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

آوازیں ، منظور ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ، جناب سپیکر! مجھے short statement کی اجازت ہو گی؟

جناب سپیکر، مولانا صاحب شارٹ سٹیٹمنٹ دیں گے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ہمارے ضلع جھنگ میں حالات بڑے عرصہ سے کشیدہ چلے آ رہے ہیں۔ اس کی طرف انتظامیہ کو بار بار توجہ دلائی گئی۔ پرچے بھی ہوئے لیکن ملزموں کو گرفتار نہ کیا گیا اور جب میرے اوپر گڑھ مہاراجہ میں قاتلانہ حملہ ہوا تو اس سلسلے میں میں نے ایک تحریک استحقاق پیش کی اور وہ جناب نے موخر کر دی اور وزیر قانون کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنی لیکن اس کا آج تک کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ اس کے بعد پھر حملہ ہوا اور میری گاڑی کا تعاقب کیا گیا۔ اسی سلسلہ میں 21 تاریخ کو مولانا حق نواز جھنگوی جو شہید ہو چکے ہیں وہ میرے پاس ہسپتال تشریف لائے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ دوبئی سے مجھے فون پر اطلاع ملی ہے کہ 20 اور 25 تاریخ کے درمیان تین علماء کا ٹارگٹ بنایا گیا ہے۔ ایک مولانا عبدالستار تونسوی اور دوسرے مولانا حق نواز جھنگوی اور تیسرے منظور احمد چنیوٹی۔ انہوں نے مجھے آ کر اطلاع بھی دی اور اس پر میں نے صدر پاکستان جناب غلام اسحاق خان کو تفصیلی خط بھی لکھ دیا ہے۔ مجھے کہا کہ آپ خود بھی احتیاط کریں اور اس سلسلے میں، میں آپ کو آگاہ کرنا چاہتا تھا۔ جناب سپیکر! اس پروگرام کے تحت مولانا حق نواز جھنگوی تو اسی منصوبے کا شکار ہو چکے ہیں زندگی اور موت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے، مجھے یقین ہے کہ ایک سانس کم نہیں ہو سکتا ایک زیادہ نہیں ہو سکتا اور جو وقت مقرر ہے اس وقت پر موت آئے گی۔ جب تک موت کا وقت نہیں آتا اس وقت تک دنیا کی کوئی طاقت مار بھی نہیں سکتی۔ میرا خدا پر بھروسہ اور یقین ہے لیکن اس قسم کے حالات اور واقعات جو رونما ہو رہے ہیں۔ اس سے پہلے علامہ احسان الٰہی ظہیر بم کے دھماکے میں شہید ہوئے اور ان کے ساتھی شہید ہوئے اور اس کا بھی یہیں پر یقین دلایا گیا کہ ان کے ملزم پکڑے جائیں گے اور ان کو قرار واقعی سزا دی جائے گی۔ لیکن آج تک علامہ احسان الٰہی ظہیر کے قاتل سامنے نہیں لائے گئے اور ان کو کوئی سزا نہیں ملی۔ اس طرح علماء کی جانیں خطرے میں ہیں۔ مولانا احسان اللہ فاروقی اس لاہور کے اندر صبح اذان کے وقت کسی نے آ کر ان کے گھر پر دستک دی وہ گھر سے نکلے اور وہ ان کی گولیوں کا شکار ہو گیا۔ اس طرح علماء کے ساتھ ایک

خاص طریقے کے ساتھ ان کو قتل کیا جا رہا ہے اور اپنے راستے سے ان رکاوٹوں کو دور کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ لہذا علماء کی جانیں چونکہ خطرے میں ہیں انہیں یہ بھی یقین ہے کہ موت وقت سے پہلے نہیں آ سکتی لیکن انتظامیہ کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس کی کھوج لگائے اور ان کی جان و مال کا تحفظ کرے۔ اس سلسلے میں جو مجرم ہیں اور جو طاقتیں ان کے پیچھے ہیں ان کو بے نقاب کیا جائے تاکہ صوبے کا امن اور ملک کا امن تہہ و بالا نہ وہ اس لیے میں جناب سے گزارش کروں گا کہ میری پہلے بھی اس سلسلے میں تحریک استحقاق آ چکی ہے اور وہ آپ نے مؤخر کر دی اگر اس کو تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا اور اس کی چھان بین کی جاتی تو شاید اس کے بعد کے واقعات رونما نہ ہوتے۔ اب بھی اگر آپ اس تحریک کو منظور نہیں فرماتے اور استحقاق کمیٹی کے سپرد نہیں کرتے اور اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلتا تو اس سے اور سنگین واقعات رونما ہوتے متوقع ہیں۔ اس لیے میں جناب سے درخواست کروں گا کہ آپ اس تحریک استحقاق کو منظور فرمائیں اور اسے تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد فرمائیں۔ شکریہ۔

**جناب سپیکر:** جناب وزیر قانون۔

**چودھری محمد وصی ظفر:** پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر! گذشتہ ایک ہفتہ سے میرا ایک پوائنٹ آف آرڈر pending پڑا ہے اور وہ یہ ہے کہ وزیر قانون کو تحریک استحقاق کا جواب دینے کا استحقاق رولز کے تحت حاصل نہیں ہے اور جناب نے کہا بھی تھا کہ اس پر کل فیصلہ کر لیں گے پھر جناب تشریف نہ لائے ۔ ڈپٹی سپیکر صاحب ہوتے تھے ان کے سامنے بھی یہ مسئلہ اٹھایا۔ اس سلسلے میں جناب رولز بڑے واضح ہیں کہ ہر تحریک استحقاق پر یہ ضروری نہیں ہے کہ وزیر قانون و پارلیمانی امور کھڑے ہو کر جواب دیں اس سلسلے میں صرف ایک رول 179 ہے اور اگر وزیر قانون صاحب 179 کے تحت بولتے ہیں تو پھر اس لحاظ سے اپوزیشن کا نقطہ نظر بھی آنا چاہیے۔ آپ کہیں تو میں پڑھ کر سنا دوں اور اس دن بھی میں نے رول 55 سے لے کر 58 تک پڑھ دیے تھے کہیں پر بھی تحریک استحقاق میں وزیر قانون نہیں آتے۔ روایت ہے اگر غلط روایت قائم ہو چکی ہے تو اس کو درست بھی کرنا ہے۔ رول 179 بڑا واضح ہے۔

**Rule 179(1)** After the member who makes a motion has spoken, other members may speak on the motion..... ....

یہ جناب والا! اس سے پہلے میں آپ کو موشن کا بتا دوں کہ

This privilege motion is covered in the motion.

"Motion" means a proposal made by a member relating to any matter which may be discussed by the Assembly;

اس کے علاوہ جناب والا ! موشن کی کوئی اور تعریف نہیں ہے۔ جناب والا! رول 179 بھی بڑا واضح ہے۔ پھر جناب کو اس کے مطابق آرڈر بنانا پڑے گا۔ جناب تحریک استحقاق کسی بھی رکن کی ہو اس کے بعد اگر وزیر قانون بولیں گے تو پھر اس کے مطابق حزب اختلاف کا بھی کوئی نہ کوئی رکن بولے گا۔ وہ کیسے؟ وہ میں جناب کو بتا دیتا ہوں۔۔۔۔۔

After the member who makes a motion has spoken, other members may speak on the motion in the order in which the Speaker may call upon them. If any member, who is so called upon does not speak, he shall not be entitled, except with the permission of the Speaker to speak on the motion at any later stage of the debate.

جناب سپیکر، جناب وصی ظفر صاحب! میں آپ کی بات سن چکا ہوں۔ اس سلسلے میں جو پریکٹس اس سے پہلے رہی ہے وہ آج تک یہی رہی ہے کہ جو بھی تحریک استحقاق پیش ہوتی ہے۔ عام طور پر government functionary کے خلاف یا پھر پنجاب حکومت سے متعلق تحریک استحقاق ہوتی ہے جس میں کسی معزز رکن کے استحقاق مجروح ہونے کا مسئلہ یہاں پر اٹھایا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں عام پریکٹس یہ ہے کہ اگر کسی معزز رکن کے استحقاق مجروح ہونے کا مسئلہ ہے تو انہیں اپنی تحریک استحقاق پڑھنے کی اجازت دی جائے۔ اس پر انہیں شارٹ سٹیٹمنٹ دینے کی اجازت دی جائے اور اس کے بعد حکومت کا نقطۂ نظر معلوم کیا جائے کہ آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں۔ اس لیے کہ یہ معزز رکن alledge کرتے ہیں کہ ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے اور اس میں فلاں government funcitonary ہے۔ اس میں عام طور پر یہ پریکٹس ہے کہ وزیر قانون حکومت کا نقطۂ نظر پیش کرتے ہیں تو گورنمنٹ کا نقطۂ نظر آنے کے بعد سپیکر فیصلہ کر سکتا ہے۔ اس پر یہ ہوتا ہے کہ یا تو معزز رکن

اپنی تحریک پر اصرار نہیں کرتے اور وزیر قانون کی یقین دہانی پر اپنی تحریک استحقاق واپس لے لیتے ہیں اور اگر معزز رکن اصرار کرتے ہیں تو پھر اس پر فیصلہ ہو جاتا ہے۔ اگر اس سلسلے میں اپوزیشن کا کوئی معزز رکن بھی بولنا چاہے اور رولز کے مطابق chair کو assist کرنا چاہے تو اس میں کوئی بات نہیں آپ کہہ سکتے ہیں کہ آپ بات کرنا چاہتے ہیں تو میں آپ کو اجازت دے دوں گا۔ اس سلسلے میں اگر آپ کی کوئی مزید تفصیلی بات فیصلہ طلب ہے کوئی طریق کار پر فیصلہ کرنے والی ہے تو وہ پھر ہم بیٹھ کر فیصلہ کر لیں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری یہی گزارش ہے کہ admissibility کے متعلق تو آپ نے کئی مرتبہ رولنگ دی ہے کہ بولنے کا استحقاق ہے۔ لیکن میری جناب والا! سے گزارش ہے کہ رول 179 کے تحت otherwise اپنی رائے دینے کا بھی اختیار حاصل ہے جس ممبر کو آپ اجازت دیں۔ admissibility کے علاوہ بھی اجازت ہے۔

جناب سپیکر، جی بالکل۔

چودھری محمد وصی ظفر ، میری observation یہ ہے کہ اگر وزیر قانون بولیں تو پھر کسی اور ممبر کو جو چاہے جناب! کی اجازت سے اپنی رائے دے سکتا ہے۔

جناب سپیکر، اس میں ہم مزید discuss کر لیں گے جیسے جملہ معاملات کو ہم بیٹھ کے discuss کر کے طے کر لیتے ہیں۔ اس طرح اس procedure کو بھی discuss کر کے ہم طے کر لیں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، ٹھیک ہے جی۔

جناب جاوید محمود گھمن ، پوائنٹ آف آرڈر سر۔۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر، جی جناب جاوید گھمن پوائنٹ آف آرڈر پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جی میں نے اجازت دے دی ہے اس کے بعد آپ کو اجازت دوں گا۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش ، سر تو پھر مجھے آپ کی کرسی پر ہی بیٹھنا پڑے گا یہی حل ہے میرے پاس تو اور کوئی حل نہیں۔

جناب جاوید محمود گھمن ، جناب والا! منظور احمد چنیوٹی صاحب نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے انہوں نے اس میں کوئی خاص قاتل پوائنٹ آؤٹ نہیں کیے۔ اس وجہ سے اس وقت پنجاب میں جو

حالات ہیں ان کی وجہ سے تمام ممبران اسمبلی کی زندگی غیر محفوظ ہے۔ اس مسئلے پر ہمیں چنیوٹی صاحب سے ہم دردی ہے لیکن جو دوسرے ممبران ہیں انہیں بھی منسٹر صاحب سے پہلے بولنے کی اجازت دی جائے۔ جیسا کہ وصی ظفر صاحب نے کہا ہے کہ رول 179 کے تحت ہمیں حق دیا جائے کہ ہم اس مسئلے پر روشنی ڈال سکیں اور دیکھ سکیں کہ یہ کیا معاملات ہیں کہ جمعیت علماء اور ممبران اسمبلی پر بھی اس قسم کے قاتلانہ حملے شروع ہو گئے ہیں۔

**جناب سپیکر،** شکریہ گمن صاحب' میں اس پہ اپنی رائے کا اظہار کر چکا ہوں ابھی جو وصی ظفر صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر پیش کیا گیا تھا میں اس پہ اپنی فنڈنگ دے چکا ہوں ۔ اب ڈاکٹر بنگش پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

**ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش ،** جناب والا! یعنی حالات میں رولز خاموش ہوتے ہیں تو that this is traditions of the House. جیسے تحریک استحقاق کے بارے میں رولز نہیں کہتے کہ لاءمنسٹر اس پر کوئی بیان دیں اس طرح ہمارے ہاؤس کی traditions رہی ہیں کہ جب بھی کوئی VVIP guest گیلری میں آیا ہے تو جناب سپیکر! نے ان کو خوش آمدید کہا ہے۔ آج ہمارے وزیر برائے پارلیمانی امور و وزیر برائے اطلاعات اور آج قائد پنجاب سابق گورنر اینڈ سابق وزیر اعلیٰ پنجاب جناب غلام مصطفیٰ کھر صاحب تشریف لائے ہیں-------

(اپوزیشن کی طرف سے نعرہ ہائے تحسین)

That becomes the duty to welcome in the House.

**جناب سپیکر،** اس مسئلے پر میں یہ بھی واضح کرنا چاہتا ہوں کہ آج تک یہاں اس معزز ایوان میں جو بھی معزز حضرات تشریف لاتے ہیں۔ ہم ان کو یہاں پنجاب اسمبلی میں خوش آمدید کہتے ہیں۔ لیکن یہ طریق کار جو ہے کہ یہاں ہمارے معزز تشریف لانے والے dignitory ہوں پاکستان کے' انکے بارے میں یہاں اناؤنس کر کے welcome کیا جائے تو اس بارے میں جو پریکٹس 1985ء سے لے کر اب تک میں نے دیکھی ہے یا اس سے پہلے میں سنی یا دیکھی اور پڑھی ہے وہ یہ ہے کہ یہاں ہماری گیلریز میں جو سپیکر صاحبان تشریف لاتے ہیں۔ جو ڈپٹی سپیکر صاحبان تشریف لاتے ہیں ہم یہاں ہمیشہ اناؤنس کر کے ان کو welcome کرتے ہیں۔ تو اس بارے میں آپ کو یاد ہو گا کہ جب ہمارے نیشنل اسمبلی کے سپیکر آئے تو ہم نے یہاں پر باقاعدہ announcement کر کے ان کو خوش آمدید

کہا اور ڈپٹی سپیکر صاحبہ تشریف لائیں تو ان کو بھی یہاں پر announcement کر کے خوش آمدید کہا گیا اور ہمارے دوسری اسمبلیوں کے سپیکر اور ڈپٹی سپیکر صاحبان تشریف لاتے ہیں تو ان کو بھی welcome کیا جاتا ہے ہماری یہی traditions ہیں اور یہی پریکٹس ہے اس ہاؤس کو -------- (نعرہ ہائے تحسین)----- تو لاہنسٹر اس پہ کچھ فرمانا چاہیں گے؟

**وزیر قانون ،** ---------- (قطع کلامیاں)----------

**جناب سپیکر ،** آرڈر پلیز---------- میں یہ معزز اراکین اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ گیلریز میں بیٹھنے والے معززین کے بارے میں کوئی بھی comments نہ کرے نہ کوئی اچھے کمنٹس کریں نہ کوئی برے کمنٹس کریں۔ میں اس کی اجازت نہیں دے سکتا۔ کوئی اچھا کہے گا تو کوئی برا کہے گا۔ میں نہ تو برے کی اجازت دوں گا اور نہ اچھے کی اجازت دوں گا۔

**وزیر قانون ،** جناب والا! یہ مولانا صاحب کی تحریک استحقاق ہے انہوں نے اپنی تحریک کے دوران یہ بھی فرمایا ہے کہ باہر سے ان کو اطلاع ملی تھی کہ اس قسم کا کوئی واقعہ ہونے والا ہے جس سے مولانا جھنگوی صاحب کے قتل کا واقعہ رونما ہوا۔ چونکہ اس میں مولانا صاحب کی اپنی ذات ملوث ہے اور انکی ذاتی جان کے خطرے کا مسئلہ ہے۔ مجھے ویسے یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ ہماری یہ جو تحریک استحقاق ہے یہ استحقاق کمیٹی کو جائے گی تو میرے خیال میں ان کو عملی طور پر تحفظ فراہم کرنے میں مدد ملے گی۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے آپ ان کی تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کردیں تاکہ ان کی تسلی ہو۔ میں ان کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ جہاں مولانا صاحب نے یہ ذکر فرمایا کہ علامہ احسان الہیٰ ظہیر کے قاتل گرفتار نہیں ہوئے۔ مجھے اس فلور پر حکومت پنجاب کی جانب سے یہ اعلان کر کے خوشی محسوس ہوتی ہے اور میں پنجاب پولیس کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ 48 گھنٹے کے اندر اندر جن ملزمان کو مولانا جھنگوی کے قتل میں نامزد کیا گیا تھا۔ چاروں کے چاروں ملزم 48 گھنٹے کے اندر گرفتار ہو گئے ہیں۔

میں یہ صرف اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ جہاں ہم اتنی نکتہ چینی کرتے ہیں تو اگر وہاں کسی محکمے کی کارکردگی اتنی اچھی ہے اور قابل تحسین ہے۔ کیونکہ مولانا صاحب نے ذکر بھی کیا تھا۔ ان کو شائد اس بارے میں علم نہ ہو کہ میں ان کی اطلاع کے لیے بھی عرض کرنا چاہتا ہوں اور ساتھ ہی مجھے کوئی اعتراض نہیں اس تحریک استحاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

**ایک معزز ممبر** ، پوائنٹ آف آرڈر سر---------- پولیس نے اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مولانا صاحب کے قاتلوں کو گرفتار کیا ہے میں یہ کہتا ہوں کہ انہوں نے یہ غلط کہا ہے وہ پولیس نے گرفتار نہیں کیے بلکہ شیعہ فرقہ کے لوگوں نے خود ان کو پیش کیا ہے تاکہ حقائق سے پردہ اٹھ سکے۔ نعرہ ہائے تحسین' اپوزیشن کی طرف سے)

**جناب سپیکر**: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ تو یہ مولانا صاحب کی جو تحریک استحقاق ہے میں اسے باضابطہ قرار دیتا ہوں اور اسے تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے (نعرہ ہائے تحسین) اور 31 مارچ تک کمیٹی کو اس کی رپورٹ کرنے کے لیے کہا جاتا ہے۔

**ایک معزز ممبر** ، جناب والا! مجھ پر فائرنگ کی گئی ہے اس لیے میری تحریک استحقاق کو بغیر باری کے قرار دیا جائے۔ میرا نمبر 44 ہے۔

**جناب عبد القادر شاہین** ، جناب والا! آپ نے اس دن فرمایا تھا کہ آپ اپنی تحریک استحقاق دوبارہ پیش کریں۔ کیونکہ یہ ذاتی طور پر میرے گھر والوں کو اور مجھے ڈرانے دھمکانے کے لیے یہ کلاشنکوفوں والے وہاں پہنچے تھے اور آپ نے فلور پر وعدہ فرمایا تھا کہ ذاکر حسین شاہ صاحب کو اس دن کی تحریک استحقاق کے بعد اسے بغیر باری کے لیا جائے گا۔ تو جناب چونکہ میری جان کو بھی خطرہ ہے تو اس کو مہربانی کر کے آؤٹ آف ٹرن لیا جائے۔

**جناب سپیکر**: شاہین صاحب' سید ذاکر حسین شاہ صاحب اپنی تحریک استحقاق پیش کریں گے۔

## پبلک سروس کمیشن کی بجائے صوبائی سلیکشن بورڈ کی سفارش پر گریڈ 16 اور اس سے اوپر کی اسامیوں پر براہ راست بھرتی

**سید ذاکر حسین شاہ** : میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے پنجاب سول سرونٹس رولز 1974ء کی دفعہ 4 میں ترمیم کا باقاعدہ نوٹیفکیشن جاری کر کے گریڈ پندرہ سے اوپر کے ملازمین کی براہ راست بھرتی کا اختیار حاصل کر لیا ہے اور ان اسامیوں کو پنجاب پبلک سروس کمیشن کے دائرہ اختیار سے نکال کر انہیں صوبائی سلیکشن بورڈ کے ذریعے پر کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ اس سے پہلے پنجاب حکومت نے پبلک سروس کمیشن کے اختیارات

محدود کرنے کی کوشش کی تھی لیکن حزب اختلاف پنجاب اسمبلی، اہل دانش اور عوام کی طرف سے شدید مخالفت کی گئی تھی کہ اس طرح اپنے حواریوں کو نوازا جائے گا۔ حکومت پنجاب کے حالیہ اقدام سے آئی۔جے۔آئی کے ارکان اسمبلی، عہدے دار اور سیاسی اثر و رسوخ رکھنے والے افراد ہی ملازمتیں حاصل کر سکیں گے اور محض میرٹ اور اہلیت پر بھروسہ کرنے والے امیدوار محروم رہیں گے اور یوں یہ طریق کار بے روزگاری کے آلاؤ کو تیز تر کرنے کا موجب ہو گا جو کسی طرح بھی پنجاب کے عوام کے مفاد میں نہیں ہو گا۔ صرف میرٹ کی بنیاد پر ملازمتیں حاصل کرنے کے پرانے طریق کار ہی کو جاری و ساری رہنے دیا جائے اور کوئی ایسا اقدام نہ کیا جائے جس سے نا اہل افراد محض اپنے اثر و رسوخ کی بناء پر ملازمتیں حاصل کر لیں اور ذہین افراد اہلیت کے باوجود محروم رہ جائیں۔ حکومت پنجاب کا یہ اقدام آئین کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔ آئین کے تحت پاکستان کا ہر شہری قانون کی نظر میں یکساں حیثیت کا حامل ہے۔ ہر شخص کو میرٹ اور اہلیت کی بنیاد پر ملازمت حاصل کرنے کا حق حاصل ہے۔ حکومت پنجاب نے آئین کی خلاف ورزی کر کے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے۔ میری تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! پہلے بھی اسی قسم کا ایک نوٹیفکیشن حکومت پنجاب نے جاری کیا تھا جس کے خلاف ہم نے جلوس نکالا تھا اور حکومت پنجاب کے اس غیر منصفانہ اقدام پر شدید تنقید کی گئی تھی۔ حکومت پنجاب نے وہ نوٹیفکیشن واپس لے لیا تھا۔ اب پھر جب یہ مسئلہ ٹھنڈا ہوا تو حکومت پنجاب نے پھر ایک نوٹیفکیشن جاری کیا ہے اور مقام افسوس ہے کہ جب اس کی خبر اخبار میں شائع ہوئی اور "جنگ" اخبار نے سب سے پہلے اس کی خبر دی کہ ایک بار پھر حکومت پنجاب نے پبلک سروس کمشن پنجاب کو بے بسکر دیا ہے اور گریڈ 15 سے اوپر کی ملازمتوں کا اختیار حاصل کر لیا ہے۔ حکومت پنجاب کی طرف سے تردید کی گئی کہ ایسا کوئی نوٹیفکیشن جاری نہیں کیا گیا لیکن جناب والا! میں آج وہ نوٹیفکیشن آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اس کی فوٹو سٹیٹ کاپی میرے پاس ہے جو 20 دسمبر 1989ء کو جاری کیا گیا۔

Syed Zakir Hussain Shah: Rule 4 shall be substituted as under:-

"The Government may constitute Selection Committees to make selection for appointment of initial recruitment and the departmental

Promotion Committees to make selection for appointment by promotion, or by transfer for posts as may be specified by the Government from time to time.

2. There shall be a Provincial Selection Board and such other Selection Boards as may be constituted by Government from time to time

3. The composition of such Committees and Boards and the procedure to be observed by such Committees and Boards shall be determined by Government. The Provincial Selection Board shall make selection for appointment."

The relevant portion is-

"By promotion and transfer to post in BPS-19 and above and for posts in BS-18 included in the Schedule and the Punjab Government Rules of Business 1974."

"... By initial recruitment to such posts in BS-16 and above as may be specified to be filled without reference to the Commission under Rule 5 of the Punjab Public Service Commission"

جناب والا! یہ بغیر ریفرنس جس کے خلاف میں نے یہ تحریک استحقاق پیش کی ہے اور میں آپ کو یہ بتاتا ہوں کہ آئین کی کس طرح خلاف ورزی کی گئی ہے۔ یہ صوبائی اسمبلی یا حکومت پنجاب کوئی ایسا قانون جو قرآن اور سنت کے منافی ہو۔ آئین کی خلاف ورزی پر مبنی ہو کوئی قاعدہ کوئی ضابطہ کوئی قانون کوئی رول نہیں بنا سکتی۔ یہ ان لوگوں کا استحصال ہے جن کے پاس سفارشیں نہیں۔ گورنمنٹ نے اس لیے یہ قانون بنایا ہے کہ پبلک سروس کمشن میں لوگ میرٹ پر آ جاتے تھے۔ اب ان کو آئی جے آئی کے ارکان اسمبلی کے تابع کر دیا گیا ہے۔ جس کو آئی جے آئی کا رکن قومی اسمبلی۔ منسٹر یا چیف منسٹر سفارش کرے گا وہ وہاں سلیکٹ ہو گا میرٹ کی بنیاد پر سلیکٹ نہیں ہو گا۔ پاکستان کے آئین کا آرٹیکل 3 ملاحظہ فرمائیں۔

## ELIMINATION OF EXPLOITATION

3. The State shall ensure the elimination of all forms of exploitation and the gradual fulfilment of the fundamental principle, from each according to his ability to each according to his work.

جناب والا! یہاں تو فرسٹ ڈویژن اور گولڈ میڈلسٹ باہر رہ جائیں گے اور تھرڈ ڈویژن جن کو گورنمنٹ پسند کرے گی وہ بھرتی ہو جائیں گے۔ پہلے بھی وزیر اعلیٰ نے رولز میں نرمی کر کے اے ایس آئی، نائب تحصیل دار بھرتی کیے۔ جب یہاں پوچھا گیا تو باون کیسز میں تھرڈ ڈویژن کے متعلق کہا گیا کہ وزیر اعلیٰ نے رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیے ہیں۔ جناب والا! جب پہلے ہی ایسی فضا ہو تو ایسی فضا میں میرٹ پر اس صوبہ کا کوئی غریب آدمی اس قسم کی ملازمت کا اپنا حق ثابت نہیں کر سکے گا۔ میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں سابق وزیر اعلیٰ پنجاب ملک غلام مصطفےٰ کھر کو کہ ان کے دور میں انہوں نے کبھی بھی کوئی ایسی براہ راست تقرری نہیں کی جو آئین کی بنیادی طور پر خلاف ورزی ہو۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! یہ دکھ کی بات ہے کہ اس صوبے میں اسلامی جمہوری اتحاد کی حکومت ہے جن کا دعویٰ ہے کہ وہ اس ملک میں اسلام نافذ کرنا چاہتے ہیں۔

جناب والا! میں آئین کا آرٹیکل 2(a) پڑھتا ہوں۔ جو ان کے دور میں اس آئین کا حصہ بنا۔

The Objective Resolution to form part of substantive provision.

2(A). "The principles and provisions set out in the Objectives Resolution reproduced in the Annex are hereby made substantive part of the Constitution and shall have effect accordingly."

جناب والا! اب اس resolution of objectives میں یہ وضاحت کر دی گئی ہے۔

Where is the principle of democracy, freedom, equality.

جناب والا! کیا یہ equality ہے کہ اگر کوئی گولڈ میڈلسٹ۔ کوئی غریب کا بچہ۔ فرسٹ ڈویژن فرسٹ کلاس ہو۔ یونیورسٹی میں ٹاپ کیا ہو کیونکہ وہ وزیر اعلیٰ پنجاب کا منظور نظر نہیں۔ کیونکہ اس کا تعلق آئی

جے آئی سے نہیں۔ چونکہ وہ کسی آئی جے آئی رکن اسمبلی کا بیٹا یا بھائی نہیں اس لیے وہ اس قسم کی سروس کا مستحق نہیں۔ یہ قانون' یہ رولز پنجاب کے ان نوجوانوں کے مستقبل کا قتل ہے۔

جناب سپیکر! جو اپنی اہلیت اور میرٹ پر ملازمتیں حاصل کر سکتے ہیں ہر آدمی کا اس صوبے میں یہ حق ہے کہ وہ میرٹ پر ملازمت حاصل کرے۔ جناب والا! آپ آئین کا آرٹیکل 25 ملاحظہ فرمائیں۔ یہاں امتیازی سلوک نہیں ہوا discrimination چاہیے پاکستان کے کسی صوبے میں ہر جگہ ہم چاہتے ہیں میرٹ کی بنیاد پر لوگ ملازمتیں حاصل کریں لیکن بار بار یقین دہانی کرائی جاتی ہے۔ جب حقائق facts پر بات کی جاتی ہے۔ جب اخبارات میں اداریے' تبصرے اور اہل دانش تنقید کرتے ہیں تو حکومت پنجاب کہہ دیتی ہے کہ ہم نے ایسا کوئی اقدام نہیں کیا۔ اس نوٹیفکیشن کے بارے میں بھی حکومت پنجاب کے آفیشل ترجمان کا بیان ریکارڈ پر ہے کہ ہم نے کوئی نوٹیفکیشن جاری نہیں کیا جس سے پنجاب پبلک سروس کمشن سے اختیارات واپس لیے ہیں۔ جناب والا! کیا اس سے استحقاق مجروح نہیں ہوتا کہ پنجاب حکومت کا ایک ترجمان جھوٹ بولے اور کہے کہ ہم نے نوٹیفکیشن نہیں کیا۔ جناب والا! میں نے وہ نوٹیفکیشن آپ کی خدمت میں پیش کر دیا ہے۔

جناب والا! ایک اور بات جس کو آپ ٹیکنیکل کہتے ہیں۔ میں اس پر بات کروں گا۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! یہ آپ کی شارٹ سٹیٹمنٹ ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! میں کہوں گا کہ جب آئین کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ اور پہلے بھی آئین کی خلاف ورزیوں کے بارے میں پریویلج موشن جب میں نے کبھی پیش کی تو آپ نے کہا کہ آئین کی خلاف ورزی پر آپ کی رولنگ ہے کہ اس طرح میرا اور اس ہاؤس کا استحقاق مجروح نہیں ہوتا۔ یہ اسمبلی جس کے ممبر ہیں۔ یہ اس آئین کی مرہون منت ہے۔ جناب وسیم سجاد چیئرمین سینٹ کی رولنگ میں اگلے اجلاس میں آپ کے سامنے پیش کروں گا جناب یحییٰ بختیار اٹارنی جنرل آف پاکستان کی تقرری کو غیر آئینی کہا گیا ہے اور انہوں نے اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا ہے۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جہاں کہیں بھی آئین کی خلاف ورزی کی گئی وہاں نہ صرف ہمارا بلکہ ایوان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ کیونکہ پہلے دن اس آئین کے تحفظ کا آپ نے بھی اور ہم نے بھی یہ عہد کیا تھا کہ ہم اس آئین کا دفاع کریں گے۔

جناب والا! میں ان معروضات کے ساتھ آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ میری تحریک استحقاق

کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، شکریہ شاہ صاحب! لاءمنسٹر صاحب۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ عالی جاہ! یہاں شارٹ سٹیٹمنٹ کے دوران حوالے کے طور پر کچھ بات کی گئی ہے۔

عالی جاہ! اس اسمبلی کا سیکرٹریٹ جو آئین کے مطابق independent ہے اور میں فخر کے ساتھ یہ بات کہتا ہوں کہ اس کا سہرا ہماری حکومت اور موجودہ وزیر اعلیٰ کے سر ہے۔ سابقہ دور میں اسمبلی سیکرٹریٹ کو ایک نوٹیفکیشن کے ذریعے آئین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے لاء ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ منسلک کر دیا گیا تھا۔ یہ سیکرٹریٹ ایک موشن کے ذریعے independent کیا گیا۔ میں یہ بات فخر سے کہنے میں حق بجانب ہوں کہ وہ موشن میں نے پیش کی تھی۔ سابقہ دور میں' میں نام نہیں لینا چاہتا' انہوں نے آئین کی دھجیاں اڑائی تھیں اور ہماری حکومت کو اس بات کا فخر حاصل ہے کہ ہم نے سیکرٹریٹ کو independent کیا اور موجودہ حکومت نے کیا۔ عالی جاہ! اس کا نام بھی لینا چاہیے

(قطع کلامیاں۔ شور)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، پیپلز پارٹی کے دور میں وزیر اعلیٰ نے آئین کی خلاف ورزی کی تھی اور انہوں نے آئین کی مخالفت کی تھی۔

جناب سپیکر، چیمہ صاحب! تشریف رکھیے۔ مجھے افسوس ہے کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ اور میں آپ کو عرض کر چکا ہوں۔ میری بات کو سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ میں نے آپ سے عرض کی ہے کہ گیلریوں میں بیٹھنے والے معززین کے بارے میں آپ کوئی comments نہ کیجئے۔ اگر آپ اچھے کمنٹ کریں گے تو پھر برے کمنٹ آئیں گے۔ میں نہ اچھے کی اجازت دوں گا اور نہ برے کی اجازت دوں گا۔ اس لیے نہ اچھے comments کیے جائیں اور نہ برے comments کیے جائیں۔ لاءمنسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میرا technical objection ہے کہ یہ تحریک کسی بھی لحاظ سے تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ اس کو بہت زیادہ stretch کیا جائے تو یہ تحریک التوائے کار کے لیے بنیاد فراہم کر سکتی تھی۔ اور تحریک التوائے کار کے لیے بھی یہ بنیاد فراہم کرتی تو پھر عرض ہے

کہ آج ہم جو بحث کر رہے ہیں اور جس کی جناب والا! نے اجازت دی ہوئی ہے 670-E کے تحت items میں recruitment کا item بھی شامل ہے۔ اس کے مطابق بطور تحریک التوائے کار بھی یہ تحریک نہیں لائی جاسکتی۔ چنانچہ technically یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ لیکن میرے بھائی سید ذاکر حسین شاہ صاحب نے چونکہ اتنے درد دل اور جوش و خروش کے ساتھ تقریر کی ہے اور short-statement دی ہے۔ تو میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں ہم نے clause-4 کی re-numbering کی ہے۔ ہم نے کسی قسم کا نہ کوئی نیا نوٹیفکیشن جاری کیا ہے۔ پہلے

Provisions of Rule 4 before the amendment of Bill - dated 20th December, 1988. پہلے جو تھا یہ اس کا sub-section-2 تھا اور اب after provisions of rule 4 after amendment dated 20th December, 1989 اسی کو ہم نے ditto کاپی substitute کی ہے اور اس کا نمبر اب تبدیل ہو کے 4(2) ہو گیا ہے یعنی 8(2) کی بجائے 4(2) ہو گیا ہے۔ before جو ہے، وہ یہ ہے،

By initial recruitment such posts in Bs-16 and above as may be specified to be scale without reference to the Commission under rule-5 of the Punjab Public Service Commission function rule 1978 provided that any of the functions of the Provincial Selection Board may be entrusted by the Government to any Selection Board constituted under sub-rule-2

اسی کی بالکل ditto copy ہے جو نئی ہے،

By initial recruitment in such position as such of those in Grade-16 and as may be specified.

اسی کی ditto copy ہے تو جناب والا!

وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا
وہ بات ان کو بڑی ناگوار گزری ہے

جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے اس قسم کا کوئی نوٹیفکیشن نہیں کیا (نعرہ ہائے تحسین)۔ آپ بھی پارٹی میٹنگ میں میرٹ کے بارے میں ہمارے سارے ممبرز بات کرتے رہے

ہیں۔ لیکن کئی دفعہ بات کرنے کا موقع ملا ہے۔ اب میں بات کروں گا۔ چونکہ انہوں نے آئین کا حوالہ دیا ہے۔ انہوں نے بہت سی باتیں کی ہیں۔ جو خود شیشے کے گھر میں بیٹھا ہو۔ اسے پتھر مارنے سے پہلے سو دفعہ سوچنا چاہیے۔ جو کچھ ان کا Placement Bureaue کر رہا ہے (نعرہ ہائے تحسین)۔ گریڈ 16 کا آدمی dismiss ہوتا ہے اسے گریڈ 20 میں رکھ لیا جاتا ہے۔ گریڈ 18 میں ایک آدمی dismiss ہوتا ہے' اسے گریڈ 22 میں رکھ لیا جاتا ہے۔ (قہقہے اور شور) ہم تو اگر اپنی محترمہ وزیر اعظم پاکستان کی تقلید کرنا چاہتے ہیں' پرائم منسٹر پاکستان کی اگر تقلید کرنا چاہتے ہیں تو ان کو کیوں تکلیف ہوتی ہے؟ یہ ہمیں ایسا کرنے سے کیوں روکتے ہیں؟ جو اختیارات پرائم منسٹر پاکستان کے بطور پرائم منسٹر مرکز میں ہیں وہی اختیارات چیف منسٹر پنجاب کے صوبے میں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس قسم کی باتیں کر کے نہ ملک کی کوئی خدمت کرتے ہیں اور نہ قوم کی۔ جناب والا! میں آخر میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں ایوان میں کہتا ہوں کہ میں نہایت ذمہ داری کے ساتھ یہ کہہ رہا ہوں کہ اس کے نتائج کا سامنا کرنے کے لیے تیار ہوں۔ ہم نے کوئی نیا اضافہ نہیں کیا۔ ہم نے substitution کی ہے اور ایسی کوئی بات ہے ہی نہیں۔ لہٰذا اس تحریک استحقاق کو بے ضابطہ قرار دیا جائے اور یہ کوئی تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ شکریہ جناب والا۔ (قطع کلامیاں۔ شور)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ وصی ظفر صاحب۔ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ (قطع کلامیاں۔ شور) آرڈر پلیز۔ رانا صاحب' شکریہ' تشریف رکھیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں پھر جناب کو رول 177 کا حوالہ دوں گا۔ رول 177 کے تحت جناب والا! کا فرض بنتا ہے کہ جب بھی کوئی ممبر غیر متعلقہ بات کرے جناب اس کو وہیں پر ٹوکیں۔

جناب سپیکر، مغرب کی نماز کا وقفہ ہوتا ہے اور ہم کوئی پندرہ منٹ کے بعد پھر یہاں اکٹھے ہوں گے۔

(وقفہ برائے نماز مغرب)

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 6-45 پر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے۔)

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! جب یہ ہاؤس نماز کے لیے ایڈجرن ہوا تھا تو اس وقت میں ایک

پوائنٹ آف آرڈر پر تھا۔

جناب والا! میں آپ کی توجہ رول 177 کی طرف مبذول کرتا ہوں۔

177. "The Speaker, after having called the attention of the members who persists in irrelevance or in tedious repetition" either of his own arguments or of the arguments used by other members in debate, may direct him to discontinue his speech."

جناب والا! ادھر متعدد بار پوائنٹ آؤٹ کیا گیا ہے کہ جب بھی فاضل لاءمنسٹر کے پاس پنجاب کے حوالے سے کوئی دفاع نہیں ہوتا اور یہ اپنی پنجاب حکومت کا دفاع نہیں کر سکتے تو یہ چھلانگ مار کر مرکز کی طرف چلے جاتے ہیں جیسے یہ قومی اسمبلی میں بیٹھے ہیں۔ جبکہ ہمارا تعلق تو پنجاب اسمبلی سے ہے۔ پھر یہ فی الفور ادھر کی irregularities پر ایسا کوئی لبادہ اوڑھاتے ہیں جیسے جناب والا! یہ آپ تحاریک استحقاق میں دیکھیں کہ انہوں نے to the point جواب دینا ہے اور یہ persistently irrelevant ہوتے ہیں۔ ہم نے متعدد بار جناب کو یہ پوائنٹ آؤٹ کیا ہے اور گزارش کی ہے پھر اس طرح discrimination بھی ہوتی ہے تو ہم اگر ایک سے دوسری بات کریں تو جناب ہمیں ڈانٹ دیتے ہیں اور لاءمنسٹر صاحب persistently irrelevant رہتے ہیں تو جناب ان پر رول 177 کو اپلائی نہیں کرتے ہیں۔ وہ بھی اس ایوان کے ممبر ہیں تو جناب میری گزارش یہ ہے کہ جب بھی ایسا موقع آئے تو جناب فوری طور پر لاءمنسٹر صاحب پر بھی رول 177 کا اطلاق فرمائیں۔

جناب سپیکر، تو اس ہاؤس میں لاءمنسٹر صاحب سے سب سے زیادہ تعلق جناب وصی ظفر کا ہے اور کلند بجنس بہ ہم جنس پرواز (قہقہے)

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! working relation کے حساب سے ادھر سے ان کے پاس کئی دفعہ میں چلا جاتا ہوں کہ ایوان میں کیا کارروائی ہوتی ہے لیکن میں متعدد بار ان کو پوائنٹ آؤٹ کر چکا ہوں کہ irrelevant نہ ہوا کریں۔

جناب سپیکر، یہ معاملات تو آپ انہیں ویسے بھی سمجھا سکتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، تو میں جناب کی وساطت سے بھی گزارش کر رہا ہوں کہ وہ

persistently irrelevant ہو جاتے ہیں اور ہم ادھر سے چیختے رہتے ہیں۔

جناب سپیکر، میری وساطت کی ضرورت کیا ہے جب آپ کا براہ راست تعلق ہے۔ (قہقہے)

چودھری محمد وصی ظفر، لیکن جناب والا! ایوان کی کارروائی میں تو سب کچھ آپ کی وساطت سے ہوتا ہے۔ ادھر ہم براہ راست بات نہیں کر سکتے۔ وہ بھی قدغن ہے کہ ہم یہاں ایک دوسرے کو براہ راست مخاطب نہیں کر سکتے۔ تو وہ ہماری بدقسمتی ہے۔ نہیں تو ادھر بھی یک دم ہم ایک دوسرے سے مخاطب ہو جایا کریں۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ فی الفور 177 پر اطلاق کیا جائے۔ جناب والا! اس میں یہ بہت ہی clear ہے کہ جو persistently irrelevant ہے اس کو روک دیا جائے۔

جناب سپیکر، شکریہ، چودھری صاحب۔۔۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! یہ ہر تحریک استحقاق پر irrelevant ہوتے ہیں۔

ملک محمد وزیر اعوان، جناب سپیکر! میں اپنی فریاد آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ چار دفعہ مجھ پر قاتلانہ حملہ ہوا ہے اس لیے میں اپنی تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا۔ آپ جناب میری یہ فریاد سنتے ہوئے مجھ پر مہربانی کریں۔ میرے ساتھ یہ چوتھی دفعہ زیادتی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر، ملک صاحب! آپ کی تحریک استحقاق میں دیکھتا ہوں۔ آپ ذرا ایک منٹ تشریف رکھیں۔

ملک محمد وزیر اعوان، جناب مہربانی۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر، یہ شاہ صاحب کی تحریک استحقاق بہت۔۔۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! آپ کی تحریک استحقاق زیر بحث ہے تو اس میں پوائنٹ آف آرڈر کی کیا بات ہے؟

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! میں رول 179(3) کے تحت جوابی تقریر کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! اس میں بہت سے معزز اراکین بات کرنا چاہتے ہیں جس میں آپ کے لیڈر آف دی اپوزیشن بھی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ہم تحریک استحقاق کو dispose of کریں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! جب سے یہ ہاؤس بنا ہے میں نے اتنی تحاریک استحقاق پیش کی ہیں ان میں سے کوئی بھی استحقاق کمیٹی کے سپرد نہیں ہوئی اس کو تو اس کے سپرد کر دیں۔ وہ اس کی

چھان بین کر لیں گے کہ ان کو re-numbering ہوئی ہے یا امنڈمنٹ پھر سارا معاملہ ہاؤس میں پیش کر دیں گے۔

جناب سپیکر، آپ بہت زبردست انداز میں اس پر بات کر چکے ہیں اور میں یہ نہیں سمجھتا کہ اس میں آپ نے کوئی کسر چھوڑی ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ، اب میرے لیے بھی بولنے کی آپ نے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ (قہقہے)

جناب سپیکر، اس پر آپ نے بڑی خوبصورت تقریر کی ہے۔ شکریہ شاہ صاحب۔

راجہ صفدر حسین، جناب سپیکر! میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب۔

راجہ صفدر حسین، جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ شاہ صاحب کا استحقاق اتنی بار مجروح ہوا ہے کہ پھٹ گیا ہے اب تو مہربانی فرما کر اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں۔ (قہقہے)

جناب سپیکر، جی کیانی صاحب۔

جناب نذر حسین کیانی، جناب والا! پیشتر اس کے کہ کوئی اور کارروائی شروع کریں میں ایک بات آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ میں نے کوئی چار تحریک التوا دی تھیں اور ایک تحریک استحقاق دی تھی۔ ان میں چار تحاریک تو فاروق آباد اور مغل پورہ کے بارے میں تھیں اب چونکہ امن عامہ کے بارے میں discussion ہو رہی تھی اس سلسلے میں اگر آپ نے یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ وہ ہاؤس میں discuss نہ کی جائیں بلکہ اپنی تقاریر میں بات کر لی جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن میری ایک تحریک کچی آبادی کشمیر چمن زار کالونی میرے حلقہ نیابت میں کچھ لوگوں کو غلط طریقہ سے الاٹمنٹ دے کر وہاں موجود لوگوں کو بے دخل کرایا جا رہا ہے۔ کچی آبادیوں کے مسئلے کے بارے میں حکومت پنجاب بار بار کہتی ہے کہ ہم ان کو مالکانہ حقوق دیں گے۔ اس کے متعلق میں چاہتا ہوں کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس مسئلے کو آج لے لیا جائے۔

جناب سپیکر، یہ اس بحث میں cover نہیں ہوتی؟

جناب نذر حسین کیانی، جی اس میں cover نہیں ہوتی۔ اس لیے اسے آج لے لیا جائے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ تحریک استحقاق کے بعد اسے دیکھ لیتے ہیں۔

جناب نذر حسین کیانی: بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب کی تحریک استحقاق میں سمجھتا ہوں کہ اس میں نہایت اہم قانونی اور آئینی معاملات اٹھائے گئے ہیں۔ جس کا سید ذاکر حسین شاہ صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر بھی کیا ہے۔ اور وزیر قانون نے بھی حکومت کا نقطہ نظر بڑی تفصیل کے ساتھ پیش کیا ہے اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ اس پر رولنگ دیتے وقت mind apply کرنے کی ضرورت ہے۔ میں اسے اگلے اجلاس تک pending کرتا ہوں لیکن یہ lapse نہیں کرے گی۔ بے شک اجلاس غیر معینہ عرصہ کے لیے ملتوی بھی ہو جائے یہ lapse نہیں ہو گی اور اس پر میں رولنگ دوں گا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر! میری بھی اسی قسم کی بے ضابطگیوں کے متعلق ایک تحریک استحقاق ہے جو کہ آئین اور رولز کی violation ہو رہی ہے۔ ایک سپیشل سیاسی کونسلر بنایا گیا ہے جو رولز کے منافی ہے۔ اسی طرح ایک دو اور تحریک ہائے استحقاق ہیں۔ اگر آج اجلاس غیر معینہ عرصہ کے لیے ملتوی ہو گیا تو ان تحاریک کی اہمیت urgency اور استحقاق ختم ہو جائے گا۔ اس لیے میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ میری جو دو تین تحاریک استحقاق کو آپ دیکھ لیں اور جو in order 'prima facie بنتی ہوں۔ انہیں آپ pending کر لیں تاکہ وہ lapse نہ ہو جائیں۔ ایک ان میں ہے کہ جس میں ہمیں ملک دشمن کہا گیا ہے۔ دوسرا اے۔سی ماڈل ٹاؤن کے خلاف آپ کی رولنگ pending ہے اور اس کے علاوہ ایک اور تحریک استحقاق ہے جس میں وزیر اعلیٰ صاحب نے نوید ملک کو بغیر کسی رولز کے پولیٹیکل کونسلر مقرر کیا ہے۔

جناب نذر حسین کیانی: انہیں بھی لگایا ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جی سب کچھ لگایا ہے' ڈنڈا بھی ہے جھنڈا بھی ہے۔ گاڑی بھی ہے سب کچھ ہے۔ (قہقہے) صرف استحقاق ہی نہیں قانون بھی پھٹ گیا ہے اور قانون کا غبارہ تک پھٹ چکا ہے۔

جناب سپیکر: نوابزادہ صاحب pending ruling کے بارے میں میں یہ اہتمام کروں گا کہ مذکورہ

تحاریک استحقاق lapse نہیں ہوں گی ان پر میں رولنگ دوں گا۔

**نوابزادہ غضنفر علی گل:** لیکن جناب والا! میری دوسری تحریک استحقاق ہے کہ نوید ملک کو سیاسی کونسلر آئین اور رولز آف بزنس کے منافی بنایا گیا ہے۔

**جناب سپیکر:** کیا نمبر ہے اس کا؟

**نوابزادہ غضنفر علی گل:** جناب والا! مجھے اس کا نمبر معلوم نہیں۔ 40 یا 42 ہے۔

**جناب سپیکر:** اس کو میں دیکھتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔ ملک محمد وزیر اعوان صاحب آپ کی تحریک استحقاق کا کیا نمبر ہے؟

**ملک محمد وزیر اعوان:** 44 نمبر ہے۔

**جناب سپیکر:** وزیر قانون صاحب آپ توجہ فرمائیں ملک محمد وزیر اعوان صاحب کی تحریک استحقاق کا نمبر ہے 44 یہ چاہتے ہیں کہ اسے آؤٹ آف ٹرن لے لیا جائے۔ میں اس بارے میں ایوان کی رائے لینا چاہتا ہوں۔

**چودھری محمد وصی ظفر:** جناب والا! یہ بھی چنیوٹی صاحب کی طرح identical ہے۔ ان پر قاتلانہ حملہ ہوا ہے۔ اس پر تو بالکل بحث کی گنجائش ہی نہیں۔ اس پر وقت بھی ضائع نہ کیا جائے اس لیے اسے فوری طور پر استحقاق کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔

**جناب سپیکر:** وزیر قانون صاحب آپ نے اسے دیکھ لیا ہے۔ یہ چاہتے ہیں اسے آؤٹ آف ٹرن لے لیا جائے۔

**وزیر قانون:** جناب والا! ابھی تک اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔ میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے اپنے بھائی ملک محمد وزیر اعوان کا بے حد احترام ہے ان کے مسئلے کو میں اس طرح سمجھتا ہوں جیسے یہ میرے اپنے استحقاق کا مسئلہ ہے۔ جناب والا! آپ ایسا کریں کہ اس سلسلے میں یہ اجلاس کے بعد مجھے مل لیں۔ اس بارے میں میں آئی جی صاحب سے بھی بات کرلیتا ہوں اور میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اس سلسلے میں گورنمنٹ ہر طریقے سے ان کے ساتھ ہوممکن تعاون کرے گی۔ اس کے ساتھ ہی جناب والا! میں جناب کی خدمت میں بھی گزارش کرتا ہوں کہ باقی تحاریک استحقاق تو lapse ہو جائیں گی۔ بے شک اس تحریک استحقاق کو آپ intact رکھیں۔ اور اگلے اجلاس میں اگر ان

کی تسلی نہ ہوئی تو اس پر ہم دوبارہ بات کر لیں گے۔

جناب سپیکر، ملک صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات بڑی معقول ہے کیونکہ وزیر قانون کے پاس ابھی اس کا کوئی جواب نہیں آیا۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب پھر چنیوٹی صاحب کا بھی جواب نہیں آیا۔

وزیر قانون، اس کا جواب آیا ہے۔

جناب سپیکر، وصی ظفر صاحب آپ تشریف رکھیں۔ اس کا جواب نہیں آیا خطرہ یہ ہے کہ یہ lapse کر جائے گی۔ ہم اس کو lapse نہیں ہونے دیں گے۔ یہ آپ کی تحریک استحقاق stand کرے گی۔ عام طور پر یہ Lapse ہو جاتی ہے اگر ایوان کا consensus ہے تو میں اسے intact رکھوں گا اور اگلے اجلاس میں اسے take up کر لیں گے۔

ملک محمد وزیر اعوان، جناب والا! یہ چوتھی مرتبہ میرے ساتھ ایسا ہوا ہے۔

جناب سپیکر، رانا شوکت محمود صاحب۔

رانا شوکت محمود، جناب والا! گزارش ہے کہ ملک وزیر اعوان صاحب ہمارے اس ایوان کے بہت معزز رکن ہیں وہ بار بار یہ بات کہہ رہے ہیں کہ ان پر قاتلانہ حملہ ہوا ہے اور ان کی جان کو خطرہ ہے۔ یہ بات تو ٹھیک ہے آپ اس پر جو فیصلہ فرمائیں لیکن اس عرصہ میں ان کو وہ تحفظات فراہم کرنے چاہییں اور آپ کو یہ حکم دینا چاہیے کہ ان کی اس بات کو بغیر سوچے سمجھے نہ جانے دیا جائے بلکہ اس پر کچھ عمل تو یہاں ہونا چاہیے۔

وزیر قانون، میں بالکل اتفاق کرتا ہوں اور انشاء اللہ العزیز اجلاس کے فوراً بعد میں دعوت دیتا ہوں جناب وزیر اعوان صاحب کو کہ وہ مجھ سے مل کر وہ جس قسم کے بھی تحفظات چاہتے ہیں اس بارے میں آئی جی صاحب سے بات کر کے ہر طرح سے ان کو تحفظ فراہم کیا جائے گا۔

سردار سکندر حیات خان، یہ تحفظ کیا کریں گے جس کو یہ تحفظ دینے لگتے ہیں وہ آپ اتنے اتنے بڑے علماء دین کا حال دیکھ لیں ان کو دن دہاڑے قتل کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ اس بارے میں قائد حزب اختلاف نے جو بات کی ہے اس پر بات ختم ہو جانی چاہیے۔

جناب عبدالقادر شاہین، جناب والا! میری ایک تحریک استحقاق نمبر 27 تھی۔ جس میں میں نے عرض کیا تھا کہ کلاشنکوفوں والے لوگ میرے گھر پر پہنچے انہوں نے مجھے کہا کہ ہم پولیس سے متعلقہ ہیں۔ آئی۔جی' ڈی۔آئی۔جی اور ایس۔پی لاتعلقی کا اظہار کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تھا کہ اسے بھی آؤٹ آف ٹرن لیا جائے گا۔ لہٰذا میری آپ سے استدعا ہے کہ اسے بھی آپ pending کر لیجئے۔

جناب سپیکر، یہ کون سا نمبر ہے؟

جناب عبدالقادر شاہین، 27 نمبر۔ تاکہ یہ lapse نہ ہو جائے۔ ہم لوگ چونکہ قانون کے ماننے والے ہیں۔ ہم تو قانون کو اپنے ہاتھ میں نہیں لیں گے۔ جناب والا! ہم کبھی نہیں کہیں گے کہ مولانا حق نواز جھنگوی کو کس نے مروایا۔ رات کو کرشن نگر میں کس نے گولیاں چلوائیں ہیں۔ ایم کیو ایم کے لوگ کیسے یہاں پہنچے ہیں۔ چھبہ ڈوگر کیسے مرا؟ میں تو اپنی بات کرتا ہوں کہ مجھے اور میرے خاندان کو تحفظ فراہم کیا جائے۔

## تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر، عبدالقادر شاہین صاحب کی تحریک استحقاق بھی intact رہے گی۔ lapse نہیں کرے گی۔ اس کو بھی ہم take up کریں گے۔ نوابزادہ نصنفر گل کی ایک تحریک استحقاق ہے 41 یہ سید ذاکر حسین شاہ کی تحریک سے identical ہے۔ لہٰذا یہ بھی lapse نہیں کرے گی۔ اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ تحاریک التوائے کار اس بحث میں تقریباً مکمل ہو جاتی ہیں جس میں آپ ابھی حصہ لینا چاہتے ہیں۔ اور کافی صاحبان اس میں اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں۔ اس میں ڈپٹی لیڈر آف اپوزیشن نذر حسین کیانی کی ایک تحریک التوائے کار ہے۔ ان کا خیال ہے کہ وہ اس میں cover نہیں ہوتی۔ تو مجھے بتایا جائے کہ وہ کون سے نمبر پہ ہے۔ کیانی صاحب آپ کون سی تحریک التوائے کار ٹیک اپ کرنا چاہتے ہیں۔

جناب نذرحسین کیانی، سر میں نے کاپی کے لیے استدعا کی ہے۔

جناب سپیکر، کیا نمبر ہے اس کا۔۔۔اس کا نفس مضمون کیا ہے؟

جناب نذرحسین کیانی، سر وہ کچی آبادیوں کے متعلق ہے۔ راولپنڈی کی کشمیر چمن زار کالونی کے بارے میں۔۔۔

جناب سپیکر، یہ 27 نمبر ہے۔۔۔ کیانی صاحب کی یہ تحریک التوائے کار اس میں کور نہیں ہوتی۔ اس لیے میں انہیں اجازت دیتا ہوں کہ وہ اسے ٹیک اپ کریں۔

جناب نذرحسین کیانی، جناب والا! مجھے اس کی نقل فراہم کر دی جائے۔ میں مشکور ہوں گا۔

جناب سپیکر، میں نذرحسین کیانی کو تحریک التوائے کار ٹیک اپ کرنے کی اجازت دے چکا ہوں۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش، جناب والا! وہ بھی اس قسم کی ایک تحریک التوائے کار جس کا نمبر غالباً 23 ہے۔

جناب سپیکر، آپ کی تحریک التوائے کار ہے؟

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش، جی ہاں۔

جناب سپیکر، وہ تو ایجوکیشن میں cover ہوتی ہے۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش، سر وہ لاء اینڈ آرڈر میں نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر، اس وقت لاء اینڈ آرڈر زیر بحث نہیں۔ ایجوکیشن بھی ابھی زیر بحث نہیں۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش، سر اس لیے میں عرض کر رہا ہوں کہ مجھے بھی پیش کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر، نہیں! وہ اس میں نہیں آ سکتی۔ وہ اس میں cover ہوتی ہے۔ آپ جس issue پہ بات کرنا چاہتے ہیں لاء اینڈ آرڈر پہ' ایجوکیشن پہ اور چند دوسرے مضامین پہ' اس میں وہ کور ہوتی ہے۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش، سر وہ اس میں کور نہیں ہوتی۔ میں پہلے تقریر کر چکا ہوں۔ میرے علاقے میں گورنمنٹ انٹر کالج ہے اس کو ڈگری کالج بنانے کے سلسلے میں میرے علاقے میں agitation ہو رہا ہے۔ جلوس نکالے جا رہے ہیں۔ اور یہ تحریک التوائے کار فوری نوعیت کی ہے۔

جناب سپیکر، جی جناب کیانی صاحب۔

## کچی آبادیوں کے مکینوں کو عدم تحفظ

جناب نذرحسین کیانی، "جناب والا! میں آپ کی اجازت سے یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی

ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب بھر میں بے شمار کچی آبادیاں موجود ہیں جن کے مکینوں کو پنجاب کی حکومت وقتاً فوقتاً مالکانہ حقوق دینے کی خوشخبریاں سناتی رہی ہے۔ حالیہ عام انتخابات میں بھی پنجاب کی حکومت اور پنجاب کے وزیر اعلیٰ نے کچی آبادیوں کے لوگوں اور آباد مکینوں کو مالکانہ حقوق دینے کے لیے جھوٹے اور غلط وعدے کیے جن پر آج تک عمل درآمد نہیں ہوا۔ ان ہی جھوٹے وعدوں کا شکار میرے حلقہ نیابت میں کچی آبادیوں کے مکین شامل ہیں جن میں کشمیر چمن زار کالونی ڈھوک شیرا گلستان کالونی کا ایک حصہ' کوہستان کالونی اور مری بارہ دری کالونی شامل ہیں۔ پنجاب حکومت کی طرف سے بروقت اپنے وعدوں پر عمل نہ کرنے اور مجرمانہ غفلت کی وجہ سے کچھ موقع پرست عناصر ان کچی آبادیوں جن میں کشمیر چمن زار کالونی سر فہرست ہے۔ محکمہ بحالیات کے ساتھ مل کر کچھ حصہ اپنے نام کرا لیا ہے۔ جس پر بے گھر افراد آباد ہیں۔ اور اب انہیں بے گھر کرنے کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ جبکہ پنجاب کی حکومت نے اس طرف کوئی توجہ نہیں دی۔ میں درخواست کرتا ہوں کہ اس ایوان کا اجلاس ملتوی کر کے کشمیر چمن زار کالونی راولپنڈی اور دوسری کچی آبادیوں کے مکینوں کی حالت زار اور بے گھر ہونے کے خدشات پر بحث کی جائے تاکہ لوگ صوبائی حکومت اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی غلط پالیسیوں اور جھوٹے وعدوں کے بارے میں آگاہ ہو سکیں۔"

جناب والا! کچی آبادیوں کے لوگوں اور وہاں آباد مکینوں کو مالکانہ حقوق دینے کے لیے جھوٹے وعدے کیے گئے اور ان پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ ان جھوٹے وعدوں کا شکار میرے حلقہ نیابت میں ایک کچی آبادی کشمیر چمن زار کالونی ڈھوک شیرا گلستان کا ایک حصہ کوہستان کالونی اور مری بارہ دری کالونی شامل ہیں۔ پنجاب حکومت کی طرف سے بروقت اپنے وعدوں پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے کچھ موقع پرست عناصر ان کچی آبادیوں بالخصوص چمن زار کالونی سر فہرست ہے محکمہ بحالیات سے مل کر کچھ حصے پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور زمین اپنے نام کروالی ہے۔ جس سے بے گھر لوگوں اور ان آبادیوں کو خطرہ ہے اور اب انہوں نے ان لوگوں کو بے گھر کرنے کے لیے کوششیں شروع کر دیں اور حکومت کی طرف سے اس پر کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ ایسے لوگ جن کو جعلی الاٹمنٹوں کے ذریعے ان لوگوں کو وہاں سے قبضہ کر کے بے گھر کرنے کی سازش کی ہے ان کے خلاف انکوائری کروائی جائے۔ اور اس ایوان کی کارروائی ملتوی کر کے اس مسئلے پر بحث کی جائے۔ اس سلسلے میں اگر آپ کی اجازت ہو تو میں صرف اتنا عرض کروں کہ کشمیر چمن زار کالونی میرے

حلقہ نیابت میں ہے اور یہ کچی آبادی کا مسئلہ بہت عرصے سے چل رہا ہے اور اس سے پہلے بھی اس آبادی کو گرانے کی کوشش کی گئی تھی اس وقت میں قومی اسمبلی کا رکن تھا۔ اور اس وقت سے حکومت کی کوششوں سے اس کو رکوایا گیا۔ اس کے بعد اند دو سالوں میں جو ان لوگوں کے ساتھ وعدے کیے گئے لیکن ان کچی آبادیوں کے لوگوں کو مالکانہ حقوق نہیں دیے گئے۔ اور اب وہاں پر کچھ لوگوں نے اپنے اثر و رسوخ کے ذریعے زمین اپنے نام کروالی ہے اور پوری آبادی کو وہاں سے نکالنے کے لیے عدالتوں کے دروازے کھٹکھٹا رہے ہیں بلکہ انتظامیہ کا سہارا لے کر بھی ان لوگوں کو پریشان کر رہے ہیں۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کیونکہ آپ ہمارے ساتھ مل کر ان غریب لوگوں کا اور ان دکھی لوگوں کا تحفظ کر سکتے ہیں۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس مسئلے پر فوری طور پر غور کیا جائے۔ اور حکومت پنجاب سے اس سلسلے میں جواب طلبی کی جائے۔

جناب سپیکر، جناب لاہنسٹر صاحب۔۔۔

وزیر قانون، اگر اس طرف سے جواب آجائے تو بہتر ہے۔

جناب سپیکر، کون لودھی صاحب جواب دیں گے۔

وزیر قانون، مغل صاحب جواب دیں گے۔

جناب سپیکر، مغل صاحب بات کریں گے۔ جی ارشاد فرمایے۔

پارلیمانی سیکرٹری (جناب محمد لطیف مغل) ، جناب والا! جہاں تک میرے دوست نے یہ کہا ہے کہ پنجاب حکومت نے غلط وعدے کیے اور جھوٹے وعدے کیے' کچی آبادیوں کے بارے میں کہا کہ انہیں مالکانہ حقوق نہیں دیے۔ ان کا یہ بیان غلط ہے اور ناانصافی بھی ہے۔ انہوں نے یہ پنجاب حکومت پر الزام لگایا' حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ 902 کچی آبادیوں کو جو کہ پنجاب حکومت کی زمین تھی۔ ان پہ تقریباً 6 لاکھ 25 ہزار کنبے آباد تھے بعد ازاں انہیں مالکانہ حقوق دے دیے گئے۔ ہماری حکومت کی پالیسی یہ ہے کہ -/172 روپے فی مرلہ کے حساب سے ان کچی آبادیوں کے مالکان کو جن کا ناجائز قبضہ ہے سے وصول کیا جائے۔ جب ہم انہیں مالکانہ حقوق دیتے ہیں تو-/172 روپے فی مرلہ کے حساب سے ان سے اس کی قیمت وصول کرتے ہیں۔ ترقیاتی چارجز لگا کر-/500 روپے فی مرلہ کے حساب سے اس کی قیمت وصول کی جاتی ہے۔ دوسری طرف اب صرف-/180 کچی آبادیاں باقی ہیں جن کا سروے دوبارہ ہو

رہا ہے۔ لیکن یہ کہہ دینا کہ کچی آبادیوں کو مالکانہ حقوق نہیں دیے گئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ سراسر غلط ہے۔ تمام کچی آبادیاں جو پنجاب حکومت کی زمین پر قابض تھے ان کو مالکانہ حقوق دے دیے گئے ہیں اور بقایا کو دیے جا رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ یہاں پر انہوں نے ایک کشمیر چمن زار کالونی کے متعلق کہا ہے۔ حقیقت میں وہ پنجاب حکومت کی ملکیت نہیں بلکہ وہ ایک آدمی کی ذاتی ملکیت ہے۔ جو انہوں نے یہ کہا ہے کہ اب اس پر ناجائز قبضہ کروا دیا گیا ہے تو وہ بھی غلط ہے۔ وہ تقریباً 2 مارچ 1987ء سے ایک آدمی کے حق میں سپریم کورٹ نے فیصلہ دیا ہے اس کے بعد دوسرے ایک شخص نے اس کے خلاف اپیل کی اور اس کے بعد سپریم کورٹ نے فیصلہ دیا ہے اس کے بعد دوسرے ایک شخص نے اس کے خلاف اپیل کی اور اس کے بعد سپریم کورٹ نے دوسرے آدمی کو اس کا حق دے دیا۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے تو وہ زمین وفاقی حکومت کی ہے۔ ہمیں یعنی پنجاب حکومت کو وفاقی حکومت نے -/125 کروڑ روپیہ ادا کرنا تھے۔ کیونکہ پنجاب حکومت صرف اور صرف پانچ سو روپیہ ڈویلپمنٹ چارجز لگا کر وصول کر سکتی ہے جبکہ وفاقی حکومت نے -/125 کروڑ روپے اس لیے دینے تھے کہ جو وفاقی حکومت کی زمین ہے اور جو لوگ وہاں پر مقیم ہیں' آباد ہیں انہیں مالکانہ حقوق دینے کے لیے وہ روپیہ وفاقی حکومت نے دینا تھا جو کہ ابھی تک نہیں ملا۔ اگر پنجاب حکومت ان کو کہتی ہے کہ آپ -/172 روپے فی مرلہ کے حساب سے یا -/500 روپے فی مرلہ کے حساب سے دیں تو وہ زمین جن کی ملکیت ہے وہ اس قیمت پر دینے کے لیے تیار نہیں۔ وہ تو market value کے مطابق روپیہ مانگتے ہیں۔ وہ تو لوگوں کی ذاتی جائیداد پر آباد ہیں۔ اس لیے وفاقی حکومت اگر ہمیں آج ہی روپیہ دے تو ہم آج ہی وہ زمین خرید کر انہیں -/500 روپے کے حساب سے مالکانہ حقوق پر دینے کے لیے تیار ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)۔ یہی پوزیشن ہے' جہاں تک یہ کہا گیا ہے کہ انہیں ذرا دھمکا کر وہ جگہ خالی کروائی جا رہی ہے یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ ہم نے ڈپٹی کمشنر راولپنڈی کو کہا ہے کہ مالکان اور کچی آبادیوں کے مکین کے ساتھ گفت و شنید سے یہ مسئلہ طے کیا جائے تو ڈپٹی کمشنر نے اس تمام مسئلے کے لیے جدوجہد کی ہے۔ جبکہ کچی آبادیوں کے مکین وہی ریٹ دینے کے لیے تیار ہیں لیکن عدالتوں نے سپریم کورٹ نے اسے جن کی ملکیت ظاہر کر دیا ہے وہ اس ریٹ پہ ہمیں زمین دینے کے لیے تیار نہیں۔ اس کی ایک ہی صورت ہے کہ مرکزی حکومت نے ہمیں یہ روپیہ چار قسطوں میں دینا ہے۔ آج ہی اگر وفاقی حکومت ہمیں پہلی قسط -/125 کروڑ روپے میں سے -/30 کروڑ روپیہ دے دے تو ہم پہلے نمبر پر ان کی کچی

آبادیوں کو خرید کر ان لوگوں کو مالکانہ حقوق دے دیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب نذرحسین کیانی، جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں کوئی زیادہ بات نہیں کرنا چاہتا اور نہ ہی میں اس سلسلہ میں بحث میں پڑوں گا۔ عزت مآب پارلیمانی سیکرٹری نے جب بھی کبھی ہاؤس میں بات کی ہے اور جب ان سے صوبائی حکومت کے متعلق مطالبہ کیا گیا ہے ان کی طرف سے ہمیشہ یہی فرمایا گیا ہے کہ اگر مرکزی حکومت یہ دے دے تو ہم یہ کر دیں۔ (قطع کلامیاں)

(جناب والا! رانا پھول خان صاحب کو مرکزی حکومت کچھ دے گی تب ہی وہ ادھر آئیں گے)

جناب والا! میری گزارش کرنے کا مقصد یہ تھا کہ یہ آبادی آج سے نہیں ہے بلکہ یہ آبادی بہت پہلے سے ہے۔ انہوں نے اس وقت جو ہاؤس میں بیان دیا ہے یہ غلط ہے یہ کسی کی ذاتی ملکیت نہیں۔ صرف دو آدمی ایسے ہیں جن کو وہ زمین منتقل کی گئی ہے۔ پھر اس نے دوسرے کو مختار نامہ دیا۔ اس نے تیسرے کو مختار نامہ دیا۔ پھر چوتھے کو مختار نامہ دیا۔ اس طرح سے وہ اس کچی آبادی کی زمین کو ہڑپ کرنا چاہتے ہیں کیونکہ وہ قیمتی زمین ہے۔

جناب والا! اگر دو آدمیوں کا مسئلہ ہے تو ان کو کہیں اور پلاٹ دے کر زمین خرید کر وہاں ان آدمیوں کو آباد کر سکتے ہیں۔ اگر ان کو واقعی ان سے ہم دردی ہے یا غریبوں کے ساتھ یہ مخلص اور ہم درد ہیں۔ صرف دعوے کرنے سے بات نہیں بنتی۔ دو آدمیوں کو پلاٹ کہیں اور دلا دیں اور اس آبادی کو زمین دے دیں۔ یہ اتنی یقین دہانی کرا دیں کہ یہ ان کو مالکانہ حقوق دینے کے لیے تیار ہیں۔ اس سلسلے میں اگلے اقدامات ہم مل کر بھی کر سکتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! جیسے میں نے کہا ہے کیانی صاحب نے شاید سنا نہیں یا انہیں حقیقت کا پتا نہیں۔ سپریم کورٹ نے 26 مارچ 1960ء کو فیصلہ کیا تھا۔ اس نے دو آدمیوں کی ملکیت ظاہر کر دی ہے۔ اب پوزیشن یہ ہے کہ جو ہماری ملکیت آبادیاں تھیں ان تمام کے ہم نے مالکانہ حقوق دے دیے ہیں۔ میں نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے کہ اگر ہماری زمین پہ کوئی آبادی جہاں پر 44 افراد کے کنبے ہیں اس سے بڑھ کر کوئی بھی آبادی ہے اس کی ہمیں لسٹ دیں ان کو مالکانہ حقوق دینے کے لیے اب بھی تیار ہیں۔ یہ ملکیت کسی آدمی کی ذاتی ہے۔ ہم کسی دباؤ کے تحت پیسے ادا نہیں کر سکتے۔ حقیقت یہی ہے کہ وفاقی حکومت پر ڈالیں ہمیں جب ہی پیسے دے گی۔ ہم بھی چاہتے ہیں کہ ان لوگوں کو مالکانہ حقوق ملیں لیکن وفاقی حکومت ہمیں پیسے کیوں

نہیں دیتی جبکہ ہمارا حق بنتا ہے۔ ان کے ساتھ یہ طے شدہ ہے کہ 125 کروڑ روپیہ ہمیں دے گی۔ انہیں چاہیے کہ پہلی قسط ہمیں دے تاکہ ہم ان غریب لوگوں کو جن کے ساتھ یہ زیادتی ہو رہی ہے ان کو مالکانہ حقوق ہم دینے کے لیے تیار ہیں۔

جناب سپیکر، لطیف مغل صاحب، نذرحسین کیانی صاحب یہ چاہتے ہیں کہ آپ اور وہ مل کے ان لوگوں کے حقوق ملکیت کے لیے جو آپ پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے کر سکتے ہیں آپ کریں اور جو فیڈرل گورنمنٹ کر سکتی ہے اس کے لیے وہ ان سے رابطہ کریں گے۔ آپ مل جل کر کرنے کے لیے آمادہ ہوں اور یقین دہانی کرائیں تو وہ اس کو پریس نہیں کرتے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، تیار ہیں۔

جناب نذرحسین کیانی، جناب والا! دو آدمی ہیں جن کی چھوٹی سی ملکیت ہے باقی تمام کچی آبادی ہے اور یہ ان کی ملکیت ہے۔ اگر اس میں کہیں مرکزی حکومت ملوث ہوتی ہے تو میں آپ کی وساطت سے انہیں یقین دلاتا ہوں کہ ہم مرکزی حکومت سے یہ کہیں گے اور مطالبہ پورا کرا کے دیں گے۔

جناب سپیکر، فنڈز دلوا دیں۔

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)، جناب والا! اگر اجازت ہو میں اس کے متعلق عرض کروں گا۔ لطیف مغل صاحب نے صحیح فرمایا ہے۔ کچی آبادیوں کا یہ مسئلہ نہیں کہ ہم ان کو مالکانہ حقوق دے رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

گورنمنٹ کی زمین کی بات ہو رہی ہے میں اس کے متعلق بات کر رہا ہوں۔ اصل میں بات یہ ہے کہ جتنی کچی آبادیوں کے پاس گورنمنٹ کی زمین تھی ان پر ہم نے تمام کو مالکانہ حقوق دے دیے ہیں۔ اگر کیانی صاحب کے راولپنڈی کے حلقہ میں کوئی ایسی کچی آبادی جس کا وہ نام لے رہے ہیں پنجاب گورنمنٹ کی زمین ہے وہ میرے پاس تشریف لے آئیں۔ میں اس کو examine کرنے کے لیے تیار ہوں۔ اگر گورنمنٹ کی زمین ہوئی تو میں اسمبلی کے فلور پر یہ کہہ رہا ہوں ان کو ہم مالکانہ حقوق دیں گے۔ اگر وہ نہ ہوئی تو پھر اس کا کوئی دوسرا حل ڈھونڈ لیں گے۔ ہم کچی آبادیوں کے حق میں ہیں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ کیانی صاحب اس پر زور نہیں دیتے۔

سردار سکندر حیات خان۔ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد میں بحث شروع کرا

دوں گا۔ (قطع کلامیاں)

سردار سکندر حیات خان، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اس ایوان کے علم میں یہ بات لانا چاہوں گا کہ میرے فاضل بھائی نے کہا ہے کہ فیڈرل حکومت پیسے نہیں دیتی جیسے جناب نذرحسین کیانی صاحب نے کہا ہے کہ آپ دو آدمیوں کو adjust کرلیں تو باقی سب کو مالکانہ حقوق مل جاتے ہیں۔ میں ان کو پروف کے ساتھ اگر بتا دوں کہ کون کون سے ایم۔پی۔اے اور ایم۔این۔اے آئی جے آئی کے ہیں ان کی زمینیں مارکیٹ سے زیادہ قیمت پہ صوبائی حکومت نے لی ہیں اور ان پر کچی آبادی declare کر دی ہے۔ اس وقت تو ان کے پاس پیسے ہوتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

سردار سکندر حیات خان، اٹک فتح جنگ اور پنڈی گیپ میں بہت سارے رقبے صوبائی حکومت کے ہیں وہاں لوگ بستے ہیں اب ان کو وہاں سے زبردستی نکالا جا رہا ہے۔ کیا یہ بھی وعدہ کرتے ہیں کہ ان کو بھی کچی آبادی declare کر کے ان لوگوں کو مالکانہ حقوق دیے جائیں گے۔

جناب سپیکر، پارلیمانی سیکرٹری نے درست نشان دہی کی ہے کہ سردار صاحب کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ مجھے افسوس ہے میں اسے entertain نہیں کر سکتا۔ (قطع کلامیاں)

میری بات سنیں۔ اب میں مزید اس میں نہ تاخیر کروں گا اور نہ اس میں وقت ضائع کرنے دوں گا۔ میں براہ راست بحث پہ آتا ہوں۔ شاہین صاحب میں آپ کو comment کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔

جناب عبدالقادر شاہین، جناب والا! کچی آبادیوں کے بارے میں یقین دہانی لینا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میرا سوال منظور ہو گیا تھا کہ اگلے اتوار کو اس پر بحث کی جائے گی۔ قاعدہ 52 سوال کے جواب سے پیدا ہونے والے اہمیت عامہ کے معاملہ کے بارے میں ہے۔ وہ سوال جب منظور ہو گیا تو جو اتوار پیچھے گزارا ہے اس دن working day نہیں تھا۔ خود بخود general clauses act کے تحت Sunday would mean next working Sunday not the holiday Sunday آج اس کو ایجنڈا پر نہیں رکھا گیا۔ میں نے اس وقت بھی جناب ڈپٹی سپیکر سے گزارش کی اور انہوں نے اسی فلور پر کہا کہ میں سپیکر صاحب کے علم میں یہ بات لے آؤں گا اور اس پر ہم طے

کر لیں گے۔

جناب سپیکر، آج آپ جس وقت میرے پاس تشریف لے گئے تھے اور آج کے ایجنڈے پر ہماری بات ہوئی اور آج کے اجلاس کے بارے میں ہماری بات ہوئی اس وقت آپ اس کی نشان دہی کر دیتے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! جلدی تو نہیں۔ میں گزارش کرنے لگا ہوں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ اس کو آج ہی کریں۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس کو آج ایجنڈے پر آنا چاہیے تھا اور یہ نہیں آیا۔ رولز کے تحت خود بخود آنا چاہیے تھا۔ Next Sunday means next Sunday کہ جس اتوار کو کام ہو گا۔ پچھلے اتوار کو تو کام ہی نہیں ہوا۔ اس کو جناب والا! lapse نہ فرمائیں اگلے سیشن پر ملتوی کر دیں کیونکہ یہ غلطی سیکرٹریٹ کی ہے میری نہیں۔

جناب سپیکر، اس وقت یہ دیکھنا ہے کہ رولز کیا کہتے ہیں؟

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! رولز کہتے ہیں کہ اگلا اتوار اور

And next Sunday would mean next working Sunday.

جناب سپیکر، Next Sunday اگر Next working Sunday ہے تو پھر اس کو آنا چاہیے تھا؟

چودھری محمد وصی ظفر، پچھلے اتوار کو چھٹی تھی۔

Rule 52 (1) On every Sunday, the Speaker may, on two clear days' notice being given by a member, allot one hour for discussion on a matter of sufficient public importance which has during the last week been the subject of a question, starred or unstarred:

It is.-

"...during the last week has been subject of a question,..."

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! during the last week تو وہی ہو گا جب اتوار کو ورکنگ نہیں ہوئی۔ اس کا جناب والا! 26 آئٹمز کے تحت نوٹیفکیشن ہوا ہوا ہے۔

Vide notification No.PAP/Legis/I-94

آپ ایجنڈے میں دیکھیں۔ اس نوٹیفکیشن کے ذریعہ بھی یہ بات طے ہے۔ 26 نمبر کا نوٹیفکیشن ہے اور ویسے Sunday would mean next Sunday automatically. اس لاء میں کوئی ابہام نہیں۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! last a week کا جو مسئلہ ہے اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔

جناب سپیکر، رولز کا؟

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا!

جناب سپیکر، کیا ہے اس میں؟

چودھری محمد وصی ظفر، 26 کے اوپر لکھا ہوا ہے ناں۔ بریکٹ میں "سنڈے" لکھا ہوا ہے۔ اور یہ آگے نوٹیفکیشن کا دیا ہوا ہے،

Amendment vide Notification No . PAP(l.egislation)1(94)/73-37 dated 27th June,1977

جناب سپیکر، کیا ہے اس میں؟

چودھری محمد وصی ظفر ، اس نوٹیفکیشن میں سنڈے کو clear کیا ہوا ہے۔ وہ بریکٹ جاتی ہے۔

That bracket shows that every sunday.

جناب سپیکر، کہاں ہے؟

چودھری محمد وصی ظفر ، رول52 دیکھیں تو سنڈے کا لفظ بریکٹ میں ہے۔

جناب سپیکر، صفحہ 102 پر کیا ہے؟

چودھری محمد وصی ظفر، 26 نمبر جناب۔ اس میں امنڈمنٹ ہو گئی ہوئی ہے۔ سنڈے کا لفظ ڈالتے وقت وہ جو نوٹیفکیشن ہے اس کے مطابق امنڈمنٹ ہو گئی ہے۔ اس میں جناب دن سنڈے کا مقرر کیا۔ دن بدل گئے۔ پہلے یہ دن کوئی اور تھا ناں جناب؟

جناب سپیکر ، Discussion on a matter of public importance arising out of answer to a question پہلے کوئی اور ہو گا۔ اس میں "سنڈے" ڈالا گیا ہے۔ تو سنڈے کا مطلب یہ ہے کہ وہ سنڈے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، سنڈے کا مطلب ورکنگ سنڈے ہو گا۔ وہ نہیں کہ جس دن چھٹی ہو۔

جناب سپیکر، نہیں، نہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! جس دن اسمبلی میں سیشن میں نہیں وہ سنڈے کیسے ہو سکتا ہے؟

جناب سپیکر، رول 52 جو میں نے آپ کو پڑھنے کو کہا ہے اور میں نے آپ کو پڑھ کر سنایا بھی ہے۔ اس میں جو بات clear ہو جاتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ:

"a matter of sufficient public importance which has during the last week been the subject of a questions, starred or unstarred

چودھری محمد وصی ظفر، یہ تو ہو گیا ناں نوٹس دینے کا next ہے کہ جو پچھلے ہفتے میں سوالات آئے اس میں دو clear days.

جناب سپیکر، میں اس بات کو open چھوڑ دیتا ہوں۔ اس پر ہم مزید بات کر لیں گے۔ اور اس پر فیصلہ کر لیں گے۔ اگر آپ کی Interpretation درست ہے تو یہ lapse نہیں کرے گا۔ اگر آپ کی interpretation درست نہ ہوئی تو پھر lapse کر جائے گا۔

چودھری محمد وصی ظفر، درست ہے' جناب والا!

نوابزادہ غضنفر علی گل، قاعدہ 52 کے تحت میرا بھی ایک سوال ہے۔

جناب سپیکر، ایک ہی سوال آنا ہے۔ دو تو نہیں آ سکتے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، میں نے سوال بھیجا ہے۔ اس کا فیصلہ کیا ہوا؟

جناب سپیکر، ایک ہی سوال آنا ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، وہ تو ٹھیک ہے۔ مجھے یہ بتائیں کہ اس سوال پر فیصلہ کیا ہوا؟ admissible تھا یا inadmissible تھا؟

جناب والا! پھر میں نے اس سوال کا جواب غلط ہونے کے اوپر استحقاق کی تحریک دی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر، نوابزادہ صاحب! استحقاق کی تحریک کو اب چھوڑیے۔ استحقاق کی تحریکیں اب گزر گئیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب! سوال کا جواب غلط آیا تھا میں نے اس کو رول 52 کے تحت ڈالا تھا۔ مجھے اس کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر، کیا ڈالا تھا آپ نے؟

نوابزادہ غضنفر علی گل، وہ ایک سوال وزیر اعلیٰ کے کراچی کے visit کے متعلق تھا۔ وہ بحث میں نہیں آیا۔

جناب سپیکر، مجھے آپ نے اس میں نوٹس دیا ہے۔ جو وصی ظفر صاحب بات کر رہے ہیں اس میں دو نوٹس موصول ہوئے ہیں۔ ایک وصی ظفر صاحب کی طرف سے اور ایک آپ کی طرف سے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، میرا نوٹس ان سے پہلے گیا ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جی۔

جناب سپیکر، آپ دونوں کا مسئلہ اسی interpretation میں حل ہو گا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، نہیں۔ میرا تو ایڈمٹ ہی نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر، آپ بات تو سن لیں۔ دونوں میں سے ایک آئے گا۔ اگر وصی ظفر صاحب کی حسب منشا interpretation ہوتی ہے تو اس میں پھر آپ کے دونوں سوالات میں سے ایک آئے گا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، دوسرا اگلے سنڈے پر آ جائے گا ناں۔

جناب سپیکر، دوسرا نہیں آئے گا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، پھر اس کے اوپر میں نے استحقاق کی تحریک دی ہوئی ہے۔ کیونکہ سوال کا جواب غلط ہے۔ وہ بھی lapse نہیں ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر، اس کو میں دیکھ لیتا ہوں۔ تو اب ہم بحث شروع کرتے ہیں۔ چودھری صاحب، بحث نہ شروع کر لیں۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب والا! مجھے ایک گزارش کرنی ہے جو بڑی اہم ہے۔ آپ نے ارگیشن پر ایک سپیشل کمیٹی بنائی تھی۔ اس کا اجلاس ہمارا پچھلے مہینے کی 20 تاریخ کو ہوا تھا۔ میں نے دو تین دن پہلے بھی عرض کیا تھا۔ اس میں یہ طے پایا تھا کہ حکومت اپنے تمام نوٹس اور پروگرام تیار کر کے بیس تاریخ تک رپورٹ ہمیں پیش کرے گی۔ آج پچیس تاریخ ہو گئی ہے۔ میں نے دو تین

دن پہلے بھی یہ سوال اٹھایا تھا۔ لیکن حکومت کی طرف سے کوئی جواب یا یقین دہانی نہیں آئی۔ نہ اریگیشن والوں نے کوئی تاریخ لی ہے کہ وہ اپنے محکمے کی' اپنے افسران کی رپورٹ کب تک پیش کرے گی۔ یہ ذرا ہمیں پوچھ کر بتا دیں کہ اس کمیٹی کی رپورٹ کب تک پیش کریں گے۔ ان کے وعدے کے مطابق جو بیس تاریخ تھی وہ تو گزر گئی ہے۔

جناب سپیکر، وینس صاحب! مجھے آپ کی بات کی پوری سمجھ نہیں آئی۔ کوئی سپیشل کمیٹی بنائی تھی۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، آپ نے ایک سپیشل کمیٹی تشکیل فرمائی تھی جس میں حاجی افضل چن صاحب اور میں شامل تھا۔ میرے ضمنی سوال پر آپ نے کمیٹی بنائی تھی جو ٹیلوں اور ڈبل آبیانے کے متعلق تھا۔ اس پر آپ نے ایک کمیٹی تجویز فرمائی تھی۔ ایڈوائزر' انجلیئرز' سیکرٹری اریگیشن' میں حاجی افضل چن صاحب اور چودھری اصغر گجر صاحب اس میں تھے۔ ہماری اس کمیٹی کا اجلاس پچھلے مہینے کی 20 تاریخ کو ہوا۔ اس میں یہ طے ہوا کہ اس مہینے کی بیس تاریخ تک حکومت اور وہ تمام انجلیئرز اور محکمہ ہمیں ایک سکیم بنا کے دے گا جس کے تحت کوئی بھی ٹیل ہو اس پر پانی پورا پہنچے گا اور وہ سکیم ہم اسمبلی میں پیش کریں گے اور اس کو پاس کریں گے۔ بیس تاریخ گزر چکی ہے۔ میں نے دو تین دن پہلے بھی عرض کیا تھا۔ لیکن حکومت کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا۔ آج پچیس تاریخ ہو گئی ہے۔ شاید آج سیشن بھی prorogue ہو جائے۔ ذرا ان سے پوچھ کے یہ بتا دیں کہ وہ کب رپورٹ پیش کریں گے؟

جناب سپیکر، منسٹر اری گیشن نے یہ بات سنی ہے تو آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

وزیر آب پاشی، جناب والا! پہلے بھی اس بارے میں ارشاد فرمایا تھا تو میں نے اپنے محکمے والوں سے بات کی ہے۔ کچھ ٹیکنیکل معاملات تھے۔ اس وجہ سے ضرورت سے کچھ زیادہ وقت لگ گیا ہے۔ جناب والا! اس کی رپورٹ مکمل ہو چکی ہے۔ اب اس کو حتمی شکل دے رہے ہیں۔ میں اپنے بھائی کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ انشاء اللہ العزیز ہفتے کے اندر اندر اس رپورٹ کی تفصیلات کی کاپیاں ان کو مل جائیں گی۔

جناب سپیکر، ایک ہفتے کے اندر اندر آپ کو کاپیاں مل جائیں گی۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، شکریہ۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، میں نے تحریک استحقاق آپ کے سامنے رکھی ہے۔ اس کو دیکھ لیں۔

جناب سپیکر، میں رانا ثوکت محمود صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اظہار خیال فرمائیں۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں آپ تھوڑا حوصلہ کریں۔ میں جناب لیڈر آف دی اپوزیشن کو فلور دے چکا ہوں۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری، ایک نہایت اہم بات ہے۔

## امن عامہ کی صورت حال پر بحث

جناب سپیکر، کوئی بات نہیں ہے۔ اس وقت میں آپ کی بات نہیں سننا چاہتا۔ میں لیڈر آف دی اپوزیشن کو فلور دے چکا ہوں۔ آپ کو ہی تھوڑا سا حوصلہ کرنا چاہیے۔ تھوڑا صبر کریں گے تو معاملات ٹھیک چلیں گے۔ جناب لیڈر آف دی اپوزیشن۔ (نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (رانا ثوکت محمود) ، جناب سپیکر! میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا ہے۔ یہ اجلاس ہم نے امن و امان کی صورت حال پر بحث کے لیے بلوایا تھا۔ اس پر خاصی سیر حاصل بحث گزشتہ دو ہفتوں سے ہوئی ہے۔ بات یہ ہے کہ جس بات کے لیے ہم نے یہ اجلاس بلوایا تھا ان دو ہفتوں میں یہ بات ثابت ہوئی کہ ہمارے خدشات صحیح تھے کیونکہ امن و امان کی صورت حال ان دو ہفتوں میں اس قدر بگڑی ہے کہ ہم سب کی آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہے۔ جناب والا! حقیقت یہ ہے کہ حزب اختلاف کے اراکین اور میں نے جب سے یہ سیشن شروع ہوا ہے یا اس سے پہلے اسمبلی کی یہ مدت شروع ہوئی ہمیشہ یہ بات کی ہے اور آپ بھی گواہ ہیں' اس ایوان کا ریکارڈ گواہ ہے اور میرے سارے بھائی گواہ ہیں کہ کوشش کی اور اپنا فرض پورا کیا کہ ہم اس صوبے میں عوام کی زندگی کو بہتر بنا سکیں۔ ان کو تحفظ دے سکیں۔ ان کو سہولتیں فراہم کر سکیں۔ تاکہ وہ ایک چین اور سکھ کی زندگی بسر کر سکیں۔ جناب والا! جو اصل صورت حال ہے بالکل مختلف ہوئی۔ بلکہ صورت حال یہ ہے کہ حالات بد سے بدتر ہوتے گئے اور اب بات یہاں تک آ پہنچی ہے کہ جو واقعات ہمارے رونگٹے کھڑے کرتے تھے دوسرے صوبوں کے اخبارات میں پڑھ کر یا سن کر وہ ہمارے اپنے ہاں ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ جناب والا! اس وقت صوبہ پنجاب میں آگ لگی ہوئی ہے۔ یہاں خون بہہ رہا ہے۔ اور عوام کا خون

بہہ رہا ہے۔ میرے خیال میں اسمبلی کا سب سے اہم ترین فرض یہ ہے کہ ہم ان واقعات پر غور کریں۔ اور اس کا حل ڈھونڈتے اور جو کچھ باتیں ہم یہاں کر سکتے ہیں عملی جامہ پہنائیں تاکہ صورت حال مزید خراب ہونے سے بچ جائے۔ اس وقت ہم ایک آتش فشاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ آتش فشاں لوٹ مار اور بدامنی کا ہے۔ اور اس سے عوام کو بچانا ہمارا سب سے اہم ترین فرض ہے۔ میں اس فرض کی طرف اس صوبہ کے نمائندگان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ جیسے میں ماضی میں دلاتا رہا ہوں۔ قطع نظر اس بات کے کہ آپ حزب اقتدار میں ہیں یا حزب اختلاف میں ہم سب کے کچھ فرائض باہمی ہیں۔ جناب والا! اگر یہ حکومت عوام کو تحفظ نہیں دے سکتی اگر یہ اسمبلی جو اس صوبے کا مقدر ترین ایوان ہے۔ اگر یہ عوام کی جان و مال کا تحفظ نہیں کر سکتی تو پھر ہم سب اپنے فرائض سے ناکام ہیں جناب والا! پھر ان تمام اداروں کا کوئی فائدہ نہیں۔ اگر ہم نے حالات کو ان کی نہج پر چلنے دینا ہے اور جس سمت میں وہ جائیں ہم نے ان کو ٹھیک کرنے اور بہتر کرنے کی کوشش نہیں کرنی تو پھر جناب ہمارا وجود بے مقصد ہو جاتا ہے۔ اس میں ایک چیز جو بہت ہی افسوس ناک ہے وہ میں عرض کرنی چاہتی ہوں متعدد بار ہم نے ذکر کیا اور عرض کی کہ اس صوبے کی حکومت کو چلانا یا انتظام رکھنا امن و امان قائم رکھنا عوام کو تحفظ فراہم کرنا لوگوں کی زندگی جان و مال' عزت کے تحفظات کا فراہم کرنا اس صوبہ کی حکومت اور وزیر اعلیٰ کی ذمہ داری ہے۔ جناب والا! افسوس ناک بات یہ ہے اور میں انتہائی دکھ کے ساتھ قطع نظر اس بات کے کہ شخصیات کون ہیں اور ہم ایک دوسرے کے خلاف بیٹھتے حقیقت یہ ہے کہ اس سارے اجلاس کے دوران اس صوبہ کے وزیر اعلیٰ جن کی سب سے بڑی ذمہ داری ہے ایک دفعہ بھی تشریف نہیں لائے۔ یہاں چھ کروڑ عوام پریشانی کے عالم میں ہیں۔ اور پھر یہ بیان بازی اور ہمارے اخبارات کے بیانات اور اخباروں کو انٹرویوز اور پریس کانفرنسز یہ بالکل بے معنی ہیں۔ یہ لوگوں کی تکالیف دور نہیں کرتیں بلکہ ان کے دکھوں ان کی تکلیفوں ان کی مظالم پر نمک چھڑکنے والی بات ہے۔ جناب والا! یہ ایوان ایک سنجیدگی کا تقاضا کرتا ہے جو موضوع اور جس موضوع پر حزب اختلاف نے یہ اجلاس بلایا تھا اس بات کا متقاضی تھا اس کو سنجیدگی سے لیا جاتا۔ جناب والا! یہاں پر میرے دوست اکٹھے اس صوبے کی بہتری کے لیے کام کرتے کابینہ کے ارکان بھی ایوان میں نہیں آتے رہے یہ بھی آج ہی تشریف لائے۔ اس سے یہ بات نکلتی ہے جب وزیر اعلیٰ نہیں آئیں گے تو پھر ان کے وزراء کرام کیوں آئیں گے۔ جب وزراء کرام نہیں آتے رہے تو پھر جناب ممبران اسمبلی نے بھی

آہستہ آہستہ دل چسپی لینا چھوڑ دی اور افسوس یہ ہے کہ اتنا بڑا خرچ جو اس ایوان پر اس عرصہ میں خرچ ہوا آخر اس کا مطلب اور مقصد کیا تھا اگر اس صوبے کی حکومت نے عوام کی شکایت اور تکالیف سننا گوارا نہ کرنی تھی۔ اگر اس ایوان میں آ کر انہوں نے سننے کی تکلیف گوارا نہ کرنی تھی کہ صوبہ میں امن و امان کی صورت حال کیا ہے اس طرف حزب اختلاف کے ممبران اسمبلی جو 95%، 97% ہیں جو صوبہ کی تین کروڑ آبادی کے نمائندے ہیں وہ کیا کہتے ہیں جناب یہ کون سی جمہوریت ہے اور یہ کون سا جمہوری ادارہ ہے اور یہ کون سی جمہوری حکومت ہے۔ اور کون سی نمائندہ حکومت ہے یہاں تو سب اصول توڑے جا رہے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے گزارش کرتا ہوں ان اپنے بھائیوں کی خدمت میں کہ خدارا! اب بھی موقع ہے اگرچہ ہم آہستہ آہستہ سرکتے سرکتے رینگتے رینگتے اس مقام پر آن پہنچے ہیں۔ جب آگ ہماری دہلیزوں کو جلا رہی ہے۔ جب ہمارے ممبران اسمبلی کو قتل کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ جب ہمارے ممبران اسمبلی جتنے اہم لوگ جن کی عوامی زندگی میں ایک اہم مقام ہے۔ وہ قتل ہو رہے ہیں۔ اور اس لیے قتل کیے جا رہے ہیں کہ اس صوبہ میں مزید آگ کو بھڑکایا جائے۔ تو اس صورت میں یہ بات اہم ترین ہو جاتی ہے کہ ہم اس موضوع کو لے کر بیٹھیں اور اس پر سنجیدگی سے غور کریں۔ جناب والا! نہ صرف یہ کہ اجلاس تو حزب اختلاف نے بلایا میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اجلاس تو حزب اقتدار کو بلانا چاہیے کہ آیئے بیٹھ کر اس صورت حال کا جائزہ لیں کہ صوبہ میں وہ آگ لگ چکی ہے جس کو بجھانا تھوڑے عرصے کے بعد مشکل ہو جائے گا لیکن جناب سنجیدگی کا عالم یہ ہے کہ کس نے یہاں سننے کی بات کو گوارا نہیں کی۔ اور ہم کیا کہتے ہیں اور اس سارے عرصے میں ہارس اینڈ کیٹل شو کے لیے میٹنگ ہوئی۔ ہارس اینڈ کیٹل شو کی اوپننگ ہوئی یہاں پر جناب والا! دوسرے صوبوں کے دورے ہوئے دوسرے صوبوں میں جا کر وہاں قتل عام کی باتیں ہوئیں۔ وہاں پر لوگوں کے مرنے کی باتیں ہوئیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ہمیں ان کا دکھ نہیں ہمیں تکلیف ہے اس ملک میں ایک پاکستانی مرے ہمیں اس کا بھی دکھ ہے۔ لیکن جو گھر میں آگ لگے اس کو کون بجھائے گا۔ اور اس کو بجھانا ہمارا اولین فرض ہے۔ میں اس بات کو آگے بڑھاتا ہوں کہ صورت حال اتنی شدید خراب ہو چکی ہے۔ جب وہ چھوٹے چھوٹے واقعات جن کا ذکر کرتے تھے وہ تو بہت معمولی باتیں دکھائی دیتی ہیں اب وہ اتنی چھوٹی باتیں لگنے لگ گئی ہیں اب تو رونگٹے کھڑے ہونے والے واقعات ہو رہے ہیں۔ جناب والا! جو کچھ چنیوٹ میں ہوا وہ آنکھیں کھولنے کے لیے کافی نہیں تھا۔ جو گوجرہ میں ہوا تو کیا وہ

ہماری آنکھیں کھولنے کے لیے کافی نہیں تھا۔ اس پر ہم نے یہاں اپنی دوستوں کو اپنی بہنوں کو بہت دفعہ کہا آیئے اس مسئلے پر مل بیٹھیں۔ غور کریں یہ عوام کے لیے اہم ترین اور سنجیدہ ترین مسئلہ ہے لیکن اس پر بھی کوئی بات نہ بن سکی اور صورت حال یہ بن گئی اور یہاں علمائے دین کو بھی تحفظ نہ رہا۔ اور انہوں نے پھر یہ کہا کہ ہماری جانوں کو خطرہ ہے لیکن کوئی بھی تحفظات فراہم نہ کیے گئے اسی لیے میں نے ملک وزیر اعوان کے لیے وہ بار بار یہ پکار رہے ہیں۔ خدا کے لیے میری جان کو خطرہ ہے۔ مجھے یہ تحفظ فراہم کیا جائے۔ اسی طرح دوسرے علمائے دین جو بے چارے قتل ہوئے شہید ہوئے انہوں نے بھی یہی کہا ہماری جانوں کو خطرہ ہے۔ ان کو بھی کوئی تحفظ فراہم نہ کیا گیا۔ یہ ایک انتہائی افسوسناک بات ہے۔ جناب والا! میں ممبران اسمبلی کو بہت مودبانہ گزارش کرتا ہوں کہ اگر اس سطح پر جن کی آواز اخبارات میں آتی ہے جن کی آواز میں سن سکتا ہوں آپ سن سکتے ہیں۔ دنیا دیکھتی ہے اور رائے عامہ کا ایک طبقہ ہے جو ان کی باتوں پر توجہ دیتا ہے۔ اگر ان کے ساتھ یہ ہو رہا ہے۔ تو پھر ایک غریب آدمی کے ساتھ جس کی کوئی آواز نہیں اس کے ساتھ اس بے نوائی اور اس کے ساتھ جو زیادتی ہے اس کا عالم میرے خیال میں یہاں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ ہماری اصل ذمہ داری تو ان غریب لوگوں کو تحفظ دینے کی ہے۔ ان لوگوں کے ساتھ ان زیادتیوں کو روکنے کی ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ یہاں پر علامہ عارف حسینی کو قتل کیا گیا اس کی طرف توجہ نہ دی گئی اس کی بعد علامہ احسان الٰہی ظہیر کو قتل کیا گیا یہاں پر کوئی بات نہ ہو گی اب ہمارے جھنگوی صاحب کو قتل کیا گیا اور انہوں نے اپنے قتل سے پہلے یہ کہا کہ مجھے قتل کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ مجھے فلاں فلاں دنوں کے اندر یہ قتل کریں گے۔ میرے دشمن مجھے قتل کریں گے۔ لیکن پولیس نے ان کی کوئی حفاظت نہ کی۔ ان کا کوئی تحفظ نہ کیا۔ دریشک صاحب میرے بھائی ہیں۔ مجھے ان کی ایک بات پر افسوس ہوا۔ اگر میں نہیں کہوں گا تو مجھے اپنے آپ پر افسوس ہو گا۔ کہ انہوں نے پولیس کو خراج تحسین پیش کیا۔ پولیس کے لیے انہوں نے یہ الفاظ ادا کیے کہ خراج تحسین پیش کرتے ہیں اس پولیس کو، اس پولیس کو جس پولیس نے جھنگوی صاحب کو مکمل طور پر تحفظات فراہم نہ کیے اور وہ قتل ہوئے۔ اور اس پولیس کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں جن کے ذمے ہم نے اس معزز ایوان کے فلور پر عورتوں پر زیادتی کے الزامات لگائے۔ عورتوں کے ساتھ زیادتیاں ہوئیں۔ تھانوں میں بے حرمتیاں ہوئیں۔ یہاں پر لوٹ مار، ڈاکہ زنی، بدمعاشی، غنڈہ گردی، رشوت، بے ایمانی، بددیانتی اور ہر قسم کے

الزامات میں متواتر اور تواتر کے ساتھ اضافے کی شکایات ہوئیں۔ اور یہاں پر یہ ساری باتیں ہوئیں۔ تو ان کے لیے خراج تحسین پیش کرتا اور جس صوبے کا وزیر قانون جناب والا! ایسے یہ بات کہے گا اور خراج تحسین پیش کرے گا تو وجوہات آپ کے سامنے ہیں کہ صوبہ میں کیوں ظلم ہو رہے ہیں۔ یہ کیوں زیادتیاں ہو رہی ہیں۔ پھر ہمارا تو جناب مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔ پھر یہ اسمبلی کس چیز کے لیے بنائی گئی۔ اسمبلی میں اگر ہم اداروں کا پوسٹ مارٹم نہیں کرتے۔ اگر ہم اداروں کی زیادتیاں یہاں پر نہیں کھولتے اور جو وزیر قانون لاقانونیت کرنے والے ادارے پر لاقانونیت برتنے پر ان کو خراج تحسین پیش کریں تو جناب پھر وجہ صاف ظاہر ہے کہ یہ بات یہاں تک کیوں پہنچی ہے۔ لیکن یہ بات یہاں تک نہیں پہنچی۔ یہ بات اب شروع ہوئی ہے جس کی طرف میں اس ایوان کی توجہ دلوانا چاہتا ہوں کہ یہ بات یہاں اب شروع ہو رہی ہے۔ اس کو خدارا! اب روکیے۔ اس کو روکنا ہمارا فرض ہے۔ ہم پولیس کے خلاف نہیں۔ یہ بات بھی میں کہتا چلوں کہ ہم پولیس کے خلاف نہیں۔ پولیس کی خلاف ہم کیوں ہوں۔ پولیس کے خلاف ہم نہیں۔ پولیس ایک ادارہ ہے جو ایک اہم ترین اور ضروری ادارہ ہے۔ اس کے بغیر گزارہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بدمعاشوں' غنڈوں اور چوروں کی سرکوبی کے لیے یہ ادارہ ضروری ہے۔ لیکن اس ادارے کو جس طرح استعمال کیا جا رہا ہے اور جو طریقہ برتا جا رہا ہے ہم اس کے خلاف ہیں۔ اور ہم یہ سمجھتے ہیں۔ میں نے پچھلی تقاریر میں بھی یہ کہا کہ آیئے مل کر بیٹھیں اور اس بات کا تجزیہ کریں کہ آخر اس صوبہ میں جرائم کیوں بڑھتے جا رہے ہیں۔ جب ہم پولیس کی نفری بھی بڑھاتے ہیں۔ یہاں پر سینکڑوں کی تعداد میں اسے ایس آئی بھرتی ہوتے ہیں۔ یہاں سینکڑوں کی تعداد میں سب انسپکٹرز اور انسپکٹرز کو promotion دی جاتی ہے تو پھر جب بجٹ پیش ہوتا ہے تو ایک ارب بیاسی کروڑ روپے کا بجٹ یہ اسمبلی پاس کرتی ہے۔ تو اس کے باوجود یہ جرائم میں اضافہ کیوں ہے؟ جناب میں یہ سوال پوچھتا ہوں کہ کیوں یہ اسمبلی اس بات کو یہاں پر discuss نہیں کر سکتی؟ زیر بحث کیوں نہیں لا سکتی؟ کہ آخر اس پیسے کا جو عوام نے ہمیں دیا تھا جس کے ہم امین ہیں۔ جسے خرچ کرنے کے لیے ہماری ذمہ داری ہے اس کو ہم کس طرح خرچ کر رہے ہیں۔ ہم کیوں اس کو زیر بحث نہیں لا سکتے؟ یہ کیوں اس بات کو انا کا مسئلہ بنا کر اور سیاسی جماعتوں کا مسئلہ بنا کر حزب اقتدار ایسے لوگوں کے دفاع میں فوری طور پر آجاتی ہے جس کے دفاع سے پھر لوگوں کو شہ ملتی ہے۔ یہ اخبار نویسوں کے ساتھ جناب جو کچھ ہوا ہے وہ آنکھیں کھولنے کے لیے کیا کافی نہیں؟ اخبار نویسوں کو مارا

گیا۔ پیٹا گیا۔ فوٹوگرافروں کو مارا گیا اور ہم نے اس پر احتجاج کیا۔ لیکن اس کے دوسرے دن ہاکی میچ کے دوران پھر اخبار نویسوں پر زیادتیاں کیں۔ اور جب پولیس والوں کو کہا گیا کہ تم تو اس سرزمین کے ملازم ہو اور تمہیں یہ کام نہیں کرنا چاہیے اور تم یہ زیادتیاں نہیں کر سکتے۔ تو انہوں نے ہنسا اور ہنس کے اکٹھے ہو کر مذاق اڑائے کہ یہ ہمیں ہمارے فرائض کے بارے میں کہہ رہے ہیں۔ فرائض اور پولیس دو متضاد چیزیں بن چکی ہیں۔ جناب یہ چھوٹی باتیں نہیں۔ میں پھر دہراؤں گا کہ جھنگوی صاحب کا قتل بظاہر ایک ہمارے مذہبی رہ نما کا قتل ہے لیکن کیا قتل آخری قتل ہے؟ وہ کون سے عوامل ہیں؟ یہاں جناب چنیوٹی صاحب نے بھی بات کی ہے۔ ہم جناب چنیوٹی صاحب کے ساتھ بھی ہم دردی کرتے ہیں کہ انہوں نے بھی یہ کہا کہ وہ کون سے عوامل ہیں۔ جناب ہم ان عوامل کو یہاں پر کھول کر عوام کی سامنے پیش کیوں نہ کریں؟ کون سی باتیں ہیں؟ کیا یہ ایسے ہی ہوتا رہے گا کہ لوگ ہماری طرف دیکھتے رہیں گے۔ اور ایک ایک کر کے عوام اور ہماری مقتدر شخصیات قتل کر دی جاتی رہیں گی۔ اور یہ غنڈے اور بدمعاش اس قدر طاقت ور ہو گئے ہیں کہ پنجاب کی اسمبلی جو چھ کروڑ عوام کی نمائندہ اسمبلی بھی ایک دن بات نہیں کر سکے گی اور بات کرے گی تو وزیر قانون کھڑے ہو کر کہیں گے کہ جناب نہیں۔ آپ یہ بات نہیں کر سکتے ہیں تو ان لوگوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے ان کا تحفظ کیا گیا؟ وہ تو ق تل کر دیے گئے۔ پھر کس چیز کا خراج تحسین جناب والا؟ یہ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے لیے آنکھیں کھولنے کے لیے بہت ایک ضروری بات ہے اور اس پر ہمیں توجہ دینی چاہیے۔

ایک اور چیز میں عرض کرتا چلوں جو اسی ضمن میں ہے۔ یہاں ایک اور مذہبی رہ نما طاہر القادری صاحب کا بیان میں نے اگلے دن اخبار میں پڑھا ہے۔ انہوں نے بھی یہی کہا ہے کہ مجھے بھی چند روز میں قتل کر دیا جائے گا۔ انہوں نے بھی یہی بیان دیا ہے۔ جب وہ یہ بیان دیتے ہیں تو اس صوبے کی انتظامیہ نے ان کو کیا تحفظات فراہم کیے ہیں۔ جناب والا! کسی کی باری بھی آ سکتی ہے۔ ہمیں یہاں پر سر جوڑ کر بیٹھنا چاہیے اور آپس میں مل کر جو بھی زیادتیاں ہوئی ہیں ان کا ہمیں کسی نہ کسی صورت میں تدارک کرنا چاہیے۔ اور بھی بات آہستہ آہستہ جیسے میں نے عرض کی یہاں تک بڑھی ہے کہ اب اگلے دن کرشن نگر میں جو واقعہ ہوا ہے وہ انتہائی سنگین ہے یہ کوئی قتل نہیں جو کرشن نگر میں ہوا۔ یہ دہشت گردی کی بدترین قسم ہے جو دنیا میں ہو سکتی ہے۔ کہ کوئی کار والے آ کر نہتے

شہریوں پر گولی چلائیں۔ اور یہ دیکھے بغیر کہ کون آگے ہے۔ اب میں اپنے بھائیوں سے اس ایوان میں عرض کروں گا کہ ان بدمعاشوں نے کب دیکھا کہ یہ پیپلز پارٹی کا ہے یا یہ جماعت اسلامی کا ہے یا یہ مسلم لیگ کا ہے بلکہ جو آیا اسے مار دیا۔ بچے بھی زخمی ہوئے۔ خواتین بھی زخمی ہوئیں۔ ہماری بیٹیاں زخمی ہوئیں۔ ان کا خون بہا۔ اور افسوس ناک بات یہ ہے کہ ان کے لیے ہم نے کیا کیا؟ جناب والا! کیوں نہ دہشت گردی کی اس صوبہ میں حوصلہ افزائی ہو گی اسمبلی کا سیشن ہو رہا ہے۔ ہم سب بیٹھے ہیں۔ پوری حکومت بیٹھی ہے۔ آج تو وزیر اعلیٰ بھی آئے ہوئے ہیں۔ آج سارا دن ہم اس دہشت گردی کی مذمت کرتے۔ اس میں ہم بحث کرتے۔ اور سارے مل کر کرشن نگر جاتے تاکہ وہاں پر لوگوں کی کچھ تو حوصلہ افزائی ہوتی۔ ان کے حوصلے بڑھتے۔ بدمعاشوں اور ان دہشت گردوں کو پتا لگتا کہ اس صوبہ کے عوام اور اس صوبہ کی حکومت اکٹھی ہے۔ ہم اکٹھے ہیں۔ آیئے کیوں نہ ہم اس دہشت گردی کا مقابلہ کریں۔ جناب والا! یہ کون سی بات اچھی ہوگی کہ آپ ہم پر الزام لگاتے رہیں۔ اور عوام مرتے رہیں۔ یہ کوئی اچھی بات نہیں کیوں نہیں ایسا کرتے کہ ہم سارے کرشن نگر جا کر بیٹھیں اور دنیا دیکھے کہ ہاں بھئی یہ صوبہ کے جو ہمارے نمائندے ہیں' حکومت ہے یہ سینے میں ایک درد مند دل رکھتے ہیں۔ اور اس صوبہ کے حالات ٹھیک کرنا چاہتے ہیں۔ جیسے میں نے عرض کی کہ گولی کسی کو نہیں دیکھتی ۔ گولی نے کسی کو نہیں دیکھا۔ اب تک ہمارے دل اور سینے درد سے کیوں نہیں روئے۔ ہمارے دل کیوں نہیں پسیجے۔ یہ میں سمجھتا ہوں کہ اس صوبہ میں آنے والے واقعات کی نشان دہی ہے۔ کہ اگر ہم اس قدر بے حس ہو چکے ہیں۔ اگر ہماری حکومت اس قدر بے حس ہو چکی ہے تو پھر اس صوبے کے عوام کا اللہ حافظ ہے۔ اگر کرشن نگر کے واقعہ کے بعد بھی اگر پولیس کو ایوان میں خراج تحسین پیش کیا جائے پھر اللہ ہی حافظ ہے۔ میرے خیال میں ہمیں یہ توقع چھوڑ دینی چاہیے کہ یہ حکومت یا یہ انتظامیہ کسی کو تحفظ فراہم کر سکے گی۔ پھر جناب والا! دوسرا حل یہی رہ جاتا ہے کہ سارے اپنا اپنا اسلحہ خریدیں اور ہر وقت مسلح ہو کر باہر نکلیں ہم عوام کو آہستہ آہستہ اس نہج پر لے جائیں۔ ہم نے عوام کو اسی سطح پر پہنچا دیا ہے کہ ہر آدمی اب اسلحہ کی بات کرے۔ جناب والا! کسی کی بیٹی باہر نہیں جا سکتی یہاں پر کیا صورت حال پیدا ہو گئی کہ اگر کسی کا بچہ عدیل اغوا ہو گا تو پولیس والے اس کو واپس لانے کے لیے اس کے باپ کو مجرموں کے پاس پیش کر دیں گے یا کیا جناب ہماری حکومت ہے اور یہ کیا وقت ہے یہ جناب کیسے حالات ہیں میں پھر یہ کہوں گا شاید یہ میری تنقید لگے مگر تنقید سے بڑھ کر

یہ میرا درد ہے یہ ہمارے سارے دوستوں کا درد ہے اور اس درد میں ہم چاہتے ہیں کہ آپ سب ہمارے ساتھ شریک ہوں کیا یہ ہماری اور آپ کی آنکھیں کھولنے کے لیے کافی نہیں تھا کہ وہ کون لوگ تھے جنہوں نے بچے کو واپس لانے کے لیے باپ کو مجرموں کے حوالے کیا یہ1989ء کا واقعہ ہے یہ کوئی اٹھارہویں صدی کی بات نہیں ہو رہی یہ تو 90-1989ء کی بات ہو رہی ہے کہ یہ واقعات ہوئے تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ایک تو یہ کرشن نگر میں واقعہ ہوا اور آدمی مارے گئے اور کل ہی کی رات جناب والا! ایک اورسنگین واقعہ ہوا یہ ہمارے لیے چیلنج ہیں خدا کے لیے دہشت گرد ہمیں یہ چیلنج کر رہے ہیں اور وہ ہماری بے حسی پر وہ غالباً ہنس رہے ہوں گے۔ اور وہ اس وقت بھی کہیں بیٹھے ہنس رہے ہوں گے کہ ہم نے اتنے آدمی مار دیے ہیں اور میں پھر ایک اور بات بتاؤں کہ کسی آدمی کو بلا وجہ مارنا دنیا میں کوئی بہت ہی سنگ دل آدمی یہ بات کر سکتا ہے ایک انسان پر' ایک بیٹی پر ایک بچے پر اور ایک بوڑھے پر گولی چلانا اور اس نیت سے چلانا کہ یہ مر جائے گا اس کے لیے کسی ظالم درندے اور پتھر کا دل چاہیے اور جن لوگوں کے جناب والا! یہ دل ہوں وہ جناب جانوروں سے بھی بد تر ہوتے ہیں پھر ان کے سامنے یہ کوئی بات نہیں رہتی کہ میں نے کسے بچانا ہے اور کسے مارنا ہے ان درندوں کو روکنے کے لیے خدارا ! اس اسمبلی کو اکٹھا ہونا چاہیے اور یہ ہمارے ساتھ مل کر دہشت گردی اور درندگی کے خلاف لڑیں اور جہاد کریں پھر ہم شاید اس کو روک سکیں گے جناب والا! اس اسمبلی پر بے انتہا وزن آ گیا ہے اگر اس صوبے کے عوام کو ہم نے آگ اور خون کے دریا میں دھکیلا تو یہ سب ہماری ذمہ داری ہو گی پھر ہم ان تمام فوتیدگیوں کے ذمہ دار ہوں گے اور یہ ہمارا مسئلہ ہو گا اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں یہ کرنا چاہیے جناب والا! میں ذکر کر رہا تھا کہ انہوں نے کل کرشن نگر میں کیا اور رات کو مرکزی حکومت کے وفاقی وزیر جناب مانیکا کے گھر پر جا کر فائرنگ کی گئی اور ان کی گاڑی' گھر کے شیشے اور دروازوں کو نقصان پہنچایا یہ تو کوئی پندرہ سالوں میں بھی نہیں ہوا تھا یہ کہاں دیکھتے ہیں کہ گولی کہاں لگ رہی ہے صبح کو کرشن نگر میں اور رات کو مرکزی حکومت کے وزیر کے گھر ان دہشت گردوں نے کیا اور ان کو یہ بھی علم تھا کہ اس میں حکومت ہوگی پریس involve ہو گا ریڈیو اور ٹیلی ویژن involve ہوں گے۔ جناب والا! وزیر صاحب کے گھر میں خود بھی گارڈ ہو گی لیکن جناب والا! ان دہشت گردوں کا حوصلہ یہاں تک پہنچا ہوا ہے کہ انہوں نے ایک وزیر کے گھر بھی جا کر فائرنگ کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ امن عامہ کی صورت حال پر مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ آپ ہر روز

اخبار اٹھائیں آپ کو اس میں قتل کی کوئی بیس وارداتیں ملیں گی اگلے روز ملتان روڈ پر جو چار قتل ہوئے ہیں دو موٹر سائیکلوں پر کوئی چار آدمی جا رہے تھے کوئی آیا اور انہوں نے کلاشنکوفوں سے فائرنگ کر کے ان چاروں آدمیوں کو یک لخت مار دیا ایک سیکنڈ نہیں لگا کہ وہ چلتے چلتے موٹر سائیکل پر چاروں مرے اور موٹر سائیکل ان لاشوں کو کافی دور تک روندتے رہے۔ جناب والا! میں آپ کی توجہ اس امر کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ اس اسمبلی کو اب انقلابی اقدامات اٹھانے ہوں گے ہمیں چاہیے کہ ہم ناجائز اسلحے کے خلاف جہاد کریں یہ اسمبلی یہ قانون پاس کرے کہ ناجائز اسلحہ کو پکڑا جائے اور اسے صاف کیا جائے اسے چھوڑ دیں کہ کون کس جماعت سے تعلق رکھتا ہے جب تک اس صوبے میں ناجائز اسلحے کے خلاف پنجاب اسمبلی دونوں طرف سے یہ مہم نہیں چلائے گی اس وقت تک آپ ان دہشت گردوں کو نہیں روک سکیں گے ہم اس صوبہ کو ناجائز اسلحہ سے پاک کرنے کا ایک ایسا منصوبہ بنائیں اور مہم چلائیں اور اس پر دیانت داری سے عمل کریں۔

جناب والا! پولیس کے قوانین کے بارے میں میں نے اور میرے بہت سارے بھائیوں نے متعدد بار یہاں گزارشات کی ہیں ایک دفعہ نہیں بلکہ بیسیوں بار یہاں گزارش کی ہے خدا کے لیے ان پر غور کیجئے جناب والا! میں نے اگلے دن آپ سے بھی گزارش کی تھی اور کرشن نگر کے واقعہ کے بارے میں آپ سے گزارش کی تھی کہ اس اسمبلی کو ایسا قانون بنانا چاہیے کہ جس سے بھی ناجائز اسلحہ پکڑا جائے اس کو سخت سزا فوری طور پر دی جائے جب تک آپ ایک ڈرانے والا اور خوف زدہ کرنے والا اور سخت سے سخت سزائیں دینے والا قانون پاس کر کے اس کو لاگو نہیں کریں گے اور اس کے تحت سزائیں نہیں دیں گے جناب والا! اس صوبہ میں یہ آگ پھیلتی رہے گی اس آگ کو روکنا بہت مشکل ہے میں بار بار آپ کی توجہ اس کی طرف دلا رہا ہوں۔

جناب والا! میں آخر میں آپ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں اگرچہ یہ اس کے ساتھ متعلقہ تو نہیں اسمبلی کے ملازمین نے مجھے کہا ہے کہ چونکہ عید آ رہی ہے اور آئندہ ایسا کوئی اجلاس نہیں اور یہ اجلاس عید سے پہلے آخری اجلاس ہے اس کے لیے وہ گزارش کرتے ہیں کہ انہیں ایک مہینے کی تنخواہ دے دی جائے۔ تو جناب والا! ہم بھی اس مطالبے کی تائید کرتے ہیں کہ ہم یہ تنخواہ ان کو دینا چاہتے ہیں۔

میں ایک دفعہ پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اس امید کے ساتھ کہ ان تقریروں کو ان الفاظ کو محض

تقریریں اور الفاظ نہ سمجھا جائے غالباً آپ کی حکومت آج اجلاس prorogue کرے تو جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ اس اجلاس کو حکومت کو بلانا چاہیے یہ اجلاس حکومت کو طلب کرنا چاہیے اور طلب کر کے امن و امان کی صورت حال پر بحث کرنی چاہیے ہم سب کو اعتماد میں لینا چاہیے تاکہ ہم دہشت گردی کے خلاف ایک محاذ قائم کر سکیں اور کامیاب ہو سکیں۔ بہت مہربانی۔ اور بہت بہت شکریہ۔

**جناب سپیکر،** قائد حزب اختلاف کی تقریر کے بعد اب آٹھ بج گئے ہیں اور آج کی نشست کا وقت اختتام پذیر ہو رہا ہے لہٰذا میں یہ تجویز کروں گا کہ طے شدہ بات کے تحت میرے خیال میں اب وزیر قانون کو wind up کرنے کے لیے کہوں اور باقی صاحبان جو اس میں اظہار خیال نہیں کر سکے باوجود اس بات کے کہ ہمارا یہ اجلاس کوئی پندرہ دن سے زیادہ چلا ہے۔۔۔

**چودھری محمد وصی ظفر،** جناب والا! میری وزیر قانون صاحب سے بات ہوئی تھی کہ اگر آج وقت نہیں ہوا تو پھر کل اجلاس کو prorogue کر لیں گے تو جناب والا! وقت نہ بڑھائیں ہم تو پہلے ہی بہت تھک گئے ہیں صرف دو ایک مقرر رہ گئے ہیں کوئی زیادہ نہیں ہیں اور وزیر قانون صاحب نے فرمایا تھا کہ وہ winding up کل کر لیں گے۔ (قطع کلامیاں)۔

**جناب سپیکر،** آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

میرے پاس تحریر ہے اس پر وزیر قانون صاحب اور چودھری محمد وصی ظفر صاحب کے دستخط ہیں اس میں یہ بات طے ہے کہ آج ہی اس اجلاس کو prorogue کرنا ہے۔ کل پر نہیں لے جانا ہے۔۔۔

**چودھری محمد وصی ظفر،** جناب والا! لاء منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ winding up کل کر لیں گے۔

**ملک محمد وزیر اعوان،** جناب والا! ہم ہر اجلاس میں حاضر ہوتے ہیں لیکن ہماری باری نہیں آتی اور اگر لاء منسٹر صاحب اور وصی ظفر صاحب کے درمیان آج اجلاس کو ختم کرنے کے لیے کوئی معاہدہ ہوا ہے تو ہم اس کو نہیں مانتے۔ جناب سپیکر یہ بڑی زیادتی ہے۔

**ملک حاکمین خان،** جناب والا! لاء منسٹر صاحب نے ہم سے کہا تھا کہ جو چند دوست باقی رہ گئے ہیں وہ تقریر کر سکتے ہیں اور یہی ان دونوں صاحبان کے مابین agreement ہوا ہے۔

**جناب سپیکر،** تو اس پر میں آپ کو یہ عرض کر رہا ہوں کہ اس وقت صورت یہ ہے کہ اجلاس کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ میں نے ٹائم کی بات کی ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! آپ ان سے پوچھ لیں انہوں نے کہا تھا کہ winding up کل کر لیں گے۔

جناب سپیکر، جی لاءمنسٹر صاحب ارشاد فرمائیں گے کہ کیا یہ آپ کی بات ہوئی ہے۔ (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

ملک محمد وزیر اعوان، جناب والا! ان کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب سپیکر! آپ ہماری بات بھی تو سنیں۔

جناب سپیکر، جی میں آپ کی بات سن چکا ہوں۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب سپیکر! کہیں ایسا تو نہیں کہ اس میں میرا نام نہ لکھا ہو۔

جناب سپیکر، جی! آپ کا نام اس میں شامل ہے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب سپیکر! آپ کو ہماری بات سننی ہو گی۔ وگرنہ یہ ہمارے ساتھ بڑی زیادتی ہو گی۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز۔

لاءمنسٹر صاحب بات صرف یہی ہے جو وصی ظفر صاحب فرما رہے ہیں کہ کیا یہ بات آپ کے ساتھ ان کی طرح ہوئی ہے کہ آپ winding up کل کر لیں گے اگر یہ بات آپ کی طے ہوئی ہے تو پھر مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن جو میرے پاس لکھا ہوا آج ہی آپ نے مجھے دیا ہے جو میرے سامنے ہے وہ یہ ہے کہ آج ہی اجلاس کو prorogue ہونا ہے۔

وزیر قانون، جناب والا!

جناب زاہد پرویز، جناب والا! ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے آج تک ایک بھی تقریر نہیں کی۔

ملک محمد وزیر اعوان، جناب والا! بجلی چوروں نے ہمارے ایکسئین کو قتل کیا ہے۔ ہم اس سلسلہ میں بات کرنا چاہتے ہیں اور ہم آئندہ کسی کو یہ حق نہیں دیں گے کہ وہ اس طرح کی بات طے کرے۔

جناب سپیکر، تو یہ کون کون صاحبان ہیں جو لازمی بات کرنا چاہتے ہیں؟ مجھے نام لکھ کر دے دیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں بھی ہوں۔

جناب سپیکر، جی وصی ظفر صاحب کو میں اجازت نہیں دیتا۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! مجھے آپ نے پچھلی دفعہ بھی امن عامہ کے سلسلہ میں تقریر کرنے کی اجازت نہیں دی تھی۔

ملک امان اللہ خان، جناب والا! آج تک جتنی بھی اسمبلی ہوئی ہے اس میں اگر آپ میری ایک بھی غیر حاضری ثابت کر دیں تو میں کہوں گا کہ آپ مجھے ٹائم نہ دیں۔ یہ کیا زیادتی ہے کہ آپ ہمیں ٹائم نہیں دے رہے۔

چودھری محمد فاروق، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اس ایوان میں ہر بار یہ بات ہوتی ہے کہ یہ ایوان افہام وتفہیم سے چلایا جائے لیکن ہماری کتنی بدقسمتی کی بات ہے کہ حزب اختلاف کا جو چیف وہپ ہے وہ دستخط کر کے آپ کی چیئر پر کاغذ دیتا ہے کہ آج اجلاس prorogue ہو گا تو اس کی بات پر عمل نہیں ہوتا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ آپ تشریف رکھیں۔ ان کی بات تو سنیں۔

چودھری محمد فاروق، جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے اپنی تقریر میں کہا ہے کہ آج اجلاس prorogue ہو گا لیکن اپوزیشن کے جو ممبران ہیں یہ اپنے قائد کی بات کا بھی احترام نہیں کرتے اور اس کے باوجود کہتے ہیں کہ اجلاس چلے گا۔ اگر یہ نصر اللہ دریشک صاحب، وزیر قانون کی بات کو نہیں تسلیم کرتے تو کم از کم اپنے قائد حزب اختلاف کے الفاظ کا تو بھرم رکھ لیں۔

ملک محمد وزیر اعوان، جناب سپیکر! کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ یہاں مجھے جو بات بتائی گئی ہے اور یہاں میرے پاس یہ جو لکھا ہوا ہے اس میں بلاشبہ یہ ہے کہ ان دونوں صاحبان نے لکھ کر دیا تھا کہ وقفہ سوالات کو آدھا گھنٹا دیا جائے۔ پریویلج موشنز کو پندرہ منٹ دیے جائیں اور اس کے بعد حزب اختلاف کے جو ممبران بولنا چاہتے ہیں ان کو پانچ پانچ منٹ ٹائم دے کر تقریر کروا لی جائے۔ اس کے بعد اگر آج لاء منسٹر صاحب کی صرف winding up رہ جاتی ہے تو صرف winding up صبح ہو جائے گی۔ یہ مجھے لاء منسٹر صاحب نے ابھی فرمایا ہے کہ انہوں نے وصی ظفر صاحب کے ساتھ اس بات سے اتفاق کیا تھا اس کے بعد اگر winding up speech وزیر قانون صاحب کی اگر آج رہ جاتی ہے تو پھر winding up speech

صبح ہو جائے گی۔ یہ وزیر قانون صاحب نے مجھے ابھی فرمایا ہے کہ انہوں نے وصی ظفر صاحب سے اس بات پر اتفاق کیا تھا اور قائد حزب اختلاف کے ساتھ اتفاق کیا تھا کہ اگر winding up speech آج رہ جاتی ہے تو کل کر لیں گے۔ ہم نے اس اجلاس کو اپوزیشن کی ریکوزیشن پر پندرہ بیس روز چلایا ہے۔ اگرچہ اس میں ماحول اتنا سنجیدہ قومی قسمت سے نہیں رہا کہ اس میں ہمارے معزز اراکین اسمبلی اسی انداز میں contribute کر سکیں جیسے وہ کرنا چاہتے تھے۔ لیکن پھر بھی ہم نے کوشش کی کہ وہ تمام ممبران اسمبلی جو بولنا چاہتے ہیں اس پر اظہار خیال کریں۔ اب ہمیں اس صورت میں اس اجلاس کو prorogue نہیں کرنا چاہیے کہ کچھ صاحبان یہ کہتے ہوئے جائیں کہ ہمیں بات کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ میرے خیال میں کوئی حرج نہیں کہ ہم اس اجلاس کو ایک روز اور چلا لیں اور جو صاحبان بات نہیں کر سکے وہ اس سے اپنا مافی الضمیر بیان کر لیں۔ اس میں پھر یہ ہو گا کہ کل کوئی وقفہ سوالات نہیں ہو گا۔ کل کوئی تحاریک استحقاق نہیں ہوں گی کوئی تحاریک التوائے کار بھی نہیں ہوں گی اور اس میں کوئی پوائنٹ آف آرڈر بھی نہیں ہو گا۔ میرے پاس اس وقت 9 صاحبان کے نام ہیں۔ اس میں ملک حاکمین صاحب، علی اکبر مظہر وینس صاحب، محمد اکرم افضال صاحب، چودھری جاوید گھمن صاحب، چودھری بشیر احمد صاحب، ملک وزیر اعوان صاحب، راؤ طارق محمود صاحب، زاہد پرویز صاحب، ملک امان اللہ صاحب۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب والا! تمام بولنے والوں کو آدھ گھنٹا وقت دیا گیا ہے۔ ہم پانچ منٹ نہیں لیں گے۔ ہم بھی پچیس منٹ لیں گے۔ یہ بڑی زیادتی ہے۔ جناب والا! پانچ منٹ میں ہم کیا بات کر سکیں گے۔ اور کل سارا دن تقریریں ہوں گی۔ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا اور کوئی کسی کی بات نہیں سنی جائے گی۔ آتے ہی ہماری تقریریں شروع ہو جائیں گی۔ اور جو وقت پر نہیں ہو گا تو اس کی تقریر نہیں ہو گی۔ اس کے علاوہ کوئی کورم کی بات بھی نہیں ہو گی۔ ہم اپنی باتیں ریکارڈ کروانا چاہتے ہیں ہم کسی کو نہیں سنانا چاہتے۔ یہ آنے والی نسلیں پڑھیں گی۔ کہ ہم نے اس ایوان میں کھڑے ہو کر کیا کہا تھا۔ بس یہی ہماری گزارش ہے۔

جناب سپیکر، سید ناظم حسین شاہ اور عباس علی انصاری صاحب۔

سید ناظم حسین شاہ : جناب والا! میرا نام؟

جناب سپیکر، شاہ صاحب ! آپ کا نام میں نے بول دیا ہے آپ متوجہ نہیں تھے۔

راجہ محمد خالد، جناب والا! میرا نام بھی شامل کر لیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ میں آپ کا نام بھی شامل کر لیتا ہوں۔ کرنل محمد یامین صاحب کا نام بھی شامل کر لیتے ہیں۔

چودھری صداقت علی، میرا نام بھی شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر، آپ کا نام بھی شامل کر لیتے ہیں۔ میرے پاس اس وقت 15 نام ہیں۔ ان 15 صاحبان کو میں دس دس منٹ دوں گا۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، نہیں جناب دس منٹ کم ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں چودھری صاحب ! آپ کو میری یہ بات ماننا پڑے گی۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ لہٰذا میں تمام صاحبان کو دس دس منٹ تقریر کے لیے دوں گا اور اس میں نہ کورم پوائنٹ آؤٹ ہو گا نہ ہی پوائنٹ آف آرڈر ہو گا۔ کیونکہ یہ بات آپس میں طے شدہ ہے۔ کسی کی تقریر کے دوران کوئی مداخلت نہیں ہو گی۔ جو صاحب بات کرنا چاہیں گے اپنا مؤقف پیش کریں گے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! میرا نام اپوزیشن لیڈر نے بھیجا ہے؛ میرا قصور کیا ہے۔

"اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا"

جناب محمد اسلم گورداسپوری، جناب والا! میرا ایک پوائنٹ آف آرڈر ہے اگر آپ اجازت فرمائیں۔

جناب سپیکر، ارشاد فرمائیں۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری، جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ مینار پاکستان ایک تاریخی سیرگاہ ہے جہاں پاکستان کے انتہائی سادہ اور غریب لوگ سیر کرنے کے لیے آتے ہیں اور عقیدت کے طور پر اس تاریخی مقام کو دیکھنے کے لیے آتے ہیں۔ پنجاب کی حکومت نے مینار پاکستان کو ٹھیکے پر دے دیا ہے اور اس پر ٹکٹ لگا دیا ہے۔ یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، شیم شیم۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری، خدا کے واسطے ان کو منع کیا جائے اور وہ ٹھیکہ منسوخ کروایا جائے۔ اور وزیر قانون صاحب اپنی جوابی تقریر میں اس کا جواب ضرور دیں بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر، اجلاس کل صبح 9.00 بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## صوبائی اسمبلی پنجاب کا نواں اجلاس

پیر' 26- فروری' 1990ء

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 9 بج کر 38 منٹ پر منعقد ہوا۔
جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ کی سعادت قاری ظہور احمد ایوبی نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝١ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝٢ وَاِذَا الْجِبَالُ
سُيِّرَتْ ۝٣ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝٤ وَاِذَا الْوُحُوْشُ
حُشِرَتْ ۝٥ وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝٦ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ۝٧
وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝٨ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝٩ وَاِذَا الصُّحُفُ
نُشِرَتْ ۝١٠ وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ۝١١ وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ۝١٢
وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ۝١٣ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ ۝١٤ فَلَآ
اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۝١٥ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ۝١٦ وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ ۝١٧
وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ۝١٨ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝١٩

سورۃ التکویر آیات 1 تا 19

جب آفتاب بے نور ہو جائے گا۔ اور جب ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر گر پڑیں گے۔ اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے۔ اور جب دس مہینے کی گابھن اونٹنیاں چھٹی پھریں گی۔ اور جب وحشی جانور جمع ہو جائیں گے۔ اور جب دریا بھڑکائے جائیں گے۔ اور جب ایک ایک قسم کے لوگ اکٹھے کیے جائیں گے۔ اور جب زندہ گاڑھی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا۔ کہ وہ کس گناہ پر قتل کی گئی تھی۔ اور جب نامۂ اعمال کھول دیے جائیں گے۔ اور جب آسمان کھل جائے گا۔ اور جب دوزخ دہکائی جائے گی۔ اور جب جنت نزدیک کر دی جائے گی۔ ہر شخص ان اعمال کو جان لے گا جو لے کر آیا ہے۔ تو میں قسم کھاتا ہوں ان ستاروں کی جو پیچھے کو ہٹنے لگتے ہیں۔ چلتے رہتے ہیں جا چھپتے ہیں۔ اور قسم ہے رات کی جب وہ جانے لگے۔ اور قسم ہے صبح کی جب وہ آنے لگے۔ کہ یہ قرآن کلام ہے ایک معزز فرشتے کا لایا ہوا۔

وما علینا الاالبلاغ٥

## پوائنٹ آف آرڈر

## کورم کا سوال

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! ہاؤس کورم میں نہیں ہے۔ گنتی کرالی جائے۔

جناب سپیکر، چونکہ کورم پوائنٹ آؤٹ ہوا ہے لہذا گنتی کریں---- گنتی کی گئی---

چونکہ کورم نہیں ہے' اس لیے گھنٹیاں بجائی جائیں---- گھنٹیاں بجائی گئیں--- 10 بج کر 2 منٹ پر گھنٹیاں بند ہوئیں اور اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔

جناب سپیکر، تو معلوم ہوتا ہے کہ اب میاں منظور احمد موہل صاحب کورم کی نشان دہی نہیں کرتے ہیں' کیونکہ خاموشی سے تو یہی معلوم ہوتا ہے----

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! بات یہ ہوئی ہے کہ پیپلز پارٹی اور آئی جے آئی آپس میں افہام و تفہیم کرتے ہیں اور وہ ایسی افہام وتفہیم کرتے ہیں کہ میرے خیال میں آپ کو سب سے زیادہ علم ہوگا کہ گو ان میں آپس میں نظریاتی اختلاف ہے۔ وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے باہر اور اس اسمبلی کے اندر افہام وتفہیم کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لیکن میں نے ہمیشہ یہی کہا ہے کہ ہم یہاں عوام کا mandate لے کر آئے ہیں اور عوام نے ہمیں یہاں بھیجا ہے ہمیں یہاں حاضر رہنا چاہیے لیکن جناب والا یہ کتنی ستم ظریفی کی بات ہے کہ ہم کبھی بھی 65 آدمی نہیں ہوتے اور اجلاس کی کارروائی چلتی رہتی ہے میں نے اس فارمولا کے تحت کورم کی نشان دہی کی تھی لیکن مجھے ان سب لوگوں نے کہا ہے اور میں نے آئندہ ان سے یہ وعدہ کیا ہے کہ آپ اگر کورم پورا کرتے رہیں گے تو میں اس کی نشان دہی نہیں کروں گا اور یہ افہام وتفہیم ہوئی کہ اس کی نشان دہی نہ کی جائے میرے خیال میں پارلیمانی روایت میں کسی جگہ پہ ایسی مثال نہیں ہے کہ آپ نشان دہی نہ کریں چونکہ افہام وتفہیم ہو چکی ہے۔ جناب والا! چونکہ وہاں پر میری بہن بھی آ گئی تو پنجاب کی یہ روایت ہے کہ جب بہن کسی کے پاس چلی جائے تو پھر کچھ بھی ہو اس کو معاف کر دینا چاہیے میں وزیر قانون کی بات پر قطعاً نہیں مانا ہوں کیونکہ وزیر قانون صاحب کی پالیسی سے مجھے زبردست اختلاف ہے کہ وہ نہ کچھ جانتے ہیں اور نہ وہ تیاری کرتے ہیں اور جیبھے ڈالتے ہیں اور میں نے ان کو یہ بھی کہا ہے کہ میں نہ پیپلز پارٹی میں ہوں نہ میں آئی جے آئی میں ہوں۔ میرا اپنا ایک گروپ ہے اس کا نام فارورڈ بلاک ہے۔ میں اب آپ کی ہر بات پر یہاں اختلاف کروں گا جو آپ غلط کام کرتے ہوں گے۔ مجھے آپ نے خریدا نہیں ہوا ہے نہ ہی میں نے

کوئی ایسی مراعات لی ہیں۔ اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ میں دب جاؤں گا تو میرا ماضی اس بارے میں گواہ ہے کہ جب پیپلز پارٹی کی مرکز اور صوبے میں دونوں طرف حکومت تھی تو مجھ پر اس وقت فائرنگ بھی ہوئی تھی اور چاروں صوبوں میں 69 مقدمات بھی مجھ پر بنائے گئے تھے اور اس وقت بھٹو صاحب بھی زندہ تھے۔ میں اس وقت ان کے دباؤ میں بھی نہیں آیا تھا نواز شریف تو میرے سامنے کوئی بات نہیں ہے کہ میں اس کے دباؤ میں آ جاؤں گا۔ تو میں اپنا پوائنٹ آف آرڈر واپس لیتا ہوں، چونکہ میری بہن میرے پاس آ گئی تھی۔ اس لیے میں نے یہ کیا ہے۔

**نواب زادہ غضنفر علی گل**، جناب والا! میں میاں منظور احمد موہل صاحب کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے پنجاب کی روایت کو زندہ رکھا ہے اور ایک بہن کے کہنے پر انھوں نے ہم سب کے لیے آسانی پیدا کی۔

## امن عامہ کی صورت حال پر بحث (---جاری)

**جناب سپیکر**، جناب ملک حاکمین خان صاحب۔

**ملک حاکمین خان**، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب سپیکر! حسن اتفاق ہے کہ آج پنجاب اسمبلی کا سیشن ہو رہا ہے اور آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ اس سے پہلے پچاس سال قبل اس لاہور شہر میں جو تاریخی شہر ہے اسی شہر میں قرارداد پاکستان پیش ہوئی تھی اور جناب، آج گولڈن جوبلی کے لیے تیاریاں ہو رہی ہیں، اس لیے جناب والا میں آپ کی اجازت سے اس قائد اعظم محمد علی جناح کو مخاطب ہوں، جو بابائے قوم تھے جنھوں نے اس ملک کو اور اس حصے کو آزادی دلوائی اور جناب والا! آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ جناب محمد علی جناح نے اس قوم کو UNITY, FAITH AND DISCIPLINE کے اصول دیے تھے اور میں آج آپ کی اجازت سے اس قوم کے رہنماؤں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ بابائے قوم کے ان اصولوں پر آپ کس حد تک کاربند رہے ہیں اور انھوں نے ہمارے بزرگوں کے حوالے ایک امانت کی تھی اور وہ امانت پاکستان، آزاد پاکستان اور صرف اس وقت جمہوریت تھی۔ جناب والا! میں ان لیڈران سے پوچھنا چاہتا ہوں کیونکہ مسئلہ پنجاب کا ہے۔ وہ اپنے اپنے گریبان میں جھانکیں وہ بابا کے ان اصولوں پر کس حد تک عمل پیرا ہوئے اور انھوں نے اس امانت کو جس میں اتحاد کی بات تھی یگانگت کی بات تھی کس طرح محسوس کیا۔

جناب والا! اب جب کہ میں پنجاب حکومت سے مخاطب ہوں اگر میں ایسا نہ کہوں تو مجھے

انتہائی افسوس ہوگا کیونکہ یہاں ان تینوں چیزوں کا نام و نشان ہی نہیں۔ جہاں تک امانت ہ ں ہے جو ہمارے بزرگوں کے ورثے میں آئی تھی۔ جناب آپ جانتے ہیں کہ اس امانت میں گزشتہ کئی سالوں سے ان غاصبوں نے، ان ڈکٹیٹروں نے بےرحمی سے خیانت کرنے کی کوشش کی اور کس طرح اس پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی۔ لیکن جناب والا آپ جانتے ہیں کہ اس جمہوریت کو یحییٰ خان، ایوب خان اور ضیاء الحق نے ختم کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی۔ انھوں نے اسے ہر طرح ختم کرنے کی کوشش کی۔ لیکن ایسے لوگ بھی تھے جو حریت پسند تھے اور آزادی کے متوالے تھے۔ جناب والا! یہ وہ پارٹی تھی، جس نے امانت کو محفوظ کرنے کے لیے ان ڈکٹیٹروں کا مقابلہ کیا اور اس امانت کو محفوظ کرنے کے لیے اس پارٹی کے لیڈر کو خواہ تختہ دار بھی جانا پڑا مگر اس نے اپنے اصولوں کا سودا نہیں کیا۔ اس پارٹی کے نوجوانوں نے بابا کے تین اصولوں پر عمل پیرا ہونے کی خاطر خواہ انھیں شاہی قلعے میں جانا پڑا یا پھانسی کے پھندے پر چڑھنا پڑا تو انھوں نے اس کی بھی قطعاً کوئی پرواہ نہ کی اور انھوں نے اس امانت کو محفوظ کرنے کے لیے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ جناب والا! اسی لیے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آج پنجاب میں جو حالات رونما ہو رہے ہیں جو یہاں پر افراتفری کا عالم ہے یہی لیڈر بابا کے وارث بن رہے ہیں اور بابا کے فوٹو کے ساتھ ان کا فوٹو لگایا جا رہا ہے۔ میرا مطلب میاں صاحب کی طرف ہے یہاں پر میں نے ایک بورڈ پڑھا، اس پر فوٹو دیکھا جس میں لکھا ہوا تھا کہ " قائد اعظم کا بیٹا۔" بابا، خدارا! کچھ خیال کرو انصاف کرو۔ اس کا تو باپ ضیاء الحق تھا۔ ضیاء الحق نے کہا تھا کہ بیٹا میری عمر بھی تمھیں لگ جائے۔ اب کہاں بابا قائداعظم اور کہاں ضیاء الحق۔

جناب والا! اگر وہ بات بھی درست ہوتی، اگر وہ قائد اعظم کا بیٹا بننا چاہتا ہے تو ہے۔ لیکن پھر قائد اعظم کے اصولوں پر تو کاربند رہے۔ کہاں انصاف ہو رہا ہے؟ کہاں تنظیم ہے؟ کہاں یگانگت ہے؟ کہاں ڈسپلن ہے؟ جناب والا! یہاں تو کچھ بھی نہیں۔ یہاں تو پنجاب کی حکومت ڈائریکٹ وفاق کو چیلنج کر رہی ہے۔ کبھی بنک کی بات ہوتی ہے۔ کبھی ٹیلی ویژن کی بات ہوتی ہے۔ کبھی فارن پالیسی میں مداخلت کی بات ہوتی ہے۔ جناب والا! یہ تنظیم ہے، یہ اتحاد ہے، نہیں نہیں اس طرح نہیں ہو سکتا۔ اس چیف منسٹر کو اپنی اوقات میں رہنا چاہیے تھا۔ وہ ایک وزیر اعظم ہے۔ منتخب وزیر اعظم ہے۔ پروٹوکول کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے تھا۔ اسے ڈسپلن میں رہنا چاہیے تھا۔ جناب والا! آپ ان معاملات سے بخوبی آگاہ ہیں، لیکن اس کی ہٹ دھرمی ہے۔ یہ لوگ اپنی ہٹ دھرمی پر قائم ہیں۔ یہ قوم کے بابا کے اصولوں پر کاربند نہیں ہیں۔ یہ ڈکٹیٹروں اور ان غاصبوں کے تسلسل کی پیداوار ہیں۔ یہ اس تسلسل کو

قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ اگر واقعی یہ مخلص ہوتے تو جناب والا! انھیں الیکشن کے بعد وہاں چیف آف سٹاف کے پاس نہیں جانا چاہیے تھا' کیونکہ بابا نے ممانعت کی تھی۔ بابا کا حکم تھا کہ اس ملک میں جمہوریت ہوگی۔ ہم نے یہ ملک اس لیے بنایا ہے کہ یہ ایک آزاد مملکت ہوگی۔ اس میں جمہوریت ہوگی۔ لوگوں کے بنیادی حقوق انھیں دیے جائیں گے۔

جناب والا! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اب بات ہو رہی ہے کہ افراتفری ہے۔ میں پولیس کے خلاف نہیں جانا چاہتا' اس لیے کہ پولیس اس لیے بنی تھی' پولیس کو اس لیے یونیفارم دی گئی تھی کہ یہ ملک کی محافظ ہوگی۔ لوگوں کی عزتوں کو محفوظ کرے گی۔ غاصبوں کا محاسبہ کرے گی اور مظلوموں کا ساتھ دے گی۔ لیکن جناب والا! یہاں پنجاب میں کیا ہو رہا ہے؟ ذاتی پسند اور ناپسند کی باتیں ہو رہی ہیں۔ یہاں جو ترقی بھی ہوتی ہے تو وہ وفاداری کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ انتہائی افسوس ہے اور ان سے کیا کام لیا جاتا ہے۔ ان سے اپنے ذاتی مفادات کے لیے بابا کے اصولوں کو تہس نہس کرنے کے لیے کام لیا جاتا ہے۔ بابا کے اصول تو یہ تھے کہ یہ ملک جو جمہوریت کے لیے بنا ہے اس میں جمہوریت کو مستحکم کریں۔ اب جو لوگ آ کر میدان میں اترے تھے جنھوں نے اس ملک میں جمہوریت کے لیے جان دی۔ اس کو محفوظ کرنے کے لیے جان دی۔ جس طریقے سے یہ لوگ جو جمہوریت کا راستہ روک رہے تھے' جمہوریت کو فتح کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ ان کے لیے میدان میں اترے۔ بابا! ہم نے تمھارے لیے' تمھاری جمہوریت کی بحالی کے لیے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ بابا! آج دیکھیں یہ کیا ہو رہا ہے؟ بابا! آج یہ دیکھ کہ تمھاری اس امانت کو محفوظ کرنے کے لیے کتنا ظلم وستم ڈھایا جا رہا ہے۔ بابا! دیکھو ہم نے تمھارے لیے' اس ملک کی بقاء کے لیے' جمہوریت کی بحالی کے لیے کتنا ظلم جھیلا ہے۔ یہ وہی گوندل ہے جو مجھ پر تشدد کر رہا ہے۔ میرا جبڑا توڑ رہا ہے۔ یہ وہ ہے جس نے مجھے لہولہان کیا ہوا ہے۔ تو جناب والا! میں نے کیا جرم کیا تھا؟ میں کوئی ڈاکو تھا؟ میں کوئی چور تھا؟ میں کوئی تخریب کار تھا؟ میں کوئی ملک دشمن تھا؟ میرا تو صرف یہ جرم تھا کہ ہم بابا کے اصول کے کاربند تھے۔ بابا نے ہمیں یہ فلسفہ دیا تھا۔ بابا نے ہمیں یہ سوچ دی تھی کہ تم نے اس ملک میں جمہوریت قائم رکھنی ہے۔ تم نے ان غاصبوں اور ڈکٹیٹروں کا مقابلہ کرنا ہے۔ لیکن جناب والا! اس گوندل نے یہ بھی کیا کہ اس گورنمنٹ میں جس میں ہمارے بڑے محترم لوگ سیکرٹری حضرات جو ہوتے ہیں۔ جناب والا! یہ گورنمنٹ ہوتی ہے۔ ان لوگوں نے ان کے خلاف بھی وہ حالات پیدا کیے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس سیکرٹری ارینگیشن کا کیا قصور تھا؟ جناب والا اس کا کوئی قصور نہیں تھا۔ لیکن اس کے اگر کسی بچے کا کوئی قصور ہوا تو کیا اس

کی چادر اور چار دیواری کا تقدس بھی پامال کیا گیا۔ اس سیکرٹری کے گھر چھاپے مارے گئے اور اس کی بے عزتی کی گئی اور پھر وقتی طور پر عارضی طور پر ان کے آنسو صاف کیے گئے اور آرڈر ہوا کہ سسپینڈ کیا جا رہا ہے۔ لیکن اس کے بعد پروموشن کے لیے ترقی کے لیے پھر آگے بڑھایا جا رہا ہے۔

جناب والا! یہ کوئی خدمت نہیں۔ نہ یہ ملک کی خدمت ہے نہ یہ قوم کی خدمت ہے۔ اس سے کوئی بھی ملک نہ ترقی کر سکتا ہے اور نہ آگے بڑھ سکتا ہے۔ یہی امن عامہ ہے۔ افراتفری کا عالم ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ ملک کسی کی جاگیر ہے؟ اس کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہتے ہیں؟

جناب والا! انتہائی افسوس ہے۔ ہم کہاں چیخیں۔ کہاں پکاریں۔ کس کے ساتھ جا کر ہم اپنے دل کی بات کریں۔ کس سے انصاف مانگیں۔ جناب والا! پھر تو میں یہی کہوں گا:

وہی قاتل وہی مخبر وہی منصف ٹھہرے
اقرباء کریں میرے خون کا دعویٰ کس پر

جناب والا! ایسے حالات پیدا کیے جا رہے ہیں کہ جس سے انتہائی خطرناک بات آگے بڑھ سکتی ہے۔ جناب والا! میں پھر آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت ان حالات میں جب کہ سیاسی معاملات اور ملک میں افراتفری کا عالم ہے۔ ہر طرف قتل عام، ڈکیتیاں، چوریاں ہو رہی ہیں۔ لوگوں کے ذہن ماؤف ہو چکے ہیں۔ لوگ پریشان ہیں۔ دنیا نظر لگائے بیٹھی ہے۔ لوگ دیکھ رہے ہیں کہ یہ کیا کر رہے ہیں لیکن ہمارے چیف منسٹر پنجاب اس طرف توجہ نہیں فرما رہے۔ وہ نہ تو ہاؤس میں آتے ہیں اور نہ اس طرف توجہ فرماتے ہیں۔ وہ رستہ وہ اختیار کرنا چاہتے ہیں جس میں جمہوریت کو ختم کیا جائے۔ وہ رستہ وہ اختیار کرنا چاہتے ہیں جس سے ان کے ذاتی مفادات کی نگہبانی ہو سکے کیونکہ اس وقت ان کی وہی سوچ ہے۔ ان کے مفادات وہ ہیں جو جمہوریت کے قائم رہنے سے نہیں رہ سکتے۔ ان کے مفادات پاکستان پیپلز پارٹی کے قائم رہنے سے نہیں رہ سکتے۔ پھر جناب والا! انھیں جو سب سے بڑا دھچکا پہنچا وہ حلقہ 99 کے الیکشن سے پہنچا۔ اب وہ سمجھ چکے ہیں کہ اس شکست سے میرے تابوت میں یہ آخری کیل ثابت ہو گا۔ اس دن سے یہ اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھے ہیں لیکن میں ان کو دعوت دیتا ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ میاں صاحب، اگر صبح کا بھولا شام کو گھر واپس آ جائے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔ جاؤ جا کر پرائم منسٹر سے بات کرو۔ اس سے ملاقات کرو کہ میں بحیثیت چیف منسٹر آپ کے پاس آیا ہوں۔ اس کو مانو کہ وہ پرائم منسٹر ہے۔ اس کو تسلیم کرو۔ اس کو پروٹوکول دو۔ ڈسپلن کا مظاہرہ کرو۔ (نعرہ ہائے تحسین) میں یہ بات اس طرح سے کروں گا۔

مختصر سی زندگی کم ہے محبتوں کے لیے
وقت کہاں سے لاتے ہیں لوگ نفرتوں کے لیے

جناب والا! پھر میری یہی استدعا ہے کہ اگر میاں صاحب آپ اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہے۔ آپ اگر ایسے حالات پیدا کرتے رہے۔ آپ نے اگر افراتفری کا عالم پیدا کیا۔ آپ ہاؤس سے غیر حاضر رہے۔ آپ پنجاب کے لوگوں کی خدمت کرنے کے بجائے دوسرے صوبوں میں جاتے رہے اور سازشوں میں مصروف رہے تو پھر حالات ٹھیک نہیں ہوں گے۔ آپ تو کہتے ہیں کہ میں پنجاب کا لیڈر ہوں میں کہتا ہوں کہ پنجاب کا لیڈر بننے کے لیے بڑے بحران سے گزرنا پڑتا ہے۔ پنجاب کا مزاج تو بہادروں کا مزاج ہے۔ پنجاب کے لوگ تو بڑی جدوجہد سے لیڈر بنتے ہیں۔ وہ مشکلات کا مقابلہ کرتے ہیں اور ثابت قدم رہتے ہیں۔ خواہ انھیں تختہ دار پر بھی جانا پڑے۔ وہ دشمن کے سامنے ہتھیار نہیں پھینکتے۔ میاں صاحب' پنجاب کا لیڈر بننے کے لیے بڑی بردباری کی ضرورت ہے۔ بڑی بہادری کی ضرورت ہے۔ بڑے دل گردے کی ضرورت ہے۔ تکلیفیں اٹھانے کی ضرورت ہے۔ میاں صاحب' آپ تو حادثات کی پیداوار ہیں۔ آپ تو مارشل لاء کی پیداوار ہیں۔ کہاں پنجاب اور کہاں آپ؟ اگر آپ میں اتنی عقل ہوتی' میں مخاطب ہوں تمھارے ان ایڈوائزروں سے جو تمھیں مشورہ دیتے ہیں کہ تم ڈائریکٹ پرائم منسٹر سے' وفاق سے ٹکراؤ۔ میاں صاحب تمھاری اس میں اہلیت ہے کہ تم غلط فہمی میں نہ آؤ۔ ہوش کرو۔ میں نے 88 میں اپنی ایک پریس کانفرنس میں اس وقت کے ڈکٹیٹر کو کہا تھا کہ 88 کا سال الیکشن کا سال ہوگا جب کہ اس وقت وہ غاصب مکمل طور پر مسلط تھا۔ میری یہ assessment تھی۔ میں ایک پولیٹیکل ورکر تھا۔ میں جانتا تھا۔ میاں صاحب' آج بھی میں تمھیں خبردار کر رہا ہوں کہ تمھارے دن بیت چکے ہیں۔ تم کمزور وکٹ پر پہنچ چکے ہو۔ اب بھی وقت ہے مانو اور ہوش مند اور باشعور ایڈوائزر' جو تمھیں صحیح مشورہ دیں ان کا مشورہ مانو اور ہم تمھیں اس لیے مشورہ دینا چاہتے ہیں کہ تم اس ملک کو تباہی کے راستے پر نہ لے جاؤ۔ یہ کبھی نہ سوچنا اگر اس ملک کو نقصان ہوگا' اس ملک میں افراتفری ہوگی' کوئی ایسے حالات پیدا ہوں گے کہ اس ملک میں کوئی نیا سسٹم آئے گا' کوئی نیا نظام آئے گا' کوئی نئے لوگ آئیں گے تو اس سے جمہوریت کا تو نقصان ہوگا سو ہوگا ملک کا بھی نقصان ہوگا۔ لیکن میاں صاحب' آپ کو کوئی تقویت نہیں ملے گی۔ یہ آپ کی بھول ہے آپ غلط فہمی میں ہیں۔ اس لیے میرا آپ کو مشورہ ہے کہ اگر آپ اس ہٹ دھرمی پر رہیں گے' اگر آپ اپنے مال دولت سے ایسے حالات پیدا کرنا چاہیں گے' اگر پولیس کے زور سے آپ آگے بڑھنا چاہیں گے' لوگوں پر ظلم وستم ڈھانے کی اگر بات کریں گے' اگر آپ سیاسی

انتقام کی بات کریں گے تو وہ سیاسی انتقام خواہ غلام محمد احمد خان مانیکا پر ہو' رئیس شبیر احمد پر ہو' سیاسی انتقام خواہ مخدوم احمد انور عالم پر ہو' وہ سیاسی انتقام مولوی ہدایت اللہ پر ہو جس کے ساتھ کل بھی ظلم ہوا۔ اس پر بے پناہ تشدد کیا گیا اور اس کا کوئی جرم نہیں تھا صرف یہ جرم تھا کہ وہ ایک سیاسی ورکر تھا۔ جناب والا! اتنی زیادتی اتنے ظلم۔ میاں صاحب' اگر اس طرح سے یہ بات جاری رہی تو سنو' میں تمہیں یہ بتانا چاہتا ہوں:

بجھا سکو تو دیا بجھا دو　　دبا سکو تو گلا دبا دو

دیا بجھے گا تو سحر ہو گی　　گلا دبے گا تو حشر ہو گا

میاں صاحب ہمارا مشورہ ہے تمہیں' کہ ایسے حالات پیدا نہ کرو جس سے اس ملک کا شیرازہ بکھر جائے۔ میاں صاحب بات پیپلز پروگرام کی آ رہی ہے۔ یہ فلاح و بہبود کا ایک پروگرام ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے پیپلز پروگرام جو کہ 1972ء میں جناب شہید ذوالفقار علی بھٹو نے پیش کیا تھا۔ جس سے لوگوں میں خوشحالی کا دور شروع ہوا۔ ترقیاتی پروگرام شروع ہوئے۔ جہاں سکول نہیں تھے وہاں پر سکول شروع کیے گئے۔ جہاں پر سڑکیں نہیں تھیں وہاں پر سڑکیں بنائی گئیں۔ جہاں ہسپتال نہیں تھے' وہاں پر ہسپتال بنائے گئے۔ وہی پروگرام آج پیپلز پروگرام کے تحت اس کی بیٹی نے شروع کیا ہے۔ لیکن جناب والا کیا ہوا؟ آپ جانتے ہیں۔ آپ کے نوٹس میں یہ بات موجود ہے کہ وہاں بہاولپور میں لوگوں کے لیے پانی پینے کے لیے ایک ٹیوب ویل لگایا گیا اور اس پنجاب کے حکمرانوں نے اس ٹیوب ویل کو مٹی سے بند کر دیا۔ اس ٹیوب ویل کے جو پائپ تھے انھیں بھی توڑا گیا۔ جناب والا! کیا اسلام ہمیں یہ درس دیتا ہے؟ پینے کے لیے لوگوں کو پانی دینا چاہیے یا ان کا پانی روکنا چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بات بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں۔ ضلع اٹک میں جو کہ میرا ضلع ہے۔ میرا حلقہ انتخاب ہے۔ جناب والا! اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں سے اس پیپلز پروگرام کے تحت ہم نے وہاں سکول بھی بنائے' وہاں پر ہسپتال بھی بنائے' وہاں پر سڑکیں بھی بنائی ہیں' وہاں گلیاں بھی بنائیں' وہاں پر پیاسے لوگوں کو پانی بھی مہیا کیا۔ بیمار لوگوں کے لیے ہسپتال بھی بنائے۔ وہاں پر ہم نے افتتاحی تقاریب بھی کیں لیکن کسی پنجاب گورنمنٹ کی جرأت نہیں تھی کہ وہ راستے میں رکاوٹ بن سکے۔ آج بھی میں کہنا چاہتا ہوں اور خبردار کرنا چاہتا ہوں کہ میں اٹک کے مقام پر کیونکہ میرا ڈسٹرکٹ اٹک ہے۔ وہاں پر پیپلز پروگرام کو جاری رکھوں گا بلکہ جاری و ساری رکھوں گا۔ ان لوگوں کی پسماندگی کو دور کرنے کے لیے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھوں گا۔ اگر میرے راستے میں کوئی رکاوٹ بننے کی کوشش کرے گا تو جناب والا آپ جانتے

ہیں۔ ہم تو ٹینک اور توپوں سے لڑے ہیں۔ یہیں ریگل چوک میں لڑے ہیں۔ ہر گلی کوچے میں لڑے ہیں۔ جمہوریت کی بحالی کے لیے لڑے ہیں۔ اس ملک کی بقا کے لیے لڑے ہیں تو یہ ہمارا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔ اس لیے جناب والا! میری آپ سے مؤدبانہ استدعا ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ ان کو سبق دیں۔ ان کو درس دیں۔ ان کو احساس دلائیں یہ بھولے بھٹکے لوگ ہیں ان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی۔ جناب والا! شعر و شاعری کا مجھے کوئی شوق نہیں۔ لیکن میں جب ایسے حالات دیکھتا ہوں کہ کہیں پر لاشیں بکھری ہوئی ہیں کہیں کسی کا کوئی سر پھٹا ہوا ہے۔ کہیں ہر طرف سناٹا ہے لوگ چیخ و پکار کر رہے ہیں تو میں پنجابی میں کہوں گا کہ:

اک روئی سی دھی پنجاب دی توں لکھ لکھ مارے وین
آج لکھاں دھیاں روندیاں تینوں وارث شاہ نوں کہن
اٹھ درد منداں دیا دردیا اٹھ تک اپنا پنجاب
آج بیلے لاشاں وچھیاں تے لہو دی بھری چناب

جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری جو گزارش ہوگی رائے ہوگی وہ یہ ہے کہ اس قسم کے حالات میں جہاں تک لسانی مسئلے کا تعلق ہے۔ جناب والا! جس ملک میں ایسے حالات رونما ہو رہے ہوں ایسے حالات جس میں افراتفری ہو، جس میں صوبائی تعصب ہو اس وقت پوری قوم کو یک جان ہونا چاہیے ان طاقتوں کا مقابلہ کرنے کے لیے ہمیں اکٹھا ہونا چاہیے۔ اس سلسلے میں میں یہ سمجھتا ہوں کہ تب ہی یہ بات بن سکتی ہے جب کسی پارٹی کے پاس کسی دھڑے کے پاس کوئی پروگرام ہو، اس کی کوئی orientation ہو اس کی کوئی آئیڈیالوجی ہو جو کسی cause کے ساتھ committed ہو۔ لوگوں کے ساتھ committed ہو۔ اس کا کوئی پروگرام ہو۔ اس کی کوئی سوچ ہو۔ لیکن جناب والا! ادھر تو معاملہ ہی کچھ اور ہے۔ ان کی تو کوئی سوچ ہی نہیں۔ صرف ذاتی مفادات کے لیے ایڈھاک سلسلہ چل رہا ہے۔ جناب والا! جس ملک کا جس پارٹی کا جس دھڑے کا ایڈھاک سسٹم ہو ان کے پاس کوئی ٹھوس پروگرام نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر! آپ نے گھنٹی بجائی ہے میں آپ کے اس اشارے پر صرف اتنا عرض کروں گا کہ جناب، میری آپ سے پھر یہ گزارش ہے کہ ان کو سمجھاؤ، ان کو احساس دلاؤ، کہ یہ صحیح راستے پر آ جائیں۔ (قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تصویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) بابا! ہم تمہارے سامنے سرخرو ہیں۔ اگر ہم سے کوئی کوتاہی ہوئی ہے تو آپ ہم سے آج بھی حساب لے سکتے ہیں اور آنے والے کل

کو بھی حساب لے سکتے ہیں۔ بابا! ہم آپ کے اصولوں پر کاربند رہے۔ ہم آپ کے سامنے اس لیے سرخرو ہیں کہ ہم نے دشمن کے ساتھ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کی ہے۔ ہم نے اپنی وفاداریاں تبدیل نہیں کیں۔ ہم اپنے اصولوں پر کاربند رہے۔

**چودھری محمد فاروق (پارلیمانی سیکرٹری)**، جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ـــــ

**ملک حاکمین خان**، آپ تشریف رکھیں۔

**چودھری محمد فاروق**، میں یہ بتانا چاہتا تھا کہ پریس گیلری میں کوئی موجود نہیں ہے۔

**ملک حاکمین خان**، مجھے پریس گیلری کی پروا نہیں ہے۔ اگر پریس گیلری میں ایک بندہ بھی موجود ہے تو وہ بھی کافی ہے۔ ہم پریس گیلری کی بات نہیں کرتے۔ ہم تو سیدھی بات کرتے ہیں۔

جناب والا! ہم سرخرو ہونا چاہتے ہیں۔ آپ کے داعی ہم ہیں۔ آپ کے وارث ہم ہیں۔ یہ لوگ آپ کے وارث نہیں ہیں۔ یہ آپ کے پروگرام سے ہٹ کر بات کر رہے ہیں۔ یہ باپ کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ ان کے سامنے کوئی نظریہ نہیں' ان کی کوئی سوچ نہیں۔ یہ وفادار نہیں ہیں۔ یہ صرف اپنے مال دولت کے لیے وفادار ہیں۔ ان کے مفادات صرف اور صرف ذاتی مفادات ہیں۔ ہم نے سب کچھ قربان کیا اور تختہ دار تک پہنچے۔ ہمارے لیڈر نے تختہ دار تک پہنچ کر اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا لیکن اپنی جان کی خاطر اصولوں کا سودا نہیں کیا۔ دشمن کے سامنے ہتھیار نہیں پھینکے۔ اس لیے جناب والا! پیپلز پارٹی کے لوگ بہادر لوگ ہیں' بااصول لوگ ہیں۔ ہم انھیں دعوت دیتے ہیں' ہم انھیں مشورہ دیتے ہیں کہ یہ لوگ راہ راست پر آئیں اور جو بھولے بھٹکے ہیں وہ سیدھے ہو جائیں۔ جناب والا! اسی پر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور بہت بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

**جناب سپیکر**، جناب علی اکبر مظہر وینس۔

**جناب علی اکبر مظہر وینس**، نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب سپیکر! میں اس وضاحت کے ساتھ اپنی معروضات شروع کروں گا کہ 18 تاریخ کو ایک تحریک التوائے کار پر جو مولانا منظور احمد چنیوٹی نے پیش کی تھی۔ میں نے اس پر اعتراض کیا حالانکہ وہ متفقہ طور پر پاس ہوئی تھی۔ میرا اس پر اعتراض اس لحاظ سے نہیں تھا۔ میرے نکتے کا مطلب ایک اصلاح طلب بات تھی۔ میں نے عرض کیا تھا کہ میں اس صوبے میں نسلی امتیاز کی بات نہیں سن سکتا۔ حالانکہ میں نے یہ کہا کہ اس تحریک کے پاس ہونے میں' میں اس کے ساتھ ہوں اور یہ ازراہ تفنن تھا اور

اصلاح کا نکتہ بھی تھا۔ لیکن اس پر میرے پریس والے بھائیوں نے تبصرہ کرتے ہوئے یہ لکھ دیا کہ علی اکبر وینس ایک نئے فارورڈ بلاک کی بنیاد رکھ رہا ہے۔ مجھے یہ پڑھ کر افسوس ہوا۔ میں اس ہاؤس کے فلور پر کھڑا ہو کر یہ وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ میرا ضمیر، میرا ضمیر پاکستان پیپلز پارٹی کے ساتھ ہے اور میں نے اپنی ساری زندگی پاکستان پیپلز پارٹی کے ساتھ گزاری ہے۔ میرا مقصد کسی بھی فارورڈ بلاک بنانے کا نہیں ہے اور نہ ہی ان شاء اللہ العزیز کبھی ہوگا۔ میں سیدھا سادا ایک سیاست دان اور سیدھا سادا مسلمان ہوں اور سیاسی ورکر ہوں۔

جناب والا! بات کرنے کا اپنا اپنا ڈھنگ ہوتا ہے۔ لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ ہم اس وقت سیاست دان ہوتے ہوئے اس ہاؤس کا ممبر ہوتے ہوئے سیاست کو ذاتیات کی طرف لے گئے ہیں اور اس کو ذاتی دشمنی اور ذاتی دوستی پر منتج کر دیا ہے۔ جناب والا! یہ انتہائی غلط کی بات ہے جب سیاست دان ذاتی حوالے سے سیاست کرتے ہیں اور سیاست میں ذاتی دشمنیوں اور ذاتی دوستیوں کو لے آتے ہیں تو پھر وہ سیاست دان نہیں رہا کرتے۔ وہ معاشرے کے تیسرے درجے کے شہری بن جایا کرتے ہیں اور میں معاشرے کا تیسرے درجے کا شہری اس کو کہتا ہوں جو جرم کرتا ہے، قانون کو توڑتا ہے، قانون اپنے ہاتھ میں لیتا ہے، لوٹ کھسوٹ کرتا ہے۔ میں اس کو معاشرے کا تیسرے درجے کا شہری کہتا ہوں۔ اس وقت یہ ہو رہا ہے کہ ہم ذاتی حوالوں سے سیاست کر رہے ہیں اور سیاست میں ہم ذاتی دشمنیوں کو لے آئے ہیں اور ہم ایک دوسرے کو معاف کرنے کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ بات کرنے کے لیے یہاں تک پہنچ گئے ہیں کہ ہم نے ایک دوسرے کو غدار کہنا شروع کر دیا اور یہ ہمارا مشغلہ بن گیا ہے کہ ہم اٹھتے ہیں اور ایک دوسرے کو غدار کہتے ہیں، لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ اب اگر کراچی میں قتل و غارت ہوتی ہے، کراچی میں ہمارے بھائی مرتے ہیں سوچنے کی بات یہ ہے کہ وہ کون لوگ ہیں جو کاروں میں آتے ہیں اور کلاشنکوف کے برسٹ مار کر بے گناہ لوگوں کو جن کو وہ جانتے تک نہیں کہ یہ کون لوگ ہیں، ایم کیو ایم والے ہیں، پی پی پی والے ہیں، آئی جے آئی کے لوگ ہیں، مسلم لیگ کے لوگ ہیں۔ یہ مار کر دندناتے ہوئے چلے جاتے ہیں اور ہمارے مقتدر، ہمارے وزیر اعلیٰ، ہمارے اقتدار میں بیٹھے ہوئے لوگ اس حد تک چھوٹی سوچ کو پہنچ گئے ہیں کہ وہ فوراً صبح کو بیان دیتے ہیں یہ پی پی پی والے ہیں اور یہ غدار جماعت ہے، یہ الذوالفقار والے ہیں اور ہم اٹھتے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ یہ ایم کیو ایم اور آئی جے آئی والے ہیں۔

جناب والا! اس روز کی صورت حال یہ ہے کہ ہم جب یہ بات کرتے ہیں کہ یہ ہمارا دشمن ہے جو

اس ملک میں ہمارا خون بہا رہا ہے اس کو کھلی چھٹی مل جاتی ہے۔ ہم اپنے ٹارگٹ سے ہٹ جاتے ہیں ہم نے فوکس ایک دوسرے پر فٹ کیے ہوتے ہیں اور جو جرم کرنے والا آدمی ہے۔ جو لوگ اس ملک میں افراتفری پھیلا رہے ہیں اور قتل و غارت گردی کر رہے ہیں۔ وہ ہمارے ایجنٹ نہیں ہو سکتے وہ اس ملک کی کسی سیاسی جماعت کے ممبر نہیں ہو سکتے۔ جناب والا! اب میں یہ بات کر رہا ہوں ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگ کہیں کہ یہ شاید اپنی پارٹی کے خلاف باتیں کر رہا ہے لیکن واللہ باللہ یہ بات نہیں ہے۔ میں ایمانداری سے اس ہاؤس میں کھڑے ہو کر' اس فلور پر کھڑے ہو کر اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ میں اپنے ملک کے بھائیوں کو اور اپنے ان بھائیوں کو جو اس طرف بیٹھے ہیں اور اس طرف بیٹھے ہیں۔ ان سب کو یہ عرض کروں کہ ہم اپنے اس دشمن کو تلاش کریں جو یہ بات کر رہا ہے اگر کوئی قتل و غارت کرتا ہے کسی کا خون بہاتا ہے وہ ہمارا ساتھی نہیں ہو سکتا۔ وہ آپ کا ساتھی نہیں ہو سکتا وہ اس ملک کا خیرخواہ نہیں ہو سکتا۔

جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ ملک میں معروضی حالات یہ ہیں کہ اب وہ معاملہ جو ہے وہ ہمارے پنجاب میں بھی پہنچ گیا ہے اور ہم ان سے کیسے بچ سکتے ہیں؟ یہ ساری دنیا اس وقت ایک محلے کی صورت میں بن گئی ہے۔ ایک بات رات کو واشنگٹن میں ہوتی ہے صبح کو ہمیں یہاں پر اس کا پتہ چل جاتا ہے اور اس کے اثرات یہاں پر پہنچ جاتے ہیں۔ اب کراچی میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ کراچی میں نہیں رہ سکتا وہ اس ملک کے سارے کونے کونے تک پہنچے گا' لیکن اس کے خلاف ہماری سوچ اور جدوجہد کیا ہے۔ اس کے خلاف ہم کیا عمل کر رہے ہیں' اس کو ختم کرنے کے لیے ہم کیا سوچ رہے ہیں؟ روز ایک بیان آتا ہے کہ جب تک اس ملک کے سنگھاسن پر پی پی پی حکومت کر رہی ہے' اس ملک کا ایک ایک لمحہ نازک گزر رہا ہے۔ یہ ظلم ہے۔ جناب والا! جب تک ہم یہ ذاتی دشمنیوں پر آئیں گے' ہم کہہ رہے ہیں کہ نواز شریف وہاں جا کر کروا رہا ہے۔ اب جو ملزم ہیں جو جرم کرنے والے لوگ ہیں' ان کی طرف کون جائے' یہ کون سی سیاست ہے؟ یہ اپنے ملک کے لوگوں کے ساتھ زیادتی ہے اور ہم سب برابر کے اس کے ذمہ دار ہیں۔ میں اس کے لیے قطعاً یہ نہیں کہنا چاہتا کہ ہم بےگناہ لوگ ہیں۔ ہمارا بھی یہ برابر کا گناہ ہے کہ ہم اس صحیح سمت کی طرف نہیں جا رہے کہ جہاں سے ہم ان تخریب کاروں کو پکڑیں' ہو سکتا ہے کہ ہمارے دشمن نے وہ لوگ یہاں پر پلانٹ کیے ہوں اور وہ یہاں بھیجے ہوں۔ اس وقت جب کہ ہماری سرحدوں پر یہ صورت حال ہے اور کشمیر کا مسئلہ ہے اور یہ ہمارے سیاستدان آخر کب تک اس غیر ذمہ داری سے اس ملک کی تقدیر سے کھیلتے رہیں گے؟

جناب والا! پارلیمانی تاریخ میں یہ بات آپ نہیں دیکھ سکیں گے کہ باہر کے ملک کا کوئی سربراہ بیٹھا ہے اور اس ملک کا ایک مقتدر سیاستدان اٹھ کے اختلافات کی باتیں اور تقریر کرنا شروع کر دیتا ہے۔ یہ اس ملک کی کون سی خدمت ہے' وہ باہر سے آنے والا سربراہ ہمارے اندر کے جو سیاہ حوالے اور جو مخالفتیں ہیں ان میں وہ کیا کردار ادا کر سکتا تھا۔ سوائے اس کے کہ وہ یہ تاثر لے کر جائے کہ یہ ایک ایسی قوم ہے جس کے سیاستدان آپس میں ایک دوسرے کو دشمنوں کی طرح دیکھ رہے ہوں اور ان ذاتی حوالوں اور دشمنیوں کی بناء پر آخر کار جان لینے پر اتر آئے ہوں۔ جناب والا! میرے بھائی نے فرمایا ہے کہ یہ پاکستان قائد اعظم کا ہے' قائد اعظم ( رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا تھا کہ Sub Continent میں دو قومیں بستی ہیں' ایک ہندو اور دوسرے مسلمان۔ لیکن ہم نے کیا کیا؟ ہم نے یہ تو آرام سے مان لیا کہ یہاں پر ہم چار قومیتیں ہیں۔ افسوس اس بات کا ہے کہ قائد اعظم کے نام نہاد وارث اس کے فوٹو کے ساتھ اپنی فوٹو چھپوانے والے یہ کہتے ہیں اور اب انھوں نے یہ کہا ہے کہ یہاں پر پانچویں قومیت ایم کیو ایم ہے۔ تو میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کر دوں کہ اگر یہی صورت حال رہی اور اسی طرح اگر قومیتیں بنتی ہیں تو پھر اس ملک میں بارہ (12) قومیتیں ہیں' بلوچستان میں دو قومیتیں' پٹھان اور بلوچ ہیں' اسی طرح سندھ میں دو تین قومیتیں ہیں' وہاں بلوچ ہیں' وہاں ایم کیو ایم والے ہیں اور وہاں پر جو دوسرے پرانے سندھی ہیں اور پنجاب میں آئیے' یہاں پر سرائیکی صوبہ آپ علیحدہ مانیے' وسطی پنجاب کو آپ علیحدہ قومیت مانیے' پھر پوٹھوہار کو آپ علیحدہ قومیت مانیے' سرحد میں چلے جائیے وہاں پٹھان علیحدہ ہیں' ہندکو بولنے والے علیحدہ قومیت ہیں اور پشتو بولنے والے علیحدہ قومیت ہیں۔ اس طرح میرے خیال میں آپ کی کوئی دس بارہ قومیتیں بن جائیں گی۔

جناب والا! مجھے اس بات کی بھی سمجھ نہیں۔ شاید میں طالب علم ہوں ناقص العقل ہوں کہ مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ دہائی دی جا رہی ہے کہ صوبائی خودمختاری صوبائی خودمختاری۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مرکز ہو اور اس کا صوبہ ہو اور صوبہ خود مختار ہو۔ جناب والا! ہندوستان کی تاریخ پڑھیے۔ اگر اکبر بادشاہ کا کوئی صوبے دار کسی وقت اعلان کر دیتا کہ میں خود مختار ہوں تو وہ اسی وقت اس پر فوجیں چڑھا کر اس کا قلع قمع کر دیتا' صوبہ اور خودمختار دو متضاد باتیں ہیں' یہ میں ماننے کے لیے تیار نہیں اگر صوبہ ہے تو مرکز کے ماتحت ہے۔ پھر آپ ایسے کیجیے کہ یہ کنفیڈریشن ہے' پھر کنفیڈریشن کی بات کیجیے اور کنفیڈریشن میں جو یونٹ شامل ہوا کرتے ہیں وہ اپنا حق اپنے پاس ضرور رکھتے ہیں۔ وہ یونٹ ہوا کرتے ہیں' فیڈریشن کی کنفیڈریشن نہیں ہوا کرتی۔ یہ متضاد باتیں ہمارے سیاستدان اور بڑے سیاستدان

کر رہے ہیں۔ لیکن افسوس تو اس بات کا ہے کہ اگر اس ملک کا کوئی ممبر ایک سیاستدان یہ بات کرتا تو اس کی لیڈیں چھپتیں، لیکن افسوس کی بات ہے کہ یہ بات ایک چھوٹا سا سیاسی ورکر اکبر وینس کر رہا ہے اور لوگوں میں اس کو اس کی سزا بھی بھگتنا پڑے گی۔ جناب والا! میں بڑے افسوس اور دکھ کے ساتھ بڑے درد کے ساتھ اپنے مقتدر اعلیٰ لوگوں سے اپیل کرتا ہوں، اقتدار پر بیٹھے ہوئے لوگوں سے وہ چاہے پی پی پی کے لوگ ہیں یا وہ آئی جے آئی کے لوگ ہیں۔ خدا کے لیے ایک دوسرے کو برداشت کرو اور یہ حقیقتیں ہیں۔ ہم کب تک ایک دوسرے کو باقیات کا طعنہ دیتے رہیں گے۔ میں باقیات، میں کہتا ہوں کہ یہاں ضیاء الحق کی باقیات ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم باقیات ہیں، وہ کہتے ہیں کہ تم ذوالفقار علی بھٹو کی باقیات ہو۔ ہم کہتے ہیں کہ باقیات ہیں تو یہ باقیات حقیقتیں ہیں۔ پھر ان کو تسلیم کیوں نہیں کرتے؟ تسلیم کر لو ان حقیقتوں کو اور اس ملک کو کسی سیدھی ڈگر پر لے کر چلو۔ جناب والا! ہم کتنے بدبخت لوگ ہیں۔ ہم کس کو سناتے ہیں؟ مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ میں اپنی پارٹی میں بیٹھ کر بھی بات کرتا ہوں کہ ہم سب گلہ کرتے ہیں حالات کا، واقعات کا گلہ کرتے ہیں، اس وقت جو صورت حال چل رہی ہے۔ اس کا گلہ کرتے ہیں کس کو سناتے ہیں، فرشتوں کو سناتے ہیں؟ ہم اس مقتدر اعلیٰ ہاؤس کے ممبر ہیں، ایم این ایز ہم ہیں، ایم پی ایز ہم ہیں، حکومتیں ہماری ہیں اور پھر کون آئے گا ان معاملات کو درست کرنے کے لیے؟ ہم کس کو سناتے ہیں اور کس کو پکارتے ہیں، کس کے سامنے التجاء کرتے ہیں؟ ہم ہی تو وہ لوگ ہیں۔ اگر ہم یہ نہیں کریں گے تو آنے والی نسلیں کیا کہیں گی؟ میں نے پچھلی دفعہ بھی کہا تھا، میرے ان بھائیوں نے یہ چھاپ دیا کہ جناب والا! آنے والی نسلیں ہماری قبروں پر جوتے ماریں گی۔ تو میری کسی اچھی بات کو نہیں چھاپا گیا لیکن یہ چھاپ دیا گیا کہ اکبر وینس نے کہا کہ آنے والی نسلیں ہماری قبروں پر جوتے ماریں گی۔

جناب والا! یہ صورت حال ہے۔ بہرحال، میں لاء اینڈ آرڈر کی دو حیثیتوں سے تشریح کروں گا۔ لاء اینڈ آرڈر کے لفظی معنی اور ہیں، لغوی معنی اور ہیں اور اصطلاحی معنی اور ہیں۔ لاء اینڈ آرڈر کا لفظی مطلب ہے، قانون اور حکم۔ یعنی حکم کو قانون کے ساتھ منسلک کر دیا گیا ہے۔ جو حکم قانون کے ساتھ نہیں ہوگا اس سے قانون میں استثناء کر دیا جائے گا اور وہ قانون کے مطابق حکم نہیں ہوگا۔ وہ زیادتی ہوگی اور وہ قانون کی خلاف ورزی ہوگی۔ وہ چوری ہوگی، وہ قتل ہوگا۔ جو حکم قانون کے مطابق ہوگا، وہ لاء اینڈ آرڈر ہوگا اور جو حکم قانون کے مطابق نہیں ہوگا، جس سے قانون زائل ہوگا اور استثناء کر کے علیحدہ کر دیا جائے گا اور اپنی مرضی سے وہ حکم کر دیا جائے گا وہ بالکل وہی بات ہے، اس کے متعلق

میں ایک شعر عرض کرتا ہوں کہ،

سارے عالم کو باخبر کر دو　　یہ میرے تجربے کا جوہر ہے
کہ رہبروں کی فریب کاری سے　　رہزنوں کا خلوص بہتر ہے

جناب والا! یہ فریب کاری قواعد کا استثناء قانون غائب حکم چل رہا ہے۔ تو کس طرح آپ لا اینڈ آرڈر کی صورت حال صحیح کریں گے؟ قانون کا نفاذ کرنے والا' اس ملک میں ' اس صوبے میں سب سے بڑا قانون کو بحالی دینے والا' اس کو جاری و ساری کرنے والا خود قانون کو ختم کر کے احکامات جاری کرے گا تو پھر اس صوبے کا عام شہری بھی یہ چاہے گا کہ میں قانون کو اپنے ہاتھ میں لوں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب والا! میں صرف دو منٹ اور لوں گا۔

جناب سپیکر، آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو رہا ہے۔ آپ ایک منٹ میں ختم کریں۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب والا! اس ملک میں طالب علم ہماری آنے والے نسل ہے۔ ان کے ساتھ ظلم یہ کیا گیا ہے۔ کبھی کسی نے کہا تھا کہ،

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

پھر کالج بھی بن گئے اور وہاں سے ڈاکٹر' انجینئر فلاسفر نکلنے بھی شروع ہو گئے۔ پھر یار لوگوں نے سوچا کہ یہ تو کالج بھی فیل ہو گئے۔ یہ تو کام چل گیا۔ پھر انھوں نے اپنا اثر و رسوخ بڑھانا شروع کیا۔ میں بلاخوف تردید اس ایوان میں کہہ رہا ہوں کہ اس ملک کی ایک ایسی جماعت جو کہ اسلامی جماعت ہے' جو اپنے تئیں خدا کی برگزیدہ جماعت سمجھتی ہے اور باقی سب کو دوزخ کا ایندھن سمجھتی ہے' انھوں نے سب سے پہلے کالجوں میں اپنا اثر و رسوخ بڑھایا اور اتنا اثر و رسوخ بڑھایا کہ وہ اتنے طاقت ور ہو گئے کہ ان کی مرضی کے بغیر کالج میں' ہوسٹل میں داخلہ ناممکن ہو گیا۔ اس کی دیکھا دیکھی باقی جماعتوں نے بھی اپنے ایجنٹ وہاں چھوڑے اور اب وہاں صورت حال یہ ہے کہ یونیورسٹیاں غائب ہیں' کالج غائب ہیں' پڑھائی غائب ہے' کتاب غائب ہے' پرنسپل کا کوئی اثر نہیں۔ پروفیسر ذلیل و خوار ہو رہے ہیں۔ جمعیتیں اور ایم ایس ایف' پی ایس ایف کی اس قدر وہاں حکمرانی ہو گئی ہے اور میں بڑی ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ آج اگر آپ کسی یونیورسٹی پہ چھاپہ مار لیں وہاں اسلحے کے انبار آپ کو ملیں گے' چوری کی

کاریں ملیں گی، چوری کے موٹر سائیکل ملیں گے۔ ہم اپنی قوم کی یہ کیا خدمت کر رہے ہیں؟ سیاست دان کہاں گئے؟ وہ اپنی سیاسی دکانیں چمکانے میں لگے ہوئے ہیں۔ خدا کے لیے ایک بات پر ہی بیٹھو۔ ایک بات پر ہی افہام وتفہیم کر لو کہ کالجوں سے نکل جاؤ۔ اپنی سیاست وہاں سے نکال لو۔ طلبہ کو طلبہ رہنے دو۔ میں اس ملک کے سیاستدانوں سے چیخ چیخ کر اپیل کر رہا ہوں کہ اپنی آنے والی نسلوں کو قتل مت کرو۔ کون آئے گا کل کو آپ کی حکومت سنبھالنے کے لیے؟ کون ساست دان بنے گا؟ کون ڈاکٹر بنے گا؟ یہ ڈاکو اور کلاشنکوف کی ٹریننگ لینے والے بنیں گے؟ قوم کی کیا خدمت کر رہے ہیں؟ ہاں نفرتیں۔ خدا کا عذاب کیا ہے؟ مذہب کے پلیٹ فارم سے نفرت کی تبلیغ سیاست کے پلیٹ فارم سے نفرت کی تبلیغ! جناب والا! قوم کو نفرتوں میں اس طرح بانٹ دیا گیا ہے کہ اس ملک میں کسی بھی وقت خانہ جنگی ہوسکتی ہے اور پھر یہ کہ جب کسی صوبے کا وزیر اعلیٰ بڑے طمطراق سے یہ اعلان کرتا ہے کہ میں اپنے مخالفوں کو ایم ایس ایف کے ذریعے سیدھا کروں گا۔ مانا کہ تم اپنی پالیسیوں سے ہمیں سیدھا کرو تم لوگ اپنے اچھا کاموں سے ہمیں سیدھا کرو۔ ہمارے بچوں کے ذریعے ہمیں کیوں سیدھا کرتے ہو اور بچوں کے ہاتھوں میں بندوقیں پکڑا کے ہمارے گھروں پر حملے کرواتے ہو، یہ کہاں کی خدمت ہے جناب والا! میں ایک گزارش کروں گا کہ پیپلز پروگرام ہے۔ میں یہ کہتا ہوں اور میں نے پہلے بھی بڑی دفعہ کہا ہے کہ اس پورے سال میں ہمارے اس طرف بیٹھے ہوئے کسی آدمی کو اگر اس گورنمنٹ نے ایک ڈیڑھ پیسہ فنڈ دیا ہو تو ہم مجرم ہیں اور اگر انھوں نے ہمارے علاقے میں ایک آنے کا کام کرایا؟ تو ہم مجرم ہیں۔ لیکن اگر ترقی کا کوئی کام ہمارے مرکز کی طرف سے ہوتا ہے تو پھر اس کو نیست نابود کرنا چاہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں، ہم چلنے نہیں دیں گے۔ ہم کہتے ہیں، میں ہاؤس میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ انھوں نے جتنے ترقی کے فنڈز اپنے ایم پی اے صاحبان کو دیے ہیں آج ہمیں بھی دے دیں۔ ہم اپنی حکومت سے کہیں گے کہ پنجاب کا ترقیاتی فنڈ حکومت پنجاب کو دے دیا جائے۔ اس سے ہمیں حصہ ملا ہے۔ ان کو بھی حصہ ملے۔ لیکن جناب والا! یہ باتیں سننے کے لیے کوئی آدمی تیار نہیں اور میرے پاس اس کے ثبوت موجود ہیں کہ ہم اگر کسی افسر کے پاس چائے کی ایک پیالی بھی پی لیں تو اسے صبح ایک چارج شیٹ مل جاتی ہے کہ سروس رولز میں یہ کہاں لکھا ہے کہ تم پیپلز پارٹی والو کو بٹھا کے چائے پلاؤ اور اس سے اچھی طرح پیش آؤ۔ تم ہمارے لیے قابل اعتماد نہیں رہے۔ جب بیوروکریسی کی یہ صورت حال ہو، جب یہ صورت حال ہو ذاتیات کی تو پھر سیاست کیسے چل سکتی ہے۔ اس ملک میں قانون کا نفاذ کرنے والی اتھارٹیاں کیا کر سکتی ہیں۔ یہ خود ان کو misuse کر رہے ہیں۔ کل انھوں نے

کہا تھا کہ میں اپنی پولیس کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ اگر یہ پولیس حق نواز جھنگوی کے، اپنے اس اعلان کے مطابق، کہ مولانا نے کہا تھا کہ مجھ پر بیس پچیس کے درمیان قاتلانہ حملہ ہونے والا ہے تو یہ اسی وقت حرکت میں آتی اور اس کے قاتلوں کو پکڑ کر اس کی زندگی کا تحفظ کرتی تو ہم اس خراج تحسین میں اپنے بھائی نصراللہ دریشک کے ساتھ شامل ہوتے۔

جناب سپیکر، شکریہ چودھری صاحب۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب والا! میں ان الفاظ کے ساتھ تقریر ختم کرتا ہوں، کیونکہ میرا وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر، جناب جاوید محمود گھمن صاحب (تشریف نہیں رکھتے) جناب چودھری بشیر احمد صاحب (تشریف نہیں رکھتے) ملک وزیر اعوان صاحب (تشریف نہیں رکھتے) سید ناظم حسین شاہ صاحب (تشریف نہیں رکھتے) راؤ طابق محمود صاحب (تشریف نہیں رکھتے) محمود الرشید صاحب۔

میاں محمود الرشید، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب سپیکر۔ جناب والا! پنجاب اسمبلی کے اجلاس میں پچھلے کئی دنوں سے امن عامہ کی صورت حال پر بحث جاری ہے۔ مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ یہ بات کہنا پڑتی ہے کہ میرے حزب اختلاف کے دوستوں نے امن عامہ کے حالات کو بہتر بنانے کے لیے کوئی تجاویز نہیں دیں۔ بلکہ ساری باتیں مخالفت برائے مخالفت کے اسی ابدی اور ازلی اصول کے مطابق یہاں پر چلتی رہی ہیں۔ بلا شبہ اس وقت صوبہ پنجاب میں ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت حالات کو بگاڑنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ میرے خیال میں ہم سب دوستوں کو اس فورم پہ بیٹھ کر مل جل کر اصلاح احوال کی کوشش کرنی چاہیے اور اصل محرکات اور اسباب، جن کی وجہ سے آج کل امن عامہ کے حالات خراب ہو رہے ہیں، ان کا جائزہ لینا چاہیے اور انھیں دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

جناب سپیکر میں یہ کہوں گا کہ اس وقت ہمارے صوبے میں کیا پورے پاکستان کے اندر جو پولیس سسٹم ہے اس میں بعض تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔ آج کا پولیس سسٹم آج سے سو سال پہلے انگریز کے دور کا بنا ہے اس میں ہم نے ابھی تھانے دار کو ایک انسپکٹر کو اتنے زیادہ اختیارات دے دیے ہیں کہ ان اختیارات کے حوالے سے اس کو علاقے کا بادشاہ بنا دیا ہے لیکن اس کے مقابلے میں جو اس کے اوپر checks ہونی چاہییں، وہ موجود نہیں ہیں۔ ایک انسپکٹر کو یا ایس ایچ او کو ہم ڈیڑھ ہزار روپیہ تنخواہ دیتے ہیں اور اس سے توقع یہ رکھتے ہیں کہ وہ کسی بھی قسم کی رشوت میں ملوث نہ ہو، وہ

رشوت نہ لے اور اپنا پورا کام دیانت داری سے سرانجام دے۔ ان سے جدید [illegible] جب [illegible] چوریاں اور زنا بالجبر اور اس طرح کے دیگر واقعات ہوتے ہیں تو ہمیں اس بات پر سوچنا چاہیے کہ کیا تھانوں کو اور پولیس کے ذمہ داران کو' موجودہ جدید حالات میں جو وارداتیں ہوتی ہیں' ان سے نمٹنے کے لیے facilitate بھی کیا گیا ہے یا نہیں کیا گیا اور کیا جس تیزی کے ساتھ یہاں آبادی میں اضافہ ہوا ہے' جرائم بڑھ رہے ہیں' پولیس کی نفری میں اضافہ کیا گیا ہے یا نہیں کیا گیا۔ یہ بنیادی چیزیں ہیں جس پر ہمیں سوچنا چاہیے اور ان کو حل کرنے کی کوشش کرنا چاہیے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ میں یہ گزارش کروں گا کہ آج کل کے حالات میں ایک بڑا دخل ہمارے جوڈیشل سسٹم کا بھی ہے۔ ہماری عدالتیں ' جہاں پر مجرم رنگے ہاتھوں پکڑے جاتے ہیں' پولیس چالان کر کے عدالتوں میں بھیجتی ہے لیکن چند دنوں اور چند مہینوں کے اندر وہی مجرم جو ڈکیتی چوری اور زنا جیسے مقدمات میں ملوث ہوتے ہیں' وہ باہر آ جاتے ہیں اور پھر دوبارہ پہلے سے بڑھ کر دیدہ دلیری کے ساتھ ان وارداتوں کا ارتکاب کرتے ہیں۔ جناب والا! جوڈیشل سسٹم کو اس طرح کا ہونا چاہیے کہ جو مجرم پکڑے جائیں انھیں قرار واقعی سزا ملے تاکہ آئندہ آنے والوں کی حوصلہ شکنی ہو اور یہ دوبارہ جرائم نہ کر سکیں۔ اسی طرح پورے ملک کے اندر اسلحے کی فراوانی ہے اور پنجاب میں تو مرکزی حکومت کی طرف سے اب بھی دھڑا دھڑ اسلحوں کے لائسنس جاری ہو رہے ہیں جو حالات کو بگاڑنے میں انتہائی اہم رول ادا کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں میرے دوستوں نے میاں نواز شریف کی ذات کو بہت ڈسکس کیا' بطور چیف ایگزیکٹو انھیں ڈسکس ہونا چاہیے تھا۔ لیکن جناب والا! میں یہاں عوام کے ان منتخب نمائندوں سے پوچھوں گا کہ ایک ایسا فرد جسے پنجاب کے عوام نے واضح مینڈیٹ دیا ہے کہ وہ پنجاب کے اوپر حکومت کرے اس منتخب رہنماء اور پنجاب کے اس منتخب وزیر اعلیٰ کے خلاف جب شروع ہی سے اول روز سے' اس کی تقریب حلف وفاداری سے اب تک اس کے خلاف سازشوں کا ایک لامتناہی جال بچھا ہوا ہے۔ جناب والا! جب اس صوبہ پنجاب کی اقتصادی ناکہ بندی کر دی جائے بنکوں کے ذریعے سے ' دیگر مالیاتی اداروں کے ذریعے سے اور جناب والا! جب نیشنل پریس ٹرسٹ کے ذریعے ' ذرائع ابلاغ کے ذریعے ' ریڈیو کے ذریعے' ٹیلی ویژن کے ذریعے' دیگر میڈیا کے ذریعے پوری مرکزی حکومت پنجاب کی اس منتخب حکومت کے خلاف حملہ آور ہو جائے۔ جب پیپلز پروگرام کے نام پر ارب ہا روپیہ ان نااہل لوگوں کے ہاتھ میں پکڑا دیا جائے اور یہاں پر صوبائی حکومت کو ختم کرنے کی کوشش کی جائے تو میں ان سے' اپنے اپوزیشن کے دوستوں سے پوچھتا ہوں کہ ہمارے لوکل باڈیز کے ادارے کس مرض کی دوا ہیں؟

ڈسٹرکٹ کونسلیں کس لیے قائم ہیں؟ کارپوریشنیں کس لیے قائم ہیں؟ ٹاؤن کمیٹیاں کس لیے ہیں؟ یونین کونسلیں کس لیے ہیں؟ بڑی دیر کے بعد یہ سارا سسٹم establish ہوا جس سے لوگ کام چلا رہے ہیں۔ جس کے مثبت اثرات آج دیہاتوں ، گلی محلوں اور قصبوں میں نظر آتے ہیں۔ وہ کس مرض کی دوا ہیں؟ جب یہ ادارے یہاں پر موجود ہیں۔ جب قانون کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے ان اداروں کو اختیارات دیے گئے ہیں تو پھر یہ پیپلز پروگرام کے ذریعے سوائے اس کے کہ یہاں کی منتخب حکومت کو پریشان کیا جائے، اسے بدنام کیا جائے، اسے کمزور کیا جائے اور اسے ختم کرنے کی تدبیر کی جائے، اس کے متوازی یہ پیپلز پروگرام شروع کر دیا جائے۔ جناب والا! اس کے ساتھ ہی جب مرکزی حکومت کے وزیروں اور مشیروں کی ایک فوج ظفر موج اول روز سے آج تک اس بات میں مصروف عمل ہو کہ اس منتخب نمائندے کو، پنجاب کے اس وزیر اعلیٰ کو کسی نہ کسی طریقے سے نیچے گرایا جائے تو آپ مجھے بتائیں کہ اس وزیر اعلیٰ کو اپنی اس حکومت کو بچانے کے لیے، اپنی survival کے لیے وہ وقت ہی کب دیتے ہیں کہ وہ سوچیں، وہ بیٹھیں، وہ غور و فکر کریں، وہ پالیسیاں بنائیں کہ اس پنجاب کے اندر امن و امان کو کس طرح سے بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ لیکن جناب، میں خراج عقیدت پیش کرتا ہوں پنجاب کے ان غیور عوام کو اور غیور عوام کے ان منتخب نمائندوں کو کہ جو مرکزی حکومت کی تمام تر کوششوں کے باوجود، جن کے پاس کروڑوں کی پیش کشیں بھی آتی ہیں، اور یہ مرکز کی طرف سے ہوتی ہیں، جیسے میں نے کہا، میں ثابت کرنے کے لیے تیار ہوں۔ میڈیا گواہ ہے، پوری قوم اس بات کی گواہ ہے کہ مرکز کی طرف سے اس محاذ آرائی کا آغاز ہوتا ہے اور پھر وزیروں اور مشیروں کی ڈیوٹیاں لگتی ہیں کہ ایم پی اے صاحبان کو پکڑو، لوگ پولیس کیس لے لے کے جاتے ہیں۔ لیکن میں ان منتخب نمائندوں کو سلام پیش کرتا ہوں کہ جو نہ دبے ہیں، نہ جھکے ہیں، نہ بکے ہیں اور یہ کروڑوں روپے کی پیش کشیں انھوں نے پاؤں کی ٹھوکروں پر رکھی ہیں۔ عوام نے میاں نواز شریف کو مینڈیٹ دیا تھا۔ اس کے مطابق وہ اب بھی ان کے ساتھ ہیں اور کامیابی کے ساتھ حکومت چلانے کے لیے ان کے دست و بازو ہیں۔ جناب سپیکر! میں اس کے ساتھ ہی ایک بات جو کہ یہاں پر بہت زیادہ کہی گئی کہ پولیس کو سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ میں انھی دوستوں سے کہتا ہوں،

اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ، ذرا بند قبا دیکھ

آپ پھر بھی یہ باتیں کرتے ہیں۔ آپ اپنی تاریخ کو فراموش کر گئے ہیں۔ آپ شاید اپنے ماضی سے

واقف نہیں۔ لیکن یہ قوم آپ کے ماضی سے واقف ہے۔ ہم آپ کے ماضی سے واقف ہیں۔ میں اب تو جاننا چاہتا ہوں کہ پولیس کا سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کا آغاز کب ہوا تھا۔ کیسے ہوا تھا' کہاں ہوا تھا' وہ پارلیمنٹ کا ایوان آج بھی گواہ ہے' اس کے درودیوار گواہ ہیں کہ وہاں پر جو سیاسی قائدین تھے' جو حزب اختلاف کے لیڈر تھے' پولیس کے ذریعے سے انھیں اٹھوا کر اسمبلیوں سے باہر پھنکوایا گیا تھا۔ اسی پنجاب اسمبلی کا ایوان اس بات کا گواہ ہے کہ اس کی پشت پر خواجہ رفیق کو شہید کیا گیا تھا۔ ڈاکٹر نذیر شہید کی گردن ان کے تن سے جدا کی گئی تھی۔ راجن پور میں جا کر آج بھی پوچھیے' کوٹہ میں جا کر مولوی شمس الدین اچکزئی شہید کی بات کو سنیے۔ ایک دو نہیں سینکڑوں نہیں' یہاں پر ہزاروں باتیں کی جا سکتی ہیں۔ کبھی طلبہ کی بات ہوتی ہے۔ میں یہ کہتا ہوں' کس منہ سے یہ بات کرتے ہیں؟ میں اس دور میں طالب علم تھا۔ میں اچھی طرح سے جانتا ہوں کہ پیپلز پارٹی کے اس دور حکومت میں کس طرح سے تعلیمی اداروں کو قتل گاہوں میں تبدیل کر دیا گیا تھا۔ وہ کمیونسٹ' سوشلسٹ' اینٹی اسلامک ایلیمنٹس اینٹی سوشل ایلیمنٹس رات کو گورنر ہاؤس میں آتے تھے' وزیر اعلیٰ کے گھروں میں پناہ لیتے تھے اور صبح کو جا کر تعلیمی اداروں کا امن برباد کرتے تھے۔ اس دور کی وہ اسلامی جمعیت طلبہ تھی کہ جو سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنی تھی اور اس دور کے آمر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسلامی جمعیت طلبہ نے اس وقت ان کمیونسٹ قوتوں کو پسپائی پر مجبور کیا تھا اور ان غنڈوں کو تعلیمی اداروں سے نکال باہر کیا تھا۔ آج اس جمعیت کے بارے میں بات کرتے ہیں۔ یہ کیسے بات کرتے ہیں؟ یہ اپنے دور کو بھول گئے ہیں؟ ان کا وہ دور جس کی یہ مثال دیتے ہیں کہ جب کوئی سیاسی قائد محفوظ نہ تھا آج یہ کتنے کھلے عام بات کر سکتے ہیں۔ مجھے اس بات پر رشک ہے کہ پنجاب کے اندر پنجاب کے وزیر اعلیٰ کے بارے میں' یہاں کے ان لوگوں کے بارے میں کہ جنھیں عوام کا مینڈیٹ ملا ہے' یہ کھلے عام آج جیسے چاہیں' تنقید کر سکتے ہیں۔ اسمبلی کے باہر کوئی انھیں پکڑنے والا نہیں۔ کوئی انھیں قتل کرنے والا نہیں۔ یہاں کوئی دلائی کیمپ نہیں کہ جہاں جا کر انھیں اس عقوبت خانے میں ٹھونس دیا جائے۔ یہ لاہور کے درودیوار گواہ ہیں کہ ہر شہر میں ایک ایک دلائی کیمپ موجود تھا اور موجود رہا ہے۔ میرے دوستو اور میرے ساتھیو' میں یہ کہتا ہوں کہ آج بھی وقت اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ہم مخالفت برائے مخالفت کی پالیسی کو ترک کر کے اس صوبے کے حالات کو بہتر بنانے کے لیے مل جل کر کوشش کریں۔ اگر ماضی کی بات کریں گے اور مخالفت برائے مخالفت کی بات کریں گے تو بہت سی باتیں اور بھی کہی جا سکتی ہیں۔ یہاں پر یہ کہتے ہیں کہ پنجاب کے حالات انتہائی خراب ہو گئے ہیں۔ یہ سوچے سمجھے منصوبے کا ایک حصہ ہے۔ انھیں

پنجاب کے حالات تو بہت خراب نظر آتے ہیں۔ اور بقول شاعر،

ان عقل کے اندھوں کو الٹا نظر آتا ہے
مجنوں نظر آتی ہے ' لیلیٰ نظر آتا ہے

پنجاب میں تو حالات بہت خراب ہیں۔ وہاں پر سینکڑوں افراد کے خون کے ساتھ ہولی کھیلی جا رہی ہے۔ سندھ کے اندر' وہاں کی بات یہ نہیں کرتے۔ جناب والا! یہ ان کے اسی گریٹر پلان کا حصہ ہے کہ پنجاب کے اندر ان پیشہ ور قاتلوں کے ذریعے سے ان دہشت گردوں کے ذریعے سے اس طرح کے حالات پیدا کر دیے جائیں کہ یہاں پر عوام کی اس منتخب اسمبلی کو بھی ختم کیا جائے اور یہاں پر گورنر راج نافذ کیا جائے۔ اور اس کے ساتھ ہی سندھ کی اسمبلی کو بھی dissolve کیا جائے اور یہ کہا جائے کہ ہم نے تو صرف پنجاب پر ہاتھ ہی نہیں ڈالا۔ ہم نے تو سندھ اسمبلی کو بھی dissolve کر دیا ہے اور پنجاب اسمبلی کو بھی dissolve کر دیا ہے۔ کیونکہ یہاں پر امن عامہ کے حالات ٹھیک نہیں تھے۔ یہ اسی ماسٹر پلان کی ایک کڑی ہے۔

جناب سپیکر! اس لیے میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ ہم سب کو ان حالات میں مل جل کر مخالفت برائے مخالفت کی پالیسی کو ترک کرتے ہوئے' سیاسی اختلاف کو بالائے طاق رکھتے ہوئے پنجاب کی بہتری کے لیے' پنجاب کی مضبوطی کے لیے' پنجاب کے عوام کی خدمت کے لیے میں اپنی تمام تر اہلیتوں' تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لانا چاہیے۔ کسی شاعر نے کہا تھا،

جہاں میں اہل ایماں صورت خورشید جیتے ہیں
ادھر ڈوبے ادھر نکلے ' ادھر ڈوبے ادھر نکلے

وما علینا الا البلاغ۔

جناب سپیکر: باجی نصرت رشید صاحبہ۔

محترمہ باجی نصرت رشید: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ (پنجابی) جناب سپیکر! میں پنجابی میں تقریر کرنا چاہتی ہوں۔ جن لوگوں نے پاکستان بنایا آج وہ بالکل پس پردہ ہیں۔ ان کا نام لینے والا کوئی نہیں۔ میں صرف ایک نام مثال کے طور پر لوں گی۔ جن کا نام دادا میر حیدر ہے اور ان کا تعلق راولپنڈی اور تحصیل کہوٹہ سے ہے۔ پچھلے دنوں ان کا انتقال ہو گیا ہے۔ انھوں نے ہندوستان کو آزاد کرانے کے لیے 22 سال مختلف جیلوں میں اپنی زندگی کے گزارے ہیں اور آج تک کبھی بھی کسی دور میں ان کا نام نہیں

آیا۔ میڈل اور اعزازات ان لوگوں کو دیے جاتے ہیں، جو بھی حکومت ای ہے جو ان سے پورت ،جوے ہیں ان کو نوازا جاتا ہے۔ اس واسطے ہم سوچتے ہیں کہ اب جو گولڈن جوبلی آ رہی ہے شاید وہ لوگ بھی بھول چوک کے ساتھ آ جائیں جنھوں نے پاکستان بنایا ہے۔ پاکستان کے بنانے میں کسی بھی وزیر اعلیٰ کا ہاتھ نہیں اور یہ لوگ جو اپنی تقریروں میں باتیں کرتے ہیں، نہ تو ان میں سے کسی کی بہن مری نہ کسی کی ماں مری اور نہ کسی کا باپ مرا۔ کسی نے کچھ نہیں کیا۔ لیکن پاکستان کے بنانے میں سارے وارث بنے ہوئے ہیں اور نمبر 2 یہ کہ اس سیشن میں جتنی بھی تقاریر یہاں ہوئی ہیں۔ وہ تمام کی تمام پیپلز پروگرام کے خلاف ہوئیں، مرکز کے خلاف ہوئیں۔ آج میری بہن کی جگہ پر ایک اقلیتی ممبر آ گیا ہے۔ جن کا نام شیلا چارلس ہے۔ انھوں نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ جیلوں میں کوئی وہ کام نہیں ہوا جو کہ یہاں پر کہا گیا ہے۔ یہ ان کی نااہلی ہے یا وہ جیلوں میں گئی نہیں۔ جیلوں کا visit کرنا اور بات ہے۔ لیکن جیلوں میں رہنا اور اس ماحول کو دیکھنا اور بات ہے۔ ان دنوں میں ایک مشہور سپرنٹنڈنٹ تھا، جس کا نام پستول تھا۔ وہ سب سے بڑا بدمعاش تھا۔ ان دنوں سمگلنگ کے سلسلے میں ایک انگریز عورت آئی ہوئی تھی۔ وہ اسے سرعام اپنے کمرے میں لے جاتا تھا اور سارا دن دروازے بند ہوتے تھے اور دونوں کمرے میں بیٹھے رہتے تھے اور کسی کو کچھ پتہ نہیں ہوتا تھا کہ اندر کیا ہے اور کیا نہیں ہے۔ میں صرف راولپنڈی جیل کی بات کروں گی۔ کیونکہ میرا واسطہ زیادہ تر اسی جیل سے رہا ہے۔ آج بھی جو پنڈی جیل کا سپرنٹنڈنٹ بیٹھا ہوا ہے۔ اس کے خلاف تحقیقات ہو رہی ہیں کہ اندر ہیروئن جاتی ہے۔ پچھلے دنوں یہ بتایا گیا تھا کہ جیل میں کیا کیا دیا جاتا ہے، یہ تمام کاغذی باتیں ہیں۔ حقیقت میں وہاں کوئی چیز نہیں ملتی، سوائے کنکروں سے بھری ہوئی دال کے، جس کو تڑکا وغیرہ نہیں لگا ہوتا۔ روٹی تنور کی ہوتی ہے چاہے آپ دو لیں یا ایک لیں، کیونکہ دو روٹیوں سے زائد کسی کو نہیں دیتے اور وہاں جو گدے یا تکیے یا چادریں بتائی گئی تھیں، وہاں کوئی چیز نہیں ہوتی۔ وہاں صرف جوؤں کے مارے ہوئے کمبل ہوتے ہیں۔ وہ بھی آپ چاہے دو لے لو یا تین، انھی کو آپ اوپر لے لو یا نیچے بچھا لو۔ اس کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں ہوتی۔ یہاں پر مولانا چنیوٹی صاحب نے پچھلے دنوں یہ بات کہی تھی کہ "جنگ کھیڈ نہیں ہوندی زنانیاں دی" یہ بات انھوں نے وزیر اعظم کے متعلق کہی تھی۔ لیکن میں اس وزیر اعظم کو خراج عقیدت پیش کرتی ہوں جنھوں نے اس ملک کے لیے ایٹمی پلانٹ لیا اور پنجاب اسمبلی کے کسی بھی ممبر نے یہ نہیں کہا کہ ایک عورت ہو کر اس نے یہ معاہدہ کیا اور تمام کے تمام بینیفٹس بھی لیے اور اس کے علاوہ اور بھی بہت کچھ لیا۔ نے کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ یہ کام اچھا

ہوا ہے۔ یہاں وزیر قانون نے پنجاب پولیس کو خراج عقیدت پیش کیا۔ کیا وہ قتل بھول گئے ہیں جو سٹاپ پر کھڑے تھے، جو عام شہری تھے؟ وہ کس طرح قتل ہوئے؟ لیکن یہ دکھ ان کا نہیں۔ یہ تو کہتے ہیں لاء اینڈ آرڈر، یہ لاء اینڈ آرڈر تو پورے ملک میں پھیلا رہے ہیں۔ یہاں پر بات ہوئی تھی کہ، "جاگ پنجابی جاگ تیری پگ نوں لگ گیا داغ"۔ اس ملک کی عورت کے ملک کی وزیر اعظم بننے سے ان کی پگ کو داغ لگ گیا۔ لیکن انھوں نے جو پگ پنجاب کی اس کے سر پر رکھی کیا اس وقت داغ نہیں لگا؟ میرا مطلب الطاف سے ہے جو ایم کیو ایم کا سربراہ ہے۔ جنھوں نے ابھی تک پاکستان کو تسلیم نہیں کیا۔ وہ اپنے آپ کو ابھی تک مہاجر کہتے ہیں۔ وہ جی ایم سید کا شاگرد ہے۔ اور گیارہ سالہ دور کا جو سربراہ ضیاء الحق تھا، اس نے یہ تنظیم بنوائی اور یہ دہشت گرد تنظیم بنائی اور آج بھی سندھ میں یہ تمام دہشت گردی پھیلائی جا رہی ہے اور یہاں سے وزیر اعلیٰ کی طرف سے پھول بھی جاتے ہیں اور اس کو شاباش بھی دی جاتی ہے اور ہمارے پنجاب کے لیے یہ شرم کا مقام ہے۔ ہم ایسی حرکتیں کیوں کرتے ہیں؟ ہم نے اپنے صوبے کو دوسرے صوبے کے داؤ پر کیوں لگایا ہے؟ ہم ایسی باتیں کیوں کرتے ہیں جس سے ہمارا پنجاب بدنام ہوتا ہے؟ ہم یہ کیوں بھول گئے ہیں کہ ہمارے بھائی کیوں قتل ہوتے ہیں؟ پرسوں مانیکا کے گھر پر فائرنگ ہوئی یہ کس نے کی ہے اور کن لوگوں نے کی ہے؟ یہ ہمارے پنجاب کے لوگ ہیں جنھوں نے یہ فائرنگ کی ہے۔ یہ مخالف جماعتوں نے کی ہے۔ اس لیے ان نفرتوں کو کم کرو اور اپنے صوبے کے متعلق سوچو کہ اللہ تعالیٰ نے وزیر اعلیٰ کو ایک موقع دیا تھا کہ تم ملک کے سب سے بڑے صوبے کے وزیر اعلیٰ بنے۔ لیکن تم کو یہ چیف منسٹری راس نہیں آ رہی۔ یہ تیرے ساتھی، یہ وزرائے کرام اور مشیران کی فوج تیرے ساتھ نہیں ہے۔ یہ وزیر اعظم کی کابینہ کو وزراء اور مشیران کی فوج کہتے ہیں تو یہ فوج تو پنجاب میں بھی ہے کہ چھوٹی چھوٹی کمیٹیاں بنائی گئی ہیں۔ ابھی آپ کے کون سے بقایا جات رہ گئے ہیں؟ تم پنجاب کو پلاٹوں کے ساتھ اور ان چیزوں کے ساتھ نہ تولو۔ تم جہاں سے جیتے ہو اور جن لوگوں نے تم کو ووٹ دیے ہیں اور تمہارے اوپر اعتماد کیا ہے تم اپنے علاقے کے کام کرو۔ ہمیں تم سے ترقی کے لیے بجٹ نہیں ملا۔ اس لیے ہمیں پیپلز پروگرام کے تحت جو ملتا ہے اگر ہم اس بجٹ سے کچھ کام کرنا چاہتے ہیں جو گلی یا سڑک بنے گی کیا اس پر صرف پیپلز پارٹی کے لوگوں کے بچے چلیں گے؟ یا جو سکول بنیں گے کیا وہاں پیپلز پارٹی کے بچے تعلیم حاصل کریں گے؟ یا جو ڈسپنسری بنے گی اس سے پیپلز پارٹی کے لوگ تو علاج نہیں کرائیں گے۔ وہ اس علاقے کے لوگوں کے لیے ہوگی۔ اس میں کوئی فرق نہیں کہ کون کس جماعت سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ اس علاقے کی ملکیت ہوگی۔

جہاں وہ آزادی کے ساتھ سکول جائیں' سڑک پر چلیں یا گلی بنے اس سے سب کو فائدہ ہوگا۔ آپ آج بھی دیکھیں' سوائے فیروزپور روڈ کے جو وزیر اعلیٰ کے گھر جاتی ہے' باقی سب سڑکیں ٹوٹی ہوئی ہیں اور وہاں گھٹنوں گھٹنوں تک پانی کھڑا ہے اور وزیر اعلیٰ کے گھر کے پاس اتنے خوبصورت پارک ہیں اتنی خوبصورت لائٹیں لگی ہوئی ہیں۔ لیکن آپ مزنگ کے آس پاس کا علاقہ جا کر دیکھیں' کس طرح وہ ٹوٹا ہوا ہے۔ اس نے ان لوگوں سے بھی ووٹ لیے ہیں' ان لوگوں کا کیا قصور ہے؟ ان لوگوں کا یہ قصور ہے کہاس کی گاڑی نے یہاں سے نہیں گزرنا۔ یہاں پر وہ اس وقت آئے گا جب اس نے ووٹ لینے ہوں گے۔ لیکن لوگ اب ہوشیار ہو گئے ہیں اور وہ یہ سوچ کر بیٹھے ہوئے ہیں کہ جب یہ ووٹ لینے آئے گا تو پھر بات ہوگی' اب تو خرید و فروخت کی بات ہے۔ تم نے خرید و فروخت شروع کی اور انھوں نے ہمیں بھی بتایا کہ تم بھی خرید و فروخت کرو لیکن ہم خرید و فروخت کرنے والوں میں سے نہیں ہیں۔ اگر ہم خرید و فروخت کرنے والے ہوتے تو ہم بھی آج دس بیس لاکھ لے کر اپنے علاقوں میں لگا دیتے۔ لیکن یہ بات نہیں۔ یہ ممبر کی توہین ہے کہ تم اس کو دس بیس یا پچاس لاکھ روپے دے کر پلٹ دے کر اس کو آپ اپنے ساتھ چلاؤ۔ لیکن خریدا ہوا آدمی کب تک چلے گا' وہ کس کا وفادار ہوگا؟ وہ کسی کا وفادار نہیں ہوگا۔ آج وہ تمہارے پاس بیٹھا ہے' جب تمہارے پاس سے پیسہ نہیں ملے گا وہ دوسری طرف آ کر بیٹھ جائے گا۔ اس لیے میں اپنے تمام بھائیوں کو کہوں گی کہ تم ان تمام چیزوں کو چھوڑ دو۔ تم پنجاب میں ایک مثال قائم کرو۔ اپنے علاقوں میں کام کرو لوگوں کے مسائل حل کرو۔ لوگوں کے بہت مسائل ہیں۔ لوگوں کے بچوں کو داخلے نہیں ملتے۔ لوگوں کو ہسپتال میں ایک سرنج نہیں ملتی۔ جب لوگ مرتے ہوئے مریض لے کر جاتے ہیں ڈاکٹر لکھ کر دیتا ہے کہ سرنج بھی لے آؤ۔ اس نے ٹیکہ اور دوائیاں تو لینی ہیں۔ وہ سرنج بھی لے کر آنے کا تو ٹیکہ لگے گا۔ ہم نے پنجاب پولیس کے بجٹ میں اس لیے مخالفت کی تھی۔ ان کی آپ اگر 500 روپے تنخواہ رکھو گے وہ ان 500 روپوں کے ساتھ دو یا تین زیرو لگاتے جائیں گے اور پانچ ہزار یا پانچ لاکھ بناتے جائیں گے۔ اس لیے ان کو ان پیسوں کی ضرورت ہی نہیں چاہے آپ بجٹ زیادہ دیں یا کم دیں۔ اگر آپ یہ پیسہ خواندگی پر لگاتے' تعلیم پر لگاتے' ہسپتالوں میں دیتے جن سے لوگوں کو دوائیاں ملتیں' ان سے لوگوں کو صحت کی بہتر سہولتیں میسر ہوتیں۔ لیکن پنجاب کے وزیر اعلیٰ اور وزرائے کرام اور مشیران کو تو صرف پولیس کی ضرورت ہے۔ وہ پولیس کے ساتھ ہی مضبوط ہیں۔ یہاں پر دلائی کیمپوں کی بات ہوئی ہے۔ یہاں پورے پنجاب میں دلائی کیمپ ہیں۔ دلائی کیمپ تو اس وقت بھی مارشل لاء کورٹس بنے ہوئے تھے۔ جہاں ہم

اج ازادی کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ جہاں ہم جمہوریت کے ساتھ آئے ہیں۔ جہاں ہم آزادی کے ساتھ ہر بات کر سکتے ہیں۔ یہ بھی دلائی کیمپ بنا ہوا تھا۔ یہاں سے بھی لوگوں کو کوڑوں کی سزا ہوتی تھی۔ وہ بھی اسلام کے نام پر ہوتی تھیں۔ حالانکہ اسلام میں سوائے زنا کے کسی کو بھی کوڑوں کی سزا نہیں ہے۔ لیکن ہمارے ملک میں کوڑے ان کو لگے جنھوں نے جمہوریت کے لیے نعرہ لگایا۔ جنھوں نے مارشل لاء کے خلاف نعرہ لگایا' جنھوں نے ضیاء الحق اور اس کی باقیات کے خلاف نعرہ لگایا۔ ملک کے اندر فوج ملک کے دفاع کے لیے ہوتی ہے' فوج قابل احترام ہے' وہ ہمارے بچے ہیں' وہ باہر سے نہیں آئے۔ لیکن ادھر گیارہ سالہ دور میں جو کچھ ہوا وہ تاریخ کا سیاہ دور ہے۔ اب جو دور ہے یہ جمہوریت کا دور ہے۔ اس جمہوریت کو بحال رکھو' نفرتیں کم کرو' پیار بڑھاؤ۔ اپنے علاقوں میں کام کرو اور کام کرنے دو۔ پیپلز پروگرام کوئی باہر سے امپورٹ نہیں ہوا۔ یہ ہمارا ایک حصہ ہے۔ آپ کے لیے پنجاب حکومت کرتی ہے تو ہمارے لیے پیپلز پروگرام بنایا گیا ہے اور وہ بھی علاقے کے لیے بنایا گیا ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ اس میں اچھائیاں ہیں برائیاں نہیں ہیں' نفرتیں نہیں ہیں' پیار ہے۔ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر بیٹھیں۔ جس آزادی کے ساتھ لوگوں نے آپ کو بھیجا ہے تو کل کو انھیں منہ دکھانے کے قابل رہو۔ آج آپ اسمبلیوں کے پیچھے پڑ گئے ہو۔ یہ نہ ہو کہ اسمبلیاں ختم کروا کر جب آپ اپنے علاقوں میں جائیں گے تو کس منہ کے ساتھ جائیں گے۔ علاقے کے لوگ یہ نہیں پوچھیں گے کہ آپ نے ہمارے لیے کیا کیا ہے؟ آج دنیا بہت عقل مند ہو گئی ہے کہ تم ایک گاؤں میں چلے جاؤ تو گاؤں کی عورت اور مرد یہ پوچھتے ہیں کہ آپ نے ہمارے لیے کیا کیا ہے؟ آپ کیا جواب دیں گے؟

جناب سپیکر! ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی بات ختم کرتی ہوں اور تمام بھائیوں کو جو ادھر یا ادھر بیٹھے ہوئے ہیں' یہ کہوں گی کہ پنجاب کے لیے باقی صوبوں کو بیچ میں نہ لاؤ۔ مرکز کو بیچ میں نہ لاؤ۔ کیونکہ وہ ہمارا آدمی نہیں۔ اس لیے اپنے صوبے کو اگر آپ مثال بنائیں گے تو دوسرے لوگ بھی یہ کہیں گے کہ صوبہ پنجاب کو دیکھو کیسا بہترین جا رہا ہے۔ اس لیے ایک مثال قائم کرو۔ خدا حافظ۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب سپیکر! ایک گزارش ہے۔

جناب سپیکر، جی۔ نواب زادہ صاحب ایک بہت ہی ضروری بات کرنا چاہتے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! گزارش یہ ہے کہ آج ہمارے لیے انتہائی خوشی اور فخر کی بات

ہے کہ پنجاب اسمبلی کے ایک رکن اور ہمارے رہنما سید ذاکر حسین شاہ صاحب [illegible] کونسل آف پاکستان کا رکن نامزد کیا گیا ہے اور یہ اس اسمبلی کی تاریخ میں پہلا واقعہ ہے کہ اس اسمبلی کا کوئی رکن اسلامی نظریاتی کونسل کا رکن منتخب ہوا ہے۔ میں اپنی طرف سے اور اس ایوان کی طرف سے یہ آپ سے گزارش کروں گا کہ ہم سب مل کر سید ذاکر حسین شاہ صاحب کو مبارک باد پیش کریں اور اپنی اس اسمبلی کی عزت افزائی پر شکریہ ادا کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، شکریہ نواب زادہ صاحب۔ ہم سب آپ کے جذبات میں شامل ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

چودھری محمد فاروق، جناب والا! میں بھی سید ذاکر حسین شاہ صاحب کو اس نامزدگی پر مبارک باد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں اور ہم اس ایوان کے تمام ممبران اس ضمن میں دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ انھیں یہ فرائض منصبی صحیح طریقے سے ادا کرنے کی توفیق دے اور یہ قوم اور ملک کی صحیح خدمت کر سکیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ چودھری صاحب۔ جی راجہ محمد خالد خان صاحب۔

راجہ محمد خالد خان، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے امن و امان پر بحث کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ جب سے یہ دنیا قائم ہوئی ہے جرائم ہوتے چلے آ رہے ہیں۔ قتل، چوری، ڈکیتی اور رہزنی جیسے جرائم کا دنیا کے نہایت ہی ترقی یافتہ ممالک اور مہذب ممالک میں اضافہ ہی ہوتا چلا جا رہا ہے۔ دیکھنا یہ ہے ہمارے جیسے ترقی پذیر ملک میں ان جرائم میں کیوں کر اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ ایسے عوامل ہیں جن کا جاننا اور ان کی تہ تک پہنچنا نہایت ضروری ہو چکا ہے۔ پنجاب اسمبلی میں بیٹھ کر ہم لاہور، چنیوٹ اور گوجرہ کے واقعات کا تو بڑے جوش و خروش سے مخالفانہ تذکرہ کرتے ہیں۔ مگر اسلام آباد میں ہونے والے جرائم اس تذکرے سے محفوظ رہتے ہیں۔ اب میرے اپوزیشن والے بھائی کہیں گے کہ بھائی، وہ تو فیڈرل ایریا ہے۔ میرے بھائی! یہ وطن عزیز کا معاملہ ہے۔ ہم بھی وفاق کی ایک اکائی ہیں۔ ہمارے ہاں سیاسی اختلافات دشمنی کی آخری حدود کو چھو رہے ہیں اور ریاستی اقتدار کسی ایک فریق یا دونوں فریقوں کے خلاف کوئی کارروائی کرنے سے عاجز نظر آتا ہے۔ تو جناب والا! وہ اپنی عافیت اسی میں جانتا ہے کہ اپنے اپنے طور پر یہ دونوں فریق جنگ جاری رکھیں۔ فوج کسی بھی ملک کی آزادی، خود مختاری اور اقتدار اعلیٰ کو قائم رکھنے کا آخری ذریعہ ہوتی ہے۔ وہ بھی جنگی قیدیوں کی طرز پر یرغمالیوں کے تبادلے پر جب فریق بن جائے تو اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حالات کیا

رخ اختیار کر چکے ہیں اور ہمارے سر پر کیا خطرات منڈلا رہے ہیں۔ جناب والا! کراچی کے کور کمانڈر کی موجودگی میں ایم کیو ایم اور پی پی پی کے یرغمالیوں کے تبادلے کی صورت میں ہر محب وطن پاکستانی پریشان ہے۔ اور ایک نئی طرح نے ہمارے ہاں جنم لے لیا ہے۔ پی پی پی کے دانشور اور جیالے اسے آمریت کی باقیات کہہ کر اپنے دل کو ٹھنڈا کر لیتے ہیں اور یہاں پر حزب اقتدار اور قومی اسمبلی میں حزب اختلاف سے لوگ اسے وڈیرا شاہی کی خفگی اور سازشوں کا شاخسانہ قرار دے کر اپنا قرض اتار دیتے ہیں۔

جناب والا! حکمران یہ کہہ کر کہ حکومت نے لاء اینڈ آرڈر کو ہر قیمت پر قائم رکھنے کا تہیہ کیا ہوا ہے اور مجرموں کو قرار واقعی سزا دینے کا تہیہ کر رکھا ہے۔ وہ پریس کانفرنس کو خطاب کرنے کے بعد اپنے معمولات میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ آج پاکستان کے لوگ یہ جاننے پر مجبور ہو چکے ہیں کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا گلا کاٹنے میں کیوں مصروف ہے؟ آخر اس کی کیا وجوہات ہیں؟ جناب والا! مسلمان مدعی، مسلمان مدعا علیہ، مسلمان وکیل کے ذریعے اور مسلمان ججوں کے سامنے برسہا برس مقدمہ بازی میں الجھے رہتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے اختلافات پر گولیاں چل جاتی ہیں۔ کلہاڑیوں اور ڈنڈوں سے ایک دوسرے کا سر کھول دیا جاتا ہے۔ مسلمان ڈاکو مسلمانوں کے گھروں پر ڈاکے ڈال کر گھر کی تمام تر چیزیں لے جاتے ہیں۔ ایم ایس ایف اور پی ایس ایف کے جیالے ایک دوسرے پر نظریاتی اختلافات کے باعث کلاشنکوف لے کر چڑھ دوڑتے ہیں۔ اور جوانوں کے خون سے زمین سرخ ہو جاتی ہے۔ اس قسم کے واقعات پر ہمارا دل خون کے آنسو کیوں نہیں روتا؟ جناب والا! سرحدوں کی حفاظت اور ان کا انتظام و انصرام کس کے ذمے آتا ہے؟ یہ جو اسلحہ سمگل ہو کر آتا ہے اور کلاشنکوفوں کے ہزاروں لائسنس کن کی سفارشات پر جاری کیے گئے ہیں؟

جناب والا! جگو کا لائسنس مظفرہ کے واقعات میں کس کی سفارش پر جاری کیا گیا ہے؟ یہ وہ تمام تر واقعات ہیں جن کو جاننے کی اشد ضرورت ہے۔ محترمہ پرائم منسٹر صاحبہ نے برسراقتدار آتے ہی بیک جنبش قلم تمام تر قیدیوں کو رہا کرنے کا حکم جاری فرمایا ان میں وہ لوگ بھی تھے جو سنگین جرائم میں ملوث تھے اور قید کاٹ رہے تھے۔ جناب والا! یہ مت بھولیے کہ جن کے قتل ہوئے تھے، جن کی چوریاں ہوئی تھیں، جن کے ہاں ڈاکے پڑے تھے تو ان جرائم میں سزا بھگتنے والوں کو رہا کرنے سے کوئی اچھا impact قائم نہیں ہوا۔ جناب والا! مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جرائم کی ایک بڑی وجہ بے روزگاری بھی ہے اور ہمارے ہاں آج تک کوئی لانگ ٹرم پالیسی نہیں بنائی گئی۔ ہمارے پہلے پانچ سالہ پلان کو جنوبی کوریا کی حکومت لے کر گئی تھی اور اس نے صنعتی میدان میں، تعلیمی میدان میں

[illegible] کوریا شام تک اس سے بہتر اور سستی اشیاء مارکیٹ میں لے آتا ہے۔ مگر مقام افسوس ہے کہ ہم نے ایک ساتواں پنج سالہ پلان بنا لیا ہے۔ مگر اس میں بدقسمتی کے باوجود ہم کوئی خاطر خواہ ترقی نہیں کر پائے۔ یہ ہماری باہمی چپقلشیں ہمیں کہاں لے کر جا رہی ہیں۔ اب سوچنے کا وقت آ گیا ہے۔

جناب والا! اب میں پبلیز ورکس پروگرام کی جانب آتا ہوں۔ ترقیاتی کاموں سے کسی کو اختلاف ہو سکتا ہے۔ یہ ہمارے ملک میں پہلا تجربہ ہے کہ مرکز اور صوبوں میں مختلف جماعتوں کی حکومتیں قائم ہیں اور ہمارا پڑوسی ملک بھارت میں یہ تجربہ شروع روز سے ہی چلا آ رہا ہے۔ جناب والا! اس قسم کا کوئی جھگڑا وہاں پر دیکھنے میں نہیں آیا۔ یہ طے شدہ امر ہے کہ مرکزی حکومت صوبائی حکومتوں کو فنڈز مہیا کرے گی اور ان کے بارے میں ڈائریکٹوز جاری کرے گی کہ فلاں فلاں کام فلاں جگہ پر کرنا ہے۔ تو جناب' اس کی کیا وجوہات ہیں کہ صوبائی حکومتوں کے پاس پہلے سے موجود executing ایجنسیوں کو یہ فنڈز مہیا نہیں کیے جا رہے اور جو کہ پہلے سے طے شدہ مراعات حاصل کر رہے ہیں ان ترقیاتی سکیموں کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکتے ہیں۔ لیکن اس پر نئے سرے سے ایڈمنسٹریٹرز' سب انجینئرز' دفاتری عملہ' کرایہ' feul' ٹرانسپورٹ یعنی نان ڈویلپمنٹ چارجز پر خرچ کرنے کا یہ کیا مقصد ہے؟ اور جناب' ترقیاتی کاموں کے لیے مختص رقوم میں سے پچاس فی صد نان ڈویلپمنٹ چارجز پر خرچ ہو جاتی ہے' حالانکہ یہ جو نصف رقم بچتی ہے اگر یہی رقم executing ایجنسیوں کو مہیا کر دی جائے تو اربوں روپے کی بچت ہو سکتی ہے اور جو نان ڈویلپمنٹ چارجز کی صورت میں خرچ ہوگا اسے بچایا جا سکتا ہے اور اسے مزید ترقیاتی سکیموں پر خرچ کیا جا سکتا ہے۔ جناب والا! آخر میں' میں یہ بات کہوں گا کہ سچی بات تو یہ ہے کہ ہماری قومی زندگی کی چادر کا دامن لسانی' گروہی اور مذہبی نفرتوں کی دھول سے داغدار ہو چکا ہے۔ ہم مسلمان تو ہیں لیکن ہمارا معاشرہ اسلامی اقدار پر استوار نہیں ہو سکا۔ ہم مسلمان ہیں اپنے اقتدار کے لیے' ہم مسلمان ہیں اپنے پیٹ کے لیے' ہم مسلمان ہیں اپنے جاہ و جلال کے لیے' ہم مسلمان ہیں اپنے انتخاب کے لیے۔ جناب والا! اگر ہم خدا کے لیے مسلمان بن گئے ہوتے تو آج سندھ کے وڈیروں کو اردو بولنے والوں سے نفرت کی بجائے محبت اور احترام ہوتا۔ جناب والا! اس نے اسلام کی خاطر اپنا وطن چھوڑا' اپنے بزرگوں کی قبریں چھوڑیں اور نقل مکانی کر کے اس معاشرے میں بس پناہ لینے کی خواہش کی جہاں مسلمان خدا کے قانون کے تحت زندگی بسر کرنے کے جذبے سے متصور ہوتے تھے۔ اس کا حل صرف اور صرف ایک ہی ہے۔ عہد سلطنت اور عہد ملکیت کی روایات کو چھوڑ کر اسلام کو اپنائیں۔ شکریہ جناب

جناب سپیکر، جناب محمد اکرم افضال صاحب۔

جناب محمد اکرم افضال، جناب سپیکر! میں شروع کرتا ہوں اس پاک ذات کے نام سے جس کے قبضہ قدرت میں میری اور آپ سب کی جان ہے، جس نے ہمیں اپنے نفسوں پر امین بنایا اور لاکھوں درود و سلام اس ذات رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پہ جنھوں نے انسانیت کو جینے کا ڈھنگ سکھایا اور اپنی زندگی کو ہمارے لیے مشعل راہ بنایا۔

جناب سپیکر! پارلیمانی نظام حکومت میں اسلامی حکومت ہوتی ہے۔ اس صوبے کا سب سے اعلیٰ ادارہ یہ اسمبلی ہے۔ اسی اسمبلی کا منتخب کیا ہوا لیڈر ہی وزیر اعلیٰ ہے اور وہی امن عامہ کی صورت حال کو کنٹرول کرنے کا پابند ہے۔ تو جناب، پچھلے دنوں ابھی چند ہی روز ہوئے کہ ہماری اس اسمبلی نے اس ایوان میں متفقہ طور پر یہ قرارداد پاس کی کہ ایٹمی ری پروسسنگ پلانٹ جو فرانس سے خریدا گیا اس کے لیے مرکزی حکومت کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔ تو چیف منسٹر صاحب جو اسی ایوان کے لیڈر آف دی ہاؤس ہیں انھوں نے پریس کانفرنس میں فرمایا ہے کہ مجھے اس قرارداد کا پتہ ہی نہیں۔ تو جناب والا! یہ اس ایوان کے منہ پر ایک طمانچہ ہے، جوتا ہے۔ جناب، اس ایوان کی یہ توہین ہے۔ جناب والا! ہمارے وہ نفس گئے جن کے ہم امین ہیں۔ ہمیں اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچنا چاہیے۔ ہم نے عوام کو جواب دینا ہے۔ ہم عوام کے حقوق کی بات کرتے ہیں۔ کوئی بھی خودسر نہیں ہو سکتا۔ ہمیں ان کو لگام ڈالنی ہوگی۔ جناب، ابھی آپ دیکھیں کہ انھوں نے یہ بھی فرمایا کہ یہ جو حالات ہیں اور یہ جو کرشن نگر کی فائرنگ ہے، جو چنیوٹ کا واقعہ ہے، یہ جو گوجرہ میں ہوا ہے۔ یہ جو فاروق آباد کی بات ہے۔ یہ سب پیپلز پارٹی کا کارنامہ ہے۔ کہیں بھی کوئی ایکسیڈنٹ ہو کوئی بیمار ہو جائے کسی کو دوائی نہ ملے ان کو تو ہر جگہ پیپلز پارٹی نظر آتی ہے۔ پیپلز پارٹی ہی ان کے اعصاب پر سوار رہتی ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ پانچ تاریخ کو کشمیر کے سلسلے میں ہڑتال ہوئی تھی اور یہ حریت پسندوں کے ساتھ یک جہتی کے سلسلے میں تھی۔ پھر سات تاریخ کو کراچی میں ہڑتال کا اعلان کیوں کیا گیا؟ اور جن لوگوں نے ہڑتال نہیں کی ان نہتے شہریوں پر فائرنگ کی گئی اور وزیر اعلیٰ صاحب ادھر پہنچے اور جب اس ایٹمی ری پروسیسنگ پلانٹ کا معاہدہ ہوا تو ان غنڈوں نے وہی طریقہ کار اب لاہور میں اپنا لیا ہے۔ اب وہ فائرنگ ادھر شروع ہو گئی ہے۔ جناب والا! بات یہ ہے کہ اگر کرشن نگر میں فائرنگ ہوئی، اگر صدر میں کوئی واقعہ ہوا تو کیا وہاں

کیا ڈی آئی جی یا ایس پی کو معطل کیا؟

جناب والا! یہ ان کا تو تحفظ کرتے ہیں' کیونکہ وہ آئی جے آئی کے ساتھی ہیں۔ ان کے مشورے سے وہ لگائے جاتے ہیں۔ بلکہ اب تو عوام میں یہاں تک تاثر پایا جاتا ہے کہ جسے ایم پی اے اور ایم این اے چاہے گا' وہ اس علاقے کا ایس ایچ او بنے گا۔ بلکہ یہاں تک کہا جاتا ہے اور یہ ہماری اور اس اسمبلی کی توہین ہے کہ جو لوگ وہاں پر ایس ایچ او مقرر کیے جاتے ہیں ان سے منتھلیاں وصول کی جاتی ہیں۔ تو جناب والا! ان کو تو کچھ کہا نہیں گیا جن کے حلقے میں یہ بات ہوئی۔ جھنگوی صاحب نے کہا تھا کہ مجھے قتل کر دیا جائے گا۔ ان سے ان کا تحفظ تو کیا نہیں گیا۔ انھوں نے خراج تحسین تو پیش کر دیا لیکن کیا کسی پولیس والے کو معطل کیا گیا اور بات تو یہاں ختم ہو گئی کہ جناب' اس میں پیپلز پارٹی کا ہاتھ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جو غریب آدمی یا جو بےگناہ شہری کی جان لیتا ہے' وہ چاہے پیپلز پارٹی کا ہو چاہے وہ آئی جے آئی کا ہو چاہے وہ مسلم لیگ کا ہو خواہ وہ اسلامی جماعت کا ہو یا جمعیت طلبہ کا ہو اس ہاتھ کو یہ کاٹ کیوں نہیں دیتے؟ یہ ان کی ذمہ داری ہے کہ اس ہاتھ کو توڑ دیں۔ وہ چاہے کسی بھی جماعت کا ہاتھ ہو۔ یہ کہہ دینا کہ ان کا ہاتھ ہے' اس لیے میں کچھ نہیں کر سکتا۔ وہ چیف ایگزیکٹو ہیں۔ جناب والا! حکومت کے کچھ فرائض ہوتے ہیں کچھ ترجیحات ہوتی ہیں' خواہ وہ حکومت بادشاہت ہو' خواہ وہ جمہوریت ہو' خواہ وہ آمریت ہو۔ ان کی کیا ترجیحات ہیں؟ یہ تو اپنے فرائض پورے کرنے میں بھی ناکام ہیں ذرا سی بات ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ شیشے کے گھر میں بیٹھے ہو اور بات پیچھے دلائی کیمپ تک چلی جاتی ہے۔ اگر ماضی کے قصے چھیڑیں تو پھر تو قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو کافر اعظم کہنے والے ابھی تک اسلامی ہیں۔ پاکستان کو کافرستان کہنے والے ابھی تک اسلامی ہیں۔ افغان مہاجرین کی امداد میں لوٹ مار کرنے والے ابھی تک اسلامی ہیں۔ تو جناب والا! یہ ماضی کی باتیں مت چھیڑیں۔ آج کی بات کریں کہ آج کیا ہو رہا ہے کس کو تحفظ ہے اگر کسی غریب آدمی کو نوکری ملنی ہے تو ممبر صاحب اس کی سفارش کرتے ہیں اور وزیر صاحب اس پر احکامات صادر کرتے ہیں۔ مگر ڈی ایچ او پانچ ہزار روپے رشوت لے کر اس کی تقرری کرتا ہے اور ایس ایچ او تھانے کا ماہانہ دیتا ہے تو ایس ایچ او کیوں پیسے وصول نہیں کرے گا اور وہ عوام کا تحفظ کیوں کرے گا؟ جناب والا! پولیس تو پیپلز پروگرام کو روکنے کے لیے مصروف رہتی ہے پل گرانے' نالیاں توڑنے' سڑکیں توڑنے کے لیے پولیس مصروف رہتی ہے۔ تحفظ کا کام کون کرے گا؟ جناب والا! ہمیں سوچنا ہوگا کہ چیف منسٹر

ہاؤس کے چند قدم کے فاصلے پر اس اسمبلی کے رکن کو قتل کیا گیا' علامہ عمیر کو قتل کیا گیا' پھر جناب' ڈی سی کو قتل کیا گیا جن کے قاتل ابھی تک گرفتار نہیں ہو سکے۔ ان کو کس نے گرفتار کرنا ہے؟ ان کے قتل کا کون ذمہ دار ہے؟ کس جگہ پر پیپلز پارٹی کا ہاتھ ہے؟ جناب والا! جو ڈی ایس پی جگو کو گرفتار کرنے گیا اس کے ساتھ جگو ہی آیا اور اس نے بتایا کہ جگو نہیں ہے' تو جگو نے کہا کہ میں جگو ہوں۔ اس کی اخبار میں تصویریں چھپیں۔ اس ڈی ایس پی کو آج تک معطل نہیں کیا گیا۔ اس کے خلاف کوئی تحقیقات نہیں ہوئیں۔ یہ ساری باتیں کون کر رہا ہے' وہ ہے اس ایوان کا لیڈر۔ جناب' اگر اس ایوان کا یہ حال ہے تو ہم تاریخ مرتب کر رہے ہیں اور مؤرخ ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گا۔ آنے والی نسلیں ہمیں معاف نہیں کریں گی۔ وہ کہے گا کہ سب کس ضمیر کے مالک تھے؟ یہ اپنے نفسوں کے کیسے امین تھے؟ کیا سنت رسول اور سنت نبوی پر چلنے والے تھے؟ جنھوں نے ہمیشہ ناانصافی اور ناحق کا ساتھ دیا اور کسی نے اس کے خلاف آواز نہیں اٹھائی' بلکہ اس کا دفاع کیا۔ ان لوگوں کو شرم نہیں آتی؟

جناب والا! میں آپ کو بتاتا ہوں کہ victimization کی اتنی بھونڈی مثالیں ہیں کہ جس کا حساب نہیں۔ میرے گاؤں میں ایک بنیادی ہیلتھ یونٹ ہے۔ میرے والد صاحب کی عمر سو سال سے زیادہ ہے۔ ایک ڈسپنسر ان کا بلڈ پریشر چیک کرنے گھر چلا گیا۔ وہ معطل کیا گیا اور اسی وقت ٹرانسفر کیا گیا۔ ترجیحات ان کی یہ ہیں کہ جناب' ہم غریب عوام کو رہائشی پلاٹ دیں گے۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب کو مبارک باد دیتا ہوں کہ انھوں نے یہ وعدہ تو پورا فرمایا۔ میرے حلقے میں انھوں نے صرف ایک غریب آدمی کو پلاٹ دیا ہے جس کے پاس ایک چھوٹا سا دو انجنوں والا جہاز ہے۔ وہ صرف چار' پانچ ملوں کا مالک ہے اور ایک چھوٹا سا پلاٹ جو تقریباً 100 ایکڑ پر محیط ہے وہ اس کو چند کوڑیوں میں دے دیا گیا ہے جو کہ 20 کروڑ روپے مالیت کا ہے۔ میں آج بھی اس کا 20 کروڑ روپیہ دلوانے کے لیے تیار ہوں۔ اگر وہ پلاٹ نیلام کر کے اس کی رقم وہاں کے غریب عوام پر خرچ کی جاتی تو خدا کی قسم اس حلقے میں ایک بھی غریب آدمی ایسا نہ رہتا کہ جس کے پاس پکا مکان نہ ہوتا' کاروبار کے لیے رقم نہ ہوتی۔ ان بچوں کو روزگار مل جاتا جو گدھا گاڑی پر بیٹھے گدھا گاڑی چلا رہے ہوتے ہیں یا قالین بافی کرتے ہیں۔ حد ہو گئی۔ جہاں بھی کوئی واقعہ ہوتا ہے تو انھیں پیپلز پارٹی اور صرف پیپلز پارٹی ہی نظر آتی ہے۔ اپنی طرف دھیان نہ دیں۔ اب یہاں دیکھیں' یہ کہیں گے کہ کسی ایم پی اے کے نام پر کوئی پلاٹ نہیں۔ رشوت اوپر سے آ رہی ہے۔

جواب دہ نہیں، صوبے کے سامنے نہیں، کیونکہ اس کو پتہ ہے کہ مجھے جبری طور پر دس سال کے بعد ریٹائر کر دیا جائے گا۔ اب پچھلے دنوں ایک واضح مثال ہے، 43 انسپکٹرز وہ لوگ تھے جو ایمان دار تھے۔ جنھوں نے غلط اقدام کرنے میں تعاون نہ کیا۔ اس وجہ سے جناب والا! ان کو جبری طور پر ریٹائر کر دیا گیا۔ جناب والا! اصل میں رول آف لاء کی بالادستی ہم اس وقت نہیں کرتے جب ہمارے ذہن میں کوئی خوف ہو یا لالچ ہو یا تعصب ہو۔ جناب، سیاست میں ہمیشہ سیاسی فیصلے کیے جاتے ہیں۔ لیکن یہاں پر تو صرف اور صرف ذاتی بیان بازی ہو رہی ہے۔ جناب والا! پنجاب میں چوریاں بھی ہو رہی ہیں ڈاکے بھی پڑ رہے ہیں۔ آپ اخبار پڑھیں تو آپ کو یہی چیز ملے گی۔ آپ اخبار کو اٹھا کر دیکھ لیں کہ ہماری ایک معصوم بہن کو ناحق قتل کر دیا گیا۔ اس کی اکاؤنٹیبلٹی نہیں ہوگی۔ اکاؤنٹیبلٹی کس بات کی ہوگی؟ جناب، پارلیمنٹ کا ممبر چاہے وہ دائیں ہاتھ پر ہو یا بائیں ہاتھ پر ہو دونوں کا احتساب برابر ہے۔ اگر کسی آفیسر نے تھوڑا سا تعاون دائیں ہاتھ والوں کے ساتھ کر دیا تو فوراً اس کو معطل، سسپینڈ، ڈسمس یا لائن حاضر کیا جاتا ہے۔ جناب والا! اب آپ اندازہ کریں۔ ہمارے ذہنوں میں خوف ہو، لالچ ہو تعصب ہو تو پھر ہم کیسے بات کر سکتے ہیں کہ ہم اس صوبے کے لوگوں کو انصاف مہیا کریں گے؟ پچھلے دنوں جھنگ میں دیکھ لیں کہ مولانا حق نواز صاحب کو قتل کر دیا گیا۔ جناب، پہلے بھی قتل ہوا کرتے تھے۔ چوریاں بھی ہوا کرتی تھیں، ڈکیتیاں بھی ہوا کرتی تھیں۔ مگر اس آفیسر سے جب باز پرس کی جاتی تھی، جب اس کی جواب طلبی کی جاتی تھی تو اس کو ذمہ دار ٹھہرایا جاتا تھا۔ آپ تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں۔ شیر شاہ سوری کا یہ طریقہ کار تھا کہ اگر کسی علاقے میں چوری ہوا کرتی تھی تو وہاں کے علاقے کے معزز آدمی یا نمبردار سے جواب طلبی کرتا تھا۔ اس وجہ سے جناب والا! اس زمانے میں جب کہ اس قسم کے ذرائع آمد و رفت بھی نہ تھے۔ یہ ٹیلیفون کی سہولت بھی مہیا نہیں تھی، وائرلیس سیٹ بھی نہ تھے۔ لیکن جناب والا! کسی بھی کونے سے لے کر ایک عورت بلاخوف و خطر سفر کر سکتی تھی۔ کیونکہ وہ زمانہ اکاؤنٹیبلٹی کا تھا۔ اب اکاؤنٹیبلٹی یہ ہے کہ کراچی میں جا کر بیان بازی کی جاتی ہے، پیپلز پارٹی ایک غدار جماعت ہے۔ جناب میں یہ پوچھتا ہوں کہ کیا ہم لوگ ووٹ لے کر نہیں آئے؟ ان کا گیارہ سالہ دور رہا۔ اگر ان میں اچھائیاں ہوتیں تو لوگ ہمیں آج منتخب کر کے اسمبلی میں نہ بھیجتے۔ لیکن اس کے برعکس انھوں نے اکثریت میں قومی حکومت میں بھی اور ہمیں منتخب کر کے بھیجا۔ کچھ لوگ کہتے ہیں، لیکن وہ پہلے اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ سندھ میں ان کی کیا نمائندہ حیثیت ہے، سرحد میں کیا نمائندہ حیثیت ہے اور بلوچستان میں کیا نمائندہ حیثیت ہے۔ ان کو حقیقت میں ووٹ نہیں ملے۔ انھوں نے جوڑ توڑ

کے تحت ووٹ لیے آج اپنے آپ کو وہ سرحد میں بھی لے جاتے ہیں اور سندھ میں بھی جا کر بیان بازی کرتے ہیں تو جناب میں یہ عرض کروں گا کہ سندھ میں جا کر بیان بازی کرنے سے پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ جو ان کے اوپر ذمہ داری ہے وہ اس کو کس طریقے سے نبھا رہے ہیں کیا وہ اپنے صوبے کے عوام کو پوری طرح سے انصاف مہیا کر رہے ہیں۔ یہاں پر کوئی خوف نہیں ہے اور یہاں پر انسان سفر بے خوف و خطر کر سکتا ہے؛ جناب' بات صرف اتنی سی ہوتی ہے کہ دوسرے کے اوپر کیچڑ اچھالا جائے۔ جناب والا! میرے مولا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک آدمی نے ایک سوال کیا کہ عورت اور مرد میں کیا فرق ہے؛ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا عورت اور مرد میں یہ فرق ہے۔ انھوں نے یہ نہیں کہا کہ جن کی داڑھی ہو یا مونچھیں ہوں وہ مرد ہے۔ انھوں نے یہ کہا مرد اور عورت میں یہ فرق ہے' مرد وہ ہے جس کو اپنی زبان کا پاس ہو' مرد وہ ہے جو تحفظ فراہم کر سکے' مرد وہ ہے جو مصیبت کے وقت سینہ سپر ہو' مرد وہ ہے کہ بلا خوف و خطر انصاف کا ساتھ دے۔ جناب' انھوں نے یہ نہیں کہا کہ جس کی داڑھی ہے وہ مرد ہے۔ جناب والا! آج میں آپ سے پوچھتا ہوں کیا اس صوبے کے عوام کو تحفظ فراہم کیا جا رہا ہے؛ کیا اس صوبے میں انصاف ہے؛ کیا اپنی زبان کا پاس بھی ہے؛ ابھی میرے ایک بزرگ فرما رہے تھے کہ ہم عمل نہیں کرتے۔ یہ حقیقت ہے کہ اسلام ایک واحد مذہب ہے جس نے علم پر زور دیا ہے اور اسی علم کی وجہ سے ہم اپنے برے اور بھلے میں تمیز کر سکتے ہیں۔ میں دوبارہ حضرت علی علیہ السلام کو کوٹ کروں گا۔ ایک آدمی نے سوال کیا۔ جناب' دین کی تعریف کیا ہے؛ آپ نے فرمایا' دل سے یقین ہونا چاہیے' زبان سے اقرار ہونا چاہیے' عمل سے ثابت کرنا چاہیے۔ سوال کرنے والے نے کہا کہ آپ نے دین کی تین باتیں بتائی ہیں۔ لیکن اب یہاں پر بیان تو کرتے ہیں اور ہمارے یہاں لوگ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ صوبے میں امن و امان نہیں ہے' کسی کی جان کا تحفظ نہیں ہے۔ مگر خوف اور لالچ کی وجہ سے اپنے مافی الضمیر کو بیان نہیں کر سکتے۔ جیسے ان تین باتوں کے کرنے سے عمل کے بغیر دین مکمل نہیں ہوتا اسی طریقے سے جناب والا! آئین کی حرمت پردہ عصمت کی طرح ہوتی ہے۔ جیسے پردہ عصمت ایک دفعہ چاک ہو جائے تو پھر اس کو رفو کرنا انسان کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ جناب والا! اگر اس صوبے کے منتخب نمائندے' چاہے وہ بائیں جانب پر ہوں چاہے دائیں جانب پر ہوں' جب وہ قانون اور حرمت کی پاسداری نہیں کریں گے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کا مقصد یہاں پر آ کر لوگوں کی نمائندگی کرنا نہیں' بلکہ اپنے ذاتی مقاصد اور مفادات کو تحفظ دے رہے ہیں۔ جناب' اس چیز کی تاریخ گواہ ہے۔ بندہ بیراگی جس نے اس پورے خطے کو خاص طور پر نیست و نابود کر دیا تو اس

وقت فلک شیر مغلوں کا برسر اقتدار تھا۔ میں یہ حصہ 1/12 اور 1/18 کا بیان کر رہا ہوں۔ بندہ بیراگی کو جب فلک شیر کے سامنے پکڑ کر پیش کیا گیا' فلک شیر نے کہا کہ اس کو صرف سزا نہیں دینی چاہیے' بلکہ اس کو عبرت ناک سزا دینی چاہیے تاکہ لوگوں کے لیے یہ سبق ہو۔ تو اتنا تشدد کیا گیا کہ آخر میں مغلوں کے جرنیل نے کہا کہ تم نے اتنے برے کام کیوں کیے کہ تمھیں اتنی بری سزا مل رہی ہے؟ تو اس بندہ بیراگی نے کہا اس دنیا میں اور کل مذاہب میں یہ متفقہ چیز ہے' جب انسانوں میں خوف ختم ہو جائے' خوف خدا ختم ہو جائے اور انصاف سے پہلوتہی کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل کو نہیں بھیجا کرتا ' میرے جیسا ظالم آدمی بادشاہ مسلط کرتا ہے اور میں ان کو ان کے کیے کی سزا دیتا ہوں۔ جب ان کی سزا پوری ہو جاتی ہے تو پھر میرے جیسے ظالم کا تمہارے جیسے جلاد سے سر اڑا دیتا ہے۔ جناب والا! اس علاقے کے لوگ اس لیے ٹیکس نہیں دیتے کہ وہ راتوں رات لٹ جائیں۔ اس علاقے کے لوگ اس لیے محنت نہیں کرتے کہ ان کو تحفظ فراہم نہ ہو اور انصاف فراہم نہ ہو۔ جناب' اس چیز کی بھی تاریخ گواہ ہے کہ کبھی مراعات یافتہ طبقے نے ترقی نہیں کی۔ آپ مراعات یافتہ طبقے کو جتنی بھی مراعات دے دیں کسی قوم کی مثال لے لیں۔ جناب والا! آپ اسلام کی مثال نہ لیں' عیسائیت کی مثال لے لیں۔ یہودیوں کی مثال لے لیں کہ جب شروع میں' ابتدا میں انھوں نے مذہب کا پرچار کیا تو ان کے بنیادی اصول کیا تھے' انصاف اصول پرستی اور اس پر انھوں نے ترقی کی۔ جب انھوں نے انصاف سے اصول پرستی سے پہلوتہی کی تو پھر جناب والا ! آج آپ دیکھ لیں کہ اتنے حالات میسر ہونے کے باوجود یہاں پر کچھ غیر مسلم لوگ مسلمان نہیں ہو رہے۔ تو اس کی صرف وجہ یہ ہے کہ جب ہم اپنے اصولوں سے انحراف کریں گے اور حقیقت سے پہلوتہی کریں گے تو پھر ہم ترقی نہیں کر سکتے۔ ہم دن بدن تنزلی کی طرف جائیں گے۔ جناب والا! اس لیے میں گزارش کروں گا کہ ہمیں بلا خوف و خطر یہ نہیں کرنا چاہیے کہ دوسروں کو ہدف تنقید بنائیں بلکہ بلا تمیز انصاف کرنا چاہیے۔ یہی ہمارے اسلام کا فلسفہ ہے۔ یہی جمہوریت کا فلسفہ ہے کیونکہ ڈکٹیٹر شپ میں صرف ایک چیز ہوتی ہے کہ ڈکٹیٹر صرف خوف کی پالیسی پر عمل پیرا ہوتا ہے۔ وہ یہ نہیں چاہتا کہ لوگ اس سے محبت کریں' بلکہ وہ یہ چاہتا ہے کہ لوگ اس سے خوف کھائیں اور خوف کی وجہ سے اس کی تابعداری کریں۔ جناب' میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کے برسر اقتدار لوگوں سے یہ عرض کروں گا کہ وہ صرف مراعات پر یقین نہ رکھیں بلکہ بلا خوف و خطر انصاف مہیا کریں۔ انصاف مہیا کرنے سے ان کا کچھ نقصان نہیں ہوگا۔ بلکہ جناب والا! ہمیشہ امراء تو بادشاہ سے مراعات چاہتے ہیں۔ مگر غریب آدمی صرف اور صرف اپنے حکمران سے

انصاف کی توقع رکھتا ہے۔ اس لیے میں بھی یہی توقع رکھتا ہوں کہ میری یہ ٹوٹی پھوٹی باتیں ان پر اثر کر جائیں گی اور وہ ان شاء اللہ تعالیٰ ہمیں انصاف مہیا کریں گے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ' جناب ملک وزیر اعوان صاحب۔

ملک محمد وزیر اعوان، جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے بولنے کی اجازت دی۔ پنجاب امن و آشتی اور بھائی چارے کا گہوارہ تھا۔ پنجاب پاکستان کی 62 فی صدی آبادی کا صوبہ ہے۔ جس میں اگر امن و امان کی یہ صورت حال ہوگی تو اس کا مطلب یہی ہو گا کہ پورے پاکستان میں امن و امان درست نہیں۔ جناب والا! میں سب سے پہلے یہاں حلقہ 99 کا ذکر کروں گا۔ اس سے پہلے ممبروں کی خریداری ہوتی رہی۔ لیکن اس حلقہ میں یہاں پر ضمیر کے سودے بھی کیے گئے۔ اس سلسلے میں میں یہاں ایک چیک پیش کرتا ہوں جو پنجاب حکومت نے ایک ایسے غریب کو دیا اور میں اس آدمی کی جرأت' حوصلے اور اس کے باضمیر ہونے کی داد دیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ چیک تو پنجاب گورنمنٹ نے دیے اور ان غریبوں کے پیٹ کاٹ کاٹ کر دیے' جہیز فنڈ کے نام پر دیے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہ تھا کہ اس طرح ضمیر خریدنے والے لوگوں کو وہاں پر فتح ہوتی اور اسی وجہ سے ان کو وہاں پر شکست ہوئی ہے اور پنجاب کے لوگوں نے اسلامی جمہوری اتحاد کو اسی امن و امان اور یہاں پر زیادتیوں کی وجہ سے مسترد کر دیا۔ جناب والا! یہاں پر کرشن نگر کے واقعے کی بات ہو رہی ہے۔ اس میں آج وزیر اعلیٰ صاحب کا یہ بیان ہے کہ یہ تمام کارروائی پاکستان پیپلز پارٹی کے دہشت گردوں نے کی ہے۔ تو میں یہ کہتا ہوں کہ جناب نواز شریف نے اپنی ذمہ داری اور فرض سے کوتاہی کرتے ہوئے اس کی ذمہ داری پاکستان پیپلز پارٹی پر ڈالی ہے۔ اور اگر ان کو کوئی ایسی بات نظر آتی ہے تو وہ ان لوگوں کو سامنے لائیں تاکہ ان کو بھی کیفر کردار تک پہنچایا جا سکے۔ ان کا تعلق چاہے پاکستان پیپلز پارٹی سے ہو یا اسلامی جمہوری اتحاد سے۔ جناب سپیکر! جس وقت یہ واقعہ پیش آیا ہو گا میری بہنیں' بیٹیاں' بھائی ' بوڑھے لوگ اپنے روز مرہ کے مطابق اس بازار میں سودا سلف خریدنے آئے ہوں گے' تو وہاں پر دہشت گردی کرنے والے لوگوں نے یہ نہیں دیکھا کہ مرنے والوں کا' زخمی ہونے والوں کا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی سے ہے یا اسلامی جمہوری اتحاد سے ہے۔ جناب والا! اس قسم کے حالات اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب یہاں پر ناانصافیاں اور محروم طبقے کے ساتھ زیادتیاں ہوں گی۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ خدا کے لیے آپ اپنی رنجشوں اور اپنی مخالفتوں کو اس جگہ پر نہ لے

جائیں کہ جہاں پر صورت حال بیروت جیسی بن جائے۔ اس کے بعد جناب' میں حال ہی میں ایک حل جو کہ مولانا حق نواز جھنگوی صاحب کا جھنگ میں ہوا' اس کی پرزور مذمت کرتا ہوں اور خصوصاً وہاں کی انتظامیہ کی کہ جنھوں نے اس کے باوجود کچھ نہ کیا کہ مولانا صاحب نے ان کو یہ پہلے سے آگاہ کیا تھا کہ یہ حالات ہونے والے ہیں۔ تو جناب سپیکر! اس کے بعد جو حالات جھنگ میں ہوئے جن کے نام سے ایف آئی آر درج کروائی گئی وہاں کے اہل تشیع نے ان کے عمائدین نے ان آدمیوں کو خود پولیس کے سامنے پیش کیا۔ اس لیے پیش کیا تاکہ حالات و واقعات سامنے آ سکیں اور اصل مجرموں کو بے نقاب کیا جا سکے۔ لیکن وہاں پر اس کے باوجود کہ وہاں پر کرفیو نافذ ہے قتل ہوئے اور شیعہ فرقے کی عبادت گاہوں پر حملے کیے گئے۔ کیا کسی معاشرے میں ایسا ہونے پر کوئی آدمی appreciate کر سکتا ہے؟ جناب سپیکر! کبھی نہیں۔ حالانکہ اس سے پہلے علامہ احسان الٰہی ظہیر کو شہید کیا گیا۔ علامہ عارف حسین حسینی کو شہید کیا گیا۔ لیکن ان فرقے کے لوگوں نے وہاں پر امن و امان کی کبھی صورت حال پیدا کرنے کی کوشش نہیں کی۔ جناب سپیکر! آج میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ یہاں پر شیعہ کمیونٹی بھی پاکستان کے لوگ ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی آدمی واقعی مجرم ہو تو میں ان کے لیے بڑی سے بڑی سزا تجویز کرتا ہوں اور ان کو بڑی سے بڑی سزا دی جانی چاہیے۔ لیکن وہاں کے بے گناہ شہریوں اور وہاں کی عبادت گاہوں پر جو حملے کسی سوچے سمجھے منصوبے کے تحت کرائے جا رہے ہیں ان کی مذمت کرتا ہوں۔ اس کے بعد جناب سپیکر! میں حافظ آباد جو کہ میرا اپنا علاقہ ہے وہاں کے حالات اس معزز ایوان کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ وہاں آئے دن قتل اور ڈکیتیوں کی وارداتیں ہو رہی ہیں۔ وہاں پر منشیات فروش اپنے کاروبار کو عروج پر لائے ہوئے ہیں اور وہاں کی پولیس کا ہیڈ رانا رشید ڈی ایس پی ان کا سرغنہ ہے۔ اس کا تبادلہ آئی جی پنجاب نے یہ سمجھ کر کیا کہ وہاں کے حالات کی تمام تر خرابی کا ذمہ دار یہ ڈی ایس پی ہے۔ تو آج مجھے یہ بات بڑے افسوس سے کہنی پڑتی ہے کہ میرے منتخب بھائی آج اس کا تبادلہ اس لیے رکوانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ان کا اس سے ذاتی تعلق ہے۔ تو جناب والا! اگر میرے دوست آج یہ کہتے ہیں کہ اس کی تمام تر ذمہ داری وزیر اعلیٰ پنجاب پر ہے تو اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ جب آپ بددیانت' راشی اور ناسور لوگوں کو protect کریں گے تو اس کی تمام تر ذمہ داری آپ پر عائد کرنے میں لوگ حق بجانب ہوں گے۔ تو جناب سپیکر! اس ضمن میں میں نے ایک تحریک استحقاق بھی پیش کی ہے۔ مجھ پر اس ڈی ایس پی نے قاتلانہ حملہ کروایا ہے۔ اگر ایسے آدمیوں کی پشت پناہی آئی جے آئی کے لوگ کریں گے تو میں'

میرے دوست اور یہاں کے عوام یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گے کہ یہ تمام تر خرابیاں اسلامی جمہوری اتحاد کی حکومت پر اور یہاں کے وزیر اعلیٰ نواز شریف پر عائد ہوتی ہیں۔ جناب سپیکر! آج یہاں ممبران کی خرید و فروخت کی بات ہوئی ہے ۔ اس سلسلے میں میں یہاں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے چھانگا مانگا کے جنگل میں ممبران کو کون لے کر گیا؟ یہ پہل جناب نواز شریف نے کی ہے اور آج جتنے بھی بد دیانت لوگ ہیں ان کو protect کیا جا رہا ہے ۔

جناب سپیکر ! میں آپ کی وساطت سے پنجاب حکومت کو انتباہ کرتا ہوں کہ اگر انھوں نے اپنی روش نہ بدلی تو لوگ آپ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے ۔

جناب سپیکر! یہاں پر پیپلز پروگرام کی بات ہوئی ہے کہ پیپلز پروگرام اچھا نہیں ہے ' یہ ہے وہ ہے ۔ جناب' میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ پوچھتا ہوں کہ کیا ہمارے حلقے پنجاب کا حصہ نہیں ہیں' کیا وہ پاکستان کا حصہ نہیں ہیں؟ اگر وہاں پر آج تک ترقیاتی فنڈز میں سے ایک روپیہ بھی دیا گیا ہو تو آپ یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ اس پیپلز پروگرام کو وہاں پر نہ چلایا جائے ۔ لیکن بجائے اس کے کہ ہمیں کوئی دس روپے فنڈ کے دیے جاتے بلکہ جناب والا میں تو یہ کہوں گا کہ جو پچھلی حکومت نے میرے حلقے میں تین گاؤں وسچا مانک' چک کھرل اور ڈھارا والی میں جو ترقیاتی فنڈز دیے تھے ان فنڈز کو وہاں سے لے کر مہندی حسن بھٹی جن کا تعلق آئی جے آئی سے ہے کے حلقے میں دے دیا گیا۔ تو آج اگر پیپلز پروگرام کی بات ہوتی ہے اور ہم وہاں پر پیپلز پروگرام کے تحت ترقیاتی کام کروانا چاہتے ہیں۔ تو جناب سپیکر! وہاں پر رکاوٹیں ڈالی جاتی ہیں تو امن و امان کیسے قائم ہو سکتا ہے کہ ایک آدمی کے سامنے والی گلی کو پکا کرنے سے روکا جائے ۔ اس کی نالی کو بنانے سے روکا جائے ۔ اس کی سڑک کو بننے سے روکا جائے ۔ تو جناب سپیکر! ایسے کبھی بھی امن و امان قائم نہیں ہو سکے گا ۔ میں اس فلور پر بڑے فخر سے یہ بات کہتا ہوں کہ ہم پیپلز پروگرام کو روکنے والوں کے ہاتھ روک دیں گے اور اگر اس سے آگے جانے کی بھی ضرورت پڑی تو پھر ہم اس سے بڑی قربانی دینے کے لیے تیار ہیں۔

جناب سپیکر ! ہمیں لوگوں نے اس لیے منتخب کیا ہے کہ ان کے حلقوں میں ترقیاتی کام ہوں۔ ان کے لیے ہم سڑکیں بنائیں ' گلیاں بنائیں اور انھیں ہر قسم کی سہولتیں مہیا کریں۔ تو جناب سپیکر! جب ان کو یہ سہولتیں نہیں ملیں گی تو پھر یہ قدرتی بات ہوگی کہ وہ آپ کی حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے ۔

جناب سپیکر! یہاں پر یہ بھی بات ہوئی ہے کہ سب کی دل [illegible]
ہے کہ سندھ کے حالات پیپلز پارٹی والوں کو نظر نہیں آتے تو جناب سپیکر! میں اپنے ان معزز ساتھیوں سے یہ کہہ رہا ہوں کہ وہاں کے وزیر اعلیٰ نے ان حالات کی ذمہ داری کو قبول کرتے ہوئے اپنا استعفٰے دے دیا ہے ۔ اب جب کہ پنجاب میں یہ صورت حال پیدا ہو گئی ہے تو جناب' میں آپ سے مطالبہ کرتا ہوں کہ جناب نواز شریف کو بھی ان حالات کی ذمہ داری قبول کرنی چاہیے اور ان کو یہاں پر مستعفی ہو جانا چاہیے نہ کہ اس کی ذمہ داری پیپلز پارٹی پر ڈالنی چاہیے۔

جناب والا! یہاں صورت حال تو یہ ہے کہ حافظ آباد کے ڈگری کالج میں ایک کنونشن ہوا اور میں نے وہاں پر پانچ لاکھ روپے کی گرانٹ دینے کو کہا تو انھوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ جناب' پنجاب حکومت ہمارے خلاف ہو جائے گی۔ تو جناب سپیکر! جہاں پر یہ حالت ہو کہ اگر کسی کو پیسے دیے جائیں تو وہ اس وجہ سے فنڈز لینے سے انکار کر دے کہ پنجاب حکومت ہمارے خلاف ہو جائے گی۔ تو پھر جناب والا وہاں امن و امان کیسے قائم رہ سکتا ہے؟ جناب والا! امن و امان تب ہی قائم ہو سکتا ہے کہ محروم طبقے کو اس کا حق دیا جائے ۔ جب تک اسے اس کا یہ حق نہیں ملے گا۔ یہ باتیں ہوتی رہیں گی۔

میں آخر میں پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں اپنی بات کو اس شعر پر ختم کرتا ہوں کہ

جب بھی کبھی ضمیر کا سودا ہو دوستو !
قائم رہو حسین کے انکار کی طرح

جناب سپیکر، چودھری بشیر احمد صاحب ذرا دیر سے تشریف لائے ہیں' لہٰذا اب یہ اپنی بات پانچ منٹ میں ختم کریں۔

چودھری بشیر احمد، جناب سپیکر اور معزز اراکین ! السلام علیکم! جناب والا! یہاں پر بات امن و امان کی ہو رہی ہے اور بڑی لمبی لمبی تقریریں یہاں پر ہوئی ہیں ۔ میں بھی چاہتا تھا کہ اس کے بارے میں اپنے کچھ خیالات کا اظہار کروں۔

جناب والا! امن و امان کی صورت آج پیدا نہیں ہوئی۔ یہ تو الیکشن کے فوراً بعد' یعنی نومبر 89ء میں الیکشن ہوا تھا اور دسمبر 89ء میں بھی یہ کارروائی ہونی شروع ہو گئی تھی۔ جناب والا! آپ ذرا

غور فرمائیں کہ میرے اپنے علاقے مرید کے میں ایک شخص کی 35 لاکھ روپے کی چوری ہوئی اور اس نے متعلقہ تھانے میں اس چوری کی اطلاع تو دے دی مگر بعد میں غنڈوں نے اسے ڈرا دیا اور وہ بے چارہ بعد میں مکر گیا اور اس نے کہا کہ نہیں جناب' میری چوری نہیں ہوئی۔ تو جناب والا! یہاں پر آج یہ حالات ہیں۔

جناب والا! آپ چونکہ میری بات سن نہیں رہے تھے' لہٰذا میں اسے دہراتا ہوں ۔ امن و امان کا مسئلہ آج پیدا نہیں ہوا ۔ جناب والا! جب سے الیکشن ہوئے ہیں اور جب سے یہ حکومت پنجاب بنی ہے یعنی نومبر میں الیکشن ہوئے ہیں اور دسمبر میں ہی یہ چوریاں اور وارداتیں ہونی شروع ہوگئیں۔ مثال کے طور پر ایک فیکٹری والا تھا ۔ اس بے چارے کی مریدکے میں ایک فیکٹری ہے ۔ اس کی 35 لاکھ روپے کی چوری ہوگئی ۔ اس نے تھانے میں اطلاع دی ۔ اسے وہاں کے غنڈوں نے دھمکایا کہ تم نے چوری کا نام کیوں لیا ۔ لہٰذا وہ بے چارہ مکر گیا کہ نہیں جناب' میری 35 لاکھ کی چوری نہیں ہوئی' حالانکہ چوری برآمد ہوئی ۔ جناب والا! یہاں پر یہ حالات ہیں ۔یہ ہماری خوش قسمتی سمجھ لیں' یا پھر اس علاقے کے لوگوں نے ہم پر مہربانیاں کی ہیں کہ وہاں پر سارے پی پی کے لوگ ہی کامیاب ہوئے ہیں۔ حضور والا! میں آپ سے گزارش کر رہا ہوں ۔ وہاں پر چینی کا ایک ٹرک چوری ہو گیا ۔ جناب والا! آپ زمین دار ہیں اور آپ پولیس کی سب حرکتوں کو سمجھتے ہیں اور ہماری باتوں کو آپ اچھی طرح سے سمجھ سکتے ہیں۔ ہم لوگ نہیں سمجھ سکتے۔ تو جناب والا! رات کو الیکشن کے فوراً بعد چینی کی 192 بوری چوری ہوئی ۔ اس بارے میں صرف چار آدمیوں کا چالان ہونا تھا ۔ جن میں ڈرائیور تھا' کنڈکٹر تھا اور دوسرے آدمی جنھوں نے اسے لوڈ کیا اور ان لوڈ کیا ۔ مگر چالان صرف چار آدمیوں کا ہوا۔ تو جناب والا! یہ دھاندلیاں اسی وقت سے شروع ہوئی ہیں ۔ اس کے فوراً بعد وہاں پر کئی آدمی دن دہاڑے قتل ہوئے ۔ کبھی پولیس والے 302 کے ملزم کو بے گناہ کر دیتے ہیں کہ جی یہ دن کا واقعہ ہے ۔ یہ چشم دید گواہ ہے ۔ آپ دیکھیں کہ پولیس والے ان لوگوں کو کیسے بے گناہ لکھ دیتے ہیں۔ وہاں تھانے فیروز والہ میں رانے نور کا قتل ہوا مگر اس کے قاتلوں کو بے گناہ قرار دے دیا گیا ۔ اس کے علاقہ علی پور بے میں قتل ہوا اور یہ دن دہاڑے ہوا تو اس کا قاتل بھی پولیس کہہ رہی ہے نہیں جناب' وہ تو بے گناہ ہے ۔ اس کا قتل تو کسی اور نے کیا ہو گا ۔ جناب والا ! یہ حالت ہے کہ دن دہاڑے ڈاکے پڑ رہے ہیں' کسی کو پتا نہیں کہ تھانوں میں کیا ہو رہا ہے ۔ آپ کو پتا ہے اور ہمیں بھی پتا ہے ۔ آپ کا فرض ہے اور آپ ہی ذرا سوچیے' اگر میں صحیح بات کہوں تو آپ میری حمایت

کریں اور اگر میں غلط بات کروں تو بے شک میری تقریر میں مداخلت کریں کہ یہ بات آپ نے غلط کہی ہے ۔ آج سے پندرہ سال پہلے تھانے میں اگر کوئی سکوٹر کھڑا کرتا تھا تو وہ چوری کھڑا کیا کرتا تھا تاکہ کوئی آدمی یہ نہ دیکھ لے کہ تھانے دار کے پاس سکوٹر ہے ۔ اب آپ کسی بھی تھانے میں جائیں وہاں پر اب نئی کاریں کھڑی ہیں۔ جناب' کیا یہ چیک نہیں کروا سکتے؟ ان کا سٹاف کہاں گیا اور آئی جی اور وزیر اعلیٰ صاحبان کہاں ہیں؟ یہاں پر میرے دوست فرما رہے تھے کہ حالت اوپر سے ٹھیک ہوتی ہے اگر اوپر والے ایمان داری کریں گے تو نیچے والے بھی چیک کر سکتے ہیں۔ ورنہ جناب' تھانوں میں یہ جرأت کیسے ہو کہ نئی گاڑی ہو اور تھانوں میں تھانے دار اسے کھڑی کرے۔ جناب خدا کا خوف کریں۔ پنجاب میں تو لوگ پہلے ہی غریب سے غریب تر ہو رہے ہیں اور ایک منصوبے کے تحت ان کو غریب سے غریب تر کیا جا رہا ہے۔ آج سے کوئی پانچ سات سال پہلے یہ پروگرام بنا یا کہ صنعت کار 3 فی صد سود پر قرضہ لے لیں۔ مگر جناب' یہاں پر یہ حالت ہے کہ اربوں روپے کے مالک صنعت کار یہ قرضے لے جائیں اور اس پیسے کو بیرون ملک جمع کروا دیں اور وہاں سے سود لیں ۔ جناب والا! اگر کوئی زمین دار لوکل مشینری خریدتا ہے تو آپ اس پر 14 فی صد سود لگاتے ہیں۔ اگر وہی لوکل مشینری کوئی صنعت کار خریدتا ہے تو آپ اس پر صرف تین فی صد سود لگاتے ہیں۔ خدا کا خوف کریں ۔ اگر میں صحیح بات کروں تو آپ میری حمایت کریں ۔ اگر کوئی غلط بات کروں تو بے شک مجھے کہہ دیں کہ بھائی بشیر صاحب' آپ غلط بات کر رہے ہیں۔ تو میں تسلیم کروں گا کہ میں نے واقعی غلط بات کی ہے۔ اس کے علاوہ جناب والا! آج سے کوئی پانچ سال پہلے زمیندار کو ایک منصوبے کے تحت غریب سے غریب تر کرنے کے لیے انکم ٹیکس لگا دیا کہ یہ بے چارے چھوٹی چھوٹی فیکٹریاں لگاتے ہیں ۔ چھوٹی چھوٹی دکانیں ڈالتے ہیں ۔ یہ بھی کیوں کرتے ہیں ۔ ان کی زرعی آمدنی دکان کی آمدنی اور دوسری آمدنی کو جمع کر کے انکم ٹیکس لگایا گیا۔ میں وہ باتیں کر رہا ہوں جو آپ کا دل نہ دکھائیں۔ جناب والا! میں گزارش کر رہا ہوں کہ یہاں وزیر قانون صاحب اور سب بیٹھے ہیں کہ اگر ایسے ہی یہ سکیم چلتی رہی تو پھر یہ طبقہ بھی ختم ہو جائے گا اور وقت آئے گا کہ آپ میری ان باتوں کو یاد کریں گے ۔ وہ لوگ آگے آئیں گے جو سرمایہ دار ہوں گے اور ایک طرف دوسری سائیڈ ہو گی۔ پھر جو حشر ہو گا اس کے لیے اللہ تعالیٰ ہمیں وہ دن نہ دکھائے۔ آپ ذرا سوچیں کہ یہ جو انکم ٹیکس لگ گیا ہے یہ بھی زیادتی ہوئی ہے۔ یہ آج سے چار ' پانچ سال پہلے لگا تھا ۔ اگر میں صحیح بات کر رہا ہوں تو پھر اس کی حمایت کریں اور اس کے لیے ایک قرارداد بھیجیں کہ وہ جو زمین دار کو انکم ٹیکس لگایا گیا ہے وہ نہ لگایا جائے ۔ زمین

دارے چارہ نہیں جانتا کہ اس میں پیسے لگتا ہے۔ اس کے لیے کیا قانون ہے اور کیا نہیں ہے۔ تو اس کی حمایت کر کے کم از کم اسے اوپر ہی بھیج دیں۔

جناب سپیکر، شکریہ چودھری صاحب!

چودھری بشیر احمد، شکریہ جناب! بہت مہربانی کہ آپ نے میری پہلی بات مان لی۔ نمبر 2 اس کے علاوہ مجھے تھوڑا سا اور ٹائم دیں۔

جناب والا! اگر ہمارے صوبے کا کوئی سربراہ زمین دار ہوتا تو پھر زمینداروں کا یہ حال نہ ہوتا۔ یہ زمین دار پنجابیوں کا ہے اور پنجابی کون ہیں؟ جو پانچ دریاؤں کا پانی استعمال کرتے ہیں۔ یہ امپورٹڈ لوگوں کا پنجاب نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، شکریہ چودھری صاحب! آپ کی تقریر کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

چودھری بشیر احمد، حضور والا! ایک اور چھوٹی سی گزارش ہے۔ یہ ہمارے علاقے کی بات ہے اگر آپ اس کو درست مان لیں تو میں مشکور ہوں گا اور آپ کا عمر بھر احسان مند رہوں گا۔

جناب سپیکر، ارشاد فرمائیں۔

چودھری بشیر احمد، ہمارا مریدکے ضلع شیخوپورہ کا ایک حصہ ہے۔ یہ علاقے کا سب سے بڑا قصبہ ہے۔ اس کی لاکھوں آبادی ہے جب کہ ہماری تحصیل کا ہیڈ کوارٹر ضلع لاہور میں بنا رکھا ہے۔ تو یہ ظلم کب ختم ہو گا؟ ہمارے مریدکے کے علاقے کے لوگ اپنے کام کے سلسلے میں لاہور آتے ہیں اور دوسرے ضلع میں آتے ہیں۔ ہماری تحصیل کا ہیڈکوارٹر لاہور میں ہی ہونا ہے تو پھر ہمیں لاہور ہی میں شامل کر دیں۔ مہربانی فرمائیں۔ ہماری تحصیل کا ہیڈ کوارٹر لاہور کی بجائے ضلع شیخوپورہ میں بنایا جائے۔

جناب سپیکر، شکریہ چودھری صاحب!

سید افتخار الحسن شاہ، جناب سپیکر! ہمارے بھائی نے جو باتیں کی ہیں ہم اس کی تائید کرتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ زمین داروں کو انکم ٹیکس نہ لگے اور وہ جو 3 فی صد قرضے مرکز والے دے رہے ہیں وہ واپس لیں۔ ہم اس کی بھرپور تائید کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں ہمارا تعاون ان کے ساتھ ہے۔

میاں محمود الحسن ڈار، پوائنٹ آف آرڈر!

چودھری بشیر احمد، جناب سپیکر! میں ایک بات ضرور عرض کروں گا کہ انکم ٹیکس ان کو لگے جنھوں

نے انڈسٹریل زمین خریدی ہے نہ کہ ان زمینداروں نے ۔

جناب سپیکر ، چودھری صاحب ! آپ نے یہ بات کر لی ہے ۔ شکریہ۔

میاں محمود الحسن ڈار ، جناب سپیکر! میں ایک وضاحت کرنی چاہتا ہوں کہ جناب چودھری صاحب نے جوش و خروش نال جیہڑی تقریر فرمائے اے اوہدے وچ اہناں نے امپورٹڈ دا لفظ لگایا اے ۔ میاں صاحب پتا نہیں کتھوں امپورٹ ہوئے نیں۔ اگر برادری دے حساب نال آئے تے کشمیری جیہڑے نیں اہناں دے آباؤ اجداد کافی دیر توں اتھے بیٹھے نیں اور ساڈا وی پنجاب دے وچ بہت وڈا حصہ اے تے اسیں جناب پنجاب واسطے جان حاضر کیتی بیٹھے آں تے ایس واسطے میں ایہہ وضاحت کرنی چاہناں ۔ کیونکہ اسیں اتھے چودہ پندرہ کشمیری بیٹھے آں ۔ باقی میاں صاحب دا نہیں پتا تے ایس واسطے میں جناب عرض کیتی اے ۔

جناب سپیکر، ڈار صاحب! آخر خون رنگ دکھاتا ہے ناں (قہقہے)۔ چودھری محمد اعظم چیمہ۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس اہم موضوع پر اظہار خیال کرنے کا موقع فراہم کیا۔ امن و امان کے بارے میں کچھ دنوں سے بحث جاری ہے اور اس سلسلے میں حزب اختلاف نے یہ اجلاس طلب کیا تھا ۔ خیال یہ تھا کہ اچھے پارلیمنٹیرین اللہ کے فضل سے اس ملک کے شہری ہونے کے ناتے سے اچھی تجاویز دیں گے جو کہ حکومت وقت کے لیے بعد میں اپنی خامیاں دور کرنے کے بارے میں یقینی طور پر باعث اصلاح ثابت ہوں گی ۔

جناب والا! جہاں تک کسی سوسائٹی میں امن و امان کا تعلق ہوا کرتا ہے تو مسلمان ہونے کے ناتے سے دو بنیادی اصول ہوا کرتے ہیں۔ ایک خوف خدا اور دوسرا خوف سزا ۔ خوف خدا کے بارے میں مسلمان ہونے کے ناتے سے' شاید میں عالم دین نہ ہونے کی بنا پر اظہار نہ کر سکوں' لیکن خوف سزا کے بارے میں ایک قانون کا طالب علم ہونے کی حیثیت سے یہ عرض کرنا ضروری سمجھوں گا کہ اس میں ملک میں بسنے والے معاشرے کی نیتوں کا بھی ہمیشہ عمل دخل ہوا کرتا ہے ۔ یہ سوسائٹی کیسے چل رہی ہے ۔ کن پارٹیوں کا عمل دخل ہے ۔ حکومتیں کیا کرتی ہیں۔ کسی ملک میں بسنے والے لوگ اس کو بخوبی سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ اسمبلی یا حکومت کے متعلق چار اصول واضح ہوا کرتے ہیں۔

1۔ مقننہ 2۔ انتظامیہ 3۔ عدلیہ 4۔ پریس

وقت کے مختصر ہونے کی بناء پر شاید چاروں ستونوں پر اظہار خیال نہ کر سکوں۔ کون گناہ گار ہے یا کون نہیں ہے۔ اس میں صرف ایک بات عرض کیے دیتا ہوں کہ وہ حکومت ہدف تنقید ہوا کرتی ہے جو ذاتی مسائل کی بناء پر، ذاتی خواہشات کو حاصل کرنے کی بناء پر ذاتی وسائل اور ذاتی طاقت استعمال کرتی ہے۔ اس میں ایک ممبر ہونے کے ناتے ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ حکومت وقت نے آج تک ذاتی اغراض و مقاصد حاصل کرنے کے لیے کبھی لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا نہ کیا۔ اگر تقابل کیا جائے اور سابقہ ادوار کو دیکھا جائے تو جناب والا! اس وقت پنجاب میں کوئی دلائی کیمپ نہیں کسی مخالف کی تنقید کے خوف سے یا اس کے ڈر سے اس کو تنگ کرنے کے لیے کبھی آج تک ایک ابتدائی رپورٹ بھی درج نہیں۔ جہاں تک موجودہ آبادی کے بڑھتے ہوئے رجحان اور نیتوں کا تعلق ہے تو پرانے زمانے میں یا کتابوں کو دیکھنے سے پتا چلتا ہے کہ جرائم کی تین وجوہات ہوا کرتی تھیں۔ زر، زن اور زمین۔ مگر موجودہ دور اور موجودہ حالات کا اگر غور سے مطالعہ کیا جائے تو تخریب کاری جس میں نیتوں کا دخل تھا وہ ان تینوں اصولوں، یعنی زر، زن اور زمین سے انحراف پایا جاتا ہے۔ یہ معاشرہ دو حصوں میں بٹ چکا ہے۔ دو پارٹیوں میں بٹ چکا ہے۔ دو نظریات میں بٹ چکا ہے۔ غلط کو غلط کہنے والے صحیح کو صحیح کہنے والے شاید اس بات کی جسارت نہ کریں۔ جہاں تک سفارش یا اس کا اظہار کرنے کا وہ ارادہ کیے ہوئے بیٹھے ہیں۔ جہاں تک اس صوبے کا تعلق ہے تو الحمد للہ یہ بات کہنے میں ہم خوشی محسوس کرتے ہیں کہ آج تک میاں نواز شریف یا اس کی حکومت نے کسی مخالف کو تنگ کرنے یا اس کو بلا وجہ کسی بات میں ملوث کرنے کی کوشش نہیں کی اور وہ وقت بھی شاید تقابل سے میرے دوستوں کو ذہن نشین ہو جائے کہ یہاں وہ اسمبلیاں بھی وجود میں آئی تھیں کہ جنھوں نے اپنے مخالف ممبران اسمبلی کی زبان بندی بھی کی، جن کو اسمبلی میں آزادی سے بولنے کا حق ہے۔ ان کے ساتھ بھی سختی کی۔ مگر جہاں تک اس بات کا تعلق ہے۔ موجودہ ماحول کو آپ دیکھیں، یہاں پر یہ کہا جاتا ہے کہ اسلحے کی ریل پیل ہے۔ جب سے موجودہ اسمبلی وجود میں آئی ہے آپ یہ دیکھیں کہ اسلحہ کہاں سے جاری ہوتا ہے؟ ممنوعہ بور کا اسلحہ کہاں سے آتا ہے۔ اس کی فراوانی کہاں سے ہو رہی ہے اور اس کا معاشرے میں کیا عمل دخل ہے؟ میں یہ عرض کروں گا کہ اگر آپ امن و امان چاہتے ہیں تو پھر اس کے دو اصول ہیں، یا تو اسلحے کو مکمل طور پر ban کر دیا جائے یا پھر اسلحے سے اس معاشرے کو پاک کر دیا جائے۔ اس کے علاوہ کوئی حل نہیں۔ مجھے آپ سے یہ بھی عرض کرنا ہے کہ بڑھتی ہوئی

آبادی بھی امن و امان کا سبب ہوا کرتی ہے ۔ اس کے علاوہ صوبہ بندی بھی مرکزی سومت ہ ہ ا ہوا کرتا ہے ۔ بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر ہماری مرکزی حکومت کا یہ فرض تھا کہ وہ بے روزگاری کو ختم کرنے کے لیے اپنے ملکی وسائل کو ناکافی سمجھتے ہوئے وسائل پیدا کرتی اور اصولی طور پر اس ملک میں بسنے والوں کو صنعتی ملکوں کے برابر لا کھڑا کرتی اور صنعتوں کا فروغ کرتی ۔ اس کے علاوہ حکومت کے محکموں میں ملازمتیں دینے اور تنقید کرنے سے مسئلہ حل نہیں ہو گا ۔ کیونکہ آبادی بہت زیادہ بڑھ رہی ہے ۔ میں اپنے دوست کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنھوں نے اپوزیشن کے بنچوں میں ہوتے ہوئے بھی دلیری سے زراعت کے بارے میں بات کی ہے ۔

جناب والا! زراعت کا نمائندہ ہونے اور پنجاب کا سیکرٹری جنرل ایوان زراعت ہونے کے ناتے میں یہ بات کہنے کی جسارت کروں گا کہ جس طرح سے زراعت کے معاملے میں مرکزی حکومت نے پہلو تہی کی ہے میں اپنے فاضل دوست سے یہ عرض کروں گا کہ جب ان کی پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ ہو یہ بات ببانگ دہل کہیے کہ مرکزی حکومت نے زمین داروں اور یہاں کے بسنے والے لوگوں کا عرصۂ حیات تنگ کر دیا ہے ۔ خواہ وہ بجلی کا معاملہ ہو ' خواہ وہ قیمتوں کا مسئلہ ہو ' خواہ ٹیکسوں کا معاملہ ہو ' خواہ بلا سود قرضوں کے اجراء کا معاملہ ہو ' خواہ وہ کوآپریٹو سوسائٹیوں کا معاملہ ہو' خواہ بنکوں کا مسئلہ ہو' مرکزی حکومت نے پنجاب کے لوگوں کے لیے مسائل پیدا کیے ہیں۔ حکومت پنجاب کی طرف سے اب پنجاب بنک قائم ہوا ہے لیکن اس کے خلاف بہت زیادہ واویلا ہوا ہے ۔ حالانکہ سارے بنک مرکزی حکومت کے قبضے میں ہیں ۔ جناب' آپ خود دیکھیں کہ زمیندار کس تنگ دستی سے گزارا کر رہے ہیں اور یہ بات ذہن نشین کر لیجیے' اگر مرکزی حکومت نے یہی رویہ رکھا ۔ اگر کسانوں کے ساتھ اسی طرح سے زیادتی ہوتی رہی تو آنے والا وقت اور آنے والا ماحول کچھ اس طرح سے ہو گا کہ امن و امان کا مسئلہ شدت اختیار کر لے گا ۔ چھوٹی چھوٹی باتیں بڑھ کر مقدمات تک جا پہنچتی ہیں۔ بڑھتی ہوئی آبادی تو بڑے ترقی یافتہ ملکوں کی ترقی میں بھی رکاوٹ بنتی جا رہی ہے ۔ پنجاب میں پرانے مقدمات اور موجودہ دور کے مقدمات کا تقابلی جائزہ دیکھ لیں' آپ اعداد و شمار کو یقیناً پہلے سے کم پائیں گے ۔ لیکن امن و امان کی ایک یہ بھی وجہ ہے کہ ملازمین بھی مرکز پنجاب کی چپقلش کی وجہ سے بٹے ہوئے ہیں۔ کیا ملازمین بھی اس آبادی کا حصہ نہیں ہیں؟ کیا وہ بھی بٹے ہوئے نہیں ہیں؟ کیا ان کی نیتوں میں عمل دخل نہیں۔ کیا ملازمین کا تعلق مرکز سے نہیں ۔ کیا صوبے میں رہنے والے ملازمین کا تعلق پیپلز پارٹی سے نہیں۔ ملازمین کا پیپلز پارٹی کے ممبران سے تعلق نہیں۔ ممبران سے رشتہ داری نہیں' کیا وہ سب

ے سب راوح پڑھانے والے ہیں؟ یہ بات بھی اپ ذہن نشین کرلیں کہ جب تک ہم لوگوں نے تہیہ نہ کیا ' دیانت داری سے معاشرے کو پاک کرنے کی کوشش نہ کی تو یقینی طور پر عالی جاہ! ہم سب کے سب گناہ گار ہوں گے۔

جناب سپیکر، چیمہ صاحب! شکریہ آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! میں صرف دو منٹ میں اپنی بات مکمل کرتا ہوں۔ مجھے یاد ہے کہ میں مشیر ہونے کے ناتے شاید یہ بات نہ کر سکوں ' میں بات بڑے محتاط انداز میں کر رہا ہوں اور میرا یہ ہمیشہ خیال ہوتا ہے کہ سچی بات ہر ایک کو کہہ دی جائے ۔ خواہ وہ کوئی بھی ہو ۔ جہاں تک پنجاب حکومت کا تعلق ہے' اس نے جس خوش اسلوبی ' دیانت داری' ایمان داری اور فراست سے کام کیا ہے یہ مبارک باد کی مستحق ہے ۔ آپ اس کا خواہ تقابل کرلیں خواہ اس کا ماحول دیکھ لیں ۔ جناب والا ! میں کچھ اور باتیں بھی کہنا چاہتا تھا اور مثالیں دینا چاہتا تھا کہ کیا وجوہات ہیں اور اصلاح کے لیے کون سی باتیں ضروری ہیں ۔ ہم سب کے سب گناہ گار ہیں۔ تنقید کرنے کی بجائے یہ تہیہ کرنا چاہیے تھا کہ ہم کس طرح اس معاشرے کو ٹھیک کر سکتے ہیں۔ جناب سپیکر ! آخر میں ایک شعر کہہ کر میں اپنی بات ختم کرنا چاہتا ہوں ۔ باتیں تو اور بھی بہت سی کرنی تھیں۔ لیکن جناب کے حکم کی وجہ سے میں اپنی بات یہاں پر ختم کرتا ہوں اور اپنے دوستوں سے گزارش کرتا ہوں کہ:

ایسے چلن چلیں کہ کریں لوگ آرزو
ایسے رہا کریں ۔ کہ زمانہ مثال دے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، میرے پاس جن صاحبان کے کل نام آئے تھے ان کی فہرست تو آج ختم ہو گئی ہے ۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میرا نام رہتا ہے۔

جناب سپیکر، وزیر قانون صاحب نے آج wind up بھی کرنا ہے۔ آج مجھے کچھ صاحبان نے یہاں آ کر کہا ہے کہ وہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، اس میں بیگم بشریٰ رحمٰن بھی شامل ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں، بیگم صاحبہ بات نہیں کرنا چاہتیں۔

راجہ محمد خالد خان، وہ آپ سے ناراض ہیں۔

جناب سپیکر، تقریر نہیں کرنا چاہتیں۔ یہ نہیں کہ مجھ سے بات نہیں کرنا چاہتیں۔

راجہ محمد خالد خان، جناب سپیکر! پیشتر اس کے کہ وزیر قانون wind up speech کے لیے کھڑے ہوں میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ آپ نے ایک وعدہ فرمایا تھا کہ صوبائی اسمبلی کے ملازمین کے لیے ایک تنخواہ کا اعلان کیا جائے گا۔ بجائے اس کے کہ وقت میں کمی کی جائے، صبح کی بجائے دیر سے آیا کریں، انہیں فالتو وقت کا معاوضہ ادا کر دیا جائے۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! وزیر قانون کی wind up speech سے پہلے ہم کچھ نہ کچھ کریں گے۔

راجہ محمد خالد خان، مہربانی۔

جناب سپیکر، میرے پاس کچھ نام ہیں جو آج موقع پر آ کر چاہتے ہیں کہ وہ کچھ نہ کچھ بات کر لیں۔ اس میں چودھری محمد اکرم صاحب ہیں۔ وہ تو اپنی سیٹ پر کھڑے ہی ہو گئے ہیں۔ اس کے علاوہ جناب احمد خان صاحب ہیں۔ ہمارے پالیمانی سیکرٹری آغا ریاض الاسلام صاحب اور محمود الحسن ڈار صاحب ہیں۔

ایک معزز رکن، وصی ظفر صاحب بھی۔

جناب سپیکر، وصی ظفر صاحب تو بولتے ہی رہتے ہیں۔ اس لیے ان کی کوئی ایسی خاص بات نہیں ہے۔

خواجہ محمد یوسف، میں بھی بولنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، خواجہ صاحب! آپ نے تو مجھے آج بھی نہیں کہا کہ آپ بولنا چاہتے ہیں۔

خواجہ محمد یوسف، جناب والا! میں تو ایک مہینے سے انتظار میں ہوں۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں آج آپ بن بولے ہی مطمئن ہو جائیں تو اچھا ہے۔

خواجہ محمد یوسف، جناب والا! میں نے تو چھ دفعہ وصی ظفر صاحب سے بھی پوچھا ہے۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! آپ؟

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! پانچ منٹ مجھے بھی دے دیں۔

جناب سپیکر، اگر آپ اس بات پر اتفاق کریں کہ پانچ منٹ سے زیادہ نہیں لیں گے تو میں پانچ پانچ منٹ آپ کو دے سکتا ہوں۔ لیکن پانچ منٹ کا مطلب پانچ منٹ ہوتا ہے، چھ منٹ نہیں ہوگا۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! مجھے آپ چار منٹ دے دیں۔

خواجہ محمد یوسف، جناب والا! ہم تو ایک مہینے سے بیٹھے ہیں۔ میں نے کب کہا ہے کہ میں بات نہیں کرنا چاہتا؟

جناب سپیکر، کیا اس کی بھی ضرورت ہوتی ہے کہ میں بات نہیں کرنا چاہتا۔ خواجہ صاحب، تشریف رکھیں۔

جناب احمد خان بلوچ (پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت)، جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس موضوع پر بولنے کا موقع فراہم کیا ہے۔

جناب سپیکر، خان صاحب! پانچ منٹ میں بات مکمل کر لیں۔

جناب احمد خان بلوچ، ٹھیک ہے جناب۔ جناب والا! تقریباً پچیس دن سے امن عامہ پر بحث ہو رہی ہے۔ حکومت پر تنقید ہو رہی ہے۔ ہمارے بھائی وزیر اعلیٰ پنجاب اور جمہوری حکومت پر تنقید کر رہے ہیں اور وہ یہ فرما رہے ہیں کہ میاں نواز شریف کی وجہ سے امن عامہ خراب ہے اور اسلامی جمہوری اتحاد کی حکومت کی وجہ سے خراب ہے۔ جناب والا! اسی وجہ سے ہمیں پھر ان صوبوں میں جانا پڑتا ہے۔ جہاں پر نیچے بھی ان کی حکومت ہے اور اوپر بھی انہی کی حکومت ہے۔ پیپلز پارٹی کی صوبہ سندھ میں بھی حکومت ہے اور مرکز میں بھی ان کی حکومت ہے۔ ہمیں پھر اپنی تسلی کے لیے وہاں پر جانا پڑتا ہے کہ کیا واقعی پنجاب کی حالت خراب ہے؟ جہاں ان کی اپنی حکومت ہے، اس صوبے میں کیا حال ہے؟ جناب والا! امن عامہ کی بات کرتے ہیں۔ پولیس کی زیادتیوں کی بات کرتے ہیں کہ یہاں پنجاب میں یہ حالات ہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ پی پی پی کی حکومت صوبہ سندھ میں بھی ہے اور مرکز میں بھی ہے۔ وہاں پر کیا ہو رہا ہے؟ پاکستان کا جھنڈا کہاں جلایا گیا؟ اس کی بے حرمتی کہاں کی گئی، غریبوں سے زیادتیاں کہاں ہو رہی ہیں؟ ان کی زمینیں کہاں چھینی جا رہی ہیں؟ جناب والا! وہاں پولیس کا کردار دیکھیں کہ اگر ریل کا حادثہ ہوا ہے تو پریس کے ذریعے بھی پتا چلا ہے کہ وہاں پر میرے حلقے کے آدمی بھی اس حادثے میں تھے۔ جب وہاں کے لوگ وہاں گئے تو انھوں نے بتایا ہے کہ پولیس وہاں بجائے اس کے کہ وہ ان کے ساتھ ہمدردی کرتی، اس کی حالت یہ تھی کہ وہ لوٹ

مار کر رہی تھی۔ وہ ہماری ماؤں بہنوں کے زیور اتارنا چاہتے تھے' چوڑیاں اتارنا چاہتے تھے۔ اگر چوڑیاں اترنے میں دیر لگی ہے تو انھوں نے بازو کاٹ دیے ہیں اور چوڑیاں اتار لی ہیں۔ انگلیوں سے انگوٹھیاں اتارنا چاہیں تو انگلیاں کاٹ دی ہیں اور انگوٹھیاں اتار لی ہیں۔ وہاں پر تو جناب والا! یہ کچھ ہو رہا ہے۔ یہ تو یہاں کی مثالیں دیتے ہیں کہ یہاں پر امن عامہ کی صورت حال خراب ہے۔ یہاں پر پولیس کے بعض آدمیوں کا کردار اچھا نہیں بھی ہو گا۔ لیکن یہاں پر ایسے آدمی بھی موجود ہیں جنھوں نے پوری سروس میں ایک مرلہ زمین بھی خرید نہیں کی اور وہ کرائے کے مکانوں میں رہائش پذیر ہیں۔

جناب والا! یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہمارے ٹیلی فون ٹیپ کیے جاتے ہیں' اس لیے وزیر اعلیٰ مستعفی ہو جائیں۔ سمجھ نہیں آتی کہ ٹیلی فون محکمہ تو مرکز کا ہے' وہ الزام خواہ مخواہ کے لیے وزیر اعلیٰ پر دیتے ہیں۔ جناب والا! یہاں پر کلاشنکوفوں کے لائسنس ساڑھے تین سال کے دور میں جتنے بنے ہیں اور ایک سال کے دور میں جتنے بنائے گئے ہیں ان کا موازنہ کریں۔ ایک سال میں کلاشنکوفوں کے لائسنس کتنے دے دیے گئے ہیں اور ہماری محترمہ وزیر اعظم صاحبہ نے پہلے دن ہی آ کر دہشت گردوں کو' تخریب کاروں کو' ڈاکوؤں کو چھوڑ دیا ہے' تو پھر پنجاب میں بھی امن و امان خراب ہونا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ اگر دہشت گرد یہاں نہ آتے' تخریب کاروں کو نہ چھوڑا جاتا تو آج یہاں پر یہ حالت نہ ہوتی۔ اگر جگو جیسے لوگوں کو کلاشنکوفوں کا لائسنس دے دیا گیا ہے تو پھر خدا ہی حافظ۔ جناب' آپ تصدیق تو کروائیں کہ اسے کس کی سفارش پر ایسا لائسنس ملا ہے۔ جناب والا! وہ مرکز کی اتنی بڑی شخصیت ہے جس کی سفارش پر جگو جیسے آدمی کو لائسنس دیا گیا ہے۔ اگر آج آ کر اس نے وہی لائسنس اور وہی کلاشنکوف استعمال کی ہے تو اس کا ذمہ دار بھی یہی ٹھہرایا جاتا ہے کہ یہ نواز شریف ہی جگو جیسے آدمی پیدا کر رہا ہے۔ اس نے نہیں' بلکہ مرکز نے پیدا بھی کیا ہے اور انھیں کلاشنکوف کا لائسنس بھی دیا ہے۔ جناب والا! یہاں پر میں ٹی وی کے کردار کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر ٹیلی ویژن غیر جانبدارانہ رویہ اختیار نہیں کرتا اور جب ایک غیر جانبدار ادارہ جانبدار بن جاتا ہے تو پھر مطالبہ کیا جاتا ہے کہ ایسا ہی ایک علیحدہ ادارہ ہونا چاہیے۔ یہاں پر حالت تو یہ ہے کہ اگر وزیر اعظم کی لڑکی پیدا ہو جائے تو دس دس منٹ تک ہے "ہمالو" کے ڈانس ٹیلیویژن پر دکھائے جاتے ہیں۔ اگر ملکی شخصیت' ملکی لیڈر' ملک کی سالمیت کی بات کریں تو اس کو ٹیلی ویژن پر دکھانا منع کر دیا جاتا ہے۔ اگر میاں نواز شریف صاحب ملک کی سالمیت کی بات کریں تو اسے ٹیلی ویژن پر دکھانا منع کر دیا جاتا ہے۔ جناب والا! اگر ٹیلیویژن کا کردار غیر جانبدارانہ نہیں رہے گا تو پھر اس وقت یہ مطالبہ پیدا ہوتا

ہے کہ پنجاب کے لیے بھی ٹیلیویژن سٹیشن ہونا چاہیے جو کہ غیر جانبدارانہ طور پر کام کر سکے۔

جناب والا! اگر کل دریشک صاحب نے پولیس کے معاملے میں یہ کہہ دیا کہ انھوں نے ملزموں کو چوبیس گھنٹوں کے اندر گرفتار کر لیا ہے تو جناب والا! ان سے یہ بھی برداشت نہیں کیا گیا۔ اس کے لیے بھی یہ کہا گیا ہے کہ یہ کیوں کہا گیا ہے؟ اگر ملزم گرفتار نہیں ہوتے تو کہتے ہیں کہ ملزم آج تک گرفتار کیوں نہیں ہوئے۔ اگر چوبیس گھنٹوں میں ملزم پکڑے گئے ہیں تو پھر یہ کہتے ہیں کہ دریشک صاحب نے یہ کیوں کہہ دیا ہے کہ پولیس نے یہ اچھا کام کیا ہے۔ یہ کیوں کہا گیا ہے۔ یہاں پر تو اچھائی کو اچھائی کہنا بھی جرم ہے۔ جب برائی کو برائی کہنا ضروری ہے تو پھر اچھے کام کی شاباش دینا بھی ضروری ہے۔ جناب والا! ہمارے بھائی نے آخر میں ایک اچھی بات کی ہے۔ انھوں نے کہا ہے کہ 62 فی صد آبادی کا یہ جو صوبہ پنجاب ہے اس کو ہم اس نظریے سے دیکھتے ہیں کہ اگر یہاں پر اس 62 فی صد کے صوبے میں امن عامہ کی صورت حال خراب ہو گی تو یہ سمجھا جائے گا کہ پورے ملک میں امن عامہ کی حالت خراب ہے۔ انھوں نے یہ بالکل ٹھیک کہا ہے اور میں اس فارمولے کے تحت ان سے کہوں گا کہ اگر 62 فی صد صوبے پنجاب کے عوام اس پی پی پی کو ٹھکرا چکے ہیں اور پنجاب میں اب جمہوری حکومت ہے تو اس فارمولے کو اپناتے ہوئے یہ ایسے کریں کہ باقی جو 40 فی صد کی آبادی ہے وہ بھی محترمہ وزیر اعظم اس جمہوری حکومت کے حوالے کر دیں تاکہ اس فارمولے کے تحت پورے ملک میں اور پورے صوبے میں امن و امان قائم ہو سکے۔ اور وہاں بھی یہی حکومت ہونی چاہیے جو پنجاب میں ہے اور باقی صوبوں میں بھی وہی حکومت قائم ہو۔ سارے صوبوں میں امن عامہ کی صورت حال خراب ہے اور یہ تنقید کرتے ہیں تو بار بار یہ نواز شریف صاحب کا قصہ نہ گایا کریں اور ان سے استعفیٰ نہ طلب کریں۔ اگر چاروں صوبوں میں امن و امان کی صورت حال خراب ہے تو پھر وزرائے اعلیٰ کو استعفیٰ نہیں دینا چاہیے' بلکہ محترمہ وزیر اعظم کو استعفیٰ دینا چاہیے۔

جناب سپیکر: آغا ریاض الاسلام!

آغا ریاض الاسلام: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ لاء اینڈ آرڈر پر میرا خیال ہے کہ کافی سیر حاصل بحث ہو چکی ہے اور اب اس میں صرف اپنا حصہ بٹانے کی بات ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ صوبے کی موجودہ ابتر صورت حال آہستہ آہستہ اس ملک میں موجود سیاسی صورت حال کا نتیجہ بنتی جا رہی ہے۔ میں یہ بات اپنی پچھلی تقریر میں سامنے لا چکا تھا کہ جب ہم

صوبے میں موجودہ امن عامہ کی صورت حال جس میں لحاظ موجود ہیں اس کی سنگینی [illegible]
حکومتی بنچوں سے جواب دے کر اکتفا کر لیا جاتا ہے اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ عوام کی خدمت کر رہے ہیں یا جو صورت حال باہر موجود ہے ایسا نہیں ہے۔

جناب سپیکر! یہ بات قطعی طور پر ایک لاحاصل بحث کی صورت اختیار کر جاتی ہے جس کا کوئی فائدہ نہیں۔ جس کا نہ کوئی نتیجہ نکل سکے گا اور اس صوبے کے عوام دہشت گردوں کے ہاتھوں، کلاشنکوفوں کی گولیوں کے سامنے تڑپتے رہیں گے اور ان کی چیخوں کی آواز اس ایوان میں نہیں پہنچ سکے گی۔ اس لیے کہ یہاں پر کدورتیں اس قدر بڑھ چکی ہیں کہ کوئی بھی سہی، اللہ اکبر کے لفظ کو بھی یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ کس نے کہا ہے۔ میں آپ سے یہ کہوں گا کہ اس بات میں قطعی طور پر کوئی شک و شبہ نہیں کہ آج جس صوبے سے ہمارا تعلق ہے اور جس صوبے کے عوام کی ہم نمائندگی کر رہے ہیں وہاں پر عوام امن و امان کی موجودہ صورت حال سے مطمئن نہیں ہیں۔ یہ بات صرف میں نہیں کہتا۔ میں جانتا ہوں کہ جو ہمیں اس بات کا جواب دیتے ہیں ان کے اپنے ضمیر بھی اس بات کا احساس رکھتے ہیں کہ ایسی صورت حال ہے۔ جناب والا! میں آپ سے یہ بات کہوں کہ شاید اب ہمیں صرف اس بات کا انتظار ہے اور ہمیں تب اس بات کا احساس ہو گا کہ اس صوبے کے اندر امن و امان کی صورت حال ٹھیک نہیں، جب چند دہشت گرد اس اسمبلی میں داخل ہوں گے اور کلاشنکوفوں سے ہمارے سینے چھلنی کرنے کی سعی کریں گے۔ کیونکہ جو لوگ سڑکوں پر مر رہے ہیں جن کے گھر لٹ رہے ہیں، جن کی دکانیں لوٹی جاتی ہیں۔ جو بنک لوٹے جاتے ہیں اور یہاں پر جو کچھ بھی ہو رہا ہے اس میڈیا کے ذریعے جو ہم تک پہنچ رہا ہے اور جو واقعات ہماری آنکھوں کے سامنے رونما ہوتے ہیں اس سے ہمیں قطعی طور پر کوئی احساس نہیں ہو رہا۔ جناب والا! یہ آپ کی اسمبلی میں دونوں بنچوں پر موجود ممبران نے تحریک استحقاق پیش کی جس میں انھوں نے کہا کہ ہمیں اپنی جانوں کا خطرہ ہے۔ کیا یہ بات کافی نہیں کہ ہمارے صوبے میں اگر اسمبلی کے ممبران عدم تحفظ کا شکار ہیں تو اس صوبے میں موجود جن کا کوئی پرسان حال نہیں، کئی غریبوں کے بچے ہیں جو ایسی حالت میں مر جاتے ہیں کہ جن کی اطلاع بھی ہم لوگوں تک نہ پہنچتی ہو گی۔ میں اس چیز کا سخت مخالف ہوں کہ ہم اپنی ذمہ داری کو پورا کرنے کی بجائے دوسرے صوبوں کی یا مرکز کی مثالیں دے کر یہ سمجھیں کہ ہم نے اپنی جماعت کی کارکردگی پر انحصار کر لیا ہے، چاہے وہ غلط ہی ہے۔

جناب والا! میں اس چیز کا سخت مخالف ہوں کہ ہم اپنی ذمہ داری کو پورا کرنے کی بجائے

دوسرے صوبوں اور مرلز کی مثالیں دے کر یہ سمجھیں کہ ہم نے اپنی جماعت کی کارکردگی کا دفاع کر لیا ہے چاہے وہ غلط ہے۔ جناب سپیکر! میں نہیں سمجھتا آج تک اس ایوان میں اس تصور کو لوگ کیوں نہیں سمجھ پائے خاص طور پر حکومتی بنچز کے لوگ کہ پاکستان پیپلز پارٹی اس ایوان میں بھی صوبہ پنجاب کی سب سے بڑی جماعت ہے۔ یہ اکیلی جماعت یہاں پر تقریباً 100 ممبران رکھتی ہے۔ جب کہ پیپلز پارٹی مخالف عناصر اکٹھے ہو کر پاکستان پیپلز پارٹی کو اقلیت میں تبدیل کر رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) انھیں اس بات کا پتہ ہونا چاہیے کہ ہم نے ڈپٹی کمشنر کے ذریعے آزاد ممبر ان کو اپنے گھروں میں بٹھا کر ان سے مسلم لیگ کے کاغذوں پر دستخط نہیں کرائے۔ ہمارا ایک ایک ایم پی اے جدوجہد کی تاریخ رکھتا ہے۔ ہمیں اس لیے عوام کا درد ہوتا ہے اور ہم اس لیے عوام کی آواز سرکاری بنچوں پر بیٹھے ہوئے لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔ صوبہ سندھ میں ابھی کچھ دن پہلے کی بات ہے۔۔۔

ایک معزز ممبر: پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! کل یہ بات طے ہوئی تھی کہ آج تقاریر میں کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا۔ آغا صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔ آپ کا وقت ختم ہونے والا ہے۔

آغا ریاض الاسلام: جناب والا! میں آپ سے یہ کہوں گا کہ صوبہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ کراچی کی امن عامہ کی صورت حال پر افسوس کا اظہار کرنے کے لیے وہاں پریس کانفرنس کرنے گئے۔ انھوں نے پاکستان میں پاکستان پیپلز پارٹی کے خلاف اپنے کارکنوں کو آواز دی کہ کفن باندھیے اور باہر آ جائیے۔ وہ بھول گئے کہ ایک دفعہ پہلے بھی انھیں کفن باندھنے کے لیے کہا گیا تھا اور گیارہ سال کا مارشل لاء 10 کروڑ عوام کے سروں پر مسلط کر دیا گیا۔ ان گیارہ سالوں میں تین انڈسٹریوں کا مالک سترہ انڈسٹریوں کا مالک بن گیا لیکن آج اس دھرتی پر پیدا ہونے والا غریب کا بچہ بے روزگاری کے عوض کلاشنکوف اٹھانے پر مجبور ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ سے یہ کہوں گا جب ایک وزیر اعلیٰ اپنے ملک کی وزیر اعظم کو کہے گا کہ وہ ہندوستان کی ایجنٹ ہے۔ جب ایک وزیر اعلیٰ اپنے ملک کی وزیر اعظم کو نہیں مانے گا تو اس پاکستان میں رہنے والا ہر غریب بچہ کسی تھانے دار کو نہیں مانے گا اور اس کے عوض گولیوں سے اس کے جسم کو چھلنی کر دیا جائے گا۔ اگر دستور کو آپ نہیں مانیں گے تو ان کو توقع رکھنی چاہیے کہ عوام بھی ان کے ضابطوں اور قانون کو نہیں مانیں گے۔

جناب والا! 30 آزاد ممبر تو ان کے ساتھ ہیں۔ یہ ہاؤس تو ساری زیادتیوں کے باوجود ان کے ساتھ ہے۔ سب رشتے داروں کو جو آئی جے آئی کے ممبرز ایم پی اے اور ایم این اے ہیں ان کو پلاٹ دیے جاتے ہیں۔ جو سرحد سے آتے ہیں ان کو ادھر گیٹھڑے اڑانے کے لیے رقمیں فراہم کی جاتی ہیں۔ میں تو یہ کہوں گا کہ مولانا محمد علی جوہر، جنھوں نے آزادی کی شمع روشن کی جن کے حالات زندگی ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔ ان کے نام پر منسوب جوہر ٹاؤن کا نام بدل کر رشوت ٹاؤن رکھنا چاہیے۔

جناب والا! گزارش یہ ہے کہ ہمیں سوچنا ہوگا کہ اس ہاؤس کا لیڈر کیا کر رہا ہے۔ کیا وہ اتنا سرکش ہے کہ ہم اس کے ساتھ بیٹھ کر بات نہیں کر سکتے؟ میرے بھائی ہمارے سامنے بات نہیں کرنا چاہتے تو نہ کریں۔ لیکن وہ اپنی پارلیمانی میٹنگ میں بھی ان کو لگام ڈال سکتے ہیں۔ اس طرح یہ حالات کٹروں ہو سکتے ہیں۔ اگر وہ ہمارے ساتھ مل بیٹھ کر بات کرنا چاہیں تو ہم ہر قسم کے تعاون کے لیے تیار ہیں۔ کوئی بھی ہاتھ جو میرے صوبے کے لیے، جو میرے غریب بھائیوں کے اوپر ظلم کرنے کے لیے اٹھیں گے۔ ہم ان کو توڑنے کے لیے ہر وقت تیار ہوں گے۔ انھی الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کروں گا کہ آپ نے مجھے یہ وقت عنایت فرمایا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جناب کرنل محمد یامین صاحب۔

کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین، نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب سپیکر! اس سے پیشتر کہ میں اپنی گفتگو کا آغاز کروں آپ سے ایک درخواست ہے اور پھر اس اسمبلی کے یہ در و دیوار اور خود آپ کی ذات اس بات کی گواہ ہے کہ میں بہت کم اس اسمبلی میں بولتا ہوں۔ آج آپ نے مجھے یہ اجازت فرمائی ہے اور میں اپنے مافی الضمیر کا اظہار کرنے کے لیے کھڑا ہوا ہوں۔ اگر اس میں کوئی دو چار منٹ زیادہ لگ جائیں تو مجھے اس کی رعایت دی جائے۔

جناب سپیکر! اس انتہائی سنجیدہ موضوع پر کافی دنوں سے بحث جاری ہے اور اس معزز اسمبلی کے معزز اراکین نے اپنی سمجھ کے مطابق، اپنے تجربات کے مطابق اس صورت حال جس میں آج ہمارا یہ ملک گرفتار ہے اس کا تجزیہ کیا ہے اور اس صورت حال کو بہتر کرنے کے لیے اپنی آراء کا اظہار کیا ہے۔ اگر ان تمام تقاریر کو جو میرے پیش رو مقررین نے کی ہیں ان کا غیر جانبدارانہ تجزیہ کیا جائے تو اس میں ایک بات بڑی نمایاں نظر آتی ہے کہ میرے دائیں جانب بیٹھے ہوئے میرے معزز بھائیوں نے اس صورت حال کی تمام تر ذمہ داری حکومت پنجاب اور اس کے قائد پر ڈالنے کی کوشش کی ہے اور اسی

طرح اس طرف سے بولنے والے حضرات نے کچھ دفاعی انداز میں جو کچھ انھوں نے کہا اس کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور اس شکوہ اور جواب شکوہ کے ماحول میں یہ مرض جس میں آج ہم مبتلا ہیں اور پورا ملک مبتلا ہے اس کی اصل تشخیص کی نشاندہی میں سمجھتا ہوں کہ صحیح طور پر نہیں ہو سکی۔ جناب سپیکر! میں اس بنیادی سبب اور اس صورت حال کی جو بنیادی وجوہات ہیں ان میں سے ایک اہم جو سبب ہے اس کی طرف اب اشارہ کرنے کی کوشش کروں گا اور مجھے امید ہے کہ آپ مجھے اس پر اظہار خیال کرنے کے لیے وقت دیں گے۔

جناب والا! اس کرہ ارض پر بسنے والے انسان خواہ وہ کہیں بھی مقیم ہوں کسی نہ کسی کوڈ آف کنڈکٹ کو مانتے ہیں۔ اس پر یقین رکھتے ہیں' اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جب تک وہ اس کوڈ آف کنڈکٹ کو اپنی جان پر' اپنے گھروں میں' بازاروں میں' گلیوں میں' مختلف ماحول میں اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں تو اس وقت وہ معاشرہ خواہ کہیں بھی دنیا میں ہو اسے عام طور پر صحت مند معاشرہ اور برائیوں سے پاک معاشرہ کہا جاتا ہے۔ جناب والا! بالکل اسی طرح اور یہ میں نہایت دکھ کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ اس ملک میں بسنے والے 10 کروڑ عوام کی اکثریت جو ہے وہ اپنے آپ کو مسلمان کہلاتی ہے اور ماشاء اللہ کلمہ گو مسلمان ہیں اور مسلمان خواہ کرہ ارض میں کہیں بھی بستے ہوں ان کا یہ دعویٰ ہے اور درست دعویٰ ہے کہ ان کے پاس ایک ایسا ضابطہ حیات ہے جو سب سے اعلیٰ و ارفع ہے اور جو قیامت تک آنے والے انسانوں کی رہنمائی کے لیے مکمل اور صحیح ہے۔

جناب والا! اس ضابطہ حیات کا عملی نمونہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہے اور جناب والا! یہ انتہائی دکھ کی بات ہے کہ وہ ضابطہ حیات جسے ہم اعلیٰ و ارفع مانتے تو ہیں وہ اسوۂ حسنہ جس پر ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لے کر چومتے ہیں اور اپنے ہاتھ آنکھوں سے لگاتے ہیں لیکن اپنے اعمال کے اعتبار سے ہمارا یہ یقین اور ہماری یہ باتیں صرف زبان کی حد تک ہیں۔ اس لیے کہ یہ ایمان ہمارے قلب کے اندر داخل نہیں ہوا ہے۔ یہ ضعف ایمانی کا شکار ہے۔ آپ کہیں بھی اس کی مثال لے لیں۔ جناب سپیکر! میں آپ کو اس اسمبلی کے حوالے سے یہ بات مثال کے طور پر کہتا ہوں کہ آپ اس اسمبلی کو ایک سبز کتابچہ جو آپ نے اپنے سامنے رکھا ہوا ہے اس میں لکھے ہوئے قواعد و ضوابط کے مطابق چلانے کے پابند ہیں اور ہم سب پر ان قواعد و ضوابط کی پابندی لازم ہے اور آج کل بالخصوص جونہی ان قواعد و ضوابط سے مادر پدر آزاد ہو جاتے ہیں تو پھر یہ خوبصورت ایوان ایک عجیب سی صورت حال پیش کرتا ہے۔ بالکل اسی طرح جناب والا ہم اس ضابطہ

حیات کو مانتے تو ہیں لیکن جب اس پر عمل نہیں کرتے تو پھر یہ صورت حال جس کا تذکرہ تو ہوا ہے جو مختلف واقعات قتل، ڈکیتی، بے چینی اور ایک بڑی عجیب سی کیفیت جس میں ملک مبتلا ہے اس کا تذکرہ تو کیا گیا ہے لیکن اس صورت حال کی صحیح نشان دہی یا صحیح تشخیص نہیں کی گئی۔

جناب والا! مجھے اس امر کا اعتراف ہے کہ جو لوگ اقتدار میں ہوتے ہیں ان کی ذمہ داری اصلاح احوال کے حوالے سے اور دوسری ترقیاتی سکیموں کے حوالے سے نسبتاً عام شہری سے زیادہ ہوتی ہے۔ جناب والا! مجھے اس بات کا بھی اعتراف ہے کہ اقتدار میں بیٹھے ہوئے لوگوں نے ممکن ہے کہ اصلاح احوال کی کوششیں اور سمتوں میں تو کی ہوں لیکن اس سمت جس کی میں نشان دہی کر رہا ہوں اس سلسلے میں صاحب اقتدار حضرات نے بھی نہایت مجرمانہ تساہل کا مظاہرہ کیا ہے اور اصلاح احوال کا معاملہ اگر اوپر سے نیچے کی طرف آئے تو ذرا آسانی سے جاتا بھی اور پھلتا پھولتا بھی ہے اور اگر اسے نیچے سے اوپر کی طرف لے جانے کی کوشش کی جائے تو وہ مشکل بھی ہوتا ہے اور اس میں دیر بھی لگتی ہے۔ جناب والا! جب اقتدار میں بیٹھے ہوئے لوگ اس قسم کے تساہل میں مبتلا ہو جائیں اور وہ تساہل جب غفلت کا روپ دھارتی ہے تو پھر ایک نہایت خوفناک قسم کے حالات پیدا ہوتے ہیں اور مکافات عمل کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ پھر اس مکافات عمل کی زد میں آ کر پھر بڑی خوف ناک صورتیں ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ جناب والا! میں یہ کہنے کی جسارت کروں گا کہ مکافات عمل کے حوالے سے ضروری نہیں کہ اقتدار میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو کسی جمہوری طریقے سے عدم اعتماد کی تحریک پیش کر کے ہی علیحدہ کیا جائے۔ جب مکافات عمل کا سلسلہ ان کے خلاف شروع ہوتا ہے تو پھر کسی مظلوم کی فریاد، کسی غریب کی آہ اور کسی اللہ والے کی بددعا ہی ان کے لیے کافی ہو جاتی ہے اور وہ کیفر کردار تک پہنچ جاتے ہیں۔ میں اس سلسلے میں کتاب میں لکھ ہوا ایک قصہ آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ شنید ہے کہ کسی سلطنت کا ایک حاکم ایک شہر میں مقیم تھا اور وہ عادتاً اپنے گھر سے باہر نکلتا تھا تو وہ بڑے کروفر سے نکلتا تھا بڑے طمطراق سے نکلتا تھا۔ اس کے ساتھ اس کے محافظوں، درباریوں اور حواریوں کا ایک بڑا جلوس ہوتا تھا۔ اور اسی شہر میں ایک اللہ والا بھی ایک جھونپڑی میں مقیم تھا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ اس شہر کا حاکم اپنے پورے طمطراق کے ساتھ بازار میں سے گزر رہا تھا تو اس اللہ والے کا کوئی خدمت گار ملنگ ان کے جلوس کے سامنے آ گیا اور اس کا حلیہ اور میلے کچیلے کپڑے دیکھ کر ان کے محافظوں کے تیور بدلے اور اس کو مارا پیٹا کہ یہ ہمارے جلوس میں بدنما دھبہ کہاں سے آ گیا۔ اللہ کے ولی کا وہ خدمت گار واپس جب اپنے اس اللہ والے کے پاس گیا تو شکایت کی کہ میری اس

طرح سے شہر کے حاکم نے عزت نفس مجروح کی ہے اور مجھے بغیر کسی قصور کے مارا پیٹا ہے۔ عام طور پر اللہ والے لوگ صبر و استقامت کا مظاہرہ کرتے ہیں لیکن کبھی کبھی وہ جلال میں بھی آ جاتے ہیں۔ اس اللہ والے نے اپنے خدمت گار کی جب آواز سنی یا اسی کی فریاد سنی تو وہ جلال میں آ گئے اور اسی سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ،

کاغذ بردار فرمان نویس — از فقیر سوئے سلطان نویس
(کاغذ لاؤ اور حکم نامہ لکھو) — (فقیر کی جانب سے بادشاہ کو لکھو)
بازگیر ایں عامل بد گوہرے — ورنہ بخشم ملک تو باد یگرے
(کہ اس بداعمال بدکردار حاکم کو واپس بلا لو) — (ورنہ تمہارا ملک میں کسی اور کو دے دوں گا)

جناب والا یہ مکافات عمل کا سلسلہ ہے اور خود اس کی مثالیں ہمارے قرب و جوار میں موجود ہیں یہ سلسلہ جب شروع ہوتا ہے تو کرسی اقتدار جسے ہم بڑا مضبوط سمجھتے ہیں وہ ہمیں تختہ دار پر لے جاتی ہے۔ یہ مکافات عمل جب شروع ہوتا ہے تو اقتدار کی کرسی پر بیٹھا ہوا صاحب اقتدار کا جسم خود اپنے محافظوں کے ہاتھوں گولیوں سے چھلنی کر دیا جاتا ہے اور اس کو ڈھیر کر دیا جاتا ہے اور یہ مکافات عمل کا سلسلہ جب شروع ہوتا ہے تو بڑا متکبر اور جابر بادشاہ جب اپنے ملکی حالات سے تنگ آ کر ہجرت کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی زمین اس پر تنگ ہو جاتی ہے اور کسمپرسی کی حالت میں ایک جگہ سے دوسری جگہ پر جا جا کر اپنے انجام کو پہنچتا ہے۔

جناب والا! میں یہ کہنے کی جسارت کر رہا ہوں کہ اگر ہم شکوہ جواب شکوہ سے ہٹ کر اپنے ہی اعمال کا اپنے کردار کا جائزہ لیں اور وہ خوبصورت اور مکمل ضابطہ حیات جس پر ہمارا ایمان بھی ہے اور یقین بھی۔ اسے اگر ہم اپنے پانچ چھ فٹ کے جسم پر نافذ کریں' اپنے گھر پر نافذ کریں۔ گھر سے نکل کر گلی میں جائیں اور جو لوگ غفلت میں مبتلا ہیں ان کو دعوت فکر دیں تو میرا یہ ایمان ہے اور پورے وثوق کے ساتھ اس مقتدر ایوان کے ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ اگر ہم صرف یہ کر سکیں تو یہ معاشرہ جس کے ہم شاکی ہیں۔ اس کے متعلق آسمانوں پر فیصلے بدلیں گے۔ قاتل قتل کرنا چھوڑ دے گا۔ غاصب غصب کرنا چھوڑ دے گا۔ زانی زنا کرنا چھوڑ دے گا۔ شرابی شراب چھوڑ دے گا۔ رشوت لینے والا رشوت لینا چھوڑ دے گا۔ لیکن شرط یہ ہے جس کا میں نے ذکر کیا ہے اور جب فیصلے بدلے جاتے ہیں تو پھر آسمان سے رحمتیں اور زمین سے نعمتیں اگلتی ہیں۔ میری اس معزز ایوان کے معزز اراکین کو دعوت فکر ہے۔ وہ بجائے اس کے کہ وہ کسی حکومت کے شاکی ہوں۔ کسی حکومت کے منتظمین اور اس کی

پولیس کے محکمے کریں۔ دس کروڑ لینے والے عوام من حیث القوم الر غفلت کا شکار ہیں تو اس میں سے چند لاکھ ملازمین کے متعلق شکایت ہے۔ وہ کہاں سے آئے ہیں؟ آسمان سے تو اترے نہیں ہیں' ہم میں سے ہیں۔ ہم اگر اصلاح معاشرہ کی فکر اگر اس انداز سے کریں اور اس انداز سے اصلاح کرنے کی کوشش کریں تو جناب سپیکر! میرا پورا یقین ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ معاشرہ درست ہو سکتا ہے اور اسے درست ہونا چاہیے۔

جناب والا! میں اس بحث میں پڑنا تو نہیں چاہتا تھا۔ لیکن جس انداز میں پنجاب کی حکومت اور اس کے قائد کو ہدف تنقید بنایا گیا ہے' اس پر صرف اتنا کہنے پر اکتفا کروں گا کہ وہ نہایت نامناسب انداز تھا۔ وہ میں اس لیے نامناسب کہہ رہا ہوں۔ میں یہ بھی نہیں کہتا کہ ادھر سب کچھ ٹھیک ہے اور ادھر سب کچھ خراب ہے۔ ممکن ہے ہم میں بھی کوئی کوتاہیاں ہوں اور ہیں لیکن ان کوتاہیوں کا ذکر کرنے والے جب کہتے ہیں کہ ادھر شاید سب خراب ہیں ادھر کچھ ٹھیک ہی نہیں' تو ان کی زبان سے جب یہ بات نکلتی ہے تو پھر دکھ ہوتا ہے۔ ان کے متعلق میں صرف اتنا کہنے پر اکتفا کروں گا کہ۔

ہم اگر آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

جناب والا! میں انھی گزارشات اور آخر میں دعائیہ اشعار کے ساتھ اپنی گفتگو کو ختم کرتا ہوں۔

گلوں سے گرد و غبار اتر　　شجر شجر پہ بہار اترے
یہ نفرتوں کی فصیل ٹوٹے　　سلام پروردگار اترے

(نعرہ ہائے تحسین)

**جناب سپیکر:** جناب زاہد پرویز۔

**چودھری زاہد پرویز:** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اپنے خیالات کے اظہار کے لیے موقع فراہم کیا۔ جناب والا! ا میری تقریر میں اگر کوئی لفظ پنجابی میں یا انگریزی میں آ جائے تو اس کے لیے مجھے اجازت ہونی چاہیے۔

**جناب سپیکر:** جی' آپ ارشاد فرمائیے۔

**چودھری زاہد پرویز:** جناب سپیکر! تقریباً دو ماہ کے عرصہ میں دوسری بار امن عامہ کے مسئلے پر بحث

مرے سے یہ اجلاس طلب کیا گیا ہے۔ حالانکہ آج سے تقریباً ایک ماہ پہلے بھی معزز اراکین اسمبلی نے اپنے خیالات کا اظہار بڑی تفصیل کے ساتھ کیا تھا۔ زیادہ اراکین اسمبلی نے پنجاب میں امن عامہ کی صورت حال کو تشویش ناک قرار دیا تھا۔ جناب والا! پنجاب کی انتظامیہ' کو خاص طور پر پولیس کو چاہیے تو یہ تھا کہ وہ جرائم کو روکنے کا سدباب کرتے۔ لیکن نتیجہ وہی صفر اور ہم بھی اسی طرح اٹھ کر چلے گئے جیسے نشستند' گفتند' برخاستند والا حساب ہی ہوا ہے۔

جناب سپیکر! بجٹ میں پولیس کے لیے بہت زیادہ رقم مختص کی گئی ہے اور اب پولیس والوں کو بہت زیادہ سہولتیں بھی حاصل ہیں ان کے پاس latest equipments ہیں جدید ہتھیار ہیں لیکن ان کی کارکردگی پہلے سے بھی کم ہے۔ جناب والا! ہماری جو پنجاب پولیس ہے میرے خیال کے مطابق یہ صرف دو کاموں میں ہی زیادہ مصروف ہے ایک تو رشوت لینا اور مال بنانا اور دوسرا جو پنجاب کے موجودہ حکمران ہیں ان کے ہر جائز و ناجائز حکم کو بجا لانا ہے۔ کوئی دن شاذ و ناظر خالی جاتا ہے کہ ہم صبح اٹھ کر اخبار پڑھیں تو لکھا ہوتا ہے کہ پنجاب کے فلاں ضلع میں قتل' ڈکیتی' اغواء' چوریاں جیسی وارداتوں کا ارتکاب نہ ہوا ہو۔ لیکن یہاں پر میرے ایک دوست نے کہا ہے کہ جرائم تو جدید ممالک میں بھی ہوتے رہتے ہیں۔ جناب والا! اگر جرائم پولیس نہیں روک سکتی لیکن اس کا سدباب کرنے کے لیے اقدامات تو پولیس کو کرنے چاہییں۔ ہماری پولیس اس میں بہت حد تک ناکام ہے۔ جناب والا! پنجاب پولیس جو صرف اپنے پنجاب کے حکمرانوں کا حکم بجا لاتی ہے۔ گوجرانوالہ کی میں یہاں پر ایک مثال پیش کروں گا کہ ہمارے ایک فاضل رکن تھے للہ محمد فاضل صاحب ان کا ایک چچا زاد بھائی قتل ہو گیا۔ ان کے مخالفین کے خلاف پرچہ درج ہو گیا لیکن دس روز کے بعد وزیر اعلیٰ کے حکم سے پرچہ للہ ادریس پارٹی کے خلاف درج کر لیا گیا۔ جو گناہ گار تھے۔ ان کو بے گناہ ثابت کر دیا جو متعلقہ ڈی ایس پی تھا اس نے کہا کہ میں ان حالات میں آپ کے ساتھ انصاف نہیں کر سکتا۔ جناب والا! اس نے کہا کہ آپ تفتیش تبدیل کروا لیں۔ ہم تفتیش تبدیل کروانے کے لیے ایک ڈیپوٹیشن کی شکل میں آئی جی پنجاب کے پاس گئے لیکن انھوں نے تفتیش تبدیل نہیں کی اور جو گناہ گار تھے ان کو بے گناہ قرار دے دیا اور جو بے گناہ تھے ان کو گناہ گار قرار دے دیا۔ جناب والا! یہ تو ہماری پولیس ہے جو ہمیں انصاف فراہم کرتی ہے۔ جناب والا! گوجرانوالہ میں بیسیوں قتل ہوئے ہیں گزشتہ پانچ چھ مہینوں میں مفرور قاتل اور ڈاکو دندناتے پھر رہے ہیں لیکن پولیس ان کو پکڑنے میں ناکام ہے' بنک میں ڈکیتیاں ہوتی ہیں' ڈاکہ ڈال کے وہ صاف ہی رسہ گیروں کے گھروں میں جا کر چھپ جاتے ہیں' انسپکٹر

جاتے ہیں وہاں سے چائے اور کھانا کھا کر آ جاتے ہیں اور لوٹی ڈالو یا چور ہمیں پکڑا جاتا۔ یہ سب حالات کیوں پیدا ہو رہے ہیں؟ میرے خیال میں جو پولیس کی تقرریاں یا تعیناتیاں ہوتی ہیں وہ اپنے پنجاب کے حکام کو خوش کرنے میں ہی لگے رہتے ہیں' سیاسی مخالفوں کو دبانے میں لگے رہتے ہیں' اس لیے وہ جرائم کا سدباب صحیح طریقے سے نہیں کر رہے۔

جناب والا! اب میں پنجاب میں بلدیاتی ترقی کی طرف آتا ہوں' جناب والا! جب یہ بجٹ شروع ہوا تو تعمیر وطن کا نام لیا گیا۔ جیسا کہ میرے ایک بھائی نے کہا ہے کہ گزشتہ سوا سال میں ہمارے حلقوں میں ایک ٹیڈی پیسہ تک خرچ نہیں کیا گیا۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا ہمارا علاقہ اس وطن کا حصہ نہیں؟ ہمارے یہاں ایک وزیر موصوف ہیں اور وہ میرے حلقے میں رہتے ہیں۔ اگر ان کے گھر کے قریب دیکھیں تو ان کے چاروں طرف پانی کھڑا نظر آئے گا۔ اگر ہم لوگ اپنی سڑکیں' نالیاں بنانے کے لیے پیپلز پروگرام شروع کرتے ہیں تو وہ گورنمنٹ کے حکم کے مطابق ہمیں شروع نہیں کرنے دیا جاتا۔ یہ بے حد زیادتی ہے۔ ہمیں بھی اپنے علاقے کی تعمیر و ترقی کے لیے اپنے پروگرام جاری رکھنے دیے جائیں اور جیسا کہ مظہر وینس صاحب نے کہا ہے' اگر آپ ہمیں "تعمیر وطن پروگرام" میں سے حصہ دیں تو ہم بھی اپنی حکومت کو یہ بات کہیں گے کہ پیپلز پروگرام صوبائی حکومت کے ساتھ مل کر بنایا جائے۔

جناب والا! اب میں تعلیم کی حالت کی طرف آتا ہوں۔ میرے حلقے میں آج تک ایک سکول بھی اپ گریڈ نہیں کیا گیا' یا کوئی بھی نیا پرائمری سکول نہیں کھولا گیا جو بھی بچے وہاں داخل ہوتے ہیں وہ صرف حکمران طبقہ کے کہنے پر داخل ہوتے ہیں۔ ان کو میرٹ پر بھی داخلہ نہیں ملتا' سکولوں کی حالت جا کر دیکھ لیں' اینٹوں پر بچے بیٹھے ہوتے ہیں' بہت ہی ناگفتہ بہ حالت ہے' میرے حلقے میں پرائمری اور مڈل سکول نئے کھولے جانے چاہییں اور موجودہ سکولوں کو اپ گریڈ کیا جانا چاہیے۔

جناب والا! اب صحت کی طرف آ جائیں۔ پچھلے دنوں گوجرانوالہ سول ہسپتال میں مجھے ایک مریض کی تیمار داری کے لیے جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں رہنا تو درکنار ایک صحت مند آدمی بھی گزرتے ہوئے اپنے آپ کو بیمار محسوس کرنے لگتا ہے اور ڈاکٹروں کی یہ حالت ہے کہ اگر کوئی سنجیدہ مریض وہاں پر چلا جائے کہ وہ بجائے خود اسے ٹریٹمنٹ دیں تو وہ اس کو لاہور ریفر کر دیتے ہیں۔ بے شک وہ راستے میں آتے آتے دم توڑ جائے' یہ تو ڈاکٹروں کی وہاں پہ حالت ہے۔ لوگ اب یہی کرتے ہیں کہ شام کو لوگوں کو گھروں میں بلا لیتے ہیں اور بڑی بڑی فیسیں لے کر صرف چار لفظ لکھ دیتے ہیں' اس

دوائی سے لسی کو آرام آئے یا نہ آئے۔

جناب والا! میرے دوستوں نے امن و امان پر بڑی مسلسل اور سیر حاصل بحث کی ہے' اسلحے کے متعلق کل ہمارے لیڈر رانا شوکت محمود نے بھی کہا تھا کہ پنجاب میں ناجائز اسلحے کو پکڑا جانا چاہیے' لیکن میں یہ تجویز دیتا ہوں کہ یہاں تو جائز اور ناجائز دونوں قسم کا اسلحہ ہی نہیں ہونا چاہیے' دونوں طرح کا اسلحہ ضبط کر لینا چاہیے۔ یہ آپ وفاقی حکومت سے گفت و شنید کر کے اسلحہ سے بالکل پاک ہوں یا ہر آدمی کو اسلحہ رکھنے کی اجازت دینی چاہیے۔ اگر آپ ہر آدمی کو اسلحہ رکھنے کی اجازت دے دیں تو جس طرح کا واقعہ کرشن نگر میں ہوا ہے اس طرح کا واقعہ پھر رونما نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ پھر ہر دہشت گرد کو' قاتل کو' یا کسی برے آدمی کو' انسانیت کے قاتلوں کو پتہ ہوگا کہ اگر میں نے کسی بے گناہ کو قتل کیا تو مجھ پر بھی ہر طرف سے گولیوں کی بوچھاڑ آ سکتی ہے۔ اس لیے میں یہ کہتا ہوں کہ یا تو ہر آدمی کو اسلحہ رکھنے کی اجازت دے دی جائے' یا پھر ہر ایک سے اسلحہ چھین لیا جانا چاہیے۔ جو بھی اسلحہ رکھے پھر اسے زیادہ سے زیادہ سزا دی جانی چاہیے۔ تو میں انہی گزارشات پر اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب عباس علی انصاری صاحب۔

جناب عباس علی انصاری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اظہار خیال کا موقع فراہم کیا۔ جناب والا! امن و امان پر کافی دنوں سے بحث جاری ہے اور ہمارے دوستوں نے اس موضوع پر تفصیل کے ساتھ سیر حاصل بحث کی ہے۔ جہاں تک پنجاب میں امن و امان کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے اس طرف بیٹھے ہوئے دوستوں نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ پنجاب میں امن و امان کی صورت حال خراب ہے۔ آپ کسی بھی دن کا اخبار اٹھا کر دیکھیں دو چار واقعات' دو چار قتل ایک معمول کی بات بن چکی ہے۔ ہمارے اس طرف بیٹھے ہوئے دوستوں نے یہ تو تسلیم کیا ہے کہ صوبے میں امن و امان کی صورت حال خراب ہے۔ لیکن وہ اس کو بھی سندھ کا جواز بناتے ہیں کہ سندھ میں اس سے زیادہ حالات خراب ہیں' حالانکہ یہ درست ہے کہ سندھ بھی پاکستان کا ایک حصہ ہے اور وہاں کے حالات دیکھ کے ہمیں دکھ کا اظہار کرنا چاہیے۔ لیکن ہم پنجاب کے نمائندے ہیں ہماری ذمہ داری اس صوبے میں اس طرح نہیں بنتی۔ اس طرح تو ہم صرف سندھ پر اظہار افسوس ہی کر سکتے ہیں۔ لیکن یہاں پر پنجاب میں امن و امان کو قائم رکھنا ہماری اور موجودہ حکومت کی ذمہ داری ہے۔ ہم کسی صورت میں بھی یہ کہہ کر اس سے بری الذمہ نہیں ہو سکتے کہ چونکہ سندھ میں حالات خراب

ہیں' اس لیے اب پنجاب میں بھی حالات خراب ہیں اور ہمیں ان کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔ دوسرا ان لوگوں نے اس چیز کو جواز بنایا ہے کہ وزیر اعظم نے تمام قیدی جو رہا کیے تھے ان کی وجہ سے پنجاب میں حالات خراب ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ لوگ جمہوریت کے لیے جدوجہد کرنے والے تھے' انھی کی بدولت آج ہم یہاں پر اسمبلیوں میں بیٹھے ہوئے ہیں اگر ان میں کوئی تخریب کار ہوتے تو اتنے جو واقعات ہوئے ہیں' یہ ثابت کریں کہ ان آدمیوں میں سے کم از کم کوئی ایک آدمی بھی گرفتار ہوا ہو یا ان آدمیوں میں سے کسی ایک کے خلاف بھی پرچہ ہوا ہو جن کو ہماری وزیر اعظم نے اقتدار میں آنے کے بعد رہا کیا تھا۔ ابھی ادھر بیٹھے ہوئے ایک دوست کہہ رہے تھے کہ پی پی پی والے وزیر اعلیٰ کو موقع ہی نہیں دیتے کہ وہ پنجاب میں امن و امان اور دوسری چیزوں کی طرف توجہ دے سکیں۔ کتنی حیرت کی بات ہے کہ انھیں اگر وقت نہیں ملتا تو اپنے صوبے کے لیے وقت نہیں ملتا۔ وہ سندھ میں جا سکتے ہیں اور وہاں کی حکومت کو غیر مستحکم کرنے کی کوششیں کر سکتے ہیں۔ وہاں پر ایک ایسے آدمی سے محبت کی پینگیں بڑھا رہے ہیں جو کہ ہم سمجھتے ہیں کہ پنجابیوں کا قاتل ہے' پنجابیوں کی لاشیں یہاں پر آئیں۔ لیکن انھوں نے بجائے اس کی مذمت کرنے کے اس کی حوصلہ افزائی کی اور وہ دوبارہ وہاں جا کر شاید ان کو شاباش دے کر آئے ہیں کہ انھوں نے پنجابیوں کی لاشیں یہاں پنجاب میں بھیجی ہیں۔ اگر ان کو وقت ملتا ہے تو سرحد کی حکومت کو غیر مستحکم کرنے کے لیے وقت ملتا ہے اور اگر انھیں وقت ملتا ہے تو اسلام آباد جا کر وہاں کی حکومت کے خلاف سازشیں کرنے کے لیے وقت ملتا ہے۔ وقت نہیں ملتا تو پنجاب میں حالات کو درست کرنے کے لیے وقت نہیں ملتا اگر وقت نہیں ملتا تو یہاں پر اسمبلی میں ممبران کی باتیں سننے کے لیے وقت نہیں ملتا۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ایک اہم موضوع پر اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب ایک دن کے لیے بھی یہاں پر تشریف نہیں لائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو بنیادی وجہ امن و امان کی خرابی کی ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے حکمران پولیس سے غیر قانونی کام کرواتے ہیں۔ اگر اپنے ماتحت کو کوئی ایک غلط کام کرنے کے لیے کہے گا تو پھر لازمی بات ہے کہ وہ اپنی صحیح ذمہ داری صحیح طور پر سرانجام نہیں دے سکے گا۔ ایک غلط کام آپ اس سے کروائیں گے تو دس غلط کام وہ خود کرے گا۔ آج تھانوں کی یہ حالت ہے کہ وہ جرائم کے اڈے بن چکے ہیں۔ میں ملتان سے تعلق رکھتا ہوں اور دعوے سے یہ کہتا ہوں کہ ملتان میں 80 فی صد جرائم پولیس ہی کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ملتان جس کو ہم مدینۃ الاولیاء کہتے ہیں وہ اس وقت ہیروئن کا اڈہ بن چکا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایک ایس ایچ او چاہے کہ اس کے علاقے میں منشیات

فروشی نہ ہو۔ جرائم نہ ہوں تو کسی صورت میں بھی یہ جرائم نہیں ہو سکتے اور اس کی تعداد گھٹ کر بہت کم رہ جاتی ہے۔ لیکن بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ پولیس والوں کا باقاعدہ منشیات والوں کے ساتھ حصہ ہوتا ہے اور ان کی نگرانی ہی میں تمام کاروبار جاری و ساری ہے۔ لیکن اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جاتی۔ موجودہ حکومت نے پولیس کو ایک اور فریضہ سرانجام دینے کے لیے آرڈر جاری کیا ہوا ہے کہ جس علاقے میں کوئی عوامی فلاح و بہبود کا منصوبہ پیپلز پروگرام کے تحت سرانجام پایا جا رہا ہے اس کو طاقت کے ذریعے روک دیا جائے۔ میں نہیں سمجھتا یہ پنجاب کے ساتھ محبت کا ثبوت ہے۔ ان عوام کے لیے جن کو ہمیشہ نظر انداز کیا گیا ہے' اگر ترقی اور فلاح و بہبود کا کوئی کام ہوتا ہے وہاں پولیس جا کر اس کو زبردستی رکوا دیتی ہے۔ ابھی میرے دوست کہہ رہے تھے کہ یہ صوبائی ایجنسیوں کے ذریعہ سرانجام دینا چاہیے تھا۔ لیکن یہ بات واضح ہے کہ جب پیپلز پروگرام کی ابتداء ہوئی تھی اس میں واضح طور پر کہا گیا تھا کہ یہ پروگرام صوبائی ایجنسیوں کے ذریعے ہی سرانجام دیا جائے گا۔ اس کے لیے متعلقہ کارپوریشنوں' ضلع کونسلوں' لوکل باڈیز اور لوکل کونسل کے دوسرے اداروں کو کہا گیا تھا کہ یہ کام ان کے ذریعہ پایہ تکمیل کو پہنچایا جائے۔ لیکن موجودہ حکومت نے ان اداروں کو منع کر دیا کہ وہ کسی بھی صورت میں پیپلز پروگرام کے تحت کوئی بھی سکیم مکمل نہ کریں۔ اس کے بعد مجبوراً وہ کام وفاقی اداروں اور پراجیکٹ کمیٹیوں کے ذریعہ سرانجام دیا جا رہا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ تمام رکاوٹوں کے باوجود وہ پروگرام جاری و ساری رہے گا۔ عوام اپنے حقوق کی حفاظت کرنا جانتے ہیں' ان شاء اللہ تمام رکاوٹوں کے باوجود پیپلز پروگرام پر سارے پنجاب میں عمل ہو گا' کیونکہ میں سمجھتا ہوں عوام کی طاقت کے سامنے دنیا کی کوئی طاقت نہیں ٹھہر سکتی۔

جناب والا! دوستوں نے تعلیم کے متعلق کہا ہے' میڈیکل کالجوں میں داخلے کے متعلق کہا ہے۔ میڈیکل کالجوں اور انجینئرنگ یونیورسٹی میں داخلہ تو بہت دور کی بات ہے آج حالات یہ ہیں کہ عام کالجوں میں فسٹ ائیر میں اور تو اور سکولوں میں بھی داخلے کے لیے آئی جے آئی کا کوئی ایم پی اے یا ایم این اے سفارش نہ کرے تو کسی بچے کا داخلہ محال ہے۔ ملتان کی آبادی تقریباً 12 لاکھ ہے۔ ملتان ایک تاریخی شہر ہے۔ لیکن یہ کتنی بڑی بدقسمتی ہے کہ بارہ لاکھ کی آبادی کے تاریخی شہر میں صرف ایک ڈگری گرلز کالج ہے اور ایک انٹر کالج ہے۔ یہاں ہر سال ہزاروں بچیاں صرف اس لیے تعلیم سے محروم رہ جاتی ہیں کہ انھیں ملتان شہر میں داخلہ نہیں ملتا۔ دیہاتوں سے جو بچیاں آتی ہیں ان کا بوجھ اضافی ہوتا ہے۔ جناب والا! آج تک اس طرف توجہ نہیں دی گئی اور ملتان میں پچھلے بارہ تیرہ سال میں کسی

ڈگری کالج کا اجراء نہیں ہو سکا۔

جناب والا! جس حلقے سے میرا تعلق ہے وہاں کی آبادی تقریباً 4 لاکھ ہے۔ لیکن بدقسمتی ہے کہ وہاں نہ کوئی انٹر کالج ہے اور نہ ڈگری کالج ہے۔ پورے حلقے میں صرف ایک ہائی سکول ہے اور اس کی عمارت بھی نہ ہونے کے برابر ہے۔ وہاں کی ہیڈ مسٹریس صاحبہ تین چار دفعہ وفود لے کر میرے پاس آئیں کہ آپ کمروں کے لیے کوئی فنڈز دیں۔ میں نے انھیں کہا کہ ہم پیپلز پروگرام میں سے یہاں کمرے تو بنانے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن اس کے لیے حکومت کے این او سی کی ضرورت ہے جو وہ ہمیں نہیں دے رہی۔ اگر ہم نے یہاں پیسہ لگا بھی دیا تو ہم کتنے دن اس کی حفاظت کریں گے، جیسے مری میں ہوا ہے۔ یہاں بھی صوبائی حکومت آئے گی اور سکول کے کمرے ضائع ہو جائیں گے۔

جناب والا! میں آپ کی وساطت سے، وزیر تعلیم صاحب یہاں تشریف تو نہیں رکھتے، انھیں یہ کہتا ہوں، خدارا ملتان کے تاریخی شہر پر رحم کرتے ہوئے وہاں ڈگری کالج کا اجراء کیا جائے اور کم از کم ان سکولوں میں ہمیں پیپلز پروگرام میں سے کمرے بنانے کی اجازت دی جائے جہاں پر آپ اپنا فنڈز نہیں دے سکتے۔ آپ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس وسائل نہیں ہیں۔ لیکن ہم پیپلز پروگرام میں سے ان سکولوں کے لیے کمرے بنانے کے لیے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ، انصاری صاحب، آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ جناب محمد صفدر شاکر صاحب۔

جناب محمد صفدر شاکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ واجب الاحترام جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے امن عامہ پر بولنے کے لیے وقت دیا۔ امن عامہ پر میرے معزز ساتھیوں نے بہت اچھی تقریریں کیں اور بڑے مدلل دلائل کے ساتھ باتیں کیں۔ آج اجلاس کا آخری دن ہے۔

جناب سپیکر! آج پنجاب میں جو حالات پیدا ہو رہے ہیں۔ چوریوں اور ڈکیتیوں میں جو اضافہ ہو رہا ہے اس کے پیچھے ایک سازش ہے۔ اس سازش کا مقصد صرف یہ ہے کہ کسی طریقے سے پنجاب سے اس حکومت کو ختم کیا جائے۔ لیکن یہ ان دوستوں کی غلط سوچ ہے اور وہ غلط سوچتے جا رہے ہیں۔ ان کو اپنے دل سے یہ غلط فہمی نکال دینی چاہیے، کیوں کہ اگر پنجاب کی حکومت ختم ہوگئی تو اس کے ساتھ پورے پاکستان کی حکومت ختم ہوگی، کیونکہ اگر جمہوریت کا نام لینے والے اس ڈگر پر چل پڑیں گے تو پھر اس ملک کا خدا حافظ ہے۔ یقین جانیے مجھے آج کے حالات کو دیکھ کر بڑا دکھ ہو رہا ہے اور میں اس

دکھ کے صرف یہی کہہ سکتا ہوں:

سرفروشی کے صلے میں تنکا تنکا جوڑ کر
خود بنایا تھا جسے وہ آشیاں خطرے میں ہے

جناب سپیکر! ہمیں عوام نے ایک مینڈیٹ دیا ہے اور ہم عوام کے ووٹوں سے اس اسمبلی میں آئے ہیں۔ اس کے ساتھ ہمارا ایک فرض تھا کہ ہم اسمبلی میں بیٹھ کر اپنے صوبے کی فلاح و بہبود کی' اپنے صوبے کی تعمیر و ترقی کی بات کرتے۔ لیکن ہم ایک سال سے آپس میں الجھ رہے ہیں۔ ایک دوسرے پر تنقید کی جا رہی ہے۔ لیکن عوام کے اندر اسی طرح مایوسی پھیل رہی ہے اور وہ محسوس کرنے لگے ہیں کہ ان لوگوں نے صرف ہمارے ووٹ لیے ہیں اور وہ اسمبلیوں میں جا کر ہمیں بھول گئے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ سازشیں جو صوبہ میں ہو رہی ہیں یہ اس جمہوریت کے لیے اتنی نقصان دہ ہیں کہ اگر افہام و تفہیم سے ان کو ختم نہ کیا گیا تو حالات ایسی ڈگر پر ہیں۔ خطرات ایسے ہیں کہ ہمارے اوپر وہ طاقت جس سے ہم نے بڑی مشکل سے چھٹکارا حاصل کیا تھا خدا نہ کرے۔ خدا نہ کرے وہ پھر ہم پہ مسلط ہو جائیں۔ وہ طاقت جس کو مارشل لاء کی طاقت کہتے ہیں اس ملک میں اگر دوبارہ آئے گی تو پھر وہ بڑے جابر طریقے سے آئے گی اور پھر یہ جمہوریت' خدا کی قسم' کبھی آپ کو ڈھونڈے سے بھی نہیں ملے گی۔ یہ اسمبلی جن میں آپ ہم شان و شوکت سے بیٹھے ہیں' یہ خدا کی قسم ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے گی۔ بھائیو! ہمیں اپنے ذاتی اختلافات بھلا کر صوبے کی بقاء کے لیے' اس پاکستان کی بقاء کے لیے مل کر کام کرنا چاہیے۔ اگر ہم مل کر نہیں بیٹھیں گے تو پھر یہ مسائل حل نہیں ہوں گے۔

جناب سپیکر! آج پنجاب کے عوام ہمیں بڑی عجیب نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔ اس میں سب سے بڑی خرابی یہ ہوئی ہے کہ پچھلے دنوں ایک ہارس ٹریڈنگ کا کام شروع ہوا۔ وہ ایسا سلسلہ شروع ہوا جس سے آج پنجاب کے عوام یہاں تک ہم سے بدظن ہو چکے ہیں کہ اگر ہم سفید کپڑا بھی پہنتے ہیں یا اپنے لیے ایک گاڑی بھی خریدتے ہیں تو وہ ہمیں بڑی عجیب نظروں سے دیکھتے ہیں۔ پوچھتے ہیں کہ یہ پیسہ آپ کو کہاں سے ملا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! یہ چیزیں ہمارے وقار کو بلند نہیں کر رہیں۔ یہ ان اسمبلیوں کے وقار کو بلند نہیں کر رہیں' بلکہ یہ ان جمہوری اداروں کی تباہی کا موجب بن رہی ہیں۔ خدارا' ہمیں اس بات پر سوچنا چاہیے اور اپنے فرائض کے بارے میں سوچنا چاہیے۔ اگر ہم ان فرائض کو نہیں سوچیں گے تو ہم آئندہ کبھی اس

صوبے میں کامیاب نہیں ہوسکیں گے۔ یہ بات بھی آج میں اس فلور سے کہہ دوں کہ آئندہ الیکشن میں آپ کو ووٹ لکشوں پہ نہیں ملیں گے، آپ کو ووٹ آپ کی کارکردگی پر ملیں گے۔ عوام آپ کی کارکردگی کو ایک ترازو میں تولیں گے۔ اس ترازو میں تولنے کے بعد پھر آپ کو ووٹ ملیں گے۔ ورنہ اگر آپ اسی راستے پہ چلتے رہے تو آپ بھول جائیں کہ آئندہ الیکشن میں آپ کو کوئی ووٹ ملے گا۔

جناب سپیکر! آج ملک معراج خالد صاحب کا اخبار میں بیان آیا ہے اور انھوں نے ہمیں ایک بڑی اچھی سوچ دی ہے کہ ان دہشت گردوں کے مقابلے کے لیے اور جو سلسلہ یہاں شروع ہو رہا ہے ہمیں مل جل کر کام کرنا چاہیے۔ ہم پولیس پر تنقید کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ پولیس میں لوگ ایسے ہیں۔ لیکن پولیس میں اچھے لوگ بھی ہیں جن کی ہمیں قدر کرنی چاہیے۔

جناب والا! میں آپ کو اپنی تحصیل کی مثال دیتا ہوں۔ ہماری تحصیل سے صوبائی اسمبلی کے چار ممبر ہیں۔ جس دن ہم ممبر منتخب ہوتے ہم نے خدا کی قسم بیٹھ کر عہد کیا کہ ہم نے کسی چور، کسی ڈکیت، کسی ہیروئن فروش کی سفارش نہیں کرنی۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ آج آپ تحصیل سمندری کا ریکارڈ منگوا کر دیکھ لیں۔ ہم نے وہاں جرائم کا خاتمہ کیا ہے۔ اتنی حد تک جتنی حد تک ہم کر سکتے تھے۔ وہاں ہیروئن فروشوں کا ہم نے خاتمہ کیا ہے۔ ہم نے چوروں کا خاتمہ کیا ہے، یہ اس لیے کہ یہ ہماری ذمہ داری ہے۔ اگر ہم صحیح معنوں میں اپنی ذمہ داری نبھائیں گے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جرائم کا خاتمہ نہ ہو؟

جناب سپیکر! میں آخر میں اپنے دوستوں سے پھر استدعا کرتا ہوں کہ ہمیں پاکستان کی بقاء کے لیے، پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے، پنجاب کے عوام کی فلاح و بہبود کے لیے، پنجاب کی تعمیر و ترقی کے لیے ایک ہونا چاہیے۔ عوام نے جس بات کے لیے مینڈیٹ دیا ہے، اس کو تسلیم کرنا چاہیے۔ اگر ان باتوں کے باوجود ہم نے حالات ٹھیک نہ کیے تو پھر،

ہماری داستاں تک نہ ہو گی داستانوں میں

شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

**جناب سپیکر،** ملک امان اللہ خان۔

**جناب امان اللہ خان ملک،** اللہ کے پاک اور بابرکت نام سے ابتداء کرتے ہوئے جناب سپیکر! آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس لیے نہیں کہ آپ نے مجھے کچھ کہنے کا موقع دیا ہے، بلکہ اس لیے کہ آج پہلی بار

آپ نے مجھے اس اسمبلی کا ایک رکن تسلیم کیا ہے۔ پہلے بھی بارہا آپ سے گزارشات کرتا رہا ہوں کہ مجھے بھی کبھی موقع دیا جائے۔ لیکن شاید کچھ ایسی مجبوریاں ہوں گی۔ پھر بھی میں شکرگزار ہوں۔

جناب والا! لاء اینڈ آرڈر پہ بہت سی باتیں ہو چکی ہیں۔ ہماری جانب سے تنقید ہوئی۔ ہمارے ان دوستوں نے سب اچھا کہا۔ اب یہ جنگ بڑھتے بڑھتے اخباروں کی زینت بن چکی ہے۔ ہمارے سینئر قسم کے اس ملک کے سیاست دان کھلم کھلا ایک دوسرے پر تنقید کر رہے ہیں۔ کوئی کسی کو الزام دیتا ہے اور کوئی کسی کو الزام دیتا ہے۔ میاں صاحب نے تو اب ایک فتویٰ جاری فرما دیا ہے کہ پیپلز پارٹی غداروں کی جماعت ہے' پیپلز پارٹی اس ملک کو تباہ کرنا چاہتی ہے' ہمیں اس سے چھٹکارا حاصل کرنا ہوگا۔ یہ ان کی اپنی سوچ ہے۔ لیکن ہمیں سوچنا ہوگا کہ یہ سب باتیں جو ہو رہی ہیں۔ ملک میں ایک منصوبے سے جو افراتفری ہو رہی ہے۔ وہ بھی تسلیم کرتے ہیں' ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ یہاں پر افراتفری کا عالم ہے۔ یہاں پر کچھ ایسی چیزیں پیدا کی جا رہی ہیں کہ جس سے ملک میں امن و امان کے لیے کچھ ایسے حالات پیدا کیے جائیں تو پھر اس کے اثرات کس پر مرتب ہوں گے؟ اس ملک پر ہوں گے۔ جب خانہ جنگی ہوگی' لڑائی ہوگی' بھائی بھائی کو قتل کرے گا تو پھر کون آئے گا؟ اس ملک میں مارشل لاء آئے گا۔ پھر مارشل لاء کس کو زیب دیتا ہے؟ مارشل لاء کے ساتھی کون لوگ ہیں؟ مارشل لاء کس کو راس آئے گا؟ کیا ان لوگوں کو راس آئے گا جنھوں نے پہلے ہی مارشل لاء کے خلاف گیارہ بارہ سال ایک طویل جدو جہد کی ہے؟ اور پھر ہمیں الزام لگانے والے یہ بھول جاتے ہیں کہ جب مارشل لا آتا ہے تو بقول جنرل ضیاء الحق سیاست دان میرے جوتے پالش کریں گے۔ کون لوگ تھے جنھوں نے وہ جوتے پالش کیے ہیں؟ کیا ہم میں سے تھے؟ اور اب کے مارشل لاء آئے گا تو پھر کس کو کرسیاں ملیں گی؟ کیا ہمیں ملیں گی؟ یا ان لوگوں کو ملیں گی؟ حضور! ایسی باتیں کہنے سے تو کوئی فائدہ نہیں۔ عمل سے کام ہوتے ہیں۔ آپ عمل دکھائیں۔ اچھے کام کریں۔ مارشل لاء کو avoid کریں۔ گناہ سب طرف سے ہوتے ہیں۔ ہم نہیں کہتے کہ ہم پاک صاف ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ہم سے بھی کچھ غلطیاں ہوئی ہوں۔ لیکن جو جس منصب پر بیٹھا ہے اس کا وہ ذمہ دار ہے۔ پنجاب میں جو کچھ ہوگا اس کی ذمہ داری پنجاب کی حکومت پر اور ان کے چیف ایگزیکٹو پر ہوگی۔ تو وہ بجائے ایک دوسرے پر تنقید کرنے کے اپنی اصلاح کریں۔

جناب والا! میں اور گزارش کروں گا۔ یہاں پر پیپلز پروگرام کے بارے میں ہم پر تنقید کی جاتی ہے۔ پہلے اپنے گریبان میں جھانک کر تو دیکھیں۔ اس وقت' جب ہم اس اسمبلی میں آئے' آپ ہی

کی اسمبلی ہے' میاں نواز شریف کی اسمبلی ہے جو صوبے ہمارے حلقے سے پی پی پی
کے بجٹ میں موجود تھے' جب ان حلقوں سے ہم منتخب ہو کر آ گئے ہیں تو وہ منصوبے ہی وہاں سے غائب کر دیے ہیں۔ پیپلز پروگرام پر تنقید کرنے والوں کو میں یہ کہتا ہوں کہ پیپلز پروگرام ایک ایسا پروگرام ہے جس میں قومی اسمبلی کے ہر حلقے کو یہ ضمانت دی گئی ہے کہ ان کے حلقے میں کام ہوگا۔ ان کے ہر حلقے میں کام ہوگا۔ اور اس کی جو پہلی قسط ہے' کھیپ ہے' وہ پچاس لاکھ روپے فی حلقہ قومی اسمبلی کے حساب سے کام شروع ہو چکے ہیں۔ جہاں آپ کے منتخب لوگ ہیں' وہاں بھی کام شروع ہو رہا ہے۔ آپ بھی بتائیں جہاں ہمارے منتخب لوگ ہیں' وہاں آپ کا کون سا کام ہے؟ جیسے ہمارے دیگر دوستوں نے یہ کہا ہے کہ آپ ہمارے حلقوں میں کام کریں' آپ کے حلقوں میں پیپلز پروگرام سے کام جاری ہوں گے۔ ہم تو اس شرط سے بھی آپ کے حلقوں میں کام کرنے کو تیار ہیں اور ہم نے کام شروع کر دیے ہیں۔ آپ بھی کچھ اخلاقی جرأت کا مظاہرہ کریں۔

جناب والا! ان سب باتوں کو چھوڑتے ہوئے میں ایک اور بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں ہمارے جتنے دوست بیٹھے ہوئے ہیں ان سب کے لیے سوچنے کا مقام ہے کہ اس ملک میں اب آئندہ کے لیے جو الیکشن آنے والے ہیں' جو دو چار سال بعد آئیں گے' آپ میں سے کتنے آدمی ہیں جو ان الیکشنوں کو لڑنے کے لیے برداشت کر سکیں گے؟ آپ نے دیکھا نہیں ہے' ابھی ایک حلقے میں انتخاب ہوا ہے۔ اس میں میں یہ نہیں کہوں گا کہ کس نے کیا کیا ہے اور کس نے کیا کیا ہے' لیکن یہ سوچنے کا مقام ہے کہ اب الیکشن غریب آدمی کی' متوسط طبقے کے آدمی کی پہنچ سے باہر ہوتے جا رہے ہیں۔ یہ اس ملک کے ساتھ ایک سازش ہے اور اس سازش کو آپ ابھی سے پکڑیں۔ آپ اس پر غور فرمائیں کہ یہ کیا ہوگا۔ ہم کدھر جائیں گے۔ غریب کو' متوسط طبقے کے آدمی کو ایک سازش کے تحت اس اسمبلی سے نکالے جانے کے پروگرام بن چکے ہیں اور آپ میں سے کئی صاحبان ایسے ہوں گے جو آئندہ کلین بولڈ ہو جائیں گے۔ ہمیں ان باتوں پر غور کرنا ہوگا۔ لاء اینڈ آرڈر کے بارے میں تو بہت کچھ کہا جا چکا ہے۔ میں صرف اتنا کہوں گا کہ ہمیں کچھ تبدیلیاں لانی ہوں گی۔ مثال کے طور پر گاؤں میں کوئی دو آدمی جھگڑ پڑتے ہیں تو دونوں ڈاکٹر کے پاس پہنچ جاتے ہیں اور ڈاکٹر ایک سے دو ہزار' دوسرے سے تین ہزار لے کر دونوں کو میڈیکو لیگل دے دیتے ہیں۔ پھر جب پولیس کے پاس معاملہ آتا ہے تو پولیس میں بھی یہی چکر چلتا ہے۔ میڈیکو لیگل کے لیے کچھ نہ کچھ انتظام ہونا چاہیے۔ لا منسٹر صاحب یہاں نہیں ہیں۔ میں تجویز دے رہا ہوں کہ کوئی ایسے طریقے اختیار کرنے چاہییں کہ یہ جو فری ہینڈ ہو چکا ہے کہ جس ڈاکٹر کے پاس

جائیں، جتنے والا آپ کہتے ہیں، دو ہزار، چار ہزار، پانچ ہزار، 325, 326 وغیرہ وہ میڈیکو لیگل بک رہے ہیں۔ ان کو avoid کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: سید ناظم حسین شاہ۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا۔

اب ہے مجرم کی رسائی کے مدار انصاف
جرم کوئی بھی ہو تعزیر بدل جاتی ہے
میرے حالات وہ سنتے ہیں مگر غیروں سے
لب بہ لب درد کی تفسیر بدل جاتی ہے

جناب والا! گزارش یہ ہے کہ ہم اس ایوان میں اس لیے نہیں آئے کہ ہم اپنے ساتھیوں کو ہدف تنقید بنائیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ہماری کسی سے ذاتی دشمنی نہیں، ذاتی عناد نہیں، کسی کی ذاتی حیثیت میں ہمیں نہ کوئی ان سے بغض ہے اور نہ ہی کوئی دشمنی ہے۔ مگر جب وہ کسی حیثیت میں ہوں، ان کی حیثیت کی مین چیز ان کی جواب دہی ہوتی ہے۔ یہاں اس ایوان میں امن عامہ کے اوپر بہت سیر حاصل بحث ہو چکی ہے بہت سے مکاتب فکر کے لوگوں نے اپنے مختلف خیالات بیان کیے۔ اصل بات جناب والا! جواب دہی کی ہوتی ہے، کیونکہ جب تک یہ نہ ہو، اس وقت تک انسان اور حیوان میں یہی فرق ہے کہ انسانیت جو ہے، That is subjective to certain obligations اور حیوان اپنے اوپر کوئی بھی پابندیاں قبول نہیں کرتا۔ انسانیت کی سب سے بڑی تعریف یہی ہے۔ جب وہ قانونی، مذہبی، سماجی اور روایتی پابندیاں قبول کرتا ہے تو وہ پابندیاں اس کو مجبور کرتی ہیں کہ وہ رول آف لاء کی، انصاف کی بات کرے۔ جناب والا! اس ایوان میں جب امن عامہ کی بات ہوتی ہے تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم میں اتنی سکت نہیں، اتنا حوصلہ نہیں کہ ہم حقیقت کی کڑواہٹ کو برداشت کر سکیں۔ جب تک حقیقت کی کڑواہٹ کو برداشت نہ کیا جائے اس وقت تک کوئی بھی انسان صحیح فیصلہ نہیں کر سکتا۔ جناب والا! اس صوبے میں امن عامہ کیسے ہوگا۔ جب ہم نے ایک قلم کے ساتھ ایک فقرے کے ساتھ ایک آفیسر کو ریٹائر کرنے کا قانون بنا دیا ہے۔ جب ہم نے یہ قانون بنایا کہ دس سال کے بعد اگر وزیر اعلیٰ چاہیں تو کسی بھی آفیسر کو وہ جبری ریٹائر کر سکتے ہیں تو مجھے سمجھ نہیں آتی کہ وہ آفیسر صرف یہ سمجھتا ہے کہ میں تو صرف ایک فرد واحد کے سامنے جواب دہ ہوں۔ وہ یہاں پورے ایوان کے سامنے

جناب سپیکر! میں آخر میں صرف یہ بات آپ سے کہوں گا کہ یہ ایک سمہ سعیت ہے کہ ار چنیوٹ میں آج پنجاب کے غریب لوگوں نے پنجاب میں موجود اداروں پر عدم اعتماد کا اظہار کر دیا ہے یہ اس لیے ہے کہ لوگوں کو تحفظ نہیں ملا۔ یہ مہم پورے صوبہ پنجاب میں ہوگی۔ لوگ اپنے تحفظ کے لیے خود اٹھ کھڑے ہوں گے اور اس کا علاج آپ لوگوں کے پاس نہیں ہوگا اور انقلاب ہوگا۔

جناب سپیکر، شکریہ' خواجہ محمد یوسف۔

خواجہ محمد یوسف، شکریہ' جناب سپیکر! سفارش کے طور پر یا گزارش کے طور پر آپ نے مجھے وقت دے دیا ہے لیکن میں یہ توقع کرتا تھا کہ آپ سپیکر ہوتے ہوئے یہ بھی دیکھتے رہے ہوں گے کہ ہم پورا ایک مہینہ دو طرف سے باتیں سنتے رہے ہیں۔ اس معزز ایوان میں امن عامہ کے مسئلہ کے اوپر تو بہت سی باتیں بتائی گئیں' ہمیں موقع نہیں مل سکا کہ ہم بھی اپنا مافی الضمیر سب کے سامنے بیان کر سکیں۔ ہمیں خیال تھا کہ انصاف کرتے ہوئے ہمیں بھی آپ مناسب موقع عطا فرمائیں گے۔

جناب سپیکر، خواجہ صاحب! پہلے بھی آپ نے یہ بات کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں اس کا کوئی جواز نہیں۔ آپ کی پارلیمانی پارٹی کے سیکرٹری نے کل جو نام بھیجے ہیں ان میں آپ کا نام نہیں ہے۔ وہ لسٹ میرے پاس ہے اور آپ نے مجھے ایک دفعہ بھی نہیں کہا کہ میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ مجھے اپنا نام لکھ کر بھیجیں کہ میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

خواجہ محمد یوسف، جناب والا! کبھی بھی نام لکھ کر نہیں بھیجے۔ آج بھی مجھے بتایا گیا کہ میرا نام ہے۔

جناب سپیکر، مجھے بتائیں کہ کس نے آپ کا نام دیا ہے' اس کا فیصلہ کر لیں۔

خواجہ محمد یوسف، سیکرٹری صاحب بیٹھے ہوئے ہیں' انھوں نے ابھی مجھے بتایا ہے کہ میرا نام ہے۔

جناب سپیکر، میرے پاس رجسٹر ہے۔ کل جو نام مجھے دیے گئے ہیں ان میں آپ کا نام نہیں ہے۔

خواجہ محمد یوسف، جناب والا! میں اس بات کو چھوڑتا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ کو یہ بات چھوڑ دینی چاہیے تھی۔ میں نے آج کا اجلاس صرف اس لیے کیا تھا کہ آپ میں سے ایک ایک معزز رکن جو بولنا چاہتا ہے' اس کو میں بولنے کے لیے قائم دوں۔ آپ کا چونکہ میرے پاس نام نہیں تھا اس لیے میں نے آپ کا نام نہیں پکارا ورنہ میں آج صبح سے آپ کا نام

خواجہ محمد یوسف، گزارش ہے کہ ہم روز یہاں حاضر رہتے ہیں' ایک دن بھی miss نہیں کیا۔

جناب والا! میں نے اس ایوان میں پچھلے ایک ماہ سے بےشمار تقریریں سنیں۔ ہر ایک دوست نے اپنی طرف سے جو گلے شکوے اور جو جو چیزیں دیکھیں یا ان کا مشاہدہ کیا وہ یہاں بیان کیں۔ میں سمجھتا ہوں وہ کافی سے زیادہ بیان کی جا چکی ہیں۔ افسوس صرف اس بات کا ہے کہ اس صوبے میں جہاں پر اس قدر افراتفری اور امن عامہ کا مسئلہ بنا ہوا ہے اس صوبہ کے وزیر اعلیٰ میری بار بار یاددہانیوں کے باوجود اور درخواستوں کے باوجود ایک دفعہ بھی اس ایوان میں تشریف نہیں لائے۔ یہ انتہائی مذمت کی بات ہے کہ آپ کے اپنے گھر میں آگ لگی ہوئی ہے اور پانی لے کر آپ دوسری جگہ پھر رہے ہیں کہ شاید ادھر اسی طرح آگ ٹھنڈی ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! بے شمار چیزیں بتائی گئی ہیں اور ابھی ابھی چودھری محمد اعظم چیمہ صاحب میرے معزز دوست نے فرمایا تھا کہ حزب اختلاف کی طرف سے کوئی ایسی تجویز نہیں دی گئی۔ لیجیے' میں آپ کی خدمت میں اپنا مافی الضمیر بتانے کی بجائے کچھ تجاویز پیش کرتا ہوں۔ اگر اس ایوان میں معزز وزراء وزیر اعلیٰ سمیت ان پر غور کریں تو ایسا ہو سکتا ہے کہ امن عامہ قائم ہو جائے۔

جناب والا! میری پہلی گزارش یہ ہے کہ پیپلز ورکس پروگرام جو یہاں پر چل رہا ہے ہمارے ضلع میں بھی چل رہا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے سب سے پہلا جو اعلان فرمایا تھا یہ تھا کہ میں اپنے ہارے ہوئے ایم پی اے کو ڈویلپمنٹ فنڈز دوں گا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ پیپلز پارٹی کے جیتے ہوئے ایم پی اے کو ایک پائی دینے کے لیے تیار نہ تھے۔ اس سلسلے میں اگر پیپلز پروگرام کے تحت پیپلز پارٹی کے ایم پی اے کو کچھ فنڈز الاٹ ہوئے ہیں جن کی انھوں نے خود منصوبہ بندی کرنی تھی۔ اپنے حلقے میں انھوں نے فنڈز خود صرف کرنے تھے۔ اس سے تو وزیر اعلیٰ پنجاب کو خوش ہونا چاہیے تھا کہ ایک اضافی رقم ان کے صوبے میں خرچ کی جائے گی۔ اس سے پنجاب کے صوبے کے لوگوں کی بہتری ہوگی۔ اگر ان کو اس سے اتنا دکھ تھا تو میں سمجھتا ہوں ان کو چاہیے تھا کہ مرکز کی طرف سے پنجاب کے ایم پی اے کو پچیس بیس یا دس لاکھ روپے کی رقم الاٹ کی گئی ہے تو وہ اپنی طرف سے اور زیادہ رقم پنجاب کے صوبے پر خرچ کرنے کا اعلان کرتے نہ کہ یہاں پر بھی پنجاب کے ایم پی اے نے پیپلز ورکس پروگرام کے تحت لوگوں کو پانی' گیس یا اور مراعات دینے کی کوشش کی' ان کی گلیوں کو

ان کی نائیوں کو بھوائے ہی [illegible]
پیپلز ورکس پروگرام کو کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ میں سمجھتا ہوں یہ ایک انتہائی قابل مذمت اقدام تھا اور اسے اب بند ہو جانا چاہیے۔

جناب والا! میری دوسری گزارش یہ ہے کہ حزب اختلاف کے ممبران کو پنجاب کے وزیر اعلیٰ نے مختلف وقتوں میں مختلف نوکریوں کا کوٹا دیا۔ میرا ضلع سیالکوٹ ہے۔ میں جانتا ہوں اور میرے دوست جو پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں اور دوسرے بھی جو یہاں پر تشریف فرما ہیں اس چیز کو کنفرم کریں گے کہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ نے نوکریوں کا کوٹا پنجاب میں حزب اقتدار کے ایم پی اے کو دیا کہ وہ لوگوں کو اپنے اپنے حلقے میں نوکریاں دلوائیں۔ حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے ایم پی اے میں سے ایک کو بھی ایک نوکری کا کوٹا نہیں دیا گیا۔ میری گزارش یہ ہے کہ پنجاب میں تقسیم برابر ہونی چاہیے۔ اگر یہ کہتے ہیں پنجاب پاکستان کا 62 فی صد ہے تو میں آپ کی وساطت سے اس چیز کو بھی دہراؤں گا کہ اس معزز اسمبلی میں پیپلز پارٹی سے تعلق رکھنے والے ایم پی اے بھی 62 فی صد ہیں۔ ان کا بھی خیال رکھا جائے اور ان کو بھی وہی مراعات دی جائیں جو پنجاب کے دوسرے ایم پی اے صاحبان کے حوالے کی جاتی ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! آپ نے پولیس کے متعلق بہت سی باتیں سنی ہیں اور اکثر و بیشتر لوگوں نے پولیس کے متعلق عدم اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ پنجاب کی حکومت بمعیت وزیر اعلیٰ پنجاب پولیس سے ناجائز کام لیتے رہتے ہیں، مفت کام کرواتے رہتے ہیں۔ اس لیے وہ صوبے میں قیمتاً کام کرنے کے لیے غریبوں کی کھال ادھیڑتے رہتے ہیں۔ جناب لاہنسٹر سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ پولیس کی تعریف ضرور کریں۔ لیکن اس وقت کریں جس وقت واقعی وہ کچھ ایسے کام کرتے ہیں جس سے معاشرے میں کوئی بہتری ہوتی ہے۔ ایک دن یہاں پہ وزنرز گیلری میں پولیس کے ایک بہت اعلیٰ افسر تشریف فرما تھے۔ میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ میں ایک قتل کے متعلق جانتا ہوں کہ جس میں اسی رات ملزمان کو پکڑا گیا۔ پولیس کے حوالے کیا گیا اور صبح ہونے سے پہلے ان ملزمان کو چھوڑ دیا گیا۔ اس کیس کو لے کر میں خود آئی جی پولیس کے پاس پہنچا اور ان سے میں نے عرض کی کہ جناب، یہ کیس سپیشل پولیس کو دے دیا جائے تو وہ کہنے لگے کہ سپیشل پولیس میں دو سال اور لگ جائیں گے۔ بہرحال، انھوں نے بھیجا لیکن ان کی طرف سے بھیجنے کے باوجود، تفتیش اسی ہاتھ میں ہونے کے باوجود اور مختلف ڈی ایس پی صاحبان نے جو کچھ کیا اس کے باوجود وہ

میں انھوں نے ترائی نہ لرایا۔ جناب' یہ دو تین باتیں تو میں نے آپ سے عرض کی ہے۔ پولیس کے بعد میری یہ گزارش ہے کہ تھانے نیلام ہونے بند ہو جانے چاہییں۔ ہر حلقے کے ایم پی اے کو اس کے اپنے حلقے کی پولیس تھانے میں عمل دخل کی اجازت ہونی چاہیے کہ وہ جا کر وہاں دیکھیں کہ پولیس کا ایس ایچ او وہاں کیا کر رہا ہے۔ حلقے کا ایم این اے خواہ وہ آئی جے آئی کا ہو یا پیپلز پارٹی کا' ایسی کوئی بات نہیں' ان کو موقع ملنا چاہیے کہ وہ جا کر ڈپٹی کمشنر کا کام دیکھیں کہ وہ کس طرح کے کام کر رہا ہے۔ وہ شراب' نشے کی چیزیں' ہیروئن یا چرس بکوا رہا ہے۔ پولیس کی منتھلیاں بند ہونی چاہییں۔ شاہراہوں پر آپ اکثر دیکھتے ہیں کہ پولیس کی گاڑیاں کھڑی ہوتی ہیں۔ ان کا کام صرف یہ ہوتا ہے کہ گزرنے والے ٹرک سے منتھلی وصول کر کے ان کی نوٹ بک کے اوپر ایک گول نشان بنا دیتے ہیں کہ منتھلی وصول ہو گئی۔ اسی لیے انھیں کھڑا کیا جاتا ہے۔ تمام شاہراہوں پر اسی طرح کی رکاوٹیں کھڑی کی گئی ہوئی ہیں تاکہ اس قسم کی گاڑیوں کو کھڑا کر کے ان سے منتھلی وصول کی جائے۔

جناب والا! ہیروئن کی فروخت بند ہونی چاہیے۔ ہیروئن فروخت ہو رہی ہے اور اس کو حکومت کی بھی شہ ہے۔ میں نے پچھلے دنوں اسی ایوان میں یہ عرض کیا تھا کہ سیالکوٹ میں ہیروئن گورنمنٹ سے ٹھیکے پہ دی جا رہی ہے۔ میرے پاس شربت کی ایک بوتل موجود ہے۔ میں وہ لاہنسٹر صاحب کی خدمت میں پیش کروں گا کہ اس کو وہ خود کسی اچھی سی لیبارٹری سے ٹیسٹ کروائیں اور اگر انھیں اس پر بھی اعتماد نہیں آتا تو وہ خود دو دن پی کے دیکھیں۔ اگر تیسرے دن وہ میرے پیچھے بوتل لینے کے لیے نہ آئے تو میں یہاں سے پھٹی لے لوں گا۔ ہیروئن جیلوں میں بک رہی ہے' تھانوں میں بک رہی ہے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

جناب سپیکر: خواجہ صاحب' ایک منٹ میں ختم کریں۔

خواجہ محمد یوسف: بالکل ختم کر رہا ہوں۔ اسی طرح میڈیا سے عرض ہے۔ میرے پولیس والے سارے بھائی یہاں موجود ہیں۔ میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ خدا کے لیے آپ حالات کو صحیح طور پر' مناسب طریقے سے عوام کے سامنے پیش کریں۔ یہ وتیرہ نہیں ہونا چاہیے کہ جس اخبار والے کو تیس چالیس کنال کا ایک پلاٹ مل گیا وہ سب کچھ بھول جائے اور ہر وقت صبح شام سرخیاں ان کی لگاتا رہے جن سے پلاٹ ملے ہیں۔ مجھے اس چیز کے کہنے میں کوئی باک نہیں۔ مجھے اس چیز کی کوئی پرواہ نہیں۔ میں بھی جانتا ہوں' آپ بھی جانتے ہیں اور پولیس والے بھی جانتے ہیں کہ کن لوگوں

نے وہ پلاٹ لیے اور کیوں انھوں نے یہ کام کرکے بند کر دیے۔ جناب والا! وزیر اعلیٰ سے میری پھر یہ گزارش ہے کہ ایک مہینے سے یہ اجلاس ہو رہا ہے اور انھوں نے یہاں پر ایک دن بھی حاضری نہیں دی۔ ایک دن کے لیے یہاں پر نہیں آئے۔ یہ ان کا صوبہ ہے۔ نہ ان کا بلوچستان ہے' نہ ان کا سندھ ہے اور نہ ان کا فرنٹیئر ہے۔ وہاں پر ان کی کیا ڈیوٹیاں ہیں؟ اور یہ پنجاب کا پیسہ جو خرچ کر کے وہاں پر جا رہے ہیں' کس لیے خرچ کر رہے ہیں؟ کون سے ٹی اے' ڈی اے لے رہے ہیں؟ کیا وہ اپنے گھر سے پیسے خرچ کر رہے ہیں؟ ان کی ڈیوٹی پنجاب میں ہے۔ ان کی ڈیوٹی فرنٹیئر' صوبہ سندھ اور بلوچستان میں نہیں ہے۔ انھیں پنجاب میں رہنا چاہیے اور مرکز پر غیر ذمہ دارانہ' غیر مہذب تنقید کو بند کیا جانا چاہیے۔ میں آپ کی خدمت میں کئی دفعہ یہ عرض کر چکا ہوں کہ ہم پنجاب کے ایم پی اے ہیں۔ ہم سب پنجاب میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہمارا کام ہے کہ ہم پنجاب کی حالت کو بہتر کریں نہ کہ دوسرے گھروں کا حوالہ دے کر کہیں کہ چونکہ ادھر خرابی ہے ادھر آگ لگی ہوئی ہے' اس لیے ادھر بھی ہم نے آگ لگانی ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ خواجہ صاحب' تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

خواجہ محمد یوسف، ایک سیکنڈ میں بات ختم کرتا ہوں۔ یہاں پر کوئی "الذوالفقار" نہیں ہے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں۔ ایوان میں سے کوئی شخص یہ ثابت کر دے کہ پاکستان میں "الذوالفقار" کوئی تنظیم ہے تو میری گردن سب سے پہلے اسی چوک میں کٹوا دینا۔ کوئی "الذوالفقار" نہیں۔ یہ آپ کے ایک پرانے لیڈر کا بنایا ہوا نام ہے کہ "الذوالفقار" ہے۔ نوکریاں ڈھونڈنے کے لیے اور دھکے کھانے کے لیے کوئی لے گیا' واپس آئے تو ان کو گرفتار کر کے ایک نام دے دیا گیا کہ یہ "الذوالفقار" ہیں۔

جناب والا! ایم کیو ایم کو ایک قومیت بنایا جا رہا ہے۔ یہ بڑے ظلم کی بات ہے۔ پاکستان میں پہلے ہی چار قومیتیں ہیں۔ ہم ان کو اکٹھا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور ہمارے وزیر اعلیٰ وہاں جا کر تقریریں کرتے ہیں اور انھیں شہ دیتے ہیں کہ آپ پانچویں قومیت ہیں' آپ کو پانچواں صوبہ بنا کے دیا جائے گا۔ ہم اس چیز کی پرزور مذمت کرتے ہیں اور میں ایوان سے درخواست کروں گا کہ وہ بھی اس چیز کو اس نظریے سے دیکھیں کہ ہمیں قومیتیں بڑھانی نہیں ہیں' ہمیں صوبے بڑھانے نہیں ہیں' بلکہ آپس میں محبت اور اتفاق پیدا کرنا ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ' خواجہ صاحب' بس کریں۔

خواجہ محمد یوسف، آخری بات ہے۔ اگر آپ لوگ ان چیزوں پر غور نہیں کریں گے تو آج میں آپ پر واضح کر دینا چاہتا ہوں اور میں اپنے ساتھیوں سے بھی یہ التجا کروں گا کہ ہم اجتماعی طور پر اس ایوان سے استعفیٰ دیں گے اور دوبارہ عوام کے پاس واپس جائیں گے اور وہاں جا کر ان سے فریش مینڈیٹ لے کر آئیں گے۔ ہمیں کوئی پرواہ نہیں۔ اس اسمبلی میں کہ جہاں پر کوئی انصاف نہیں اور اس صوبے میں جہاں کہ کوئی ایسا کام نہیں ہو رہا جو عوام کی بہتری کے لیے ہوں، ہم رہنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، محمود الحسن ڈار صاحب۔ ڈار صاحب! آپ پانچ منٹ کی پابندی کیجیے گا۔

میاں محمود الحسن ڈار، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب سپیکر! میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے پانچ منٹ دیے ہیں۔ ان شاء اللہ پانچ منٹ سے زیادہ وقت نہیں لوں گا۔

جناب والا! یہاں پر لاء اینڈ آرڈر پر کافی تقریریں ہوئیں۔ دوستوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم تقاریر میں ان کو نشان دہی کرائیں تو یا تو ان کی پنجاب میں دلچسپی نہیں ہے کہ وہ صحیح طریقے پہ نمائندگی کریں یا حکمرانی کریں۔ صرف وہ اپنے ایوان بالا میں بیٹھے عیش و عشرت میں لگے ہیں۔ رشوت کا خوب زور و شور سے بازار گرم ہے۔ اس کی پرواہ نہیں کر رہے۔ اخبارات والے دن رات اچھالتے ہیں، بتاتے ہیں، نشان دہی کرتے ہیں۔ صبح اخبار پڑھ لیں۔ آپ کو کوئی ایسا شہر نہیں ملے گا، جس میں ڈکیتی، غنڈہ گردی، ہر طرح کے واقعے کی انھوں نے نشان دہی نہ کی ہو کہ یہاں پہ یہ واقعہ ہوا، یہاں پہ یہ واقعہ ہوا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب حکومت بالکل اس کا نوٹس نہیں لیتی۔ جو آدمی وہاں پر نشان دہی کرنے جائے، اسی کو ملزم بنا دیا جاتا ہے۔ پنجاب میں پولیس سٹیٹ ہے۔ پولیس کی مکمل حکمرانی ہے۔ ڈکیتیاں ہیں، لوٹ مار کا بازار گرم ہے۔ اس میں زیادہ ہاتھ یہاں کی پنجاب پولیس کا ہے۔ وہ کیوں نہ کرے؟ وہ اس لیے کرتی ہے کہ یہاں پر پنجاب حکومت اپنے آپ کو برقرار رکھنے کے لیے اس سے ہر وہ ناجائز کام لیتی ہے، خواہ وہ حلقہ 99 کا ضمنی انتخاب ہو، خواہ کسی اور مظلوم کے ساتھ ظلم کرنا ہو تو وہ اس سے کام لیتی ہے۔ جب وہ اس طریقے سے اس سے ناجائز کام لیتے ہیں تو وہ کیوں نہ اپنی من مانی کرے؟ یہاں پر تو یہ حالت ہے کہ چور، چور کو چور کہہ رہا ہے۔ میں آپ کو مثال دیتا ہوں۔ فیصل آباد سے ایک ویگن ملتان گئی۔ رات کو انھوں نے سڑکوں پر چیکنگ کے

ہمارے رکاوٹیں کھڑی کی ہوئی ہیں۔ ہمارا ایک [illegible]
میں کچھ رقم تھی جو اس نے فیصل آباد سے collection کی ہوئی تھی۔ جب ویگن کبیر والا کے پاس پہنچی تو وہاں اس کو روکا گیا۔ پولیس نے تمام سواریوں کو نیچے اتار لیا۔ یقین کریں' وہ انتہائی نازیبا سلوک کرتے ہیں۔ میرے ساتھ بھی ہوا۔ میں پنڈی جا رہا تھا' میرے ساتھ بھی ایسے ہوا۔ جس طریقے سے وہ سواریوں کو اتارتے ہیں اور ان کی جامہ تلاشی لیتے ہیں۔ انھوں نے بریف کیس کو دیکھا' دیکھا کہ وہ نوٹوں سے بھرا ہوا ہے۔ کہنے لگے کہ اس کو بند کریں اور آپ جائیں۔ ڈرائیور ذہین تھا۔ دو چار میل گیا۔ اس نے گاڑی کھڑی کی اور تاجر کو نیچے اتار دیا۔ اسے کہا کہ دیکھو' بہتر ہے کہ تم گاڑی تبدیل کر لو۔ کیونکہ تمھارے ساتھ کوئی حادثہ ہوگا۔ وہ سمجھ گیا۔ اس نے وہاں ایک بس کو ہاتھ دیا اور وہ تاجر اس میں بیٹھ کر وہاں سے ملتان چلا گیا۔ یقین کریں' زیادہ سے زیادہ ایک آدھ میل آگے گئے ہوں گے تو پھر وہاں اس ویگن کو روکا گیا۔ تمام سواریوں کو نیچے اتارا گیا۔ جب انھوں نے تلاشی لی تو کہنے لگے کہ وہ بریف کیس والا آدمی تلاش نہیں ہو رہا۔ دو چار ہزار روپے تو ان کو مل گئے۔ لیکن ڈرائیور کا انھوں نے حشر کر دیا۔ اس سے پوچھا' بتاؤ' وہ مسافر کہاں ہے۔ اس نے کہا جناب' مجھے نہیں پتا تو اس کو اتنا مارا اتنا مارا' آپ یقین کریں کہ وہ بڑی مشکل سے ملتان اڈا پر اپنی ویگن لے کر گیا۔ اس نے وہاں جا کر تمام واقعہ بتایا سواریوں نے بتایا پولیس کو بتایا وہ مسافر بھی وہاں پہنچ گیا۔ اس کو تو پتہ نہیں تھا اس کے ساتھ کیا ہوا وہ تاجر اس ڈرائیور کو انعام دینے کے لیے پہنچ گیا۔ اس نے وہاں جا کر کہا کہ اس کی وجہ سے میرا پانچ چھ لاکھ روپیہ بچ گیا ہے۔ آپ یقین کیجیے کہ اس نے اس کو پچاس ہزار روپے انعام کے طور پر دیے اور کہا کہ اس کی وجہ سے میرا پانچ سات لاکھ روپیہ بچ گیا ہے۔ اس قسم کے واقعات ہو رہے ہیں اور باتیں ہو رہی ہیں۔ جناب' اگر آپ رات کو سفر کریں یہ میرے بھائی رات کو سفر کرتے ہیں ان کو بھی پتا ہے کہ کہاں کہاں ریڈ لگائی ہوئی ہوتی ہے۔ رات کے وقت فیصل آباد سے چلیں آپ کو دس جگہوں پر رکاوٹیں ملیں گی۔ وہاں کیا ہوتا ہے کہ ویگن والوں کے ساتھ ظلم کرتے ہیں۔ رکشہ والے اور سائیکل پر چلنے والے کے ساتھ بھی ظلم کرتے ہیں۔ یہ کاروں والوں کو کیوں نہیں پکڑتے یہ کہتے ہیں کہ یہاں اسلحہ سمگل ہو رہا ہے' یہاں پر دہشت گرد آ رہے ہیں۔ مجھے یہ بتائیں کہ دہشت گرد کون رکشہ پر بیٹھ کر دہشت گردی کرے گا۔ کیا وہ سائیکل پر کرے گا؟ یہاں ابھی کرشن نگر میں واقعہ ہوا ہے اور وہ بھی شہر لاہور میں ہوا ہمارے ایک صحافی بھائی اورنگ زیب کے ساتھ اس کی جامہ تلاشی لے کر آدھ گھنٹہ کھڑا کر دیا اور وہ ہر آدمی کے ساتھ بدسلوکی کرتے ہیں۔ ان کی طرف توجہ کریں۔ یہ

درست نہیں کہ یہ ایم کیو ایم والوں کے پاس جاتے ہیں۔ میں آپ کو ایمانداری کے ساتھ کہتا ہوں کہ سندھ میں جو حالات خراب ہوئے ہیں وہ ایم کیو ایم نے کیے ہیں۔ وہاں پر ڈکیتیاں اور بدمعاشیاں ایم کیو ایم نے کی ہیں اور میں مثال دیتا ہوں۔ میرے شہر کا ایک تاجر ہوزری کا کاروبار کرتا ہے۔ وہ اپنی رقم لینے کے لیے بنک میں گیا۔ وہ پونے دو لاکھ روپے گھر میں لے کر آیا اور 25 ہزار کا ڈرافٹ بنوایا۔ وہاں ان کو پتا چل گیا کہ یہ کیش لے کر آیا ہے۔ فوراً اس کی دکان پر پہنچے' جا کر اس کو کہا کہ تم دو لاکھ روپے لے کر آئے ہو۔ اس نے کہا کہ حضور پونے دو لاکھ لایا ہوں اور 25 ہزار کا میرے پاس ڈرافٹ ہے۔ انھوں نے کہا کہ یہ ڈرافٹ اور پونے دو لاکھ روپے تو مجھے دو۔ دونوں لڑکے زبان سے اردو بولنے والے تھے۔ چلو' الطاف بھائی کے پاس شکایت کرتے ہیں۔ جناب' وہاں پر لوگ اکٹھے ہو گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہی دو لڑکے جو روپیہ چھین کر لے گئے تھے الطاف بھائی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے۔ میں آج ثبوت دیتا ہوں اور میں آدمی پیش کرتا ہوں۔ جناب' ظلم اور اتنا ظلم؟ میں یہ بھی آج اس فلور پر کہتا ہوں "الذوالفقار" نامی تنظیم نے کوئی قتل عام نہیں کیا۔ اگر آپ آگے آئیں اور آپ چاہیں آپ چودھری ظہور الہیٰ مرحوم کا کیس بھی نکال لیں۔ اس واقعے میں کبھی ملزم نہیں ہوگا۔ انھوں نے ناجائز پھانسی دی ہے۔ جناب آئیں' میں آپ کو مثالیں دیتا ہوں اور ہم کس کے پاس جائیں' کس کو جا کر بتائیں کہ ہمارے ساتھ یہ کیا ظلم ہو رہے ہیں؟

جناب سپیکر، شکریہ ڈار صاحب۔ چودھری محمد اکرم صاحب۔

چودھری محمد اکرم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا۔

جناب سپیکر! قبل اس کے کہ میں آج کے موضوع امن عامہ پر کچھ عرض کروں میں اپنے معزز اراکین سے پوچھنا چاہوں گا' یہ موجودہ اجلاس اپوزیشن کے ساتھیوں کی ایماء پر بلایا گیا تھا اور خیال تھا اس اجلاس میں ہمارے ساتھیوں کی طرف سے کچھ اہم اور مثبت تجاویز ایوان میں پیش ہوں گی جو ہماری پنجاب حکومت کے لیے سود مند ثابت ہوں گی۔ مگر افسوس' اس اجلاس کی پوری کارروائی لڑائی جھگڑوں کی نذر ہوئی اور پھر خاص طور پر یہ کہ ہمارا یہ 18/20 دن کا اجلاس ہوا اور یہ ایام ایسے بھی ہیں جب ہمارا اجلاس کورم پورا نہ ہونے کی وجہ سے ملتوی ہوتا رہا اور پھر دونوں اطراف سے ایک دوسرے کو مورد الزام ٹھہرانے کی کوشش کی جاتی رہی۔ ہمارے ساتھیوں نے یہ کہا چونکہ یہ اجلاس اپوزیشن کی طرف سے بلایا گیا تھا اور اپوزیشن کا یہ فرض تھا کہ کورم کو پورا کرتے مگر میں سمجھتا ہوں کہ اخلاقی طور پر

اپوزیشن نے اپنی ذمہ داری پوری نہیں کی۔ ان سے ساتھ ساتھ ہماری [illegible]
زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی تھی۔ ہم دعوے کرتے ہیں کہ ہماری ایوان میں اکثریت ہے۔ اگر واقعی ہماری اکثریت تھی تو ہمیں کورم پورا کر کے اپنی اکثریت شو کرنی چاہیے تھی۔ اس میں ہم دونوں اطراف کے برابر قصور وار ہیں۔ اس سے آگے جناب سپیکر! ایوان کی کارکردگی اتنی مایوس کن ہے جب ہمارے صوبہ کے عوام ہماری کارروائی کو دیکھتے ہیں بالخصوص جب یہ پڑھتے ہیں۔ جب یہ خبریں اخبارات کی زینت بنتی ہیں کہ آج کورم پورا نہیں ہے۔ آج ایوان میں اس قدر غیر شائستہ زبان استعمال کی گئی تو وہ لوگ ہم سے مایوس ہوتے ہیں۔ میں اپنے بھائیوں سے یہ گزارش کروں گا۔ اگر ہم نے اپنے رویے میں تبدیلی کرنے کی کوشش نہ کی تو آنے والا وقت آپ کو بتائے گا' ہمیں سوچنا چاہیے' کیونکہ ہمارے صوبہ کے عوام ہم پر اعتماد نہیں کریں گے۔ بلکہ وہ ایسے اچھے لوگوں کے متلاشی ہوں گے جو ان کی نظروں میں ہمسے بہتر ہوں۔ دوستو! یہ ایک سوچنے کا مقام ہے۔ موجودہ صورت حال نہ صرف ہمارے پنجاب میں' بلکہ ملک بھر میں ایسے حالات پیدا ہو چکے ہیں' جس کی ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے۔ اگر اس وقت ہم نے اپنی ذمہ داری کا احساس نہ کیا تو آنے والی نسلیں ہمیں کبھی معاف نہیں کریں گی اور ہمارے متعلق تاریخ میں ایسے الفاظ لکھے جائیں گے کہ ہماری آنے والی نسل ہمیں برے لفظوں سے یاد کیا کرے گی۔ رہا سوال موجودہ حالات میں ملکی صورت حال کا تو اس ضمن میں میں عرض کرنا چاہوں گا' یہ درست ہے کہ صوبے میں رہتے ہوئے ہماری صوبائی حکومت کا اور مرکز میں رہتے ہوئے مرکزی حکومت کا اولین فرض ہے کہ ملک میں امن و امان کی صورت حال پیدا کرے۔ ملک میں بھائی چارہ کی فضا پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ مگر بدقسمتی کی بات ہے کہ جن لوگوں پر ہمیں امیدیں تھیں۔ جنھوں نے یہ کام کرنا تھا انھوں نے ہی ان تخریب کاروں کو عام معافی دینے کا اعلان کیا جو آج حکومت پنجاب کے لیے پریشانیاں پیدا کر رہے ہیں۔ اگر ہمارے اپوزیشن کے بھائی نظر عمیق سے دیکھیں ایمانداری سے فیصلہ کریں اور خود یہ فرمائیں کہ انھوں نے پنجاب کی صورت حال کو جس قدر ابتر بنا کر یہاں پیش کیا ہے' کیا واقعی اس طرح کی ہے؟ کیا اس سے بڑھ کر ہمارے ملک کے دوسرے صوبے بالخصوص سندھ کے حالات ابتر نہیں ہیں؟ آئیں' ہم مل کر یہ سوچیں کہ ہم نے کس طرح صورت حال کا مقابلہ کرنا ہے اور کس طرح ہم نے اس کا مقابلہ کر کے ایک اچھی فضا پیدا کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ دوستو! یہ ایک ایسا لمحہ فکریہ ہے اور ایسی صورت حال پیدا ہو گئی ہے۔ ایک طرف ہم اندرون ملک اپنی چھوٹی چھوٹی لڑائی جھگڑوں میں پڑے ہوئے ہیں اور ایک طرف ہمارے دشمن نے ہماری سرحدوں پر اپنی نگاہیں رکھی

[illegible] اس میں [illegible] صورت حال کا مقابلہ نہ کیا تو خدانخواستہ ہم دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے کیسے اکٹھے ہو سکتے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ کسی صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لیے، جیسا کہ میں نے پہلے قرآن شریف کی آیت پڑھی تھی واعتصمو بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا، ہم آپس میں اکٹھے ہو کر اور اتفاق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑیں گے تو ہم تب ہی دشمن کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی نصرت حاصل کرنا انتہائی ضروری ہے۔ جب تک ہمارے اتحاد میں برکت نہ ہوگی، جب تک اللہ تعالیٰ کی نصرت شامل نہ ہوگی ہم کسی طرح بھی ایسی صورت حال کا مقابلہ نہ کر سکیں گے۔ آپ کے سامنے دو واقعے ہیں۔ جنگ بدر کا واقعہ آپ کے سامنے ہے۔ اس میں مسلمانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نصرت تھی تو اللہ تعالیٰ نے بہت بڑی خوشخبری سنائی۔ اس کے برعکس جنگ احد کا واقعہ آپ نے پڑھا ہوگا۔ اس میں ہمیں ابتدائی طور پر فتح حاصل ہوئی مگر تھوڑی سی لغزش اور کوتاہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو مسلمانوں کی وہ ادا پسند نہ آئی اور وہ جیتی ہوئی جنگ فتح شکست میں تبدیل ہو گئی۔ تو میرے عرض کرنے کا مقصد یہ تھا کہ آج ہم نے مل کر اس بات کا فیصلہ کرنا ہے کہ ہم کس طرح سے اکٹھے ہو کر اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے فرمان کے مطابق اپنی دنیا کامیابی کے ساتھ گزار سکتے ہیں جس سے ہمیں اپنے طور پر اور اپنے ملک کا دفاع کرنے میں مدد مل سکتی ہو۔ شکریہ۔ وما علینا الاالبلاغ۔

جناب سپیکر، جناب چودھری محمد وصی ظفر صاحب!

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔ وقت کی کمی کی وجہ سے میں صرف پوائنٹس عرض کرتا چلوں۔ جناب والا! پنجاب حکومت دیدہ و دانستہ حالات ٹھیک نہیں کرنا چاہتی۔ یہ interim arrangement اور یہ گڑبڑ کے حالات ان کو بہت سوٹ کرتے ہیں۔ جناب والا! اگر یہ حالات ٹھیک کرنا چاہیں تو یہ جوڈیشری کو ایگزیکٹو سے علیحدہ کر دیں۔ یہ پولیس سٹیشن میں کیس رجسٹر کرنے والی ایجنسی کو علیحدہ کر دیں اور criteria نہ رکھیں کہ کتنے کم پرچے درج کیے ہیں، بلکہ یہ criteria رکھیں کہ یہ جو وقوعہ ہوا یہ کتنی جلدی کسی نے locate کر لیا اور اس میں سزا کس طرح ہوئی اور کتنی ہوئی۔ یہ جناب، بڑے آسان کام ہیں اور یہ چونکہ ان کو سوٹ نہیں کرتے اس لیے یہ نہیں کرتے۔ آپ ملاحظہ فرمائیں، آپ مجھے وہ ڈی آئی جی بتائیں جس کے پاس پانچ سرکاری کاریں زیر استعمال نہیں ہیں۔ مجھے اس ایس پی کا نام بتائیں جس کے پاس پانچ سرکاری کاریں زیر استعمال نہیں ہیں۔ ایک آفس میں

میں بیٹھا تھا۔ ایک ڈی ائی جی دوسرے ڈی ائی جی سے [illegible]
واپس منگوا لی۔ جناب والا! ایک کار سبزی لانے کے لیے' ایک کار بیگم صاحبہ کے لیے' ایک کار بچوں کے سکول آنے جانے کے لیے اور دو کاریں صاحب کے اپنے استعمال کے لیے۔ پٹرولنگ کے لیے جتنی کاریں جاتی ہیں وہ ساری انھوں نے اپنے پاس جمع کی ہوئی ہیں۔ ایک ایس پی صاحب ادھر تعینات ہیں۔ انھوں نے اپنے پچھلے گھر میں اس ضلع کی گاڑی بھیجی ہوئی ہے کہ میرے بچے دوسرے ضلع میں رہتے ہیں اور گیارہ بجے سے پہلے کون کون دفتر آتا ہے مجھے ان کی بھی فہرست فراہم کر دیں۔ وزیر قانون صاحب مجھے آج ان مجسٹریٹوں کی' ان ایس ایچ اوز کی' ان ڈی ایس پی حضرات کی جو لاہور میں تعینات ہیں فہرست فراہم کریں جو کروڑ پتی نہیں ہیں۔ جناب! تمام کے تمام کروڑ پتی ہیں اور ان کے ذرائع آمدنی بھی دیکھ لیں کہ غریبوں کا خون چوستے ہیں۔ مجھے جناب' اس طبقہ سے بھی تعارف کرا دیں جس کو یہ یقین ہے کہ آج اس کا جائز کام پیسے کے بغیر بھی ہو جائے گا۔ اس کی بھی فہرست اپنی تقریر میں فراہم کر دیں۔ یہ میں ان سے گزارش کروں گا اور جناب والا! آپ خود ملاحظہ فرمائیں کہ ایک ایسا شخص' ایک ایسا دہشت گرد اس صوبے کا وزیر اعلیٰ بن گیا ہے جو کراچی تک دہشت گردی کروا کر آدمی قتل کرواتا ہے۔ مارشل لاء لگوانے کی خاطر پہلے چل کے فوج کے پاس جاتا ہے کہ مارشل لاء لگاؤ۔ نہیں لگاتے تو وہ ایسے حالات پیدا کر دیتا ہے۔ ایسی دہشت گردی create کرتا ہے۔ اس کی وہ ہوس پھر بھی پوری نہیں ہوتی۔ وہاں سے وہ لاشیں پنجاب میں بھجوا دیتا ہے۔ اس کی پھر تسلی نہیں ہوتی۔ پھر وہ یہاں کا قتل عام کروا دیتا ہے اور آگے پتا نہیں کیا کیا کروائے گا اور الزام دوسروں پر دے دیتا ہے۔ مجھے وزیر قانون یہ بھی بتائیں کہ جو کرشن نگر میں فائرنگ ہوئی ہے' آیا آخری اطلاع ان کے پاس یہ نہیں آئی کہ دو سٹوڈنٹس کے گروہ تھے۔ ایک نے دوسرے پر فائرنگ کی۔ طلباء تنظیموں کا اتنا سیاسی پریشر ہے کہ وزیر اعلیٰ کی جرأت نہیں کہ ان کو پکڑے۔ وہ ان کو پکڑ نہیں سکتا اور وزیر قانون اس بات کا اقرار نہیں کر سکتے کہ وزیر اعلیٰ نے جو کل بیان دیا ہے کہ یہ پیپلز پارٹی نے کرایا ہے اس کی تردید ہو جائے گی۔ ادھر کرشن نگر میں ڈکیتی ہوئی' ادھر رات کو سب کو روک لیا گیا۔ جامہ تلاشی لی گئی۔ گھنٹہ گھنٹہ صحافیوں کو بٹھا دیا گیا۔ رکشہ والے کو' موٹر سائیکل والے کو اور گاڑی والے کو کسی نے نہیں روکا۔ جناب والا! آپ خود ملاحظہ فرمائیں کہ آخر یہ معاشرے کو دیدہ و دانستہ کس طرف لے کر جا رہے ہیں؟ اور یہ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ تقرریاں کس طرح ہوتی ہیں؟ جس نے مجھے گرفتار کیا' اعظم چیمہ صاحب کہہ رہے تھے کہ کس پر جھوٹا پرچہ ہوا' کس لیے خالد عبداللہ کو ایس پی بنایا۔ اس کا سابقہ ریکارڈ

[illegible] 18 کلاشنکوفیں پکڑیں۔ میں اس ایوان میں یہ بات کر رہا ہوں۔ ولایتی اس نے بیچ دیں اور دیسی وہاں پر رکھ دیں، جا کر اپنے مال خانہ کی پڑتال کرلیں اور آپ نے اسے ایس پی کے عہدے پر ترقی دی۔ اس لیے کہ تم نے وصی ظفر کو گرفتار کر لیا ہے، ہم تمھیں بہت بڑا انعام دے رہے ہیں۔ میں اس کی تحریری طور پر شکایت کرتا لیکن اس نے کیا کیا کہ وہ تمام کا تمام ریکارڈ اور اپنے دستخط واپس کر لیے اور دو غریب تھانیداروں کے دستخط وہاں رہ گئے ہیں۔ نہیں تو جناب، جا کر شیخوپورہ کے مال خانہ کو چیک کریں، اس میں دو سب مشین گنز تھیں۔ اس میں اٹھارہ کلاشنکوفیں تھیں اور چوبیس، تیس بور کے پستول تھے۔ جا کر دیکھیں کہ اس نے تمام کے تمام دیسی سے replace کر دیے ہیں اور اس کو آپ نے ایس پی بنا دیا ہے۔ اور جناب والا! جس صوبے کے وزیر اعلیٰ کا فراڈ 50 لاکھ سے شروع ہو، اگر میں اور جناب یا کوئی اور ممبر کوئی فراڈ کریں گے تو ہمارا لاکھ دو لاکھ سے شروع ہوگا اور کروڑ پر ختم ہو جائے گا اور جس کا فراڈ ہی 50 لاکھ سے شروع ہو، وہ صوبے کو کس طرف لے جائے گا۔ ستر ملوں اور کس طرح دنیا کی سب سے بڑی فیری سعودی عرب میں لگ رہی ہے جناب؟ یہ قوم حساب مانگتی ہے۔ مجھے پتا ہے کہ مجھے پھر پکڑ لیں گے۔ میں تو تیار ہو کر آیا ہوں، پکڑیں، پھر پکڑیں۔ یہ تو سیاسی کھیل ہے، چلتا رہے گا۔ دیکھتے ہیں کتنی دیر پکڑتے رہتے ہیں۔

**جناب سپیکر:** چودھری صاحب! Law and Order situation discuss کریں۔

**چودھری محمد وصی ظفر:** جناب والا! یہ لاء اینڈ آرڈر پر ہی بول رہا ہوں۔ یہی وجوہات ہیں کہ یہ شارا لاء اینڈ آرڈر، تمام نظم ونسق خراب ہے۔ اس کی اپنی طرف توجہ نہیں۔ خود جو شخص ( **** ) ہے، جو معصوموں کا قاتل ہے جس پر قتل کے پرچے ہونے چاہییں وہ دوسروں کو کہتا ہے اور دوسری پارٹی پر بڑا نرم سامنہ کر کے اس کا خیال ہے کہ وہ اس طرح کے الزام لگا کے گھر چلا جائے گا۔۔۔۔

**راجہ محمد خالد خان:** پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ بات طے ہوئی تھی کہ ہم پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے نہیں ہوں گے۔ لیکن میں آپ کی وساطت سے چودھری صاحب سے نہایت افسوس سے عرض کروں گا کہ۔۔۔۔

**چودھری محمد وصی ظفر:** جناب، یہ تو طے ہوا تھا کہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوگا۔

---

**** (بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

راجہ محمد خالد خان، جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے [illegible]
کو جو نہایت قابل احترام شخصیت ہیں انھیں تیسری مرتبہ (****) کہہ رہے ہیں----

چودھری محمد وصی ظفر، جناب! میں یہ ایوان میں کہہ رہا ہوں اور پورے وثوق سے کہہ رہا ہوں۔

راجہ محمد خالد خان، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ یہ ہمارے وزیر اعلیٰ کی ذاتیات پر نہ جائیں' بلکہ اپنی بات امن و امان پر کریں اور ہمارے حوصلے کا امتحان نہ لیں۔ ہمارے صبر کا امتحان نہ لیں۔ جناب والا! ہم یہ بات برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں کیونکہ چودھری وصی ظفر صاحب خالصتاً ذاتیات پر چلے گئے ہیں اور ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کو جو کہ شرافت کا پیکر ہیں ان کو (****) کہہ رہے ہیں۔ جو آنکھ سے کانا ہو اسے دوسرا بھی کانا نظر آتا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

راجہ محمد خالد خان، جناب والا! یہ الفاظ کارروائی سے حذف کیے جائیں۔ (قطع کلامیاں)

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! یہ کمال ہے کہ وہ پریس میں جو مرضی کہتا رہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب! ہم نے ادھر وزیر اعلیٰ پنجاب پر تنقید کرنی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، شاہ صاحب' تشریف رکھیں۔ آرڈر پلیز' آرڈر پلیز۔

چودھی محمد وصی ظفر، جناب والا! یہ ہمارا استحقاق ہے کہ ہم وزیر اعلیٰ کے بارے میں اس ایوان میں باتیں کریں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز' آرڈر پلیز۔ (قطع کلامیاں)

چودھری محمد وصی ظفر، جناب! انھوں نے جو چار پریس کانفرنسیں اوپر نیچے کی ہیں آپ میں سے کسی کو ان کے منہ پر یہ کہنے کی جرأت ہوئی ہے کہ میاں صاحب! ایسی باتیں مت کرو' یہ کل تمھارے منہ پر بھی واپس آ سکتی ہیں اور ہم ہمت رکھتے ہیں وہی بات واپس منہ پر مارنے کی۔ اگر آپ کو یہ غلط فہمی ہے کہ ایک شخص اپنی مرضی سے جو دل میں آئے بات کرتا رہے اور آگے سے کوئی جواب نہ دے گا تو یہ غلط فہمی دور کر دیں۔ ہم ایوان میں بھی جواب دیں گے اور سڑکوں پر بھی دیں گے۔ (قطع کلامیاں)

---

**** (بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

ب ہیئر، شاہ صاحب تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

ودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! جیسا سوال ویسا جواب۔ (قطع کلامیاں)

ناب سپیکر، شاہ صاحب تشریف رکھیں۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

ودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں آپ کو ایک بہترین بات بتاتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

ناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ چودھری صاحب' ذرا سنیے۔ اس میں ہاؤس کے باہر تو ہم کسی کو یک نہیں کر سکتے کہ کوئی کسی کے بارے میں کسی قسم کی بات کرے لیکن ہاؤس میں شائستگی کو قرار رکھنا بہرصورت لازم ہے اور ایسے الفاظ جن سے ہاؤس کے ماحول میں کچھ خرابی کا امکان ہو ایسے فاظ کے استعمال سے گریز کرنا چاہیے۔ یہ دونوں اطراف سے گریز کرنا چاہیے اور ہاؤس کے اندر کسی مزز رکن کے لیے تخریب کاری کے الفاظ' وہ چاہے کسی کے لیے ہوں' نامناسب ہیں۔ اس لیے میں یہ فاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

ودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں ایک انتہائی اہم معاملہ سپیکر پنجاب اسمبلی کے سامنے پیش کرتا ہوں اور بطور چیئر آپ اس کو قبول کریں۔ اس پر انکوائری کمشن مقرر کریں اور اس کی پڑتال کروائیں۔ جناب والا! صورت حال یہ ہے کہ آئی جے آئی نے انکم ٹیکس کے مرکزی ملازمین کو رشوت کے طور پر پیسے دیے ہیں کہ آپ ہڑتالیں کریں اور ان کو مطالبات کی فہرست بنا کر دی ہے اور ان کو ہ داری دی ہے کہ پولیس آپ کو protect کرے گی۔ جناب' میں ایک معاملہ پیش کر رہا ہوں' آپ ں کی تحقیق کروائیں۔ پچھلے سال بھی انھوں نے ایسا کیا اور ٹھیک اس وقت' جب ریٹرنیں ہونی تھیں ں وقت بھی انھوں نے یہی کیا اور انھوں نے کسٹم والوں کو مجبور کیا ہے۔ (قطع کلامیاں)

ناب سپیکر، آرڈر پلیز۔

ودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! پھر انھوں نے وہاں پر یونین والوں کو خریدا' ان کو پیسے دیے ر مزید پیسے دے رہے ہیں اور ان کو کہا کہ آپ ہڑتال کریں' ساتھ کسٹم والوں کا بھی کام بند لروائیں۔ ہماری پولیس آپ کی حفاظت کرے گی۔ تو جناب والا! آپ جانیں کہ اس ملک کا کیا بنے گا؟ جناب والا! اس پر کمیشن مقرر کروائیں' آپ اس کی انکوائری کروائیں۔ شکریہ جناب والا۔

ناب سپیکر، تو اب وزیر قانون صاحب وائنڈ اپ کریں گے۔ لیکن اس سے پہلے میں تجویز کروں گا کہ

ایوان کے قانون [illegible]

میں اس اجلاس کے بارے میں اپنی طرف سے ایک دو باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ تو کیا وزیر قانون کی وائنڈنگ اپ تقریر سے پہلے یہ باتیں کر لی جائیں یا پھر بعد میں یہ باتیں ہونی چاہییں۔

ملک حاکمین خان، جناب والا! پہلے کر لی جائیں۔

میاں اظہر حسن ڈار، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے بیگم بشریٰ سے استدعا کروں گا کہ وہ کچھ شعروں سے اس ایوان کو نوازیں۔

جناب سپیکر، شکریہ ڈار صاحب، آپ تشریف رکھیں۔ یہ میرے ذہن میں بھی بات ہے کہ جناب وزیر قانون کی تقریر سے پہلے اس ایوان میں شگفتگی پیدا کرنے کے لیے جناب اسلم گوداسپوری صاحب کو اور بیگم بشریٰ رحمٰن صاحبہ کو یہ عرض کریں گے کہ وہ چند اشعار سے نوازیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب والا! لیڈیز فرسٹ۔

جناب سپیکر، نہیں۔ میرے خیال میں اسی ترتیب سے بات ہونی چاہیے جس ترتیب سے میں نے نام پکارے ہیں۔ اسلم گوداسپوری صاحب کا نام میں نے پہلے پکارا ہے۔

جناب محمد اسلم گوداسپوری، جناب والا!

شہروں سے ویرانے اچھے لگتے ہیں
اب ہم کو دیوانے اچھے لگتے ہیں
آئیں چل کر دیدہ و دل پیش کریں
حسن کو یہ نذرانے اچھے لگتے ہیں
اہل خرد کی جھوٹی باتیں سن سن کر
لوگوں کو دیوانے اچھے لگتے ہیں
اپنے دل میں رکھ کر بات نہیں کرتے
اپنوں سے بیگانے اچھے لگتے ہیں
دیر و حرم ہیں شیخ و برہمن کے اسلم
رندوں کو میخانے اچھے لگتے ہیں
شہروں سے ویرانے اچھے لگتے ہیں

اب ہم کو دیوانے اچھے لگتے ہیں

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، شکریہ جناب گوداسپوری صاحب۔ جی بیگم صاحبہ۔

بیگم بشریٰ رحمٰن، جناب سپیکر! آپ کے حکم سے انکار نہیں، ورنہ ستم ظریفوں نے بہت زور لگایا ہے کہ میں بولوں۔

چودھری محمد وصی ظفر، بات یہ ہے کہ بولوں کہ نہ بولوں۔

بیگم بشریٰ رحمٰن، یہی میرا خیال ہے کہ آپ لوگوں کو پوچھنا چاہیے۔ جن کو بولنے کا سلیقہ نہ ہو انھیں پوچھنا چاہیے۔

جناب سپیکر! آپ کی بہت نوازش ہے کہ آپ نے مجھے شعر سنانے کی اجازت دی ہے۔ لیکن شاید میں ایسے شعر نہ سنا سکوں جیسے اسلم گورداسپوری صاحب نے سنائے ہیں،

فسانہ اضطراب ہستی کبھی کہیں سے کبھی کہیں سے
میں سن رہی ہوں کتاب ہستی کبھی کہیں سے کبھی کہیں سے
میرے خیالوں کی انجمن میں کئی دریچے کھلے ہوئے ہیں
کہ میں نے دیکھا ہے خواب ہستی کبھی کہیں سے کبھی کہیں سے

جناب سپیکر! ایک دوسرا شعر ہے اور یہ حزب اختلاف کے اراکین کی خدمت میں ہے،

آنکھیں کھلی رہیں گی تو منظر بھی آئیں گے
زندہ ہے دل تو اور ستم گر بھی آئیں گے
گہری خوشی جھیل کے پانی کو یوں نہ چھیڑ
چھینٹے اڑے تو تیری قبا پر بھی آئیں گے

تو جناب، آخر میں میں عرض کرتی ہوں،

آستیں میں منہ چھپا کر دیر تک روتے رہے
رات ڈھلتی چاندنی میں اس کی یاد آئی بہت
اب یہ سوچا ہے کہ اپنی ذات میں سمٹے رہیں
ہم نے کر کے دیکھ لی ان سے شناسائی بہت

(نعرہ ہائے تحسین)

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب سپیکر! آپ بھی اچھے موڈ میں ہیں اور آپ کو کوئی شعر یاد آ رہے ہیں، تو آپ بھی مہربانی فرمائیں۔

سردار عاشق حسین گوپانگ، جناب سپیکر! ہم سب آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں اور جو کچھ آپ فرماتے ہیں ہم سب اسے مانتے ہیں۔ اب آپ بھی براہ مہربانی تمام دوستوں کے اصرار پر اور ان کی خواہش کے احترام میں چند اشعار سنائیے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر،

بس ترے نام سے تھوڑا سا بہل جاتے ہیں
جانے کیوں لوگ بنا لیتے ہیں افسانے سے

(نعرہ ہائے تحسین)

اور معزز خواتین و حضرات! شاید آج شعروں کی گرمی سے ایوان میں تھوڑی سی تپش ہو گئی ہے یا آج یہاں زیادہ مقررین نے زیادہ اظہار خیال کیا ہے۔ اس لیے کچھ ایوان میں درجہ حرارت مجھے زیادہ ہی محسوس ہو رہا ہے۔ شاید آپ کو محسوس ہو رہا ہے۔ (آوازیں، جی جناب والا، بلکہ پسینہ آ رہا ہے) تو میں آپ سے کچھ زیادہ بات نہیں کرنا چاہتا۔ یہ اجلاس حزب اختلاف والوں نے بلایا تھا اور میں نے فیصلہ کیا تھا کہ 7 فروری 1990 کو یہ اجلاس بلایا جائے۔ تو جیسا کہ یہاں پر ہمارا طریقہ کار ہے اور ہم یہ کوشش کرتے ہیں کہ حکومتی بنچوں اور اپوزیشن کے بنچوں کی افہام وتفہیم سے معاملات کو چلایا جائے تاکہ ایجنڈے کی حد تک اور پروسیجر کی حد تک افہام وتفہیم کی فضا ہمارے اس معزز ایوان میں قائم رہے۔ تو اس کے مطابق شروع ہی سے ہم نے کوشش کی جس پر کچھ باتیں طے ہوگئیں۔ لیکن مجھے آپ سے یہ کہنا ہے کہ اس اجلاس میں ماحول کچھ سنجیدہ نہیں رہا اور ایوان کی کارروائی میں جتنی شدومد سے ہمارے معزز اراکین اسمبلی حصہ لینا چاہتے تھے اس انداز میں حصہ نہیں لیا گیا اور اکثر یہاں کورم ٹوٹنے کی وجہ سے اجلاس کو ایڈجرن کرنا پڑا جو میں سمجھتا ہوں کہ نامناسب بات ہے کہ اجلاس کو ہرصورت جاری رہنا چاہیے تھا اور جتنے ورکنگ ڈیز تھے اتنے ہمیں یوٹیلائز کرنے چاہییں تھے تاکہ زیادہ سے زیادہ ہمارے معزز ممبران اپنا اظہار خیال کر سکتے۔ کل 38 آدمیوں نے اظہار خیال کیا ہے اور میں آپ کو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ صرف آج کے روز صبح سے لے کر اس وقت تک کوئی 23 ممبران اسمبلی نے یہاں اظہار

حیاں لیا ہے۔ تو میری یہ خواہش ہوئی ہے کہ اس انداز سے ہاؤس چلے۔۔۔

چودھری محمد وصی ظفر، ٹائم بڑھالیں۔

جناب سپیکر، جی' وصی ظفر صاحب نے بجا فرمایا ہے۔ Time is extended for half an hour. تو اگر اس انداز میں ہمارا اسمبلی کا اجلاس چلتا رہتا تو آپ اندازہ کیجیے کہ آپ میں سے جو بولنا چاہتے تھے وہ سب بول سکتے تھے۔ تو ایک اس میں یہ اس دفعہ میں اس کی نشان دہی کرنا چاہتا ہوں تاکہ آئندہ ہم یہ تغافل نہ کریں کہ اسمبلی تشریف نہ لائیں' ہاؤس میں بیٹھیں نہیں اور ہاؤس میں contribute نہ کریں۔ آپ منتخب ہو کر آ جاتے ہیں اور وہ دور گزر جاتا ہے۔ جب الیکشن ہو جاتا ہے' پھر اس کے بعد اس ایوان میں بیٹھ کر آپ نے ایک تاریخ مرتب کرنی ہے۔ آپ کے منہ سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ یہاں ریکارڈ ہوتا ہے اور تاریخ کا حصہ بنتا ہے۔ یہاں آ کر آپ کی زندگی کا' آپ کی نمائندگی کا ایک اور دور شروع ہوتا ہے جس میں سنجیدگی ہے' جس میں بردباری ہے' جس میں حوصلہ ہے' جس میں تدبر ہے' جس میں محنت ہے' جس میں ریاضت ہے' جس میں contribution ہے اور جس میں آپ نے تاریخ مرتب کرنی ہے۔ تو یہاں آ کر یہ جو نیا دور شروع ہوتا ہے اس دور کے کچھ تقاضے ہیں۔ ان تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھنا ہوگا تبھی ان ایوانوں کا وقار بلند ہو گا' تبھی آپ کا وقار بلند ہوگا اور آپ کے احترام میں اضافہ ہوگا۔ میں کہوں گا کہ اس وقت صرف آپ کے وقار کا مسئلہ نہیں' بلکہ ملک کے وقار اور ملک کی سلامتی کا مسئلہ ہے۔ آپ پر لوگوں کی نگاہیں ہیں اور لوگ دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے نمائندے کس انداز میں اپنا رول پلے کر رہے ہیں۔ کیا ان کی امیدوں پر ہم پورا اتر رہے ہیں یا ہم ان کی امیدوں کے مطابق پورا نہیں اتر رہے؟ تو میں یہاں یہ بھی کہوں گا۔ جناب لاہنسٹر! کہ آپ کو علم ہے کہ آج آپ کی وائنڈنگ اپ سپیچ ہے اور اس سارے عرصے میں جو گورنمنٹ پر تنقید کی گئی ہے اس کا آپ نے جواب دینا ہے اور حکومت کا پوائنٹ آف ویو آپ نے پیش کرنا ہے۔ اور جناب لاہنسٹر! میں یہاں آج اپنی ابزرویشن دیے بغیر رہ نہیں سکتا کہ مجھے بہت افسوس ہوا ہے۔ مجھے بہت دکھ ہے یہ دیکھ کر کہ آج بھی وزراء کی سیٹیں خالی ہیں اور یہ میری بات' یہ میری ابزرویشن آپ ان معزز اراکین کیبنٹ تک پہنچائیں کہ یہ نہ روایات میں ہے اور نہ ہاؤس کے آداب میں یہ بات شامل ہے کہ لاہنسٹر کی وائنڈنگ اپ سپیچ ہو اور منسٹر صاحبان حاضر نہ ہوں' مشیر صاحبان نہ ہوں' پارلیمانی سیکرٹری صاحبان حاضر نہ ہوں اور آپ کے ممبران حاضر نہ ہوں۔ یہ بات نامناسب ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) ان باتوں کو ملحوظ خاطر رکھنا ہوگا۔ اگر

اپوزیشن اجلاس جلسے کو اپوزیشن کو ورنہ پورا رکھنا [illegible]

اور حکومت کو اپنے وزراء کو یہاں ایوان میں موجود رکھنا ہوگا تبھی معاملات چلیں گے۔ اگر آپ کی دلچسپی ایوان کی کارروائی میں نہیں رہے گی' اگر وزراء کی دلچسپی کارروائی میں نہیں رہتی تو پھر اس ایوان کا بھرم کیسے قائم رہ سکتا ہے؟ میں یہ بات آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ تک بھی پہنچانا چاہتا ہوں کہ اس دفعہ بہت زور سے اس ایوان میں یہ بات کی گئی ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ ایوان میں تشریف لائیں۔ آپ میری طرف سے بھی ان کی خدمت میں یہ گزارش کیجیے گا کہ براہ مہربانی وہ ایوان کی کارروائی کو اور زیادہ مؤثر' اور زیادہ مفید بنانے کے لیے آئندہ اجلاسوں میں تشریف لایا کریں۔ ان کی تشریف آوری بہت ضروری ہے۔ تو میں اس کے ساتھ ہی جناب لاءمنسٹر کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنا اظہار خیال فرمائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی ممنون اور مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا۔ ہمارے اپوزیشن کے بھائیوں نے جو موجودہ ہاؤس ریکوزیشن کیا تھا اس کے دوران انھوں نے جو تقاریر کی ہیں اس میں انھوں نے نکتہ چینی کر کے اور اپنی تجاویز دے کر حکومت کے لیے رہنمائی فراہم کی ہے۔ اس پر میں ان کا بھی شکرگزار ہوں۔

جناب والا! پچھلے دو مہینوں میں دوسری مرتبہ لاء اینڈ آرڈر پر سیر حاصل بحث ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو تجاویز اور جو تقاریر ہمارے اپوزیشن کے بھائیوں کی طرف سے اور ہمارے اپنے حکومتی بنچوں کی طرف سے ہوئی ہیں ان سے ہمیں ایک لائحہ عمل مرتب کرنے میں اور ہماری اپنی جو کمزوریاں ہیں ان کو ٹھیک کرنے میں اور لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال کو بہتر بنانے میں کافی رہنمائی حاصل ہوگی۔

جناب والا! مجھے اس بات کی بھی خوشی ہے کہ اس سے پہلے جو اجلاس ہوا تھا اس میں بھی اور موجودہ اجلاس میں بھی جتنے مقرر حضرات بات کرنا چاہتے تھے ان کو آپ نے بات کرنے کا موقع فراہم کیا ہے اور باوجود اس کے کہ بعض اوقات ہاؤس میں کچھ ہماری طرف سے بھی اور کچھ اپوزیشن کی طرف سے بھی اگر کوئی غلطی ہوئی ہے تو اس کو آپ نے درخور اعتناء نہ سمجھ کر بھی ہاؤس کے معاملات کو بہتر انداز میں چلانے کے لیے جس بصیرت' تدبر سے کام لیا ہے اس کے لیے بھی میں آپ کا شکریہ ادا کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔

جناب والا! جہاں تک امن عامہ کی عام صورت حال کا تعلق ہے میں یہ نہیں کہتا کہ ہمارے

سوبے سے امن عامہ کی صورت حال اچھی ہے۔ میں اس چیز سے بالکل اتفاق کرتا ہوں کہ صوبے میں امن عامہ کی صورت حال کو بہتر بنانے میں بہت گنجائش موجود ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہم اپنے حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے معزز اراکین کے تعاون سے اس کام کو بہت ہی بہتر اور احسن طریقے سے انجام دے سکتے ہیں۔ یہ ہم سب کا مشترکہ مسئلہ ہے۔ جناب والا! اس ہاؤس میں ہمارے ایک معزز بھائی نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہم چار ممبران اسمبلی نے سمندری میں حلف اٹھایا ہے کہ یہاں ہم کسی قسم کے نشے کا کاروبار نہیں ہونے دیں گے اور انھوں نے اعلان کیا ہے کہ اگر وہاں پر کوئی کسی کو نشے کا کاروبار کرتے ہوئے پکڑے یا اس قسم کی کوئی بات ہو تو ہم اس کو 10000 روپے انعام دینے کے لیے تیار ہیں۔ تو اگر وہاں ایسا ہو سکتا ہے تو پھر یہاں کیوں نہیں ہو سکتا؟ اور علاقوں میں کیوں نہیں ہو سکتا؟ ہوتا یہ ہے کہ بدقسمتی سے ہمارے اپنے بعض دوست ہوتے ہیں کہ ایک طرف سے ایک پکڑواتا ہے تو دوسرا تھوڑی بہت نرمی کی پالیسی اختیار کرتا ہے۔ اس سے فائدہ اس قسم کے سماج دشمن عناصر کو پہنچتا ہے۔ یہ ہماری سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح سے قائد حزب اختلاف نے اپنی تقریر کے دوران فرمایا تھا کہ ہم سب مل جل کر یہ کام کریں۔ پچھلے اجلاس میں بھی انھوں نے سپیڈی ٹرائل کا ذکر اپنی تقریر میں کیا تھا۔ اب میں پھر سپیڈی ٹرائل کے متعلق اپنا موقف دہرانا چاہتا ہوں کہ مہربانی کر کے اس کے متعلق ہمارے ساتھ مل کر اس بات پر مرکزی حکومت کو آمادہ کرائیں تاکہ ہم سپیڈی ٹرائل کورٹ بنائیں۔ اس کا ہم پہلے بھی تجربہ کر چکے ہیں کہ امن عامہ کی صورت حال کے لیے بہت فائدہ ہوا تھا' اب مزید فائدہ حاصل ہو گا۔

جناب سپیکر! جناب قائد حزب اختلاف نے اپنی تقریر کے دوران اتفاق سے میں تو ابھی امن عامہ پر اپنی تقریر کر ہی نہیں سکا تھا۔ ایک تحریک استحقاق کے سلسلے میں جس میں مولانا منظور احمد چنیوٹی نے یہ ذکر فرمایا کہ علامہ احسان الٰہی ظہیر کے قاتل ابھی گرفتار نہیں ہوئے ہیں تو میں نے عرض کیا کہ مولانا جھنگوی کے قاتل 48 گھنٹے کے اندر اندر چاروں کے چاروں نامزد ملزم گرفتار ہو چکے ہیں۔ اس پر میں نے خراج تحسین پیش کیا' مجھے اس طرح محسوس ہوتا تھا کہ میں نے کوئی بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کر لیا ہے۔ جناب سپیکر! اچھے کو اچھا اور برے کو برا کہنا چاہیے۔ اچھے اور برے میں اگر تمیز نہیں کریں گے تو پھر اچھا بننے کی کون کوشش کرے گا؟ جناب سپیکر! مجھے بہت دکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جب تک عدیل کا قاتل جگو گرفتار نہیں ہوا تھا تو روز جلسے ہوتے تھے جلوس نکلتے تھے۔ کیا کچھ نہیں ہوتا تھا؟ اس کے والد کے پاس جب میں قل خوانی پر ان کے گھر گیا تو اس کے والد اور ماموں

کو دفنایا نہ جائے بلکہ اسے سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کیا جائے۔ بہت افسوس سے یہ عرض کرنا پڑتا ہے کہ روز اخبار میں آتا تھا کہ اگر جگو اتنے دنوں میں گرفتار نہ ہوا تو فلاں کر دیا جائے گا' گرفتاریاں پیش کی جائیں گی یہ کیا جائے گا وہ کیا جائے گا۔ لیکن جب جگو گرفتار ہو گیا تو وہ لوگ جو گرفتاریاں پیش کرنے کی دھمکی دیتے تھے کسی ایک کو بھی اللہ تعالیٰ نے حوصلہ نہ دیا کہ وہ پولیس کی کارکردگی کے متعلق اطمینان کا اظہار کرتے۔ جناب والا! آپ کی اپنی اولاد ہو' آپ کا اپنا بیٹا ہو' اس کو اصلاح کرنے پر اگر شاباش نہیں دیں گے تو وہ یہ کہے گا کہ اصلاح کرنے کی اگر شاباش نہیں ملتی ہے تو پھر اب تو مجھے ساری دنیا نے برا سمجھنا شروع کر دیا ہے۔ تو پھر اچھے کام کرنے کی طرف اس کا ذہن بھی نہیں آئے گا۔

جناب والا! امن عامہ پر تقریر سے پہلے یہ عرض کروں گا کہ آج میرے ایک بھائی ملک حاکمین خان نے ایک بہت اچھی تقریر کی ہے۔ ان کی تقریر بڑی سیاسی تقریر تھی۔ اس کے متعلق بھی میرا دل کرتا ہے کہ میں اس کا بھی جواب دوں کیونکہ جتنی تقاریر ہوئی ہیں ان میں زیادہ تر نکتہ چینی برائے نکتہ چینی کا عمل تھا۔ ٹھوس قسم کی باتیں کم ہوئی ہیں' ذاتی تنقیدی باتیں زیادہ ہوئی ہیں۔ ملک حاکمین خان صاحب نے اپنی تقریر کے دوران جناب قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب ہو کر بہت باتیں کیں۔ ہمیں کہا کہ ہم مارشل لاء کی باقیات ہیں' انھوں نے یہ بھی فرمایا کہ ہم جنرل ضیاء الحق کی بڑی مدح سرائی کرتے ہیں۔ اس قسم کی باتیں انھوں نے اپنی تقریر کے دوران کی ہیں۔ جناب والا! ان کی باتوں کو میں سر تسلیم خم کرتا ہوں لیکن ذرا اپنے دامن میں بھی جھانک کر دیکھیں کہ کیا مرحوم بھٹو صاحب ایوب خان کو ڈیڈی نہیں کہتے تھے؟ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے۔ کیا وہ اس وقت وزارت میں نہیں آئے تھے جب مارشل لاء کا زمانہ تھا؟ جناب والا! کیا مارشل لاء جو 1969ء میں لگا تھا اس کے بعد مارشل لاء کی جو طاقتیں تھیں ان کے کندھے پر سوار ہو کر وہ پہلے سویلین چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نہیں بنے تھے۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا! کیا یہ حقیقت نہیں کہ جب سویلین مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر بنے اس کے بعد' ہاں ایک فرق ضرور ہے کہ جب ایوب خان----

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ رول 77 کو observe کریں۔ جناب وزیر قانون غیر متعلقہ باتیں کر رہے ہیں۔

وزیر قانون، ڈپٹی لیڈر آف اپوزیشن نے کچھ باتیں کی تھیں میں ان کا جواب دے رہا ہوں۔ جناب والا! اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارا اور ان کا ماضی تقریباً ملتا جلتا ہے' ہم شیشے کے گھر میں ہیں ایک دوسرے پر پتھر پھینکنے سے گریز کریں۔ تھوڑا سا فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ سال 1988ء میں جو الیکشن ہوئے ہیں ان کے نتیجے میں ہوئے ہیں۔ 1985ء میں جو الیکشن ہوئے اس کے نتیجے میں ہم نے مارشل لاء کو ہٹوایا۔ (نعرہ ہائے تحسین) اگر ہم مارشل لاء کو نہ ہٹواتے تو آج یہ بھی اقتدار میں نہ ہوتے۔ جناب والا! 1988ء کے جو الیکشن ہوئے ہیں ان میں ہم مارشل لاء کے کندھوں پر سوار ہو کر اس ایوان میں اور اقتدار میں نہیں پہنچے' بلکہ سیاسی عمل کے ذریعے ہم اس ایوان میں پہنچے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ایک فرق ضرور ہے اور وہ اپنی اپنی سوچ کی بات ہے کہ جب ایوب خان کا انتقال ہوا اس وقت محترم ڈیڈی کہنے والے ہمارے بزرگ سابق چیئرمین وہ اس وقت وزیر اعظم کے منصب پر فائز تھے لیکن وہ ان کے جنازے میں نہ جا سکے۔ ہم اگر ضیاء الحق کے جنازے میں گئے یا اس کی کسی برسی پر جاتے ہیں تو اپنی اپروچ اور سوچ کی بات ہے۔ اس کے لیے ہمیں مورد الزام ٹھہرانا میں سمجھتا ہوں کہ کوئی مناسب بات نہیں:

ساری دنیا کی نظر ہے میرے دامن کی طرف
دیکھتا کوئی نہیں اپنے گریباں کی طرف
(نعرہ ہائے تحسین)

سید نذر حسین کیانی: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب ہمیشہ غیر متعلقہ بات کرتے ہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میرے بھائی نے بڑی دل آزار آواز میں فوٹو دکھائے ہیں کہ خون بہہ رہا ہے۔ اب یہ باتیں ہمیں تلخی اور تلخ حقائق کو یاد دلانے کے لیے خود مجبور کرتے ہیں۔ اس ایوان میں ڈاکٹر نذیر شہید کا خون بھی پکار رہا ہے۔ اس ایوان میں مولانا شمس الحق کا خون بھی پکار رہا ہے' اس ایوان میں خواجہ رفیق شہید کا خون بھی پکار رہا ہے' جو کچھ دلائی کیمپ میں ہوتا رہا ہے----

سید نذر حسین کیانی: علامہ احسان الٰہی ظہیر کا خون بھی پکار رہا ہے۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش: ملتان کے مزدوروں کا خون بھی پکار رہا ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس ایوان میں یہ عرض کروں گا کہ انھوں نے جو اپنی پارٹی کے سیکرٹری جنرل ہے۔ اسے رحیم کے ساتھ شرمناک رویہ رکھا' جو شرمناک رویہ ملک قاسم کے ساتھ رکھا وہ اس

وقت ان کے ساتھ ہیں وہ ایک تاریخی حقیقت ہے میں ان کے ساتھ [illegible] ہیں۔

جناب سپیکر، کوئی مداخلت نہیں ہونی چاہیے۔

وزیر قانون، جناب والا! یہ چند ایک حقیقتیں ہیں جو تاریخ کا حصہ بن چکی ہیں یہ شور کرنے سے ان حقیقتوں کو مٹایا نہیں جا سکتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، آدھے گھنٹے کے لیے وقت میں مزید توسیع کی جاتی ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! جہاں کہیں بھی کوئی واقعہ پیش آتا ہے چنیوٹ ہو' گجر خان ہو' لاہور میں عدیل والا واقعہ پیش ہو یا ماشاء اللہ رات کے وقت کوئی نہ کوئی ایسی طاقتیں ہیں جو اس آگ کو بجھانے کی بجائے اس آگ پر پٹرول ڈالنے کا کام کر رہی ہیں۔ ان امن کے پیغمبروں کے لیے جناب والا! ایک شعر ہے' میں عرض کرتا ہوں،

امن کے پیغمبروں کا رات ایک جلسہ ہوا
صبح ہوتے ہی میرے شہر میں قتل عام ہوا

جناب والا! جہاں کہیں بھی امن کے پیغمبروں کو پتہ لگتا ہے کہ آگ لگی ہوئی ہے تو یہ وہاں پر پہنچ کر پٹرول کا کام دیتے ہیں بغیر سوچے سمجھے' بغیر دیکھے کہ اس قسم کے جو بھی اقدامات ہیں ان کا کیا نتیجہ نکلے گا۔ جناب والا! ان کو سوچنا چاہیے' ان کو دیکھنا چاہیے۔

اے چشم اشک بار ذرا دیکھ تو ادھر
یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! ہم نے ان کی کتنی باتیں کتنے حوصلے سے سنی ہیں اور میں توقع کرتا ہوں کہ یہ میرے بھائی اپنے اندر حوصلہ پیدا کریں گے۔ جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جب ہم لا اینڈ آرڈر کے بارے میں نکتہ چینی کرتے ہیں تو ہمیں چند ایک عوامل کو مدنظر رکھنا پڑے گا۔ جناب والا! سب سے پہلے تو یہ دیکھنا پڑے گا کہ وہ کون سے عوامل ہیں' کس قسم کے حالات ہیں جن کے اندر اس وقت ہماری حکومت پنجاب کام کر رہی ہے۔ جناب والا! میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا ہے کہ جیسے کہ ہماری موجودہ حکومت سیکنڈ ٹرم میں برسراقتدار آئی ہے جب سے ہم اپنی انتہائی کوشش کے باوجود بھی مرکزی حکومت کی سرپرستی سے محروم ہیں۔ جناب والا! پہلے دن حلف برداری کی رسم میں رکاوٹ

گیا کہ یہ بات اس لیول پر زیب نہیں دیتی تھی۔ جناب والا! اس کے بعد ہم نے فیصلہ کیا اور چیف منسٹر صاحب نے 25 دسمبر کو قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پہ جانے کا پروگرام بنایا تھا۔ ہماری کیبنٹ نے، ہماری حکومت پنجاب نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ پروگرام معطل کریں کیوں کہ محترمہ وزیر اعظم تشریف لا رہی ہیں، آپ ان کو جا کر ضرور خوش آمدید کہیں۔ جناب والا! چند وزراء جو وہاں پر گئے تھے میں بھی ان میں شامل تھا۔ جب ہم وہاں ہوائی اڈے پر محترمہ بےنظیر صاحبہ (وزیر اعظم) کو لینے کے لیے گئے تو جیالوں نے گالیوں سے ہماری تواضع کی۔ جناب والا! آپ اندازہ کریں، ان کا یہ رویہ ہے۔ کتنی بار کہا گیا ہے کہ ہم نے یہاں پر صوبے اور مرکز کی قرارداد پاس کی ہے تاکہ معاملات ٹھیک ہوں، یہ لاء اینڈ آرڈر نہیں ہے تو کیا ہے، جب تک مرکزی حکومت کا تعاون صوبے کو حاصل نہیں ہوگا اس وقت تک صوبے میں امن و امان کی حالت کیسے بہتر ہو گی؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔۔۔ اعوان صاحب تشریف رکھیں، آرڈر پلیز۔۔۔ میں آپ سے عرض کروں گا کہ لاءمنسٹر صاحب کو مخل نہ کیا جائے، یہ نامناسب بات ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! اور میں دکھ سے عرض کرتا ہوں کہ اس کے بعد مارچ 1989ء کے دوسرے ہفتے میں مرکزی حکومت کے تمام وزراء کی فوج ظفر موج یہاں موجود تھی اور وہ پنجاب حکومت کو destablize کرنے کی کوششیں کر رہے تھے۔ اس دن وزیر اعلیٰ پنجاب، وزیر اعظم کے استقبال کے لیے ائیر پورٹ پر موجود تھے۔ اس حد تک جناب والا! کہ جب پرائم منسٹر صاحبہ گندم کی کٹائی کے سلسلے میں راجہ سکندر صاحب کی دعوت پر گئیں تو چیف منسٹر صاحب وہاں پہ بھی تھے۔ (قطع کلامیاں)

جناب والا! یہ مرکز اور صوبے کے تعلقات کی بات انھوں نے سو دفعہ کی ہے لیکن انھوں نے ہمیں ہی مورد الزام ٹھہرایا ہے۔ اس بارے میں ہم نے مرکز اور صوبے میں تعلقات کو بہتر کرنے کے لیے جو کوششیں کی ہیں، اور اچھے لیکچرز دیے ہیں ان کو سننے کے لیے اب ان میں حوصلہ نہیں۔ میں بات نہیں کرتا، اگر میں پنجاب اسمبلی میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پنجاب حکومت کتنی سنجیدہ ہے مرکز کے ساتھ اپنے تعلقات کو بہتر کرنے کے لیے تو سننا نہیں چاہتے۔ تو جناب والا! کوئی بات نہیں۔ جناب والا! اس وقت جو کچھ میں آپ کے سامنے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو کچھ بھی ذرائع ابلاغ کا رویہ ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔

جناب سپیکر، اس سلسلے میں میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ یہاں پر جو معزز اراکین حزب اختلاف کے ہیں انھوں نے یہاں مرکز اور پنجاب کے تعلقات پہ بات کی ہے امن عامہ کی صورت حال پر تقریر کے دوران انھوں نے کچھ تجاویز دی ہیں اور کچھ انھوں نے نکتہ چینی کی ہے۔ تو اب اگر لاءمنسٹر صاحب مرکز اور پنجاب کے تعلقات پہ ان کی باتوں کا جواب دینا چاہتے ہیں تو میں ان کو ہولڈ کرتا ہوں کہ وہ بالکل relevant ہیں اور ان کو مخل نہ کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون، جناب والا! بڑے دکھ سے عرض کرنا پڑتا ہے کہ ہم اپنے معزز اراکین حزب اختلاف کی باتیں کتنے حوصلے سے سنتے ہیں لیکن اس رویے میں ہاؤس کے اندر اور باہر کوئی خاص فرق نہیں۔ جناب والا! میں بات کر رہا تھا کہ وہ کون سی مشکلات ہیں جن کا پنجاب حکومت کو سامنا کرتے ہوئے کام کرنا پڑ رہا ہے۔ ذرائع ابلاغ کی حالت آپ کے سامنے ہے، ٹیلی ویژن تو اس کام پر چوبیس گھنٹے لگا ہوا ہے جیسے کہ اس کا کام ہی بس پنجاب حکومت کو بدنام کرنا ہے اور پنجاب حکومت نے لاء اینڈ آرڈر کی حالت کو aggravate کرنے کے لیے رول ادا کرنا ہے۔ جناب والا! پندرہ ہزار روپے کی ایک چوری سرگودھا میں ہوتی ہے تو اس کا پانچ پانچ دس دس منٹ تک ٹیلی ویژن پر تذکرہ کیا جاتا ہے، ڈیڑھ کروڑ روپے کی جیولری کا ڈاکہ کراچی میں پڑتا ہے تو اس کا ذکر کہیں نہیں ہوتا۔ جناب والا! حافظ آباد پل کا حادثہ ہوتا ہے چار آدمی ہلاک ہوتے ہیں اس پر تین دن تک متواتر رننگ کمنٹری ٹیلی ویژن پر آتی رہتی ہے کہ پنجاب حکومت نے ان کے لیے وہاں پر کوئی حفاظتی انتظامات نہیں کیے اور وہاں پر جہاں پر ریل کا حادثہ ہوتا ہے اور سینکڑوں آدمی مرتے ہیں تو اس میں صرف اپنے حفاظتی اقدامات کا پرچار کیا جاتا ہے۔ جناب والا! اس کے علاوہ ہمیں جو مالی مشکلات ہیں ان کی تفصیل بھی میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا۔ جن میں ترقیاتی فنڈز کا نہ ملنا، اور وفاقی افسران خاص طور پر محکمہ پولیس کے افسران کو جس طریقے سے disgrace کر کے تبدیل کیا جاتا رہا ہے اس سے بھی پولیس کا morale نیچا ہوا ہے۔ آئی جی پولیس کا کمانڈر ان چیف ہوتا ہے۔ ان کو اس طریقے سے بدلا گیا کہ اس طریقے سے تو چھوٹے سے عام گریڈ 17 کے افسر کو بھی نہیں بدلا جاتا، تمام coventions, traditions اور Rules of Procedure کو بالائے طاق رکھ دیا گیا اور مرکزی حکومت کی صرف غلط interference کو نہ ماننے کی پاداش میں سزا دی گئی۔ جہاں کمانڈر ان چیف کی disgrace ہوگی تو وہاں پر لازمی طور پر فورس demoralize ہوگی۔ جناب والا! 12 اپریل 1989ء کو وزیر اعظم صاحبہ نے پولیس ملازمین کو

چھ مراعات دیے کا اعلان کیا تھا جس پر ابھی تک کوئی عمل درآمد نہیں ہوا۔ اس کے علاوہ مرکزی حکومت کی طرف سے ممنوعہ بور کے لائسنس تھوک کے حساب سے دیے جا رہے ہیں۔ اس بارے میں پنجاب حکومت چیخ چیخ کر تھک گئی ہے کہ کم از کم اس کی ہمیں فہرستیں دے دیں تاکہ ان کی پولیس verification کروائیں۔ آپ جگو جیسے آدمیوں کو لائسنس دے رہے ہیں جس سے یہاں امن عامہ کی صورت حال پر بہت گہرا اثر پڑ رہا ہے۔ لیکن ہمیں ہمارے جو خطوط کا جواب دینا بھی مرکزی حکومت نے مناسب نہ سمجھا۔ جناب' امن عامہ کی صورت حال کو maintain کرنا ایک بہت مشکل کام ہے' اس کو بگاڑنا آسان ہے۔ ایک کلاشنکوف والا ایک گلی میں جا کر سپرے کر دے اور بھاگ جائے تو اس سے صریحاً منفی اثر پڑتا ہے۔ تو میں قائد حزب اختلاف سے دردمندانہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس سلسلے میں ہمارے ساتھ تعاون کا ہاتھ بڑھائیں اور ہمیں وہ فہرستیں فراہم کریں اور جب تک مقامی طور پر پولیس verification نہیں ہوگی کہ یہ آدمی کیسا ہے اس کو اسلحہ ملنا چاہیے کہ نہیں یا اس سے غلط قسم کے لوگوں کو اسلحہ ملے گا۔ اگر ایسا نہیں ہوگا تو پھر لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال پر اس کے غلط اثرات مرتب ہونا ایک فطری عمل ہے۔ جناب والا! پھر جو سزا یافتہ لوگ ہیں ان کو تھوک کے حساب سے دہشت گردوں کو' بڑے سنجیدہ قسم کے کیسوں میں ملوث لوگوں کو رہا کیا گیا جن کو یہ سیاسی قیدیوں کا نام دیتے ہیں۔ یہ میرے پاس آئیں میں ان کو ریکارڈ دکھاتا ہوں' ان میں علی فٹ بالر بھی ہے جس کو دس مرتبہ سزائے موت ملی ہوئی ہے۔ جناب والا! جب ایک عنصر کو یہ یقین ہو جائے کہ مجھے سزائے موت نہیں ہوتی اور یہ عمر قید میں تبدیل ہو جائے گی تو وہ آدمی دس پندرہ سال میں باہر نکل آتا ہے تو پھر جرائم کا انسداد کیسے ہوگا؟ جناب والا! 60 سال کی عمر سے زائد کے جتنے قیدی تھے چاہے وہ ڈکیتی میں تھے' ریپ میں تھے' قتل میں تھے اس قسم کے جتنے بھی قیدی تھے جن کو عمر قید ہو گئی ہوئی تھی۔ جنھوں نے پانچ سال تک سزا کاٹ لی تھی ان کو بیک قلم سب کے سب رہا کر دیا گیا۔ جب یہ سارے کے سارے لوگ معاشرے میں آئیں گے تو کیا وہ آ کر حکومت کے لیے مشکلات پیدا نہیں کریں گے؟

جناب سپیکر! فوری سماعت کی عدالتوں کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں۔ ہماری گزارش کے باوجود ان کو ختم کر دیا گیا۔ ان کے بہت مثبت اثرات مرتب ہو رہے تھے۔

جناب والا! منشیات اور اسلحے کے کارخانوں کا کنٹرول زیادہ تر دوسرے علاقوں میں ہے۔ وہاں جو چیزیں تیار ہوتی ہیں۔ وہاں سے جو چیزیں ادھر آتی ہیں اگر ان کو وہاں پہ کنٹرول نہیں کیا

جائے گا یہاں کس طریقے سے ہم ان میں رکاوٹ پیدا کریں گے؟ سرحدیں زیادہ [illegible] کی چیزیں تیار ہوتی ہیں اس سلسلے میں بھی ہم توقع کرتے ہیں کہ مرکزی حکومت ان کی حوصلہ شکنی کرے گی اور جہاں پر یہ بنتی ہیں وہیں پر ان کو ختم کیا جائے گا تو اس لعنت سے ہم محفوظ رہ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! سرحد میں بھی ان کی حکومت ہے اور مرکز میں بھی ان کی حکومت ہے۔ انھوں نے بڑی توپ چلائی اور سکوپ نظم دکھائی اور مرزا اقبال بیگ کو پکڑا تھا' اس کو بھی انھوں نے چھوڑ دیا۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ہمارے ہمسائے صوبہ سندھ میں جس قسم کے واقعات ہو رہے ہیں ان کا بھی پنجاب کے اوپر اثر پڑ رہا ہے۔ ان کی سرحدیں ہمارے ضلع راجن پور' ڈیرہ غازی خان' بہاولپور اور رحیم یار خان کے ساتھ بہت ملتی ہیں۔ ان کا بھی اثر پڑنا ایک فطری امر ہے۔

جناب والا! اس کے علاوہ میں تھوڑی سی اور تفصیل بھی بتاؤں گا کہ سندھ پولیس نے یہاں آ کر وارداتیں کی ہیں۔ پنجاب میں آ کر وارداتیں کی ہیں۔ میرے اپنے ضلع راجن پور میں' رحیم یار خان میں کی ہیں۔ وہ تفصیل بھی میں آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ اگر ہماری طرف سے اس قسم کا کوئی اقدام ہوتا تو پتا نہیں انھوں نے کیا پالیسی کرنی تھی۔ ان تمام تر عوامل کے باوجود میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری پولیس کی کارکردگی تسلی بخش رہی ہے۔

جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ڈکیتی کے جو مقدمات 1988ء میں درج ہوئے ہیں وہ 73 تھے۔ 1989ء میں 67 ہیں۔ اس میں 8 فی صد کمی ہوئی ہے اور برآمدگی میں 91 فی صد اضافہ ہوا ہے۔ اسی طریقے سے راہزنی کے پچھلے سال 444 مقدمات تھے اس سال 402 ہوئے ہیں۔ تین کروڑ 77 لاکھ روپے کی برآمدگی ہوئی ہے۔ نقب زنی کے 5150 مقدمات درج ہوئے ہیں ان میں 8 کروڑ 42 لاکھ روپے کی برآمدگی ہوئی ہے۔ مسروقہ مویشی کے بھی 4546 مقدمات درج ہوئے ہیں۔ 5 کروڑ 39 لاکھ کا مال چوری ہوا جس میں سے 4 کروڑ 91 لاکھ کی برآمدگی ہوئی ہے۔ موٹر سائیکلوں اور کاروں کی چوری کی واردات میں 3696 کیسز ہوئے ہیں اور 10 کروڑ 10 لاکھ 54 ہزار 863 روپے کی گاڑیاں برآمد ہوئی ہیں۔

جناب والا! مجھے نہایت افسوس سے یہ عرض کرنا پڑتا ہے کہ سندھ پولیس والے رحیم یار خان اور ضلع راجن پور کے ایک تھانے میانی میں بغیر پنجاب گورنمنٹ کو اطلاع کیے غیر قانونی طور پر آئے۔

ان کا مقابلہ وہاں مقامی لوگوں سے ہوا۔ مقامی لوگوں نے ان کو پکڑ لیا۔ دو آدمی ایک ان کا اور ایک ہماری طرف کا مارا گیا۔ ان کی وردیاں انھوں نے اتروالیں۔ ان کی بندوقیں لے لیں۔ ان کا سارا کچھ لے لیا۔ اس پر انسپکٹر جنرل آف پولیس سندھ نے ذاتی طور پر انسپکٹر جنرل آف پولیس پنجاب کو درخواست کی، انھوں نے میرے ساتھ مشورہ کیا پھر چیف منسٹر صاحب سے میں نے عرض کیا کہ ہمیں اس بات کو نہیں بڑھانا چاہیے۔ ہم نے ان کی وردیاں، ساری کی ساری ان کی رائفلیں وغیرہ ان کو واپس کر دیں۔ انھوں نے یہ وعدہ کیا۔ اس کے لیے ایک جوڈیشل انکوائری کا حکم ہوا۔ اے ڈی سی (جی) اس کے انکوائری آفیسر ہیں۔ اس کے بعد آج تک وہ واپس یہاں نہیں آئے اور انکوائری میں شامل نہیں ہوئے۔

جناب والا! یہ ظلم کی بات ہے کہ ایک صوبے کی پولیس غیر قانونی طور پر دوسرے صوبے میں آ کر قتل و غارت کرے، پھر مورد الزام ہمارے صوبے کو ٹھہرایا جائے۔ یہ وہ حالات ہیں جن میں ہم کام کر رہے ہیں۔ جناب والا! اسی طرح گزشتہ دنوں پچھلے مہینے کی بات ہے رحیم یار خان کی صادق آباد تحصیل میں ڈیڑھ سو پولیس کے آدمی چوروں کی طرح آئے۔ وہ مین روڈ سے نہیں آئے، دوسرے علاقے سے آئے اور وہ 21 آدمیوں کو غیر قانونی طور پر پکڑ کر لے گئے۔ اپنے کسی سیاسی لیڈر کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے۔ جناب والا! ان حالات کو مدنظر رکھا جائے۔ پھر سندھ کے ڈکیت جن کے لیے سندھ پولیس نے، سندھ گورنمنٹ نے پندرہ پندرہ لاکھ روپے انعام رکھے ہوئے تھے، وہ بھی پنجاب میں واردات کرنے کے لیے آئے تھے۔ سندھ میں انھیں پکڑے جانے کی توفیق نہیں ہوئی۔ ہماری پنجاب پولیس نے یہاں ان کو پکڑا ہے۔ اگر میں یہاں پر پنجاب پولیس کی کارکردگی کو سراہوں گا تو پھر میرے بھائی اس پر اعتراض کریں گے کہ پنجاب پولیس کو کیوں یہ خراج تحسین پیش کیا گیا۔ رحیم یار خان اور لاہور میں دو گینگ گرفتار کیے ہیں۔ لاہور پولیس نے گرفتار کیا ہے۔ سلیم بیگ ولد رشید بیگ جو لطیف آباد حیدرآباد کا ہے۔ کلیم اللہ ولد ہمیش گل، یہ بھی حیدرآباد کا ہے۔ محمد انور ولد صداقت حسین اجمیر نگری کراچی اور ان کے ساتھ تین مقامی مجرمان ہیں۔ ان کے خلاف آٹھ ڈکیتی اور رہزنی کے مقدمات تھے۔ ان مقدمات میں ساڑھے تین لاکھ کا مال مسروقہ برآمد ہوا ہے۔ مزید تفتیش جاری ہے۔ اسی طریقے سے رحیم یار خان پولیس نے پکڑا ہے۔ عرض محمد المعروف اجو ولد محمد پھلن، سکنہ بخشو واہاں ضلع خیر پور۔ نو مقدمات میں ملوث ہے۔ ارشاد عرف اٹو ولد نیک محمد سکنہ داگری ضلع خیر پور، دس مقدمات میں ملوث ہے۔ منظور احمد ولد نیک محمد پانچ مقدمات میں ملوث ہے۔ لطیف ولد مہرو سکنہ خمار شاہ ضلع خیر پور، دس مقدمات میں ملوث ہے۔ صوبہ سندھ حکومت نے ان کی گرفتاری پر پندرہ لاکھ روپے

انعام رکھا ہوا ہے۔ اس پر ایس پی رحیم یار خان اور ایس پی حیدر پور کی طرف سے سرٹیفکیٹ ہے۔
(مداخلت)

جناب سپیکر، ہاؤس میں شاؤٹ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ یہ گلی، بازار، محلہ نہیں۔ یہ ایوان ہے اور معزز ایوان ہے۔ اس میں شاؤٹ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون، جناب سپیکر! منشیات کے بارے میں ہماری پولیس نے تین چار بہت بڑے گروہ ہیں جن کو گرفتار کیا ہے اور ان سے کافی مقدار میں نارکوٹکس برآمد ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر، سردار صاحب! آپ کتنا وقت لیں گے تاکہ میں اس کے مطابق اس میں اضافہ کروں۔

وزیر قانون، پندرہ منٹ اضافہ کر لیں۔

جناب سپیکر، دس منٹ میں ہو جائے، پھر تو وقت میں توسیع کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ کوشش کیجیے کہ دس منٹ میں ختم کر لیں۔

وزیر قانون، ٹھیک ہے۔ جناب والا! ان منشیات فروشوں میں، ملتان کا ایک مشہور منشیات فروش ہے، منظور حسین بچکی ضلع شیخوپورہ کی یونین کونسل کا یہ چیئرمین ہے۔ اس کو گرفتار کیا گیا ہے۔ حاجی گل محمد ولد جمعہ گل، نذر محمد ولد گل محمد، ان کو گرفتار کیا گیا ہے اور ان کو پندرہ سال سزا ہوئی ہے۔ یہ کوئی مرزا اقبال بیگ والا ڈرامہ نہیں تھا۔ انھیں جائز طریقے سے پکڑا گیا ہے اور ان کو سزا ہوئی ہے۔ اکرم، نصرت بانو وغیرہ، ان کو سات سال سزا ہوئی ہے۔ یہ تو ہیں بڑے مگرمچھ، جن کے بارے میں بتایا ہے۔ ان کے علاوہ تعداد بہت زیادہ ہے۔

جناب والا! جہاں تک ناجائز اسلحے کی برآمدگی کا تعلق ہے، گزشتہ سال میں 191 کلاشنکوفیں پولیس نے برآمد کی ہیں۔ 16204 ریوالور اور پستولیں برآمد کیں ہیں۔ ہیروئن 2716 کلوگرام برآمد ہوئی ہے۔ چرس 1874 کلوگرام برآمد ہوئی ہے۔ افیون 1418 کلوگرام برآمد ہوئی ہے۔ شراب کی تقریباً 24 ہزار بوتلیں برآمد ہوئی ہیں۔ جناب والا! اس کے علاوہ سوا من سونا بھی برآمد ہوا ہے۔ عام قانون کے مطابق جو ایجنسی اس کو برآمد کرے، مرکزی حکومت اس پر ایک فی صد انعام کے طور پر دیتی ہے۔ مجھے دکھ سے عرض کرنا پڑتا ہے کہ ہماری پنجاب حکومت کو اور ہمارے جن لوگوں کی وہ کارکردگی تھی، ہمارے بارہا کہنے کے باوجود ان کی حوصلہ افزائی کے لیے قانون کے مطابق انھیں کچھ نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر! یہاں پر باتیں بہت ہوتی رہی ہیں۔ ہر بات پر تنقید برائے تنقید کی گئی ہے۔

جناب والا! ہماری پولیس نے چند سرکاری ملازمین نے اپنے فرائض منصبی ادا کرتے ہوئے اپنی جان' جان آفریں کو دی ہے۔ اسی طریقے سے چنیوٹ میں جو واقعہ ہوا ہے' اس سے بھی آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ سات پولیس والے مسلح تھے۔ اگر وہ بھی مجمع پر فائرنگ کرتے تو شاید ان کی اپنی جان بچ جاتی۔ لیکن مجمع میں سے بہت سے لوگوں کی جان ضائع ہو سکتی تھی۔ لیکن چونکہ مجمع کے لوگ چور ڈاکو نہ تھے کہ ان کے خلاف کارروائی کرتے۔ انھوں نے اپنی جان دے دی لیکن مجمع پر براہ راست فائرنگ نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ وہ ہمارے اس معاشرے کے عظیم سپوت تھے اور ہم ان کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! پولیس مقابلوں میں اٹھارہ کے قریب اشتہاری ملزم ہلاک ہوئے۔ چوبیس زخمی ہوئے اور 89 گرفتار ہوئے۔ جناب والا! ہماری پولیس کی نفری میں رپورٹ کے مطابق 44 ہزار کی کمی ہے اور پانچ ہزار نوجوانوں کی کمی پوری کی گئی ہے۔ وہ بھی آج سے بہت عرصہ پہلے' اس وقت 38 ہزار پولیس کے نوجوانوں کی کمی ہے۔ جناب والا! اس کے لیے ہم نے مرکزی حکومت کو فوری طور پر گزارش کی ہے کہ کم از کم ہماری کچھ امداد کی جائے۔ لیکن مجھے انتہائی دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ جہاں سندھ کو 7500 نئے نوجوان بھرتی کرائے گئے ہیں' 232 گاڑیاں دی گئی ہیں' 70 کروڑ روپیہ سندھ کو دیا گیا ہے' اس مد میں پنجاب کو ایک ٹیڈی پیسہ بھی نہیں دیا گیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

پھر بھی ہم سے یہ گلہ ہے کہ وفادار نہیں

جناب والا! یہاں پر خراج تحسین پیش کرنے پر میرے بھائی نے مجھے سخت سست کہا۔ ان کی اطلاع کے لیے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے سات ڈی ایس پی معطل کیے' اپنے فرائض منصبی ٹھیک طرح سرانجام نہ دینے پر کیے۔ 35 انسپکٹرز کو معطل کیا اور تقریباً پانچ سو سے زیادہ پولیس ملازمین کو' مختلف کیٹیگریز کے ملازمین کو ملازمت سے برطرف کیا گیا' بوجہ ان کی ناقص کارکردگی کے اور اگر انھوں نے ایک اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا تھا' اس پر ان کو شاباش دے دی' تو میں سمجھتا ہوں کہ اچھی کارکردگی پر ان کو بھی اس قسم کے موقع پر شاباش دینی چاہیے۔ میرے سامنے کل کا یہ اخبار ہے۔ "قصور میں پولیس مقابلہ' 263 کلو ہیروئن اور بھاری اسلحہ برآمد' 14 منشیات فروش گرفتار"۔ اس میں کوئی پندرہ کلاشنکوفیں اور بہت سارا اسلحہ برآمد ہوا۔ کل کا اخبار دیکھیں۔ اگر رانا صاحب برا نہ منائیں تو میں ان پولیس والوں کی کارکردگی پر بھی انھیں خراج تحسین پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! کتنا وقت رہ گیا ہے؟ اس کے مطابق میں کام کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، اگر آپ مزید بات کرنا چاہتے ہیں تو وقت میں توسیع کرنی پڑے گی۔

وزیر قانون، پانچ منٹ کر دیں۔

جناب سپیکر، تو وقت میں دس منٹ کی توسیع کی جاتی ہے۔

وزیر قانون، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس سیشن میں تین قراردادیں یکے بعد دیگرے پیش ہوئی ہیں۔ ایک قرارداد میں ہماری صوبائی اسمبلی نے مرکزی حکومت کو کشمیر کے معاملہ میں بھرپور تعاون کی یقین دہانی کرائی۔ دوسری قرارداد ہمارے اپوزیشن بھائیوں کی تھی جس کو میں نے سپورٹ کیا تھا اور وہ متفقہ طور پر carry ہوئی تھی کہ مرکز اور صوبے کے تعلقات کو فوری طور پر بہتر کرنے کے لیے عملی طور پر کوئی مثبت اقدام خلوص نیت کے ساتھ کیے جائیں کیونکہ اب یہ تماشہ بہت ہو چکا ہے۔ جناب والا! تیسرا ریزولیوشن اٹامک ری ایکٹر کے بارے میں تھا۔ جس سے بڑا صنعتی فائدہ ہوگا۔ جس میں یہ لکھا کہ صدر فرانس نے بڑے فراخ دلی کے ساتھ مہربانی کی۔ لیکن ٹی وی نے صرف جو مدح سرائی کی اس میں اس نے جو مثبت چیزیں تھیں ان کا کہیں ذکر نہیں کیا۔ جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور دردمندانہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ مہربانی کر کے ہمیں ایک دوسرے کو مارشل لاء کی باقیات کہنے سے گریز کرنا چاہیے۔ کیونکہ اب بہت تماشہ ہو گیا ہے۔ اب ہمیں ان چیزوں کو ختم کرنا چاہیے۔ آپ اب ان چیزوں پر پابندی لگائیں۔ نہ ہم ان کو اب یہ کہیں کہ ایوب کو وہ ڈیڈی کہتے تھے اور نہ یہ ہم کو کہیں کہ ضیاء الحق نے ان کو جان دی تھی۔ آپ اس پر پابندی لگائیں۔ آج مجھے مرحوم صفدر الحق کی روح یاد آ رہی ہے۔ اس نے بھی آپ کی خدمت میں اپیل کی تھی۔ ان چیزوں کا کوئی فائدہ نہیں۔ ادھر ہم افہام و تفہیم کی بات کرتے ہیں۔ ادھر ہم اس ملک میں سیاسی عمل کی ترقی کی بات کرتے ہیں۔ اس قسم کی باتوں سے ہم نہ ملک کی اور نہ سیاست کی کوئی خدمت کر رہے ہیں نہ قوم کی اور نہ اس ایوان کے وقار میں اضافہ کر رہے ہیں۔ جناب والا! میں یہ کہتا ہوں اور مجھے خوشی ہے کہ ہماری حکومت کے وقت میں بہت اہم واقعات ہوئے ہیں۔ لوکل گورنمنٹ کا الیکشن 1987ء میں ہوا۔ 1988ء میں جنرل الیکشن ہوا۔ جناب والا! محرم کا ایک اہم موقع ہوتا ہے۔ وہ ہوا اور اس کے علاوہ ضمنی انتخابات ہوئے ہیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے لاء اینڈ آرڈر کی حالت انتہائی تسلی بخش رہی ہے۔ اور جناب سپیکر! ہم نے آج تک اللہ کی مہربانی سے کسی بیرونی ایجنسی کو اپنی امداد کے لیے نہیں منگوایا جیسے رینجرز کو یا آرمی

لو۔ ہم اپنے محدود وسائل سے اپنے معاملات کو چلا رہے ہیں۔ جناب سپیکر! ہم نے یہ جو سلسلہ شروع کیا ہوا ہے کہ ہم ایک دوسرے کو ڈی سٹیبلائز کریں میں سمجھتا ہوں ان کو تھوڑا سا تاریخ سے سبق سیکھنا چاہیے۔ absolutely powerless ہونے سے power share کرنا بہتر ہے۔ پاور شیئر کرنا ان کو راس نہیں آتا۔ جس عمل سے یہ مرکزی حکومت میں آئے ہیں اس عمل سے ہم پنجاب حکومت میں آئے ہیں۔ جناب والا! اگر مسلم لیگ نے مارشل لاء نہ ہٹوایا ہوتا اور انتخاب پارٹی کی بنیاد پر نہ ہوتے، "ہم کو دعائیں دو تمہیں دلیر بنا دیا"۔ آج یہ بھی ایوان اقتدار میں نہ بیٹھے ہوتے۔ جناب والا! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں پنجاب کی حکومت نے اور ہم نے اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور فضل و کرم سے شرافت کو اپنا نصب العین بنایا ہے اور شرافت کا دامن ہم کبھی نہیں چھوڑیں گے۔ جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اور میں اپنے ان بھائیوں کو دعوت فکر دیتا ہوں کہ آپ مہربانی کر کے ہمارے ساتھ کیونکہ بہت سی قانون سازی ہے جو کرنٹ لسٹ پر ہے جس پر ہم کام کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن ہم فیڈرل گورنمنٹ کی اجازت کے بغیر نہیں کر سکتے۔ یہ مثبت رول ادا کریں اور مہربانی کر کے ہمارے ساتھ تعاون کریں۔ جو معاملات ہم مل جل کر مرکزی حکومت سے پنجاب کے مفاد کے لیے کر سکتے ہیں وہ کریں۔ مثلاً سپیڈی ٹرائل کورٹس۔ مجھے جناب انتہائی دکھ کے ساتھ یہ عرض کرنا پڑتا ہے۔ پرسوں پراچہ صاحب منسٹر فنانس آئے ہوئے تھے۔ شاہ محمود قریشی صاحب کی ان سے میٹنگ ہوئی۔ پنجاب حکومت کا ایک مطالبہ ایک ارب اناسی کروڑ روپے کا تھا۔ مرکزی حکومت نے اس بات پر اتفاق کیا کہ یہ 179 کروڑ نہیں بنتا، ہم تم کو 47 کروڑ دیں گے اور یہ بات طے شدہ ہے۔ وہ ہمارے ساتھ میٹنگ کرنے کے لیے آئے تھے۔ اور کچھ دینے کے لیے آئے تھے اب وہ یہاں کہہ کر گئے ہیں کہ ہم آپ کو وہ 47 کروڑ بھی نہیں دے سکتے۔ رات مجھے چیئرمین پی اینڈ ڈی ایک شادی پر ملے، وہ کہنے لگے کہ میں نے پراچہ صاحب سے پوچھا کہ پراچہ صاحب، آپ جو فیصلہ سنا رہے ہیں، آپ اپنے ضمیر سے تو پوچھیں کہ یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ مجھ میں جو ایک معمولی سرکاری ملازم ہوتے ہوئے یہ جرأت پیدا ہوئی میں نے ان سے یہ سوال کیا۔ ان کے پاس کوئی جواب نہ تھا اور کہا کہ مجبوری ہے۔ جناب والا! یہ ہمیں مالی طور پر بالکل squeeze کرنا چاہتے ہیں۔ اور ان کا یہ پروگرام ہے اور یہ پیپلز ورکس کے لیے اربوں روپے لٹا رہے ہیں۔ تو جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور ان سے دردمندانہ اپیل کرتا ہوں کہ یہ تماشہ بہت ہو چکا ہے۔ عوام تنگ آ چکے ہیں، ہمارے رائے دہندگان تنگ آ چکے ہیں۔ اب مہربانی کر کے یہ سلسلہ ختم ہونا چاہیے

جو آپ نے اس قسم کا شروع کر رکھا ہے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے' اگر آپ یہی بیوقوفی کریں گے تو آپ بھی نہیں رہیں گے۔ آپ یہ کہیں لکھ لیں میں یہ بات پورے اعتماد کے ساتھ کہہ رہا ہوں اور جن لوگوں کو آپ آگے لانے کی کوشش کر رہے ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ پورس کے ہاتھیوں کی طرح اپنی ہی صفوں کو روند کر' وہ آپ کی اپنی صفوں کو روند کر آپ کا بھی بیڑہ غرق کریں گے۔ یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے۔

جناب سپیکر! میں ان الفاظ کے ساتھ آپ کا' جناب قائد حزب اختلاف کا' معزز اراکین ٹریژری بنچز کا اور معزز اراکین حزب اختلاف کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس سیشن کے دوران انھوں نے میرے ساتھ بہت تعاون کیا اور اس سیشن کو کامیابی سے چلانے میں مہربانی کی۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، ملک صاحب تشریف رکھیں۔

راجہ محمد خالد خان، جناب سپیکر! میں نے اسمبلی سیکرٹریٹ کے ملازمین کے لیے آپ کی خدمت میں گزارش کی تھی۔

جناب سپیکر، جی ہاں درست ہے میں عرض کرتا ہوں۔ قبل اس کے کہ اس ایوان کو prorogue کروں' میں آخر میں کچھ صاحبان کا اپنی طرف سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ جناب لاءمنسٹر صاحب کا خاص طور پر کہ وہ تمام سیشن کے دوران ایوان میں حاضر رہے اور انھوں نے پوری تندہی سے ایوان کو چلانے میں ہمیشہ میرا ساتھ دیا اور اس ایوان کی کارروائی کو چلانے میں ہمیشہ افہام وتفہیم سے کام لینے میں اپوزیشن کے ساتھ ہمیشہ پہل کی اور یہ بات کبھی کچھ دوست اس انداز میں دیکھتے ہیں کہ وزیر قانون اور پارلیمانی امور اپوزیشن اراکین کو اپنی بغل میں لیتے اور ان سے پیار و محبت کا رشتہ جوڑتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں ایوان میں افہام وتفہیم کی فضا قائم رکھنے کے لیے یہ بہت ضروری بات ہے۔ اس لیے میں سردار صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور ساتھ ساتھ قائد حزب اختلاف رانا ثوکت محمود صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں' ان کی شفیق شخصیت ہمیشہ ایوان کے وقار میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔ ایوان کی کارروائی کو خوبصورت طریقے سے چلانے میں ہمیشہ وہ ساتھ دیتے ہیں اور میرا بھی وہ ہمیشہ اس معاملے میں ساتھ دیتے ہیں اور وہ نہایت سلیقے' تدبر اور نہایت ہوش مندی کے ساتھ میرا بھی ساتھ دیتے ہیں۔ قائد ایوان کے بارے میں میں یہ بھی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اس معزز اور محترم ایوان کے قائد ہیں اور وہ ہمارے محترم قائد ایوان ہیں۔ ان کو یہاں ہاؤس میں حاضر رہنے کے لیے مجبور نہیں کیا جا

سنتا۔ میں ہمارے حزب اختلاف کے بھائیوں نے اس بات کا بار بار اصرار کیا اور مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے وہ قائد ایوان سے کچھ اداسی سی محسوس کر رہے ہیں۔ لاءمنسٹر صاحب کے توسط سے ان کی خدمت میں یہ گزارش کی گئی ہے کہ وہ کبھی کبھی یہاں تشریف لائیں تو ایوان کی کارروائی کو زیادہ مفید اور زیادہ بامقصد بنانے میں ان کی تشریف آوری سے زیادہ آسانی پیدا ہوگی۔ اس بات کو مثبت انداز میں لینا ہے اور میں ذرائع ابلاغ سے بھی عرض کروں گا کہ یہ بات کرنے کا جو مقصد ہے اس کو اس مقصد کی حد تک رہنا چاہیے اور اس کو مثبت انداز میں لینا چاہیے۔ میں یہاں ان ممبران اسمبلی کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جو ایوان میں اکثر حاضر رہتے ہیں اور میں ان کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اپنے فرائض منصبی نہایت ذمہ داری کے ساتھ ادا کرنے کے لیے اس ایوان میں موجود رہتے ہیں۔ وہ حاضر رہتے ہیں۔ آپ اور میں بھی جانتا ہوں کہ وہ کون کون ہیں۔ میں ان کو جانتے ہوئے' ان کو سمجھتے ہوئے اور ان کی ایوان میں حاضری کو شدت سے محسوس کرتے ہوئے ان کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے علاوہ میں ان ممبران اسمبلی کو شاباش دینا چاہتا ہوں جنھوں نے یہاں ایوان میں رولز کے مطابق اور اچھی پارلیمانی روایات کے مطابق ہمیشہ خوبصورت بات کی' اچھی بات کی اور اس ایوان میں ایک اچھا ماحول قائم رکھنے میں چیئر کی مدد کی۔ میں ان سب معزز اراکین اسمبلی کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں جو یہاں قانون کی حکمرانی اور اچھی روایات کو قائم کرنے میں حصہ لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ میں ذرائع ابلاغ اور بالخصوص اپنے پریس کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ پنجاب اسمبلی کی کارروائی کی کوریج کے لیے وہ ہمیشہ اور پہلے سے زیادہ مثبت انداز میں اس کی رپورٹنگ کرتے ہیں۔ جوں جوں ہمارے پارلیمانی ایوانوں میں روایات پنپتی رہیں گی توں توں پارلیمانی رپورٹنگ میں نکھار پیدا ہوتا رہے گا اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس میں نکھار پیدا ہو رہا ہے اور بات مثبت طرف چل نکلی ہے۔ ان شاء اللہ اس میں اور اصلاح کی صورت پیدا ہوگی۔ تو میں ان کا بالخصوص پریس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں یہاں گیلری میں بیٹھنے والے افسران کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ وہ ہم میں سے ہیں اور ہمارے بھائی اور عزیز ہیں' ہم ان میں سے ہیں۔ اور اس معاشرے کی اصلاح ہماری مشترکہ ذمہ داری ہے۔ وہ یہاں بیٹھتے ہیں' کڑوی کسیلی باتیں بھی سنتے ہیں اور حوصلے کے ساتھ وہ ان تمام باتوں کو سنتے ہیں' سنتے ہیں۔ تو میں ان کو یہاں خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں اور ان کو یہ باور کرانا چاہتا ہوں کہ یہاں جو باتیں ہوتی ہیں وہ اصلاح احوال کے لیے ہوتی ہیں آپ کی ذات پر کوئی تنقید نہیں ہوتی اس معاشرے کو' اس ملک کو بہتر بنانا' ہماری آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے بہتر بنانا' یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے۔

پنجاب اسمبلی سیکرٹریٹ کے ملازمین جانفشانی سے اور ہمت سے کام کرتے ہیں۔ میں ان کو بھی شاباش کہتا ہوں اور ان کے لیے جتنے ایام ہمارے سیشن کے یہاں گزرے ہیں اس میں اگر ہم ورکنگ کو لیں تو پھر ان کا کچھ نہیں بنے گا۔ لیکن اپنی ورکنگ بزنس کو ہم زیادہ کنڈکٹ نہیں کر سکے تو اس میں ہمارے اسمبلی کے ملازمین کا تو کوئی قصور نہیں۔ اس لیے ان کے لیے میں 7 تاریخ سے لے کر آج تک کی جو ان کی تنخواہ بنتی ہے، وہ ایک تنخواہ کا اعلان کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

In exercise of the powers conferred on me under Article 54 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, Mian Manzoor Ahmad Wattoo, Speaker, Provincial Assembly of the Punjab hereby prorogue the Prvincial Assembly of the Punjab with immediate effect.